

واللہ اعلم بالصواب
 واما افاضاء وارضاء اللہ تعالیٰ کے لیے ہرگز نہ ہونے
 واما افاضاء کی تحریک و خالصہ ہاتھ اور کپڑے کیساتھ

کفایۃ المفتی

مع عنوانات

مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی
 محمد کفایت اللہ رحمہ اللہ

پیشکش
 لاہور

ذاللافتا جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیرِ نگرانی
دلائل کی تخریج و حوالہ جات اور کمپیوٹر کتابت کیساتھ

کفایت المفتی

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی

جلد سوم

کتاب الصلوة

دارالاعتماد 8 اردو بازار کراچی
فون: 021-2213768

کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر

اس جدید تخریج و ترتیب و عنوانات اور کمپیوٹر کمپوزنگ کے جملہ حقوق
باقاعدہ معاہدہ کے تحت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
طباعت : جولائی ۲۰۰۱ء تکلیل پریس کراچی۔
صفحات 3780 درجہ ۹ جلد مکمل

﴿..... ملنے کے پتے﴾

ادارۃ المعارف جامعہ اراکھوہ کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰-۱۱ مارکچہ ہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادی بی بی ہسپتال روڈ لاہور
مکتبہ رحمانیہ ۱۸-۱۱ اردو بازار

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 26-۱۱ ہور روڈ لاہور
تکثیرہ کتب خانہ - چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ شہید بی۔ بی۔ مارکیٹ راجہ بازار روڈ لاہور
یونیورسٹی بک اسٹوریٹس خیبر بازار پشاور

دیباچہ

نحمدہ اللہ العلیٰ العظیم ونصلیٰ علیٰ رسولہ الکریم ؐ

امسا بعد۔ یہ کفایت المفتی کی جلد سوم قارئین کے پیش نظر ہے۔ جلد اول کے دیباچے میں عرض کیا گیا تھا کہ جو فتاویٰ جمع کیے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔ اول وہ فتاویٰ جو مدرسہ امینیہ کے رجسٹروں میں سے لیے گئے ہیں۔ ایسے فتاویٰ کی پہچان یہ ہے کہ لفظ المستفتی پر نمبر بھی ہے اور مستفتی کا نام و مختصر پتہ اور تاریخ روانگی بھی درج ہے۔ بعض جگہ سوال نقل نہیں کیا گیا ہے بلکہ لفظ جواب دیگر کے اوپر مستفتی کا نمبر ڈال دیا گیا ہے۔ دوسرے وہ فتاویٰ جو سر روزہ الجمعیت سے لیے گئے ہیں ان میں لفظ سوال کے نیچے اخبار کا حوالہ دیا گیا ہے۔ تیسرے وہ فتاویٰ جو گھر میں موجود تھے یا باہر سے حاصل کیے گئے یا مطبوعہ کتب میں سے لیے گئے۔

لفظ جواب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل شدہ فتاویٰ کی کل تعداد ظاہر کرنے کے لئے سیریل نمبر ہے۔ یہ جلد سوم جو آپ کے پیش نظر ہے اس میں درج شدہ فتاویٰ کی اقسام کی تفصیل یہ ہے۔

رجسٹروں سے ۳۳۷ الجمعیت سے ۱۳۷ متفرق ۲۰۱ کل ۷۸۶

کفایت المفتی جلد اول و دوم و سوم کے کل فتاویٰ کی تعداد پندرہ سو اسی تھ ہوئی۔

اب انشاء اللہ جلد چہارم آئے گی جو کتاب البیان سے شروع ہوتی ہے۔

واخر دعوتنا ان الحمد للہ رب العلمین

احقر حفیظ الرحمان و اصف

فہرست عنوانات

کتاب الصلوٰۃ

پہلا باب
اذان و تکبیر

۳۵	۱ نماز کے علاوہ کن مواقع پر اذان کہنا جائز ہے؟
۶	۲ فرض نماز کے لئے اذان سنت مؤکدہ ہے
۳۶	۳ اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹہ جانا
۶	۴ اقامت میں دائیں یا بائیں مڑنے کا حکم
۶	۵ بجا لگنے کے لئے اذان کا حکم
۳۷	۶ اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا
۶	۷ اذان میں دو وقت شادتین آگوشے چومنا
۶	۸ اقامت کے لئے کوئی جگہ متعین نہیں
۶	۹ جواب دیگر
۳۸	۱۰ اقامت میں دو وقت کلمہ شادتین امام کا پیٹھ پھیرنا
۶	۱۱ اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹہ جانا
۶	۱۲ بے نماز اور غلطی شخص کو مؤذن بنا دیا درست نہیں
۳۹	۱۳ اذان سے پہلے یا بعد میں نثارہ جانا درست نہیں
۶	۱۴ اذان کے بعد پیش کی جھنکی چاہیہ عت ہے
۶	۱۵ اذان و اقامت کے اختتام پر ”حمد رسول اللہ!“ کا اضافہ
۵۰	۱۶ فونو گراف کے لئے اذان کہنے سے نماز مکروہ نہیں ہوتی
۶	۱۷ اقامت میں ”حی علی الصلوٰۃ“ پر کھڑا ہونا مستحب ہے
۵۱	۱۸ رفع ہاتھ کے لئے اذان کہنا مباح ہے
۶	۱۹ اذان میں دو وقت شادتین آگوشے چومنا
۶	۲۰ اذان کے بعد جماعت کے لئے گھنٹہ جانا مکروہ ہے
۵۲	۲۱ اذان کے لئے اسپیکر کا استعمال مباح ہے
۶	۲۲ امام مصلیٰ پر کب کھڑا ہو؟

صفحہ	مضمون
۵۳	۲۳ امام اور مقتدیوں کا شروع اقامت میں کھڑے ہونا.....
۶	۲۴ تکبیر لولی میں شرکت کی حد.....
۵۴	۲۵ اذان کا جواب دینا سنت ہے.....
۶	۲۶ شہادتین سن کر انگوٹھے چومنا بدعت ہے.....
۶	۲۷ اذان کے بعد دعائیں ہاتھ اٹھانا طاعت نہیں.....
۶	۲۸ اذان کے بعد نماز کے لئے بلانا صحیح میں داخل ہے.....
۵۵	۲۹ جماعت کے وقت مؤذن کا بآواز بلند درود پڑھنا.....
۵۶	۳۰ مؤذن کی موجودگی میں دوسرے شخص کا اذان کہنا.....
۵۷	۳۱ شہادتین سن کر انگوٹھے چومنا بدعت ہے.....
۶	۳۲ سوال مثل ہالہ.....
۵۸	۳۳ جواب دیگر.....
۶	۳۴ اذان فجر کے بعد لوگوں کو نماز کے لئے بلانا.....
۶۰	۳۵ ایک شخص کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے.....
۶	۳۶ اذان کے بعد دعائیں "والدرجۃ الرفیۃ" اور "ولرز قشاقلاۃ" کا اضافہ.....
۶۱	۳۷ رمضان المبارک میں نماز مغرب کو تاخیر سے پڑھنا.....
۶	۳۸ اذان میں روانفس کی طرف سے کیا گیا اضافہ حجت نہیں.....
	دوسرے باب
	لوقات نماز
۶۲	۳۹ نماز فجر ظہر اور عصر کا مستحب وقت کیا ہے؟.....
۶۳	۴۰ ظہر اور عصر کے وقت کی تحقیق.....
۶	۴۱ مثل اول کے نماز عصر کا حکم.....
۶۴	۴۲ نماز عصر کے بعد نوافل پڑھنا مکروہ ہے.....
۶	۴۳ عشاء کو کب تک مؤخر کر سکتے ہیں؟.....
۶۵	۴۴ شفق ایض کے غائب ہونے کے بعد عشاء پڑھنا بہتر ہے.....
۶	۴۵ نماز فجر اور عصر کے بعد نوافل پڑھنے کا حکم.....
۶	۴۶ طلوع فجر کے بعد سنت کے علاوہ نوافل پڑھنا مکروہ ہے.....
۶	۴۷ مسجد میں جماعت کی نماز کے لئے وقت مقرر کرنا.....

صفحہ	مضمون
۶۶	۳۸ رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں.....
۶۷	۳۹ نماز جمعہ کا وقت ظہر کی طرح ہے.....
۶۸	۵۰ جماعت کے وقت جنازہ آجائے تو کس کو مقدم کیا جائے؟.....
۶۹	۵۱ مغرب کا وقت کب تک رہتا ہے؟.....
۷۰	۵۲ طلوع آفتاب بزوال اور غروب کے وقت کوئی نماز جائز نہیں.....
۷۱	۵۳ جواب دیگر.....
۷۲	۵۴ رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھنا جائز ہے.....
۷۳	۵۵ وقت عصر کے بارے میں چند سوالات.....
۷۴	۵۶ نمازیوں کی آسانی کے لئے جماعت کا وقت مقرر کرنا بھروسہ ہے.....
۷۵	۵۷ دو نمازوں کو اکٹھے وقت میں پڑھنا جائز نہیں.....
۷۶	۵۸ نواں جماعت میں کتنا وقفہ کیا جائے؟.....
۷۷	۵۹ نماز فجر سورج طلوع ہونے کے بعد قضاء کی جاسکتی ہے.....
۷۸	۶۰ غروب آفتاب کے کتنی دیر بعد عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے؟.....
	تیسرا باب
	امامت و جماعت
۷۹	فصل اول: امامت.....
۸۰	۶۱ یتابع کی امامت کا حکم.....
۸۱	۶۲ (۱) دیکھنے والے کی امامت.....
۸۲	(۲) خفیوں کو مشرک کہنے والے غیر مقلد کی امامت کا حکم.....
۸۳	۶۳ مسجد میں امام مقرر کرنے کا اختیار کس کو ہے؟.....
۸۴	۶۴ بغیر شرعی عذر کے پہلے امام کو معزول کرنا درست نہیں.....
۸۵	۶۵ غلط خوال کی امامت.....
۸۶	۶۶ جھوٹ لےنے والے تختہ کار امام کے پیچھے نماز کا حکم.....
۸۷	۶۷ ضالین کو غالیین پڑھنے والے کی امامت.....
۸۸	۶۸ امامت کی اجرت لینا جائز ہے.....
۸۹	۶۹ صرف ٹوٹی چمن کر امامت کرانا جائز ہے.....
۹۰	۷۰ حالت جنابت میں نماز پڑھانے والے کا حکم.....

صفحہ	مضمون
۷۸	۷۱ امام کا ”دور“ یا محراب کے اندر کھڑا ہونا۔
۷۹	۷۲ خواہ مخواہ امام سے اختلاف نہ کیا جائے۔
۷۹	۷۳ وازھی کھانے والے اور مسائل سے ناواقف کی امامت مکروہ ہے۔
۷۹	۷۴ تہنید باندھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔
۸۰	۷۵ (۱) اس بیویا کے پیچھے نماز پڑھا کر اہت جائز ہے جو طہارت میں محتاط ہو۔
۷۹	(۲) بیویا حافظہ کے پیچھے ترلوٹ کا حکم۔
۷۹	(۳) چونکہ کچن کر نماز پڑھنا جائز ہے۔
۷۹	۷۶ منکر رسالت کو امام بنانا جائز نہیں۔
۷۹	۷۷ غلط چٹھے سے نائب متقی اور پرہیزگار کی امامت۔
۸۱	۷۸ ترلوٹ میں پلٹے حفظہ والے حافظہ کو امام بنایا جائے۔
۷۹	۷۹ عالم کی موجودگی میں غیر عالم کی امامت۔
۸۲	۸۰ چند رسال کی عمر والے کے پیچھے نماز جائز ہے۔
۷۹	۸۱ شہوت پرست مبتدع کے پیچھے نماز کا حکم۔
۷۹	۸۲ بدعتی جہر کے موعود خلیفہ کے پیچھے نماز کا حکم۔
۸۳	۸۳ جو امام ”قاف“ کا خرج اولاد کر سکے۔
۷۹	۸۴ تعویذ گنڈے کرنے اور فال پانے دیکھنے والے کی امامت۔
۸۴	۸۵ وازھی منڈے سے خود کو بہتر کہنے والے کی امامت۔
۷۹	۸۶ غیر مختون کی امامت کا حکم۔
۷۹	۸۷ جو اکیلے والے اور والدین کے بافرمان کی امامت۔
۸۵	۸۸ خصال کے پیچھے نماز جائز ہے۔
۷۹	۸۹ غلط پڑھنے والے کی اقتدا کا حکم۔
۸۶	۹۰ غیر شرعی فعل کے مرتکب شخص کی امامت۔
۷۹	۹۱ مؤذن اور خادم کے فرائض۔
۷۹	۹۲ امام مقرر کرنا متولی کا حق ہے۔
۸۷	۹۳ انیون اور پوست پینے والے کی امامت۔
۷۹	۹۴ امام وقت پر نہ پہنچے تو دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے۔
۸۸	۹۵ بلا وجہ شرعی امام سے اختلاف نہ کیا جائے۔

صفحہ	مضمون
۸۸	۹۶ ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے.....
۹	۹۷ ذبح کرنے والے کی لامت.....
۸۹	۹۸ میت کو غسل دینے والے کو امام مقرر کرنا کیسا ہے؟.....
۹۰	۹۹ بد چلن بیٹنی والے کی لامت.....
۹۱	۱۰۰ (۱) یزید پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں؟.....
۹	(۲) خود کو یزید جیسا کہنے والے کی لامت.....
۹	(۳) حضرت حسینؑ کی طرف منسوب ایک روایت.....
۹	۱۰۱ مسائل سے واقف پیدہ ور شخص کی لامت.....
۹	۱۰۲ (۱) شافعی مذہب چھوڑ کر حنفی بننے والے کی اقتدا کا حکم.....
۹	(۲) شافعی مذہب والے کے پیچھے حنفی کی اقتدا.....
۹	(۳) صبح کی نماز میں شافعی امام کے پیچھے حنفی قوت پڑھیں یا نہیں؟.....
۹۲	(۴) جہاں اکثر مقتدی حنفی ہوں تو شافعی امام کس طرح نماز پڑھائے؟.....
۹	۱۰۳ ضرورت کی بنا پر امام اپنا نائب مقرر کر سکتا ہے.....
۹۳	۱۰۴ بیٹنی کی بد کرداری پر راضی ہونے والے کی لامت کا حکم.....
۹۵	۱۰۵ (۱) ختم قرآن کی اجرت لینے والے کی لامت.....
۹	(۲) دم لور تعویذ کی اجرت لینا جائز ہے.....
۹	۱۰۶ امام سے غلام باندھ کر نماز پڑھانے کا مطالبہ درست نہیں.....
۹۶	۱۰۷ امام کی اجازت کے بغیر دوسرے شخص کو امامت کا حق نہیں.....
۹	۱۰۸ ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے.....
۹	۱۰۹ ایدعات شنیعہ کے مرتکب کی امامت کا حکم.....
۹۷	۱۱۰ نیک اور صالح ولد الزنا کی امامت کا حکم.....
۹	۱۱۱ ڈالزھی منڈانے والے کے پیچھے نماز ٹھیک ہے.....
۹	۱۱۲ بد کردار امام کو معزول کرنا جائز ہے.....
۹۸	۱۱۳ جو عالم حافظ و قاری ہو تو زیادہ حق دار ہے.....
۹	۱۱۴ زیادہ عمر والے متقی عالم کو امام بنانا افضل ہے.....
۹۹	۱۱۵ اختلاف کے وقت کثرت رائے سے امام مقرر کرنا چاہیے.....
۹	۱۱۶ ڈالزھی منڈے کے پیچھے نماز ٹھیک ہے.....

صفحہ	مضمون
۱۰۹	(۲) صحیح کی موجودگی میں بیہوشی کی لامت.....
۱۱۰	۱۳۸ کم علم اور متکبر امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے.....
۱۱۲	۱۳۹ (۱) لامت کے لئے کیا شخص مناسب ہے؟.....
۷	(۲) جس کی عورتیں پردہ نہ کریں اس کی لامت.....
۶	۱۴۰ منکر شفاعت اور قادیانی کو کافرنہ سمجھنے والے کی لامت.....
۱۱۳	۱۴۱ بے نکاحی عورت رکھنے والے اور سینہ لکھنے والے کی لامت.....
۱۱۳	۱۴۲ (۱) مرزائیوں سے تعلقات رکھنے والے کی لامت.....
۶	(۲) مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی.....
۶	(۳) مکی مسجد کو گرا کر پختہ مانا.....
۶	(۴) جس میں صلاحیت نہ ہو اس کو معزول کیا جائے.....
۱۱۵	۱۴۳ (۱) ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے.....
۶	(۲) تماشے اور سینہ لکھنے والے کی لامت.....
۶	۱۴۴ لامت کا حق کس شخص کو ہے.....
۱۱۶	۱۴۵ (۱) جذام والے شخص کے پیچھے نماز کا حکم.....
۶	(۲) نابالغ کی لامت ترویج میں بھی جائز نہیں.....
۶	۱۴۶ غیر مقلد کے پیچھے نماز کا حکم.....
۱۱۷	۱۴۷ یتیموں کا مال کمانے والے شخص کی لامت.....
۶	۱۴۸ رشوت خور اور جھوٹے لئے والے کی لامت.....
۱۱۸	۱۴۹ امام نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے.....
۶	۱۵۰ جس سے اکثر نمازی ناراض ہوں اس کی لامت کا حکم.....
۱۱۹	۱۵۱ فعل بد کرنے والے کی اقتداء کا حکم.....
۶	۱۵۲ بد کردار امام جس سے اکثر مقتدی ناراض ہوں.....
۱۲۰	۱۵۳ ٹوپی کے ساتھ نماز جائز ہے.....
۱۲۱	۱۵۴ قصد ٹوپی میں درود پڑھنے والے کی اقتداء.....
۶	۱۵۵ جس کی بیوی بے پردہ ہو اس کی لامت.....
۶	۱۵۶ مسائل سے ناواقف اور ناخبر کرنے والے کی لامت.....
۱۲۲	۱۵۷ صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا.....

صفحہ	مضمون
۱۲۲	۱۵۸ حافظ قرآن ناظرہ خواں سے افضل ہے.....
۵	۱۵۹ سوال متعلقہ صحت امامت.....
۱۲۳	۱۶۰ امام مقرر کرنے کا اختیار کس کو ہے؟.....
۱۲۳	۱۶۱ زمانہ کے مرتکب کی امامت مکروہ ہے.....
۵	۱۶۲ رشوت دینے اور بلیک کرنے والے کی امامت.....
۵	۱۶۳ جواب نمبر.....
۵	۱۶۴ جواب نمبر.....
۱۲۵	۱۶۵ ہمدردیوں کھانے والے کی امامت.....
۵	۱۶۶ جس نے سفینت پر صبی ہو تو وہ نماز پڑھا سکتا ہے.....
۵	۱۶۷ پابند شریعت عالم کو امام بنانا افضل ہے.....
۱۲۶	۱۶۸ استحقاق امامت کس کو ہے؟.....
۵	۱۶۹ (۱) ملطہ پڑھنے والے کی اقتداء کا حکم.....
۵	(۲) امام مسجد نماز پڑھانے کا زیادہ حق دار ہے.....
۱۲۷	۱۷۰ جس کی بی بی زانیہ ہو اس کی امامت.....
۵	۱۷۱ ناظرہ کے پیچھے حافظ کی نماز درست ہے.....
۵	۱۷۲ برص والے شخص کی امامت.....
۱۲۸	۱۷۳ جو راہے کو امام بنانا کیسا ہے؟.....
۵	۱۷۴ نماز چند روزہ احکام کا حق امام مسجد کو ہے.....
۵	۱۷۵ ڈالڑھی کاٹنے والے کی امامت.....
۱۲۹	۱۷۶ (۱) تعویذ بنانے والے کی امامت.....
۵	(۲) سگریٹ پینے والے اور محفل میلاد کرنے والے کی امامت.....
۵	۱۷۷ (۱) بکریہ مشین ذبح کئے ہوئے بکرے کا گوشت پھینے والے کی امامت.....
۵	(۲) قصاب کا مہینہ سیسا ہے.....
۵	(۳) کچے چمڑے کے تاجری کی امامت.....
۵	(۴) جس کی بی بی بے پردہ ہو اس کی امامت.....
۵	(۵) نشہ کرنے اور گان دینے والے کی امامت.....
۵	(۶) امام جس سے مقتدری تاخوش ہوں.....

صفحہ	مضمون
۱۲۹	(۷) فاسق و فاجر کی اقتداء کا حکم....
۲	(۸) فاسق و فاجر کا بدعتی امام بننا....
۱۳۱	۱۷۸ ایک چشم کی امامت.
۹	۱۷۹ بلا وجہ شرعی امام کے پیچھے نماز کا ترک
۱۳۲	۱۸۰ بغیر عمامہ ٹوپی کے ساتھ نماز
۵	۱۸۱ دوسرے مذہب والے کی اقتداء کا حکم
۱۳۳	۱۸۲ امام کا مقتدیوں سے بلند جگہ پر کھڑا ہونا.....
۶	۱۸۳ مجاور کی امامت...
۷	۱۸۴ پابندی سے نماز نہ پڑھنے والے کی امامت.....
۱۳۴	۱۸۵ پیش امام کی تعظیم و تکریم واجب ہے.
	فصل دوم : جماعت
۷	۱۸۶ مسجد میں تکرار جماعت کا حکم
۷	۱۸۷ جماعت سے ہٹ کر الگ نماز پڑھنا
۱۳۵	۱۸۸ جماعت امرو میں نئے آنے والے کی شرکت درست نہیں
۷	۱۸۹ جماعت میں عورتیں اور بچے کہاں کھڑے ہوں؟
۱۳۶	۱۹۰ مرتکب کبیرہ کی امامت....
۱۱	۱۹۱ مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے.
۱۳۷	۱۹۲ مسجد میں تکرار جماعت کا حکم..
۱۱	۱۹۳ مسجد میں دو جماعت کے متعلق ایک استفادہ
۵	۱۹۴ مجزوم جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟
۱۳۸	۱۹۵ دوسرے قعدہ میں ملنے والے کو جماعت کا ثواب ملتا ہے...
۷	۱۹۶ اعادہ والی نماز میں نئے آنے والے شریک نہیں ہو سکتے....
۱۳۹	۱۹۷ امام چار رکعت پڑھ کر پانچویں کے لئے اٹھ گیا تو مقتدی کیا کریں؟
۷	۱۹۸ صف اول کی فضیلت.
۷	۱۹۹ مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم
۱۴۰	۲۰۰ (۱) سلام اول کے بعد اقتداء اور دست نہیں..
۷	(۲) بدعتی کی امامت مکروہ ہے.....

صفحہ	مضمون
۱۴۱	۲۰۱ عورتوں کی الگ جماعت جائز ہے یا نہیں؟
۵	۲۰۲ امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے۔
۱۴۲	۲۰۳ گھر میں نماز پڑھنے والے پر وعید.....
۱۴۳	۲۰۴ عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے
۶	۲۰۵ اشکال پر جواب بالا.....
۱۴۴	۲۰۶ (۱) مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے.....
۵	(۲) صرف ٹوپی کے ساتھ نماز جائز ہے.....
۱۴۵	۲۰۷ مقتدی نے زید کی نیت کی بعد میں معصوم: واکہ بحر تھ تو نماز نہیں ہوئی۔
۵	۲۰۸ امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے
۶	۲۰۹ صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہونا مکروہ ہے.....
۱۴۶	۲۱۰ (۱) مسجد کی بالائی منزل پر جماعت کرنا
۷	(۲) گوروں کے درمیان صف بنانا.....
۵	۲۱۱ جہاں امام مقرر ہو وہاں جماعت ثانیہ کا حکم.....
۵	۲۱۲ مسجد کے صحن میں نماز کا حکم.....
۱۴۷	۲۱۳ صف میں جگہ نہ ہو تو آنے والا کہاں کھڑا ہو.....
۵	۲۱۴ جماعت ثانیہ کا حکم.....
۱۴۸	۲۱۵ بوقت تلوٰۃ فرض کی جماعت کرنا.....
۵	۲۱۶ مسجد محلہ میں تکرار جماعت مکروہ ہے.....
۱۴۹	۲۱۷ محلہ کی مسجد میں دوسری جماعت کا حکم
	چوتھا باب
	مسجد اور عید گاہ کے آداب
۵	فصل اول: مسجد میں جنبی کا داخل ہونا.....
۵	۲۱۸ مسجد میں سوئے ہوئے شخص کو احکام ہو جائے تو کیا کرے؟.....
۶	۲۱۹ جنبی صحن مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟.....
۱۵۰	فصل دوم مسجد کی کسی چیز یا زمین کو استعمال کرنا یا میت کو دفن کرنا.....
۵	۲۲۰ مسجد کے اندر خیمہ کرنا.....
۵	۲۲۱ مسجد کی پوری کا جلسہ میں استعمال.....

صفحہ	مضمون
۱۵۰	۲۲۲ مسجد کے پانی کا استعمال
۱۵۱	۲۲۳ تلاوت کے لئے مسجد کی بنی کا استعمال
۶	۲۲۴ مسجد کی زمین میں میت کو دفن کرنا
۶	۲۲۵ مسجد کی دریوں کو عید گاہ میں استعمال کرنا
۱۵۲	فصل سوم: مسجد کے سامنے باجہ جانا
۶	۲۲۶ مسجد کے قریب باجہ جانا
۶	۲۲۷ مسجد کے قریب شور مچانا اور گانا جانا...
۱۵۳	۲۲۸ مسجد کے قریب گانے والوں کو روکا جائے
۱۵۳	۲۲۹ مسجد کے سامنے باجے وغیرہ جاتے ہوئے گزرنا
۶	فصل چہارم: زمین مقصوبہ یا غیر موقوفہ پر نہائی یا مال حرام سے نہائی ہوئی مسجد
۶	۲۳۰ مال حرام سے نہائی ہوئی مسجد میں نماز کا حکم
۱۵۵	۲۳۱ گھروں کی کمائی سے بنی ہوئی مسجد میں نماز کا حکم
۶	فصل پنجم: مسجد میں یا سقف مسجد پر سونا قیام کرنا اور نماز پڑھنا
۶	۲۳۲ مسجد کے لوہے پر امام کے لئے کمرہ بنانا...
۶	۲۳۳ مسجد میں سونا
۱۵۶	۲۳۴ خادم کا مسجد میں مستقل رہائش کرنا
۶	۲۳۵ مسجد میں رہائش کرنا
۱۵۷	۲۳۶ نمازیوں کا مسجد میں سونے کی عادت بنانا...
۶	۲۳۷ (۱) مسجد کے کمرے میں سونا
۶	(۲) مسجد میں سالن کے لئے صندوق رکھنا
۶	(۳) تعمیر کے لئے جمع شدہ چندہ کو امام و مؤذن کی تحفہ لوٹیں دینا
۶	(۴) مسجد میں رات کو غلیف پڑھنا
۱۵۸	۲۳۸ مسافر کا مسجد میں سونا
۶	۲۳۹ مسجد کی چھت پر کھانا پکانا اور سونا
۱۵۹	۲۴۰ (۱) مسجد کے اندر نماز کا ثواب زیادہ ہے یا لوہے؟
۶	(۲) دروازوں کے درمیان صف بنانا

صفحہ	مضمون
۱۵۹	(۱) گری کی وجہ سے مسجد کی چمت پر نماز.....
۱۶۰	(۲) جمعہ کی سنتوں کے لئے "الصلوٰۃ قبل الجمعة" پکارنا.....
۱۶۱	فصل ششم: حقوق متعلقہ مسجد.....
۱۶۲	۲۴۲ قادیانیوں کا مسلمانوں کی مسجد میں جماعت کرنا.....
۱۶۳	۲۴۳ حفاظت کی خاطر مسجد کو تالا لگانا.....
۱۶۴	۲۴۴ مسجد کی حفاظت مسلمانوں پر لازم ہے.....
۱۶۵	۲۴۵ محلے کی مسجد میں نماز افضل ہے.....
۱۶۶	۲۴۶ مسجد پر ملکیت کا دعویٰ باطل ہے.....
۱۶۷	۲۴۷ مکان کے اندر مسجد بنانا.....
۱۶۸	۲۴۸ مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی.....
۱۶۹	۲۴۹ "مسجد کی دیوار توڑ دی گئی" کہنا.....
۱۷۰	۲۵۰ مسجد کا پیسہ دوسری جگہ خرچ کرنا جائز نہیں.....
۱۷۱	۲۵۱ مسجد کے بانی کو تولیت کا حق ہے.....
۱۷۲	۲۵۲ مسجد کے کسی حصہ پر قبضہ کرنا جائز نہیں.....
۱۷۳	فصل ہفتم: مساجد میں غیر مسلموں کا داخلہ.....
۱۷۴	۲۵۳ غیر مسلم مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟.....
۱۷۵	فصل ہشتم: مسجد کے سامان کا فروخت کرنا.....
۱۷۶	۲۵۴ یراق مسجد کے سامان کا حکم.....
۱۷۷	۲۵۵ (۱) مسجد کے لمبے کا حکم.....
۱۷۸	(۲) ہندوؤں سے تعمیر مسجد کا کام لینا.....
۱۷۹	۲۵۶ مسجد کی تعمیر سے بچی ہوئی لکڑی کا حکم.....
۱۸۰	۲۵۷ تعمیر مسجد سے بچے ہوئے سامان کا حکم.....
۱۸۱	۲۵۸ فاضل سامان کو فروخت کرنا.....
۱۸۲	فصل نہم: مسجد میں چندہ کرنا اور سوال کرنا.....
۱۸۳	۲۵۹ نماز کے بعد مسجد میں چندہ کرنا.....
۱۸۴	۲۶۰ سوال مثل بالا.....

صفحہ	مضمون
۱۶۹	۲۶۱ دورانِ خُشبِ چندہ کا حکم
۲	۲۶۲ اینٹا ..
۴	۲۶۳ فرض نماز کے بعد دعائے پہلے چندہ کرنا۔
۱۷۰	فصل دہم: مسجد میں بدیوہ اور چیز کا استعمال
۶	۲۶۴ مسجد کی دیواروں کو روغن لگانا۔
۵	۲۶۵ مسجد میں مٹی کے تیل والے لائین کا استعمال
۷	۲۶۶ مسجد کو ہر قسم کی گندگی سے پاک رکھا جائے۔
۱۷۱	۲۶۷ مسجد میں یسپ چلانا۔
۸	فصل یازدہم: مسجد میں کتب یا مدرسہ جاری کرنا۔
۹	۲۶۸ مسجد میں مدرسہ جاری کرنا۔
۱۷۲	۲۶۹ مسجد میں دینی کتابیں پڑھانا۔
۱۰	۲۷۰ بے سمجھ بچوں کو مسجد میں نہ پڑھایا جائے۔
۱۷۳	فصل دوازدہم: استقبال قبلہ
۱۱	۲۷۱ مکہ سے دور رہنے والوں کے لئے جہت قبلہ کافی ہے۔
۱۷۴	۲۷۲ استقبال قبلہ کا طریقہ۔
۱۲	۲۷۳ معمولی انحراف مقصد نماز نہیں۔
۱۳	۲۷۴ قطب ستارے کے ذریعے سمت قبلہ کا تعین
۱۷۵	۲۷۵ جس مسجد کا رخ قبلہ کی طرف درست نہ ہو۔
۱۷۶	۲۷۶ قبلہ سے معمولی انحراف۔
۱۴	۲۷۷ منحرف مسجد کا قبلہ درست کیا جائے۔
۱۷۷	۲۷۸ قبلہ کی طرف پھٹ کر کے سونا خلفِ اوب ہے۔
۱۵	۲۷۹ جہت مسجد سے منحرف ہو کر نماز پڑھنا۔
۱۶	۲۸۰ دور والوں کے لئے جہت قبلہ کافی ہے۔
۱۷۸	فصل سیزدہم: جماعتِ خاند و صحن و فنائے مسجد
۱۷	۲۸۱ مسجد سے ملحق دکان پر امام کے لئے حجرہ بنانا
۱۷۹	۲۸۲ مسجد کی دکان پر امام کے لئے حجرہ کی تعمیر

صفحہ	مضمون
۱۷۹	۲۸۳ استنجا خانوں کے لو پر لام کے لئے جگہ بنانا.....
۱۸۰	۲۸۴ مسجد کے دروازے کے متصل باڑ لگانا.....
۱۸۳	۲۸۵ صحن مسجد میں حوض اور استنجا خانہ بنانا.....
۱۸۳	فصل چہارم: مسجد کی دیواروں کو منقش کرتا یا آیات لکھنا یا کتبہ لگانا.....
۶	۲۸۶ مسجد کی قبلہ والی دیوار کو منقش کرنا.....
۶	۲۸۷ مسجد کی دیواروں پر تکیں لگانا.....
۶	۲۸۸ (۱) مسجد کی دیواروں پر آیت قرآنی ترجمہ لکھنا.....
۶	(۲) مسجد کی قبلہ والی دیوار پر نقش و نگار کرنا.....
۱۸۳	۲۸۹ مسجد پر کتبہ لگانا.....
۶	فصل پانزدہم: مسجد میں نماز جنازہ.....
۶	۲۹۰ بلا عذر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے.....
۱۸۵	فصل شانزدہم: عید گاہ کے احکام.....
۶	۲۹۱ (۱) کافر کی بنائی ہوئی مسجد میں نماز.....
۶	(۲) مسجد کو منہدم کرانے والے گناہ گار ہیں.....
۶	(۳) مسجد کو شہید کر کے دوسری جگہ مسجد بنانا.....
۶	(۴) مسجد میں عید کی نماز پڑھنا.....
۶	۲۹۲ عید گاہ میں فرض نماز پڑھنا جائز ہے.....
۱۸۶	۲۹۳ عید گاہ میں نماز جنازہ پڑھنا.....
۶	۲۹۴ عید گاہ میں فٹ بال کھیلنا.....
۶	۲۹۵ عید گاہ میں حائضہ اور جنبی داخل ہو سکتے ہیں.....
۶	۲۹۶ عید گاہ میں نماز جنازہ کا حکم.....
۱۸۷	۲۹۷ گاؤں میں متعدد جگہ نماز عید.....
۶	فصل ہفتم: مسجد میں خرید و فروخت کرنا.....
۶	۲۹۸ لام کا مسجد کے حجرے میں خرید و فروخت کرنا.....
۶	فصل ہجدهم: مسجد میں جلسہ یا وعظ و ترجمہ.....
۶	۲۹۹ مسجد میں وعظ و تبلیغ کرنا.....

صفحہ	مضمون
۱۸۸	۳۰۰ مسجد میں محفل میلاد کرنا.....
۱۸۹	۳۰۱ نماز عشاء کے بعد ترجمہ قرآن یا دینی کتاب سنانا.....
۳	۳۰۲ سنتوں اور نفلوں کے وقت کتاب سنانا.....
۱۹۱	فصل نوزد ہم: مسجد میں اکھاڑنا.....
۷	۳۰۳ مسجد میں اکھاڑ کرنا جائز نہیں.....
۱۹۲	۳۰۴ مسجد میں کھیل کود ناجائز ہے.....
۶	فصل ہستم: متفرق مسائل.....
۵	۳۰۵ عزا دہی وجہ سے بھی ہوئی مسجد اور اس کے نام کے پیچھے نماز کا حکم.....
۱۹۳	۳۰۶ مسجد میں جو تیاں رکھنا.....
۱۹۴	۳۰۷ (۱) جامع مسجد کے کتے ہیں.....
۶	(۲) نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا.....
۶	۳۰۸ مسجد ہونے کے لئے کیا شرائط ہیں؟.....
۱۹۶	۳۰۹ صحن مسجد میں دکان بنانا جائز نہیں.....
۱۹۷	۳۱۰ مسجد میں کھانا پینا اور سونا وغیرہ.....
۶	۳۱۱ مسجد پر ملکیت کا دعویٰ.....
۱۹۸	۳۱۲ گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز.....
۶	۳۱۳ کافروں کے شور کی وجہ سے مسجد کی جماعت کو نہ چھوڑیں.....
۶	۳۱۴ سوال مثل بالاء.....
۶	۳۱۵ ایضاً.....
۱۹۹	۳۱۶ مسجد میں غیر مسلم بادشاہ کے لئے دعا مانگنا.....
۳۰۰	۳۱۷ (۱) قادیانی مسلمان نہیں.....
۶	(۲) مسجد کسی کی ذاتی ملک نہیں ہوتی.....
۶	(۳) جھوٹے اور پروپیگنڈہ کرنے والے کی امامت.....
۶	(۴) بلا وجہ کسی کو مسجد میں نماز پڑھنے سے نہ روکا جائے.....
۶	(۵) مسجد میں بگڑے ہوئے اور چائے پانی.....
۶	(۶) مسجد کے لئے دھوکہ دیکر چندہ کرنا.....
۳۰۲	۳۱۸ (۱) مسجد کا احترام واجب ہے.....

صفحہ	مضمون
۳۰۲	(۲) مسجد میں کیا کیا تک کام کر سکتے ہیں ؟
✓	(۳) مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا
✓	(۴) سوال مثل بابا .
✓	(۵) مسجد میں نعت خوانی اور منہائی کی تقسیم
✓	(۶) جماعت کے بعد تھ نماز پڑھیں
✓	(۷) شرک کے سنے و مانے منقہرت کرنا ممنوع ہے
✓	(۸) بلند آواز سے درود پڑھنے کا علم
✓	(۹) آیت کرنا فرض نہیں منہا فرض ہے
✓	(۱۰) مسجد کی دیوار پر دکاندار کا دروازہ لگانا
✓	(۱۱) کلام کو مقتدیوں کے ساتھ اچھا رویہ رکھنا چاہیے
✓	(۱۲) کھڑے ہو کر صلوٰۃ سلام پڑھنا
✓	(۱۳) میلاد میں قیام کرنا بدعت ہے
✓	(۱۴) چندہ کر کے قرآن خوانی کرنا
✓	(۱۵) مسجد کی دیوار پر لگے ہوئے کارڈ کو اتارنا جائز
	۳۱۵ جواب مکرر
۳۰۵	۳۲۰ مسلمان حاکم پر مسجد کا نظام اہم ہے
✓	۳۲۱ مسجد سے بچنے کی دکانوں کی آمدنی مسجد پر خرچ کی جائے
✓	۳۲۲ مسجد میں بیٹھ کر حجامت کرنا مکروہ ہے
✓	۳۲۳ مسجد کے حصے کو گودام بنانا جائز نہیں
۳۰۶	۳۲۴ مسجد کو مقتل کر کے بند کر دینا جائز نہیں
۳۰۷	۳۲۵ ضرورت کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا
۳۰۸	۳۲۶ مسجد کے اندر حلقہ ذکر منعقد کرنا
✓	۳۲۷ نماز فجر کے بعد ترجمہ قرآن کا درس
۳۰۹	۳۲۸ مسجد میں افطار اور شیرینی کی تقسیم
۲	۳۲۹ صبح کی نماز کے لئے چراغ جلانا
✓	۳۳۰ مسجد میں میلہ کے اشعار پڑھنا
	۳۳۱ سوال متعلقہ ذکر در مسجد

صفحہ	مضمون
۲۱۰	۲۳۲ مسجد کو پاک و صاف ستھرا رکھا جائے.....
۲۱۲	۲۳۳ زیر تعمیر مسجد میں جو تاپکن کر جانا
۲	۲۳۴ قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا.....
۲	۲۳۵ احاطہ مسجد میں خرید و فروخت ممنوع ہے.....
۲	۲۳۶ (۱) مسجد کے لئے ہندوؤں سے چندہ لینا.....
۲	(۲) زیر تعمیر مسجد میں جو قوتوں سمیت گھومنا.....
۲۱۳	۲۳۷ سودی رقم سے خریدی ہوئی درویں پر نماز مکروہ ہے.....
۲	۲۳۸ (۱) قید مسجد کے چندہ سے ذاتی مکان بنانا جائز نہیں.....
۲	(۲) میت کا قرضہ پہلے ادا کیا جائے.....
۲۱۴	۲۳۹ مسجد کو دھونا جائز ہے.....
۲	۲۴۰ ویران مسجد کو چار دیواری لگا کر بند کر دیا جائے.....
۲۱۵	۲۴۱ مسجد میں دنیوی باتیں کرنا مکروہ ہے.....
	پانچواں باب
	نماز جمعہ
۲	فصل اول: احتیاط الظہر.....
۲	۲۴۲ جہاں جمعہ شرعاً واجب ہو احتیاط الظہر پڑھنا جائز نہیں.....
۲۱۶	۲۴۳ احتیاط الظہر کے مجوزین کے جوہات.....
۲۱۷	۲۴۴ بعد نماز جمعہ احتیاط الظہر جائز نہیں.....
۲	۲۴۵ عربی خطبہ کا اردو میں ترجمہ کرنا.....
۲۱۸	۲۴۶ جمعہ کے بعد چار رکعت احتیاط الظہر جائز نہیں.....
۲۱۹	۲۴۷ جمعہ کے بعد احتیاط الظہر ناجائز ہے.....
۲	۲۴۸ ایضاً.....
۲۲۰	۲۴۹ متعدد جہد جمعہ اور احتیاط الظہر کا حکم.....
۲۲۳	۲۵۰ قصبہ میں جمعہ اور احتیاط الظہر کا حکم.....
۲۲۵	فصل دوم: شرائط جمعہ.....
۲	۲۵۱ قصبہ جس میں تختہ یا تحصیل ہو جمعہ کا حکم.....
۲	۲۵۲ دیہات میں جمعہ جائز نہیں.....

مضمون

صفحہ

۳۵۳	تحقیق جمعہ فی القریٰ اور مصر و قرینہ کبیر کی تعریف	۲۲۶
۳۵۳	تین ہزار کی آبادی اور فوجی چھوٹی والی جگہ میں جمعہ	۲۲۹
۳۵۵	مکہ کے قریب جماعت خانہ ناٹا	۲
۳۵۶	قذہ کے خوف سے جمعہ جاری رکھنے کا حکم	۲۳۰
۳۵۷	(۱) مسجد کی تنگی کی وجہ سے مکان میں جمعہ پڑھنا	۲۳۱
(۲)	نٹائے مصر کی تعریف	۵
۳۵۸	گاؤں جس کے لوگ مسجد میں نہ سما سکیں جمعہ کا حکم	۲۳۲
۳۵۹	جس گاؤں میں سورس سے جمعہ ہوتا ہو	۶
۳۶۰	چھوٹی ہستی میں جمعہ جائز نہیں	۲۳۳
۳۶۱	ہستی والوں کا شرعاً چاکر جمعہ پڑھنا	۶
۳۶۲	مسجد کی تنگی کی وجہ سے میدان میں جمعہ پڑھنا	۲۳۴
۳۶۳	جہاں عرصہ سے جمعہ پڑھا جا رہا ہو	۶
۳۶۴	ہندوستان میں جمعہ پڑھنا ہے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں	۲۳۵
۳۶۵	جہاں کافی عرصہ سے جمعہ پڑھا جاتا ہو	۶
۳۶۶	ڈھائی ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم	۲۳۶
۳۶۷	تیس گھر والے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں	۲۳۸
۳۶۸	جواب بالا پر اشکال اور اس کا جواب	۵
۳۶۹	کل آبادی کا مسلمان ہونا ضروری نہیں اور مصر کی مفتی پر تعریف	۲۳۹
۳۷۰	ہندوستان میں جمعہ کی فرضیت	۲۴۰
۳۷۱	شہر اور قصبہ میں جمعہ پڑھنا ہے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں	۵
۳۷۲	قرینہ کبیرہ میں جمعہ کا حکم	۵
۳۷۳	جمعہ کے بارے میں چند سوالات کے جوابات	۲۴۲
۳۷۴	"لا جمعة ولا نشریق الا فی مصر جامع" کا مطلب	۵
۳۷۵	شرائط جمعہ کیا ہیں؟	۷
۳۷۶	(۱) ہندوستان میں جمعہ فرض ہے	۲۴۳
(۲)	نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں	۶
۳۷۷	۳۵۰ گھر والی ہستی میں جمعہ کا حکم	۶

صفحہ	مضمون
۲۲۴	۳۷۸ سات ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم
۲۲۵	۳۷۹ ہندوستان میں جمعہ جائز ہے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں
۲۲۶	۳۸۰ جس گاؤں میں پانچ سو گھر ہوں اور اشیاء ضرورت مل جائیں جمعہ کا حکم
۲۲۷	۳۸۱ ۸۶۵۰ والی آبادی میں تھنہ بھی ہو جمعہ کا حکم
۲۲۸	۳۸۲ دو سو گھر والی آبادی میں چالیس سال سے عید ہوتی ہو جاری رکھیں یا نہیں
۲۲۹	۳۸۳ تیس آدمیوں میں جمعہ درست نہیں
۲۳۰	۳۸۴ چھوٹی آبادی میں جمعہ درست نہیں
۲۳۱	۳۸۵ چھوٹی اسیوں میں جمعہ جائز نہیں
۲۳۲	۳۸۶ (۱) شرک کی شرعی تعریف کیا ہے؟
۲۳۳	(۲) چھوٹے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں
۲۳۴	۳۸۷ ہندوستان میں جمعہ فرض ہے
۲۳۵	۳۸۸ دو سو آبادی والے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟
۲۳۶	۳۸۹ ۱۲۸۰ آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم
۲۳۷	۳۹۰ (۱) متعدد مساجد میں جمعہ جائز ہے
۲۳۸	(۲) جمعہ کے لئے کیا شرائط ہیں؟
۲۳۹	(۳) نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہر کا حکم
۲۴۰	۳۹۱ ۲۵ گھروں والی آبادی میں جمعہ کا حکم
۲۴۱	۳۹۲ اقامت جمعہ کے متعلق ایک خط کا جواب
۲۴۲	۳۹۳ جمعہ میں کم از کم تین مقتدیوں کا ہونا ضروری ہے
۲۴۳	۳۹۴ (۱) شرائط جمعہ پائی جائیں تو جمعہ پڑھا جائے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں
۲۴۴	(۲) مصر اور قنائے مصر کی تعریف متعین ہے یا نہیں؟
۲۴۵	۳۹۵ جس گاؤں کو مرکزی حیثیت حاصل ہو وہیں جمعہ کا حکم
۲۴۶	۳۹۶ (۱) ایک موضع میں اقامت جمعہ کی تحقیق
۲۴۷	(۲) مسلم بادشاہ نہ ہو تو مسلمان اپنا میر مانیں
۲۴۸	(۳) ہندوستان میں جواز جمعہ کے لئے "شرح وقایہ" سے استدلال
۲۴۹	(۴) "عمدۃ العالیہ" کی طرف منسوب عبارت کا مطلب
۲۵۰	۳۹۷ موضع بھیرجی میں جمعہ کا حکم

صفحہ	مضمون
۲۵۷	۳۹۸ ہندوستان کی مسجدوں میں جمعہ کا حکم.....
۲۵۸	۳۹۹ ۲۰۰۰ سے زائد آبادی والے گاؤں میں جمعہ.....
۲۵۹	۴۰۰ مصر کی قریف میں "مالایس اکر مساحدہ" کی شرط.....
۲۶۰	فصل سوم: خطبہ واذان خطبہ.....
۲۶۱	۴۰۱ غیر عربی میں خطبہ خلاف سنت ہے.....
۲۶۲	۴۰۲ خطبہ میں حاکم وقت کا نام لیکر دیا کرنا.....
۲۶۳	۴۰۳ ہاتھ میں عصا لیکر خطبہ پڑھنا.....
۲۶۴	۴۰۴ اردو زبان میں خطبہ خلاف سنت متواتر ہے.....
۲۶۵	۴۰۵ اذان ثانی خطیب کے سامنے ہونی چاہیے.....
۲۶۶	۴۰۶ ڈھائی ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم.....
۲۶۷	۴۰۷ جمعہ وعیدین کا خطبہ فارسی میں پڑھنا مکروہ ہے.....
۲۶۸	۴۰۸ (۱) مسجد میں آتے ہی سنتیں پڑھیں جائیں.....
۲۶۹	(۲) اذان ثانی کا جواب زبان سے نہ دیا جائے.....
۲۷۰	(۳) خطبہ کا کچھ حصہ عربی میں اور کچھ اردو میں پڑھنا.....
۲۷۱	(۴) دوران خطبہ منبر سے ایک زینہ اتر کر پھر چڑھنا.....
۲۷۲	۴۰۹ (۱) جو خطبہ پڑھے وہی نماز پڑھائے.....
۲۷۳	(۲) امام کے ساتھ محراب میں کھڑے ہونا.....
۲۷۴	(۳) خطبہ میں حاکم وقت کا نام لینا.....
۲۷۵	۴۱۰ پہلے وپلے کر کے خطبہ عربی میں پڑھا جائے.....
۲۷۶	۴۱۱ خطبہ جمعہ سے پہلے وپلے.....
۲۷۷	۴۱۲ غیب عربی میں خطبہ درست نہیں.....
۲۷۸	۴۱۳ ایذا.....
۲۷۹	۴۱۴ ایذا.....
۲۸۰	۴۱۵ ایذا.....
۲۸۱	۴۱۶ اذان ثانی کے بعد وعاد زبان سے نہ پڑھی جائے.....
۲۸۲	۴۱۷ بوقت خطبہ ہاتھ میں عصا لینا کیسا ہے؟.....
۲۸۳	۴۱۸ سوال مشن با.....

صفحہ	مضمون
۳۶۹	۳۱۹ خطبہ میں بادشاہ وقت اور خدام الحرمین کے لئے دعا..
۳۶۸	۳۲۰ خطبہ عربی میں اور مختصر ہونا چاہئے اور منبر پر چڑھا جائے..
۴	۳۲۱ (۱) خطبہ میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال مباح ہے.....
۴	(۲) خطبہ عربی زبان میں ہونا چاہئے.....
۳۶۹	۳۲۲ (۱) خطبہ اردو میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟.....
۴	(۲) خطبہ کی حقیقت کیا ہے؟.....
۴	(۳) وعظ خطبہ سے پہلے ہو اور خطبہ عربی میں.....
۴	(۴) نماز کے بعد انتشار فی الارض کا حکم اباحت کے لئے ہے.....
۳۶۰	۳۲۳ غیر عربی میں خطبہ متواتر سنت کے خلاف ہے.....
۴	۳۲۴ اردو یا فارسی میں خطبہ پڑھنے کا حکم.....
۳۶۱	۳۲۵ خطبہ سے پہلے وعظ کرنا جائز ہے.....
۴	۳۲۶ نواں جانی خطبہ کے سامنے دی جائے.....
۳۶۲	۳۲۷ غیر عربی میں خطبہ سنت متواتر کے خلاف ہے.....
۴	۳۲۸ حضرت شہداء اسماعیل کا خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟.....
۴	۳۲۹ نواں جانی کا جواب اور دو عازبان سے نہ پڑھی جائے.....
۳۶۳	۳۳۰ خطبہ جمعہ زیادہ طویل نہ ہو.....
۳۶۳	۳۳۱ (۱) خطبہ عبادت ہے یا نصیحت؟.....
۴	(۲) غیر عربی میں خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟.....
۴	۳۳۲ (۱) اردو زبان میں خطبہ پڑھنا مکروہ ہے.....
۴	(۲) ترکی ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھانا.....
۴	(۳) ایستہ خطبہ میں تعوذ و تسبیح قبلت پڑھنی با.....
۴	(۴) خطبہ کے وقت ہاتھ میں عصا لینا جائز ہے.....
۴	(۵) خطبہ میں منبر سے اترنا اور چڑھنا ثلاث نہیں.....
۴	(۶) خطبہ سنتے وقت درود ول میں پڑھنا با.....
۴	(۷) خطبہ کے دوران سنتیں پڑھنا جائز نہیں.....
۴	(۸) مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی حرام ہے.....
۳۶۶	۳۳۳ خطبہ عربی نثر میں پڑھا جائے

صفحہ	مضمون
۲۷۶	۳۳۳۔ عربی میں خطبہ مسنون سے
۲۷۸	۳۳۵۔ (۱) خطبہ کا کچھ حصہ عربی اور کچھ عربی میں پڑھنا مکروہ ہے
۶	(۲) خطبہ میں لادوا آپس کے استعمال
۶	۳۳۶۔ خطبہ سے پہلے یا بعد میں س کا ترجمہ کرنا
۲۷۹	۳۳۷۔ خطبہ غیر عربی میں سنت متوارثہ کے خلاف ہے
۲۸۰	۳۳۸۔ خطبہ غیر عربی میں مکروہ ہے
۶	۳۳۹۔ لڑان ثانی خلیفہ کے پرانے کسی جات
۶	۳۴۰۔ خطبہ کے وقت سنتیں پڑھنا یا نہ پڑھنا
۲۸۱	۳۴۱۔ خطبہ خاص عربی میں پڑھا جائے
۶	۳۴۲۔ خطبہ میں بادشاہ اسلام کے لئے دعا
۶	۳۴۳۔ خطبہ سے پہلے وعظ کہنا درست ہے
۲۸۲	۳۴۴۔ بوقت خطبہ درود دل میں پڑھا جائے
۶	۳۴۵۔ (۱) خطبہ میں "اللھم اید الإسلام" دعا پڑھنا
۶	(۲) خطبہ میں بادشاہ کا نام لیکر دعا کرنا
۶	(۳) جو صفات بادشاہ میں نہ ہوں نشان کی جائیں
۶	(۴) غیر متبع شریعت حاکم کے لئے دعا کرنا
۶	(۵) بادشاہ کو خوشی کرنے کے لئے نعرے لگانا
۶	(۶) خطبہ میں دعا کے لئے ایسے الفاظ نہ چاہئیں
۲۸۳	۳۴۶۔ خطبوں کے درمیان میں بات چیت اچھا نہ کرنا
۶	فصل چہارم تعطیل یوم جمعہ
۶	۳۴۷۔ جہاں جمعہ نہ ہوتا وہاں خرید و فروخت کی ممانعت نہیں
۶	۳۴۸۔ لڑان جمعہ سے پہلے کاروبار چاہئے
۲۸۵	۳۴۹۔ لڑان جمعہ کے بعد خرید و فروخت ممنوع ہے
۶	۳۵۰۔ لڑان جمعہ سے پہلے زبردستی بازار بند کرنا
۲۸۶	فصل پنجم: مصافحہ بعد جمعہ و عیدین
۶	۳۵۱۔ بعد نماز جمعہ و عیدین مصافحہ سنت نہیں
۶	فصل ششم: امامت جمعہ

صفحہ	مضمون
۲۸۶	۳۵۲ ہندو ریاست میں جمعہ کا قیام.....
۲۸۷	۳۵۳ نماز جمعہ میں سجدہ سو کا حکم.....
	فصل ہفتم: تعدد جمعہ.....
۲	۳۵۴ متعدد مساجد میں نماز جمعہ.....
۲۸۸	۳۵۵ متعدد جگہ جمعہ ہو تو مسجد محلہ افضل ہے.....
۲۸۹	۳۵۶ شریں متعدد جگہ جمعہ جائز ہے.....
۳	۳۵۷ نماز جمعہ محلہ کی مسجد میں افضل ہے.....
۲۹۰	۳۵۸ قریب قریب مساجد میں جمعہ کا حکم.....
۴	۳۵۹ ایک جگہ نماز جمعہ کا اجتماع افضل ہے.....
۲۹۱	۳۶۰ دہلی میں متعدد جگہ جمعہ کا حکم.....
۵	فصل ہشتم: جمعہ کے نوافل مسنونہ.....
۶	۳۶۱ سنت جمعہ کے لئے "الصلوٰۃ قبل الجمعہ" پکارتا.....
۷	۳۶۲ بروز جمعہ زوال کے وقت نوافل پڑھنے کا حکم.....
۲۹۲	فصل نہم: مسافر کا جمعہ.....
۸	۳۶۳ سفر میں جمعہ وعیدین واجب نہیں.....
۹	فصل دہم: عورتوں کے لئے جمعہ وعیدین.....
۱۰	۳۶۴ عورتوں کے جمعہ میں شریک ہونے کا حکم.....
۱۱	۳۶۵ سوال مثل بالا.....
	چھٹا باب
	نماز عیدین
۲۹۳	۳۶۶ شافعی امام کے پیچھے ختیائے تعبیرات زائد کا حکم.....
۱۲	۳۶۷ نماز عید میدان میں ادا کرنا سنت ہے.....
۲۹۴	۳۶۸ عورتوں پر نماز عید واجب نہیں.....
۱۳	۳۶۹ نماز عید سے پہلے نوافل کا حکم.....
۲۹۵	۳۷۰ عید گاہ میں بلند آواز سے ذکر کرنا.....
۲۹۶	۳۷۱ نماز عید کھلے میدان میں پڑھنا سنت ہے.....
۱۴	۳۷۲ (۱) مسجد میں نماز عید پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟.....

صفحہ	مضمون
۲۹۶	(۲) شرعاً باہر میدان میں نماز عید پڑھی جائے۔
۲۹۷	(۱) باہر میدان میں نماز عید پڑھنا جائز ہے؟
۲۹۸	(۳) متعدد جگہ نماز عید جائز ہے۔
۲۹۹	(۵) حدود شرع سے کیا مراد ہے؟
۳۰۰	(۶) شرع کے اندر عید گاہ میں نماز عید کا حکم۔
۳۰۱	(۷) "قلوئی عید النبی" کی عبارت کی تحقیق۔
۳۰۲	۳۷۳ عورتوں کا عید گاہ میں نماز کے لئے جانا کیسا ہے؟
۳۰۳	۳۷۴ دورین عید کا حکم۔
۳۰۴	۳۷۵ عید کے وقت تکبیر کے بارے میں "میری" کی عبارت کا مطلب۔
۳۰۵	۳۷۶ عیدین کی نماز کے بعد دعا۔
۳۰۶	۳۷۷ (۱) کجا نماز عید کے بعد ہو یا خطبہ کے بعد۔
۳۰۷	(۲) جمعہ و عید کے دن تقارر نہ جانا۔
۳۰۸	(۳) بندہ وہیں سے خطبہ پڑھے کہ کھانا کیسا ہے؟
۳۰۹	۳۷۸ جمعہ و عیدین میں سو کا حکم۔
۳۱۰	۳۷۹ (۱) عورتوں کا میدان میں نماز پڑھنا جائز ہے؟
۳۱۱	(۲) عید نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور صبح پڑھنے میں عورتیں عید گاہ میں جاتی تھیں یا نہیں؟
۳۱۲	(۳) موجودہ دور میں عورتوں کا جمعہ و عیدین میں جانا کیسا ہے؟
۳۱۳	۳۸۰ عید کے دن گلے ملنا رسم ہے۔
۳۱۴	۳۸۱ عید الاضحیٰ جلد پڑھنا بحر ہے۔
۳۱۵	۳۸۲ عید گاہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ نماز عید پڑھنا۔
۳۱۶	۳۸۳ عید گاہ میں نماز عید پڑھنا فضیلت ہے۔
۳۱۷	۳۸۴ صبح لفظ "عید الاضحیٰ" ہے۔
۳۱۸	۳۸۵ (۱) نماز عید قبلہ سے باہر میدان میں پڑھنا سنت ہے۔
۳۱۹	(۲) نماز عید کھلے میدان میں پڑھنا سنت متواتر ہے۔
۳۲۰	۳۸۶ سنت زندہ کرنے کا ثواب۔
۳۲۱	۳۸۷ شہر میں متعدد جگہ عید کا اجتماع۔
۳۲۲	۳۸۸ نماز عید میں جمعہ سو کا حکم۔

صفحہ	مضمون
۳۸۹	تکبیر تشریق بلند آواز سے پڑھی جائے۔
۳۹۰	نماز عید کے بعد تکبیرات تشریق کا حکم۔
۳۹۱	شافعی امام کا دوسرے نماز عید پڑھانا۔
۳۹۲	نماز عیدین کے لئے قرائن مسنون نہیں۔
۳۹۳	نماز عید کے بعد مصافحہ کرنے کا حکم۔
۳۹۴	عورتوں کا نماز عید کے لئے چٹا جائز نہیں۔
۳۹۵	نماز عید شر سے باہر پڑھنا مستحب ہے۔
۳۹۶	عید الفطر کے دن سویاں پکانا محض رسم ہے۔
۳۹۷	عید اور نکاح پڑھانے کی اجرت لینے والے کی اہمیت۔
۳۹۸	نماز عید کے بعد تکبیر تشریق پڑھنا جائز ہے۔
	ساتواں باب
	سُنن و نوافل
۳۹۸	فصل اول: سنت فجر۔
۳۹۹	جماعت کے وقت سنت فجر کا حکم۔
۴۰۰	جماعت ہو رہی ہو تو سنتیں کہاں پڑھی جائیں۔
۴۰۱	جماعت شروع ہونے کے بعد آنے والے کے لئے سنت فجر کا حکم۔
۴۰۲	سنت فجر رہ جائیں تو کب پڑھی جائیں؟۔
۴۰۳	بوقت جماعت آنے والے کے لئے سنتوں کا حکم۔
۴۰۴	فجر کی سنتیں رہ جائیں تو سورج نکلنے کے بعد پڑھی جائیں۔
	فصل دوم: احکام سُنن و نوافل۔
۴۰۵	بوقت جماعت آنے والے کے لئے سنتوں کا حکم۔
۴۰۶	سلام کے بعد لم کے لئے حجاب سے ہٹ کر سنتیں پڑھنا مستحب ہے۔
۴۰۷	سُنن و نوافل گھر میں پڑھنا مسنون ہے۔
۴۰۸	نماز مغرب سے پہلے نوافل کیوں مکروہ ہیں۔
۴۰۹	(۱) کوتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔
	(۲) مغرب اور عشاء کی سنتیں اور نوافل حلت ہیں یا نہیں؟
	۵۱۰ سنتوں اور نوافل کی نیت کس طرح کریں؟

صفحہ	مضمون
۳۱۶	۵۱۱ وتر کے بعد نوافل پڑھ کر پڑھنا افضل ہے یا نہ۔ جو کر
۰	۵۱۲ سنتوں کے لئے قرائن کا انتظار ضروری نہیں۔
۰	۵۱۳ سنتیں گھر میں پڑھ کر آئے لئے قیہ مسجد کا حکم۔
۳۱۷	۵۱۴ فرضوں سے پہلے اور بعد میں سنتوں کی کیا حکمت ہے؟
۰	۵۱۵ (۱) جمعہ کی پہلی سنتیں روچ میں تو کب پڑھیں؟
۰	(۲) ظہر کی چار سنتیں روچ میں تو کس وقت پڑھیں؟
۰	(۳) فجر کی سنتیں روچ میں تو کب پڑھ سکتے ہیں۔
۳۱۸	۵۱۶ وتر سے پہلے دو رکعت نفل کا ثبوت۔
۰	۵۱۷ وتر کے بعد دو رکعت نفل ثابت ہیں؟
۰	۵۱۸ وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔
۳۱۹	۵۱۹ سنت مؤکدہ کے تارک کا حکم۔
۰	۵۲۰ نوافل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔
۰	۵۲۱ نفل کا ثواب فرض کے برابر نہیں۔
۰	۵۲۲ چند امادیت کا مطلب۔
۳۲۱	۵۲۳ جماعت کے وقت سنتیں پڑھیں یا نہیں؟
۰	۵۲۴ ظہر کی سنتیں پڑھتے وقت جماعت کھڑی ہو جائے تو کیا کرے؟
۰	۵۲۵ سنت پڑھنے بغیر امامت کر سکتا ہے۔
۳۲۲	۵۲۶ سنتیں کس وقت تک منحصر کر سکتے ہیں؟
۰	۵۲۷ ۷۰ سنتوں اور نفوں کے بعد دعا۔
۰	۵۲۸ سنن و نوافل گھر میں پڑھنا بہتر ہے۔
۳۲۳	۵۲۹ ظہر کی سنتیں روچ میں تو پہلے دو پڑھیں یا چار؟
۰	۵۳۰ جہاں سنتیں پڑھیں وہاں فرض پڑھنا جائز ہے۔
۳۲۴	فصل سوم: تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد
۰	۵۳۱ نماز فجر اور مغرب سے پہلے تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد کا حکم
۰	فصل چہارم: نماز استسقاء
۰	۵۳۲ استسقاء نماز ہے یا صرف دعا و استغفار
۰	۵۳۳ نماز استسقاء کا طریقہ

صفحہ	مضمون
۳۲۵	۵۳۳ نماز استسقاء پرانے کپڑوں کے ساتھ میدان میں پڑھی جائے۔
۳۲۶	۵۳۵ (۱) نماز سے پہلے تین روزے رکھنا مستحب ہے۔
۴	(۲) نماز استسقاء کے لئے کوئی وقت مقرر ہے یا نہیں؟
۴	(۳) نماز استسقاء میں تکبیرات زوائد ہیں یا نہیں؟
۳۲۸	فصل پنجم: صلوٰۃ الحاجۃ۔۔۔
۴	۵۳۶ صلوٰۃ الحاجۃ کا طریقہ
۵	فصل ششم: قیامہ الوتر۔۔۔
۷	۵۳۷ وتر کے بعد دو رکعت نفل ثلاث ہے۔
	آنکھوں باب
	دعا بعد نماز
۳۲۹	۵۳۸ سنن و نوافل کے بعد اجتماعی دعائیں۔
۴	۵۳۹ ایضاً۔۔۔
۵	۵۴۰ سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف پھرنے کی کیوجہ ہے؟
۳۳۰	۵۴۱ فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کا حکم۔
۴	۵۴۲ نماز فجر و جمعہ کے بعد قنوت پڑھنے اور مصافحہ کا حکم۔
۴	۵۴۳ نماز کے بعد تین مرتبہ دعا کر جہت ہے۔
۳۳۱	۵۴۴ ہر نماز کے بعد قنوت و اخلاص پڑھ کر ایصال ثواب کرنا۔
۴	۵۴۵ ایضاً۔۔۔
۴	۵۴۶ دعا بعد نماز میں ہے یا خطبہ کے بعد؟
۳۳۲	۵۴۷ دعا نماز کے بعد ہو یا خطبہ کے؟
۳۳۳	۵۴۸ فرض نماز کے بعد ہم کس طرف منہ کر کے بیٹھے؟
۴	۵۴۹ مغرب کی نماز کے بعد مختصر ادا مانگی جائے۔
۳۳۴	۵۵۰ نماز کے بعد آواز بلند کلمہ کا ورد۔
۴	۵۵۱ بعد نماز عید و عطلت ہے یا نہیں؟
۴	۵۵۲ دعائیں "حینا و بنا بالسلام" کا اضافہ۔۔۔
۳۳۵	۵۵۳ امام سلام کے بعد کس طرف منہ کر کے بیٹھے؟

صفحہ	مضمون
۳۳۵	۵۵۳ نماز کے بعد دعا کتنی دیر تک مانگی جائے۔
۳۳۶	۵۵۵ بعد نماز دعائیں "ربما و تعالیت" کی نیا پڑھتی۔
۴	۵۵۶ فرض نماز کے بعد کتنی دیر دعا مانگی جائے؟
۵	۵۵۷ "اللہم یا واجب الوجود" کے بعد دعا مانگنا۔
۵	۵۵۸ سنن و نوافل کے بعد دعا مانگنے میں مفصل بحث۔
	نواہل باب
	مسافر کی نماز
۲۴۲	۵۵۹ وطن اصلی کب بطل ہوگا؟
۲۴۳	۵۶۰ (۱) حجۃ کے ملازم کے لئے نماز کا حکم۔
۴	(۲) کارڈرائیور کے لئے نماز کا حکم۔
۴	۵۶۱ قریب قریب قبایلوں میں نماز کا حکم۔
۲۴۳	۵۶۲ مقیم مقتدی مسافر کے پیچھے یہ نماز کس طرح پڑھے؟
۲۴۵	۵۶۳ ریلوے ڈرائیور کے لئے نماز کا حکم۔
۴	۵۶۴ انگریزی میل کے حساب سے مسافت سفر۔
۴	۵۶۵ (۱) نماز کن صورتوں میں قصر کریں؟
۴	(۲) جس راست پر چلے اس کا اعتبار ہوگا۔
۴	(۳) وطن اقامت سے دورے کرنے والے کا حکم۔
۲۴۶	۵۶۶ سفر کے ارادے سے اسٹیشن پر پہنچنے والا نماز پوری پڑھے۔
۴	۵۶۷ ہمیشہ سفر پر رہنے والے کے لئے نماز کا حکم۔
۲۴۷	۵۶۸ (۱) مقیم کے پیچھے مسبوق مسافر یہ نماز کس طرح پڑھے؟
۴	(۲) مغرب کی نماز میں قہر نہیں۔
۴	۵۶۹ (۱) مقیم مقتدی مسافر ان کے سلام کے بعد یہ نماز کیسے پڑھے؟
۴	(۲) سفر میں فوت شدہ نمازیں کس طرح لو کریں؟
۴	(۳) سفر میں سنتوں کا حکم۔
۳۴۸	۵۷۰ ریلوے ڈرائیور سفر میں قصر پڑھے۔
۴	۵۷۱ (۱) سفر سے وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے۔
۴	(۲) مقیم نے مسافر ان کے ساتھ سلام بھیج کر کہا میں کیسے

صفحہ	مضمون
۳۷۸	(۳) متمتع مسافر امام کے ساتھ سلام پھیرے یا تو کیا حکم ہے؟
۳۷۹	(۴) سفر میں فوت شدہ نمازیں کس طرح ادا کریں؟
۳۸۰	۵۷۲ غری جہاز کے ملازمین کیلئے نماز کا حکم
۳۸۱	۵۷۳ جواب الجواب
	وسوال باب
	قضاء نمازیں
۳۸۱	۵۷۴ قضائے عمری صحیح ہے یا نہیں؟ اور اس کا طریقہ کیا ہے؟
۳۸۲	۵۷۵ فوت شدہ نمازوں کی قضاء ضروری ہے توچہ کافی نہیں
۳۸۳	۵۷۶ فوت شدہ نمازوں کو کس طرح ادا کیا جائے؟
۳۸۴	۵۷۷ قضائے عمری کی کوئی اصل نہیں
۳۸۵	۵۷۸ عمر بھر کی نمازیں کس طرح ادا کریں؟
۳۸۶	۵۷۹ عصر کے بعد فوت شدہ نمازیں پڑھنا جائز ہے
۳۸۷	۵۸۰ قضائے عمری کا حکم اور فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی کا طریقہ
۳۸۸	۵۸۱ پانچ سال کی نمازیں کس طرح ادا کریں؟
۳۸۹	۵۸۲ قضائے عمری کی حقیقت
۳۹۰	۵۸۳ قضائے عمری کا مروجہ طریقہ ہے اصل ہے
۳۹۱	۵۸۴ کنویں سے مرابوہ نور نکلا تو پچھلی نمازوں کا کیا حکم ہے
	گیارہ سوال باب
	نماز و ترود دعائے قنوت
۳۹۲	۵۸۵ امام دعائے قنوت بھول گیا پھر رکوع کے بعد پڑھ کر سجدہ سو کیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟
۳۹۳	۵۸۶ وتر میں دعائے قنوت سے پہلے رفع یدین کا ثبوت
۳۹۴	۵۸۷ وتر کے بعد دو رکعت نفل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے
۳۹۵	۵۸۸ فرض امام کے ساتھ نہیں پڑھے تو وتر میں شامل ہو سکتا ہے یا نہیں؟
۳۹۶	۵۸۹ وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کیوں پڑھی جاتی ہے؟
۳۹۷	۵۹۰ کچھ رکعات ترلوں کر دے تو وتر کے بعد پڑھ لے
۳۹۸	۵۹۱ وتر کی پہلی رکعت میں سورہ نصر اور دوسری میں اخلاص پڑھنا
۳۹۹	۵۹۲ (۱) تارک واجب گناہ گار ہے

صفحہ	مضمون
۳۸۹	(۲) کو تراویح ہے یا نہیں؟...
۴	(۳) کو تراویح کا تارک گناہ گار ہے...
۶	(۴) عیدین کی نماز واجب ہے یا فرض؟
۷	(۵) عیدین کا تارک گناہ گار ہے...
۳۹۰	۵۹۳ (۱) فرض واجب اور سنت کی تعریف کیا ہے؟ اور من کے تارک کا کیا حکم ہے؟
	(۲) کو تراویح کے جہاد کا حکم...
۳۹۱	۵۹۴ تراویح کا ثبوت...
۳۹۲	۵۹۵ دعائے قنوت وتر سے پہلے پڑھنی چاہیے یا بعد میں؟
	بارہواں باب نماز تراویح
۳۹۲	۵۹۶ تراویح میں ختم قرآن کے بعد سورہ قدر کی چند آیات پڑھنا...
۳۹۳	۵۹۷ (۱) جمعہ کے ساتھ فرض نہ پڑھنے والا تراویح میں مامون نہ ہو سکتا ہے...
۴	(۲) تراویح کے بعد آنے والا وتر میں شریک ہو سکتا ہے...
۶	۵۹۸ (۱) تراویح میں دوسری رکعت میں قعدہ کے بغیر تیسری پر سلام پھیر دیا تو واجب ہے...
۳۹۳	(۲) اور میانی قعدہ کے بغیر چوتھی رکعت تراویح کا حکم...
۷	۵۹۹ ہر ترویج میں بلند قنوت ذکر...
۶	۶۰۰ تراویح پڑھانے والے کی اجرت در شیعہ کا حکم...
۳۹۵	۶۰۱ (۱) حضور ﷺ سے جس رکعت تراویح کا ثبوت ہے یا نہیں؟
۷	(۲) کیا حضرت عمرؓ موجود تراویح میں؟
۷	(۳) یزید بن رومان نے حضرت عمرؓ کا زمانہ نہیں پایا
۳۹۶	۶۰۲ فرض الگ پڑھنے والا وتر میں شریک ہو سکتا ہے...
۶	۶۰۳ ایک حدیث کی تحقیق...
۳۹۷	۶۰۴ ایک سلام کے ساتھ جس رکعت تراویح...
۷	۶۰۵ جس رکعت تراویح کا ثبوت...
۳۹۸	۶۰۶ تراویح کے بارے میں چند احادیث کی تحقیق...
۳۹۹	۶۰۷ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ہزلیؓ کی حدیث کی تحقیق...
۴۰۰	۶۰۸ ایک اشکال اور اس کا جواب...

صفحہ	مضمون
۳۰۱	۶۰۹ حضور ﷺ سے کتنی رکعات تلوٰۃ ثابت ہے؟
۲	۶۱۰ قراءت مقتدیوں کے حال کے مطابق کی جائے۔
۳۰۲	۶۱۱ شبینہ جائز ہے یا نہیں؟
۵	۶۱۲ مروجہ شبینہ کا حکم
۳۰۳	۶۱۳ چند احادیث کی تحقیق
۳۰۳	۶۱۴ سفر میں تلوٰۃ کا حکم
۵	۶۱۵ جتنی رکعات ناسد ہوئیں من میں پڑھی ہوئی منزل کا اعادہ کیا جائے۔
۳۰۵	۶۱۶ دور نبوی ﷺ اور صحابہ میں کتنی رکعات تلوٰۃ پڑھنا ثابت ہے؟
۳۰۶	۶۱۷ ایک سلام کے ساتھ چھ رکعات تلوٰۃ
۵	۶۱۸ (۱) تلوٰۃ عورتوں کے لئے بھی سنت مؤکدہ ہے۔
۶	(۲) تنہا فرض پڑھنے والا وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔
۳۰۷	۶۱۹ تیس رکعات تلوٰۃ پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔
۵	۶۲۰ چند رہ سال والے لڑکے کے پیچھے تلوٰۃ کا حکم
۵	۶۲۱ حضور ﷺ سے کتنی رکعات تلوٰۃ ثابت ہیں؟
۳۰۹	۶۲۲ اجرت لیکر تلوٰۃ پڑھانا۔
۶	۶۲۳ درمیانی قعدہ کے بغیر چار رکعت پڑھیں تو دوشادہ ہوں گی۔
۵	۶۲۴ (۱) تنہا فرض پڑھنے والا وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔
۵	(۲) تلوٰۃ میں مقتدی کے لئے ثناء پڑھنے کا حکم
۳۱۰	۶۲۵ لامت کی اجرت لینا جائز ہے تلوٰۃ کی نہیں۔
۵	۶۲۶ ببالغ کے پیچھے تلوٰۃ جائز نہیں۔
۵	۶۲۷ تلوٰۃ میں دوسرے قرآن مجید کا قسم۔
۳۱۱	۶۲۸ (۱) تلوٰۃ میں تسبیحات معمولی آواز سے پڑھی جائیں۔
۵	(۲) کوتر کے بعد "سبحان الملك القدوس" پابند آواز سے پڑھنا۔
۵	۶۲۹ تلوٰۃ میں ببالغ کی لامت کا حکم۔
۳۱۲	۶۳۰ (۱) پیسے دیکر تلوٰۃ پڑھوانا کیسا ہے؟
۵	(۲) موقوفہ دکان کی آمدنی سے لام مسجد کو تحفہ دینا۔
۵	(۳) تحفہ دارالام کے پیچھے نماز۔

صفحہ	مضمون
۳۱۲	(۴) تلاوت کی اجرت لینا جائز نہیں
	تیسرے حوالہ باب
	جدید تلاوت اور نفلی عید
۳۱۳	۶۳۱ بعد نماز عید کی حالت میں دعا کرنا نفلت نہیں
۳۱۳	۶۳۲ نماز کے بعد عید و عاصیہ کا حکم
۴	۶۳۳ ”سورہ ص“ میں کوئی آیت پر عید کیا جائے
۳۱۵	۶۳۴ رکوع میں عید تلاوت کی نیت کی تو لیا ہو گیا
۴	۶۳۵ صبح کی نماز کے بعد عید تلاوت ادا کرنا جائز ہے
	چوتھے حوالہ باب
	عید سو
۳۱۶	۶۳۶ مقدار رکعت کی تاخیر سے عید سو واجب ہوتا ہے
۴	۶۳۷ عید سو کے بغیر سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟
۳۱۷	۶۳۸ ”الختیات“ کے بجائے ”التمدتہ“ پڑھی تو عید سو واجب ہوگا
۷	۶۳۹ عید و عیدین میں عید سو کا حکم
۷	۶۴۰ جہری نماز میں سرائقراءت کی تو عید سو واجب ہوگا
۳۱۸	۶۴۱ قعدہ الوئی میں ”الحکم صل علی محمد“ تک پڑھ لیا تو عید سو واجب ہوگا
۴	۶۴۲ عیدین کی تکبیرات روانہ میں کمی کی تو کیا حکم ہے؟
۴	۶۴۳ تاخیر واجب سے عید سو واجب ہوتا ہے
۳۱۹	۶۴۴ امام نے مغرب کی دو رکعت پر سلام پھیر دیا بتلانے پر تیسری رکعت ملا کر عید سو کیا تو نماز ہوئی؟
۴	۶۴۵ دوسری رکعت میں بیٹھتے ہی سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہوئی
۴	۶۴۶ سوال نمبر ۶۳۳ کا دوسرا جواب
۳۲۰	۶۴۷ عید و عیدین میں عید سو کیا جائے یا نہیں؟
۴	۶۴۸ (۱) پہلی رکعت میں بیٹھ کر کھڑا ہوا تو عید سو واجب ہو یا نہیں؟
۴	(۲) عید سو کے بغیر سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟
	پندرہواں باب
	رکوع، عید اور قعدہ
۳۲۱	۶۴۹ نماز میں دونوں عید فرض ہیں

صفحہ	مضمون
۳۲۱	۶۵۰ سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھ جانے کا حکم .
۶	۶۵۱ امام کا درمیانی قعدہ میں دیر سنا
۶	۶۵۲ رکوع میں ”رُطْبُ الْعَظِيمِ“ کے جانے ”رُطْبُ الْكَرِيمِ“ پڑھنا
۳۲۳	۶۵۳ کرسی پر نماز پڑھنے کا حکم
۶	۶۵۴ تشدد میں حضور ﷺ کا تصور کرنا
	سولہواں باب
	نماز کی تعریف اور طریقے (صفۃ الصلوٰۃ)
۳۲۳	۶۵۵ بیٹھ کر نماز پڑھنے والا رکوع کے لئے کہاں تک بچھے؟
۳۲۳	۶۵۶ دوسری رکعت کے لئے اٹھتے ہوئے زمین پر ہاتھ ٹیکنا
۶	۶۵۷ عورتوں کے لئے نماز کا طریقہ
۶	۶۵۸ نماز میں ہاتھ لوہ بدن کا بلا کر دھو ہے
۳۲۵	۶۵۹ نماز میں ارسال ین کا حکم
۶	۶۶۰ (۱) نماز کی رکعات ثلاث ہیں یا نہیں؟
۶	(۲) نمازوں کی رکعات مختلف کیوں ہیں؟
	سترہواں باب
	مستحبات نماز
۳۲۶	۶۶۱ تشدد میں انگلی سے اشارہ احادیث سے چلت ہے
۳۲۷	۶۶۲ تشدد میں انگلی کس وقت اٹھائی جائے؟
۳۲۸	۶۶۳ انگلی اٹھائے رکھنا بضر ہے یا اگر لوٹنا؟
	اٹھارواں باب
	مفسدات و مکروہات نماز
۳۲۸	۶۶۴ آستین چڑھا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے
۶	۶۶۵ سجدہ میں جاتے ہوئے کپڑے سینا مکروہ ہے
۳۲۹	۶۶۶ نماز کے سامنے چراغ ہونا
۶	۶۶۷ عصر کی تیسری رکعت پر سلام پھیر دینا تو کیا حکم ہے؟
۶	۶۶۸ چابی وائی نوٹی کے ساتھ نماز مکروہ نہیں
۳۳۰	۶۶۹ پانچامہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے

صفحہ	مضمون
۴۳۰	۶۷۰ آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا
۴۳۰	انیسواں باب مدرک، مسبوق، لاحق
۴۳۰	۶۷۱ (۱) مسبوق تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلا گیا...
۴۳۰	(۲) "اللہ" کھڑے ہونے کی حالت میں اور "اکبر" رکوع میں چار رکعت نماز صحیح ہوئی...
۴۳۲	۶۷۲ جن کا امام کے پیچھے رکوع چار باب ان کی یہ رکعت فوت ہو گئی
۴۳۲	۶۷۳ متیم مسبوق مسافر امام کے پیچھے قیہ نماز کس طرح پڑھے؟
۴۳۳	۶۷۴ مغرب کے قعدہ لون میں شریک ہونے والے کے لئے کیا حکم ہے؟
۴۳۳	۶۷۵ آخری دو رکعت پانے والا قیہ نماز کس طرح پڑھے؟
۴۳۳	۶۷۶ مقتدی کا دوران نماز وضو نوٹ کیا تو کس طرح کرے؟
۴۳۳	۶۷۷ مسبوق قیہ نماز میں قراءت کرے یا نہیں؟
۴۳۳	۶۷۸ مسبوق نے امام کے ساتھ سلام بھیج دیا تو نماز ہوئی؟
۴۳۵	۶۷۹ کسی وجہ سے نماز دوبارہ پڑھنی پڑے تو مسبوق کے لئے کیا حکم ہے؟
۴۳۵	۶۸۰ (۱) مسبوق مجدد سو میں امام کی متابعت کرے...
۴۳۵	(۲) مسبوق نے عمد یا سبہ اجدد سو کے سلام میں امام کی متابعت کی تو نماز ہوئی؟
۴۳۵	(۳) مسبوق امام کے ساتھ سامنے بیٹھے
۴۳۵	(۴) مسبوق نے عمد یا سبہ امام کے ساتھ سلام بھیج دیا تو کیا حکم ہے؟
۴۳۷	۶۸۱ مسبوق قیہ نماز کے لئے کب کھڑا ہو؟
۴۳۷	۶۸۲ مغرب کی ایک رکعت پانے والا قیہ رکعتوں میں قراءت کرے
۴۳۷	۶۸۳ تکبیر تحریر رکوع میں چار رکعتی قیہ نہیں ہوئی
۴۳۸	۶۸۴ مسبوق کے تکبیر تحریر متنبی ماہ نے سلام بھیج دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟
۴۳۸	۶۸۵ جس کا امام کے پیچھے رکوع دو باب قیہ صحیح ہے؟
۴۳۸	۶۸۶ دو رکعت پانے والا قیہ نماز میں قراءت کرے
۴۳۹	۶۸۷ جمعہ کی ایک رکعت پانے والا قیہ نماز کس طرح پڑھے؟
۴۳۹	بیسواں باب قنوت نازلہ
۴۳۹	۶۸۸ نماز فجر میں قنوت نازلہ کا حکم

صفحہ	مضمون
۳۳۹	۶۸۹ قنوت نازلہ جائز ہے یا نہیں؟
۳۴۱	۶۹۰ قنوت نازلہ میں بادشاہ کا حاضر ہونا ضروری نہیں
۶	۶۹۱ جواب دیگر
۳۴۲	۶۹۲ قنوت نازلہ پڑھنے کا طریقہ
۶	۶۹۳ جواب دیگر
۳۴۳	۶۹۴ قنوت نازلہ منسوخ نہیں ہوئی
۳۳۹	۶۹۵ قنوت نازلہ پر اشکال اور اس کا جواب
	ایک سوال باب
	قراءت و تلاوت
۳۵۲	۶۹۶ فجر اور نحر میں طوالت مفصل پڑھنا سنت ہے
۶	۶۹۷ نماز میں خلاف ترتیب قراءت کا حکم
۳۵۳	۶۹۸ "فمن تبعنی" کی جگہ "فمن تبعہ" پڑھنا تو کیا حکم ہے
۶	۶۹۹ درمیان میں چھوٹی سورت چھوڑنا مکروہ ہے
۶	۷۰۰ "مبیرا" کے وقفہ پر قنوت کی وجہ
۶	۷۰۱ "لہ الصمد" پڑھنے سے نماز ہوئی یا نہیں؟
۳۵۳	۷۰۲ تراویح میں دیکھ کر قرآن پڑھنا
۶	۷۰۳ پہلی رکعت میں "سورہ طہ" اور دوسری میں "سورہ ضحیٰ" پڑھنا
۳۵۵	۷۰۴ نماز میں آیتوں کا تکرار
۶	۷۰۵ طرہ قرآن خوانی کا حکم
۶	۷۰۶ بچے سر قرآن کی تلاوت کرنا
۶	۷۰۷ قراءت میں غلطی سے سجدہ سو واجب نہیں ہوتا
۳۵۶	۷۰۸ جو "عیدین اور تلوٰت" میں بجز اقرأت واجب ہے
۶	۷۰۹ دو سورتوں کے درمیان چھوٹی سورت کا فاصلہ کرنا مکروہ ہے
۶	۷۱۰ نماز میں مکمل سورت پڑھنا افضل ہے
۶	۷۱۱ امام کو قنہ دینا جائز ہے
۳۵۷	۷۱۲ (۱) رخصت کی ابتداء میں "سجدہ" پڑھنا
۶	(۲) تیسری رخصت میں ملنے والا سجدہ پڑھنا یا نہیں؟

صفحہ	مضمون
۳۵۷	۱۳ سورہ یٰسین کے بعد درود پڑھنا ثلاث ہے یا نہیں؟
۳۵۸	۱۴ خارج از صلوٰۃ کے تقد سے فساد نماز کا حکم
۳۵۸	۱۵ پہلی رکعت میں "افلاص" اور دوسری میں "فلن" پڑھنا
۳۵۸	۱۶ "قد فل" کو "قد فل" پڑھنا
۳۵۹	۱۷ (۱) جری نماز میں منفرد کے لئے قراءت کا حکم
۳۵۹	(۲) ہر رکعت کی ابتدا میں "سم اللہ" پڑھنا سنت ہے
۳۵۹	(۳) "سورہ فاتحہ" نہ پڑھی تو مجددہ سو واجب ہوگا
۳۵۹	(۴) "سورہ فاتحہ" قرآن کا جزو ہے یا نہیں؟
۳۶۰	۱۸ امام بھول جائے تو تقد دینا جائز ہے
۳۶۰	۱۹ نماز میں چھوٹی سورتیں پڑھنا جائز ہے
۳۶۱	۲۰ مقتدی نے امام کی قراءت پر "سمان اللہ" کہا تو نماز فاسد ہوئی؟
۳۶۱	۲۱ "سورہ فاتحہ" کتنی رکعتوں میں پڑھی جائے؟
۳۶۱	۲۲ قراءت مسنونہ کے بعد امام کو تقد دینا مفید صوۃ نہیں
۳۶۱	۲۳ غیر عربی زبان میں نماز پڑھنا جائز نہیں
۳۶۲	۲۴ دوسو توں کے درمیان چھوٹی سورت کا فیصلہ کر دو
۳۶۲	۲۵ بغیر معنی سمجھے تلاوت کرنا بھی ثواب ہے
	بائیسواں باب
	فاتحہ خلف الامام، رفع یدین، آمین بالکبیر، اور بسم اللہ بالکبیر
۳۶۳	۲۶ (۱) نماز میں فاتحہ سینے پر نہیں پڑھنے کے نیچے؟
۳۶۳	(۲) امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کا حکم
۳۶۳	(۳) مقتدی آمین سرا کے پاجھر؟
۳۶۳	(۴) نماز میں رفع یدین کا حکم
۳۶۳	۲۷ فاتحہ خلف الامام کا حکم
۳۶۵	۲۸ (۱) صحابہ کرام نے رفع یدین اور آمین بالکبیر کیا نہیں؟
۳۶۵	(۲) امام کے پیچھے فاتحہ پڑھی جائے یا نہیں؟
۳۶۶	۲۹ احتلاف کے نزدیک فاتحہ خلف الامام جائز نہیں
۳۶۶	۳۰ (۱) آمین بالکبیر کا حکم

صفحہ	مضمون
۳۶۶	(۲) آئین ہائے والے کو مسجد سے روکنا
۳	(۳) کیا آئین ہائے بدعت ہے؟
۳	(۴) آئین ہائے والے کو موذی کہنا
۳	(۵) جس عات اہل حدیث کو گمراہ کہنا اور ان سے قطع تعلیق کرنا کیسا ہے؟
۳۶۷	۷۳۱ "الحکم اللہ" سورہ فاتحہ کا جزو ہے یا نہیں؟
۳۶۹	۷۳۲ (۱) مرض و فوت میں حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر کے پیچھے نماز پڑھی ہے یا نہیں؟
۳	(۲) اس وقت آپ ﷺ نے آئین ہائے کی یا سہرا؟
۳۷۰	۷۳۳ (۱) غیر مقلد خلیفوں کی بدعت میں آئین ہائے اور رفع یدین کر سکتا ہے یا نہیں؟
۳	(۲) اہل السنۃ والجماعہ کسے کہتے ہیں؟
۳	(۳) غیر مقلدین اہل سنت والجماعہ میں داخل ہیں یا نہیں؟
۳	(۴) سہرہ دور میں آئین ہائے اور اتھاروں کا کیا معمول تھا؟
۳۷۲	اقتباس از تقریر ترمذی (حضرت مفتی اعظم)
	مختصر سوال باب
	ستر عورت
۳۷۵	۷۳۴ کافر کا ستر دیکھنا بھی ناجائز ہے
۳	۷۳۵ سر پر رومال باندھ کر نماز پڑھنا
۳	۷۳۶ ننگے سر نماز کا حکم
۳	۷۳۷ دھوٹی باندھ کر نماز پڑھنا
۳۷۶	۷۳۸ دھوٹی یا ساڑھی باندھ کر نماز پڑھنا
۳	۷۳۹ مرد کا ستر کہاں سے کہاں تک ہے؟
۳	۷۴۰ پانچامہ کے اندر لٹکی پن کر نماز پڑھنا
۳۷۷	۷۴۱ سستی کی وجہ سے ننگے سر نماز مکروہ ہے
۳	۷۴۲ گھٹا ستر میں داخل ہے
۳۷۸	۷۴۳ آدھی آستین والی عین میں نماز
۳	۷۴۴ عورت کا منہ اور ہاتھ ستر میں داخل ہیں یا نہیں؟

صفحہ	مضمون
	پوچھ سوال باب
	متفرقات
۳۷۸	۷۴۵ تارک نماز کے بارے میں کیا حکم ہے ؟
۳۷۹	۷۴۶ نماز عصر اور فجر کے بعد امام کا قبلہ رو ہو کر بیٹھنا ..
"	۷۴۷ "من ترك الصلاة متعمدا" کا مطلب
"	۷۴۸ تابع کو نماز روزہ کا ثواب ملتا ہے یا نہیں ؟
۳۸۰	۷۴۹ تشدد میں "جاء" سے اشارہ سنت ہے
"	۷۵۰ نیت میں "منہ طرف" جب "تثنیٰ نہ" نہ ہو تو نیت نہیں
"	۷۵۱ نماز کے بعد ہند توڑنے سے صبر کرنا
۳۸۱	۷۵۲ نماز میں اہم کا جیسے استراحت کرنا
"	۷۵۳ عید کا وہیں نماز کا تقدیر پر حنا
"	۷۵۴ بھگت کی نماز کے بعد مسافر کا معمول
۳۸۲	۷۵۵ جہری نماز میں مفرد کے سے قراءت کا حکم
"	۷۵۶ (۱) جیب میں روپ رکھ کر نماز پڑھنا
"	(۲) بچہ کی جیب سے گرجا میں دھناتے ہیں
۳۸۳	۷۵۷ (۳) روڑ میں "سیدہ" کا اندازہ
"	(۲) "وکی من الساحدين" سے پہلے تین مرتبہ "واسعقوہ" پڑھنا
"	۷۵۸ ظہر اور جمعہ کی سنتوں میں ٹاء پڑھنے کا حکم
"	۷۵۹ نماز کے سامنے کھڑی دور سے گزرا جاسکتا ہے ؟
۳۸۴	۷۶۰ نجاست گلی ہوئی صاف پر نماز کا حکم
"	۷۶۱ عید مبارک نماز کا حکم
۳۸۵	۷۶۲ (۱) صاحب ترتیب سے کہتے ہیں
"	(۲) "تقدیر" سے قراءت میں وقف نماز پڑھنا
"	۷۶۳ نماز میں سے وقتا ہیں سے پہلے پڑھنا
۳۸۶	۷۶۴ "سابع" سے پڑھنا
"	۷۶۵ عید میں نماز کا حکم
"	۷۶۶ عید نماز کے وقت پڑھنا

صفحہ	مضمون
۳۸۷	۷۶۷ (۱) خراب سے بہت کر جماعت کرنا.....
♦	(۲) مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم.....
♦	(۳) خطبہ جمعہ کے بعد اس کا ترجمہ پڑھنا.....
♦	(۴) امام باندھ کر نماز پڑھنا افضل ہے.....
۳۸۸	۷۶۸ بے نمازی کے ہاتھ کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟.....
♦	۷۶۹ بے نمازی کا جنازہ پڑھا جائے.....
♦	۷۷۰ قرآن مجید سے پانچوں نمازوں کا ثبوت.....
۳۸۹	۷۷۱ (۱) مسجد میں باوانہ بند "سورہ کف" پڑھنا.....
♦	(۲) بعد نماز پندرہ گز لنگھ پڑھنا کیسا ہے؟.....
♦	۷۷۲ کپڑے سے منہ ڈھانپ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے..
۳۹۰	۷۷۳ نماز کے بعد مصافحہ پرعت ہے..
♦	۷۷۴ منقش جامناز پر نماز کا نعم.....
♦	۷۷۵ عمدہ اسرار نماز فاسق ہے.....
۳۹۱	۷۷۶ (۱) نبیل میں اذان دی جائے یا نہیں؟..
♦	(۲) نبیل میں پانی نہ ملے تو تیمم کیا جائے.....
♦	(۳) نبیل میں جماعت کرنا جائز ہے.....
♦	(۴) احتجاب ہموک بڑ تال کا حکم.....
♦	۷۷۷ بے نمازی کی نماز جنازہ پڑھی جائے..
۳۹۲	۷۷۸ عمدہ اسرار نماز فاسق ہے.....
♦	۷۷۹ نماز کے بعد مصیٰ کوالت دین.....
♦	۷۸۰ نماز میں خیالات اور وساوس کا حکم.....
۳۹۳	۷۸۱ نماز کب معاف ہوتی ہے.....
♦	۷۸۲ "اللہ اکبر" منہ مفید نماز ہے یا نہیں؟.....
	۷۸۳ نماز میں تصور شہادۃ.....
	۷۸۴ نماز کے سامنے تہ نہایت پر نماز کب جائز ہے؟.....
۳۹۴	۷۸۵ (۱) افشار پھیلائے : نادر ہے.....
♦	(۲) غیر مقلدین اہل السنۃ و الجماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟.....

صفحہ	مضمون
۳۹۲	(۳) غیر مقتدرین سے پہنچنے نماز عید کا حکم
۴	(۳) عیدین میں حنابلہ حنفیہ شیعہ اہل بیت زواہر ہیں
۴	(۵) حنابلہ و اہل حدیث شیعہ کس سے ہیں یا نہیں؟
۴	(۶) ترویج جمع و تہئیں رکعات مستحسن ہیں.....
۴	(۷) گیارہ رکعت ترویج کو سنت کہنا
۴	(۸) عالم کی موجودگی میں غیر عالم کی امامت.....
۴	(۹) حقیقات کو چھپانا گناہ ہے...
۳۹۵	۷۸۶ نماز میں کیا تصور کیا جائے؟....

پہلا باب اذان و تکبیر

نماز کے علاوہ کن مواقع پر اذان کہنا جائز ہے؟

(سوال) اذان کی مشروعیت مدوہ چنانہ نماز کے کسی اور طریق سے بھی حدیث یافتہ سے ثابت ہوئی یا نہیں؟ جیسا کہ کثرت جنات میں یا آگ کے تپنے میں یا اعمال بزرگوں سے بوقت و بام بعد صلوٰۃ عشاء چند اشخاص کا جمعیاً فرافروالذاتوں کا کہنا سنا جاتا ہے فی الشرع ثبوت رکھتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۱) نماز کے علاوہ اذان کئی چیزوں کے لئے ثابت ہے پئے کے کان میں اذان دینا تو معروف و مشہور ہے اس کے علاوہ بھی فقہاء نے لکھا ہے کہ شدت غم کے وقت مغموم کے کان میں اذان کی جائے تو اس کے غم کو زائل کر دیتی ہے قال الملا علی القاری فی شرح مشکوٰۃ قالوا یسن للمہموم ان یامر غیرہ ان یؤذن فی اذنه فانہ یزیل الہم کذا عن علی رضى اللہ تعالیٰ عنہ و نقل الاحادیث الواردة فی ذلک فراجعہ انتہی (رد المحتار) (۱) بحر الرائق کے حاشیے میں علامہ خیر رملی نے ذکر کیا ہے کہ کتب شفیعیہ میں ہے کہ نماز کے علاوہ پئے کے کان میں اذان کہنا اور مغموم و مصروع اور غضبناک شخص یا کسی بچوے ہوئے انسان یا جانور کے کان میں اذان سنایا دشمن کے حملے کے وقت یا آگ لگ جانے کے وقت یا جنات کی کثرت کی صورت میں اذان مسنون ہے پھر کہا کہ ہمارے نزدیک بھی اس میں کچھ بعد نہیں۔ وفی حاشیۃ البحر للخیار الرملى رأیت فی کتب الشافعیۃ انه قد یسن الاذان لغیر الصلوٰۃ کما فی اذن المولود و المہموم و المصروع و الغضبان و من ساء خلقه من انسان او بہیمۃ و عند مزدحم الجيش و عند الحریق و عند تغول الغیلان ای عند تمرد الجن لخبر صحیح فیہ اقول ولا بعد فیہ عدنا انتہی مختصراً (۲) شدت و بء کے وقت بطور عمل کے اگر اذان کی جائے اور اسے سنت یا مستحب نہ سمجھا جائے تو مباح ہے واللہ تعالیٰ اعلم

فرض نماز کے لئے اذان سنت مؤکدہ ہے

(سوال) بغیر اذان مسجد میں جماعت کرتے ہیں اور جب کو تو کہتے ہیں کہ کیا نماز اذان کے سوا بھائی ہے اس کا جواب حدیث و فقہ سے عتایت فرمائیں؟

(۱) (باب الأذان ۱/۳۸۵ ط سعید کمپنی کراچی)
(۲) مجلة الحائلی علی هامش البحر الرائق باب الأذان ۱/۲۶۹ ط دار المعرفة بیروت لسان و رد المختار باب الأذان ۱/۳۸۵ ط سعید

(جواب ۲) فرض نماز کے لئے اذان من سنت مکہ مکرمہ ہے چونکہ یہ شہر اسلام سے ہے اس کے تارک کو گناہ نیست ہوگا بلکہ اگر کسی شہر والے شہریوں تو فقہاء ان سے جہد کا فتویٰ دیتے ہیں وہو سنة مؤکدة ہی کالواجب فی لحوق الاثم (در محار) قولہ ہی کالواجب بل اطلق بعضهم اسم الواجب علیہ لقول محمد رحمہ اللہ لو اجتمع اہل بلدة علی ترکہ قاتلتهم علیہ ولو ترکہ واحد ضربتہ و حبسہ (رد المحتار)۔

اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹہ بجانا

(سوال) بعض شہروں میں اذان کے بعد مسجد میں گھنٹہ بجا کر وقت کا اعلان کیا جاتا ہے آیا یہ امر بدعت حسنہ جائز ہے یا نہیں اور کلک مسجدوں میں رکھی جاتی ہے اس میں بھی ہر ایک کا کلک پر وقت کا اعلان اور گاؤں کی قعدہ لوکا گھنٹہ بجاتا ہے اور یہ امر بھی مروج ہے آیا یہ بھی بدعت حسنہ ہے یا نہیں؟

(جواب ۳) اذان کے بعد اداء الصلوٰۃ کی غرض سے گھنٹہ بجا بدعت ہے اگرچہ بعض فقہاء متنبیہ کی اجازت دی ہے اور متنبیہ کی صورتوں کو تعارف پر چھوڑ دیا ہے لیکن رائج قول یہی ہے کہ متنبیہ مکروہ و بدعت ہے و هو الموافق للسنة بل مسجد میں گھڑی لگانا اور اس کے گھنٹوں کے موافق گھنٹہ بجانا میں مضائقہ نہیں کیونکہ یہ گھنٹہ شرعی جہت سے نہیں بنایا جاتا بلکہ وقت کا اعلان ہے اس میں کوئی حرج نہیں (۲) واللہ تعالیٰ اعلم

اقامت میں دائیں بائیں مڑنے کا حکم

(سوال) اقامت میں بھی مثل اذان کے حی علی الصلوٰۃ لورحی علی الفلاح کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرنا چاہیے یا نہیں آخر کتب متون و شروح فقہ میں لکھا ہے کہ الاقامة مثل الاذان او مثله الخ تو آیا مشیت میں تحویل وجہ اور انکشاف الی آئین والشمال داخل ہے یا نہیں؟

(جواب ۴) بل اقامت میں بھی مثل اذان حی علی الصلوٰۃ لورحی علی الفلاح کے وقت منہ پھیرنا چاہیے کیونکہ تحویل وجہ سنت ہے و يتحول فيه وكذا نيها مطلقاً يميناً ويساراً بصلوة وفلاح لانه سنة الاذان مطلقاً (در مختار) ۳، واللہ اعلم

نابالغ لڑکے کی اذان کا حکم

(سوال) نابالغ بچے جو اکثر مسجدوں میں اذان کہتے ہیں یا امام خود ان سے اذان کہنا دیتے ہیں اس اذان کو دہرانا

(۱) باب الأذان ۱۰۳۸۴ ط سعید (۲) ولا تنوب إلا فی صلاة الفجر لما روى أن علياً رضي الله عنه رأى مؤذناً ينوب في العشاء فقال "أحر حوا هذا المستند من المسجد الخ (المسوط للرحسي باب الأذان ۱۳۰/۱ ط دار المعرفة بيروت لبنان) (۳) باب الأذان ۳۸۷/۱ ط سعید

چاہیے یا نہیں؟

(جواب ۵) سچے اگرنا سمجھ ہوں تو ان کی لڑان کو دہرانا چاہیے کیونکہ ان کی لڑان سے مقصود لڑان یعنی اعلام حاصل نہیں ہوتا اس لئے کہ لوگ یہی سمجھیں گے کہ پتہ کھیل میں کہہ رہے ہیں لیکن اگر پتہ سمجھدار ہوں اور ان کی لڑان سے مقصود حاصل ہو جائے تو وہ لڑان جائز ہے دہرانے کی حاجت نہیں۔

لڑان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

(سوال) لڑان کے بعد ہاتھ اٹھا کر من جات کرنا کیا ہے اس کا کچھ ثبوت ہے یا نہیں؟ یہ دعا تو جروا (جواب ۶) لڑان کے بعد جو الفاظ ادا کئے جاتے ہیں وہ دعا کے الفاظ ہیں اور رفع یدین آداب دعا میں سے ہے اس لئے ہاتھ اٹھانے میں مضائقہ نہیں۔

لڑان میں یوقت شہادتین انگوٹھے چومنا

(سوال) بے فک حدیث صدیق اکبرؓ موضوع ہے لیکن شامی نے لکھا ہے کہ تقبیل ظفر ایہا من عند استماع اسمہ علیہ السلام عند الاذان جائز ہے؟

(جواب ۷) شامی نے اس مسئلے کو قسمستانی اور قسمستانی نے کنز العباد سے نقل کیا ہے نیز شامی نے فتاویٰ صوفیہ کا حوالہ دیا ہے کنز العباد اور فتاویٰ صوفیہ دونوں قابل فتویٰ دینے کے نہیں ہیں اور جب کہ حدیث کا ناقابل استدلال ہونا ثابت ہے تو پھر اس کو سنت یا مستحب سمجھنا بے دلیل ہے اور اس کے تارک کو ملامت یا طعن کرنا مذموم۔ زیادہ سے زیادہ اس کو بطور مذہب رد کے ایک عمل سمجھ کر کوئی کر لے تو مثل دیگر اعمال کے مباح ہو سکتا ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت ثابت نہیں۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

”اقامت کے لئے کوئی جگہ متعین نہیں“ وجواب دیگر

(سوال) تکبیر دہانی طرف لڑنے کوئی چاہے یا پشت پر یا میں جنب؟ کوئی جگہ افضل اور جائز ہے؟

المستفتی نمبر ۱۶۵ ۷ رمضان ۱۴۵۲ھ۔

۱) فیصح أذان الكل سوى الصلي الذي لا يعقل لأن من سمعه لا يعلم أنه مودن بل بطل أنه يعبد بحلاف النسي العاقل: لأنه قريب من الرجال إلخ (رد المحتار: باب الأذان ۱/ ۳۹۴ ط سعید)
 ۲) الفصل في الدعاء أن يسطر كتبه ويكون سبهم فرح وإن قنت إلخ (عالمگیریہ کتاب الکراہیۃ الب الرابع فی الصلاۃ والنسیح والذکر والدعاء ۳۱۸/۵ ط مکتبہ عاجدیہ کوئٹہ)
 ۳) وذكر ذلك الحراسي 'والحال ثم قال' وله بصر في الموضوع من كل هذا شئ إلخ (شامیہ باب الأذان ۳۹۸/۱ ط سعید)

(جواب ۸) تکبیر کے لئے کوئی بہت اور کوئی صف متعین نہیں ہے (۱)

(جواب دیگو ۹) مسجد میں اذان اسی جگہ کہنی چاہیے جمال سے آواز زیادہ نمازیوں کو پہنچے خواہ جنوب میں ہو یا شمال میں (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

اقامت میں بوقت کلمہ شہادت امام کا پیٹھ پھیرنا

(سوال) امام تکبیر میں حضور ﷺ کا نام سن کر اپنی پشت لہا پھیرے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۵، ۷ رمضان ۱۳۵۲ھ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۰ء

(جواب ۱۰) امام حضور ﷺ کا نام سن کر اپنی پشت نہ پھیرے کیونکہ پشت پھیرنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹہ بجانا

(سوال) مسجد میں قبل اذان یہ اذان کانسی کی گھنٹی یا تھ سے بجانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۸۳ سید محمد شاہ (ضلع احمد آباد) ۲۹ محرم ۱۳۵۳ھ ۱۳ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۱) اگر مسجد بڑی ہو جس کے مختلف گوشوں میں متعدد مؤذن اذان کہتے ہوں جیسے دہلی کی جامع مسجد اور ان مؤذنین کو وقت اذان کی اطلاع دینے کے لئے گھنٹہ بجایا جائے یعنی اذان سے پہلے اس لئے کہ سب مؤذن ایک وقت میں ایک ساتھ اذان کہیں تو یہ جائز ہے نمازیوں کو اطلاع دینے کی غرض سے اذان مقرر بہ اذان کے قائم مقام گھنٹہ بجانا جائز نہیں (۱۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

بے نماز اور غلط شخص کو مؤذن بنانا درست نہیں

(سوال) جو شخص خلعت پسند ہو اور پاکی ناپاکی نہ جانتا ہو تارک صوم و صلوٰۃ ہو ایسے شخص کو مسجد میں مؤذن و چرواہ کس رکھنا کیسا ہے اور ایسے آدمی کے ہاتھ سے بھرے ہوئے پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟ بے نمازی کے ہاتھ کا بھرنا بولپانی غیر مطہر ہے یا نہیں؟ المستفتی محمد حسین صاحب (سارمتی)

(جواب ۱۲) خلعت پسند اور بے نمازی کو مؤذن بنانا درست نہیں اگرچہ اس کے ہاتھ کا پانی مطلقاً غیر

(۱) وبقي على الأرض هكذا في القبة وفي المسجد الح (هدية باب الأذان) الفصل الثاني في كلمات الأذان و لا إمامة و كيفيتهما ۵۶/۱ ط ماجديه

(۲) في العالمين كبرية " والسنة ان يودع عال يكون أسمع لحيواه و يرفع صوته (باب الأذان) الفصل الثاني في كلمات الأذان وإلا قامة و كيفيتهما ۵۵/۱ ط ماجديه

(۳) ولا نوب إلا في صلاة الفجر لماروى ن عليا رضي الله عن رأى مؤذنا يثوب في العشاء فقال " أحر حوا هذا المدع من المسجد الح (مبسوط السرحسي باب الأذان ۱۳۰/۱ ط دار المعرفة بيروت لبنان)

مطہر تو نہیں لیکن احتیاجاً اور زجراً استعمال نہ کیا جائے تو مضائقہ نہیں (۱) فقط

اذان سے پہلے یا بعد میں نثارہ بجانادوست نہیں

(سوال) ضرب نثارہ قبل اذان یا بعد اذان برائے ہوشیاری دیداری غافلین جو کہ مسجدوں سے دور رہتے ہیں اور اذان کی آواز کان تک نہیں پہنچتی جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۴۹۳ محمد صالح بدراوی

۱۹ ربیع الاول ۱۴۵۳ھ ۲۲ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۳) ضرب نثارہ سب سائلین میں مروج نہ تھی اور ممکن ہے کہ عوام اس کو شرعی چیز سمجھنے لگیں اس لئے اس کا رواج قابل ترک ہے اور اذان کے بعد تو اس کو مستحب کی حیثیت حاصل ہو جائے گی جو مکروہ اور بدعت ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ایضاً

(سوال) شر پیراں پن گجرات میں مسجدوں کی اذان گاہ پر ایک پیتل کی تختی جسے گھنٹہ کہتے ہیں صلوٰۃ خمسہ کی اذان مستون کے بعد چلیا جاتا ہے شرعی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۵۱ محمد سعید (بمبئی) ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۷ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۴) شریعت مقدسہ نے صلوٰۃ خمسہ کی اطلاع اور احکام کے لئے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام اور ائمہ عظام میں سے ہے اذان کے بعد کوئی اور چیز اطلاع اور احکام کے لئے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام اور ائمہ عظام نے تعلیم نہیں کی اذان کے بعد مساجد میں گھنٹہ جانے کا طریقہ مقرر کرنے سے اذان کی بے وقتی اور کفار کی مشابہت ہوتی ہے اس لئے یہ بدعت ہے اور اس کو ترک کرنا لازم ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

اذان و اقامت کے اختتام پر محمد رسول اللہ کا اضافہ

(سوال) اذان و اقامت اور دعا بعد صلوٰۃ جماعت کا اختتام صرف لا الہ الا اللہ پر ہونا چاہیے یا محمد رسول اللہ بھی کہنا چاہیے؟ المستفتی نمبر ۶۶۱ حمید الدین احمد (ضلع رگپور)

۲۸ رجب ۱۳۵۳ھ ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(۱) من سس المؤذن كونه رجلاً عاقلاً صالحاً عالماً بالناس الأوقات موافقاً عليه محتسباً ثقة منظره الخ ورد المختار باب الأذان ۳۹۳/۱ ط سعید

(۲) ولا تنوب إلا في صلاة الفجر لما روي أن علياً رضي الله عنه رأى مؤذناً يثوب في العشاء فقال "أحرحو" هذا المنذع من المسجد الخ (المسوط للرحسي باب الأذان ۱/۱۳۰ ط بيروت)

(۳) عن ابن عمر رضي الله عنهما كان المسلمون حين قدموا المدينة يهتفون بفتحون الصلوات و ليس ينادى بها أحد فتكلموا في ذلك يوماً فقال بعضهم "اتحدوا" باقوساً مثل ناقوس الصناري "وقال بعضهم اتحدوا" قرناً مثل قرن اليهود "قال فقال عمر "أولا تعنون رجلاً ينادي بالصلاة" فقال رسول الله ﷺ "يا بلال" قم فناد بالصلاة (ترمذی) باب ما جاء في بدء الأذان ۴۸/۱ ط سعید کمپنی

(جواب ۱۵) لُزَانِ واقامت کے آخر میں توبے شک صرف لا الہ الا اللہ پر اذان واقامت ختم ہوتی ہے اس کے بعد محمد رسول اللہ کا اضافہ نہیں کرنا چاہیے اور بعد جماعت کے بھی ادعیہ ماثورہ میں محمد رسول اللہ کا اضافہ اپنی طرف سے نہیں کرنا چاہیے۔ ماثورہ کے جتنے الفاظ حدیثوں میں ثلث اور منقول ہوں اس کو انہیں الفاظ پر رکھنا چاہیے اگر لُزَانِ اور واقامت کے اخیر میں محمد رسول اللہ کا اضافہ اسی آواز اور لہجے سے کیا جائے جس آواز اور لہجے سے اذان واقامت کہی ہے تو یہ اضافہ بدعت ہے اور اگر آہستہ سے کوئی اپنے دل میں محمد رسول اللہ بھی سر لے تو یہ مہذب ہوگا اسی طرح کسی دوسرے ماثورہ میں اپنی طرف سے یہ اضافہ مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فَوُورِ افر کے لُزَانِ یا تکبیر کہنے سے نماز مکروہ نہیں ہوتی

(سوال) زید فوورِ ربی کا کمر تائب اور پندی کے ساتھ نماز پڑھتا ہے بحر کہتا ہے کہ زید کا یہ پیشہ فوورِ ربی درست نہیں ہے اس نے نماز میں زید کے تکبیر پڑھنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۷۹۸ محمد عین (دہلی) ۶ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ ۱۱ مئی ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۶) تصویر اور فوورِ ربی کا کمر تائب یعنی جاندار کے فوورِ تصور کے ہی حکم میں ہیں مگر زید کے لُزَانِ یا واقامت کہنے سے نماز میں رباہت نہیں ہوتی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

اقامت میں حی علی الصلوٰۃ پڑھنا مستحب ہے

(سوال) عبارت شرح وقایہ میں یقوم الامام والقوم عد حی علی الصلوٰۃ و یشرع عد قد قامت الصلوٰۃ آیا یہ سنت ہے یا مستحب؟ یہ کچھ اور؟ اگر ہر آدمی آرائی صف قبل حی علی الصلوٰۃ کھڑے ہو جائے تو کوئی حرج ہے یا نہیں؟ اگر بروقت حی علی الصلوٰۃ ہم مع قوم کھڑا ہو لیکن بد جہ صف آرائی حد قد قامت الصلوٰۃ نماز شروع کرے تو کیا حرج ہے؟

المستفتی نمبر ۹۳۸ متولی جامع مہد (ذیرہ گندہ آسرہ) ۲ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۷) و یقوم الامام والقوم عد حی علی الصلوٰۃ و یشرع عد قد قامت الصلوٰۃ ۱۰ یہ مستحب میں سے ہے اور یہ بھی جب کہ پہلے سے لوگ اتنے درست ہو کر ٹھیک کہ کھڑے ہوں۔ بد جہ صف میں درست نہ کرنا پڑیں بلکہ خود خود درست ہو جائیں اس کا خلاف یعنی حی علی الصلوٰۃ سے پہلے کھڑے ہو جانا جب کہ امام موجود ہو مکروہ نہیں اسی طرح قد قامت الصلوٰۃ کے بعد نماز شروع کرنا مکروہ نہیں خصوصاً جب کہ تاخیر اقامت و تسویہ صفوف کی وجہ سے واقع ہو یہ مسئلہ صرف اسی قدر حیثیت رکھتا ہے اس

(۱) والریادۃ فی الاذان مکروہۃ الخ (البحر الرائق . باب الادانہ ۱/۲۶۱ ط بیروت)

(۲) (باب الادانہ ۱/۲۶۱ ط سعید)

مشابہ کوئی شے تھی حضرت عبداللہ بن زید انصاری نے اسے خریدنا چاہا تو اس نے پوچھا کہ کیا کرو گے انہوں نے جواب دیا کہ ہم اپنی نمازوں کا اس سے اعلان کریں گے اس نے کہا کہ میں کیوں ایسی شے تمہیں نہ بتاؤں جو اس سے بہتر ہو بہر حال اس شخص نے اذان کی تعلیم دی اور یہ خواب سماعت فرما کر حضرت نبی کریم ﷺ نے تصدیق فرمائی۔ والممشہور انہ ﷺ لما قدم المدينة کان یؤخر الصلوٰۃ تارۃً و یعجلها اخری فاستشار الصحابة فی علامة یعرفون بها وقت اداء الصلوٰۃ لکی لا تفوتہم الجماعة فقال بعضهم ننصب علامة حتی اذا رآها الناس اذن بعضهم بعضا فلم یعجبہ ذلك و اشار بعضهم بضرب الناقوس فکمره لاجل انصارى و بعضهم النفخ فی الشبور فکمره لا جل الیہود و بعضهم بالبوب فکمره لا جل المجوس فمرفوا قبل ان یجتمعوا علی شیء قال عبداللہ بن زید الانصارى فبت لا یاخذنی النوم و کت بین النائم والیقظان اذ رأیت شخصا نزل من السماء و علیہ ثوبان اخضران و فی یدہ شبه الناقوس فقلت اتبعنی هذا فقال ما تصنع به فقلت نصرہ عدد صلاتما فقال الا ادلتک علی ما هو خیر من هذا فقلت نعم الخ ص ۱۲۷ جلد اول مبسوط باب الاذان۔ اسلام میں اذان ہی طریقہ اعلان نماز جگانہ ہے اذان کے جائے یا اذان کے بعد ناقوس یا اسی سے مشابہ کسی چیز سے اعلان نماز شرعاً درست نہیں ہے ایسے طریقہ بائے اعلان کو حضرت نبی کریم ﷺ نے ناپسند فرمایا ہے فقط شرف علی مفتی لول بلدہ و صدارت عالیہ (جواب ۲۰) (از حضرت مفتی اعظم) بے شک جائے اذان کے یا اذان کے بعد گھنٹہ جانا اور اس کو نماز باجماعت کا اعلان قرار دینا مکروہ و ردعت ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

اذان کے لئے اسپیکر کا استعمال مباح ہے

(سوال) اذان کی آواز دور تک پہنچانے کے لئے منارے پر آلہ مبحر الصوت یعنی لاؤڈ اسپیکر کا استعمال عند اشترع جائز ہے یا نہیں۔ المستفتی نمبر ۱۳۳۶ امام عبد الصمد (جنوبی افریقہ)

۹ ربیع الاول ۱۴۵۱ھ ۲۰ مئی ۱۹۳۰ء

(جواب ۲۱) اذان کی آواز دور تک پہنچانے کے لئے منارے پر لاؤڈ اسپیکر لگانا مباح ہے (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

امام مصلیٰ پر کب کھڑا ہو؟

(سوال) جب مؤذن نماز جماعت کے وقت تکبیر پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے امام کو تکبیر لوٹی میں مصلیٰ

(۱) ولا تنوب الا فی صلاة الفجر لمدرونی ان علیاً رضی اللہ عنہ رأى مؤذناً یبوی فی العشاء فقال "أحر حوا هذا المنذع من المسجد ولحدیث محمد بن المصوط لم یروحو باب الأذان ۱ ۲۷۵ ط بیروت لبنان (۲) و یسعی للمود فی موضع یکون اسمع لمجیران و یرفع صوته الخ (لبحر الرائق) باب الأذان ۱ ۲۶۸ ط بیروت لبنان

کے لوپر کھڑا ہونا چاہیے یا بعد کو اللہ اکبر جس وقت مؤذن کتابے اس وقت کھڑا ہونا چاہیے علی الفلاح کے بعد کھڑا ہوا امام اگر محمد رسول اللہ کے حد مصطل پر کھڑا ہو جائے تو مقتدی گناہ گار ہوتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۹۶ قاضی کمال الدین صاحب (ضلع کاٹھیاواڑ)

(جواب ۲۲) مؤذن جس وقت اقامت شروع کرے اسی وقت امام مصطل پر کھڑا ہو سکتا ہے اور اگر اس وقت کھڑا نہ ہو بلکہ حی علی الصلوٰۃ کہنے کے وقت کھڑا ہو تو یہ بھی جائز ہے اس کے بعد بیٹھنا نہیں چاہیے بلکہ حی علی الصلوٰۃ پر ضرور کھڑا ہونا چاہیے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

امام اور مقتدیوں کا شروع اقامت میں کھڑا ہونا

(سوال) مقتدی اور امام کے لئے حی علی الفلاح پر کھڑے ہونا اور قدامت الصلوٰۃ پر تحریر باندھ لینا ہر وقت مستحب اور ضروری ہے یا کسی تعذر مثلاً صف بندی کی درستگی کی بنا پر ضروری اور مستحب نہیں۔

المستفتی نمبر ۱۵۵۱ محمد حبیب حسین (بہار) ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۹ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۳) مقتدی اور امام حی علی الفلاح پر کھڑے ہو جائیں یعنی اس کے بعد بیٹھے نہ رہیں یہ مطلب نہیں کہ اس سے پہلے کھڑے نہ ہوں اگر صف بندی کرنی ہو تو پہلے سے (یعنی شروع اقامت سے) کھڑا ہو جانا بہتر ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

تکبیر اولیٰ میں شرکت کی حد

(سوال) تکبیر اولیٰ کا ثواب سورہ فاتحہ کے ختم سے قبل شریک ہونے میں ملتا ہے یا کسی بھی رکعت میں شامل ہونے سے مل جاتا ہے۔ المستفتی موسیٰ محمد رفیق صاحب دہلی

(جواب ۲۴) تکبیر اولیٰ کا ثواب پہلی رکعت میں بعض فقہاء کے نزدیک قرأت شروع ہونے سے پہلے شریک ہونے والے کو اور بعض کے نزدیک سورہ فاتحہ کے ختم تک اور بعض کے نزدیک پہلی رکعت میں شریک ہونے والے کو ملتا ہے اور ہر قول مقبول ہے وسعت رحمت باری کے لحاظ سے آخری قول راجح ہے (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) قدس مآلک و جمہور العلماء ! لی انہ لیس لقیامہم حذولکم استحب عاتہم القیام اذا احد المؤذن فی الاقامة وعمدة القاری باب من یقوم الناس ۱۵۳۵ ط بیروت وقال الطحطاوی تحت قوله " والقیام لإمام و مؤمن " " والطاهر آہ احترام عن الناحیر لا القدیم حتی لو قدم أول الإقامة لا بأس به " (حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: باب صفة الصلاة ۱/۲۶۱ ط دار المعرفة بیروت لبنان)

(۲) البصا

(۳) و تظہر ہندۃ الخلاف فی وقت ادراك فصيلة تكبيرة الافتتاح فعده بالمقارنة و عدهما اذا كبر فی وقت النشاء و قبل مادراك الركعة الأولى و هذا اوسع وهو الصحيح الخ (رد المختار. باب صفة الصلاة) مطلب فی وقت ادراك فصيلة الافتتاح ۱/۵۲۶ ط سعید

اذان کا جواب دینا سنت ہے

(سوال) جب مؤذن اذان پڑھتا ہے تو اذان کے الفاظ دہرائے اور بعد میں دعا کا پڑھنا واجب ہے یہ سنت ہے مستحب اور نہ پڑھنے سے کوئی گناہ تو نہیں ہوتا۔

المستفتی نمبر ۱۶۷۳ فتویٰ مدنی نور علی صاحب (ہمت نمر) ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۱۴ اگست ۱۹۳۰ء (جواب ۲۵) اذان کے وقت اذان کے الفاظ کو دہرائے اور تہی علی الصلوة حتی علی الخصال کی کہہ : حول و قوفا بعد من اور شکر اذان کے بعد الحمد رب هذه الدعوة الخ دعا پڑھنا سنت ہے نہ پڑھنے سے ترک سنت ہوگا۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

شہادتیں سن کر اٹھو تھے پھر مناجات نہیں

(سوال) جب مؤذن اذان پڑھتا ہے تو سننے والا اشدان الحمد رسول اللہ پر دونوں انگشت چوم کر آنکھوں پر ہاتھیں تھامتا ہے یہ واجب المستفتی ۱۱۵۱ محمد مہدی صاحب امام مسجد نین آباد (بیلا پور)

۱۷ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء (جواب ۲۶) شہادتیں سن کر کھڑے ہو کر مناجات نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

اذان کے بعد دعائیں ہاتھ اٹھانا سنت نہیں

(سوال) بعد اذان مندرجہ درجہ میں مناجات نہیں۔ آخر جواب ہم میں جو تو بخاری شریف میں جو حدیث ہے اس کا یہ مطلب ادا دعا رسول اللہ ﷺ رفع یدین بیدہ الحدیث

المستفتی نمبر ۱۹۶۱ محمد ناصر مدین صاحب ۲۵ شعبان ۱۳۵۶ھ ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۷ء (جواب ۲۷) اذان کے بعد دعائیں ہاتھ اٹھانے کا کوئی خاص ثبوت نہیں پس عموم سے استدلال کر کے ہاتھ اٹھانا اور خصوصی ثبوت نہ ہونے کی بنا پر نہ اٹھانا دونوں باتیں جائز ہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

اذان کے بعد نماز کے لئے بلا تاخیر میں داخل ہے

(سوال) (۱) اذان واقعہ کے بعد یہ اذان الفاظ میں "عوید" امام بعد اذان "بر نماز کے لئے پکارنا الصلوة

۱. صحیح و خوب قول الجوی بدر والواجب: لا حرج بالقدم من سماع الأذان فان يقول بسمه كقولہ
لا فی الجعفی صرح فی فی تسبیح حرم من الوہا فقول صدقت وبررت و بدعوا بعد فراغہ انوسہ
لرسول اللہ ﷺ (التبویر و شرحہ باب الاذان ۳۹۶/۱ تا ۳۹۸ ط سعید)
۲. و ذکر ذلك لخراجي و اقول لا يفتل في تسبیح من كل هذا شي الخ (رد المحتار) باب الاذان
۳۹۸ ط سعید کہی، ۳. لا يفتل في الدعاء لا يفتل في الدعاء و يكون سبعا فرجة الخ (عالمگیری) کتاب
الکراهية باب الرابع فی الصلاة و التسبیح و الذكر و الدعاء ۳۹۸ مکتبة ماحدیه (کونکہ)

والسلام علیک یا رسول اللہ۔ السلامو السلام علیک یا نبی اللہ۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ۔ جائز ہے یا ناجائز لغت اور اصطلاح شرعیہ میں تنبیہ کے کیا معنی ہیں جس مسجد میں یہ تنبیہ کبھی نہ پکاری گئی ہو اگر وہاں کچھ لوگ اس کو پکاریں اور غیر پکارے نماز نہ پڑھیں نہ دوسروں کو پڑھنے دیں اور ان لوگوں پر جو اس فعل کو ناجائز منسوب اور خلاف حکم نبی کریم ﷺ کہتے ہیں لعن و طعن کریں اور ان کو وہابی دینمدی مردود و کافر کہیں اور لڑنے بھڑانے کو تیار ہو جائیں ان کے متعلق کیا حکم ہے۔

(۲) حدیث لا تنوبن فی شیء من الصلوٰۃ الا فی صلوٰۃ الفجر ترمذی ص ۷۷ (۲) کی روایت میں جو ایف رلوی امر انبیی واقع ہوئے ہیں ان کو صاحب ترمذی نے ضعیف کہا ہے تو کیا اس سے روایت قابل عمل رہتی ہے یا نہیں ان کی ثقاہت و حدیث و ضبط و غیرہ کے بارے میں کتب اصول سے کیا مستنبط ہوتا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۲۶۸ من فیہ عبد الجلیل بن صاحب ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۸ء
(جواب ۲۸) تنبیہ اس معنی کے خلاف ہے کہ اس سے مراد لڑان اور اقامت کے درمیان میں کچھ الفاظ پکار کر لوگوں کو نماز کے لئے بلانا نہ نظر ہو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں لڑان اور اقامت کے درمیان میں ایسی کوئی چیز نہ تھی نہ حضور ﷺ نے تعیم فرمائی اس کو لوگوں نے بعد حضور ﷺ کے ایجاد کیا اور صحابہؓ نے اس کا انکار کیا حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نماز کے لئے ایک مسجد میں گئے اور وہاں تنبیہ پکاری گئی تو وہ اس مسجد سے بغیر نماز پڑھے چلے آئے اور کہا کہ اس مبتدع کے پاس سے مجھے لے چلو یہ واقعہ ترمذی اور ابوداؤد میں موجود ہے امام ابو یوسف نے قاضی یا مفتی یا کسی ایسے ہی شخص کے لئے جو خدمت مسلمین میں مشغول رہتا ہو اس امر کی اجازت دی ہے کہ اس کو اقامت سے کچھ قبل اطلاع دیدی جائے کہ اسے تو وہ جماعت میں شریک ہو جائے اور خدمت خلق میں نقصان نہ پڑے ان کی اجازت کا بھی یہ مطلب نہیں کہ لڑان اور اقامت کے درمیان تنبیہ کی رسم ہی قائم نہ کر لی جائے اور پھر طرفہ یہ کہ اس کو ایک واجب کا درجہ دے دیا جائے اور منکر یا تارک کو وہابی مردود کہہ کر لعن و طعن کیا جائے یہ تو یقینی تعدی اور ظلم اور انتہائی بدعت ہے ترمذی کی روایت ابو اسر ائیل الملکی کی اگرچہ ضعیف ہے مگر عبد اللہ بن عمرؓ کی روایت مذکور بالا اسے اس کی تقویت ہو جاتی ہے اور وہ قابل عمل ہو جاتی ہے (۱۰۰ نقطہ)

محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لہ ولی

جماعت کے وقت مؤذن کا باؤ از بلند درود پڑھنا

(سوال) جنس جبکہ یہ دستور ہے کہ جس وقت نماز کے واسطے جماعت کھڑی ہوتی ہے تو مؤذن تکبیر

(۱) ترمذی باب منحا فی سبب فی الفجر ۵۰ ط سعید کمپی
(۲) قال فی العربیہ احداث لم یحروا التلوین بین الاذان والاقامة علی حسب ما تعارفوا فی جمیع الصلوات
الح و حضر ابو یوسف من یسئل بمصلح العامة کالقاصی والمفتی والمدرس الخ (رد المحتار) باب الاذان
۳۸۹ ط سعید کمپی، و بعد لم یسئل من ہو مکروه فی غیر الفجر وهو قول الجمهور الخ والبحر الرائق باب
الاذان ۲۷۵/۱ ط بیروت لبنان

پڑھنے سے پہلے باؤزبند درود شریف پڑھتا ہے پھر اس کے ملحق تکبیر پڑھتا ہے اور ہر جماعت کے وقت یہی دستور اختیار کیا جاتا ہے آیہ طریقتہ شرعیہ مستحسن ہے اور اس طریقہ کے لئے شرعی ثبوت موجود ہے اور شرعی ثبوت نہیں تو یہ فعل کیسا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۳۹۶ چودھری اسلوب الہی صاحب دہلی

۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ ۱۱ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۹) اقامت سے پہلے باؤزبند درود شریف پڑھنا کیسے ثابت نہیں نہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں نہ صحابہ کرامؓ اور ائمہ حنفیہ کے زمانے میں اور اگر اس کو ایک طریقہ وانکہ مانا لیا جائے تو بدعت ہے واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

مؤذن کی موجودگی میں دوسرے شخص کا اذان کرنا

(سوال) ایک شخص عرب سے مسجد کی خدمت یعنی اذان پڑھنی تکبیر کہنی مسجد کی صفائی دیکھ بھال وغیرہ غرض حسبہ بندہ اجازت مؤذن انجام دیا کرتا تھا وہی نہیں بلکہ اس شخص کا باپ کا بھی یہی حال تھا جس خود غرض دشمنوں نے مسجد کے ممبران کمیٹی سے شکایت کر ممبران میں سے بعض انگریزی والوں اور کبیل بھی ہیں وہ وہ کبیل صاحبان یہ فرماتے ہیں کہ ہم ائمہ کے سامنے کیا جواب دیں گے یہ کہہ کر اس شخص کو نیک کام سے روکنا محروم کر دینا یہ فعل ممبران کمیٹی کو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۰۰ زمرہ دہلی صاحب (دہلی) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ ۱۵ مئی ۱۹۳۰ء

(جواب ۳۰) اگر کوئی شخص حسبہ بندہ مسجد کی خدمت صفائی انگریزی وغیرہ کرے تو وہ ثواب کا مستحق ہے اور اگر مؤذن مقرر نہ ہو تو اذان و اقامت کہنی بھی موجب ثواب ہے لیکن اگر مؤذن مقرر ہے تو پھر اذان و اقامت مؤذن کا حق بلکہ اس کا منصب فریضہ ہے اگر ممبران کمیٹی مؤذن سے مواخذہ نہ کریں کہ وہ خود اذان دیں نہیں سکتا تو مؤذن دوسرے شخص کو اذان و اقامت دے سکتا ہے اور اس کی اجازت دے دوسرا شخص اذان و اقامت نہ کر سکتا لیکن اگر کمیٹی مؤذن سے اذان نہ کہنے پر مواخذہ کرے تو کمیٹی کو اس کا حق ہے اور مؤذن کو بھی حق ہے کہ وہ خود اذان کہنے پر اصرار کرے اور دوسرے شخص کو اجازت نہ دے ایسی حالت میں اس شخص کو جو حسبہ بندہ اذان نہ کرنا چاہتا ہے کمیٹی کے قاعدے میں اور مؤذن کے فرض منصبی کی انجام دہی میں مداخلت نہ کرنی چاہیے بلکہ اگر وہ اس ثواب کو حاصل کرنے کا آرزو مند ہے تو کسی ایسی مسجد میں جہاں مؤذن تنخواہ دار مقرر نہ ہو اذان نہ کر یہ فضیلت حاصل کرنا چاہیے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

۱۰ اہل عسہ قلت قال رسول اللہ ﷺ من احدث فی امرنا هذا ما لیس منہ فهو رد (بخاری باب اذا اعطوا علی صلح حور ۳۶۱ ط دہلی کتب حنفیہ) التسلیم بعد الاذان حدث فی ربيع الآخر سنة سبع مائة و احدى وثلاثين الحج وهو بدعة حسبہ (الدر المختار) باب الاذان ۳۹۰ ط سعید کمپی (۲) ادع غیر من اذن بعینہ ای المؤمن لا یکره مضطرا وان محصوره کره ان لحقه وحشة الحج (التوبیر و شرحه) وفي الشامية: "ان یان لم یرض به الحج (باب الاذان) ۳۹۵/۱ ط سعید

شہادتیں سن کر انگوٹھے چومند عت ہے

(سوال) پنجابی زبان میں ایک کتاب ہے جس کا نام یکی روئی کاں ہے اس میں تقبیل اہماین وقت لذان نزدیک سننے اشہدان محمد رسول اللہ کے متعلق حدیث لکھی ہے کہ پیغمبر خدا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی شہادت دے نو فہ دانیس انگوٹھیں دے اے انھیں دے رکھدالتے حمدالتے پڑھدافرة عینی ہلک یا رسول حق تعالیٰ گناہ اسدے خشیداہے لوسیدیاں انھیں کدی در ذکر سن اتے پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا لے درساں اسنوں طرف بہشت دے جناب یہ تحریر فرمائیں کہ یہ حدیث صحیح ہے یا موضوع اس پر عمل کرنا چاہیے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۶۲۹۱ ط ۱۱ جہاں خاں ضلع میانوالی (پنجاب)

۷ اذی الحجہ ۱۳۶۰ھ ۵ جنوری ۱۹۴۲ء

(جواب ۳۱) تقبیل اہماین کا کوئی پختہ ثبوت نہیں اس لئے اس کو موجب ثواب سمجھ کر کرنا بے ثبوت بات ہے البتہ بعض لوگ اس کو ہمداری چشمہ سے محفوظ رکھنے کا عمل سمجھ کر کرتے ہیں تو اس صورت میں مثل دیگر عملیات و تعویذات کے یہ عمل بھی مباح ہوگا مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے تارک پر کوئی طعن یا مذمت نہ کی جائے جو اس عمل کو کرے کرے جو نہ کرے نہ کرے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

سوال مثل بالا وجواب دیگر

(سوال) لذان کے وقت انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھنا حدیث صحیح سے ثابت ہے یا نہیں اور شرط ثبوت تارک قابل ملامت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۷۱۷ فیروز خان (جہلم) یکم جمادی الاول ۱۳۶۱ھ ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء

(جواب ۳۲) لذان میں کلمہ اشہدان محمد رسول اللہ سن کر انگوٹھوں کو چومنا اور آنکھوں سے لگانا کوئی شرعی حکم نہیں ہے اس کے متعلق جو روایت مسند فردوس وغیرہ میں ہے وہ صحیح نہیں ہے بعض بزرگوں نے اس فعل کو آنکھوں کی ہمداری سے محفوظ رکھنے کا ایک عمل قرار دیا ہے تو یہ شرعی بات نہ ہوئی اگر اس کو یہ سمجھ کر کرے کہ اس عمل کو کرنے سے آنکھیں نہیں دکھتیں تو اسے اختیار ہے مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی یہ عمل نہ کرے تو اسے مجبور نہ کیا جائے نہ اس پر اعتراض کیا جائے کیونکہ عملیات و تعویذات کوئی شرعی چیزیں نہیں ہیں ہر شخص کو حق ہے کہ کوئی عمل کرے اور تعویذ باندھے یا عمل نہ کرے اور تعویذ نہ باندھے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

(۱) و ذکر ہذا الحراحی و اطلال لم قال ولم یصح فی المرفوع من کل هذا شیئ الخ (رد المحتار: باب الادب)

(۲) ۳۹۸/۱ ط سعید کمپنی

(۳) (حوالہ بالا)

(جواب ۳۳) تقبیل سہین نہایت ایک شرعی فعل کے صحیح سند سے ثابت نہیں ہاں ایک رقیہ کی حیثیت سے بعض بزرگوں نے یہ نماز اس سے کیا ہے کہ آنکھیں دیکھنے سے محفوظ رہیں تو حیثیت رقیہ سے کوئی کرے کرے اور نہ کرے تو مورد الزام نہیں ہو سکتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

اذان فجر کے بعد لوگوں کو نماز کے لئے بلانا

(سوال) فجر کی اذان دینے کے بعد مؤذن یا دوسرا کوئی شخص محمد والوں کو نماز کے سارے محلہ میں نماز پھر امیدوار کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر کر سکتا ہے تو کیونکہ اور نہیں کر سکتا تو اس کی توضیح فرمائیں۔
المستفتی نمبر ۳۶۷۷ فقی مسرور علی صاحب۔ طرز مہر و دو اخاندہ دہلی۔

۲۹ جولائی ۱۹۳۲ء ۱۳ رجب ۱۳۵۱ھ

(جواب ۳۴) یہ عمل اول و ثانیہ میں داخل نہیں بلکہ اس سے زیادہ حیثیت رکھتا ہے دوسرے تثنویہ بھی ایک امر متحدہ اور مبتدئ ہے اذان سے پہلے یہ نیت امر بالمعروف اس امر کی گنجائش ہے اذان کے بعد یہ امر کر اہت سے خالی نہیں ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(جواب از مولانا مفتی مظفر اللہ صاحب) ہاں اس فعل میں کچھ مضافہ نہیں بلکہ موجب ثواب ہے کہ یہ تثنویہ کے معنی میں ہے والتوبہ حسن عند المتأخرین ثبوت میں ہے ویؤذن الفجر ثم یقعد قدر ما یقرأ عشرين یتھ یؤذن مثل ذلک ثم یقیم ھکذا فی العالمگیری ۲۰ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
محمد مظفر اللہ خفر۔ امام مسجد جامع فتح پوری دہلی

(جواب الجواب) از حضرت مفتی اعظم۔ تثنویہ کو چرچہ متاخرین حنفیہ نے مستحسن قرار دیا ہے قرآن میں شبہ نہیں ہے یہ امر متحدہ ہے یعنی رسول خدا ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانے میں تثنویہ نہ تھی حضرت ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ وہ اس وقت نفرت کی نفرت دیکھتے تھے ایک مسجد میں نماز پڑھنے گئے وہاں مؤذن نے تثنویہ کی تو وہ بغیر نماز پڑھنے چلے آئے اور چونکہ ہمنا ہوئے تھے اس لئے اپنے ساتھی سے کہہ کر اس بدعتی کے پاس سے ہم کو لے چلے اسی محاہد قال دخلت مع عبد اللہ بن عمر مسجد او قد اذن فیہ ونحن بریدان نصلی فیہ فتوب المؤذن فخرج عبد اللہ بن عمر من المسجد وقال اخرجنا من عند هذا المستند ولم یصل فیہ (ترمذی شریف) (۲) نیز متاخرین حنفیہ کا تثنویہ کو مستحسن قرار دینا اس کی یہ تعریف کرنا کہ اذان کے بعد تھوڑا وقفہ کر کے مؤذن یہ الفاظ پکار کر کہے الصلوٰۃ یا قاص

(۱) (حوالہ بالا صفحہ گزشتہ)

(۲) قال فی العیابۃ: "احداث المسجون من الادیان ولا فہم علی حسب ما تعارفوا و حصہ ابو یوسف سے

یشعل بمصالح العامة کلامی و مستفی و لمدرس الح. رد المحتار باب الادیان ۱ ۳۸۹ ط سعید

۳۰ باب الادیان الفصل الثانی فی کلمات الادیان ولا فہم و کیفیہم ۵۹ ط محدثہ

(۴) (باب ما جاء فی التوب فی الفجر ۱ ۵۰ ط سعید)

قامت وغیرہ تو یہ عمل عام طور پر مسجد حنیفہ میں معمول نہیں ہے۔ عمل میں اس پر ہے کہ جو جامع صغیر کی روایت سے تنہا یہ کام کر رہا ہو ناگہان ہوتا ہے وہی الجامع الصغیر انا بکرمہ فی سائر الصلوات (جامع ابو موسیٰ ص ۵۷) پھر تنہا یہ جس وقت آخرین حنیفہ مستحسن فرماتے ہیں وہ صرف مؤذن کا عمل ہے دوسروں کا نہیں۔ قید نہ کہ المصنوب ہو المؤذن لانه لا یسعی لاحداث بقول لمن فوقه فی العلم والحاجۃ حان وقت الصلوٰۃ سوى المؤذن لانه استعاضل لنفسه (طحاوی علی مراتب الغنی ص ۱۰۷) میں نے پہلے جواب میں اس امر کی طرف اشارہ کیا تھا کہ محلہ میں گھر گھر جا کر بیدار کرنا تنہا یہ سے پیش رو ہے اس کا مطلب یہ تھا کہ تنہا یہ تو مؤذن کا مسجد میں اذان کے بعد الفاظ معمولہ پکار کر کہنے کا نام ہے اور یہ عمل اس سے آگے نہ بڑھ کر گھروں پر جانے اور کنڈیاں کھٹکنا کر لوگوں کو جگانے اور کئی کئی آدمیوں کا مل کر گھومنے پر مشتمل ہے اور یہ امور تنہا یہ معروف عند القیامات جس کو انہوں نے مستحسن فرمایا ہے یقیناً زیادہ ہیں صرف مؤذن کی تنہا یہ بھی نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانہ مبارک میں نہیں تھی و لہٰذا یکس فی رمہ ﷺ ولا فی رمہ الصحابۃ (طحاوی) یعنی تنہا یہ حضور ﷺ کے زمانہ میں اور صحابہ کرام کے زمانہ میں نہ تھی۔

اور ان زیادہ باتوں کا وجود بھی مستحکم اور مستند ہونے کے علاوہ کئی منکرات پر مشتمل یہ محتمل ہو سکتا ہے اول یہ کہ جگانے والے اور کنڈیاں جھجکا کر بیدار کرنے والے ہر اوقات ایسے گھروں کی کنڈیاں بھی اٹھائیں جن میں کوئی مرید نہیں ہو جو درود تکلیف کی وجہ سے رات بھر سو نہ سکا تھا اس کی اسی وقت آنکھ کھلی تھی وہ جاگ کر پھر درود کرے میں ہوتا ہو گیا۔ دوم یہ کہ بعض گھر والے پیاب اور دیوبند حیثیت سے بڑی پوزیشن والے ہوتے ہیں اور جگانے والے چارے فریب اور دیوبند حیثیت سے کم درجے کے ہوتے ہیں تو گھر والے اپنے ان کی بات سننے کے ان کو جانیاں دینے لگتے ہیں یہاں تک بھی صبر کیا جاسکتا تھا مگر دیوبندی اور دیوبندی سے خود پابند خدا اور رسول اور نماز کی شان میں بھی ایسے کلمات کہہ دیتے ہیں جو کفر تک نفرت پانچ دیتے ہیں اور چونکہ اسلامی حکومت اور محکمہ اقتساب موجود نہیں اس لئے اس کا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا مجھے خوف ہے کہ ایسی صورت میں ان کے غریبی کی حد تک ذمہ داری ان جگانے والوں پر بھی نہ آجائے جنہوں نے تبلیغ و تادیب میں نصرت و مواعظ حسنہ کی رعایت میں کوتاہی کی اور اس وجہ سے ایک مسلمان (گوئی مق ہو) کا فر ہو گیا سوم یہ کہ یہ جگانے والے اگر مرید تھے اور شخص نہ ہوں تو ان میں اپنے متعلق تعبیر اور ترغیب اور دوسرے لوگوں کے متعلق غرت و حقارت کے جذبات بڑی حد تک پیدا ہونے کا یہ عمل قوی ذریعہ بن جاتا ہے حضور ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانہ میں یہ عمل اختیار نہیں کیا گیا ہو۔ یہ کہ نماز اور جماعت سے رہ جانے والوں کا جو اس زمانہ میں بھی تھا جو عید احراق بیت کی روایت سے واضح

نہ۔

بہر حال اذان کے بعد تو یہ عمل ضرور مکروہ ہے اور اذان سے پہلے بھی ہر دروازے کی بلاتینہ کنڈی جتنا خطرناک اور گلی میں سے درمیانی درجہ کی آواز دیتے ہوئے نکل جانا مباح اور جس شخص پر بھروسہ ہو یا جس کی طرف سے اجازت ہو اس کو چکا دینا مستحسن ہے۔

حضرت امام یوسفؒ نے ایسے لوگوں کے لئے جو امور مسلمین یعنی اسلامی ضروریات میں مصروف رہتے ہوں یہ اجازت دی ہے کہ اذان کے بعد جب جماعت کا وقت قریب ہو اور موزن ان کو دوبارہ اطلاع کر دے تو وہ دوسری بات ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ایک شخص کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے

(سوال) مسئلہ درمختار میں لکھا ہے کہ ایک شخص کو ایک وقت میں دو مسجدوں میں اذان کہنا مکروہ ہے اور رکن الدین کتاب میں لکھا ہے کہ اذان کے بعد نماز اس مسجد میں نہ پڑھے تو دوسری مسجد میں اذان کہنا مکروہ نہیں ان دونوں میں سے صحیح مسئلہ کون سا ہے؟

المستفتی: فقیر الدین امیر الدین (امیرہ ضلع مغربی خاندیس)

(جواب ۳۵) ہاں اگر اذان کے بعد نماز اس مسجد میں نہ پڑھے تو دوسری مسجد میں اذان کہنا مکروہ نہیں یہی مطلب درمختار کی عبارت کا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

اذان کے بعد دعائیں "والدرجۃ الرفیعة" اور "وارزقا شفاعۃ" کا اضافہ

(سوال) اذان کی دعا میں حد والفصلۃ کے زائد درجۃ الرفیعة اور بعد وعدتہ کے وارزقا شفاعتہ اکثر وکث پڑھتے ہیں کیا ان کلمات کی کوئی اصل ہے؟

(جواب ۳۶) اذان کے بعد دعائیں مستنون یہ ہے۔ اللھم رب هذه الدعوة التامة والصلوة القائمة آت محمد الوسیلة والفضیلة وبعثہ مقاما محمودا الذی وعدتہ (کذا فی البخاری ص ۸۶) اور الدرجۃ الرفیعة اور وارزقا شفاعتہ یوم القیامة کا ثبوت نہیں۔ ہاں آخر میں اللہ لا تخلف المیعاد شیعہ کی ایک روایت میں آیا ہے (کذا فی الشیخ) یہیں غیر ثبت الفاظ کو نہ پڑھنا ہی بہتر ہے لیکن

(۱) مکروہ لہ ان یؤذن فی مسجدین (حرمین) و فی الشامیة " إذا صلی فی المسجد الأول یمکن متعلا بالآذان فی المسجد الثانی" والصلی بالآذان غیر مشروع" ولان الآذان للمکتوبة" وهو فی المسجد الثانی یمصلی بالآذان فلا یمعی ان یدعو الناس إلی المکتوبة" وهو لا یساعد ہم فیہا إلح (باب الآذان" ۱۰۰ ط سعید کمپنی)

(۲) (بخاری) باب الدعاء عند الداء ۸۶/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۳) وروی البخاری وغیرہ " من قال حس یمسح الداء اللہم رب هذه الدعوة التامة" إلح وقال ابن حجر فی شرح المصباح " وریادة والدرجۃ الرفیعة وحمہ ما أرحمہ الراحمین لا أصل لہما " (رد المحتار . باب الآذان" ۳۹۸. ۱ ط سعید کمپنی)

اگر کوئی شخص اس اعتقاد کے ساتھ کہ یہ الفاظ ثلاث نہیں ہیں پڑھ لے تو مضائقہ بھی نہیں۔
محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

رمضان المبارک میں مغرب کی نماز کو تاخیر سے پڑھنا

(سوال) رمضان المبارک میں بعد از ان مغرب کے عموماً افطاری کی وجہ سے جماعت میں توقف ہوتا ہے اس کی کیا دلیل ہے اور کس قدر وقفہ چاہیے؟

(جواب ۳۷) مغرب کی اذان اور اقامت میں اتصال نہ کرنا چاہیے تھوڑا سا فرق ضروری ہے مقدار فرق میں اختلاف ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہونا چاہیے اور امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک اس قدر تین چھوٹی آیتوں کے درمیان بیٹھتے ہیں ان العلماء اتفقوا علی انه لا یصل الإقامة بالاذان فی المغرب بل یفصل بینہما لکنہما یختلفوا فی مقدار الفصل فعند ابی حنیفۃ المستحب ان یفصل بینہما بسکنة یمکن قاتما ساعة ثم یقیم و مقدار السکنة عدہ قدر ما یتمکن فیہ من قراءة ثلاث آیات اوایة طویلة و عندہما یفصل بینہما بجلسة خفیفة مقدار الحلسة بین الخطبتین کذا فی الہدایۃ (۱) الحد الاول ص ۷۳ اور رمضان المبارک میں اگر افطاری کی وجہ سے قدرے تاخیر بھی ہو جائے تو مضائقہ نہیں ہے یہ تاخیر کسی کے انتظار کی نہیں ہے بلکہ ایک واقعی ضرورت ہے ہاں زیادہ تاخیر نہ کی جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

اذان میں روافض کی طرف سے کیا گیا اضافہ ثلاث نہیں

(المجمعیت مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۳ء)

(سوال) شیعہ صاحبان اپنی اذان میں باؤزبند ان مقامات میں جہاں مکانات اہل سنت و الجماعت کے ملحق بہ مسجد شیعان میں مندرجہ ذیل کلمات بھی کہتے ہیں علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفہ بلا فصل۔ یہ کلمات تہرا میں داخل ہیں یا نہیں اور پانچوں وقت اذان میں ہم لوگوں کو سننا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۸) یہ الفاظ اگرچہ اہل سنت و الجماعت کے عقیدے کے خلاف ہیں مگر حدود تہرا میں داخل نہیں ہیں اور سنیوں کو ان کے سننے سے کوئی گناہ نہیں ہوتا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) حاشیہ ہدایۃ : باب الاذان ۱/ ۳۹ ط مکتبہ شرکۃ علمینہ ملتان

(۲) الرامادۃ فی الادان مکروہۃ الخ (لحر الراس) باب الاذان ۱/ ۳۹۱ ط بیروت لبنان

دوسرا باب اوقات نماز

نماز فجر، ظہر اور عصر کا مستحب وقت کیا ہے؟

(سوال) ایک شخص پابند نماز ہے، وہ اوقات ثابتہ اور متغیہ مسائل شافعی پر کاربند ہے اور مسجد بڑا کامتھم جی ہے، چرچہ آٹھ نمازیں، یعنی مذہب بھی اس جامع مسجد کے مستم میں لیکن وہ چاہندہ کی جماعت اور خاندانی شرافت اور موعود صاحب کے لئے اور تمام محلے کے نمازیوں پر حاوی ہو جانے کے نماز صبح اور نماز نہر و عصر پر تھرا کر کے اپنے اوقات کے موافق اوقات میں امام کو زبردستی کھڑا کر لیتے ہیں، اوقات یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ جس کو اس مسجد میں نماز پڑھنی ہو انہیں اوقات میں پڑھے۔ کہتے ہیں کہ نماز صبح کی قسم میں پڑھو اور حق تعالیٰ میں سفر میں پڑھو، انہیں انہیں کے معنی نہیں سمجھتے ہمیں گھڑی کی رو سے وقت بتائیے؟

(جواب ۳۹) حنیفہ کے نزدیک نماز فجر، فجر میں (یعنی اپنا آکر کے) پڑھنا مستحب ہے لیکن یہاں تک کہ اگر نماز میں کوئی فساد واقع ہو جائے تو قرآن مستحب کے ساتھ طلوع آفتاب سے قبل نماز کا ادا وہ ہو سکے يستحب تاحیر الفجر ولا یوحرها بحیث یقع الشک فی طلوع الشمس بل یسفر بها بحیث لو طهر فساد صلوة یمکنه ان یعبدها فی الوقت بقراءة مستحبة کذا فی التبین (ہندیہ) ۱۰۱ اور نفس یعنی اندھیرے میں پڑھنا خلاف حق ہے اور امام جب کہ ہمیشہ اسی وقت نماز پڑھائے اور نمازیوں کا اکثر حصہ جماعت میں شریک نہ ہو سکے تو اسے رکوع دینے کا حق جماعت کے نائبؒ کو حاصل ہے نہ کہ وقت آفتاب نہ دیکھنے کے بعد شروع ہو کر رکوع کے سایہ اصلی کے علاوہ دو مثل سایہ ہوئے تک ہے ووقت الظہر من الروال الی بدوع الظل منہ سوی المکی کذا فی الکافی وهو الصحیح ہکذا فی محیط السرحسی (ہندیہ) ۱۰۲ کے بعد عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ ووقت العصر من صیرورة الظل منلیہ غیر فی الروال الی عروب الشمس ہکذا فی شرح المجمع (ہندیہ) ۱۰۳ اور وقت مستحب آفتاب کے زرد ہونے سے پہلے تک ہے اس کے بعد غروب آفتاب تک وقت مکروہ ہے لیکن ٹرمیوں میں نہ کہ نماز مؤخر کر کے پڑھنا، چاروں میں اول وقت پڑھنا مستحب ہے اور عصر کی نماز قدر مؤخر کرنا کہ آفتاب زرد نہ ہو جائے مستحب ہے و يستحب تاحیر الظہر فی الصیف و تعجیلہ فی الشتاء ہکذا فی

(۱) (الفصل الثانی فی بیان فضیلة الاوقات ۵۱، ۵۲ ط مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ)

(۲) (الفصل الاول فی اوقات الصلوة ۵۱، ۵۲ ط مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ)

(۳) (انصاف)

الکافی و يستحب تاخير العصر في كل زمان ما لم تتغير الشمس الح (ہندیہ مختصر)۔
محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

ظہر اور عصر کے وقت کی تحقیق

(سوال) حنفیہ کے نزدیک اتنا وقت ظہر کہاں تک ہے ایک مثل تک یا دو مثل تک۔ یعنی نماز سب سے قضاء پڑھنی چاہیئے اور نماز عصر کس وقت پڑھنی چاہیئے؟

(جواب ۴۰) امام ابو حنیفہ سے خبر روایت جو اکثر متون میں منقول ہے وہ یہی ہے کہ ظہر کا وقت زوال سے شروع ہو کر دو مثل سیہ ہوئے تک باقی رہتا ہے اور اس روایت کو بدائع و محیط و بیہقیہ میں صحیح اور غیاثہ میں مختار تہذیب اور اسی کو امام محبوبی نے اختیار کیا ہے اور امام نقی اور امام صدر الشریعہ نے اس پر اعتماد کیا ہے لیکن خود امام صاحب سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک مثل تک ظہر کا وقت رہتا ہے اور دوسرے مثل سے عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور یہ مذہب امام ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر اور امام غزالی (امام مالک) امام شافعی اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کا ہے اور امام طحاوی نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہیں اور غرور الذکا میں اسے ماخوذہ اور زبان میں اسے اظہر کہا ہے اور فیض میں لکھا ہے کہ اسی پر لوگوں کا عمل ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ انتہی۔ یہ تمام مضمون درمختار اور دراختیار میں موجود ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس مسئلے میں مشن مذہب کا اختلاف ہے اور تصحیح اور فتویٰ بھی مختلف ہے۔ ہمسوں نے دو مثل کے قول کو ترجیح دی ہے اور ہمسوں نے ایک مثل کی روایت کو مختار اور مفتی بدایین دو قولوں اور دو روایتوں کے علاوہ امام صاحب سے ایک تیسری روایت اور بھی ہے وہ یہ ہے کہ ظہر کی نماز ایک مثل کے اندر پڑھ لی جائے اور عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھی جائے اور اس روایت کو شیخ الاسلام نے بہ نظر اعتیاد پسند کیا ہے کہ اس میں دونوں نمازیں باحق ائمہ اپنے اپنے وقت میں پڑھ کر صحیح ہو جائیں گی۔ واللہ اعلم

مثل اول کے بعد نماز عصر کا حکم

(سوال) یہاں از روئے مذہب شافعی نماز عصر سیہ اصبی کے سوا ایک سایہ پر ادا کی جاتی ہے۔ دریافت

(۱) (الفصل الثاني في بيان فضيلة الأوقات ۵۲/۱ ط ماجدہ)
(۲) وقت الظہر من زواله إلى طلوع الشمس و عده منه وهو قولنا ما ورفه والآن نسه، فدلالة أن الإمام الطحاوی "وہ واحد" وہی عمر الادکار وهو ما حوّدہ "وہی الرہد" "هو الظہر" "وہی النہیص" "وہی عمل الناس الیوم" و "بعضی" "در مختار" وہی السعیہ "قرہ فی بلوغ سبیہ" "ہد" "ظہر الروایۃ عن الإمام" "بہایۃ" "وہو الصحیح" "مدنع" و محیط "مدنع" "وہو مسجور" "عبدہ" "واحدہ" "امامہ" "سحبوسی" "الح" وہی رواۃ عہ ایضاً بہ بالمثل یعرج وقت الظہر ولا یدخل وقت العصر إلا بالمثل ذکرہا ابن قیمی و عہدہ "والأحسن ما فی السراج عن شیخ الإسلام ان لا یصح الا یوخر الظہر إلى ان یصل ولا یصلی العصر حتی ینبع السبیل لیکون مودبا لتصلان فی وقتہما بالإجماع (کتاب الصلوة: ۳۵۹/۱ ط سعید کمپنی)

طب یہ ہے کہ آیا احنف مقتدیوں کی اقتدا شافعی لہذا جب امام کے ساتھ درست ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۱ فضیل ناظم حسین مداحب کلین۔ ۳ شعبان ۱۳۵۲ھ م ۲۳ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۱) ایک مثل سایہ ہو جانے پر عصر کا وقت ہو جانے کا بہت سے مثلاً حنفیہ نے بھی فتویٰ دیا ہے اس لئے ایک مثل ہو جانے کے بعد شافعی جماعت میں خفی شریک ہو کر نماز عصر لو کر سکتے ہیں (ایک مثل سے مراد سایہ اصلی کے سوا مثل ہے) وعہ مثله وهو قولہما وزفر والائمة الثلاثة قال الامام الطحاوی وبہ ناخذ وفي غرر الادکار وهو الماخوذ به وفي البرہان وهو الاظہر لیان جبریلؑ وهو نص فی الباب وفي البیض وعلیہ عمل الناس وہ یعنی (در مختار علی ہامش رد المحتار ص ۲۵۱ ج ۱)۔

نماز عصر کے بعد نوافل پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک کوئی نماز نہ پڑھی جائے اگر یہ صحیح ہے تو فقہ کی کتابوں میں نفل نماز کے سوا دیگر نمازوں کا جو از کیوں بتایا ہے؟

المستفتی نمبر ۳۰۱ محمد عبدالغنی (ضلع نیل گری) ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ م ۲۶ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۲) بخاری شریف کی یہ حدیث جس میں عصر کے بعد غروب آفتاب تک نماز پڑھنے کی ممانعت ہے اس میں نفل نماز کی ہی ممانعت مراد ہے یہ تصریح نہیں ہے کہ نفل و فرض کوئی نماز نہیں ہو سکتی (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عشاء کو کب تک مؤخر کر سکتے ہیں؟

(سوال) مسجد کے باہر کوئی پیرس فٹ پر وعظ ہو رہا تھا اتنے میں نماز عشاء کے لئے اذان ہوئی جس کو لوگوں نے غلطی سنائیں کی مسجد میں اذان ہو کر پڑھنے لگے جس کی آواز عام طور سے دو ڈھائی گز کے فاصلے سے سن جاتی ہے کیلئے اذان وعظ یا کسی نیادی اغراض کے لئے نماز میں تاخیر کی جاسکتی ہے؟

المستفتی نمبر ۱۱۳۱ نصیر الدین صاحب (ضلع رنگپور) ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۱۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۳) اذان سننے کے بعد جماعت میں شرکت بہتر تھی لیکن اگر اہل جلسہ اسی مسجد کے نماز نہ تھے اور جلسہ بھی کسی صحیح شرعی غرض کے لئے تھا اور انہوں نے ختم جلسہ کے بعد کسی دوسری مسجد یا دوسری جگہ میں جماعت سے نماز پڑھنے کا ارادہ کر لیا تھا تو وقت مستحب تک نماز کی تاخیر کا مضاائقہ نہ تھا (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) کتاب الصلوٰۃ: ۳۵۹/۱ ط سعید کمپنی

(۲) عن ابن عباس قال "شہد عدی رجل مرصوب ولزمہ عدی عمر ان الی تک نہی عن الصلوٰۃ بعد الصبح حتی یسرق الشمس و بعد العصر حتی یغرب" باب الصلوٰۃ بعد النحر حتی مر لبع الشمس ۸۲ ط قصبی کتب خانہ کراچی (۳) و یستحب و کذا ما حیر العت، فی ملت الہل و عالمگیریہ الفصل الثانی فی بیان فضیلة الاوقات ۵۲۱ ماحدیہ کوئٹہ

شفق ایض غائب ہونے کے بعد عشاء پڑھنا بہتر ہے

(سوال) آپ تعلیم الاسلام میں شفق ایض کے غائب ہو جانے سے مغرب کا اخیر وقت بتلاتے ہیں حالانکہ شامی وغیرہ کتابوں میں شفق احر کے غائب ہو جانے سے اخیر وقت بتاتے ہیں (مذہب مفتی پر) اس میں محقق قول کیا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۱۸۷ پروفیسر محمد طاہر صاحب ایم اے (ضلع یمن سنگھ)

۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۴) شفق ایض غائب ہونے کے بعد عشاء پڑھنا حوط ہے اس احتیاط کے پیش نظر یہ قول اختیار کیا گیا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہہ ولی

نماز فجر اور عصر کے بعد نوافل کا حکم

(سوال) فجر اور عصر کی فرض نمازوں کے پڑھنے کے بعد دوسری کوئی نماز پڑھنی کیوں ممنوع ہے؟

المستفتی نمبر ۱۵۲۲ انوار عبد المجید شاہ صاحب (کمال) ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۵) فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اور عصر کے بعد غروب آفتاب تک نفل نماز مکروہ ہے قضا فرض اور واجب نماز کی جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہہ ولی

طلوع فجر کے بعد سنت کے علاوہ نوافل پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) کیا صبح کی نماز سے پہلے نوافل نہیں پڑھے جاسکتے؟

المستفتی نمبر ۱۶۲۳ امک محمد امین صاحب (جاندھر) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۶) ہاں طلوع صبح صادق کے بعد سوائے سنت فجر کے اور کوئی نفل نماز نہیں (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہہ ولی

مسجد میں جماعت کی نماز کے لئے وقت مقرر کرنا

(سوال) عام رواج ہے کہ مقررہ وقت گزریوں سے لیا جاتا ہے کون سے نماز ظہر کا وقت تین بجے ہے اور

عصر کا وقت ساڑھے پانچ بجے ہے اور مغرب کا وقت آٹھ بجکر تیس منٹ کا ہے اور عشاء کا وقت ۹ بجکر ۳۵

(۱) وقت المغرب مہ إلى غروب الشمس وهو الحمرة عند همتا و به يقين و عذائي حيلة الشفق هو البياض الذي يلي الحمرة و قول أبي حنيفة رحمه الله احوط لأن الأصل في باب الصلوة أن لا يشت فيها ركع ولا شرط إلا ما فيه يقين (عالمگیریة الفصل الأول في اوقات الصلاة) ۵۱ ط ماحدیه کونہ

(۲) و كرهه يمين ولو سنة الفجر بعد صلاة الفجر و صلاة العصر ولا يكره قضاء فائتة ولو وترأ الح الدر المختار كتاب الصلاة ۳۷۴/۱ ط سعيد كمبي

وكذا الحكم من كراهة نفل و واجب لعنه لا فرض و واجب لعنه بعد طلوع فجر سوى سنة لشغل

(۳) الوقت به تدبرأ الح الدر المختار كتاب الصلاة ۳۷۵ ط سعيد كمبي

منٹ اور مسجد میں گھڑی موجود ہے اگر مولوی صاحب سے کہا جاتا ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے تو مولوی صاحب جواب دیتے ہیں کہ وقت مقرر کرنے والا کافر ہے اور پیش امام سے کہنے والا کافر۔ جب ان سے سوال کیا گیا تو کہتے ہیں کہ ہم آل رسول ہیں اور طالب کے پوتے ہیں ایسوں کو کوئی حق نہیں ہے جو آل رسول ﷺ سے یا پیش امام سے کہے کہ نماز پڑھائیے جس وقت امام کی خوشی ہو نماز پڑھا کر سکتا ہے اگر ان سے گھڑی دیکھ کر کہ جائے کہ مولانا صاحب نماز کا وقت ہو گیا ہے تو ان الفاظ کو بے ادبی سمجھتے ہیں اور مثلاً نماز کا وقت ۳ بجے مقرر ہے پچاس ساٹھ آدمی نماز کے واسطے بیٹھے ہیں یکے بعد دیگرے قوی آتے ہیں اور سخت ادا کرتے ہیں تو ان کی سنت کی وجہ سے فرض نماز انہیں کر سکتے یا ان کے واسطے ٹھہرنا چاہیے اور مولانا صاحب کو ۲۲ روپے ماہوار تنخواہ صرف نماز ادا کرنے کی ملتی ہے تو تنخواہ مقرر کر کے نماز پڑھانی جائز ہے کہ نہیں اس مسجد میں نماز پڑھنے والے ملازمت پیش آتے ہیں ان کو وقت کی بڑی پابندی ہوتی ہے اور مولانا صاحب کا یہ فرمان ہے کہ جس کی تم ملازمت کرتے ہو اگر وہ تم کو نماز کی چھٹی نہ دے تو تو کفری کرنی حرام ہے نماز کی چھٹی ملتی ہے مگر وقت کی پابندی نہیں ہے۔ المستفتی نمبر ۱۱۹۱ ایس ایم یوسف علی۔ کوئٹہ بلوچستان

۱۹ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۷) امام کا یہ کہنا کہ ”وقت مقرر کرنے والا کافر ہے اور امام سے یہ کہنے والا کہ وقت ہو گیا کافر ہے اور امام کو حق ہے کہ جب چاہے نماز پڑھائے اور اس سے نماز پڑھانے کو کہتا تو ہیں ہے“ یہ سب باتیں غلط ہیں امام کو چاہیے کہ نمازیوں کی آسانی کا لحاظ کرتے ہوئے وقت مقرر کرے اور مقررہ وقت پر نماز پڑھائے ورنہ خود گناہ گار ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھ لینے میں مضائقہ نہیں

(سوال) ہماری مسجد کے امام عرصہ چھ برس سے رمضان المبارک میں ایک مہینہ تک صبح کی نماز اس وقت پڑھاتے ہیں کہ جب سحری کے آخری گولے چھوٹ جاتے ہیں تو فوراً اذان دلاتے ہیں اذان کے دس منٹ کے بعد فوراً نماز پڑھانے کھڑے ہو جاتے ہیں اکثر مقتدیوں نے دریافت کیا تو یہ حدیث انہوں نے سنائی کہ (والفجر حين حرم الطعام والشراب على الصائم) حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ نماز پڑھائی جبریل نے مجھے صبح کی اس وقت جب کہ حرام ہوا کھانا پینا روزہ دار پر (رواہ ابو داؤد وغیرہ) اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے لہذا گزارش ہے کہ یہ نماز صحیح ہوئی یا نہیں یہ بھی واضح رہے کہ اس نماز میں کم از کم دو سو آدمی جمع ہو جاتے ہیں تمام مقتدی امام صاحب کے موافق ہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۹۷۷ محمد نذیر ال کنواں دہلی۔ ۲۶ شعبان ۱۳۵۶ھ ۳ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۸) جبرئیل کی نماز لموالات کی ابتداء اور انتہا معین کرنے کی نیت سے تھی پس اس حدیث کا

مطلب یہ ہے کہ نماز فجر کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے کہ صائم پر کھانا پینا حرام ہو جائے یعنی صبح صادق طلوع ہو جائے حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رمضان شریف میں صبح کی نماز باقی سال کی صبح کی نماز سے کچھ مختلف ہے یہ نماز اگر صبح صادق ہونے کے بعد ہوتی ہے تو نماز صبح ہو جاتی ہے اور رمضان المبارک میں مصلوٰۃ جلدی پڑھ لینے میں مضائقہ نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

نماز جمعہ کا وقت ظہر کی طرح ہے

(سوال) نماز جمعہ کا صبح وقت ازروئے حدیث و قرآن کیا ہے اور مذہب حنفیہ میں کس وقت نماز جمعہ جائز ہے؟ کیونکہ یہاں کے مفتی صاحبان کہتے ہیں کہ دوپہر کے وقت بعد زوال سایہ کو دس قدم و آٹھ قدم و ساڑھے چھ قدم پاؤ۔ حدیث قرآن میں اس کی کچھ اصلیت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۷۵۵ عبد القدوس صاحب اسلام آباد (شعبہ ۱۸) صفر ۱۳۵۸ھ ۱۹ اپریل ۱۹۳۹ء
(جواب ۴۹) آنحضرت ﷺ جمعہ کی نماز زوال کے بعد متصل پڑھتے تھے یعنی زیادہ تاخیر نہیں فرماتے تھے سردی کے موسم میں زوال کے بعد متصل نماز پڑھنا لوئی اور افضل ہے اور گرمی کے موسم میں زوال کے بعد ایک گھنٹہ یا دیر گھنٹہ کی تاخیر کرنے کا مضائقہ نہیں مگر پونے چار سب سے جمعہ کی نماز پڑھنا کسی طرح حرام نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

جماعت کے وقت جنازہ آجائے تو کس کو مقدم کیا جائے؟

(سوال) فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کے مستحب وقت میں جنازہ آئے تو پہلے نماز کو نہی گزارنی چاہیے۔

المستفتی نمبر ۲۳۸۳ محمد یوسف صاحب (ناسک) ۲۵ صفر ۱۳۵۸ھ ۱۶ اپریل ۱۹۳۹ء
(جواب ۵۰) مغرب کی نماز کا تو ہمیشہ یہی حکم ہے کہ پہلے مغرب کی نماز ادا کی جائے پھر جنازے کی نماز پڑھی جائے باقی نمازوں کا حکم یہ ہے کہ اگر وقت فرض کے لئے تنگ ہو یا روزانہ جماعت کا مقررہ وقت ہو گیا تو ان دونوں صورتوں میں بھی پہلے فرض نماز ادا کی جائے پھر جنازہ کی نماز کیونکہ فرض کی جماعت میں بہت سے افراد ایسے ہوتے ہیں یا ہو سکتے ہیں جو ضرورت مند اور کاروباری لوگ ہیں اور ان کی جنازے میں شرکت لازمی نہیں جمعہ اور عیدین کی نمازیں بھی جنازے سے پہلے اس غرض سے ادا کی جاتی ہیں کہ اس

(۱) عن قتادة عن أنس أن ريد بن ثابت حدثه أنهم تسحروا مع النبي ﷺ ثم أقاموا إلى الصلوة فقلت "كم بهم" قال "قدر خمسين أو ستين" يعني آية (بحاری باب وقت الفجر ۸/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی) و وقت الفجر من طلوع الفجر الثاني وهو اليأس المنتشر المستطير لا المستطيل إلى قبيل طلوع دكاء الح (الدر المختار كتاب الصلوة ۱/۳۵۹ ط سعيد كمبي)

(۲) و جمعة كظہر أصلاً واستحساناً في رماض لا بها جمعة الح (درمختار) و في الشامية "أى في الشتاء والصيف الح (كتاب الصلوة ۱/۳۲۷ ط سعيد كمبي)

میں ایک جماعت عظیمہ شریک ہوتی ہے اور جنازے کی تدفین کی صورت میں انتشار جماعت کا خوف ہے ہاں فجر اور ظہر عصر اور عشاء کی نمازوں کی جماعت کے روزانہ مقررہ وقت سے پہلے جنازہ آجائے تو جنازے کی نماز پڑھ لی جائے اس کے بعد مقررہ وقت پر جماعت فرض لو ا کی جائے اس صورت میں یہ لازم نہیں کہ فرض نماز ضرور پہلے لو ا کی جائے کیونکہ وقت میں گنجائش ہے اور روزانہ مقررہ وقت سے پہلے فرض پڑھ لینے میں تقویت یا تسہیل جماعت لازم آتی ہے یہ جنازے کی بلا وجہ تاخیر کرنی پڑے گی اور یہ سب مکروہ ہے (۱)۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

مغرب کا وقت کب تک رہتا ہے؟

(سوال) اگر چھ بج کر پندرہ منٹ پر مغرب کی نماز ہو تی ہے تو مغرب کی نماز کب تک پڑھ سکتے ہیں اور عشاء کی نماز کا وقت کس وقت سے شروع ہوگا؟ بیوا تو جروا

المستفتی نمبر ۲۸۰۸ تحت اللہ بار کپور۔ ۲۵ صفر ۱۳۶۵ھ

(جواب ۵۱) مغرب کا وقت غروب آفتاب سے ایک گھنٹہ بیس منٹ سے ایک گھنٹہ پینتیس منٹ تک مختلف موسموں کے لحاظ سے رہتا ہے یک گھنٹہ بیس منٹ سے کم نہیں ہے اور ایک گھنٹہ پینتیس منٹ سے زیادہ نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

طلوع آفتاب زوال اور غروب کے وقت کوئی نماز جائز نہیں۔ جواب دیگر

(سوال) طلوع آفتاب و نصف النہار و غروب آفتاب ان تینوں وقتوں میں نماز سجدہ تلاوت و نماز جنازہ کیوں ممنوع ہے؟ المستفتی نمبر ۲۳۷۲ شیخ اعظم شیخ معظم (دعویہ ضلع مغربی خاندیس)

۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۵۲) یہ تینوں وقت بہت ہی عبادت اور پوجا کے ہیں اور ان میں شیطان خوش ہوتا ہے کہ کوئی بھوں کی عبادت کرے اور خدا کی عبادت کرنے والوں کی حالت بھی مشتبہ ہو سکتی ہے اس لئے ان اوقات میں

(۱) و تقدم صلاتها على صلاة الحرة اذا اجتمعوا لانه واجب عبداً و الحائز كفاية و تقدم صلاة الحارة على الحطة و على سنة المغرب و غير هـ لح لکن فی آخر احکام دین الاشہای سعی تقديم الحائز و الکسوف حسی علی الفرض مالم یصدق وقته الح (درمحرر) و فی الشامة ولو اجتمع عید و کسوف و حارة سعی تقديم الحارة و کذا لو اجتمع مع فرض و جمعة و لم یحذف حروح وقته الح (باب العیدین) ۲ / ۱۶۷ ط سعید کمپی

(۲) و وقت المغرب منه إلى عبوة المنق و هو الحرة عدهما و به یفتی (عالمگیریہ الفصل الاول فی الاوقات) ۵۱ / ۱ ط ماحدیه کونہ

(وقت المغرب منه إلى غروب الشفق و هو الحرة (الدر المحتار : کتاب الصلاة ۳۶۱ / ۱ ط سعید) (عربیہ وقت ایک گھنٹہ نہ کہ دو تہا ہے)

نماز پڑھنے سے روک دیا گیا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی
(جواب دیگر ۵۳) فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز اس وقت نہ پڑھی جائے۔ آفتاب نکلنے کے بعد جب لوہا
ہو جائے تو پڑھے (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھنا جائز ہے
(سوال) زید کہتا ہے کہ چونکہ صبح صادق پانچ بجکر ۴۵ منٹ پر ہو رہی ہے اس لئے نماز فجر چھ بے کے بعد
ہونی چاہیے عمر کہتا ہے کہ صحابہ نے اندھیرے میں نماز فجر ادا کی ہے اگر ہم کسی صحابی کی اقتدا کر لیں اور
رمضان المبارک میں لوگوں کی سستی کی وجہ سے ذرا پہلے کھڑے ہو جائیں تو کیا حرج ہے؟
المستفتی خادم العلماء محمد سلطان زبیری

(جواب ۵۴) بعض اہل دین سے رمضان المبارک میں فجر کی نماز ہمیشہ کے معمول سے کسی قدر پہلے پڑھنا
مقبول ہوتا ہے اس لئے اس کی گنجائش ہے کہ رمضان المبارک میں نماز فجر ذرا جلدی پڑھی جائے۔ لیکن
صبح صادق سے پہلے نماز جائز نہیں صبح صادق پونے چھ بجے کے بھی کچھ بعد (آج کل یعنی دسمبر کے
دوسرے عشرے میں) ہوتی ہے اس لئے نماز چھ بجے شروع کر دی جائے تو مضائقہ نہیں اس سے پہلے
نہیں ہونی چاہیے (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

وقت عصر کے بارے میں چند سوالات

(سوال ۱) خفی مذہب میں ایف مثل یہ عصر کا وقت ہوتا ہے یا نہیں؟ (۲) امام اعظم سے جیسے دو مثل کی
روایت ہے ویسے ان کے ایف مثل کی بھی روایت ہے یا نہیں؟ (۳) امام اعظم کا رجوع صاحبین کے قول کی

۱) وکرو تحریما وکل مالا يجوز مکروه (صلاة) مطلقا مع مشروق واستواء و عروب (عزمحتار) و فی
المنہج "لکن الصحیح الذی علیہ المحققون انه لا نقصان فی ذلک الحرء بعد بل فی الأداء لہ من النشئة بعدة
الشمس الح (کتاب الصلاة) ۱/۳۷۳ ط سعید کمپنی
و فی الہدیة "ثلاث ساعد لا تجوز فیها المكتوبة ولا صلاة الحارة ولا سعدة التلاوة الح حتی ترتفع
و عند الانصاف إلی أن تروق و عند احمرارها إلی أن یعب الح (عالمگیریة الفصل الثانی) فی بیان فصيلة
الافاق ۱/۵۲ ط ماجدة کتبہ
(۲) یہ جواب میں ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ فجر کی نماز کے بعد قرائل اور واجب لغیرہ پڑھنا مکروہ ہے "قرائن اور واجب لغیرہ پڑھنا
مکروہ نقل و کل مکان واحدا لثبوتہ لثبوتہ بعد صلاة فجر و عصر الح (التوبہ مع شرحہ کتاب الصلاة) ط
سعید

(۳) عن قيادة عن ابن ابي ريد بن ثابت حدثنا انهم تسعروا مع النبي ﷺ فقاموا إلى الصلاة قلت "كم بيهم"
قل "قدر خمسين أو سبعمائة" روى ابن حجر: "وب وقت الفجر ۱ ۸۲ ط قدیمی کتب خانہ) قال الشعراني في
الميزان "و فی رواية لأحمد بن الاعتصار بن المصنف فان شق عليهم التعليل كان الأسفار الفصل وان احتملوا
كان التعليل فصل (فتح الملهم کتاب الصلوة ۲/۲۱۲ ط ادارة القرآن کراچی)

طرف ثابت ہے یا نہیں؟ (۴) فتویٰ دو مثل کی روایت پر ہے یا صاحبین کے قول پر جو کہ امام صاحب سے دوسری روایت ایک مثل کی ہے موافق قول صاحبین کے (۵) جو شخص ایک مثل پر عصر کی نماز پڑھ لے تو اس کو اعادہ کرنا چاہیے یا نہیں؟ (۶) جو شخص عصر کی نماز ایک مثل پر پڑے اس کو غیر مقدمہ کن اور کنا کہ تیری نماز نہیں ہوئی چاہئے یا نہیں؟

۲۲ محرم ۱۳۳۹ھ

(حواہ ۵۵) (۱) خلیفہ مذہب میں خود امام ابو حنیفہ سے دو مثل کے بعد عصر کا وقت ہونے کی روایت اشعر الروایات ہے اور متون میں اسی روایت کو اختیار کیا گیا ہے اور صاحبین سے ایک مثل کے بعد عصر کا وقت ہونا منقول ہے (۲) امام صاحب سے ایک روایت میں ایک مثل کے بعد عصر کا وقت ہو جانا بھی مروی ہے جیسے کہ صاحب در مختار نے ذکر کیا ہے (۳) امام صاحب سے بعض علما نے رجوع بھی نقل کیا ہے کہ حضرت امام صاحب نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کیا (۴) بہت سے فقہاء نے ایک مثل کے قول پر فتویٰ دیا ہے اور بہت سے دو مثل والے قول کو ترجیح دیتے ہیں جیسے صاحب بحر الرائق بہر حال اس میں ترجیح اور فتویٰ دونوں جانب موجود ہے (۵) احتیاط یہ ہے کہ عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھی جائے اور ظہر کی نماز ایک مثل کے اندر اور احتیاطاً اگر اسی عصر کا جو دو مثل سے پہلے پڑھی گئی اعادہ کر لیا جائے تو مضائقہ نہیں (۶) ایسے شخص کو غیر مقدمہ نہایہ کہنا کہ تیری نماز صحیح نہیں ہوئی درست نہیں جب کہ خود حنفیہ میں سے صاحبین کا یہ مذہب ہے اور فقہائے حنفیہ میں سے ایک جماعت اسے ترجیح دے رہی ہے اور مفتی بہ تدریسی ہے اسی طرح دو مثل کے بعد عصر پڑھنے والے کو یہ کہنا کہ یہ شخص قول مردود پر عمل کرتا ہے یا اس کا یہ عمل خطا ہے درست نہیں۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

نمازیوں کی آسانی کے لئے جماعت کا وقت مقرر کرنا بہتر ہے
(انجمنیہ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۴۲ء)

(سوال) امام مسجد اور مصلیوں نے اتفاق رائے اوقات نماز باجماعت مقرر کئے زید نے ایک روز جھڑا کیا اور امام سے کہا تم وقت مقرر نہ کرنے والے کون ہوتے ہو اس کی ضرورت کیا ہے ہم جس وقت چاہیں اس وقت تمہیں نماز پڑھانی ہوگی ورنہ یہاں مارپیٹ ہوگی اور گردن پکڑ کر تمہیں مصلے پر کھڑا کر دیں گے اور نقشہ

۱. قولہ ای بلوغ الظل منبہ: هذا ظهر الرواية عن الامام وهو الصحيح (رد المحتار: کتاب الصلوٰۃ ۱/۳۵۹ ط سعد کمپی)

۲. وقت الظہر من روالہ الی بلوغ الظل منبہ و عہ منہ وهو قولہما ورفہ والامۃ الثلاثة الخ (رد المحتار: کتاب الصلوٰۃ ۱/۳۵۹ ط سعد کمپی)

۳. قولہ والیہ رجوع الامام الی قولہما الذی ہو رواۃ عہ ابصار و صرح فی المجموع بان علیہا القوی الخ (رد المحتار: کتاب الصلوٰۃ ۱/۳۶۱ ط سعد کمپی)

۴. والأحسن ما فی السراج عن شیخ الإسلام أن الاحتیاط أن لا یوحى الظہر الی المثل ولا یصلی العصر حتی ینقض المنطق لیكون مؤدباً للصلائی فی قولہما ولا جماع الخ (رد المحتار: کتاب الصلوٰۃ ۱/۳۵۹ ط سعد کمپی)

لوقات کو پھاڑ کر پھینک دوں گا۔ وغیرہ

(جواب ۵۶) بے شک زید نے امام اور جماعت کی توہین کی ہے نماز و جماعت کا وقت مقرر کرنا آسانی اور کثرت جماعت کے خیال سے جائز اور اکثر بلاد اسلامیہ میں معمول و متعارف ہے اس پر اعتراض کرنا بواقفیت ہے زید کو تو یہ کہنا اور امام سے معافی مانگنا لازم ہے اور جب اکثر جماعت تعیین وقت سے راضی ہے تو صرف ایک یا دو مخصوص کی ناراضی قابل اعتنا نہیں ہے) محمد کفایت اللہ کاں اللہ لہ

دو نمازوں کو اکٹھے ایک وقت میں پڑھنا جائز نہیں

(المجمیعہ مورخہ ۲۳ جون ۱۹۲۹ء)

(سوال) اگر کوئی شخص کی اس حدیث جمع بین الصلوٰتین کو جمع صوری پر محمول کرنے کو قبول محض سمجھ کر جمع حقیقی پر محمول سمجھتا ہو ایسا اس پر عمل کرے تو اس کا یہ فعل موافق سنت کے سمجھا جائے گا یا نہیں؟ (جواب ۵۷) حنفی کو جمع بین الصلوٰتین حقیقیہ کرنی جائز نہیں الا یہ کہ کسی شدید ضرورت کے موقع پر امام شافعی کے مسلک پر عمل کرے تو معذور ہو گا۔) محمد کفایت اللہ کاں اللہ لہ

لذان و جماعت میں کتنا وقفہ کیا جائے؟

(المجمیعہ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۷ء)

(سوال) لذان کے بعد کتنی دیر مقتدیوں کا انتظار کرنا چاہیے؟

(جواب ۵۸) کم از کم پندرہ منٹ کا وقفہ لذان و اقامت کے درمیان ہونا چاہیے۔ مگر مغرب میں نہیں (۲۱) محمد کفایت اللہ کاں اللہ لہ

نماز فجر سورج طلوع ہونے کے بعد قضا کی جاسکتی ہے

(سوال) سورج نکلنے کے بعد فجر کی نماز پڑھے تو کیا نیت کرے؟

المستفتی نمبر ۳۹۶ محمد انور (خلع چاندھر) ۲۰ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ ۳۰ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۹) سورج نکلنے کے بعد فجر کی نماز قضا ہوتی ہے قضا کی نیت کرے (۲۱) محمد کفایت اللہ کاں اللہ لہ

(۱) قال فی التوبیر و شرحہ " و یجلس بیہما بقدر ما یحصر الملازمون مراعیاً لوقت الداء " الخ (باب الأذان ۳۸۹ ط سعید کمپی) و فی الہدایۃ " و یسعی ان یؤدی فی أول الوقت و یقیم فی وسطہ حتی یرفع الموصی من و صونہ المصلی من صلاتہ و المحتصر من قضاء حاجۃ (باب الأذان ۵۷/۱ ط ماحدہ) (۲) ولا جمع بین فرضین فی وقت بعد سفر و مطر خلافاً للشافعی الخ ولا بأس بالتقلید عند الضرورة الخ (لیر المختار کتاب الصلوة ۳۸۹ ط سعید) (۳) قال فی التوبیر و شرحہ " و یجلس بیہما بقدر ما یحصر الملازمون مراعیاً لوقت الداء الا فی المغرب (باب الأذان ۳۸۹/۱ ط سعید) (۴) فی التوبیر ولا بد من التعمی عند النیۃ لغرض ولو قضاء (باب شروط الصلوة ۱/۱۸ ط سعید)

غروب آفتاب کے کتنی دیر بعد عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے؟

(سوال) غروب آفتاب کے جدِ سنی دیر تک شفق باقی رہتی ہے یعنی کب غائب ہو کر عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے؟

(جواب ۶۰) یہ وقت ہمیشہ یکساں نہیں رہتا۔ مہر، یعنی تھوڑے تھوڑے دن میں اس میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے مگر یہ وقت ایک گھنٹہ از تیس منٹ سے کبھی زائد نہیں ہوتا اور ایک گھنٹہ ایکس منٹ سے کبھی کم نہیں ہوتا۔ جون کے مہینے میں وہ سب سے زائد یعنی ایک گھنٹہ از تیس منٹ کا ہوتا ہے اور ستمبر میں سب سے کم یعنی ایک گھنٹہ ایکس منٹ کا ہوتا ہے۔ ۱۰ محمد کنیت اللہ کا نالہ۔

تیسرے باب
امامت و جماعت
فصل اول امامت

تبلیغ کی امامت کا حکم

(سوال) امامتِ نابالغ کی باقیین کے واسطے تلوّح میں ازروئے مذہب حنفیہ جائز ہے یا نہیں؟ تمام کتب معتبرہ حنفیہ متون و شروح و فتاویٰ اس پر ہیں کہ امامت مسطورہ جائز نہیں ہے جیسا کہ ہدایہ، کفایہ، عنایہ، تیسری شمی دور افتخار، یعنی مائیدی، قاضی خاں، مختلص بحر الرائق وغیرہ سب کے سب لکھتے ہیں کہ جائز نہیں ہیں بلکہ روایات صحیحہ ظاہر الروایۃ۔ المستغنی مولوی احمد اندین شہبازی گجھالی

(حواص ۶۱) پہلک معصوم اور معتبر کی ہے کہ بلاغ کی اہمیت تراویح میں بھی جائز نہیں اور یہ فقیر متعدد بار اسی روایت صحیحہ پر فتویٰ دے چکا ہے۔ واللہ اعلم۔ کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مواہ

(۱) کشتی دیکھنے والے کی اہمیت

(۲) خفیوں کو مشرک کہنے والے غیر مقلدوں کی امامت کا حکم

(سوال) پہلوانوں کی کشتی اور سبزی دیکھنا کیسا ہے زید کہتا ہے کہ ان چیزوں کا دیکھنا جائز نہیں اور حدیث

١٦٠ وقت المغرب مه الى غروب الشفق وهو الحمرة عد هما و به يفتى و عبد ابي حبيشة الشفق هو البياض
الذى يلي الحمرة و قول ابي حنيفة رحمه الله اخو ط لان الاصل في باب الصلاة أن لا يثبت فيها ركع ولا شرط
الا بما فيه يقين كذا في الهدية اعالمكم في فصل الأثر في اوقات الصلاة ٥١١ ط ما حده كونه) م غريب
وقت اك غروب مشد يتا

(٢) قال في التلويح وشرحه ' ولا يصح اقداء رجل بامرأة وحشي مطلقاً ولو حارة ونقل على الاصح '
 الح وفي الشافية ' والمحتمل ان لا يجوز في الصلاة كلها إلح (باب الأمانة ١ ٥٦٠ ط سعة كمبي)

پیش کرتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علیؓ کو زندہ لور مردہ کی رائے دیکھنے سے منع فرمایا عمر کتنا ہے کہ یہ تمام باتیں جائز ہیں اور کبھی وکشتی وغیرہ کی تعریف بھی کرتا ہے اب ایسی صورت میں عمر کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور ہوتی ہے تو کیسے ہوتی ہے لور عمر کا کیا جواب ہے؟

(۲) جو غیر مقلدین ذیل سے احتجاج نہیں کرتے لور جس رکعت تلوٰت جو صحابہ کی سنت ہے اسے بدعت کہتے ہیں لور احناف کو کافر و مشرک بتاتے ہیں ان کا کیا حکم ہے لور ایسے لوگوں کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں اگر ہوتی ہے تو کیسی ہوتی ہے؟

(جواب ۶۲) کشتی ایسی طرح دیکھنا کہ ستر کھلے نا جائز ہے (۱) لور عمر جو اسے جائز کہتا ہے غلطی پر ہے اور اگر وہ بلا وجہ ستر کھلنے کے اسے جائز کہتے پر اسرار کرے تو اس کی امامت مکروہ ہے (۲)

(۲) جو غیر مقلدین کہ حنفیوں کو مشرک اور کافر کہیں صحابہ کو بدعتی بتائیں ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (۳) کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولانا

مسجد میں امام مقرر کرنے کا اختیار کس کو ہے؟

(سوال) کسی مسجد میں امام مقرر کرنے کا شرعاً کسے اختیار ہے؟

(جواب ۶۳) اگر مسجد کا بانی معصوم ہو اور موجود ہو تو امام اور مؤذن اور متولی مقرر کرنے اور مرمت وغیرہ سرائے کا اختیار خود بانی کو ہے۔ رجل بی مسجداً لله تعالیٰ فهو احق الناس بمرمته و عمارته و بسط البواری و الحصر و القادیل والا ذان والا قامة والا امامة ان كان اهلا لذلك فان لم یکن فالراى فی ذلك الیه (قضى ۱۰ ص ۶۵ علی ہامش السندیہ) و کذا فی فتاویٰ (السندیہ ص ۷۱ ج ۱) و كذلك لو فازعه اهل السکة فی نصب الامام و المؤذن کان ذلك الیه (فتاویٰ قاضی خان، ص ۳۲۸ ح ۳ علی ہامش السندیہ) لیکن اگر بانی معصوم و موجود نہ ہو تو اس نے اگر کسی کو متولی، یا اگر اختیارات مذکورہ اسے دیئے ہوں تو اسے نصب امام وغیرہ کا اختیار ہو گا اور اگر بانی نے کسی کو متولی مقرر نہ کیا ہو تو متولی مقرر کرنے کا اختیار قاضی یعنی حاکم اسلام کو ہے وہ نہ مناسب سمجھے متولی مقرر کرے۔ و مع هذا لا یكون لا اهل

(۱) و یحور ان یطر الرحل الی الرحل بلا الی عورته و عورته ما ینس منہ حتی تعاور رکنته (عالمگیریہ) کتاب الکراہیة الفصل الثامن فیما یحل للرحل النظر الیه وما لا یحل ۵ ۳۲۷ ط ماحدیه

(۲) و یکره امامه عند و اعراض و فاسق الحج (السوی و شرحه) و فی الشامیة "أما العاصق فقد عدلوا کراہة تعدیہم و لا یہتم لامر دہ و ان فی بدسہ لا مامہ بعظمہ و قد وحب علیہم اہانتہ شرعاً بل منی فی شرح المصیبة علی ان کراہة تعدیہم کراہة تحریم (باب الامامة ۶۰/۱ ط سعید)

(۳) ایضاً

(۴) (فصل فی المسجد ۶۷/۱ ط ماحدیه کوئٹہ)

(۵) (فصل کرہ غلق المسجد ۶۱۰/۱ ط ماحدیه کوئٹہ)

(۶) (باب الرحل یحمل دارۃ مسجد ۲۹۷، ۳ ط مکنہ ماحدیه)

مسجد نہ سب القیم والممتولی بدون استطلاع رأی القاضی (قاضی خان) علی ہاشم السندی ج ۳ ص ۳۲۸) لیکن جس جگہ حاکم اسلام نہ ہو تو پھر اہل مسجد قائم مقام قاضی کے ہیں وہ ممتولی مقرر کر سکتے ہیں اسی طرح نصب امام و مؤذن کا اختیار رکھتے ہیں۔ اہل مسجد با عواغلۃ المسجد او نقض المسجد ان فعلوا ذلك بامر القاضی جازوان فعلوا بغیر امرہ لا يجوز الا ان يكون في موضع لم يكن هناك قاض انتهى مختصراً (قاضی خان ص ۳۳۲ ج ۳ ہندیہ ۱۰) لیکن بانی یا ممتولی یا اہل مسجد کا اختیار اسی وقت رائج ہوگا کہ: "نق شخص مستحق امامت کو امام مقرر کریں ورنہ اگر بانی یا ممتولی کسی غیر مستحق کو امام بنانا چاہے اور اہل مسجد کسی "نق شخص کو تو اہل مسجد کا حق رائج ہوگا۔ الا اذا عين الباني لذلك رجلا و عين اهل السكة رجلا اخر اصح ممن عينه الباني فحينئذ لا يكون الباني اولیٰ" (قاضی خان ص ۳۳۸ ج ۳ ہندیہ ۱۰) اما اذا كان الباني موجودا فصب الامام اليه وهو مختار الا مكاف رحمه الله قال ابو الليث و به نأخذ الا ان يصب شخصا والقوم يريدون من هو اصلح منه (عنايه علی ہاشم فتح القدیر جلد ۸ ص ۳۳۹ طبع مصر) اور اگر اہل مسجد کسی امام کے مقرر کرنے میں دو فریق ہو جائیں تو جس فریق کا تجویز کردہ امام زیادہ "نق ہو وہ رائج ہوگا اور دونوں فریق کے امام "نق ہوں تو بڑے فریق کا امام رائج ہوگا۔ رجلاں فی الفقه والصلاح سواء الا ان احدهما اقرا فقدم اهل المسجد غير الا قرا فقد اساء واوان اختار بعضهم الا قرء واحتار بعضهم غيره فالعبرة للاكثر. كذا في السراج الوهاج. (فتاویٰ عالمگیری ص ۸۸ ج ۱۰) و قد تعالیٰ اعلم کتبہ الزواہ محمد المدعو بخلافیۃ اللہ عفا عنہ مولانا

مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

غیر عذر شرعی کے پہلے امام کو معزول کرنا درست نہیں

(سوال) ایک قریہ میں جس میں تقریباً ساٹھ گھر ہوں گے ان کا ایک امام ۱۷ سال سے نماز پڑھایا کرتا تھا اب اس سے دو گوں کا اختلاف پڑ گیا ہے اور اس قریہ کے آٹھ بھکے زیادہ لوگوں نے دوسرا پیش امام مقرر کیا یہ دو گتے ہیں کہ ہم نے اس کو پیش امام نہیں رکھا تھا بلکہ ویسے ہی نماز پڑھاتا تھا آیا اس پیش امام ثانی کے لئے کوئی صورت جواز کی ہے یا نہیں اور مسجد مذکور میں دو جماعتیں ہوتی ہیں یہ جماعتیں جائز ہیں یا نہیں؟

(جواب ۶۴) صورت مسئلہ میں اگر کوئی وجہ کراہت شرعی موجود ہو جب تو لوگوں کو اختیار ہے بلکہ مناسب یہی ہے کہ اس کو علیحدہ کر کے دوسرا امام مقرر کر لیں اور اگر اختلاف کا باعث صرف نفسانیت ہے

(۱) (ابنہما) گذشتہ صفحہ حاشہ آخری

(۲) (فصل فی وقف الموقوف ۳۱۲ ط ماحدہ)

(۳) (باب الرجل یجعل دارہ مسجد ۳۲۷ ط ماحدہ)

(۴) (الفصل الثانی فی بیان من هو احق بالامامۃ ۸۴/۱ ط ماحدہ)

تو دوسرے لوگوں کو ایسا کرنا جائز ہے رجل ام قوما وهم له کارهون ان كانت الکراهة لفساد فيه
اولا نهم احق بالا امامة یکره له ذلك وان کان هواحق بالا امامة لا یکره. هکذا فی المحيط
(ہندیہ ص ۹۱ ج ۱) اور ایک مسجد میں دو جماعتیں کرنا بہت برا ہے دوسری جماعت کرنے والے گناہ گار
ہوں گے مگر یہ کہ پہلی جماعت کا امام ظالم اور مقتدی تاحق پر ہوں قوم جلوس فی المسجد الداخل وقوم
فی المسجد الخارج اقام المؤذن فقام امام من اهل الخارج فامهم وقام امام من اهل الداخل
فامهم من یسبق بالشروع فیهو والمقتدون به لا کراهة فی حقهم کذا فی الخلاصة (ہندیہ ص
۸۸ ج ۱) ۲۰

غلط خوال کی امامت

(سوال) ایک شخص امامت کرتا ہے اور کام پاک کو غلط پڑھتا ہے یعنی بجائے قاف اور بڑے شین کے
چھوٹا کاف اور چھوٹا سین پڑھتا ہے مثلاً اس آیت کریمہ ان یعلنک ربک مقاماً محموداً کو ان یعلنک ربک
مکاماً محموداً اور دیگر حروف کو بھی مثلاً ج کے بجائے ح وغیرہ ادا کرتا ہے اور ایسی غلطیاں کرتا ہے کہ
ایک اونٹنی درجہ کا قرآن خوال بھی تیار کر لیتا ہے اور امام نہ کر کے بعض مقتدی ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ اعلم
باسمہ اور قرآن پاک کو اچھی طرح ادا کرنے والے تو ایسی صورت میں سب کی نماز ہوتی ہے یا نہیں اور اس امام
کوئی کہہ سکتے ہیں یا نہیں اور اسی اصحاب فقہاء میں کس کو کہتے ہیں؟ بیوا تو جروا

(جواب ۶۵) صورت مسئلہ میں جو شخص امامت کرتا ہے اگر وہ قاف کو اپنے مخرج سے ادا کرنے پر قادر
ہی نہیں ہے تو اس کی امامت جائز نہیں اگر وہ امامت کرے گا تو نہ خود اس کی نماز ہوگی نہ مقتدین کی۔ ولا
یحوز امامة الا لئذی لا یقدر علی التکلم بعض الحروف الا لمثلہ اذا لم یکن فی القوم من
یقدر علی التکلم بتلك الحروف فاما اذا کان فی القوم من یقدر علی التکلم بها فسدت صلواته
وصلوة القوم (انتہی۔ ہندیہ ص ۹۰ ج ۱)۔ ایسے شخص کی امامت صرف اس صورت میں جائز ہے کہ اس
کے تمام مقتدی بھی اسی جیسے ہوں لیکن سوال میں مذکور ہے کہ اس کے پیچھے قاری بھی نماز پڑھتے ہیں اور اس
حالت میں تمام جماعت کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر وہ ایسا شخص ہے کہ مثلاً قاف کو اپنے مخرج سے ادا کرنا
چاہے تو کر سکتا ہے لیکن وقت سے۔ تو اس صورت میں بھی اس کی اور تمام مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی
لیکن اگر وہ کسی طرح قاف کو ادا نہیں کر سکتا تو اس کو ایسی آیت پڑھنی چاہیے جس میں یہ حرف نہ ہو اور اگر اس
کو ایسی آیت نہ ملے یا یاد نہ ہو تو خود اس کی نماز ہو جائے گی لیکن امامت نہ کرے اور اگر اس کو ایسی آیت مل

(۱) الفصل الثالث فی بیان من یصلح لإمامة لغيره ۸۷/۱ ط ماجدیہ

(۲) الفصل الثانی فی بیان من هو احق بالإمامة ۸۸/۱ ط ماجدیہ

(۳) الفصل الثالث فی بیان من یصلح لإمامة لغيره ۸۶/۱ ط ماجدیہ

جائے جس سے وقف نہ ہو تو اس کی نماز امامت جائز ہے اور اگر باوجود ایسی آیت نہ ملنے کے اس سے ایسی آیت
بڑھی جس میں وقف تھا اور وقف کی جگہ کاف پڑھا تو اس کی نماز تشابہی نہ ہوگی۔ ومن لا یحسن بعض
الحروف ینبغی ان یحید ولا یعدر فی ذلك فان کان لا ینطق لسانه فی بعض الحروف ان لم
یجد آية لیس فیہا لك الحروف تحوز صلوته ولا یؤم غیره وان وجد آية لیس فیہا فقراً جازت
صلوته عند الكل وان قرأ الآية التي فیہا تلك الحروف قال بعضهم لا تحوز صلوته . هكذا فی
فاوی قاصی حان وهو الصحيح كذا فی المحيط (بندیہ ص ۸۳ ج ۱)۔

جھوٹ والے والے تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) ایک شخص مسجد میں منہ کر جمعہ میں جھوٹ والے اور علانیہ طمع نفس کے واسطے امامت کرے
ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ تو جواب
(جواب ۶۶) سوائے ان مواقع کے جہاں تو یہ جائز ہے جھوٹ والے کی عادت سے آدمی فاسق ہو جاتا
ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے۔ اور با طمع نفس سے امامت کرنا تو اگر اس سے مراد یہ ہے کہ امامت کی
تنخواہ لیتا ہے اور تنخواہ لیکر امامت کرتا ہے تو متاخرین حنفیہ کے فتویٰ کے مطابق امامت کی اجرت جائز ہے اور
جب جائز ہے تو تنخواہ لینا اور تنخواہ لیکر امامت کرنا بھی جائز ہے۔ وفی روضة الزند و یستی کان شیحا
ابو محمد عبدالله الحزازی یقول فی زماں یحوز للامام والمؤذن والمعلم احد الاجرة
النتھی (یعنی شرح کنز) + اور اگر طمع سے مراد کچھ اور ہے تو اسے بیان کیا جائے۔

ضالین کو ظالمین پڑھنے والے کی امامت

(سوال) ایک امام مسجد ضالین کو ہمیشہ غیہ مقدسین اور روافض کی طرح ظالمین پڑھتا ہے جب بعض
مقتدیوں نے اس بات سے منع کیا تو کہا کہ اس کے جواز کا فتویٰ میرے پاس موجود ہے اور میں نے قاریوں
سے بھی خوب تحقیق کر لیا ہے لہذا میں تو اسی طرح پڑھوں گا تم میرے پیچھے نماز پڑھو یا نہ پڑھو اختیار ہے ایسے
شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۷) حرف ضاد۔ غیہ اور دال سے بالکل مبہین اور جداگانہ حرف سے اس کو اپنے مخرج سے ادا کرنا
چاہیے اور مخرج سے ادا کرنے کے قصد و ارادہ کے جدا کرنا وہ ان دونوں میں سے کسی کے ساتھ مشابہ ہو جائے
تو مضائقہ نہیں لیکن اگر قصد انہی اہل بدعت پڑھے گا تو نماز فساد ہو جائے گی ضاد اپنی صفات کے لحاظ سے ٹھیک

(۱) (الفصل الخامس فی زکاة القدر) ۷۹/۱ ط واحدہ

(۲) ویکوہ امامتہ عبد و اعربی و فسیح (مدار المحار) باب الامامة ۵۶۰ ۱ ط سعید کمپی

(۳) (باب الاشارة الفاسدة ۱۵۴/۲ ط ادارة القرآن کراچی)

ساتھ زیادہ مشتبہ اسوت ہے مگر یہ اسی وقت جب کہ اپنے مخرن سے لو اکیا جائے ورنہ یہ آواز بھی جس کو وال مخر کہا جاتا ہے اسی ضد کی بخوبی ہوتی تو ازلت ہے وجہ امتیاز خاص ظانی آواز سے بہتر ہے۔

امامت کی اجرت لینا جائز ہے

(سوال) امامت کی اجرت یہ عظیم قرآن و دیگر کتب دیدہ کی اجرت لینا جائز ہے یا نہیں اور اگر کوئی شخص اجرت لینا امامت کرے یا اجرت لینا قرآن شریف پر سنانے ایسے شخص کے واسطے شریعت میں کیا حکم ہے؟ (جواب ۶۸) امامت و عظیم قرآن کی اجرت (بہر فتویٰ متاخرین حنفیہ) لینا جائز ہے۔ قال فی الہدایۃ و بعض مشائخنا رحمہم اللہ تعالیٰ استحسنوا الا استنجا علی تعلیم القرآن الیوم لظہور التوانی فی الامور الدینیۃ ففی الامناع تضییع حفظ القرآن و علیہ الفتویٰ زاد فی مختصر الوقایۃ و متن الاصلاح تعلیم الفقہ و زاد فی متن المجمع الامامۃ و مثله متن الملثقی و درر البحار (رد المحتار مختصر) ۱۰۲

صرف ٹوپی یمن کر امامت کرنا جائز ہے

(سوال) امام کو ٹوپی سے نماز پڑھنا جائز ہے یا امامہ سے۔ اگر ٹوپی سے نماز پڑھنا جائز ہے تو وہ کون سی ہے؟ امامہ اور ٹوپی میں ثواب کس کے ساتھ نماز پڑھانے میں زیادہ ہے؟ (جواب ۶۹) امامت امامہ اور ٹوپی دونوں سے جائز ہے اور کسی خاص قسم کی ٹوپی سے ضروری نہیں جس ٹوپی سے چاہتے امامت کر سکتے ہیں امامہ کے ساتھ ثواب زیادہ ہوگا لیکن ٹوپی میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

حالت جنابت میں نماز پڑھانے والے کا حکم

(سوال) ایک شخص جنابت میں نماز پڑھتا ہے آیا ایسا شخص کون ہے اور لوگوں کی نماز اس کے پیچھے ہوئی یا نہیں؟

(۱) وإن کان لا یسجد الا بسفۃ کائظاء مع الصاد والصاد مع السین والطمع الخ، اختلف المشائخ قال اکثرہم "لا تصد صفوہ" حکم فی ہادی دعی حد و کثیر من المشائخ أقوالہ قال القاضی ابو اعمد ابو الحسن والفاسی الامام ابو عصبہ بن محمد فسد و ان حری علی لسانہ ان کان لا یعرف التیمیہ لا تصد وهو اعدل الا ذویل والمختار حکم فی الوحید للکروزی (عالمگیریہ) الفصل بحامس فی رلۃ الدرۃ ۷۹ ط ۱۰۲

(۲) (کتاب الاحازۃ مضت بحر ہو فی عدم حوازل الاستحار علی الصلوٰۃ والہیئۃ ۵۵ ط سعید)

(۳) وقد ذکرنا ان المستحب ان یصلی فی قبض و راز و عذمہ ولا یکرہ الا کتدہ بالقلسوف ولا عرۃ لما اشتهر بین العوام من کراہۃ ذلک و کذا ما اشتهر ان المؤمن لو کان معتما بعمامۃ والامام مکتم بالقلسوف یکرہ الخ (عمدۃ الرعاۃ علی هامش شرح الوقایۃ کتاب الصلوٰۃ ۱/۶۹ ط سعید کمپنی)

(جواب ۷۰) جو شخص حالت جہلت میں نماز پڑھائے وہ کافر ہے (ابوہریرہ) جن لوگوں نے باواقفیت میں اس کے پیچھے نماز پڑھی ہے ان کو علم مانے کے وقت نماز کا اعادہ لازم ہوگا لیکن اگر حالت جہلت میں نماز پڑھنا صرف اس کے قول سے معوم ہو یا ہو اور یہ بھی ثابت ہو کہ وہ بیباکی اور رندی کی وجہ سے ایسا کرتا ہے تو اس کا قول غیر معتبر سمجھا جائے گا اور وہ صلوٰۃ کا حکم نہیں دیا جائے گا ہاں اگر یہ خیال ہو کہ یہ شخص تورعاً اور خوف خدا کی وجہ سے یہ بات ظاہر کرتا ہے تو وہ دوبارہ نماز کرتا ہے۔ واللہ اعلم

لام کا ”در“ یا ”محراب“ کے اندر کھڑا ہونا

(سوال) محراب کا اطلاق از روئے شرع شریف آیا صرف اس پر ہوتا ہے جو منبر کے قریب دیوار میں کندہ ہوتا ہے یا باہر جو دروازے محراب نما ہوتے ہیں اس کو بھی محراب کہا جاسکتا ہے؟ محراب کی صحیح تعریف فرمائیے نیز باہر کے محراب نما دروازہ پر جو عوام کراہتہ صلوٰۃ کا حکم لگاتے ہیں صحیح ہے یا غلط جواب شافی و دلالتی تحریر فرمائیں لوگوں میں اس مسئلے میں اختلاف شدید ہو رہا ہے۔ فقط یوا توجروا؟

المستفتی حافظ محمد شفیع اللہ کوچہ میر با ششم دہلی

(جواب ۷۱) محراب اصل تو وہی ہے جو دیوار قبلہ میں ہوتی ہے لیکن اس کا حکم ان دروں پر بھی جو باہر کے دروازوں میں بھورت محراب بنائے جاتے ہیں بعض فقہانے عام کیا ہے اس لئے احتیاط یہ ہے کہ لام ان دروں کے باہر کھڑا ہو تاکہ کسی قسم کا شبہ اور شک باقی نہ رہے لیکن اگر لام در میں بھی کھڑا ہو جائے تو لڑنے جھگڑنے کا موقع نہیں ہے کیونکہ زیادہ سے زیادہ لونی اور خلاف لونی کا اختلاف ہے اور لڑائی جھگڑا حرام ہے (۱۰) فقط۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

خواہ مخواہ لام سے اختلاف نہ کیا جائے

(سوال) متولی و پیش لام صاحب سے اگر مسلمانوں کو کچھ شکایات پیدا ہو جائے اور وہ ان شکایات کو خاطر میں نہ لائیں اور مسلمانوں کے جذبات کی کچھ پروا نہ کریں تو بے ایمان اور بدعتیوں کا جانا چھوڑ دیں تو ایسی

(۱) اگر کا حکم سن وقت ہے جب کہ حدیث اختلاف میں آئے قال فی الدر المختار ”وبهذا ظهر ان تعمد الصلاة بلا طهر عبر مکتور فلیحفظ وقد مر الح و فی الشامیة“ قوله وقد مر“ ای فی اول کتاب الطہارۃ قدما هناك عن الحلیۃ المحدث فی هذه العلة وان علة الاکتفاء ای فی الاستیعاف (کتاب الطہارۃ ۱۵۱/۱ ط سعید کمپی) وفي العالمگیریہ ”رحلہم قوماً شہراً لم قال “کت محوسیا“ الح وکذا لوقال ”صلیت بکم المدة علی غیر وضوء وهو ماحص لا یقل قوله وان لم یکن كذلك والمحسن ان قال علی وجه التورع والا حیاط أعادوا اصلاً تهم الح وکذا اذا جان أن الامام کافر او محسن الح او محدث او حاس الح (الفصل الثانی فی بیان من یصلح اماماً للبرہ ۸۷/۱ ط ماجدیہ) (۲) او یکره قیام الامام وحده فی الطاق وهو المحراب ولا یکن سجدہ فیہ اذا کان قائماً خارج المحراب هكذا فی التیسیر واداء صاتی المسجد من حنف الامام فلا بأس بان يقوم فی الطاق (العالمگیریہ) الفصل الثانی فیما یکره فی الصلاة وما لا یکره ۸/۱ ط ماجدیہ

صورت میں نماز باجماعت نہ پڑھنے اور نماز جمعہ مسجد میں لوٹ کر نہ کھانا کس پر عائد ہوگا۔ اور ان حالات میں متولی و امام مسجد پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

(جواب ۷۲) ہاں متولی و پیش امام کا مذہبی و اخلاقی فریضہ ہے کہ مسجد کے نمازیوں کی جماعت ان سے خوش رہے اور کوئی جائز شکایت پیدا نہ ہونے پائے اگر نمازیوں کو کوئی جائز شکایت ہو تو رفع کریں اور اگر لوگ ان کی بے پروائی سے اس مسجد میں آتے چھوڑ دیں گے تو اس کا وبال ان پر ہوگا بغیر طیکہ وجہ شکایت اتنی قوی ہو جو ترک مسجد و ترک جماعت کے لئے حذر ہو سکتی ہو لیکن اگر لوگوں کو خواہ مخواہ متولی یا امام سے شکایت ہو اور متولی یا امام کے اندر فی الحقیقت کوئی عیب یا وجہ شکایت موجود نہ ہو تو ایسی صورت میں نہ متولی و امام ان کی دلجوئی کا مکلف ہے اور نہ ان کے مسجد چھوڑ دینے کا مواخذہ متولی یا امام سے ہو سکتا ہے (۱)۔

ڈاڑھی کٹوانے والے اور مسائل سے ناواقف کی امامت مکروہ ہے
(سوال) ایسے امام کی امامت جائز ہے یا نہیں جو بالکل جاہل ہے اور نماز کی امامت کے واسطے جن مسائل اور جس قدر علم کی ضرورت ہے اس سے ناواقف ہے اور علاوہ اس جماعت کے فاسق معین ہے ڈاڑھی کٹوا تا ہے حد شرعی تک نہیں پڑھنے و پڑھنا اور باز اول راستوں میں کھاتا پیتا ہے اور جھوٹ بہت بڑا ہے اور متولیان مسجد کے خدنگی کا روبرو میں خاموش کی طرح ایسا ہر وقت مشغول رہتا ہے کہ نماز کی امامت کی بھی پروا نہیں کرتا اور دیگر ہتدعات میں مصروف رہتا ہے۔

المستفتی نمبر ۱۵ عبد الرحیم میرٹھ۔ ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۹۳۳ء
(جواب ۷۳) اگر واقعات مذکورہ سال درست ہیں تو متولی کو لازم ہے کہ ایسے امام کو علیحدہ کر کے دوسرا صالح متقی امام مقرر کرے ایسے شخص کو امام رتبہ مقرر کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرہ امینہ دہلی

تمتہ باندھ کر نماز پڑھنا جائز ہے

(سوال) اگر پیش امام تمتہ باندھ کر نماز پڑھ جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۶ سید محمد یحییٰ فروش (سارگودھا) ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء
(جواب ۷۴) تمتہ باندھ کر نماز پڑھنا بلاشبہ جائز ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) ولو ام فوما وہو لہ کازہون ان الکراہۃ لفسادہ اولایہم احق بالامامۃ مہ کرہ لہ ذلک تحریراً وان ہو احق لا والکراہۃ علیہم الخ (الدر المختار باب الامامۃ ۵۵۹/۱ ط سعید)
(۲) ویکرہ امامۃ عبد واعرانی و فاسق الخ (رد المحتار) و فی الشامیہ " قوله فاسق من العسق وهو الحروح عن الاستقامۃ الخ (باب الامامۃ ۵۶۰/۱ ط سعید کمپی)
(۳) والربیع سترعورثہ الخ وھی للرحل ما تحت سترتہ الی ما تحت رکتہ الخ (الدر المختار باب شروط الصلاۃ ۴۰۴ ط سعید کمپی)

(۱) اس ناپینا کے پیچھے نماز بیکراہت جائز ہے جو طہارت میں محتاط ہو

(۲) حافظ ناپینا کے پیچھے ترلوح کا حکم

(۳) چونکہ پکین کر نماز پڑھانا جائز ہے

(سوال) (۱) حافظ ناپینا کے پیچھے فرض نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲) ناپینا کے پیچھے ترلوح جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اگر امام بغیر چونکہ نماز پڑھا ہے تو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۸ پیچ محمد پان فوش (سائر) ۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۵) (۱) حافظ ناپینا کے پیچھے نماز جائز ہے جب کہ وہ محتاط ہو اور اس سے بھر کوئی دوسرا شخص

دوسرا حافظ موجود نہ ہو (۲) فرض نماز ہو یا ترلوح سب جائز ہیں (۳) امام بغیر چونکہ نماز پڑھائے تو

جائز ہے

منکر رسالت کو امام بنانا جائز نہیں

(سوال) زید توحید و رسالت اور جمع ضروریات دین کو تسلیم کرتے ہوئے اور عمل کرتے ہوئے یہ عقیدہ

بھی رکھتا ہے کہ جو شخص صرف توحید کا قائل ہو اور رسالت اور قرآن کو نہ ماننا ہو وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں نہیں

رہے گا بلکہ آخر میں اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی زید کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۶ محمد ابراہیم خان ضلع غازی پور۔ ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۶) جو شخص آخرت کے لئے رسالت و نبوت کو نہ مانے اور قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی کتاب

تسلیم نہ کرے وہ جماعہ امت محمدیہ علی صاحبہا زکی السلام والحدیہ کے نزدیک ناجی نہیں ہوگا ایسا شخص جو اس

کی نجات کا عقیدہ رکھتا ہو اس کو امام بنانا جائز نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

حافظ میٹھے سے تائب متقی اور پرہیزگار کی امامت

(سوال) جو قومیں حرام میٹھے کی مرتب ہیں جیسے گویا نخل زحلّی میراثی اگر ان میں سے کوئی حافظ ہو اور

وہ بذات خود اپنے میٹھے سے تائب ہو اور متقی ہو دوسرے یہ کہ ایک بھلے خاندان کے اس سے علم میں زیادہ

متقی اور حفاظ وہاں موجود ہوں تو ان کے مقابل اس کو جامع مسجد کا امام اور شرکاء کا کھانچ خواہ ناچار دست نہ یا

نہیں؟ المستفتی نمبر ۹۳ حافظ رحیم بخش (مقرر)

۱۔ یہ دلت صاحب الہدٰی حجت دل "قد کراہة إمامة الاعمی فی المحيط و غیرہ بان لا یكون الفضل الثوم" فان

کان الفضلیم فیہ اولی الخ (رد المحتار باب الامامة ۵۶۱ ط سعید) وفي الهدایة "و بکرہ تقدیم العدد

والاعمی لانه لا ینتوی الحماة الخ" باب الامامة ۱۲۲ ط مکتبہ شرکة علمیہ ملتان

(۲) وان اکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ کثر نہا فلا یصح الا اقتداء به اصلاً (الدر المحار باب الامامة

۵۶۱/۱ ط سعید)

۹ رجب ۱۳۵۲ھ - ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۷) جب کہ کوئی شخص بذات خود متقی لار پر بیڑگار ہو اور علم و فضل رکھتا ہو تو اس کو امامت کے لئے مقرر کرنا جائز ہے اگر اس کے مقابل میں کوئی لوٹے خاندان کا شخص بھی تقویٰ اور پر بیڑگاری اور علم و فضل میں اس کے برابر موجود ہو تو اس کو امامت کے لئے ترجیح دینے میں مضائقہ نہیں ہے مگر باوجود اس کے کوئی درجے کی قومیت والے شخص کو امام بنانے میں کراہت نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تراویح میں پختہ حفظ والے کو امام بنایا جائے

(سوال) دو حافظ ہیں اور دونوں متقی ہیں ان میں سے ایک صاحب کو تور مضامین میں محراب سناتے وقت بہت زیادہ تشابہ لگتے ہیں اور دوسرے صاحب کو بیت کم جن صاحب کو تشابہ زیادہ لگتے ہیں وہ قدر ضرورت علم صرف و نحو فارسی اور مسائل دینیہ سے اجتناف ہیں اور پیشہ سرائی کا کرتے ہیں اور جن صاحب کو تشابہ کم لگتے ہیں وہ حفظ کے علاوہ مسائل دینیہ سے باوقف ہیں اور قوم کے مراثنیٰ ہیں مگر اپنے حرام پیشہ سے تائب ہیں ان دونوں میں سے جامع مسجد کی بیگانہ امامت کے لئے کس کو مقرر کیا جائے؟

المستفتی نمبر ۹۵ حافظ رحیم بخش صاحب مقرر ۹ رجب ۱۳۵۲ھ - ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۸) بیگانہ نماز کی امامت کے لئے جو صاحب مسائل سے زیادہ واقف ہیں ان کو مقرر کرنا بہتر ہے البتہ تراویح میں قرآن مجید سنانے کے لئے ایسے حافظ کو ترجیح دی جائے تو مضائقہ نہیں جس کو قرآن شریف خوب یاد ہے اور قدر ضرورت مسائل سے بھی واقف ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عالم کی موجودگی میں غیر عالم کی امامت

(سوال) جماعت میں ایک عالم کے ہوتے ہوئے جس کے ساتھ کثیر جماعت راضی ہو ایسے معمولی خواندہ آدمی کو امامت کی اجازت دینے جس کے ساتھ قلیل جماعت راضی نہ ہو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۳ محمد حنیف حسین صاحب کنور ۲۶ رجب ۱۳۵۲ھ - ۱۶ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۹) اتفاقہ طور پر ایسا عمل پیش آجائے تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے البتہ مستقل طور پر انفرادی آدمی کو امام بنانا چاہئے اس کا خلاف مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) والا حق مالاً امامۃ تقدیماً بل نفساً الا علم ما حکم الصورة فقط صحة وفساداً بشرط احتیاطاً للتواضع الطاهرة و حفظه قدر فرض و قبل واجب" (الدر المختار باب الامامة ۵۵۷/۱ ط سعید)

(۲) والا حق مالاً امامۃ تقدیماً بل نفساً الا علم ما حکم الصلاة الخ ثم الا حسن تلاوة و نحوہ، لغيره (۱) الدر المختار باب الإمامة ۵۵۷/۱ ط سعید

(۳) والا حق مالاً امامۃ تقدیماً بل نفساً الا علم ما حکم الصلاة (۱) قال فان حسبوا اعتبر اکثرهم ولو قد مواعبر الاولی اساء والخ (الدر المختار باب الإمامة ۵۵۹/۱ ط سعید)

پندرہ سال کی عمر والے کے پیچھے نماز جائز ہے

(سوال) ایک لڑکا جو قرآن شریف حفظ کر رہا ہے اس کی عمر پندرہ سال کچھ ماہ کی ہے یعنی کہ سولہویں سال جاری ہے اس کے پیچھے تلوک پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۷ اکبر علی ریوڑی ضلع گورکھنہ۔ ۱۶ رمضان ۱۳۵۲ھ ۳ جنوری ۱۹۳۳ء

(جواب ۸۰) اگر اس کی عمر پندرہ سال کی پوری ہو چکی ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے،

محمد کفایت اللہ کان اللہ!

شہوت پرست مبتدع کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) یہاں کا ایک امام مسجد باوجود سخت مبتدع ہونے کے فاحشہ اور بازاری عورتوں کی دعوتیں باوجود کھانا پینے کے دینے ہونے پڑے پہنچا ہے اور باوجود متعدد بار سمجھانے کے باز نہیں آتا ایسے امور کی ارتکاب کی وجہ سے لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے رک گئے ہیں وہ وقت فمائنش کی جواب دیت ہے کہ تم ان کنجریوں اور بازاری عورتوں کو روکو کہ میری دعوت نہ کیا کریں ورنہ مجھے اپنے گھر بلایا کریں ورنہ میں تو ضرور کھلاں گا اور ان کے ہاں ضرور جاؤں گا ہمارے شہر میں جھڑاپا ہوا ہے عید کا بھی وہی امام ہے ایسے شخص کو عیدین و جمعہ و مسومات نمہ میں امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۵ محمد اعلیٰ پوری دہلوی۔ رائے کوٹ ضلع لودھیانہ

۸ شوال ۱۳۵۲ھ ۲۳ جنوری ۱۹۳۳ء

(جواب ۸۱) ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ ہے اگر وہ پہلے سے امام بنے تو اس حرکت کی وجہ سے اس کو امامت سے علیحدہ کر سکتے ہیں لیکن جب تک کہ وہ عید و نہ ہوا اس وقت تک وہی امامت کرے گا چنانچہ نماز و جمعہ و عیدین سب کا یہی حکم ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ!

بدعتی پیر کے موحد خلیفہ کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) ایک مسلمان جو بذات خود نیک متقی اور پرہیزگار ہے پیر ظہور شاہ کا مرید ہے عوام الناس میں مشہور ہے کہ پیر صاحب مذکور سجدہ تقیسی کا قائل ہے اور نیز وہ حضرت صلح کو غیب دان جانتا ہے لیکن ان کے مرید صاحب اپنے پیر کے ان اعتقادات کے قائل نہیں اندریں حالات کہ وہ پیر صاحب کا مرید ہے کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے کیا وہ امامت کا اہل ہے؟ مکرر عرض ہے کہ مرید صاحب نہ ہی سجدہ تقیسی کے

(۱) بلوغ العلام بالا احتلام والا حبل والا برال الح فان لم يوجد فيهما شئ فحنى ينم لكل مسجد خمس عشرة سنة
نه يعنى لفصل اعمار اهل ومسا لدر المحتار فصل بلوغ العلام بالا حلام ۱۵۳ ط سعید
(۲) ويكره إمامة عبد وفسن و مستدع (در مختار) وفي الشامية فان أمكن الصلاة حلف غير هو وهو فصل
والا فلا لفاء، أولى من الآخر د ب لامعة ۱ ۵۵۹ ط سعید

قائل ہیں اور نہ ہی ان کو اس پر اعتقاد ہے کہ خدا کے سوا اور کوئی بھی عالم الغیب ہے صرف وہ چہر ظہور شاہ کے مرید ضرور ہیں کیا عام مسلمان ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں عوام الناس امام صاحب سے خوش ہیں اس کے علاوہ ان کو کوئی اعتراض نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۹ علامہ رسول صاحب اسول ماسٹر سلیم پورہ رابوہ سیٹ ۲۶ شوال ۱۳۵۲ھ ۱۱ فروری ۱۹۳۳ء

(جواب ۸۲) اگر یہ امام صاحب خود سجدہ تعظیمی نہیں کرتے اور نہ اس کے جواز کے قائل ہیں اور نہ آنحضرت ﷺ کو عالم الغیب سمجھتے ہیں اور اپنے پیرو کو ان مسائل میں غلطی پر جانتے ہیں تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

جو امام "قاف" کا مخرج ادا نہ کر سکے

(سوال) زید نے نماز میں سورہ منفقون کی آیت جنی وانفقوا مما رزقکم جس میں چھ قاف آتے ہیں پڑھی مرونے کہا کہ تم نے قاف کے چار قاف پڑھے لہذا نماز قسدت براہ کرم شرعی حکمت مطاع فرمائیں دوسرے یہ کہ نایاب کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ جماعت والوں کو توفیق ہے کہ اچھے آدمی تو رکھیں اور زیادہ متخادہیں مسجد کا پیسہ بہت بڑا آنکھوں والے آدمی کو نہیں رکھتے۔

المستفتی نمبر ۲۶۳ علامہ محمد صاحب غفرلہ کا فیہ وارے محرم ۱۳۵۳ھ ۱۲ اپریل ۱۹۳۳ء

(جواب ۸۳) جو شخص اوائے قاف پر قادر نہیں اس کی اپنی نماز تو درست ہے اور ایسے لوگوں کی وہ مات بھی کر سکتا ہے جو اس کی طرح اوائے قاف پر قادر نہ ہوں لیکن مسجد کے متولی کو لازم ہے کہ وہ صحیح طور پر حروف ادا کرنے والے کو امام مقرر کرے تاہنا اگر محتاط ہو اور مسائل سے واقف ہو اور نماز باقاعدہ پڑھتا ہو قرآن مجید صحیح پڑھتا ہو تو اس کی امامت جائز ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

تعویذ گنڈے کرنے اور فالنامے دیکھنے والے کی امامت

(سوال) ایک امام مسجد تعویذ گنڈے کا کام کرتے ہیں فالنامہ کھولتا اور صدر کے وارثوں کو بتا دیتا ہے کہ پیسہ کی پختری لیکر ہمارے پاس آؤ صدر کے وارث دیتے ہیں امام صاحب اس پر قرآن شریف کی کوئی آیت پڑھ کر ہمارے وارث کو دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سات دفعہ ہمارے کو پرت اتار کر آگ میں ڈال دو پھر آگ سے نکال کر ہمارے پاس لے آؤ ہم پختری دیکھ کر جانچ کر دیں گے تین مرتبہ یہ کام کرتے ہیں ایک سیاہ رنگ

۱. والاحی لا امامة تقدمه بل يصح الا اعم حكاية فقط صحة وفساد بشرط احسانه للفقر حسن الطاهره الخ (الدر المختار باب الإمامة ۱ ۵۵۷ ط سعید)

۲. بکبره امامه عید وفاق وصدع الخ (الدر المختار باب الإمامة ۱ ۵۵۹ ط سعید)

۳. ولا يجوز ائمة الا للفقہ علی انفسہم بعض الحروف لا لمئة اذ لا یکن فی الفقه من یشر علی الکلم بہ فبصلاته وصلاحه الفقه صح علیکبره الفصل الدال فی ما من یصح اماما لغيره ۱ ۸۶ ط ماحدیه

بکراتاتے ہیں ہمارے پاس ایڈسٹ کان میں سورہ مزمل پڑھ کر خود ذبح کر کے یا اپنے سامنے دوسرے سے ذبح کر کر گوشت کھال پٹ کر اپنے خرق میں اتارے ہیں اور مالک موجود ہوا تو گوشت فی سبیل اللہ کر تقسیم کر دیا کھال کی قیمت اپنے خرق میں تو بے ٹی ایسے پیش لام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
 المستفتی نمبر ۳۲۳ سید حامد علی شاہ شہ میرٹھ۔ ۵ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۱۸ جون ۱۹۳۳ء
 (جواب ۸۴) یہ کام جو سوال میں مذکور ہیں شرعاً درست نہیں ہیں اس لئے ایسے لام کے پیچھے جو ان افعال کا سر تکب ہو نماز مکروہ ہوتی ہے (۱)
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ڈاڑھی منڈے سے خود کو بہتر کہنے والے کی امامت

(سوال) ایک لام صاحب نے کسی سے کہا کہ "آپ ڈاڑھی منڈاتے ہیں میں نہیں منڈاتا اس لئے میں آپ سے بہتر ہوں" لوگ کہتے ہیں کہ لام صاحب کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے کیونکہ انہوں نے یہ کلمہ تکبہ کا کہا ہے۔ المستفتی نمبر ۳۳۱ نواب احمد خاں (ضلع رتھور) ۸ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۲۱ جون ۱۹۳۳ء
 (جواب ۸۵) کلام مذکور فی السؤال کے معنی یہی ہو سکتے ہیں کہ اس فعل میں میں بہتر ہوں اور اگر اسی طرح حق تو اس کام میں کوئی تمبیہ نہیں ہے کیونکہ اس کا خلاصہ یہی ہے کہ ڈاڑھی رکھنا ڈاڑھی منڈانے سے بہتر ہے اس کلام کی بنا پر امام صاحب کے پیچھے نماز نہ ہونے کا حکم لگانا غلط ہے۔ فقط
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

غیر مختون کی امامت کا حکم

(سوال) بے ختنہ بالغ مسلمان بابت مسلمانوں کی امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟
 المستفتی نمبر ۳۹۷ محمد حیات (ضلع بنارس) ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۳ء
 (جواب ۸۶) اگر وہ استیلا اور طہارت میں احتیاط کرتا ہو تو وہ ختنہ والے مسلمانوں کی امامت کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ اہل حق طور پر غیر مختون رہ گیا ہو ختنہ کے سنت نہ ہونے کا قائل ہو (۱)
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جو اکیلے والے والدین کے تا فرمان کی امامت

(سوال) جو شخص اپنے والد کو دشمن ہو اور مارنے میں بھی دریغ نہ کرتا ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص جو لیا سٹ اور تاش حیلہ بولہ رقریبہ نے میں کوشش کرتا ہو یا نہاتا ہو اور نہانے والوں کو

گالیاں دیتا ہوا اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۹۹ محمد صدیق ربیع - ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۸۷) جو شخص اپنے باپ کو دشمن دے یا مارنے کا ارادہ کرے وہ سخت فاسق اور گناہ گار ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے جب تک وہ توبہ نہ کرے اور باپ سے معافی نہ مانگے۔ اس کو ہر گز امام نہ بنایا جائے جو اسے بازی لگا کر تاش کھیلان بھی گنہ اور موجب فسق ہے ایسے شخص کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہے 'غز یہ بنانا یا اس کے متعلق کوئی کام کرنا بھی گنہ ہے اس سے بھی آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور اس کی امامت بھی مکروہ ہوتی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

غسل کے پیچھے نماز جائز ہے

(سوال) غسل کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۴۵۸ مولانا فضل احمد صاحب (حیدر آباد سندھ) ۱۳ محرم ۱۳۵۳ھ ۱۸ اپریل ۱۹۳۵ء (جواب ۸۸) غسل اگر نیک صانع ہو تو اس کی امامت جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

غلط پڑھنے والے کی اقتداء کا حکم

(سوال) امام مسجد جامع بوقت خواندن نماز در سورہ الف لام الحمد للہ رانمی خواند بچہ بجائے الحمد للہ میخواند نماز صحیح است یا نہ؟ امامت درست شود یا نہ؟ المستفتی نمبر ۴۷۸ بارہ میاں مولکین برآمد

۱۱ صفر ۱۳۵۳ھ ۱۵ مئی ۱۹۳۵ء

(ترجمہ) جامع مسجد کے امام صاحب نماز میں سورہ فاتحہ پڑھتے وقت الحمد للہ کو بغیر الف لام کے پڑھتے ہیں اور بجائے الحمد للہ کے حمد للہ پڑھتے ہیں ان کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور ان کی امامت درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۸۹) اگر امام تلفظ الف لام نہ کرے نماز مکروہ می شود لیکن اس پر بعد است ظاہر این است لفظ الف لام آہستہ واقع می شود کہ مقتدیان سموع نمی شود و دریں صورت در نماز کراہتہ نمی شود۔ محمد کفایت اللہ

(ترجمہ) اگر امام صاحب الف لام کا تلفظ ہی نہیں کرتے تو نماز مکروہ ہوتی ہے لیکن یہ بعد از قیاس ہے ظاہر یہ ہے کہ الف لام کا تلفظ آہستہ کرتے ہوں گے جو مقتدیوں کو سنائی نہیں دیتا ہو گا اور اس صورت میں نماز مکروہ نہیں ہوگی۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

۱. ویکرہ امامہ عند واعرائی و فسی و مسدع لتبویر باب الإمامة ۱ ۵۵۹ ۵۶۰ ط سعید

۲. ولاحق بالإمامة تقدیماً علی صف لا عمہ بحکمہ الصلوٰۃ فقط صحة و فساداً بشرط احتسابہ للفرع الحش الطاهرة

الح (الفر المختار) باب الإمامة ۱ ۵۵۷ ط سعید کمپی

۳. وندی لا یقدر علی احوال الحروف إلا بالحدیث و لم یکن تنمة أو فاقدة لاداء احوال الحروف احوال علی الصحة

لا یکرہ ان یکون اماما الح و ھدہ الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماماً لعرہ ۱ ۸۷ ط ماجدہ

غیر شرعی فعل کے مرتکب شخص کی امامت کا حکم

(سوال) کیا یہ شخص جس میں مندرجہ ذیل خرابیاں ہوں امامت کے قابل ہے اور اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہ؟ مطلق شرع نہ ہو انتخاب کرتا ہو نہ مضامین شریعت میں قرآن شریف اجرت پر پڑھے اور اس کو جائز قرار دے یا غیر کو حرام نہ جائے اگر صبح کے فرض پڑھ لئے جائیں اور سنتیں رو جائیں ان کو طلوع آفتاب سے قبل اگر موقع پر پڑھے تو بھی پڑھے اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی اجازت دے تبجا سوال: دسواں چالیسواں وغیرہ کو اس نے جائز کیا کہ اگر منع کروں گا تو لوگ ناراض ہو جائیں گے اور دعوتیں ختم ہو جائیں گی۔ المستفتی نمبر ۵۳۳ فقیر احمد (منگھور) ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء (جواب ۹۰) سوال آخری بات ہے۔ دنیوی مفاد کے لئے صحیح مسئلہ نہ بتائے اور سب اختلافی مسائل میں جو مطلق موجب فسخ نہیں ہیں بعد خاص خاص حالت میں وہ موجب فسخ ہو سکتے ہیں اور آخری بات کا مدار حق نیت پر ہے جو امر مخفی ہے اس لئے یہ شخص کی امامت کو کلیتہً ناجائز کہنا محل تامل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ!

مؤذن اور خادم کے فرائض

(سوال) جس جامع مسجد میں ایک امام اور ایک مؤذن ہو (جو خود مسجد بھی ہو) ان ہر دو کے مسجد کے متعلق فرائض کیا کیا ہیں اور ان کے عہدہ ہر دو مسجد کے وظیفہ خوار بھی ہوں نیز امام مسجد اور مؤذن نہ کو اپنے اپنے فرائض منصبی میں مستقل ہدایات ہیں یا ان میں نہ۔ قہریت اور مقبوعیت کا بھی ہے؟ المستفتی نمبر ۶۱۶ حکیم عطاء حسین (جاندھر) ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ ۱۸ ستمبر ۱۹۳۵ء (جواب ۹۱) امام اپنے منصب کے لحاظ سے صرف نماز پڑھانے کا ذمہ دار ہے ابھی اگر اس سے وعظ یا قیام طلب وغیرہ کی شرط نہ ہو تو منظور کرے تو اس کی ذمہ داری بھی اس پر عائد ہوگی یہ ضروری ہے کہ امامت ایسے کاموں کے لئے شرط نہ کئے جائیں جو اس کی حیثیت امامت اور وقعت کے خلاف ہوں۔ مؤذن سے مسجد کی خدمت کی شرط نہ کی ہو تو وہ ذمہ دار ہو گا کہ شرط کے موافق کام پورا کرے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ!

امام مقرر کرنا متولی کا حق ہے

(سوال) (۱) ایک گاؤں میں پندرہ ایک سال مولوی صاحب پیش امام رہا مولوی صاحب موصوف پانچ وقت

(۱) حق متولی نہ ہو پانچ صاحب ۱۰۰۰ یعنی فرضات صحیح مسئلہ بتائے سب افعال موجب فسخ ہیں اور شخص متولی نہ ہو۔
 (۲) امامت کے لئے شرط ہے ۱۰۰۰ ویکرہ امامۃ عہدہ اعرابی و فاسق و مبتدع الخ التبعہ ۵۵۹
 ط (سعد) و بسحب لرحل حجاب سعدہ و لرحلہ و بیکرہ دسودہ فرمعدہ و فی لشاعة قونہ بیکرہ دسودہ و فی
 نحرہ و فی لیس غلبہ لیس و بیکرہ و عہدۃ المشایخ و کتب العطر و الالاحۃ د فی الحج ۴۲۶ ط سعد

حکیم طور پر حاضر نہ رہا، بعض وقت نہ ضرر، بعض وقت غیر ضرر، ہاگڈوں والے اس وجہ سے ناراض تھے قوم نے مہجد یہ بارضا مند کی امام مقرر کیا یہاں یہاں فعل مذکور قوم کے لئے شرعاً جائز تھا یا نہیں؟

(۲) مولوی صاحب موسوف کے پاس رویت بلال مید الفطر کی شہادت پیش ہوئی مولوی صاحب نے شہادت مزارک شریعہ کا کافی تصور کر کے اندر کا حکم صادر فرمایا لیکن قوم نے شہادت پر اطمینان نہ کیا اور حکم کی تعمیل سے انحراف کیا اور صاحب نے یہاں قوم اس خذف و رزی کی وجہ سے عاق اور مستحق کفر ہو گئی؟ اور کیا اس کا نماز روزہ قبول نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۹۳۰ معراج گل کوہاٹی

۸ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ ۳ مارچ ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۲) مسجد میں امام مسجد مقرر کرنا متولی مسجد کا حق ہے اگر متولی نہ ہو تو پھر قوم کا حق ہے اور جب امام پابندی نہ کرے اور اوقات نماز میں غیر حاضر رہے تو قوم دوسرا امام مقرر کر سکتی ہے جو پہلے امام سے افضل اور اوقات کا پابند ہو۔ قوم کو انحراف کا حق نہیں تھا ان کو امام کے فیصلے کی متابعت کرنی چاہیے تھی لیکن وہ اس کی وجہ سے کافر یا فاسق نہیں بنے، حق ہو جائے گا حکم کر دینا بھی صحیح نہیں اور اس کی وجہ سے ان کی نماز روزہ بھی ناقابل قبول نہیں ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

افیون اور پوست پینے والے کی امامت

(سوال) جو امام مسجد ایم اور پوست پینے والا امامت کے لائق ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۳۱ مولوی محمد انور (شیخ جالندھر) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۹ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۳) افیون اور پوست پینے والا امام امامت کے لائق نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

امام وقت پر نہ پینے تو دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے

(سوال) اگر امام صاحب مسجد کے اوقات مقررہ پر جماعت کے لئے حاضر نہ ہوتے ہوں اور وقت گزر جائے گا اندیشہ ہو تو نمازیں مسجد کسی اور شخص کو امام مقرر کر کے جماعت ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۴۲ عبد المجید خان (کوہ شہد) ۱۶ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۹ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۴) ہاں جب مقررہ وقت پر امام صاحب بغیر کسی مجبوری اور بغیر کسی عذر کے حاضر نہ ہوں تو قوم کو حق ہے کہ دوسرے شخص سے نماز پڑھوالے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

۱۔ لیس لمسجد اولی من الطود صب لادم والمود فی المختار الا اذا عین القوم اصلح من عبہ الابی الخ (الدر المختار کتاب الوقف ۴/۴۳۰ ط سعید)

۲۔ وکد تکرہ حنف امر ذو سبہ و ممنوع وارض شاع برصہ و شارب الحمر واکل الرما و مدم و مرء و متصع الخ (الدر المختار باب الإمامة ۱/۵۶۲ ط سعید)

۳۔ (فتاوی دار العلوم دیوبند) باب الإمامة ۲/۹۹/۳ ط مکتبہ امدادیہ ملتان

بلاوجہ شرعی امام سے اختلاف جائز نہیں

(سوال) زید نے ایک امام صاحب کو خود عام مجلس کے اتحاق رائے سے امام مقرر کیا ان کے پیچھے نماز پڑھتا رہا تب چار سال کے بعد نیازیہ اختلاف کی بناء پر امام صاحب کی بے عزتی کی اور گالیاں دیں اور زید کو بے کیا امام صاحب اس کو اپنا حق قرار دیتے ہیں عند الشرع کیا حکم ہے۔

المستفتی نمبر ۸۵۲ مولوی محمد شاہ (ریاست بہاولپور) ۲۰ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۹۵) اگر شخص مذکور نے امام صاحب کی بغیر کسی خطا و قصور کے توہین کی ہے تو وہ سخت گناہگار ہو ہے اور اس کو امام صاحب سے معافی طلب کرنی اور توبہ کرنی لازم ہے ورنہ وہ فاسق اور مستحق مواخذہ ہے۔ قرار دینا کوئی شرعی طریقہ نہیں ہے اور نہ کسی کے عاقبتانے سے کوئی عاقبتنا ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے

(سوال) اگر امام ترکی ٹوپی یا اور کسی قسم کی ٹوپی پہن کر نماز پڑھائے تو نماز جائز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۵۶ عظیم قاضی محمد نور الحق (چامرانگر) ۲۱ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۹۶) ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا اور امامت کرنا جائز ہے کوئی کراہت نہیں ہے ہاں امام صاحب کے لئے تمام افضل ہے عمامہ نہ ہو تو انصافیت حاصل نہ ہوگی مگر نماز مکروہ نہ ہوگی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له

ذبح کرنے والے کی امامت

(سوال) ایک ملا جو رہارہ روپ لیسر مسجد میں اذان دیکر پنجوقتہ پیش لمائی بھی کرتا ہے دیگر اس گاہوں کے تمام قصاوں کی گاہیں اور بحریں مکات کو دو آنے اور بحری کو ایک آنہ لیکر ذبح کرتا ہے گاہوں کے لوگ اس کو اس کام پر مقرر کرتے ہیں۔ وہ ازیں گاہوں میں شادی نکاح میں فی نکاح پانچ روپ لیکر نکاح پڑھاتا ہے۔ غیر اپنی فیس پانچ روپ دینے کی تو نکاح پڑھانے نہیں دیتا اور جنازے پر ذلی ہوئی چادر اپنے سوائے ۱۰ روپے فقیہوں کو دینے نہیں دیتا یہ شخص کے پیچھے اقتدا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۹۹ حاجی شمس الدین صاحب (بمبئی) ۸ صفر ۱۳۵۵ھ ۲۹ اپریل ۱۹۳۶ء

۱. سبب المسلم فسوق وقبلة کفر (مسلم) باب قول النبی ﷺ سبب المسلم فسوق وقبلة کفر ۵۸۱
فلمی کتب حانہ کراچی

۲. وقد ذکرنا ان المسلم ان یضی فی قمص و زرد و عمامة ولا یکره الا کتفاء بالقلسوة ولا عرفة بما سنبه
س العوام من کراهة ذلك (عمدة الراية علی هامش شرح الوفاية کتاب الصلوٰۃ ۱۶۹ ط سعید کمپی)

(جواب ۹۷) ذبح کرنا اور اس کی اجرت لینا فی حد ذاتہ جائز ہے مگر جو لوگ کہ اس کام کو بطور پیشہ کے اختیار کرتے ہیں آخری طور پر ان کے عادات و اخلاق خراب اور قبل مذمت ہو جاتے ہیں تو ان عوارض اور اخلاق ذمہ کی وجہ سے لوگ ان سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور اس بناء پر ان کو امام بنانا مکروہ ہو جاتا ہے۔^۱

نکاح خوالی کی اجرت پانچ روپ مقرر کر لینا اور پھر ہر شخص سے پانچ روپے جبراً وصول کرنا اور دوسرے شخص کو نکاح خوالی سے منع کرنا ناجائز ہے بلکہ یہ اجرت فریقین کی رضامندی سے مقرر ہونی چاہیے اور ہر شخص کو حق ہے کہ وہ جس سے چاہے نکاح پر حوائے اسی طرح جنازے کی چادر کو اپنا حق سمجھنا ناٹ ہے اور ان عمر و بات کے مرتکب سے لوگوں کا نفرت کرنا چاہے اور اس کی امامت بھی مکروہ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

میت کو غسل دینے والے کو امام مقرر کرنا کیسا ہے؟

(سوال) ہمارے علاقہ میں یہ رسم ہے کہ جس شخص کو امام مقرر کرتے ہیں غسل اموات عرفاً اسی کے ذمہ ہوتا ہے خواہ وہ خود یہ کام انجام دے یا کسی کو اپنا نائب مقرر کرے امام کیلئے اس کام کا علیحدہ کوئی معاوضہ متعین نہیں کیا جاتا بلکہ وسعت استطاعت میں سے کچھ دے دیتے ہیں اور صدقہ فطر عشر وغیرہ میں سے دے دیتے ہیں ایسی صورت میں کہ امام خود اموات کو غسل دے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) جس علاقہ میں یہ رسم ہے کہ پیش امام اموات کو غسل دیتے ہیں تو اس علاقہ کے لوگ اگر اس فعل کرنے والے امام کو جو جب اس فعل کے حقیر جانتے ہیں تو نماز اس پیش امام کے پیچھے پڑھنی مکروہ تنزیہی ہوگی۔ والظاہر ان العلة الفقرة ۱۰ اور اگر اس علاقہ کے لوگ غسل دینے اموات کو حقیر نہیں جانتے تو ماضی پیش امام کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تنزیہی بھی نہیں ہے ورنہ ہونے نفرت و تقلیل جماعت کے۔ واللہ اعلم اجابہ و کتبہ حبیب الرحمن عینی عنہ

(جواب ۹۸) (از حضرت مفتی اعظم) اگر مردہ شوکی باجرت نہ ہو اور افعال خلاف مروت و خلاف مکارم اخلاق امام سے سرزد نہ ہوتے ہوں تو اس کی امامت جائز ہے مکروہ نہیں ہے اور اگر غسل اجرت لیتا ہو اور بد اخلاقی کے اعمال اس سے صادر ہوتے ہوں تو اس کی امامت مکروہ ہوگی کیونکہ ایسے شخص کو لوگ نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔^۲ الجواب صواب عبدالرحمن مدرسہ فتح پوری

(۱) و بحور الاستبحار علی الدکاة لأب المقصود منها قطع الإی و ادح دو افاتہ الروح و دلالت بقدر علیہ فأنشہ القصاص فمما دون العس کذا فی السراج الوہاج (عالمگیریہ) کتاب الإحارۃ ۴ ۵۱ ط ماحدہ کونہ

(۲) رد المحتار باب الإمامۃ ۱ ۵۶۲ ط سعید کمپی

(۳) والأفصل أن یعمل الملبس محاراً فان اتعنى لعامل الأحر حار ان کان ثمة غیرہ والا لا لنعیہ علیہ و یعی حکم الجمال والحقار کذلک الخ الدر المحتار باب صلوٰۃ المحار ۲ ۱۹۹ ط سعید

والأحق بلا ممة نقیہما من بعد لا علیہ ما حکمہ الصلوٰۃ فقط صحۃ و فساداً بشرط احتسابہ لمفوحش الظاہرة الخ (الدر المختار) باب الإمامۃ ۱ ۵۵۷ ط سعید

دہلی، الجواب صحیح، ہدیہ نیا، الحق عفی عنہ، مدرسہ امینیہ دہلی، الجواب صواب، غلام رسول شہرلہ، مدرسہ امینیہ،
جواب صواب، خدا بخش عفی عنہ، مدرسہ امینیہ، الجواب صحیح، انظار حسین عفی عنہ، مدرسہ امینیہ، الجواب حق محمد
شیخ عفی عنہ، مدرسہ عبدالرب دہلی، مدرسہ درہ محیبا مصیبا محمد شریف اللہ عفی عنہ، مدرسہ فتح پوری، الجواب صحیح
محمد مظہر اللہ عفا اللہ عنہ، مدرسہ عبدالرب، الجواب حق محبوب الہی، مدرسہ عبدالرب، دونوں جواب صحیح ہیں
والایت احمد عفی عنہ، مدرسہ فتح پوری، الجواب حق اشفاق، مدرسہ فتح پوری، الجواب صحیح، خادم العلماء سلطان
محمود، مدرسہ فتح پوری، دہلی۔

بد چلن بیسی والے کی امامت

(سوال ۱) (۱) ایک مسجد کے امام تنخواہ دار کی تیس سالہ دوشیزہ پردہ دار لڑکی کا چال چلن خراب ہے اور
اسے اپنی برائی کے مشہور چال چلن کا علم ہے لیکن وہ نہ تو اس کی روک تھام کرتا ہے نہ اس کا رشتہ کسی کو دیکھ
اس کا نہ بیروہ کا سہ باب کرتا ہے امام مسجد نہ فظ قرآن بھی ہے کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟
(۲) اس مسئلہ کے عام رواج کے مطابق نہ مسجد کو نماز پڑھانے کے علاوہ مردہ شوئی اور نکاح خانی وغیرہ
کے تمام کام سپرد ہوتے ہیں اور اس کے منہ میں گاہوں کے ہر گھر سے روزانہ رات کو ایک روٹی ملتی ہے جو
خود امام مسجد ہر گھر پر چکر کا صلہ کرتا ہے نکاح خوانی جنازہ وغیرہ کا صلہ الگ بھی ملتا ہے کیا یہ گداگرانہ
صورت نہیں ہے اور ایسے امام کی اقتدا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۳ خلیفہ محمد صاحب (ضلع ٹنکری) ۲۸ صفر ۱۳۵۵ھ ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۹) (۱) اگر امام اپنی لڑکی کے چال چلن کی خرابی سے واقف ہو اور اس پر راضی ہے تو وہ فاسق ہے اور
اس کی امامت مکروہ ہے اس کو امام سے کہہ کر روٹی کا ٹکڑا کر دے اور خود اپنی غفلت اور بے پروائی سے توبہ
کرے تو اس کی امامت درست ہو سکتی ہے (۲)

(۲) جب کہ اماموں کے ذمہ یہ سب کام نمازیوں نے نوٹ کر رکھے ہیں اور خود ہی امام کو ایک ایک روٹی روزانہ
گھر پہنچا کر دیتے ہیں حتیٰ ما مہم نہ تو تنخواہ مقرر کرتے ہیں اور نہ مردہ شوئی اور نکاح خوانی کے لئے دوسرے
آدمی مقرر کرتے ہیں اور نہ عزت و احترام سے اس کو کھانا پینچاتے ہیں تو پھر ان کو یہ سوال کرنے کا حق کیسے ہوا
کہ آیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں بحال ان حالات میں تو یہ سوال کیا جائے گا کہ کیا اس امام کے سوا
کوئی امام ایسا بھی ہے جو ان کاموں سے مستثنیٰ ہو اور عزت سے اس کو کھانا اس کے گھر پہنچایا جاتا ہو یا اس کی
تنخواہ اتنی مقرر کر دی گئی ہو کہ وہ گھر سے روٹی لانے کا محتاج نہ رہا ہو اگر کوئی ایسا کام مل سکتا ہو تو یہ شخص
سابق الذکر امام کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔

محمد کنیت اللہ کان اللہ

(۱) یزید پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) خود کو یزید جیسا کہنے والے کی امامت

(۳) حضرت حسینؑ کی طرف منسوب ایک روایت

(سوال) (۱) یزید پر لعنت کرنا جائز ہے کہ نہیں؟ (۲) زید کہتا ہے کہ مجھے یزید سمجھو یا یزید کا بھائی آیا اس کے پیچھے ہم نماز پڑھیں یا نہیں؟ (۳) تم کہتا ہے کہ حضرت امام حسینؑ نے اپنے روال کو بھڑایا جس سے پہلی صف سُنّی کیا یہ روایت صحیح ہے یا نہ؟^۱ المستفتی نمبر ۲۴۶ مولوی محمد عالم (ویجاپور)

یکم ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۰) (۱) یزید نے جو کچھ کیا اپنے لئے کیا اس کا معذہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے ہمارے لئے احتیاط یہ ہے کہ ہم اس کا نام لیں لعنت نہ کریں۔ (۲) اس نے والے کا مطلب کیا ہے اگر یزید کے اعمال کو اچھا قرار دیکر یہ کہتا ہے تو اس کی امامت نہ رہے (۳) یہ روایت صحیح نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

مسائل سے واقف پیشہ ور شخص کی امامت

(سوال) شرائط امامت کیا ہیں؟ تو سب فائدہ میں سے کوئی شیخ وسید سے ہم شریعت میں بوجاہو بہولور شریعت کا ان دونوں سے زیادہ پند ہو عمر عورتیں پردہ کے بموجب شرع شریف کی پوری پابند نہ ہوں لیکن بد چلتی کی شکایت بھی اس کے خاندان میں نہ ہو تو اس کی امامت جائز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۹ ایڈیٹر صاحب (شیخ ساران) ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۴ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۱) اگر کوئی فائدہ دہاؤنی پیشہ ور شخص علوم شریعت اور صلاحیت میں شیخ وسید سے زیادہ ہو تو امامت کا زیادہ مستحق ہے عورتوں کی سب پرانی آمد و شد عید سے متجاوز ہو اور وہ منع نہ کرے تو یہ اس کی امامت میں بہت پیدائش ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

(۱) شافعی مذہب چمپوز کر خفی بننے والے کی اقتداء کا حکم

(۲) شافعی مذہب والے کے پیچھے خفی کی اقتداء

(۳) خفی کی نماز میں شافعی امام کے پیچھے خفی قنوت پڑھیں یا نہیں؟

۱۔ وہی لا یکون لا یکفر وہی لا یخرج عن معنیہ عن علی الکفر بدلیل وان کان فسقا یتصور کبر بد علی شیعہ بخلاف دعوہ اہل حق و خلاف غیر بعض کلمات من والکادس فی جہور الحق و بد المختار باب الرجوع مطلب فی حکم لعن العاصی ۳/ ۴۶ ط سعید

۲۔ لاحق بالامامہ معصیت من غلبہ بحکمہ امتداد لفظ صحۃ و فساد بشرط حناہہ للفواحش الظاہرۃ الخ (المختار باب الامامۃ ۱/ ۵۵۷ ط سعید)

(۳) جماعت اکثر مقتدی حنفی ہیں وہاں امام کس طرح نماز پڑھائے

(سوال) (۱) شافعی مذہب امام نہایت اہم کی کثرت کی وجہ سے جو اس کے مقتدی ہیں اپنا مذہب چھوڑ کر حنفی مذہب اختیار کر سکتے یا نہیں؟ (۲) کیا شافعی مذہب پر رہ کر نماز پڑھانے سے حنفیوں کی نماز نہیں ہوتی جب کہ اکثر مقتدی حنفی امام مذہب ہوں؟ (۳) کیا شافعی امام کے نماز صبح میں دعائے قنوت پڑھنے سے حنفی مقتدیوں کی نماز میں کوئی قباحت آجاتی ہے؟ (۴) جماعت اکثر مقتدی حنفی ہوں تو شافعی امام کو کون امور میں رعایت کرنی چاہیے؟ المستفتی نمبر ۱۰۲۵ امام عبدالصمد صاحب ڈیرین۔ تاناں (جنوبی افریقہ)

۹ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۳۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۲) (۱) بالکل مذہب بدل لینا یعنی مذہب شافعی چھوڑ کر حنفی مذہب اختیار کر لے یہ بھی جائز ہے اور نماز میں حنفی مذہب کی رعایت کر لیا کرے یہ بھی جائز ہے (۲) شافعی امام کے پیچھے حنفیوں کی نماز ہو جاتی ہے۔ (۳) اگر شافعی امام نماز فجر میں قنوت پڑھے تو حنفی خاموش کھڑے رہیں حنفیوں کی نماز میں قباحت نہیں آئے گی مگر وہ زائد ایسا ہونے سے کثرت سے آئیں گے (۴) جو امور کہ حنفیہ کے نزدیک موجب افسوس و غم ہیں موجب کراہت نماز میں اور شوافع کے نزدیک ان کے ترک سے نماز میں فساد یا کراہت نہیں آتی انہیں ترک کر دے۔ محمد کفایت اللہ کاں اللہ لہ

ضرورت کی بناء پر امام اپنا نائب مقرر کر سکتا ہے

(سوال) (۱) جماعت لاہوری و قادیانی کے رشتہ دار اپنے رشتہ دار مرزائیوں کو مسلمان اور مذہب حنفی میں مسلمان تصور کرتے ہیں حالانکہ بروئے شریعت و فتویٰ ہائے علماء دین مرزائی اور ان کے حامی و رشتہ دار اور جوان کو مسلمان جانیں وہ سب خارج از اسلام و کافر ہیں اور یہ بھی ہم کو بخوبی معلوم ہے کہ ان کو مسجد اہل اسلام میں بھی داخل نہ ہونے دیں مگر ہم دیکھ ان کو مسجد میں آنے سے روکنے میں سخت مجبور ہیں اگر روکتے ہیں تو وہ آمادہ فساد ہوتے ہیں اور مسجد میں جنگ و جدال کی فوج ہو جاتی ہے اب جماعت مرزائی کے رشتہ دار ہماری مسجد میں آتے ہیں اور جس دن سے وہ وضو کرتے ہیں اور مسجد میں جن گھڑوں سے ہم پانی پیتے ہیں وہ بھی پیتے ہیں اور ہماری جماعت نماز میں شریک نہیں ہوتے جو کہ مؤذن مسجد پڑھاتا ہے اور ان کی ضد یہ ہے کہ اگر امام صاحب معین جماعت نہ لائیں گے تو ہم بھی شریک جماعت ہوں گے کیونکہ ہمارا چندہ مشترک ہے

(۱) ولو ان رجلاً من مدینہ حیدرہ و صحبہ کان محموداً محوراً الخ (رد المحتار) باب التعزیر مطلب ص ۸۰۴ طبع سعید کیمی

(۲) وأما الإفتاء بالمحالف فی تنوع کثافتی فحور عالم یعلم ما بعد الصلاة علی اعتقاد المقدی علی الإجماع (رد المحتار) باب الإمامة مطلب فی الإفتاء بالناسفی ۵۶۳/۱ طبع سعید

(۳) وضح الإفتاء فیہ بالناسفی علی الأصل الخ وری لیسود نفوس الوتر لا الفخر مسح بل یقف ما کتا علی الأظهر الخ (الدر المحتار) باب الوتر والوفاء ۹۲ طبع سعید

ہے (یہ چندہ اس وقت کا ہے جب کہ یہ اہل سنت و اجماعت شمار کئے جاتے تھے) ایسی صورت میں اگر یہ لوگ ہماری جماعت فرض و واجب میں شامل ہو جائیں اور ہم ان کو علیحدہ کرنے کی طاقت نہ رکھیں تو نماز سب کی درست ہو جائے گی یا نہیں اور امام کی امامت کو اپنی درست ہے یا نہیں

(۲) جو لوگ باوجود واقف ہونے اس امر کے کہ ان کا مسجد میں آنا زور شرعی منع ہے اور وہ لوگ جو کسی خوف کے مسجد میں آتے نہ رہیں یہ وہی وہی جو حافظہ و رشتہ داری کے چشم پوشی کریں تو ایسے لوگ نماز کسی جرم شرعی کے مرتکب ہیں یا نہیں

(۳) امام معین مسجد نے فتویٰ علماء اہل اسلام کہ متعلق قادیانیوں کے جاری تھے مسجد میں محلہ والوں کو سنائے اور یہ کہا کہ قادیانیوں کے رشتہ داران جو ان کے ساتھ شامل ہیں وہ ہماری جماعت نماز میں شریک ہوں گے تو میں نماز نہیں پڑھاؤں گا جن کو سن کر اہل محلہ نے مرزائیوں کے رشتہ داروں سے باوجود سمجھائے اور ان کا کہنا نہ ماننے کے قطع تعلق ان سے کر دیا اسی وجہ سے مرزائیوں کے رشتہ دار امام صاحب ہی کے مخالف ہو گئے اور وہ چاہتے ہیں کہ امام معین کسی طرح امامت سے جدا ہو جائیں اس واسطے جب امام صاحب جماعت کراتے ہیں تو حذایہ وک شامل جماعت نماز ہوتے ہیں جیسا کہ سوال نمبر ۱۷۱ واضح ہے اور اگر نائب امام جو مؤذن بھی ہے وہ جماعت کرائے یا دیگر شخص جماعت کرائے تو وہ شریک جماعت نماز نہیں ہوتے اس سے صاف عیاں ہے کہ ذاتی نقصان تنخواہ کا امام کو پہنچا ہے ہم اہل محلہ نے امام صاحب کو نہ امامت سے علیحدہ کیا ہے نہ انہوں نے استعفاء دیا ہے بعد ہر نماز میں امام صاحب حاضر رہتے ہیں لیکن وہ چاہتے ہیں کہ ہم لوگ نائب امام صاحب سے جماعت کراتے ہیں ایسی صورت میں مسجد فتنہ سے تنخواہ امام صاحب کو دینی اور امام صاحب کو لینی درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۴۱ عبدالرحمن صاحب (چاندنی چوک)

۵ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۳ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۳) قادیانی فتنہ بہت زیادہ مضر اور مسلمانوں کی دینی اور اخلاقی بلکہ سیاسی حالت کے لئے بھی تباہ کن ہے اگر مسلمان ان سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے ان کے ساتھ تعلقات نہ رکھیں تو اس میں وہ حق بجانب ہیں باقی رہا امام کا معامدہ تو اگر اہل مسجد امام سے کسی شرعی ضرورت کے ماتحت نماز نہ پڑھوائیں تو مضائقہ نہیں اور امام جب تک امام ہے اس کو مسجد فتنہ سے تنخواہ دی جاسکتی ہے جب کہ اس کی نیابت میں دوسرا شخص اہل مسجد کی رضامندی سے اس کا کام انجام دیتا رہتا ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) الاستحلاف حائز مطلق ای سوء کان لضرورة أولا كما يعلم من عبارة مجمع الأبرار (رد المحتار) باب الجمعة مطلب فی جواز استنابة الخطیب ۱۴۲/۲ ط معید

(۲) وهي التسمية عن القبة "اسحق الإمام حلیة فی المسجد" لیوم فیه زمان عینہ لا يستحق الحلیة من اوقاف الإمامة شأن کان الإمام "اکثر نسبة" وهي الحلیة "ان الإمام یحوز استحلافه لا اذن بحلاف القاصی" و علی هذا لا ینکول وظیفہ شاعرة وضح البانہ "کتاب توقف مضی فی العیة" التي يستحق بها القول عن الوظيفة واما يستحق ۱۴۰/۴ ط معید

بیشی کی بدکرداری پر راضی ہونے والے کی امامت

(سوال) شیخ فرید صاحب کاندھلوی نے ایک مجلس بائیس سالہ لڑکی سن ہو گئی کو پچھنے ہوئے سات آٹھ سال ہوئے رشتہ داروں نے امام صاحب بلوچہ کو تعین یافتہ ہونے کے کئی ایک متعینوں کو حیدرہ حوالہ اور چٹان چٹیں کے بجائے بتا کر ٹھکر لویا اور اب تک کسی کے نکاح میں نہ دے کر رکھے ہیں نتیجہ میں اس نامہ لڑکی کے بطن سے ایک لڑکا تولد ہو کر پندرہ دن ہوئے اور اب تک زندہ موجود ہے۔

(۲) مسلمانانِ محکمہ عموماً مصلیانِ مہذبہ بننے پر پوری کوشش کرتے ہیں کہ حنفیت پر کیا معاہدہ ہے جس سے معلوم شخص سے یہ عمل قرار پاتا ہے کھنکھارے کے ساتھ نہیں کیوں نہیں کر دیتے تو امام صاحب جو اب (لوہام پرستی میں عام لوگوں کو جھٹکا کرنے کی نیت سے) فہم دیتے ہیں کہ میری لڑکی تو کچھ جانتی ہی نہیں ہے وہ تو بڑی پارسا ہے اور جو چہ کہ تولد ہوا ہے کسی جائزہ تعقبات سے نہیں ہے بلکہ جیسا کہ نفوذِ باطنیہ پیغمبروں کے گھروں میں (مثلاً مریم و عیسیٰ) پیدا ہونے کی طرح میرے پاس بھی یہ معاملہ قدرتی طور پر ہوا ہے ورنہ حنفی اور ب شری سے یہ بھی کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ من ضرور انفسا و من سینات اعمالنا الخ) میرے پاس ملائکہ اور مولا کا نازل ہوتا رہتے ہیں یہ تو نہ میری پارسی لڑکی بڑی ہی مہذبہ و زائدہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

(۳) اس پر اہل جماعت ناراض ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ معاملہ سراسر جھوٹ ہے نہ قدرتی ہے نہ اور چہ بلا باپ کے پھر ہونی زمانہ نامعین نے امام صاحب کا ذہن اور دھوکہ باز ہیں اور چنانچہ کہ کراچی اور ٹانوانا چاہتے ہیں ایسے کاذب دیوث کے پیچھے نماز پڑھنا من سب نہیں اور نہ پڑھیں گے کیونکہ ہم لوگوں کو کراہت ہے (۵) جناب امام صاحب (پہلے آج آمدنی امامت و ملازمت) کہنے لگے کہ میری لڑکی کے ناجائز چال چلن سے میں قصور وار ہو نہیں سکتا مجھے امامت سے اتار دینا ب انصافی ہے (۶) مذکورہ حالات کے پیش نظر سوائے چند افراد کے جو ان کے بوجہ خواہ اور کم فہم ہیں باقی تمام اہل جماعت امام صاحب سے کراہت کرتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔

المفتی نمبر ۱۱۳۶ حکیم محمد عبداللہ صاحب۔ بلاشاہ صاحب (کشمنا)

۷ جولائی ۱۳۵۵ھ ۲۶ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۴) بیشک امام صاحب کی اس دشمنی کے کہ میری لڑکی پاکیزہ اور پارسا ہے اور میرے پاس نہ تک و مؤکل نازل ہوتا ہے اور یہ پھر ایسا ہی ہے جیسے معاذ اللہ حضرت عیسیٰ پیدا ہونے تھے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس فحشہ کو جو لڑکی سے سرزد ہوئی نہ صرف جائز سمجھتے ہیں بلکہ اس کو قابلِ تحسین قرار دیتے ہیں اور یہ بات اتنی خطرناک ہے کہ اس میں زوالِ ایمان کا قوی خطرہ ہے یہ ضرور ہے کہ لڑکی کی بد فعلی کا گناہ باپ پر عائد نہیں ہوتا مگر جب باپ اس بد فعلی کو جائز سمجھ اپنی لڑکی کی کراہت تلافی تو وہ خود فاسق اور گناہ گار ہو گیا اور اس کی امامت یقیناً ٹھکر ہو گئی ہے اور جب کہ جماعت کا بڑا حصہ امام سے اس بات پر ناراض ہے تو اس کی ناراضی درست ہے اور ناراضی جماعت کی حالت میں امام کی امامت دوسری وجہ سے بھی مکروہ تحریمی

ہو گی فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) ختم قرآن پر اجرت لینے والے کی امامت

(۲) دم اور تعویذ کی اجرت لینا جائز ہے

(سوال) (۱) حافظ قرآن کو کسی میت کے واسطے پڑھنے کے لئے اجرت بیشتر سے ملے کر ناجائز ہے یا ناجائز ہے نماز اس حافظ کے پیچھے ہو سکتی ہے یا نہیں؟ (۲) حافظ قرآن کو شیطان یا جن یا ملیت کے واسطے دم کرنا اور اس سے اجرت ملے کر لینا بیشتر ہے کہ ہمتاقلیس ہے تب چھین گے جائز ہے یا ناجائز؟ ایسے شخص کی امامت میں نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۷۳۷۷ عبد رزاق صاحب (مطلع میدنی پور)

۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۵) (۱) ایصال ثواب کے لئے قرآن مجید پڑھنے کی اجرت ملے کر کے لینا ناجائز ہے (۲) دم کرنے یعنی علاج کی اجرت یعنی ملے کر پڑھنا جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

امام سے عمامہ باندھ کر نماز پڑھانے کا مطالبہ درست نہیں

(سوال) نماز کی حالت میں دوپٹہ باندھنا افضل ہے یا ضروری ہے؟

المستفتی نمبر ۱۸۶۱ قادری صاحب مدظلہ العالی پوری دہلی۔ ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ

۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۶) عمامہ کے ساتھ نماز افضل ہے اور اس میں ثواب زیادہ ہے لیکن بغیر عمامہ کے نماز پڑھنا یا نماز پڑھانا بھی جائز ہے یعنی اس میں کوئی کراہت نہیں حضور ﷺ کے عمامہ باندھنے کے متعلق حادثہ یا عبادۃ کا سوال بیکار ہے کیونکہ عمامہ کی فضیلت اور زیادتی اجرت نماز مع اعمامہ میں کلام نہیں ہو سکتا لوگوں کا انکار اگر اس پر ہے کہ ترک عمامہ کو حرمہ سمجھتے ہیں تو غلط ہے اور آخر تحصیل فضیلت کے لئے ہے تو مضائقہ نہیں عمر اس کے لئے۔ زم ہے کہ ترک عمامہ پر لہم کو برکت نہیں اور نہ اس کو مجبور کریں کہ ضرور عمامہ

(۱) قال فی السیر و شرحہ "ولو اد قوم وھم لہ کارھون ان لکراۃ لفساد فیہ او لانھم احسن بالامامۃ مہ

کرہ نہ دلت تحریمًا لحدیث ابی داؤد لا یقبل ۱۰ صلاۃ من یقدم قومًا وھم لہ کارھون" (باب الإمامۃ ۱۰ ص ۵۵۹ ط سعید)

(۲) ولا یصح الا سحار علی القراء واعدانہا الی المسبب لانه لم یقبل علی احد من الائمة فی دلت وقد دل العلماء "ان القراء اذ قرأ لاحل المال فلا ثواب لہ فی شئ یبدیہ الی المسبب ورد المحتار" باب الإحارۃ الفاسدہ ۵۷/۶ ط سعید

(۳) قال النووی "قوله صلی اللہ علیہ وسلم 'حدو سبھ واضربوا لی سبھ معکم' هذا نصریح بحوار أحد الاحرة علی الرقیۃ بالفساد واندکروا سبھ حلال لا کراہۃ فیہا و معہا ابو حنیفۃ فی تعلیم القرآن و آخر ما فی الرقیۃ (شرح اللہ وی علی مسلم باب حوار أحد الاحرة علی الرقیۃ بالقرآن ۳ ۲۲۴ ط قدیمی کتب خانہ)

باندھے امام کو بھی تحصیلِ فقیہیت کے لئے قدمہ باندھ کر نماز پڑھانے میں اعتراض نہ ہونا چاہیے اور یہاں جواز کے لئے کبھی بلاِ امامہ نماز پڑھاوے تو یہاں کو اعتراض نہ کرنا چاہیے (۱) فقط۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

امام کی اجازت کے بغیر دوسرے شخص کو امامت کا حق نہیں

(سوال) ایک شخص مجددہ قانون کو پیروی بدولت اجازت امام جی خود بخود بطور حکومت امامت کرتا ہے کچھ لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور کچھ نہیں پڑھتے آیا یہ شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۳۷۷ رکت حق صاحب (ریاست پکڑ تھلہ) ۱۶ شوال ۱۳۵۵ھ ۳۱ ستمبر ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۰۷) جب کسی مسجد میں امام مقرر ہو اور اس کی اجازت کے بغیر کوئی دوسرا امامت کرے تو اس کے لئے یہ امامت مکروہ ہے اور وہ بغیر اجازت امام جی امامت کرنے میں گناہ گار ہو گا اس کے پیچھے نماز بحراہت ہوگی (۲) فقط
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا ناجائز ہے

(سوال) کسی صاحبِ علم کو مدعا باندھنے کے عوض ترکی ٹوپی پہننے کی عادت ہے اب اگر وہ صاحبِ ٹوپی کے ساتھ نماز بیگانہ میں جماعت کی امامت کریں تو اس ٹوپی سے نماز جائز ہوگی یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۲۸۳ محمد کھوڑو خاں صاحب ضلع دھارواڑ
(جواب ۱۰۸) ٹوپی یا ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا یا پڑھنا جائز ہے ترکی ٹوپی پہن کر امامت کرنا مفید نماز نہیں ہے۔ (۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

بدعاتِ شنیعہ کے مرتکب کی امامت کا حکم

(سوال) جو شخص دائمی طور پر بدعاتِ شنیعہ کا مرتکب ہو اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۲۸۳ محمد کھوڑو خاں صاحب۔ ضلع دھارواڑ۔ ۱۹ شوال ۱۳۵۵ھ ۳ جنوری ۱۹۳۷ء

(۱) وقد ذکرنا أن المصنوع أن يقضي في قبض وارادو عمامة ولا يكره الا كساء بالقلنسوة ولا عيرة لما اشهر به العوام من كراهة ذلك الخ (عمدة الرعية على هامش شرح الوقاية كتاب الصلوٰۃ ۱/ ۱۶۹ طبع سعيد كمپنی)
(۲) واعلم أن صاحب الثبوت وفتاى امام المسند الرباب: أولى بالإمامة من غيره مطلقاً الخ ولو لم قوماً وهم له كارهون الخ الكراهة لفساد فيه ولا يهمل حتى نالاً امامه منه كره له ذلك تحريماً الخ (الدر المختار باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ طبع سعيد كمپنی)
(۳) وقد ذكرنا أن المصنوع أن يقضي في قبض وارادو عمامة ولا يكره الا كساء بالقلنسوة ولا عيرة بما اشهر به العوام من كراهة ذلك الخ (عمدة الرعية على هامش شرح الوقاية ۱/ ۱۶۹ طبع سعيد)

(جواب ۱۰۹) بدعات شیعہ کے مرتکب کی امامت مکروہ ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

نیک اور صالح ولد الزنا کی امامت کا حکم

(سوال) رنڈی زادہ قرآن کا حافظ ہے ایسی صورت میں اس کے پیچھے ترویع پڑھ سکتے ہیں یا نہیں اور علاوہ ازیں اس کے پیچھے بیوقتہ نماز فرائض پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۹۱ محمد مصطفیٰ صاحب (بے پور شاہ پور) ۲۳ شوال ۱۳۵۵ھ ۷ جنوری ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۱۰) اگر رنڈی زادہ نیک اور صالح ہو اور اس کے اعمال و افعال میں کوئی بات قبل اعتراف نہ ہو صرف رنڈی کا لڑکا بنی باعث تامل ہو تو اس کی امامت فرائض اور ترویع میں جائز ہے اور رنڈی کا لڑکا ہونا معتبر نہیں (۱۰) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

ڈاڑھی منڈانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

(سوال) جو شخص ہمیشہ کے لئے ڈاڑھی صاف کرتا رہتا ہے اور ڈاڑھی رکھتا نہیں اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۸۷۷ شیخ اعظم شیخ معظم ملا جی صاحب (مغربی خاندیش)

۷۲ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ المارچ ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۱) ڈاڑھی منڈانے والی کی امامت مکروہ ہے ہاں اگر سب مقتدی بھی ڈاڑھی منڈے ہوں تو ڈاڑھی منڈانے والا نہیں جائے (۱۰) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

بدکردار امام کو معزول کرنا جائز ہے

(سوال) ایک مسجد کے امام کے متعلق بعض نمازیان مسجد کو یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ وہ اپنے شاگردوں اور بچوں سے بد اخلاقی سے پیش آتے ہیں اور وہ بد اخلاقی اس قسم کی ہے کہ جس کا اظہار ایک مسلمان کے لئے امام کے متعلق زیبا نہیں ہے اس لئے دریافت طلب امر یہ ہے کہ جو امام افعال قبیحہ کا مرتکب ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اگر امام کی بد افعالی کا ثبوت بہم پہنچ جائے تو متوہان مسجد کو امام کا علیحدہ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۳۸۴ انواب حسین صاحب باغی اچھے قی باڑہ ہندو رتھ دہلی

(۱) ویکرہ امامۃ عبد و اعرابی و فسق و متدع الح (التصویر و باب الامامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

(۲) قال فی السویر " ویکرہ امامۃ عبد و ولد الزنا " الح و فی الشامیہ " لکن ما بحث فی المعر صرح بہ فی الاختیار حیث قال " ولو عدمت ای علتہ الکراہۃ بان کان الاعرابی الفصل من الحصری و العبد من الحر و ولد الزنا من ولد الرشدة او الاعمی من الصبر فالحکم بالصد " الح (باب الإمامة ۱/ ۵۶۰ ط سعید کمپی)

(۳) قال فی السویر " ویکرہ امامۃ عبد و عربی و فسق " الح و فی الشامیہ و اما العاسق فقد عللوا کراہۃ تقدیمہ بأنه لا یہتمہ لأمر دینہ و بان فی تدبیرہ للإمامۃ تعظیہ وقد وجب علیہم اعانتہ شرعاً الح (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

(جواب ۱۱۲) اگر امام کی بد فعلی کا ثبوت بحکم پہنچ جائے تو متولی کو لازم ہے کہ ایسے امام کو امامت سے علیحدہ کرے۔ کیونکہ ایسے بد فعل امام کی امامت مکروہ تحریمی ہے (۱)۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ۸ مارچ ۱۹۳۷ء ۳ محرم ۱۳۵۶ء

جو عالم حافظ و قاری ہو وہ زیادہ حقدار ہے

(سوال ۱) (۱) زید صرف حافظ قرآن شریف و نو عمر ہے مگر مسائل سے باکل ناواقف ہے یہاں تک کہ ارکان و شرائط و مفصلات نماز و نوافل و وضو تک کا بھی علم نہیں ہے اور بحر مولوی قاری مفتی و املاط خوش احسان رسیدہ ہے اب شہابی مسجد کے لئے جس کے مقتدی مام و صوفیاء و حفاظ و عوام مسئلہ وال ہوں کس کو امام مقرر کرنا چاہیے (۲) مام و صوفیاء و حفاظ و غیر ہم کی نماز زید مذکور کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۶۵ معین الدین احمد صاحب (آرہ شاہ قباد) ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۵ مئی ۱۹۳۷ء (جواب ۱۱۳) خبر ہے کہ امامت کے لئے مقرر کرنے کے لائق بحر ہے جو مولوی حافظ و قاری مفتی ہے زید سے وہ احق و اقدم ہے زید کے پیچھے نماز تو علم حافظ و صوفی سب کی صحیح ہو جائے گی بشرطیکہ اس سے کوئی ایسی بات سرزد نہ ہو جو نماز کو فسد دیتی ہے کہ ایسی حالت میں کسی کی نماز بھی نہ ہوگی (۱)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

زیادہ عمر والے مفتی عالم کو امام بنانا افضل ہے

(سوال ۱) (۱) شرکی ایسی جامع مسجد کہ جس میں ہر طبقہ کے لوگ علماء کرام و صوفیاء عظام و غیرہ نماز پڑھتے ہوں ایسی مسجد میں امام کس طرح کا مقرر کرنا چاہیے (۲) زید مولوی حافظ مفتی ۳۵-۳۶ برس کا بحر صرف حافظ ۱۸-۱۹ برس کا مسئلہ ضروریہ وضو و نماز سے ناواقف۔ ان دونوں میں ازروئے شرع شریف مستحق امامت کون ہے (۳) اگر عمرہ ان یا مصلدین مسجد زید موصوف کے رہتے ہوئے بلا مذکر شرعی بحر موصوف کو امام مقرر کریں تو عمرہ ان کا یہ فعل مذموم مکروہ ہو گا یا نہیں اور ایسی صورت میں مسئلہ ضروریہ سے واقف بحر کے پیچھے نماز پڑھنے سے پرہیز کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۷۳ محمد عبدالرحمن صاحب (آرہ) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۶ جولائی ۱۹۳۷ء (جواب ۱۱۴) ظاہر ہے کہ عالم مفتی اور زیدہ عمر والا زیادہ مستحق ہے لیکن اگر بحر کا کوئی اور استحقاق ہے مثلاً

(۱) قال فی التوبیر "و بکرہ امامۃ عبد و عراسی و فاسق" الحج (باب الإمامۃ ۱/ ۵۵۹ ط سعید) و فی الشامیۃ بل مشی فی شرح المبیۃ الکرامۃ بقدمہ کراہۃ تحریر "باب الإمامۃ ۱/ ۵۶۰ ط سعید"

(۲) والأحق بالامامۃ تقدیماً بل نصب الأصحاب حکام الصلوة الحج لہ الأحسن ثلاثۃ و نحوہا للقرآن لہ الأورج ہی الأكثر انقاء للشہادات الحج (الدر المختار باب الإمامۃ ۱/ ۵۵۷ ط سعید)

امہ سابق کا وہ پنا ہے تو اس کو امامت کے لئے مقرر کرنا اور اس کا نائب نماز پڑھانے کے لئے متعین کر کے بحر
کی تعمیم کا انتظام کر دینا جائز ہے، ۱ محمد کثایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

اختلاف کے وقت اکثریت رائے سے امام مقرر کیا جائے
(سوال) (۱) مصلیوں کی رائے امام مقرر کرنے میں کس وقت لی جائے گی (۲) مسجد کے مال وقف سے
چیش امام کے ورثہ کو وظیفہ دینا پرورش یا تعمیم کے واسطے (بوجودیکہ واقف نے وقف نامہ میں اس کا کچھ نہ لکھا
نہ کیا ہو) جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۵۷۳ محمد مہدیا خاندان صاحب (آئندہ)

۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۶ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۵) اگر متولیوں کا اختلاف ہو تو پھر نمازیوں کی رائے سے امام مقرر کرنا منسب ہے۔ اگر
واقف نے تصریح نہ کی ہو اور متولیان سابق کا طرز عمل بھی ثابت نہ ہو تو پرورش یا تعمیم کے لئے وظیفہ وقف
کی آمدنی میں سے نہ دیا جائے، ۲ محمد کثایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

ڈاڑھی منڈے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

(سوال) ڈاڑھی منڈا والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جلال الدین صاحب
(ضلع حصار پنجاب) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۱۶) ڈاڑھی منڈا والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے (۱) محمد کثایت اللہ کان اللہ لاہ

زبردستی امام بنانا درست نہیں

(سوال) زید ایک مسجد میں امامت کرتا ہے جماعت کثیر اس کی اقتدا سے نفرت کرتی ہے مگر زید کسی
صورت میں بھی عہدہ امامت سے معزول ہونے کو پسند نہیں کرتا بلکہ اس کا دعویٰ ہے کہ امامت و قضاء
اس کا خاندانی پیشہ ہے وہ اپنے اس خاندانی حق سے دستبردار ہونا نہیں چاہتا، نیکہ شہر میں چند افراد کے سوا
جماعت کثیر اس دعویٰ امامت کی سخت مخالف ہے زید نے اپنی مدد کے لئے اپنے خویش و اقارب کی ایک الگ
جماعت بنی ہے اس لئے مسجد میں نقض امن کا خطر پیدا ہونے کے باعث سرکار کی جانب سے تقریباً تین

(۱) والا حق بالامامة . ثم الاسن الح (ایضاً صفحہ گزشتہ حاشیہ ۲)

(۲) قل فی الدر المحذر "والجواب علی الفہم قد احتلفوا اعترافاً کثیراً" باب الإمامة ۱ ۵۵۹ ط سعید

(۳) شرط الواقف کھنڈ الشارح ای فی المفہوم والدلالة ووجوب العمل بہ (۱) الدر المحذر کتاب الوقف
۴/۴۳ ط سعید کمپنی

(۴) فان فی سوبر "وبكره" امامة عبد واعمری و حسن الح (۱) باب الإمامة ۱ ۵۵۹ ط سعید، وفان فی الدر
المحذر "ولا بأس بشف الشب واحد" کف النجیہ ولسة فیہا القصة ولما يحرم علی الرجل قطع لحیہ
(کتاب الحصر والإباحة فصل فی البیع ۶/۷ ط سعید)

سات ماہ سے مسجد متقل کر دی گئی ہے، ہذا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ :

(۱) کیا زید کا دعویٰ امامت حق بجانب ہے جب کہ جماعت کثیر اس کے اس دعویٰ امامت سے سخت نفرت؛
اظہار کرتی ہے (۲) کیا اسلامی شریعت کی رو سے زید کا اسی طرح اپنی خاندانی امامت و قضاء کا حق جتنا
جائز ہے جب کہ مدعی اس کی اہلیت بھی نہ رکھتا ہو (۳) اب صورت مصدرہ میں اسلامی نقطہ نظر سے سرکار
والی مسجد (جو سرکار اور مسلمانان شہر کے مشترکہ سرمایہ سے تیار کی گئی ہے) کس کے حوالے کرنی چاہیے؟
زید کے حوالے یا جماعت کے (۴) خاندانی امامت و قضاء کا دعویٰ کرنا شریعت اسلامیہ کی نظر میں کبر
حیثیت رکھتا ہے چونکہ زید کا دعویٰ ہے کہ امامت و قضاء اس کا خاندانی حق ہے لہذا سرکار والی مسجد زید کے
حوالے کر دی جائے؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۸ امر زامحمد علی بیگ (ضلع میسور)

۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۷) امامت میں اہلیت اور لیاقت درکار ہے اگر اہلیت موجود ہو اور جماعت راضی ہو تو خاندانی
استحقاق موجب ترجیح ہو سکتا ہے لیکن اگر اہلیت نہ ہو اور جماعت راضی نہ ہو اور ان کے راضی نہ ہونے کی وجہ
معتقول ہو یعنی امام اہلیت نہ رکھتا ہو اور پھر نہ دستی امامت کرے تو ایسے امام کے حق میں جو حدیث شریفہ
وارد ہوئی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ لعن رسول اللہ ﷺ ثلثہ رجل ام قوماً وہم لہ کارہون الحدیث
(ترمذی) (۱) یعنی رسول اللہ ﷺ نے تین شخصوں پر لعنت فرمائی ہے (ان میں ایک وہ ہے) جو کسی جماعت کو
امام بن پیٹھے حالانکہ جماعت اس سے ناخوش ہے یہی حکم قضاء کا ہے کہ اس کے لئے بھی اہلیت شرط ہے
پس نااہل کا یہ دعویٰ کہ امامت و قضاء میرا خاندانی حق ہے باطل اور ناقابل قبول ہے (۲) محمد کفایت اللہ
کان اللہ ولی

چوری کی سزا کاٹنے والے کی امامت

(سوال) ایک شخص حافظ ہے اور اس نے چوری کی اور سزا بھی کاٹی اور اب امامت کرنا چاہتے ہیں کیا ان کے
پیچھے نماز ہو جائے گی یا نہیں؟
المستفتی عزیز احمد مدرس کتب عبداللہ پور (میرٹھ)
(جواب ۱۱۸) اس شخص کی امامت مکروہ ہے ہاں جب وہ نیک ہو جائے اور لوگوں کو اس پر اکتفا
ہو جائے تو پھر امامت میں مضائقہ نہ ہوگا (۲)

(۱) (باب من ام قوماً وہم لہ کارہون ۸۳/۱ ط سعید کمپنی)

(۲) قال فی التوبیر و شرحہ "ولو ام قوماً وہم لہ کارہون ان الکراۃ لفساد فیہ اولاہم احق بالامامۃ مہ کرہ
لہ دلائل تحریماً لحدیث نبی صود لا یقبل اللہ صلوة من تقدمہ قوماً وہم لہ کارہون" (باب الإمامة ۵۵۹ ط
سعید)

(۳) قال فی التوبیر "وبکرہ امامۃ عبد وأنعمانی وفاسق" (باب الإمامة ۵۵۹ ط سعید) (الثانی من
الذنب کمن لا ذنب لہ (ابن ماجہ : باب ذکر التوبة ۳۱۳ قدیمی کتب خانہ کراچی)

نبی کریمؐ کی امامت کا حکم

(سوال) نبی کریمؐ کی امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ المفتی مولوی محمد رفیع صاحب دہلوی
جواب (۱۱۹) نبی کریمؐ کی امامت کر سکتا ہے نبیوں کی جماعت نبی کریمؐ کے پیچھے ہو جائے گی
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

عقی کی امامت مکروہ ہے

(سوال) بدعتی امام کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

مستفتی نمبر ۱۲۵ ملک محمد امین صاحب (چاندھر) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء
جواب (۱۲۰) بدعتی امام کی امامت مکروہ ہے۔ ویکرہ امامۃ عبد و اعرابی و فاسق و اعمی الا ان
کون اعلم القوم و مبتدع ای صاحب بدعة (در مختار) ۱۲ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

مرد کی امامت جائز ہے

(سوال) ایک شخص فطرتی نامرد ہو یعنی قوت مردی سے فطرۃ محروم ہو نیز اس کے چلنے اٹھنے پھرنے پر لے
ن بھی عورتوں سے مشابہت ہو کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز کی اقتدا صحیح ہوگی اور کیا ایسے شخص کو امام بنانا
صحیح ہوگا۔ المفتی قاضی عبدالحمید صاحب امام مسجد جامع کرلا (ممبئی)

جواب (۱۲۱) عین کا نکاح صحیح ہو جاتا ہے خواہ مار زو عین ہو جب کہ مرد کے اعضاء موجود ہوں اور
نورت کے اعضاء نہ ہوں (بیسے کہ فحش میں دونوں اعضاء ہوتے ہیں) تو وہ مرد ہے اور اس کا نکاح صحیح ہے
نکاح اور یوں چل میں عورتوں کی مشابہت ہو تو یہ بات صحت نکاح کے لئے مانع نہیں ہے ایسے شخص کی
امت بھی درست ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) مسجد کو دھرم شالہ اور امام کو چنڈت کہنے والے کی امامت کا حکم

(۲) غیر محرم کنواری لڑکی رکھنے والے کی امامت

(۳) بلال و چہ امام کو گالیاں دینے والے فاسق ہیں

(سوال) (۱) ایک شرعی احکام کی پابند مسجد جس میں کوئی بھی کام خلاف شریعت نہ ہوتا ہو اور امام مسجد جو کہ

(۱) و قد صرح فی القیۃ " بان اقداء الحثی بمنزلہ فیہ روایت و ان رواية الحوار استحسن لا قیاس " و یلم من
رایۃ الحوار لا تصد صوبہ بمعادۃ مثلہ الخ (رد المحتار) باب الإمامۃ ۱ ۵۷۴ ط سعید

(۲) باب الإمامۃ ۱ ۵۵۹ ط سعید

(۳) من یؤتہ امت نہ کوئی شریک نہ پاتا کوئی خابری اور مایہ شب جس جو عث راہت نہ و فتاوی دار العلوم دیوبند
۱ ۵۶ ط مکتبہ امدادیہ ملتان

نہیں سنت وابتاعت کھلی الذہب شری اور کاپہندہ ہو، کسی شخص جو دوسری مسجد کا امام ہے اس مسجد کو دھرم شریہ اور امام مسجد کو پنڈت کے لقب سے تشبیہ دیتا ہے تو اس کے لئے شریعت کیا حکم دیتی ہے کیا وہ امام مسجد رہنے کے قابل ہے اور اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا جہاز اس کے پیچھے پڑھنا جائز ہے یا نہیں نیز اگر مقتدی سے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

(۲) ایک شخص کسی غیر قومی ستواری جون ٹی کو جس کا والد انتقال کر چکا ہو اپنی زبان سے بیسی کہے کہ تو میری فداں بیسی، مانند میری نظروں میں جتنی وقت ویسی وعدہ میں اسے گھلا کر اس سے زنا کرے اور جب اس کا حمل ظہر ہو تو اسے بذریعہ ایہ کھلو آزمند و دفن کر دے یا بت امام لوگوں پر بیہر ہو تو شرمہ حیا کے لئے اس لڑکی کو گھر سے نکال دے اس شخص مقتدی کے لئے کیا حکم ہے اور امام مسجد اس کام کا خود کر ہو تو اسکے لئے کیا حکم ہے؟ انوں کے ساتھ برکتوں کے لئے نماز پڑھنا یا نماز میں کھڑے ہونے کے بارے میں شریعت کیا حکم دیتی ہے؟

(۳) ان مقتدیوں کے لئے یہ حکم ہے جو پانچوں وقت ایک امام مسجد کے پیچھے نماز پڑھیں اور اعلیٰ اعلیٰ حد سے ہونے کا باعث امام مسجد کو خیر یا بد سے تشبیہ دیں کیا ان کی نماز اس امام مسجد کے پیچھے ہو سکتی ہے اگر نہیں ہو سکتی تو اسے صریح تحریر فرمائیں۔

المسئلی نمبر ۱۸۳۳ مؤلفہ رفیق امام مسجد تحصیل پنڈی ٹمبرپ (ضلع انب)

۲۶ رجب ۱۳۵۶ھ ۱۲ ستمبر ۱۹۳۷ء

(حواص ۱۶۲) (۱) کسی مسجد کو دھرم مشرک اور امام مسجد پنڈت سنا کذب اور موجب قریب واریا نے واریف حق اور مستحق توبہ کر کے واریا ہے تو جب تک وہ توبہ نہ کرے اور جس کو پنڈت سنا ہے اس سے معافی نہ مانے اس کی اہمیت ضرور ہے۔

(۲) یہ بات واقعی سزا دہنی ہے اور ثبوت ہو جائے اور نہ ہو امام ہو تو یہ فسق اس کی اہمیت ضرور ہے اور جب تک توبہ نہ کرے اس کا امام نہ ہونا چاہئے اور نہ اس سے تعلقات اسلام یہ رکتے چاہیں اور امام نہیں ہے تو اس سے جتنی برائیاں تعلق کرے جیسے چاہیں تاوقتیکہ توبہ نہ کرے اس سے تعلقات قنعمہ نہ چاہیں۔

(۳) دوم خذریہ میں کتاب المسلمہ فسوق میں داخل ہے اور ان کو فاسق نہ مانے کے بارے میں حرات دینی کے مفسرین و مفسرین نے یہ نہ مانا کہ جو فاسق مسلمانوں کے حق میں بھی نہیں کہے جاتے ہیں۔

۱ کتاب المسلمہ فسوق و فساد کفر (صحیح مسلم) باب قول النبی ﷺ : کتاب المسلمہ فسوق و فساد کفر ۵۸۱ ط قدیمی کتب حدیث کبریٰ

(۲) قال فی التبیان : "ویکفر من عبد و عری و فاسق الخ" (باب الامامة ۵۵۹، ۱ ط سعید کتب) (الثالث من الذب کتب لا ذنب له) (ابن ماجہ) باب ذکر النبوة ۳۹۳ ط قدیمی کتب حدیث کبریٰ

اشد، رہے کہ کافق ہے مگر ان لوگوں کی نماز اس لحاظ سے پیچھے ہو جاتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

شراب پینے اور خشکی ڈالڑھی رکھنے والے کی امامت

(سوال) ایک شخص ہمیشہ شراب پیتا ہے اور اس کی ڈالڑھی خشکی ہے اور نعتہ پچانے والا اب اس کے پیچھے نماز پڑھتی جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۰۶ شیخ سندر صاحب نائب کو تو ال

۱۷ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۳) شراب پینے والے اور ڈالڑھی خشکی رکھنے والے کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے کسی نیک شخص کو امام بنانا چاہیے۔ فقط (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

میت کو غسل دینے والے کی امامت

(سوال) امام مسجد مردہ کو غسل فی سبیل اللہ دے کر اجرت نہ لے لے تو نماز امام کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۱۱ محمد بن سبیل امام مسجد فتن آباد (بیہولپور)

۱۷ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۴) جو امام کہ بلا اجرت میت کو غسل دے تا ہے اس کی امامت جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

سود کی کاروباری کرنے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

(سوال) ایک شخص حافظ ہے اور وہ بیچ مینی سود وغیرہ کا کاروبار کرتا ہے اور مسجد میں کھڑے ہو کر قرآن شریف سنتا ہے کیا اسے شخص کے پیچھے نماز تلوٹ جائز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۵۳ عبید اللہ صراف (فیروزپور ش) ۲۳ شعبان ۱۳۵۶ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۵) سود کا کاروبار کرنے والوں کے پیچھے نماز تلوٹ وغیرہ تو ہو جائے گی لیکن مکروہ ہوگی لہذا اس کے پیچھے قرآن شریف سننے سے منع نہیں و افضل ہے ہاں اگر سود کے لین دین سے توبہ کر لے گا تو اس کے پیچھے غیر قرابت کے نماز پڑھتی جائز ہو جائے گی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

۱. وکذا بکروہ حلف امر ذو سفہ و مقلو ح و ابرص شاع و رصہ و شارب النحر الخ (الدر المختار) باب الامامہ ۵۶۲ ط سعد

۲. و لا یصلح ان یصلح المیت یحذر ان ینحی العسل الاخر حذر ان کان ثمة عبیرہ والا لا الخ (الدر المختار) باب صلاۃ الحاضر ۱۹۹ ط سعد

۳. وکذا بکروہ حلف امر ذی لرب و غیر الخ (الدر المختار) باب الامامہ ۵۵۹ ط سعید (عن عبداللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اصاب کس لا یزب لہ) (اس ماحدہ باب ذکر التوبۃ ۳۱۳ ط قدیمی کتب حادہ کراچی)

جس کی بیوی کسی اور کے پاس گئی اس کی امامت

(سوال) ایک امام ہے اس کی بیوی اپنے باپ کے یہاں گئی تھی باپ کے گھر سے کسی دوسرے آدمی کے ساتھ چلی گئی وہاں تک اس اجنبی آدمی کے پاس رہی اب وہ عورت مذکورہ اپنے باپ کی کوشش سے امام صاحب کے یہاں واپس آئی اب جناب کی خدمت میں یہ گزارش ہے کہ اس امام صاحب کے پیچھے قوم کی نماز درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۸۸ مووی محمد سعید صاحب (ضلع روہنگ)

یکم رمضان ۱۳۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۶) ہاں امام کی اس میں خطہ نہیں اس کی امامت ناجائز نہیں ہوئی (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

(۱) بد چلن بیوی رکھنے والے کی امامت

(۲) ولد الزنا کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) ایک شخص نے لڑائی کی زوجہ بد روش ہے اور ایک دوسرے مرد سے جو اہل بنو ہے اس کا تعقیق ہو گیا ہے اور اس سے فعل بد سرزد ہوتا ہے اور اس فعل سے اس کا خاندان آگاہ ہے یا اگر اس کا خاندان واقفیت رکھتا ہے دوسرے لوگ اس کے فعل سے آگاہ ہیں تو ایسی حالت میں اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) حرامی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۸۶ بیمار خان صاحب

یکم رمضان ۱۳۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۷) خوند اُسر اس فعل بد سے آگاہ ہو اور عورت کو روکے نہیں تو وہ قابل گرفت ہو گا اور اس کی امامت مکروہ ہوئی ورنہ نہیں، (۲) اگر وہ پڑھتا ہو اور جماعت میں سب سے بہتر اعمال اور علم رکھتا ہو تو اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

نیک اور صالح ولد الزنا کی اقتداء کا حکم

(سوال) ایک حافظ صاحب ہیں جو خوش احسان صومہ و صلوٰۃ کے پابند اور خلیق بھی ہیں قرآن شریف خوب پڑھتے ہیں لیکن ولد الزنا ہیں یعنی ایک طوائف کے لڑکے ہیں کیا ان کو امام بنایا جاسکتا ہے اور ان کے پیچھے نماز

۱. ولا یروروا زرقہ و زرقہ الیہ (سورۃ طہ آیت ۱۸)

۲. قل فی التورۃ بکرۃ امامۃ عہد و اعراسی و فاسق الحج و فی التامیۃ علی شریح المصیۃ علی ان کراہۃ تقدیمہ کراہۃ تحریم (باب الامامۃ ۱. ۵۵۹. ۵۶۰ ط سعید)

(۳) فی السورۃ بکرۃ امامۃ عہد و ولد الزنا الحج و لو خدمت ای عہۃ الکراہۃ مان کان الاعرابی الفصل من لحصری و لعد من الحر و ولد لرب من ولد لربہ و لاعلمی من الصبر و لحکم مالمعد (رد المحتار باب الامامۃ ۵۶۰/۱ ط سعید)

فرض اور ترویج پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۹۳ محمد حسین تمباکو فروش (ستنا)

۲ رمضان ۱۳۵۶ھ ۷ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶۸) اگر یہ حافظ صاحب صاع اور نیک اور معاشرت کے لحاظ سے محفوظ ہیں تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے ورنہ الزام ہوتا یہی صورت میں موجب کراہت نہیں، محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

امام کی اجازت کے بغیر نماز نہیں پڑھانی چاہیے

(سوال) جس مسجد میں امام مقرر رہے اس میں بلا اجازت امام مقررہ کے اگر کسی شخص نے موجودگی امام مقررہ نماز پڑھانی امام مقررہ مقتدی ہو تو نماز کل جماعت کی ہوئی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۱۵ ظفر یار خاں صاحب (برہ دینی) ۱۰ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۵ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶۹) نماز تو ہو گئی مگر امام معین سے اجازت لئے بغیر نماز پڑھانا نہیں چاہیے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

مسائل سے ناواقف اور جھوٹ بولنے والے حافظ کی امامت کا حکم

(سوال) زید ایک مسجد کا امام ہے اور حافظ ہے لیکن نماز کے مسائل ضروریہ سے اچھی طرح واقف نہیں ہے جھوٹ بولنے سے پرہیز نہیں آمدنی میں حلال و حرام جائز و ناجائز کا خیال نہیں ایسے شخص کو امام مقرر کرنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

المستفتی نمبر ۲۰۲۹ حاجی یحیٰ و محمد مصطفیٰ سلطانپور (لہ دہ) ۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۰) دوسرا اچھا امام جو مسائل سے واقف ہو اور متقی پرہیزگار ہو پیدا کر کے اس کو مقرر کرنا

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

چاہیے (۲)

فاسق کی تعریف اور اس کی امامت کا حکم

(سوال) اگر کوئی شخص بددین و بدعقیدہ صحیح رکھنے کے تارک ارکان اسلام ہو تو کیا روئے شریعت اس کو کافر فاسق 'فاجر' یا منافق کہنا صحیح ہے یا نہیں اور اگر نہیں تو جو شخص ایسے آدمی کو کافر کہے تو عند الشرع اس کے لئے کیا حکم ہے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۱) ولو عدلت ای علۃ الکراہۃ..... رد المحتار باب الإمامۃ ۱/۵۶۰ ط سعید

(۲) واعلم ان صاحب الیوم ومنہ امۃ المسجۃ الرب اولی مالامۃ من عہدہ مطلقا الخ (رد المحتار) باب

الإمامۃ ۱/۵۵۹ ط سعید

(۳) قال فی التوبۃ "وبکرہ امامہ عدو عربی وفسق الخ" باب الإمامۃ ۱/۵۵۹ ط سعید

حرام ہے (۱) (۲) نماز تو ہو جائے مگر امام سے بھگڑا فسد کرنا ناجائز ہے (۳) اس پر اعتماد اور بھروسہ ہو تو خیر وہ ایک بڑا شرعیعت معصوم کر کے اس کے موافق اصراف کر سکتا ہے (۴) اس معاملے میں اگر یہ بیان صحیح ہو تو شرع محمدی زیدتی ہے اور اگر امام کی لوگ دودھ سے تواضع کر دیں تو یہ آیات چنانچہ نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

آدھی آستین والی قمیض میں نماز کا حکم

(سوال) ایک شخص جس کی مانت کو بیہوشت چاند کرتی ہے اور جس کی اتباع اپنی ہمار کر چکی ہے اُس سر پر ٹوپی اور آدھی آستین کی شرٹ پہن کر خطبہ جمعہ پڑھانے تو درست ہے یا درست ناجائز ہے یا ناجائز (۲) اگر نماز پڑھانے کو یہ حکم ہے (۳) یا پوری آستین کی شرٹ آدھی آستین کی شرٹ پر کچھ فوقیت رکھتی ہے یا دونوں برابر ہیں؟ المستفتی نمبر ۲۰۵۵ جی عبداللطیف صاحب (کلین پیٹ)

۱۵ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۳) سر پر ٹوپی رکھنا تو موجبِ رابست نہیں مگر آدھی آستین کی قمیض پہن کر خطبہ پڑھنا یا نماز پڑھانا مکروہ تنزیہی ہے یہ نہ کہ یہ منع مسلمان کی عبادت کی وضع نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

تختہ دار امام کے پیچھے نماز جائز ہے

(سوال) (۱) قصبہ کلینہ میں مدرسہ شامت العلوم عرصہ ۲۰-۲۲ سال سے جاری ہے اور طلبائے عربی تعلیم پالت ہیں صوبائی تعلیمات کے ایک مولوی صاحب شرع ۲۰ روپے ماہوار اور دوسرے قاری صاحب جو حافظ بھی ہیں شرع ۲۰ روپے ماہوار تیسرے حافظ صاحب شرع پندرہ روپے ماہوار ملازم ہیں ہمیشہ رمضان المبارک میں یہ صاحب قرآن مجید تلاوت میں سنت میں اور اہل محدث چندہ باشرِ قومی وصول کر کے اجرت دیتے ہیں شرع چاند دینے کی شفا سے انوارِ اجرت یہ ان صاحبوں کو بے زبانی نہیں

(۲) اگر مسجدوں میں امام مقرر ہیں ایک مسجد میں امام صاحب رتھ حق شہ مقرر ہیں اور وہی مدرسہ میں بے زبانی چپ ایمان ملازم ہیں اور پانچ روپے ماہوار مدرسہ سے اور ۱۰ روپے ماہوار اہل محدث دیتے ہیں ان کو بھی چندہ امام صاحب فخر نمبر ادا کیا جاتا ہے امام صاحب بے زبانی نہیں؟

(۱) صاحب المسلمہ فسوق وفالہ کفر (مسلم) ۵۸۱ ط قلدیمی کتب حدیث کراچی

(۲) مولانا محمد علی سیالوی نے لکھا کہ امامی فرائض میں امام کی اجازت کے بغیر کسی کو بے زبانی دینا مکروہ ہے (۱) صاحب حدیث کتبہ (۲) فی نسو و شرحہ کتبہ (۳) فی دفعہ و لول لثواب کثیر کہ (۴) ابن ماسعود (الصلوٰۃ و ما یکرہ فیہا) ۶۴۰ ط سعید کمپنی

(۲) ایک مسجد میں امام صاحب مسجد ابراہیم شاہ مقرر ہیں ان کو اہل محلہ تین روپے ماہوار دیتے ہیں اور وہ رزم نہیں ہیں ایک اور دوکان ساط خانہ وغیرہ کی ہے اس میں ان کا بھی حصہ حق یعنی چارہم حصہ ہے ان کو بھی فقرہ نمبر ۱ کے موجب دینا جائز ہے یا نہیں؟

المسئفی نمبر ۲۰۶۰ سر بلند خاں کلینہ (ریاست جیند) ۱۶ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۱ نومبر ۱۹۳۷ء (حواب ۱۳۴) امامت کی تنخواہ لینا جائز ہے مگر ترقی میں قرآن مجید سنانے کی اجرت لینا جائز نہیں ہے اگر امام مطالبہ نہ کرے اور لوگ خود کچھ رقم جمع کر کے اسے دیں تو یہ مباح ہے بشرطیکہ اس کی طرف سے مطالبہ اور خواہش نہ ہو اور نہ تو ناراض بھی نہ ہو، محمد کفایت اللہ کان اللہ لدی

غلط افعال والے کی امامت

(سوال ۱) ایک امام مسجد امام کراتا ہے اور اس کو اس کی عادت ہے جو لوگ اس کے ساتھ اقامہ کرتے ہیں وہ مسجد کے اندر شہادت دیتے ہیں کہ ہم نے یہ فعل اس امام کے ساتھ کیا ام وہاں کے لوگوں کے کہنے کی وجہ سے توبہ کر لیتا ہے اور مسجد میں اقرار کرتا ہے کہ اب ایسا فعل نہیں کر لوں گا مگر پھر اس کے بعد بھی وہ اس فعل کو کرتا ہے تو اس صورت میں اس امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اور اگر توبہ کے بعد اس نے یہ فعل نہیں کر لیا مگر وہ اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے کراہت کرتے ہیں اور شک ہے کہ اس نے توبہ توڑی تو پھر شرع کا حکم کیا ہے؟

(۳) اور اگر توبہ کے بعد لوگوں کو شک نہ ہو اور اس فعل کی وجہ سے لوگوں نے نہیں پڑھی یعنی ایک جماعت اس کے پیچھے نماز پڑھتی ہے ایک نہیں پڑھتی بلکہ دوسری جماعت اسی وقت دوسرا امام ملاتی ہے ایک مسجد میں ایک ہی وقت میں دو امام نماز پڑھتے ہیں پہلی محراب میں پہلا امام اور دوسری محراب میں دوسرا امام فساد کی وجہ سے یہ امام ہے تو اس صورت میں کون سی جماعت کی نماز ہوتی ہے امام سے کہا جاتا ہے کہ تم چلے جاؤ اس وجہ سے کہ تمہاری وجہ سے فساد ہو رہا ہے مگر وہ نہیں جاتا تو اس صورت میں بھی نماز جائز ہے یا نہیں اور امام کا جو حق ہے وہ بھی اس کو دینا چاہیے یا نہیں؟

المسئفی نمبر ۲۰۷۱ ۲۵ من حسین صاحبیت الاسلام دیوبند (سراپور)

۲۳ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء

(حواب ۱۳۵) اگر امام نے خود اس فعل قبیح کے ارتکاب کا اقرار کیا ہے اور اس کے اس فعل قبیح سے لوگ متنفر ہو گئے ہیں تو ان کا تنفہب جائز نہیں ہے اور جب تک وہ طرز عمل سے اپنی پوری صلاحیت اور نیک اعمال کا ثبوت نہ دے اور لوگ مطمئن نہ ہو جائیں تو ان کو اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں معذور سمجھنا چاہیے اور

اس امام کی حمایت میں جو لوگ اصرار کریں اور دو جماعتیں مسجد میں قائم کر لیں وہ گنہ گار ہوں گے یہ واضح رہے کہ اخلام کرنے والوں کی شہادت بالکل ساقط الا اعتبار ہے امام کے اقرار کی صورت میں یہ حکم ہے جو تحریر کیا گیا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

ترتو ق پڑھانے والے کو روپے اور کپڑے دینا

(سوال) ایک حافظ مسجد کی ہنگامہ نماز پڑھتے ہیں اور رمضان المبارک میں قرآن مجید بھی سناتے ہیں بلکہ مسجد بھی ہیں ان کو متولیان رمضان المبارک میں بطور نذرانہ نقد روپیہ بھی اور پارچہ وغیرہ بھی دیتے ہیں اور یہ روپیہ اور پارچہ کی قیمت مسجد کا روپیہ ہے ایسی صورت میں مسجد کے روپے سے دینا درست ہے کہ نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۰۳۷ فتویٰ محمد عبدالغفور صاحب (علی گڑھ) ۲۳ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۹ نومبر ۱۹۹۳ء (جواب ۱۳۶) اگر یہ رقم اور کپڑے پہلے سے ان کے لئے معین کئے ہوئے ہیں تو مسجد کی رقم سے دینا بطور ایک معین شدہ تنخواہ یا معوضہ کے جائز ہے اور اگر معین کی ہوئی نہیں ہے تو جہاں تک عرف کا تعلق ہے اس حد تک جائز ہے۔ لان المعروف کامل مشروط لیکن یہ نذرانہ صرف قرآن مجید سناتے کا نہ ہو بلکہ سالانہ خدمت مسجد انجام دینے کا ہو (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

(۱) امام حافظ نہ ہو تو ترتو ق کے لئے حافظ کو مقرر کیا جائے

(۲) صحیح کی موجودگی میں ناپائنا کی امامت

(سوال) (۱) ایک شخص قرآن مجید متواتر کئی سال سے ایک مسجد میں امام مسجد کی اور مسلمانوں کی مرضی سے رمضان شریف میں قرآن شریف سناتا رہتا ہے اور امام مسجد اس کو اپنی غیر حاضری میں لوگوں کا نائب امام مقرر کرتا رہتا ہے لیکن اب امام نہ ہو کر لوگوں سے یہ کہتا ہے کہ میں اس حافظ کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ قرآن مجید سنائے اور امام نہ ہو اس میں کوئی شرعی نقص بھی نہیں تا کی جمہور مسلمان اس حافظ کا رمضان شریف میں قرآن سن سکتے ہیں یا نہیں جب کہ وتر اور فرض خود امام پڑھائے گا۔

(۲) امام کہتا ہے کہ لوگ میری اجازت کے بغیر حافظ نہ ہو کر اپنا امام ترتو ق میں مقرر نہیں کر سکتے ہیں کیا لوگ اس کو اپنا امام ترتو ق میں مقرر کر سکتے ہیں جب کہ امام نہ ہو کر شریعتاً اس حافظ پر کوئی اعتراض نہیں (۳) اگر ناپائنا حافظ قرآن مجید یا رمضان میں حیثیت امام ترتو ق سنائے اس حالت میں جب کہ آنکھوں والے حافظ قرآن موجود ہیں جن میں کوئی شرعی نقص نہ ہو تو نماز مکروہ ہو کی یا نہیں؟

(۱) ویکرہ: إمامة عبد واعرابی وفسق الحج (نوسبر) و فی الشامیہ "و اما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمہ بأمله لا یہتم بالأمر ذیہ و بأن فی تقدیمہ لإمامة عطیہ و قد وجب علیہم اہدہ شرعاً و باب الإمامة ۱ ۶۰ ط سعید
۲. و یقنی الوم بصحبہا لبعہم انظر ال و الفقه و الإمامة و الادان الحج ال الذر المحتار کتاب الإجارة مطلب فی الاستنجا علی الطاعات" ۵۵۶ ط سعید

المستفتی نمبر ۲۰۷۸ محمد ثانی رحمہ اللہ (۱) و (۲) اہل امام خود حفظ نہیں ہے تو مسلمان نمازیان مسجد کو حق ہے کہ جس حافظ کو پسند کریں اس کو تلاوت میں قرآن مجید سننے کے لئے مقرر کر لیں اہل امام مسجد کی اجازت ضروری نہیں اور جب کہ حافظ صاحب کے اندر کوئی شرعی نقص بھی نہیں ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ اہل امام صاحب ان کو قرآن سننے سے روکیں۔ (۳) محض عین بونے کی وجہ سے تو نماز کرو نہ ہوگی ہاں اگر تائید کے اندر ہے احتیاطی اور کوئی شرعی قصور موجود تو ب شک دوسرے حافظ احق بالامدہ ہوں گے (۴)

محمد کفایت اللہ کل اللہ لہ ولی

کم علم اور متکبر امام کے پیچھے نماز کرو ہے

(سوال) جامع قدیم کے امام صاحب جو جمعہ و میدین کے بھی امام ہیں جو حفظ قرآن کریم کے ساتھ چند اردو کتابیں بھی پڑھتے ہوئے ہیں، وہ جب کہ غرور شریعت آتش پیک و متواتر درپے روحانی خدمات پہنچا رہے ہیں اور متعدد مرتبہ جسمانی بھی عمر شریعت آتش پیک نے ہمیشہ ان کی تقصیرات پر پردہ ڈال کر ان کو متعدد مرتبہ معافیوں دیکر ان کے لب و لہجہ کو بدل رکھا ہے لیکن اب جب کہ امام صاحب کی ذات گرامی سے بڑے استہزاء اسلام و استخفاف، تنقیہ مسائل شریعیہ آنے لگی تو ہم مجبور ہو کر امام صاحب کے رویہ کو جو مقتدیوں کے ساتھ ہے نیز اس سے غلط فہمیاں عامۃ المسلمین نقل کرتے ہیں امید ہے کہ حضرات مدائے کرام، مفتی صاحب جمعیت مدینہ منورہ، مولانا حسین احمد صاحب خصوصاً اپنے قیمتی وب بہادری کام شریعت مقدسہ کی رو سے ہم مصنفین کی ہدایت فرمائیں گے کیونکہ بڑا ہذا شخص کی نمازوں کا سوال ہے

(امام صاحب موصوف کا مقتدیوں کے ساتھ رویہ)

(۱) سال گزشتہ یعنی رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ ایک حافظ صاحب محراب بنا رہے تھے جس کے امام صاحب مدکورہ بالا سامع تھے حافظ صاحب کو سو قشہ ہو امام صاحب نے دو دفعہ لقمہ دیا پھر اسی جگہ قشہ ہو تو تیسری مرتبہ امام صاحب نے حافظ صاحب کو تحارت کی نظر سے نہ صرف جھڑکا بلکہ اپنے جنوں یا تکبر کو کام میں لائے اور مسجد کا احترام نہ کرتے ہوئے معظوظ الفاظ کے ساتھ محراب سے جبراً اٹھو دیا اور آپ مسلے پر بکھڑے ہوئے اور شروع سے قرآن شروع کیا، مگر چونکہ چوبیس پارے ہو چکے تھے۔

(۲) امام صاحب نے مقتدیوں کو اس درجہ ذلیل و خوار سمجھ رکھا ہے کہ مقتدیوں کا بات کرنا بھی امام صاحب کی عزت کا باعث ہے نیز اگر کوئی مقتدی مولانا زہرا ہندار ڈی و جاہت مر جائے تو اس کے جنازے کی

۱۔ فل فی السور و سورجہ و لحدہ فی القوم و حینوا عواکھہ الخ باب الإمامۃ ۱ ۵۵۸ ط سعید
 ۲۔ فل فی السور و سورجہ و لحدہ امامہ عمد و عسی الا ان یکون ای عبر العاصق اعلم القوم فہو اولی باب الإمامۃ ۱ ۵۵۸ ط سعید

نماز کو خود پڑھا تا اس کے کوٹھی بچے پر جا کر عیادت بھی کرتے ہیں مگر ایک لو سطور چہ کا مقتدی اُنرا عالم دین بھی ہو تو پروا نہیں نماز جنازہ نائب یا کوئی اور پڑھا دیتا ہے کیا رسول اللہ ﷺ کا آسودہ حسنہ اسی کا نام ہے ۔

(۳) امام صاحب نے ایک دن مقتدیان سے صبح کی نماز کے بعد فرمایا: وُؤ! مجھ سے مصافحہ کرو میں نے تم کو مسجد قبائلیہ عیثیت امام نماز پر عثانی سے اور ایک دن فرمایا کہ جناب رسول کریم ﷺ مسجد میں مجسم تشریف لائے تھے مسجد کے چاروں طرف پتھر لگوا رہے تھے اور اسی چپے سے تم مجھ سے مصافحہ کرو۔

(۴) ۱۵ رمضان المبارک ۱۲۵۶ھ کو امام صاحب کرامت میں آیت یحییٰ فی الاسواق پر مشابہ لگا چیتھے جو سامع تھا اس نے بنے یحییٰ فی الاسواق کے یحییٰون فی الاسواق بتلایا سلام کے بعد امام صاحب ہمارے سس ایوں وضو کرنے چلے گئے تو نائب مؤذن نے کہا اس شخص کو جس نے لقمہ دیا تھا کہ یہ دیا ہے ذرا سوچ سمجھ کر لقمہ دیا کرو اس پر مقتدی یک عام نے (جو باقاعدہ مدرسہ عربیہ امر وہ کا فارغ التحصیل اور سند یافتہ و ستر بند مولوی ہے) فرمایا کہ یہ شرعاً کوئی اعتراض نہیں کبھی سامع کو بھی لقمہ دیتے وقت مشابہ لگتا ہے اس پر چند آدمیوں نے کہا کہ مولوی صاحب حافظہ یعنی امام صاحب سے دریافت کیا جائے کہ کیا سامع کا لقمہ دینا ان کو ناگوار معلوم ہوتا ہے چونکہ سولہ رکعتیں ہو چکی تھیں اس لئے اس دن دریافت کرنا مناسب معلوم نہ ہوا دوسرے دن امام صاحب کو ایک رکوع میں تین مرتبہ مشابہ ہوا اور مقتدی نے گزشتہ شب کے غصہ کی بنا پر لقمہ نہ دیا تو امام صاحب نے سلام کے بعد قرآن کو خود دیکھا پھر فوراً نیت باندھ لی جب یہ نماز تمام ہو چکی تو عالم صاحب نے امام صاحب سے کہا کہ کیا آپ کو مقتدی حافظ کا لقمہ دینا ناگوار گزرتا ہے امام صاحب نے نہایت کرحشت آواز سے جواب دیا ہاں سخت ناگوار گزرتا ہے مولوی صاحب نے پوچھا کیوں؟ امام صاحب نے جواب دیا میری مرضی اس کے بعد چھ بیگیاں ہوتی رہیں اور معلوم ہوا کہ امام صاحب نے مؤذن مسجد کو کہہ دیا کہ کوئی شخص مجھ کو لقمہ نہ دے اس سے میری بے عزتی ہوتی ہے۔

(۵) ان کے عام رویہ سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ اپنے برابر شر بھر میں کسی کو بھی عالم نہیں سمجھتے ہیں۔

(۶) امام صاحب ہمیشہ روزانہ عشاء میں دوران نماز سلام کے بعد تازہ وضو کرتے ہیں معلوم ہوا کہ ان کو سس البول کا مرض ہے ان کا اپنڈیسن ہے کہ میں بہت روکتا ہوں قطرے کا شہہ ہو جاتا ہے اس لئے تازہ وضو کرتا ہوں بہت ممکن ہے کہ نماز کی حالت میں قطرہ باہر ہو۔ یہ ہیں وہ واقعات جن کا انکار پبلک نہیں کر سکتی۔ کیا ایسا شخص جو نہ علم ہو نہ کج خلق ہو مغرور و متکبر ہو خاندانی لحاظ سے بھی کم درجہ کا ہو یعنی نہ توشیح نہ سادات سے ہو جو علماء میں سے صدرِ جمعیۃ علم و غیرہ کو برا کہتے ہو اس کی لہات کرتا ہو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۸۳ محمد مہتاب الرحمن انصاری دہرہ دون ۲۵ رمضان ۱۴۵۶ھ ۳۰ نومبر ۱۹۳۵ء
(جواب ۱۳۸) امور مندرجہ بالا اربعہ اشاعتات میں ذیلے شخص کو لکھ قلم رکھنا مکروہ ہے نماز اس کے پیچھے

المستفتی نمبر ۲۰۸۳ محمد مہاجر من انصار کی دہرہ دون ۲۵ رمضان ۱۴۵۶ھ ۳۰ نومبر ۱۹۳۵ء (جواب ۱۳۸) امور مندرجہ بالا اُردو صحیفہ اشاعت میں تو ایسے شخص کو لہامِ قلم رکھنا مکروہ ہے مگر اس کے پیچھے

درست تو ہو جاتی ہے مگر کراہت کے ساتھ ۱۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

(۱) لامت کے لئے کیا شخص مناسب ہے؟

(۲) جس کی عورت پر وہ نہ کرے اس کی لامت

(سوال) (۱) لامت کیسے شخص کی ہونی چاہئے اس کی تفصیل بیان کیجئے (۲) لامت میرا سی کی اور غنہ گروی اور لوگوں میں اشتعل پھیلنے اور جھوٹ بولنے والے اور جس کی عورت بے پردہ ہو ایسے آدمی کی لامت کا کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۲۱۱۳ شیخ محمد شفیع صاحب (فیروزپور)

۱۱ اشوال ۱۳۵۶ھ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۹) (۱) لامت کے لئے ایسا شخص مستحق ہے جو عم دین خصوصاً نماز روزہ کے مسائل سے واقف ہو متشرع ہو اور جماعت میں افضل و بہتر ہو ۱۰۔ (۲) میرا سی ہونا تو لامت کے منافی نہیں ہاں جن لوگوں کی عورتیں بے پردہ پھر ہیں اور وہ منع نہ کریں جھوٹ بولنے کے عادی ہوں لغویات کے مرتکب ہوں وہ لامت کے مستحق نہیں ہیں ۱۲۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

منکر شفاعت اور قادیانی کو کافر نہ سمجھنے والے کی لامت

(سوال) ایک شخص اپنے آپ کو اہل سنت و جماعت کے اور ظاہر انمازیں پڑھتا ہو اور روزے رکھتا ہو اور شکل مسلمانوں والی ہو اور حافظ قرآن ہو اور دیوبندی ہو لیکن مرزا ملعون اور اس کے متبعین کو کافر نہ کہے باوجود اصلی مسلمان سمجھے اور اس کے گھر سے شادی کی ہو اور اس کے ساتھ تعلق اور برت نہ تارے ہو اور عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا قائل ہو اور نبی اکرم ﷺ کی جسمانی معراج کا منکر ہو اور شفاعت اور کرامت کو لیاۓ اللہ کا منکر ہو آیا ایسے حقیقہ دہا۱۔ شخص منکر اللہ شریعت محمدیہ میں مسلمان ہے یا کافر ہے اور اس کے پیچھے نماز جمعہ و عید وغیرہ پڑھتی درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۶۳ خلیل الرحمن (چنڈی بہاوالدین)

۲۸ اشوال ۱۳۵۶ھ مکیم جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۰) جو شخص مرزا اور مرزائی جماعت کو کافر نہ سمجھے اور مرزائیوں سے رشتہ تار رکھتا ہو اور وفات عیسیٰ علیہ السلام کا قائل ہو اور معراج جسمانی کا منکر ہو اور شفاعت کا منکر ہو وہ گمراہ اور بد دین ہے اس

(۱) ویکرہ إمامة عدد و اعربی و فاسق و اعمی الح و فی البیرو عن المحيط " صلی حلف فاسق أو مبتدع مال فصل الجماعة الخ (السور مع شرح باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ تا ۵۶۲ ط سعید)

(۲) والأحق بالامامة تقدیم مل نصاً الا علم بأحكام الصلوة فقط صحة و فساداً بشرط احتسابه للعواحن الطاهرة ثم الأحسن ثلاثاً و نحوہ: للفقهاء ثم الأورع (الدور المحتار باب الإمامة ۱/ ۵۵۷ ط سعید)

(۳) قال فی السور " ویکرہ إمامة عدد و اعربی و فاسق الخ (باب الإمامة ۱/ ۵۵۸ ط سعید)

کی امامت جائز نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کا لہ دہلی

بے نکاحی عورت رکھنے والے اور سینا دیکھنے والے کی امامت (سوال) زید ایک جامع مسجد کا امام بنے عرصہ بارہ سال سے اس کے خلاف چند بسنی والوں کی درخواست اراکین جامع مسجد کے پاس آئی ہے کہ زید کے چال چلن کے متعلق بھی لوگوں کے بہت سے شکوک اور اعتراضات قابل وثوق ہیں اور اس کے متعلق بہت سی شہادتیں موجود ہیں اور وہ اکثر سینا تھیز اور تاج گانوں کی محفلوں میں شریک رہتے ہیں درخواست دینے والے نے صرف چودہ گواہوں کے نام پیش کئے ہیں جن میں سے بارہ گواہوں کا بیان تو یہ ہے کہ ہم نے ایک دوسرے سے سن لیا وہ گواہوں نے جو بیان دیا وہ حسب ذیل ہے:

ہم نے زید کو جنگل کی طرف دو کافرہ عورتوں کے ہمراہ جن میں سے ایک جوان اور دوسری بیڑھی تھی دن کے بارہ بجے قریب دو سال چتر جات دیکھا ہم بھی پیچھے ہوئے شہر سے قریب ڈیڑھ میل کے فاصلے پر زید اور دونوں عورتوں جنگل میں دس قدم ایک دوسرے سے فاصلے پر کھڑی ہوئیں زید ان میں سے ایک کو اپنی طرف بلارہا تھا گواہ عمر و بحر جو اگے چھپے ہوئے تھے ان پر زید کی نگاہ پڑی اور زید وہاں سے چلا آیا گواہ بحر تھے ان عورتوں سے دریافت کیا تو انہوں نے اقرار کیا کہ زید نے ایک روپیہ دینا تھا اس معاملہ میں دونوں گواہوں کی ایک ہی زبان ہے راستہ وغیرہ دونوں گواہ برادر بتاتے ہیں ایک گواہ نے جائے وقوع نہیں بتایا لیکن جو نشانات پہلے گواہ نے بتائے تھے وہی راستے بتائے جن کے ہمراہ یہ دو گواہ مختلف اوقات میں جائے وقوع بتانے گئے تھے ان میں کا ایک سیکریٹری جامع مسجد اور دوسرا امیر ہے اور وہ وارا کین بھی ان دو گواہوں کے بیان جائے وقوع کے بتلانے سے اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ زید جنگل میں گیا۔

دونوں گواہ صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں دونوں میں دوستی ہے ایک ہی جگہ کام کرتے ہیں دونوں نے بے نکاح عورتیں رکھی ہوئی ہیں زید یقیناً سینا دیکھتے ہیں زنا کا ثبوت نہیں ہے لیکن یہ سب کچھ شک پر ہو رہا ہے زید شادی شدہ ہے صاحب او۔ دے عمر ۳۵ سال سے ۴۰ سال تک ہے نوچوں کا باپ ہے لوپر لکھی باتوں پر زید کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۱۶۶ سیٹھ حاجی عمر ماں (برار)

۲۶ شوال ۱۳۵۶ھ ۲ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۱) گواہوں کے پاس بے نکاحی عورتیں ہیں تو وہ خود قاسق ہیں نیز دو سال پہلے کا واقعہ بیان کرنا بھی قابل سماعت نہیں دور رس تک انہوں نے یہ واقعہ کیوں بیان نہیں کیا اس کے اخفا کی وجہ سے بھی یہ

شہادت قبل سماعت نہیں ہاں سینہ دیکھنے کی وجہ سے امام کی امامت مکرور ہے۔

محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لا حولی

(۱) مرزائیوں سے تعلقات رکھنے والے کی امامت

(۲) مسجد کسی کی ملک نہیں

(۳) کچی مسجد کو گرا کر پختہ بنانا

(۴) اہل متولی کو معذور کرنے کا حکم

(سوال) (۱) ایک بستی کے مسلمانوں نے ایک شخص کو امام بنایا پھر امام کے حالات خراب ہو گئے لوگ شک کی نظر سے دیکھنے لگے اور عداوت ازیں امام مذکور کا مرزائیوں کے ساتھ بہت میل ملاپ ہے ایسا کئی دفعہ عید کے موقع پر بستی کے شریف مسلمانوں نے اپنا نام اور مقرر کر لیا کیا امام لول کو امامت سے ہٹانا اور دوسرا مقرر کرنا درست ہے (۲) کوئی مسلمان کہتا ہے: "وہ شخص کسی مسجد کے مالک ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے امام لول اس مسجد کی ملکیت کا دعویٰ کرتا ہے"

(۳) کیا کسی بستی کے اکثر مسلمان بستی کی کچی مسجد کو گرا کر اس جگہ پر پہلے کی نسبت مضبوط اور پختہ مسجد بنا سکتے ہیں۔

(۴) اگر کوئی امام مسجد جس کا زیر کمر (چال چلن) خراب ہو اور مرزائیوں کے ساتھ سخت میل جول رکھتا ہو وہ بلاشبہ مسجد کے متولی ہونے کا دعویٰ کرے تو شریف اہل محلہ اس کو امامت اور خود ساختہ تولیت سے ہٹا سکتے ہیں؟ المستفتی نمبر ۲۱۹۵ قاضی محمد شفیع صاحب (لاہور)

۸ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۱۸ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۶) (۱) ان حالات میں پہلے امام کو علیحدہ کر دینا اور دوسرا امام مقرر کر لینا جائز ہے (۲)

(۲) مسجد کا مالک کوئی نہیں ہو سکتا ہاں متولی کو تولیت کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں مگر ملکیت کا دعویٰ کوئی نہیں کر سکتا (۳)

(۳) ہاں بستی والوں کو یہ حق ہے کہ وہ کچی مسجد کو پختہ بنانے کے لئے گراویں اور پختہ بنالیں (۴)

(۱) قال فی التنبیہ: "ویکرہ إمامة عبد وأعراسی و ناسق" الح و فی الشامیة " وأما الناسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بأنه لا یهدم لأمر دینه وأن فی تقدیمه للإمامة تعظیمه" وقد وجب علیهم اهانته شرعاً الح (باب الإمامة ۵۶۰/۱ ط سعید)

(۲) ویرع وحبوا لوالواقف عبداً نالاولی غیر مأمون أو عاخر أو طهر به فسق الح (الدر المختار: کتاب الوقف: ۳۸۰/۴ ط سعید)

(۳) وأن المساجد للآیة ۰ سورة حن

(۴) أراد أهل المحلة نقض المسجد وبناء أحکم من الأول لیهذا ذلك (الدر المختار: کتاب الوصی: مطلب أحکم المسجد ۳۵۷/۴ ط سعید)

(۴) استحقاق تولیت کا ثبوت نہ ہو تو متولی ہونے کے مدعی کو پہنایا جاسکتا ہے بالخصوص جب کہ اس کے حالات بھی صلاحیت کے خلاف ہوں۔ (محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی)

(۱) ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے

(۲) تماشاے اور سینما دیکھنے والے کی امامت

(سوال) (۱) ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ہماری مسجد میں اس کا بہت بھڑا ہے اگر امام غلام نہ باندھے اور ٹوپی اوڑھ کر نماز پڑھوے تو ایک فریق کا اس پر اصرار ہے کہ نماز نہیں ہوتی یا مکروہ ہوتی ہے۔
(۲) یہاں بعض مساجد کے امام لوگ سینما تک وغیرہ میں اکثر جاتے ہیں ایسے اماموں کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۲۴۷ جناب فیض اللہ میاں صاحب مالیرکھول (ناسک)

الربیع الاول ۱۴۳۵ھ ۱۲ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۳) (۱) ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا اور پڑھنا باندھا شہد جائز ہے کوئی حدیث یافتہ کی عبارت ایسی نہیں جو یہ ثابت کرے کہ بغیر غلامہ کے امامت جائز نہیں۔ امام باندھا کر نماز پڑھنا افضل تو ہے مگر بغیر غلامہ کے امامت کرنا مکروہ نہیں کراہت ایک امر شرعی ہے جس کے لئے شرعی دلیل کی ضرورت ہے جو لوگ بغیر کسی شرعی دلیل کے کسی بات کو مکروہ قرار دیں ان کو خدا سے ڈرنا چاہئے (۱)

(۲) سینماؤں تماشاؤں اور ناٹکوں میں شریک ہونا موجب فسق ہے ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے (۲) ایسے امام اگر توبہ نہ کریں اور یہ عمل ترک نہ کریں تو ان کو علیحدہ کر کے بہتر صالح امام مقرر کرنا چاہئے۔ فقط
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

امامت کا حق کس شخص کو ہے

(سوال) (۱) زید و بکر معمولی سی بات پر ضد میں اگر امام مسجد کو بلا تصور بلا اجازت تمام مصلیان و اہل محلہ ہنا کر ایک ایسے لڑکے کو امام مقرر کرتے ہیں جو احکام دین سے بالکل باواقف ہے اور بد رویہ ہے نصف مردان محلہ اس کی امامت سے ناراض ہیں جس کی وجہ سے وہ لوگ زید و بکر کے تقلید و جہلانہ افعال سے رنجیدہ ہو کر دوسری مسجدوں میں نماز پڑھنے جاتے ہیں بروئے شریعت زید و بکر کا یہ فعل کیسا ہے؟

(۱) قال فی الإصحاح "ولا یولی إلا امین من طائفة التولية علی الوقف لا یعطى له وهو کمن طلب القضاء لا یقله (رد المحتار) کتاب الوقف مطلب فی شروط المولیٰ ۳۸۰/۴ ط سعید
(۲) وقد "وأن المستحب أن یصلی فی قمیص وازار و عمامة ولا یکره الا کتفاء بالفسوة ولا عرة لما اشترطه بین العوام من کراهة ذلك الخ (عمدة التوعية علی هامش شرح الوفاة) کتاب الصلوٰۃ ۱۶۹/۱ ط سعید
(۳) فی التوبیر "ویکره امامة عبد و مس الخ وهي الشامة" مل منی فی شرح المسبة علی أن کراهة تقدیمه کراهة تحریم (باب الإمامة ۵۵۹/۱ ط سعید)

(۲) تمام نمازیوں میں کس صفت اور کس قلیبت کا نام ہونا چاہیے

المستفتی نمبر ۲۲۹۵ عبدالحلیم (مارنول) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۶ جون ۱۹۳۸ء
(جواب ۱۴۴) (۱) یہ فعل زید و بحر کا صحیح نہیں اور احکام دین سے ہوا وقت شخص کو امام بنانا جب کہ اس سے زیادہ مستحق شخص موجود ہو نہ و کاری ہے جس سے زید و بحر کو توبہ کرنا اور باز آنا چاہیے۔
(۲) احکام نماز سے واقف قرآن مجید صحیح پڑھنے و اساع شخص امامت کا مستحق ہے (۱) فقط
محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

(۱) جذام والے شخص کے پیچھے نماز کا حکم

(۲) نابالغ کی امامت تراتوں میں بھی جائز نہیں

(سوال) (۱) کوڑہ یا جذام والے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲) نابالغ لڑکے کے پیچھے تراتوں اور ولد الزنا کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۱۸ ۷ سی منسوری (بمعنی)

۵ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۵ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۵) (۱) اُربدن سے رطوبت دہتی نہ ہو جسم خشک ہو تو اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی لیکن لوگ کراہت کریں تو اس کو امام بنانا نہیں چاہیے (۱)
(۲) نابالغ کی امامت جائز نہیں (۱) ولد الزنا اگر عالم اور صاغ ہو تو اس کی امامت درست ہے (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

غیر مقلد کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) اہل حدیث کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۴۱ ۵ فقط محمد اسماعیل صاحب (آگرہ) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۶ جون ۱۹۳۸ء
(جواب ۱۴۶) اہل حدیث کے پیچھے نماز جائز ہے۔ د محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

(۱) والأحق بالإمامة تقديم بل يصح إلا علم بأحكام الصلوة فقط صحة و فساداً بشرط اجتناباً للمواضات الظاهر۔
ثم الأحسن تلاوة ثم الأروع (الدر المختار) باب الإمامة ۵۵۷/۱ ط سعید
(۲) وكذا تكراهه حلف أمر دوسعه و معلوق و أنصر ص شاع برصه الخ (الدر المختار) باب الإمامة ۵۶۲/۱ ط سعید

(۳) ولا يصح اقتداء الرجل بامرأة وحشي وصبي مطلق الخ (تويز الأبصار باب الإمامة ۵۷۷/۱ ط سعید)
(۴) قال الشامي "ولو عدم أي علة الكراهة بأن كذا الأعوان الفصل من الحصري وولد الرما من ولد الرشيد فالحكم بالظن (باب الإمامة ۵۶۰/۱ ط سعید)
(۵) قال في الدر المختار "و محال كشافه" لكن في وتر إن تيق المراجعة لم يكره أو عدمها لم يصح وإن شئت كره وفي الشامية "وأما الأعداء بالمخلف في التبرج كالثغبي فيحذر منه يعلمه (جاری ہے)

قیموں کا مال کھانے والے شخص کی امامت

(سوال) ایک امام مسجد چند یتیم بچوں کو پریشان کرتا ہے ان کی حق رسی میں روزے انکار کر ان کا حق ضبط کرتا ہے کچھ عرصہ ہو ایسی امام مسجد بن قیموں کی حق رسی کا ضامن ہوا تھا مگر اب پر زور مخالفت کرتا ہے اس کی مخالفت کی وجہ محض ذاتی ہے کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے نماز میں کوئی خلل واقع تو نہیں ہوتا؟ المستفتی نمبر ۲۳۷۱ عبد اللہ صاحب (مالہ کوئلہ) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۸ء (جواب ۱۴۷) اگر امام مسجد قیموں کا حق تلف کرتا ہے یا کرتا ہے یا تلف میں سہی کرتا ہے تو وہ فاسق ہے اس کی امامت مکروہ ہے (۱)

رشوت خور اور جھوٹ بولنے والے شخص کی امامت

(سوال) ایک امام نے اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے طلاق نامہ لی لی کو لور خلع نامہ شوہر کو دونوں کی راضی برضا پر دلوا دیا ایک ماہ کے اندر رسی یعنی عدت پورا نہ گزرنے پر اس لی لی نے دوسری بستی جا کر دوسرے شوہر کے نکاح میں جانے کے لئے آمادہ ہو کر اس بستی کے قاضی سے دریافت کیا تو اس قاضی نے طلاق نامہ دیکھ کر عدت پورا نہ ہونے پر نکاح پڑھنے سے انکار کر دیا بعد میں یہی امام جس نے طلاق نامہ و خلع نامہ اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے دلوا دیا تھا اس نے اپنی جماعت کو بغیر اطلاع کے ہوئے خفیہ طور پر جا کر کچھ رشوت لیکر نکاح پڑھ دیا کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں بعد ہفتہ عشرہ جماعت کو یہ خبر معلوم ہونے پر اس پیش امام سے اس نکاح کے متعلق جماعت کے دریافت کرنے پر اس نکاح کو میں نے نہیں پڑھایا کہہ کر جھوٹ بول کر جماعت کو انکار کر دیا اس تاریخ سے جماعت نے اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کر دیا بعد دو چار دن کے اس پیش امام نے عام جماعت میں کہا کہ خود میں نے ہی یہ نکاح پڑھایا یہ اقرار کر کے معافی کا خواستگار ہوا تو کیا پھر یہ امام امامت کے قابل ہو گیا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۱۳ محمد غوث صاحب۔ گوارہی۔ ۲۳ رجب ۱۳۵۵ھ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۸ء (جواب ۱۴۸) اس امام نے اول تو عدت کے اندر نکاح پڑھنے کا بڑا گناہ کیا دوسرے رشوت لی (اگر رشوت لینا ثابت ہو) تیسرے جھوٹ بولے کہ میں نے نکاح نہیں پڑھایا۔

پس اگرچہ توبہ سے گناہ معاف ہو جاتا ہے مگر زجر اس امام کو کچھ دنوں کے لئے امامت سے طبعہ کر دیا جائے اور جو رشوت لی ہے وہ واپس کرانے اور وہ نکاح عدت کے بعد از سر نو پڑھایا جائے جب

(حاشیہ صفحہ ۱۱۰) ما یفسد الصلاۃ علیہ اعتقد بقصدی علیہ الإجماع (باب الإمامة ۱/۵۶۳ ط سعید) اس میں مقصد کے پیچھے نماز کا نیت جو اس شخص کے اندلی میں نہ مخالفت نہ کرے مثلاً حدی کرست کا قائل ہو اور سب سلف کرنا جائز سمجھتے ہو وہ نہ کہ نہ ان کا حکم نہ بدعت جیسے بات نہ پیچھے نماز گناہ تحریمی ہے (امداد الفتاویٰ ۱/۲۵۲) باب الإمامة ط دار العلوم (کراچی)

(۱) قال فی النویں وبکفره امامة عبد و آخری و فی الح (باب الإمامة ۱/۵۵۹ ۵۶۰ ط سعید)

لوگوں کو اطمینان ہو جائے کہ امام نے سچی توبہ کر لی ہے اور آئندہ وہ ایسا کام نہ کرے گا تو پھر اس کو امام بناسکتے ہیں۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم بالصواب

امام نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے

(سوال) ایک قبح عام دین جو مرد و راز تقریباً ۳۰ سال سے عید گاہ میں عیدین کی امامت کرتا چلا آتا ہے اور چونکہ خطبات میں مدیرائش ہے وقت اور ضرورت کے لحاظ سے اپنی خطبات میں مسلمانوں کو دینی اور دنیوی فائدہ پہنچا دیتا ہے اور ہر جماعتی زندگی کے سبب صحیح راہ عمل بتاتا رہتا ہے جس سے مسلمانوں کو گونا گوں فوائد حاصل ہو رہے ہیں آج کل ہندوستان میں سیاسی اختلافات کے باعث مسلمان دو جماعتوں میں منقسم ہو گئے ہیں یعنی مسلم لیگ اور کانگریس اس سیاسی اختلاف کی بنا پر ایک جماعت کے چند لوگ دوسری جماعت کے امام کے پیچھے جس کی تعریف اور پروردگار نے نماز پڑھنے کو ناجائز قرار دیکر مسلمانوں کو اس کی اقتداء سے روکتے ہیں اور مجبور کرتے ہیں اور بہت سے لوگ حسب سابق اسی امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنے پر مصر ہیں ایسی حالت میں مسلمانوں میں افتراق و تفرقت اور ہنگامہ و فساد پھیلنے کا اندیشہ ہے لہذا سوال یہ ہے کہ سیاسی اختلاف کے باعث امام ہند کو کس کے پیچھے نماز جائز ہے یہ نہیں عدم جواز کے واسطے نکل دیا جود کیا ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۲۵ حاتی آلہ نقشب صاحب محمد ع۔ ف صاحب کلکتہ۔

۲۳ رمضان ۱۳۵۵ھ ۷ نومبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۹) جو عالم کے مدد و راز سے امامت کرتے چلے آتے ہیں وہی امامت کے مستحق ہیں۔ بلاوجہ ان کو عیحدہ کرنا درست نہیں ہے بلکہ ایک طرح مسلمانوں میں تفریق اور فتنہ کا دروازہ کھلتا ہے سیاسی مسلک کا اختلاف اس کی وجہ نہیں بن سکتا کہ امامت جیسے وطن کف شرعیہ میں مدد و نصرت کی جائے۔ (۲) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم بالصواب

جس سے اکثر نمازی ناراض ہوں، اس کی امامت

(سوال) (۱) زید مسجد کا امام ہو، مولوی امامت کی خدمت کو انجام دیتا ہے اور اس کو ایک دیرینہ نظام بازاری کا بھی شوق ہے مگر اس کے اس نقص کا کوئی اور کو صرف شک و شبہ تھا مگر اب وثوق کے ساتھ وہ اس جرم کا پوری طرح مرتکب ہو چکا ہے تو کیا یہ امامی مولوی کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے؟ نہیں؟

(۲) دوسرا مرد ریخت طسب یہ ہے کہ منجملہ ایک کثیر جماعت کے کچھ تھوڑے لوگ امام کے موافق ہوں اور

(۱) عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ: "ما من من الدنیا کمس لا دین لہ" (اس عاجز، ناب

ذکر التوبة ۳۱۳ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۲) قال فی التنبؤ و شرحہ واعلم ان صاحب التنبؤ و منہ امام المسجد الزمانی اولی بالامامة من غیرہ مطلقا (باب الامامة ۵۵۹/۱ ط سعید)

بہت سارا حصہ اس کے مختلف توایا سے لام کے پیچھے بھی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۶ جناب ابو الفرج صاحب (حیدر آبادی) ۲۸ محرم ۱۳۵۸ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۹ء (جواب ۱۵۰) اگر زید کا یہ فعل ثلاث ہو، جماعت کی اکثریت کو اس کی اس حرکت قیچہ کا ظن غالب ہو تو ایسے لام کو معزول کر دیا جائے کیونکہ مستتم لام کو لام رکھنا جماعت کی نماز کو خراب کرتا ہے اور جب کہ جماعت کی اکثریت مراض ہے اور ناراضی کی وجہ بھی شرعی ہے تو ایسے لام کی لامت مکروہ تحریمی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

فعل بد کرنے والے امام کی اقتداء کا حکم

(سوال ۱) جب لام جامع مسجد کے متعلق (جو حافظ حاجی تہجد گزار اور عمر بھی ساٹھ سال سے متجاوز ہے) دو شخص کو ایک لڑکے کا باپ اور دوسرے استاد شرعی جو علم بھی ہیں علم اثنین ہو اگر اس لڑکے عمر ۱۱ یا ۱۲ سال کے ساتھ ہر تکب فعل واطت ہو اب اس پر بد ریافت آپ نے یہ فتویٰ فرمایا تھا کہ ایسے لام کے پیچھے نماز بآبراست ہو جائے گی اور اس بد کار امام کی پردہ پوشی نہیں کرنا چاہیے اب دریافت طلب یہ ہے کہ علم اثنین واول کو نماز میں اقتداء تاقیم امام رکھنی چاہیے یا ترک کر دینی چاہیے؟

(۲) متولی صاحب مسجد نے بطور خود چند آثار کی وجہ سے امام مذکور کاراز معلم صاحب مذکور سے معلوم کر کے صرف یہ کہہ کر کہ پہلے تو یہ عدت نہیں تھی اب ہو گئی ہو گئی معاملہ ختم کر دیا ہے متولی صاحب کی یہ پردہ پوشی مناسب ہے؟ اور اگر نہیں ہے تو کیا کچھ نناہان کے ذمہ نہیں ہوتا ہے متولی صاحب کو مذہب عم ہونے کی صورت میں کیا صرف سوت مباح ہے یا کوئی اور عمل بھی ان پر واجب ہے۔

المستفتی نمبر ۲۵۳۹ شجعت حسین صاحب (آئروہ) ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ ۲۶ اگست ۱۹۳۹ء

(جواب ۱۵۱) (۱) آمران بولیعین ہو گیا ہو تو امام کو متحدہ کر دینا لازم ہے (۲)

(۲) جب کہ متولی صاحب کو یقینی حتم نہ ہو تو وہ سوت ہی کر سکتے ہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

بد کردار امام جس سے اکثر نمازی مراض ہوں

(سوال) زید جو مسجد کا تکتا اور اعلازم ہے اس کے اعمام واقفال سے مسلمان مراض ہیں کیونکہ یہ باتیں اس

(۱) فی التوبیر "وبکرہ دمدہ بعد واعرابی وفسق" إلح وفي الشامية "مل مشی فی شرح العنبة علی أن کراهة تقدیمہ کراهة تحریم" (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹، ۵۶۰ ط سعید)

(۲) فی فی التوبیر و شرحہ "ولو اذ قوما" وھم لہ کازھون "إن الکراہة لفساد فیہ أولا یھم أھق بالامامة مہ کرہ لہ ذلک تحریم" لحدیث سی ذود "لا یقبل اللہ صلاۃ من تقدم قوما وھم لہ کازھون" (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

(۳) و یرفع وھو مالول لہ بعدہ مالولہ غیر مأمون واعاخر أو طہیر بہ فسق (الدرا المحتار) کتاب الوقف ۳۸۰/ ۴ ط سعید

لیفیس لا یرول بالثلاث، الاشہ والطائر، القاعدة الثالثة ۵۶ ط میر محمد کتب خانہ کراچی

میں موجود ہیں۔

(۱) جموں و لنہر اور جموں شہادت دینا (۲) مسجد کاروپہ اپنے ذاتی مفاد میں خرچ کرنا (۳) مسجد کاروپہ اپنی وجاہت پیدا کرنے یا قائم رکھنے کے لئے خرچ کرنا (۴) مسجد کے ملازموں سے اپنے گھر کے ذاتی کام لینا اور اپنی خدمت کرنا (۵) قبرستان کی قبروں کو مندم کر کے اس پر ذاتی مکان بنانا (۶) اپنے رشتہ داروں کو مسجد کا ملازم مقرر کرنا اور پھر ان سے مسجد کے کام میں غفلت اور بے پروائی پر باز پرس نہ کرنا (۷) اپنے مخالف مسلمانوں کی شکایتیں افسران و حکام یا تک پانچپان آران کو نقصان پہنچانا۔

سوال یہ ہے کہ جس شخص میں یہ سب باتیں موجود ہوں تو مسلمانوں کا اس کی امامت سے ناخوش ہونا درست ہے یا نہیں اور وہ باوجود ان اعمال کے امامت کا اہل ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۳۷ محمد ع۔ ہف صاحب۔ پشاور۔ ۱۳ رجب ۱۳۵۹ھ ۱۹ اگست ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۵۲) اُمریہ واقع ہو کہ کسی امام میں یہ باتیں پائی جائیں جو سوال میں نمبر ۱ سے ۶ تک لکھی گئی ہیں تو ایسا شخص امامت کے کف نہیں ہے اور جماعت کا اس کی امامت سے ناخوش ہونا چاہیے اور جب کہ امام سے تمام جماعت یا جماعت کی اکثریت وجوہ شرعیہ کی بناء پر ناراض ہو تو امام کو ہرگز امامت کرنا جائز نہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ ثَلَاثَةٌ لَا تَجَاوِزُ صَلَاتِهِمْ اِذَا نَهَمَ الْعَبْدُ الْاِيْقَ حَتّٰى يَرْجِعَ وَامْرَاةٌ بَايَتْ وَرَوْحَهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ وَامَامٌ قَوْمٌ وَهْمٌ لَهُ كَارِهُونَ (ترمذی شریف)، یعنی تین شخص ہیں جن کی نماز ان کے کانوں سے تہہ ز نہیں کرتی (یعنی درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتی) ایک غلام جو آقا کے پاس سے بھاگ گیا ہو جب تک وہ اس نے آئے دوسرے عورت جو خود نہ کی ناراضی اور فحشی میں رات بسر کرے سوم وہ امام جس سے جماعت سے ناراض ہو یہ واضح رہے کہ جماعت کی ناراضی وہی معتبر ہے جو وجوہ شرعیہ پر مبنی ہو کیونکہ اگر امام صاحب امامت کی اہلیت رکھتا ہو امتدین قبیح سنت ہو تو جماعت کی ناراضی اور ہرگز ناراضی مؤثر نہ ہوگی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

نوٹی پسین کر نماز جائز ہے

(سوال) اگر زیادہ مقتدی فوف فیصدی دست پر پیش ہوں تو یا زیادہ صرف معمولی نوٹی پسین کر ہمیشہ امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۹۰ کو زیادہ معرف ریاست قلات (پوچستان) ۲۲ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ (جواب ۱۵۳) نوٹی کے ساتھ نماز پڑھنا اگر امامت جائز ہو اور امامت بھی بلا کر امامت جائز ہے خواہ مقتدی متعمم عول یا نہ ہوں زیادہ دست زیادہ (یہ کہہ سکتے ہیں کہ) خلاف اولیٰ ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ له۔

(۱) زاب ماجاء من اہل قوت وہم له کدھون ۸۶۱ ط سعید کبھی، ولو اہ قوت وہم له کدھون: ان الکراہۃ لیسبذ فیہ او لا یعم الحق لا مامۃ مہ کرہ له ذلت محبتہ ان ہو حق لا والکراہۃ علیہم (الدر المحتار باب الامامۃ ۵۵۹/۱ ط سعید)

(۲) وقد ذکر وان المسحب - یصلی فی فست وازر عسۃ ولا مکروہ لا کف، بالفلسوف ولا عرۃ لما اشہیر من العوام من کراہۃ ذلت الخ، عندہ الزعۃ رب ما یفسد - فسوف وہ مکروہ فیہا ۱۶۹ ط سعید کبھی

تعدہ اولیٰ میں درود پڑھنے والے کی اقتداء

(سوال) ایک امام درمیں قعدے میں اُتاتے بعد درود شریف پڑھ لیتا ہے اور اس کو جائز سمجھ کر سجدہ سو بھی نہیں کرتا اور خود اقرار کرتا ہے کہ ہاں میں ایسا کرتا ہوں اس امام کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۷۹۶

(جواب ۱۵۴) ولا یزید فی الفرض علی التّشہد فی القعدة الاولى اجماعاً فان زاد حامداً کرہ فحبب الا عادة او ساهبا وجب علیہ مسح السهو اذا قال اللّٰهم صل علی محمد فقط علی المذهب المفتی بہ (درمختار) قوله اجماعاً وهو قول اصحابنا و مالک و احمد و عند الشافعی علی الصحیح انها مستحبة فیہا للجمهور ما رواہ احمد و ابن خزيمة من حدیث ابن مسعود ثم ان کان النبی ﷺ فی وسط الصلوة نهض حين فرغ من تشہده قال الطحاوی من زاد علی هذا فقد خالف الا جماع بحر (رد المحتار) درمیں قعدے میں جو امام تشہد کے بعد قعدہ درود پڑھے اس کی نماز مکروہ واجب الاعداء ہوتی ہے لہذا اس کے پیچھے اقتداء کرنا مکروہ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

جس کی بیوی ہے پر وہ اس کی امامت کا حکم

(سوال) جس شخص کی موت پردے میں نہ رہے وہ شخص امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھ لیں تو وہ ہرانا چاہیے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۶۳۳ مبداء الحق امام جامع مسجد۔ دوحہ ضلع شیخ مح۔

۱۳ جمادی الآخری ۱۳۵۹ھ ۲۰۰۴ جولائی ۱۹۳۰ء

(جواب ۱۵۵) اگر امام اپنی عورت کو پڑھائی سے منع کرتا ہو اور اس کے اس فعل سے راضی نہ ہو مگر عورت خلوع کی بات نہ مانے تو امام پر اس کا موافقہ نہیں ہے اور اس کی امامت جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

مسائل سے ناواقف نہ کرنے والے کی امامت

(سوال) ہمارے محلے کی مسجد میں ایک پیش امام صاحب ہیں وہ صرف قرآن شریف پڑھے ہوئے ہیں ان کو مسائل کا علم بھی نہیں ہے اب کچھ عرصے سے انہوں نے لکڑیوں کا دیوار شروع کر دیا ہے بعض وقت وہ نمازیں غیر حاضر بھی رہتے ہیں۔

(۱) باب صفة الصلاة ۵۱۰ ط سعید کمیٹی دارالافتاء دارالحدیث (سورة فاطر ۱۸)

(۲) قال الله تعالى: "ولا تبرزوا رجلاً ولا تبرزوا رجلاً ولا تبرزوا رجلاً" (سورة فاطر ۱۸)

(المستفتی نظیر امیر الدین (امیرہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۱۵۶) تجارت رہا تو ایہ فیصلہ نہیں ہے جس کی وجہ سے امامت مکروہ ہو۔ مگر ان کا نمازوں کے وقت میں غیر حاضر بنانا مسائل سے واقف نہ ہونا یہ ایسی باتیں ہیں جن کی وجہ سے دوسرا عالم حافظ امام مقرر کرنا جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا

(سوال) ایک امام صاحب جان جو جہاں بھی ہزار کے ٹوپی پہن کر فرض نماز پڑھاتے ہیں رکن الدین قلعہ بہ بنہ بیدار شریعت اور فقہی، مسیری وغیرہ میں کہتے ہیں کہ نسیان کے ساتھ جائز ہے ورنہ مکروہ ہے۔

(المستفتی نظیر امیر الدین (امیرہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۱۵۷) ٹوپی سے نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے امام باندھ کر نماز پڑھنا افضل ہے مگر بغیر غلامہ کے صرف ٹوپی سے نماز پڑھنا بھی مکروہ نہیں ہے بھال سے اور قصد ترک کرنے میں مختلف حکم نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

حافظ قرآن ناظرہ خواں سے افضل ہے

(سوال) پیش امام حافظ قیامت کے دن مقتدیوں کی خدمات پیش کرانے کا ایسی کوئی حدیث ہے یا نہیں؟ اور ناظرہ پیش امام سے حافظ پیش امام کی بزرگی ہے یا نہیں؟

(نظیر امیر الدین (امیرہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۱۵۸) حافظ، قرآن ناظرہ خواں سے افضل ہے شریعہ اعمال صالحہ دونوں کے یکساں ہوں۔

نیک لوگ جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بخشے جائیں اور اللہ تعالیٰ کے مقبول ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے شفاعت کر سکیں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

متعلق صحت امامت

(سوال) متعلقہ صحت امامت

(۱) والا حق ولا امامة تصدب من بعد الا علم بالحکمہ۔۔۔ لا یحظ حجة و فساد شرط احسانه للفقوا حسن الضاهرة

الح (الدر المختار) باب الامامة ۵۵۷/۱ ط سعید

(۲) وقد ذکرنا ان المستحب ان یصلی فی قیامت و امامة ولا یحکمہ الا کشفه بالقفسوة الح (عمدة الرعاية

علی هامش شرح الوقایة) باب ما یفسد الصلاة وما۔۔۔ ص ۱۶۹ ط سعید

(۳) قال فی التارخانیة "ولو ان رحین فی لفظه و صلاح سواء الا ان احدهما اقرأ فقدم القوم الآخر فقدمنا سوا

السة (رد المحتار) باب الامامة ۵۵۹ ط سعید

(جواب ۱۵۹) اگر امام سود خوار کے ہاں روزہ افطار کرتا ہے تو وہ اپنا نقصان کرتا ہے اس سے تمہاری نماز میں کوئی خلل نہیں دیتی ہوتا تو اچھی بات ہے لیکن جس کے ہاں نہیں آئے وہ لوہا بوقوں کے لحاظ سے دینی واپس لے لیا ہے بہر ہو تو اس کو ترجیح دی جائے گی مثلاً مفتی پر بیہ گار ہو قرآن مجید اچھا پڑھتا ہو وغیرہ ۱۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدی

امام مقرر کرنے کا اختیار کس کو ہے

(سوال ۱) جس ملک میں سلطان یا نائب سلطان نہ ہوں یا موجود تو ہوں لیکن شرعی امور کی طرف ان کی باطل توجہ نہ ہو تو امام یا نائب امام مقرر کرنے کا حق شرعی کس کو ہے؟ (۲) اگر مصلین و کمیٹی مسجد ایک ایسے متدین شخص کو نیت کے لئے مقرر کریں جس پر ہمہ امور مصلین حسن اعتقاد رکھتے ہیں اور بلیب خاطر اس کی اقتدار کرتے ہیں اور امام نیت کے لئے ایسے شخص کو پیش کرے جس پر مصلین کا اعتماد اور اطمینان نہ ہو تو کیا مسنین امام کے پیش کردہ نائب کو تسلیم کرنے پر مجبور ہیں؟ (ص ۱۳۰-۲ سعید) (۳) شامی جلد اول ص ۵۶۲ میں ہے ہو صریح فی جوار استنباط الخطیب مطلقاً او کالصریح (ص ۱۳۲ ج ۲ سعید)۔ اور ص ۵۶۳ میں ہے لو صلی احد بغیر ادن الخطیب لا یجوز (ص ۱۳۳ ج ۲ سعید) اور ص ۵۶۳ میں ہے و یصب العامة الخطیب عبر معتبر من ظاہر میں ہلہ مذکورہ فتویٰ روایت سے اس بات پر استدلال کرتے ہیں کہ نائب مقرر کرنے کا حق شرعی صرف امام کو ہے۔

المستفتی عبدالوہاب سکرینی مسجد کمیٹی

(جواب ۱۶۰) (۱) اگر مسجد کی کوئی کمیٹی ہے تو وہ امام یا نائب امام مقرر کرنے کی مستحق ہے لیکن اگر کمیٹی نہیں ہے تو مسجد کے نمازیوں کی جماعت کا حق ہے۔ (۲) نائب امام وہی ہو گا جس کو مسجد کی کمیٹی یا نمازیوں کی کثرت رائے سے مقرر کیا گیا ہے صرف امام کو تھا اس کا اختیار نہیں ہے خصوصاً جب کہ امام خود بھی امامت کا تنخواہ دار ملازم ہو (۳) خطیب سے تنخواہ دار خطیب مراد نہیں ہے کیونکہ تنخواہ دار خطیب تو ملازم مستاجر ہے اس کے لوہا پر احکام اعتبار کے نافذ ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدی

۱۔ والحق بالامامة تقديمنا من نصب لا علم بحكام الصلوة صحة وفساد بشرط احتياجه لفوق حش الفظه له الاحسن تلاوة وتجويد للقرآنة له الاورجى الأكثر انشاء لمسببات (سور مع الدر) باب الإمامة ۱ ۵۵۷ ط سعید کمپنی

۲۔ والحق بالامامة تقديمنا من نصب لا علم بحكام الصلوة صحة وفساد بشرط احتياجه لفوق حش الفظه له الاحسن تلاوة وتجويد للقرآنة له الاورجى الأكثر انشاء لمسببات (سور مع الدر) باب الإمامة ۱ ۵۵۷ ط سعید

۳۔ واحار بعضهم الاقرا واحار بعضهم غيره للهرة للاكثر كذا في السراج الوهاج (عل المجربة الفصل الثاني من هرا حق بالامامة ۸۴/۱ ط مكنه ماحديه كونه)

زنا کے مرتکب کی امامت مکروہ ہے

(سوال) زید پیدائشی نیک اور پندہ شریعت حد درجہ کا ہے اور نماز باجماعت کا پابند بھی اسی درجہ کا ہے اور عرصہ تیس سال سے نماز کی تکمیل اللہ پڑھاتا ہے مگر اب کچھ دنوں سے ایک ایسے چکر میں پھنسا اور مجبوراً پھنسا کہ زنا کا مرتکب ہو گیا زید عرصہ چودہ سال سے مجرد تھا صرف نکاح کرنے کی غرض سے زنا کا مرتکب ہوا۔ مگر زید کا زنا کسی کو معلوم نہیں ہے اور واقعہ ٹھیک ہے مگر زید اس فعل سے باز آجائے اور توبہ کرے تو اس صورت میں زید کی امامت درست ہوگی یا نہیں؟

(جواب ۱۶۱) زید زنا کا مرتکب ہوا تو اس کی امامت ناجائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لدہ دہلی

(۱) رشوت دینے والے اور بلیک کرنے والے کی امامت

(۲) جواب دیگر

(۳) جواب دیگر

(سوال) زید رشوت دیکر اور بلیک کرنے والی اپنی روزی کماتا ہے اور زید کا لڑکا زید کی شرکت میں ہے اور زید دیگر تجارت بھی کرتا ہے وہ بلیک سے نہیں زدہ ہے اور زید نے دوسروں کا روپیہ مار کر دیوالہ نکالا ہے کیا زید کے لڑکے کی امامت درست ہے؟

(جواب ۱۶۲) زید اور اس کے لڑکے کی امامت ناجائز ہے کیونکہ لڑکا بھی اس حرام کاروبار میں شریک ہے (۱) محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لدہ دہلی

(جواب دیگر ۱۶۳) بیش لام آبر و از حسی کتروائے اور خشکی شری رکھے تو اس کی امامت مکروہ ہے اس کو امامت سے علیحدہ کر دیا جائے مسجد کے دیواریوں پر بلا کسی حذر کے سونا ناجائز ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لدہ دہلی

(جواب دیگر ۱۶۴) خدا اور رسوں کے احکام میں سید اور امتی دونوں داخل ہیں اور مکلف میں اگر کوئی سید کوئی خلاف شرع کام کرے تو اس پر بھی اسی طرح مواخذہ ہوگا جس طرح کسی غیر سید پر ہو تا ہے اگر سید نے کسی جائز معاہدے پر رضامندی دیدی اور اس کے بعد اس سے بلاوجہ انحراف کیا تو عہد شکنی اور وعدہ خلافی کا ان پر بھی گناہ نہ ہوگا سید ہونے کی وجہ سے وہ اس مواخذے سے بری نہ ہو جائیں گے چار آدمیوں کے سامنے اقرار کر کے پھر جانا بھی ایسی ہی عہد شکنی ہے جیسے کہ چوری پنچایت کے سامنے وعدہ کر کے پھر جانا

(۱) دل فی التوبہ "وبكره امامة عبد واعرابي وفسق الح وفي الشامة" من الفسق وهو الحروح عى الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب لکنه كشارب الحمر والراى الح (باب الامامة) ۵۶۰ ط سعید

(۲) دل فی التوبہ "وبكره امامة عبد واعرابي وفسق الح (باب الامامة) ۵۵۹ ۵۶۰ ط سعید

(۳) فی التوبہ "وبكره امامة عبد واعرابي وفسق الح وفي الشامة" بل منى فی شرح المسئلة على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم (باب الامامة) ۵۵۹ ۵۶۰ ط سعید

کی صورت میں ہوتی بلکہ سیدوں پر اتباع شریعت کی ذمہ داری ان کے منصب کے لحاظ سے زیادہ ہوتی ہے اگر سید صاحب اپنے عہد کو پورا نہ کریں اور اپنی کوتاہی پر تادم ہو کر توبہ نہ کریں تو لوگوں کو حق ہے کہ وہ ان کے پیچھے نماز پڑھیں اور دوسرا امام مقرر کر لیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

بطور دو افیون کھانے والے کی امامت

(سوال) ایک شخص جس کی عمر اگست ۷۸ سال ہے سولہ سال قبل چپچس میں مبتلا ہوا تھا عرصہ دراز تک علاج کرانے پر کوئی فائدہ نہیں ہوا تو حکیم صاحب نے افیون کھانے کا مشورہ دیا جب سے وہ افیون کھاتا ہے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۸۷ نذر الدین ضلع چاندا (سی پی)

حکم رمضان ۱۳۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶۵) اگر افیون کھانے کی وجہ سے حرکات و سکنات اور شعور و احساسات میں تفاوت آتا ہو تو امامت جائز ہے اور اگر یہ بات نہ ہو اور کھانا بھی رہنا ہے علاج ہو تو امامت جائز ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

جس نے سنتیں نہ پڑھی ہوں نماز پڑھا سکتا ہے

(سوال) جو امام فرضوں سے پیسے کی سنتیں لوانہ کرے اور نماز کے لئے کھڑا ہو جائے اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۶۶) اس کے پیچھے نماز تو ہو جاتی ہے مگر اسے ایسا ضرورت کے کرنا نہ چاہیے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

پابند شریعت عالم کو امام بنانا افضل ہے

(المحییۃ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۳۷ء)

(سوال) زید پابند شریعت ہے اور مسائل سے واقف ہے دیندار اور متقی ہے امامت اور درس و تدریس مشغول ہے اور عمر و صاحب اکثر نماز نہیں پڑھتے عمر میں بڑے ہیں لیکن محصل مدرسہ ہیں اور اس ہستی میں جتنے مسئلوں کو قرض سودی دیا جاتا ہے اس کے محرر اور غیب ہیں امامت کے لئے ان دونوں میں سے کون بہتر ہے؟

(۱) وأولوا بالعہد إن العہد کان مسئلۃ (سنی اسرائیل : ۳۴)

(۲) (احسن الفتاوی : ۲۸۶/۳ طبع سعید کمپنی حیدر الفتاوی ۳۳۹۰۲ طبع ملتان)

(جواب ۱۲۷) صورت مسوئلہ میں زیdalemat کا مستحق ہے اور عمر و جو نماز کا پابند بھی نہیں اس کی امامت مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ فان اللہ!

استحقاق امامت کس کو ہے؟

(المجمیعہ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) -----

(جواب ۱۶۸) جو شخص نماز روزے کا پابند اور نماز روزے کے احکام سے واقف ہے وہ امامت کا مستحق ہے امامت کے لئے ذاتی صلاحیت و لیاقت چاہیے باپ و دوات امامت چلی آنے سے لازمی استحقاق حاصل نہیں ہوتا ہاں اگر خود بھی صلاحیت و لیاقت رکھتے ہو تو خود ان کی امامت و ترجیح ہو سکتی ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ! مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) غلط پڑھنے والے کی اقتداء کا حکم

(۲) امام مسجد نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے

(المجمیعہ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک جامع مسجد میں باوجود امام مقررہ موجود ہونے کے ان کے حضوری میں متولی نے ایک ایسے شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دیا جو قرآن صحیح نہیں پڑھتا اور قف میں فرق نہیں کرتا نہ اور قصر کا لحاظ نہیں پھر اسے مصلیٰ اس سے تفرق و کارہ میں اب اس نے نماز پڑھائی اور نماز میں سورہیں کا پسا رکوع پڑھائیں کثرت سے غلط فاحش سرزد ہوئے یہاں تک کہ لعن العوسلین کی جگہ لا من پڑھا اور حکیم کو حکم پڑھا خوشی الرحمن کی جگہ خوشی الرحمن بالرحمن پڑھا مقتدیوں میں عالم محقق موجود تھے انہوں نے امام مقررہ سے نماز کو اعادہ کرایا یہ اعادہ کرانا کیسا ہے؟

(جواب ۱۶۹) ایسے شخص کو باوجود ان میں جو قرآن شریف صحیح پڑھ سکتا ہے غلط پڑھنے والی کی امامت درست نہیں۔ اگر کسی شخص سے سوال کوئی غلطی ہو جائے تو اس کا حکم جداگانہ ہے اور صورت مسوئلہ کا حکم جدا اب اس صورت میں یہ حکم نماز کا اعادہ کرنا صحیح تھا کیونکہ پہلی نماز درست نہیں ہوئی تھی امام معین کے سامنے بدو ان اس کے لقن کے دوسرے شخص کا نماز پڑھانا بھی مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ!

(۱) وکذا فیکرہ حنفی امرہ و شارب لحم و اکل الربا الخ (الدر المختار بالإمامۃ ۵۶۲ ط سعید)
 ۲. والاحق بالإمامۃ تقدیماً علی من لا علمہ بالحکام للصلوة فقط صحة و فساداً بشرط احتیاجہ لعمد احش الطاهرۃ الخ (الدر المختار باب الإمامۃ ۵۵۷ ط سعید)
 ۳. ولا غیر لا یلع نہ ہی مالاً لنع علی الأصح (الدر المختار باب الإمامۃ ۵۸۱ ط سعید)
 ۴. واعلم ان صاحب السب و مثله امامہ المسند الراجح اولی بالإمامۃ من غیرہ مطلقاً الخ (الدر المختار باب الإمامۃ ۵۵۹ ط سعید)

جس کی بیوی زانیہ ہو اس کی امامت

(المجمیعہ مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک شخص کی عورت غیر مرد کے ساتھ حکم غلط کرتی ہے خاوند کو بھی اس کا علم ہے ایسے شخص کو امام بنانا مقرر کرنا کیسا ہے؟

(جواب ۱۷۰) اگر یہ شخص اپنی عورت کو اس فعل شنیع سے منع کرتا ہو اور اس کو روکنے کی کوشش کرتا ہو مگر وہ باز آتی ہو تو یہ معذور ہے لیکن اگر منع نہ کرے اور نہ اس کو روکنے کی کوشش کرے تو یہ دیوث اور ب غیرت ہوگا اور اس کی امامت مکر وہ ہے، محمد کفایت اللہ کا ان شاء اللہ

ناظرہ خواں کے پیچھے حافظ کی نماز درست ہے

(المجمیعہ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) ناظرہ خواں یا ناخواندہ امام کے پیچھے حافظ قرآن کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۷۱) ناظرہ خواں یا ناخواندہ امام جب کہ قرآن مجید صحیح پڑھتا ہو اور مسدات نماز کا ارتکاب نہ کرتا ہو اس کے پیچھے حافظ اور عالم کی نماز بھی ہو جاتی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کا ان شاء اللہ

برص والے شخص کی امامت

(المجمیعہ مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک شخص مرض برص میں مبتلا ہے ہاتھ چہرہ اور جسم کے اکثر حصے پر سفید داغ سرفی مائل ہیں اطباء کہتے ہیں کہ یہ مرض جذام کی حد تک پہنچتا ہے کیا ایسے شخص کی امامت جائز ہے؟ کیا اس سے مصافحہ کر سکتے ہیں؟ کیا وہ مسجد کے حوض میں یا اونوں سے وضو کر سکتا ہے؟

(جواب ۱۷۲) مبروص کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے البتہ جب برص اس حد تک ظاہر ہو جائے کہ مقتدیوں کو نفرت اور کراہت پیدا ہو تو اس کی امامت مکر وہ ہے (۲) حوض میں وضو کرنا جائز ہے کیونکہ برص میں ظاہری طور پر کوئی نجاست نہیں ہوتی صرف جلد پر دھبے ہوتے ہیں مسجد کے برتن بھی وہ وضو کے لئے استعمال کر سکتا ہے۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ

(۱) فی فی التوبیر ”ویکیرہ الإمامۃ عند و عمری و فسطح الخ (باب الإمامۃ ۱/ ۵۵۹ ط سعید)
(۲) و اعلم ان صاحب البیت و منلہ امامہ المسجد الراتب اولی بالإمامۃ من غیرہ مطلقاً (در مختار) و فی الشامیۃ
و ان کان غیرہ من الحاضریں هو أعلم و أفراً (باب الإمامۃ ۱/ ۵۵۹ ط سعید)
(۳) و کذا لکیرہ حلف أمد و ارض شاع مرصد الخ و فی الشامیۃ ”و لظہر ان العلۃ البصرۃ و کذا قید الأوص
بالشیوع“ لیكون طاهرأ (باب الإمامۃ ۱/ ۵۶۲ ط سعید)

جولائے کو امام بنانا کیسا ہے؟

(المجمیعہ مورخہ یکم اگست ۱۹۲۸ء)

(سوال) فی زمانہ سید لوگ کہتے ہیں کہ جولائے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اور وہ خود شیخ وقتہ نماز لو نہیں کرتے اور جاہل و ناخواندہ ہیں اور قوم جو زبان میں حفظ علم ہیں ان کے پیچھے جاہل سید نماز نہیں پڑھتے۔

(جواب ۱۷۳) جو ہے کی امامت جائز ہے اور جب کہ وہ علم و صلاح میں باقی لوگوں سے اچھا ہو تو اسی کو امام مقرر کرنا افضل ہے یہ خیال کہ سید کی نماز جولائے کے پیچھے نہیں ہوتی غلط ہے (۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

امام مسجد نماز جنازہ پڑھا سکتا ہے

(المجمیعہ مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۳۲ء)

(سوال) ایک شخص امام ہوتا ہو کوئی غلطی کرتا ہے یا مسلمانوں میں نا اتفاقی ڈال رہا ہے بعض مسلمانوں کو اس پر بہت سے شکوک ہیں یعنی اس کے ایسے جرم ہیں جو کہ ظاہر ہیں اگر وہ امام جنازے کی نماز پڑھائے تو کیا اس امام کے پیچھے نماز جنازہ ہو سکتی ہے؟

(جواب ۱۷۴) اس امام کے وہ افعال نکصن چاہیئے تھے تاکہ معلوم ہوتا کہ وہ کس درجے کے جرم میں اور جب وہ ہچکچاہٹ نماز میں امامت کرتا ہے تو جنازے کی نماز بھی پڑھا سکتا ہے جو حکم ہچکچاہٹ نمازوں میں امامت کا ہو گا وہی جنازے کی نماز میں امامت کا ہو گا (۲) محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ۔

ڈاڑھی کاٹنے والے کی امامت

(المجمیعہ مورخہ ۵ جولائی ۱۹۳۳ء)

(سوال) ہمارے شہر میں صرف ایک حفظ قرآن ہے لیکن اس کی ڈاڑھی ایک مشت سے آچھے کم ہے کیونکہ وہ ڈاڑھی کو تراش لیتا ہے اس کے پیچھے تلوٹ پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۷۵) اگر دوسرا امام اس سے بہتر مل سکتا ہے تو اس کو امام نہ بنایا جائے یا ایک مشت ڈاڑھی رکھنے کے لئے اس کو کہا جائے اور وہ ڈاڑھی پڑھا لے تو جائز ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) والحق مالا مامعة تقدیما بل صب الاعلم احکام الصلوٰۃ فقط صحة و فساد بشرط احسانہ للخواص الطاهرة (المسرح المحدث) باب الإمامة ۵۵۷ ط سعید

(۲) ابی الناس بالصلاة علیہ السلفان ثم امام الحی ثم المولیٰ هكذا فی اکثر المصنوع (عالمگیریہ) باب الحادی والعشرون فی الحائز ۱۶۳۰ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۳) ولا بأس متب الشیب وحده اطراف اللحية والسنة فیها القصة ولذا يحرم علی الرجل قطع لحية الح (المسرح المحدث) کتاب الحظر والإباحة فصل فی البیع ۴۰۷/۶ ط سعید

(۱) تعزیہ بنانے والے کی امامت

(۲) سگریٹ پینے والے اور محفل میلہ کرنے والے کی امامت

(سوال) (۱) ایک شخص امام مسجد اپنے ہاتھ سے تعزیہ بناتا ہے اور منع کرنے والے کو کہتا ہے کہ اس کی ممانعت قرآن مجید میں دکھاؤ اور امام مذکور پیشاب کے بعد ڈھیا بھی استعمال نہیں کرتا ہے کیا ایسے شخص کی امامت درست ہے؟

(۲) ایک دور شخص امام مسجد محفل میلہ کی نعت خوانی میں باعقاد تشریف آوری رسول کریم ﷺ قیام کو واجب جانتا ہے اور بیڑی سگریٹ بھی پیتا ہے اور نجومیوں کی جشن گونیوں کے قاب تارخ خسوف خسوف ہوگا وغیرہ کی تصدیق کرتا ہے تو ایسے شخص کی امامت کیسی ہے؟

(جواب ۱۷۶) (۱) تعزیہ بنانا اہل سنت و جماعت کے نزدیک سخت گنہ ہے کہ اس میں اسراف و تجذیر اور شرکیہ اعمال و اعتقادات شامل ہوتے ہیں اس لئے اس فعل کے مرتکب کی امامت مکروہ ہے ۱۱

(۲) قیام کو باعقاد و تشریف آوری آنحضرت ﷺ واجب جاننا جمالت اور ضلالت ہے حضور ﷺ کی تشریف آوری کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں اس فعل کے مرتکب کی امامت بھی مکروہ ہے کسوف خسوف کی خبر کو تجربہ کی بنا پر یہ سمجھنا کہ ممکن وقوع ہے یہ غیب دہی سے پیچیدہ ہے اور یہ وجہ ممانعت امامت کی نہیں ہو سکتی ۱۲

محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

(۱) بذریعہ مشین ذبح کئے ہوئے بھرے کا گوشت پہنچنے والے کی امامت

(۲) قصاب کا امام بننا کیسا ہے؟

(۳) کچے چمڑے کے تاجر کی امامت

(۴) جس کی بیوی بے پردہ ہو اس کی امامت

(۵) نشہ خور اور گالی دینے والے کی امامت

(۶) جس امام سے مقتدی تاخوش ہوں اس کی امامت

(۷) فاسق و فاجر کی امامت کا حکم

(۸) فاسق و فاجر کا زبردستی امام بننا

(المجمیعہ مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) (۱) اگر ایک مسلمان حافظ قرآن بلوچو دین کے ضروری احکام سے واقفیت رکھنے کے غیر مسلم اقوام کے پاس بغرض جھجھ یعنی گردن رتنے کے لئے جانور (بکر وغیرہ) لپکتا ہو جب کہ اس کو علم ہے کہ وہ

جھٹکھ کریں گے اور پھر صاف ہوئے کے بعد ان کے پاس توں فروخت کرتا ہو زندہ بخرانی قیمت مقرر کر کے دیتے ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اس سے گوشت خرید کر کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) قصائی کا پیشہ اسلام میں کیسا ہے نیز ایک قصاب کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جو خود ہی کمال اتارے خود ہی پونی کر کے بیٹے اور اسی کو اپنا پیشہ بنائے کیوہ جماعت نہ اسکتا ہے؟ (۳) کچے چڑے کی تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو ایسا کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ (۴) اگر کسی شخص کی عورت گانے والی ہو یا رائے نام پر وہ کرتی ہو اس کی امامت کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۵) ایک شخص بد کلام ہے (کالی گلوچ دیتا ہے) اور وہ حکم پندرو گھمغھم ایفون وغیرہ میں سے کسی چیز کا نشہ کرتا ہے اس کو امامت چاہئے یا نہیں؟ یا ایک شخص نہ نہ وہ دہلیہ کرتا ہے مثلاً پوری کرنا سو خوری یا فونو کھینچتا ہے اس کی امامت کا حکم بھی نکلیں نیز ایک خانہ سال جو خزیڑ پکا کر انگریزوں کو کھلاتا ہے اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟ یا ایسا آدمی ایک مسلم جماعت یا انجمن کا صدر ہو سکتا ہے؟ (۶) ایسا شخص جس میں مذکورہ عیوب ہیں اور مقتدی اس کی امامت نہیں چاہتے لیکن ایک صاحب اقتدار شخص کے بل پر وہ جبراً امامت کرتا ہے اس کے پیچھے جماعت سے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۷) ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ نماز فاسق و فاجر کے پیچھے بھی ہو جاتی ہے فاسق کی تعریف کیا ہے؟ (۸) اگرچہ مقتدی وجود تمام توں کے حکم کے اپنی ضد پر قائم رہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز سمجھتے رہیں تو ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(جواب ۱۷۷) (۱) اگر کوئی مسلمان کسی ایسے شخص کے ہاتھ بخرانی دے جو جھٹکھ کرتا ہے تو یہ مسلمان گناہ گار نہیں ہوگا کیونکہ جھٹکھ کرنا اس کا فعل نہیں ہے بلکہ اگر اس کو یہ معلوم ہے کہ یہ جھٹکھ کرے گا تو پتہ بہتر ہے اور حق دے تو گناہ گار نہیں اب جھٹکھ کئے ہوئے بخرے کا گوشت پتہ مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے۔ چکی صورت میں امامت جائز ہے اور دوسری صورت میں مکروہ ہے یعنی جب کہ وہ اپنا جائز اور جھٹکھ کر کر گوشت فروخت کرتا ہو۔ (۲) قصاب کا پیشہ اسلام میں جائز ہے اور قصاب کے پیچھے نماز بھی جائز ہے اگرچہ وہ خود کھانا اتارتا ہو اور گوشت فروخت کرتا ہو (۳) مذکورہ حلال جانوروں کے کچے چڑے کی تجارت جائز ہے ہاں غیر مذکورہ جانوروں کی کھال کی تجارت حد دباخت جائز ہوتی ہے۔ (۴) اگر یہ شخص اپنی عورت کے اس فعل سے راضی نہ ہو اور اس کو منع کرتا ہو تو اس کی امامت جائز ہے۔ (۵) جو شخص بد

(۱) لا بأس مع العسر لمن بعدہ اب سجدہ حبر، ومن اخرین ما یجوز فیہ بیت ناز او کسبہ او معة او ماع فیہ العسر بل سواد فلا بأس بہ، رد بہ کتب لکروا فیہ فصل فی لبع ۴ ۷۶ ط مکنہ شریکۃ غنیمہ ملان

(۲) وبجور الاستحار علی لکادہ لا بالمقصود مہا، فمع الاوداج لہ، وغالبیہ رد کتب لا حارہ فصل فی المتفرقات ۴ ۵۵۴/۴ احادیثہ کوئٹہ

(۳) قال فی التوبہ و سرحہ و حمد مہ قبل الذبح و بعدہ ای الذبح یا مع و یسبح بہ الخ و فی الشامیہ (رقبۃ جلد مینہ) قید مہ لا یہا لہ کانت مدوحہ مع لجمہ و حیدھا حار لا یہ یقفہر مائدۃ الخ، اب الدہ السدہ ۷۳ ط سعید

(۴) قال اللہ تعالیٰ: "ولا تروروزہ و رحری (سورۃ فطر ۱۸)

کلام دشنام و ہندہ نشہ باز ہو یا مدہ یہ سناہ کبیرہ کرتا ہو مثلاً چور زانی شراب خور ہو (اس کو فاسق کہتے ہیں) اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے اسی طرح فو کو تکلیف دہنے والے اور خنزیر پکا کر کھلانے والے کی امامت بھی مکروہ ہے اور ان صفات کا شخص اس قابل بھی نہیں کہ انہیں اسلام میں کا صدر رہنا جائے صدر کوئی صحت و بیدار ہونا چاہیے (۶) جب کہ مقتدی مجاور پر امام صاحب کی امامت سے ناخوش ہوں تو امام صاحب کو نماز پر حاضری اور زبردستی امامت کرنی گناہ ہے (۱۰) (۷) فاسق وہ ہے جس کے پیچھے نماز پڑھنے کے لیے یہ مطلب نہیں کہ غیر اہل بیت جائزے نماز ہو جاتی ہے مگر کہ بہت تحریمات کے ساتھ ہوتی ہے (۱۰) (۸) جو وہاں ایسے شخص کو امام بنانے پر اصرار کریں جس کی امامت ناجائزہ مکروہ ہے وہ ظالم ہیں اور اہل بیت کی ضد جان بہرہ خور ہو تو وہ بھی فاسق ہو جائیں گے۔

اگر وہ شخص جس کی امامت مکروہ ہے زبردستی امامت کرے تو دوسرے خیر کے لوگوں کو پوچھے کہ دوسری مسجد میں نماز پڑھنا جماعت پڑھ کر یہاں مسجد میں دوسری جماعت قائم نہ کریں یا اسی امام کے پیچھے نماز پڑھ کر اعادہ کر لیا کریں (۱۰) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کانے شخص کی امامت

(المحیۃ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) ایک شخص یک چشم ہے امامت کرتا ہے حافظ قرآن بھی ہے کیا اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے جب کہ دونوں آنکھوں والا اہل سنت ہے؟

(جواب ۱۷۸) یک چشم کی امامت جائزہ کوئی وجہ اہل بیت کی نہیں ہے (۱۰) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بلا وجہ شرعی امام کے پیچھے نماز کا ترک

(المحیۃ مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) زیر بحث خط فقہی سے اپنے محمد کی مسجد کے امام سے زناوت خت کا بی و رہ تہ پانی شک پانچ تہنی

(۱) قال فی التوبیر "وبكره صمد عذ وغری فی فاسق الخ وفي الشاميه" بل منی فی شرح السیه علی ان كرهه تقبیحه كراهة تحریم (باب الإمامة ۱ ۵۵۹ ۵۶۰ ط سعید)

۲، ولو ام قوما وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه اولاً بهم احق بالامامة كره له تحریماً لحديث ابن داود لا یقبل الله صلاة من تقدم قوماً وهم له كارهون (والمر بالمجتاز باب الإمامة ۱ ۵۵۹ ط سعید)

(۳) قال فی التوبیر "وبكره صمد عذ وغری فی فاسق الخ وفي الشاميه" بل منی فی شرح السیه علی ان كراهة تقبیحه كراهة تحریم (باب الإمامة ۱ ۵۵۹ ط سعید)

(۴) یہ تحریر درج ذیل کے ہے: فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے فی البیہر عن المحض صلی حلف فاسق او مستدع بال فصل الجماعة (رد المحتار باب الإمامة ۱ ۵۲۲ ط سعید)

(۵) (فتاوی دار العلوم دیوبند ۳۱۴، ۳۱۳، ۳۱۲ ط مکتبہ امادیہ مظان)

ہے یا نہیں مشارف عیدین اور آئین بلخبر وغیرہ اسی طرح خفی مقتدی شافعی امام کے پیچھے خفی طریقے پر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۸۱) ہاں شافعی مقتدی خفی امام کے پیچھے بھی رفع یدین اور آئین بلخبر پر عمل کر عکبات اسی طرح خفی مقتدی شافعی امام کے پیچھے اپنے طریق پر یعنی بغیر رفع یدین اور بغیر آئین بلخبر نماز پڑھ سکتا ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

امام کا مقتدیوں سے بلند جگہ پر کھڑا ہونا
(المجمیعہ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) اگر امام مقتدیوں سے چار یا چھ انگل اونچائی پر ہو تو نماز ہوتی ہے یا نہیں؟
(جواب ۱۸۲) اگر امام دو چار انگل اونچی جگہ پر ہو تو نماز میں نقصان نہیں آتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مجاور کی امامت

(المجمیعہ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۳۷ء)

(سوال) اگر ایک مہرہ رولی اللہ کا پیشہ لگتا کر رہا ہو تو اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟
(جواب ۱۸۳) مہرہ رولی شک بدست کا کام نہ کرتا ہو تو اس کی امامت درست ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

پابندی سے نماز نہ پڑھنے والے کی امامت

(المجمیعہ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۷ء)

(سوال) (۱) زید ایک شہر کی جامع مسجد کا امام اور کو نسل کا ممبر بھی ہے جمعہ اور عیدین بھی پڑھاتا ہے مگر وہ ظہر عصر کی نماز نہیں پڑھتا اور جب کو نسل میں جاتا ہے تو کئی وقت کی نمازیں غائب کر دیتا ہے۔
(۲) ایک شخص ایک مسجد میں مؤذن ہے اور امامت بھی کر لیتا ہے جمعہ اور پنج وقتہ نماز پڑھاتا ہے کیا اس کے پیچھے نماز صحیح ہو جاتی ہے۔

۱، وكذا تكبره حلف امره، والى ان قال: ورواه سنن منق و صحيح كشافه، لكن في وثق الحران يثق المراجعة له بكرة الحج وفي التسمية، وما لا يفتد، والمخالف في الفروع كالتشافي فيحور عالم يعلم منه ما يفسد الصلاة على اعتقاد المتقدم عليه الإجماع (باب الإمامة) ۱/ ۵۶۲، ۵۶۳ ط سعید
۲، قال في التوبة و شرحه: وكبره، أعراد الإمام على الدكان للهي بقدر الارتفاع بدراع، ولا بأس بمعاذوه و قبل ما يقع به الا مبار وهو الاوجه (باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها) ۲/ ۴۶۰ ط سعید
۳، قال في التوبة: ويكره مائة عدد و عراني و فاسق و مستدع الحج (باب الإمامة) ۱/ ۵۵۹ ط سعید

(جواب ۱۸۴) (۱) ترک نماز موجب فسق ہے اور فسق والساہناتا مکروہ ہے (۱)

(۲) ایک شخص مہذب بھی ہو وہی اہمیت بھی کرے اس میں کوئی کراہت نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

پیش امام کی تعظیم و تکریم واجب ہے

(تعمیم مورخہ ۵ نومبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) پیش امام کا کتنا رتبہ ہے؟

(جواب ۱۸۵) پیش امام کی عزت و توقیر کرنی چاہیے اس کی بے عزتی اور توہین اور ہتک کرنی حرام ہے۔

محمد کفایت اللہ غفر لہ ولی

فصل دوم

جماعت

مسجد میں تکرار جماعت کا حکم

(سوال) جماعت ثانیہ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۸۶) جماعت ثانیہ اگر جماعت اولیٰ کی بیعت پر ہو اور ایسی مسجد میں ہو کہ جس میں جماعت معینہ

ہوتی ہے تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر یہ تہذیب میں ہو تو مکروہ تنزیہی ہے اور غلط الاماں یا عذر حواہ مکروہ

تنزیہی کے منافی نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جماعت سے ہٹ کر الگ نماز پڑھنا

(سوال) ایک مسجد میں نماز فرض کی جماعت ہو رہی ہے اور ایک دوسرا شخص جماعت ہونے کے وقت اپنی

اپنی نماز پڑھنے شروع کر دیتا ہے یا کہ وہ جماعت میں داخل ہو سکتا ہے تو اس شخص کی نماز ہونی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۵ میں اللہ عز و جل فرماتا ہے: غلبہ ۱۲ ایما کی ۱۳ جولائی ۱۳۵۲ء ۳ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۱۸۷) نماز تو وہ پابندی میں آکر وہی اہمیت کو چھوڑ کر یہ حد نماز پڑھتے گا تو ترک

(۱) ایضاً حاشیہ صفحہ گذشتہ

(۲) الا فصل كون الإمام هو المودود (المر المختار) باب الاداء ۱۹۱ ط سعید

۳. و مکروہ تکرار الجماعة نادان و غافلہ فی مسجد محلہ درمجرعہ فی الشافعی و وہ مافی باب الاداء - ۱۰۰

بی یوسف ابنہ ۱۰۱۰ مکن الجماعة علی الفسہ الاولی لا مکروہ و الا مکروہ و هو الصحیح باب لادامہ مصنف فی

تکرار الجماعة فی المسجد ۱۹ ۵۵۳ ط سعید

جماعت کا گناہ گار ہو گا؟

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جماعت اعادہ میں نئے آنے والے کی شرکت درست نہیں

(سوال) فرض نماز کی جماعت میں امام صاحب سے واجب ترک ہو گیا اور تہجد سو بھی بھول گئے اس وجہ سے دوبارہ جماعت کی نئی دوبارہ ہونے والی جماعت میں کچھ نمازی جو پہلی جماعت میں شریک نہیں ہو سکے تھے شریک ہوئے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس ٹیگٹی نماز میں شریک ہونے والوں کی نماز ہو گئی یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۳۵۵ محمد اختر خاں پٹانج دہلی۔ ۷ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۳۰ جون ۱۹۳۳ء (جواب ۱۸۸) ان لوگوں کی نماز فرض ہوا نہیں ہوئی جو اعادہ والی نماز میں آکر شریک ہوئے اور پہلے وہ شریک جماعت نہ تھے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جماعت میں عورتیں اور بچے کمال کھڑے ہوں؟

(سوال) (۱) جامع مسجد میں عیدین کی نماز پر اور رمضان المبارک کے بھڑت نمازی ہونے پر جماعت کی صفیں دس بارہ اور پچیس پچیس تک ہو جاتی ہیں حکم ہے کہ اول صف مردوں کی ان کے پیچھے لڑکوں کی ان کے پیچھے خنٹی پھر عورتیں پھر بچے یہ تو جب ہو سکتا ہے کہ شروع میں قسم وار افراد موجود ہوں اور ہر قسم اپنی صف میں ختم ہو جائیں اور مرد ایک صف سے زیادہ نہ ہوں بچے وغیرہ تو زیادہ ہوتے ہی ہیں اگر مرد بہت زیادہ ہوں کچھ شروع میں آئے ہوں نہ ہوں اور اخیر تک آتے رہیں تو کیا لڑکوں کی صف نمبر دو سے بنانا کر پیچھے کرتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ مسجد سے آگے میں پچھوئیں اور آگے سے صحن میں اور صحن سے اور بھی باہر۔ یا ایسے موقع پر ترتیب اور کوئی ہے؟

(۲) میں عورتوں لڑکوں کو مسجد میں نماز کی عادت پڑنے کے لئے بھیجتا ہوں جب چند لڑکے جمع ہو جاتے ہیں تو جماعت میں گاہے بگاہے نہیں بھی پڑتے ہیں ان پر بعد نماز آگے بھی دکھا لی جاتی ہیں کوئی جو شیلہ تھپھر بھی مار دیتا ہے حض لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسجد میں نہ آیا رو تم ہماری نمازیں خراب کرتے ہو کیا کیا جاوے؟

المستفتی نمبر ۴۶ نور محمد صاحب ہیدہ سنہ۔ جو نہ ضلع کرنا لے از یقعدہ ۳۵۳ھ ۱۱ فروری ۱۹۳۶ء (جواب ۱۸۹) (۱) یہ حکم ابتدا نماز کا ہے مگر عورتیں ہر حال مردوں کے پیچھے رہیں اگر درمیان نماز میں عورتیں کسی مرد سے آگے ہو جائیں تو ان مردوں کی نماز نہ ہوگی جو عورتوں سے پیچھے ہوں گے لڑکے

۱. الجماعة سے مودة للرحمن و قبل واحة ثمرته تطهير في الإناء ترك كفاية و الدر المختار باب الإمامة ۵۵۴/۱ ط سعید

۲. والمختار أنه جابر للأول لأن الفرض لا يتكرر (در مختار) و في الشامية "أي الفعل الثاني جابر للأول بمنزلة المحر بسجود السهو و بالأول يحرج عن المعهدة و ان كان على وجه الكراهة على الأصح (عاب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلاة ۵۵۷/۱ ط سعید)

درمیان میں آجائیں تو نماز فاسد نہ ہوگی ایک ٹکابو تو مردوں کی صف کے بائیں طرف کھڑا ہو سکتا ہے دویا زیادہ ہوں تو ان کی صف علیحدہ پیچھے کر دی جائے گی (۱)

(۲) لوگوں کو نماز کے لئے مسجد میں نہ چاہئے ان کی کسی شہرت اور فہمی پر انہیں تنبیہ بھی کرنی چاہئے مگر سختی سے مارنا مسجد میں آنے سے روک دینا درست نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مرتب کبیرہ کی امامت کا حکم

(سوال) اگر کسی گاؤں میں ایک امامہ محلہ صحیح اور ایسی میں ضرور لیکن مفید صلوات نہ ہو نسبت صحیح مؤذن نسبت نیک محل اگر ہمیشہ کے لئے اپنی عہدہ پر رہتا رہے اس کے پیچھے پڑھنا اس کے اخلاق ذمہ داری اور ایسی قرائت کی کمزوری اور کتاب کبیرہ کی وجہ سے پسند نہیں کرتا نہ ہونا ہو گیا نہیں؟

(جواب ۱۹۰) جماعت کو چھوڑنا ضرور ہے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرے جس کی اقتداء جائز ہے ہاں ایسے امام کی اقتداء نہ صحیح نہیں جس کی اقتداء جائز ہو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے

(سوال) جامع مسجد میں جہاں نماز کے ختم کے بعد دو سنتیں پڑھ رہے تھے اس وقت کچھ لوگوں نے آخر جماعت نہ یہ شروع کر دی اور قرائت بھی پانچ کی ایسی حالت میں جماعت ثانیہ جائز ہے یا نہیں اور عموماً مساجد میں جماعت ثانیہ کا کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۵۷۹ سووی عبدالحق (میرٹھ)

۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۴ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۹۱) یہ دوسری جماعت ایسی حالت میں کہ دو سنتیں و نوافل میں مشغول ہیں ایسے مقام پر پڑھنا اور ایسی طرح پڑھنا کہ لوگوں کی نمازوں میں خلل پڑے اس وجہ سے بھی مکروہ ہے کہ دوسرے نمازیوں کی نماز میں خلل انداز ہے اور اس وجہ سے بھی مکروہ ہے کہ مسجد محلہ میں تکرار جماعت مکروہ ہے مسجد محلہ سے وہ مسجد مراد ہے جس میں شروع وقت امام سے جماعت ہوتی ہو (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۱۔ دل فی التوبیر مع شرحہ - وصف الرجال - نہ الصلوات طہرہ تعدد ہم فلو واحد دخل الصف نہ الحاشی نہ لساء - باب الامامة ۵۷۱ ط ساعد - وفي الشافعية ان المرأة تعد صلوة وحسب من حابيه واحد عن يعقوب واحد عن يسارها . وكذا تعد صلوة من خلفها الخ (باب الامامة ۵۷۳ ط ساعد)

۲۔ ان تاريخها اي الجماعة من غير عدد بعور و تردد شهادته و بان لم الحيران بالسكوت الخ (حلی کبر فصل فی الامامة ص ۵۰۰ ط سید اکرمی لاہور پاکستان) اگر اور امام نہ ملے تو اس کے پیچھے پڑھ لیا جائے و فی الطہر عن المحیط - علی حلف فاسق او مبدع بان فصل الجماعة الخ و القدر المختار - باب الامامة ۵۶۲ ط ساعد

۳۔ و مقتضى هذا الاستدلال كرهه المذكور في مسجد المحله ولو بدون اذان و يؤيده في الطهريه لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى فيه اربعة صلوات واحد بان وهو ظاهر الرواية (رد المختار - باب الامامة ۵۵۳ ط ساعد)

سوال مثل بالا

(سوال) ایک مسجد میں پیش لم مقرر ہیں نماز پبندی وقت کے ساتھ وجامعت ہوا کرتی ہے تاہم پانچ لوگ ایسے بھی آجایا کرتے ہیں جو جماعت ثانیہ کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں کیا جماعت اولی کے بعد ثانی جماعت بھی درست ہے یا الگ الگ؟ المفتی نمبر ۱۱۳۱ خیر الدین صاحب (ضلع رنگ پور)

۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۹۲) جس مسجد میں باقاعدہ پبندی وقت کے ساتھ جماعت ہوتی ہو اس میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے اگر جماعت اولی کے بعد کچھ لوگ آجائیں تو وہ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ لیا کریں،
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

سوال مثل بالا

(سوال) ایک چھوٹی مسجد ہے جب ایک مرتبہ جماعت ہو چکی تو اسی مسجد میں دوبارہ جماعت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ المفتی نمبر ۱۱۶۲ شیخ شمس اللہ (ضلع میرٹھ)

۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۳۱ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب۔ از مولوی ابو محمد عبدالستار صاحب) صورت مرقومہ و مسئلہ بالا میں واضح ہے کہ شرعاً دوبارہ جماعت ہو سکتی ہے اور یہ ثابت ثابت ہے کہ ذاتی المشکوۃ فقط۔ ابو محمد عبدالستار غفرلہ الغفار
(جواب) دوسری جماعت مسجد مذکور میں درست ہے۔ فقط واللہ اعلم حررہ احمد اللہ سلمہ غفرلہ مدرس مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی۔ مورخہ ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ۔ الجواب صحیح مظفر احمد غفرلہ نائب امام مسجد فتح پوری دہلی

(جواب ۱۹۳) (از حضرت مفتی اعظم) اگر اس مسجد میں جماعت سے نماز ہونے کا انتظام ہے تو اس میں دوسری جماعت کرنی مکروہ ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

مجذوم جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال) مجذومی اپنے محلہ کی مسجد چھوڑ کر دیگر محلہ کی مسجد میں اگر نماز جماعت میں شریک ہو جائے اور صرف میں مل کر سکھوں کے ساتھ نماز جماعت پڑھتا ہے خوف متعدی ہونے اس صلاہ کی نمازیوں کو اس کا جماعت میں شریک ہونا دشوار گزرتا ہے اس لئے اس کو شرکت جماعت سے اور مسجد میں آنے سے روکا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(۱) ایضاً صفحہ ۱۲۷ حاشیہ (۳)

(۲) المفتی ہذا الاستدلال کو اھل الکفر فی مسجد المحمۃ الخ (۵۱) الامامۃ ۱ ۵۵۳ ط سعید

المستغنی نمبر ۱۳۹۱ محمد علی صاحب نہ ر سرنی دو خانہ (ضلع پٹنہ) ۱۲ محرم ۱۳۵۶ھ ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ (جواب ۱۹۴) مجذوم کی مختلف حالتیں ہیں اگرچہ اس کا اثر زیادہ نہ ہو محض معمولی ہو اور لوگوں میں شیئی دوسرے دیکھنے والوں کو اس سے کراہت و نفرت کی ذہیت نہ ہوتی ہو تو ایسے مجذوم کو جماعت میں شریک ہو، چاہے اور اس کو روکنا درست نہیں اور نہ ماری مگ جانے کا خیال کوئی حقیقت نہیں رکھتا لیکن اگر مجذوم کی حالت زیادہ خراب ہو اور اس کو دیکھنے سے ہی طبعی طور پر نفرت پیدا ہوتی ہو یا اس کے بدن سے زخموں کی وجہ سے یا آفتی ہو یا اس کے زخموں سے رطوبت بہتی ہو اور مسجد کے لوگ وغیرہ موٹ ہوتے ہوں یا فرش پر اجزائے رطوبات لگنے کا اندیشہ ہو تو ان صورتوں میں خود مجذوم پر لازم ہے کہ وہ مسجد میں نہ جائے اور جماعت میں شریک نہ ہو اور اگر وہ نہ مانے تو لوگوں کو حق ہے کہ وہ اسے دخول مسجد اور شرکت جماعت سے روک دیں اور اس میں مسجد محدوم مسجد خیر محلہ کا فرق نہیں ہے محلہ کی مسجد سے بھی روکا جاسکتا ہے تو غیر محلہ کی مسجد سے بالاولیٰ روکنا جائز ہے اور یہ روکنا ماری کے متعدی ہونے کے اعتقاد پر مبنی نہیں ہے بلکہ تقدیر کی شرعاً کوئی حقیقت نہیں ہے بعد نمازیوں کی ایذا یا خوف تو ایٹ مسجد میں خیس جہاں نفرت و فساد پر مبنی ہے۔ (محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دلی)

قعدہ اخیر میں ملنے والے کو جماعت کا ثواب ملتا ہے

(سوال) آخری رکعت کے قعدہ میں جماعت میں شامل ہونے سے جماعت کا ثواب ملتا ہے کہ نہیں؟

المستغنی مولوی محمد رفیع دہلوی

(جواب ۱۹۵) ہاں جماعت کا ثواب ملنے کی امید ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دلی

اعادہ والی نماز میں نئے آنے والے شریک نہیں ہو سکتے

(سوال) اگر سے واجب ترک ہو اس نے سجدہ سو نہیں کیا جب ان کو یاد دلایا گیا تو انہوں نے نماز کا اعادہ کیا اس کو نئے والی نماز میں جو اور لوگ آکر شریک ہوئے ہیں ان کی نماز ہو گئی یا نہیں؟

المستغنی مولوی محمد رفیع دہلوی

(جواب ۱۹۶) اس نماز میں دوسرے لوگ جو پہلی جماعت میں شریک نہیں تھے شریک نہیں ہو سکتے۔ شریک ہوں گے تو ان کے فرض ادا نہ ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دلی

۱) بر سبغ مدہ و کذا کل مؤذ و لو لمسانہ (درمختار) و فی الشامیہ: "و كذلك القصاب و السمانك و المحدود و الارض اولیٰ بالانسان" الخ (باب ما یفسد الصلاۃ) و ما یكفره فیه مصب فی العرس فی المسجد ۶۶۱ ع سجدہ ۲) و کذا لو ادرك الشہد یكون مدرکاً لفصلتها علی قولہم لح (رد المحتار) باب ادراك الفسلۃ ۵۹۲ ط سعید (۳) و المحدود اما حذر ثلاث لان الفرض لا یتکثر (سور مع الدر) و فی الشامیہ: ای الفرض لانی حذر ثلاث بمرسلۃ العبر مسجود لیسو و بالاول یخرج عن العہدۃ وان کذل علی وحده الکراهۃ علی الاصح باب سجدہ الصلاۃ مطلب واجبات الصلاۃ ۴۵۷ ط سعید

امام چار رکعت پڑھ کر پانچویں کے لئے اٹھ گیا تو مقتدی کیا کریں؟
(سوال) ظہر عصر کی نماز میں امام کو سو ہوا اور وہ چار رکعت پڑھ کر پانچویں کے لئے کھڑا ہو گیا اور مقتدیوں کو یاد ہے کہ یہ چوتھی رکعت ہے تو وہ بیٹھے رہیں یا امام کی اقتداء میں وہ بھی کھڑے ہو جائیں۔

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۱۹۷) مقتدیوں کو چاہیے کہ وہ سبحان اللہ کہہ کر امام کو تنبیہ کریں تاکہ وہ بھی بیٹھ جائے اور اگر باوجود تنبیہ کے وہ نہ بیٹھے تو پھر مقتدی بھی کھڑے ہو جائیں ممکن ہے کہ امام مجددہ سو کر کے نماز چوری کرے اور سب کی نماز ہو جائے یہ جب کہ آخری قعدہ کر کے کھڑا ہوا ہو ۱۰ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا ولی

صف اول کی فضیلت

(سوال) (۱) کیا نماز میں صف اول میں کھڑے ہونے سے اور دوسری صف میں کھڑے ہونے سے ثواب میں فرق ہے۔ (۲) اور صف میں دائیں یا بائیں کھڑے ہونے میں کیا فرق ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۰۳ فرزند حق صاحب (برما) ۷ اذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۲۰ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۹۸) (۱) پہلی صف کا ثواب زیادہ ہے (۲) امام کے پیچھے کھڑا ہونا بہتر ہے پھر دائیں طرف ۱۰ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا ولی

مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم

(سوال) محلہ میں ایک مسجد ہے جس میں امام ومؤذن مقرر ہیں اور مسلمین بھی معین و معلوم ہیں وقت پر ہاتھ نماز ہوتی ہے اور ہوتی چلی گئی ہے اب کچھ عرصہ سے بعض لوگوں نے علیحدہ جماعت ثانیہ کرنے کا راہ دیا ہے جو جماعت اول کی طرح ہاتھ پانچویں وقت اقامت کے ساتھ باجماعت و تہذیب اور پندرہی وقت کے ساتھ ہوا کرے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس قسم کی جماعت ثانیہ کرنا جائز ہے اور شریعت مقدسہ اور فقہ حنفی میں اس کی اجازت ہو سکتی ہے وقت میں اگر کہیں جماعت ثانیہ کے لئے لانا یا لہا لیکن علی الہینۃ الاولیٰ وغیرہ بیان کیا ہے اس سے جماعت ثانیہ اتنا قید گاہ مجاہدین یا ہندوؤں یا باجماعتی و باالترامہ اور مختار یا فتویٰ نسیمی میں جو اجازت دی ہے تو کیا اس سے اس قسم کی اجازت مراد ہے۔

المستفتی نمبر ۲۲۶۸ مفتی عبدالجلیل بن صاحب (بریلی) ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۸ء

۱۔ ان قعدہ فی المربعۃ مثلاً قدر لئن شہد نہ دم عادو سلمہ ولو سلمہ فاما صحیح نہ لاصح ان القوہ سطر و نہ وں عدد لغوہ الخ (الدر المحجز) باب سجود و السهو ۸۷، ۲ ط سعید
۲۔ والقبوہ فی الصف الأول الفصل من الثانی و فی الثانی الفصل من الثالث و الفصل مکان الصلوۃ حیث یکون الخ و الثانی لادۃ و نہ مساوات (المصاحف فی بیس) لادۃ الخ و غنیمتہ الباب الخامس فی الادۃ الفصل الخامس فی بیان مقام الإمام و المأموم ۸۹، ۱ ط محدثہ کتبہ

(جواب ۱۹۹) جس مسجد میں کہ بچہ وقتہ جماعت اہتمام و انتظام سے ہوتی ہو اس میں امام ابو حنیفہ کے نزدیک جماعت نہ کرنا مکروہ ہے بلکہ جماعت دراصل پہلی جماعت ہے اور مسجد میں ایک وقت کی فرض نماز نہ ایک ہی جماعت مطلوب ہے حضور انور ﷺ کے زمانہ مبارک اور خلفائے اربعہ و صحابہ کرام کے زمانوں میں مساجد میں صرف ایک ہی مرتبہ جماعت کا معمول تھا پہلی جماعت کے بعد پھر جماعت کرنے کا طریقہ اور رواج نہیں تھا دوسری جماعت کی اجازت دینے سے پہلی جماعت میں نمازیوں کی حاضری میں سستی پیدا ہوتی ہے اور جماعت لوٹی کی تشکیل زہمی ہوتی ہے اس لئے جماعت ثانیہ کو حضرت امام صاحب نے مکروہ فرمایا اور اجازت نہ دی اور جن ائمہ نے اجازت دی انہوں نے بھی اتفاقاً طور پر جماعت لوٹی سے رہ جانے والوں کو اس شرط سے اجازت دی کہ وہ ان وقتہ واقامت کا امام نہ کریں اور پہلی جماعت کی جگہ بھی چھوڑ دیں تو خیر چنانچہ میں نیکن روزانہ دوسری جماعت متروک کر لینا اور اہتمام کے ساتھ اس کو ادا کرنا اور اس کے لئے تداعی جتنی ہو سکے بلا اور ترغیب دینا یہ تو کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں نہ اس کے لئے کوئی فقہی عہدیت دلیل بن سکتی ہے یہ تو قطعاً ممنوع اور مکروہ ہے۔ (۱) ع

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

(۱) سلام اولی کے بعد اقتداء درست نہیں

(۲) بدعتی شخص کی اقتداء کا حکم

(سوال) (۱) مقتدی بہ نیت اقتداء نہ فکرمیہ تحریرہ ہی سنئے پایا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا تو یہ مقتدی اس تحریرہ سے اپنی نماز پوری کر لیا۔ پھر اگر افرامی نیت کر کے تحریرہ کہ نماز شروع کرے۔

(۲) اگر پیش امام روم بدعتیہ مہدی چنی زمانہ تامل سوم و چہم و مولود جو حقوق فسادات سے خالی نہیں اعتقاد موجب حصول اجر و ثواب اور اہل زمین چنتا ہو۔ اس کی اقتداء میں کیا نماز باکراہت ہو جاتی ہے یا عروہ مکروہ تحریمی ہے کیا واجب الاعداء ہے۔

المستفتی نمبر ۲۳۲۹ مولوی محمد ابراہیم صاحب (گورگان) ۲۲ شوال ۱۳۵۵ھ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۸ء (جواب ۲۰۰) (۱) اگر سلام سے پہلے مقتدی نے فکرمیہ تحریرہ ختم کر لی تھی تو وہ نماز میں شریک ہو گیا اور اسی نماز کو پورا کر لے۔ (۲) ایہ امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے مگر بکراہت۔ ایسی نماز واجب الاعداء نہیں ہے۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

۱. قال في الدر المنجبار ويكره تكرار الجماعة في مسجد محلة الحج وفي الشامية "ومقصود الاستدلال كراهة التكرار في مسجد محله" ولو بدون أدلة وبإدعاء في الطهيريہ لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى فيه اهلهم يصلون واحداً بالجماعة (باب الإمامة ۵۵۲/۱ ط سعيدي)

۲. قال في الدر المختار "وتقتضي قدوة بالأول قبل عليكم على المشهور عندنا وعليه الشامية" الحج وفي الشامية "أي بالسلافة الأولى في الجملة الإمامة لا فرغ من صلاته فبدأ قبل السلافة جاء وحل وقضى به قبل أن يقول عليكم لا يصبر واحداً في صلاته" الحج (باب صفة الصلوة ۴۶۸ ط سعيدي)

۳. قال في التوسيع ويكره إمامة عبد وأعزائي وفاسق وسندع الحج صلى حلف فاسق أو سندع قال فصل الجماعة الدر المختار باب الإمامة ۵۵۹/۱ ط سعيدي

عورتوں کی الگ جماعت جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) (الف) انگریزی تعلیم یافتہ عورتوں کی ایک جماعت نے پوری آزادی کے ساتھ احادیث کریمہ مردوں کی طرح ایک بڑی جماعت میں ہر عید کی نماز قائم کرنی چاہی اور ایک اجنبی مرد کو پیش امام کر کے نماز پڑھ لی علمائے وقت نے عدم جواز کے فتوے دیئے مگر نہ مانیں کیا یہ کوئی شرعی نماز ہوگی نیز ان کا یہ فعل کیا احداث فی الدین نہ ہوگا اور ایسی عورتوں کو شرعاً کیا کتنا چاہیے؟

(ب) ان کے مشیر کار مردوں کا یہ دعویٰ ہے کہ حدیث نبوی میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا نماز میں شریک ہونا ثابت ہے تو کیا اس وقت زمانہ کی ضرورت کے مطابق فقہائے اہل سنت و جماعت کے ہم اجتہاد نہیں کر سکتے کہ عورتوں کو بھی مردوں کی طرح جماعت سے نماز عید اور آگے کی آزادی دی جائے ایسے لوگوں کو شرعاً کیا کتنا چاہیے۔

المستفتی نمبر ۲۳۵۹ عبد الرشید صاحب (تکال) ۱۶ محرم ۱۳۵۸ھ ۸ مارچ ۱۹۳۹ء
(جواب ۲۰۱) صرف عورتوں کی علیحدہ اور مستقل جماعت قائم کرنا بے اصل اور بے ثبوت ہے اس کو بدعت کتنا صحیح ہے حضور ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کو عید کی نماز میں مردوں کی جماعت میں شامل ہونے کی اجازت بلکہ تاکید تھی عورتوں کو مردوں کے پیچھے کھڑے ہونے کی تاکید تھی لیکن حضور اکرم ﷺ کے عہد مبارک کے بعد صحابہ کرام نے عورتوں کو جماعت میں آنے سے ممانعت کی۔ فقہائے کرام نے بھی زمانہ کی حالت اور لوگوں کی اخلاقی کیفیت بدل جانے کی وجہ سے ممانعت کو درست سمجھا۔

اب اگر عورتیں نہ مانیں تو وہی صورت اختیار کرنی چاہیے جو حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں تھی یعنی عورتیں مردوں کی جماعت میں شریک ہو جائیں ہاں ایسا انتظام کر دیا جائے کہ عورتوں اور مردوں کا اختلاط نہ ہو عورتوں کی صفیں مردوں کے پیچھے اور علیحدہ ہوں۔ محمد کفایت اندکان اندلہ دہلی

امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے

(سوال) (۱) مینہ المصلیٰ وکنز الدقائق۔ شرح وقایہ وغیرہ کتب میں امام کا محراب میں کھڑے ہونا نماز پڑھنا مکروہ تحریمی میں سے لکھا ہے کہ اس میں مشابہت اہل کتاب کے ساتھ ہے اس لئے اس میں نماز مکروہ ہے۔

(۲) مرآۃ جلد اول ص ۳۷۳ میں حضرت علامہ علی قادری مرحوم فرماتے ہیں۔ ان المحارب فی

المساجد محدثہ اول من احدثہ عمر بن عبدالعزیز فی امارۃ الولید ومن ثم کرہ جمع من

(۱) ویکرہ تحریمہا جماعۃ النساء ولو فی الترویج ویکرہ حضورہن الجماعۃ ولو لجمعہ و عید و عطاؤلو
عجز لیل علی المذہب المفتی لحداد الثرمذی و بدر المسحر باب الإمامۃ ۵۶۵ و ۵۶۶ ط سعید و فی
نوسر و صف الرجال نہ القب نہ لحنی نہ النساء باب الإمامۃ ۵۷۱ ط سعید

السلف اتحادها والصلوة فيها (مرقاة باب امر جد ومواضع الصلاة ص ۳۶ ج ۲ مکتبہ حبیبیہ) کوئے
(پاکستان)

اور مولانا عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی قوی جندلول میں فرماتے ہیں۔ المسجد الشریف
لم یکن له محراب فی عہدہ ﷺ ولا فی زمن الحلفاء انتہی۔ اسی طرح سفر المسجدات اور جذب
القلوب میں ہے۔

(۳) عون المعبود میں شان اہمیت سے نقل کیا گیا ہے۔ بنی المحارب فی المساجد من لدن رسول
اللہ ﷺ وایضاً لا یکرہ الصلوة فی المحارب ومن ذهب الی الکراہة فعلیہ البیة (عون
المعبود کتاب الصلوة باب فی کراہیة البزاق فی المسجد ص ۱۴۶ ج ۲ ط دار الفکر
بیروت)

جناب سے جواب طلب امر یہ ہے کہ زید عبارت اول و دوم سے محراب کا نام اور اس میں نماز پڑھنا
مکروہ تحریمی بتاتا ہے اور بحر عبارت نمبر سوم سے محراب کا نام اور اس میں نماز پڑھنا مسنون ثابت کرتا ہے
دونوں میں سے کون حق پر ہے اور مفتی بہ قول مذہب حنفیہ میں کونسا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۵۹۳ شریعہ احمدیہ، پور۔ ۱۳ ربيع الاول ۱۳۵۹ھ ۲۲ اپریل ۱۹۴۰ء
(جواب ۲۰۲) صحیح یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں مسجد نبوی میں محراب نہ تھی اور یہ بھی متحقق
ہے کہ صحابہ کرامؓ کے زمانے میں مسجد میں محرابیں نہ تھیں پس بناء محراب کو ناجائز اور بدعت بتانا
درست نہیں اور محراب میں نماز پڑھنا جائز ہے ہاں امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے اور کراہت کی
وجہ یا شبہ یا سود یا انتفاء حال امام ہے یہ نہیں ہے کہ محراب بدعت ہے اگر امام کے قدم محراب سے باہر
ہوں تو پھر مکروہ نہیں ہے۔ قال فی البحر الرائق . وجهة الکعبة تعرف بالدلیل والدلیل فی
الامصار والقری المحارب التي نصلها الصحابة والتابعون رضی اللہ عنہم فعلیا اتباعہم فی
استقبال المحارب المصنوعة الح . محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دلی

گھر میں نماز پڑھنے والے پر وعید

(سوال) حضور اکرم ﷺ کی حدیث مبارک ہے کہ جس وقت بہت سے آدمی نماز جمعہ کو نہیں آتے تھے تو
س وقت حضور اکرم ﷺ نے یوں فرمایا تھا کہ اگر اس وقت میری جگہ کوئی دوسرا آدمی پیش امام ہوتا تو میں جو
نماز جمعہ پڑھنے کو نہیں آئے ان سے کہوں کہ اگر آگ لگا دوں یہ حدیث مبارک صحیح ہے یا نہیں اور ایک
شخص یہاں پر یوں کہتے ہیں کہ حضور جناب ﷺ رحمت للعالمین ہیں ایسا اپنی زبان سے نہیں کہہ سکتے پس
نہ کو رہا! حدیث مبارک صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۴۴ سید احمد علی صاحب ضلع ممبز۔ ۱۰ رجب ۱۳۵۹ھ ۱۵ اکت ۱۹۳۰ء
(جواب ۲۰۳) مخاری شریف میں یہ حدیث ہے۔ لقد هممت ان امر المؤذن فقیہ ثم امر رجلا
یوم الناس ثم اخذ شعلا من نار فاخرج علی من لا یخرج الی الصلوٰۃ بعد ۱۰ یعنی آنحضرت ﷺ
نے فرمایا کہ یقیناً میں نے ارادہ کیا کہ مؤذن کو حکم کروں کہ وہ اقامت کے لیے کسی شخص کو حکم کروں کہ وہ نماز
پڑھدے اور پھر میں آگ کے شعلے لیکر چاؤں اور جو لوگ ابھی تک نماز کے لیے نہیں نکلے ان کے سروں
کو آگ لگا دوں اکثر روایات میں یہ فرمان عشاء کی نماز کے متعلق ہے اور بعض روایات میں جمعہ کے متعلق۔
اور یہ بات رحمتہ للعالمین کے خلاف نہیں ہے جیسے کہ خدا کا گناہ گاروں اور کافروں کو جہنم میں ڈالنا
اس کے ارحم الراحمین ہونے کے خلاف نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے

(سوال) ایک عورت تدریس قرآن مجید کرتی ہے اور ایک لڑکی بائذ کو حفظ قرآن کر لیا اس عورت معمرہ کا
خیال ہوا کہ رات کو نماز تراتوت کی جماعت اپنے گھر میں شروع کروں تاکہ دیگر عورتیں بھی آجائیں کی اور
لڑکی کا شتم بھی ہو جائے گا چنانچہ گزشتہ سال نماز تراتوت کی جماعت اپنے مکان میں جو کہ حویلی کے اندر ہے
پڑھتی رہی ہیں اور بڑی جماعت ہو جاتی ہے اس طرح اس سال میں بھی دوسری لڑکی سے نماز تراتوت کی جماعت
قرآن سننا شروع کر دیا ہے اندر مکان کے باہر جماعت پڑھتی ہیں کافی عورتیں جمع ہو جاتی ہیں جو لہام ہوتی ہیں وہ
درمیان میں کھڑی ہو جاتی ہے کیا ان کا یہ طرز عمل جائز ہے یا مکروہ تحریمی ہے اگر مکروہ ہے تو ان کے عمل کو
بالکل بند کر دیا جائے یا کہ جائز مع اسراہت عمل کو کسی مصلحت کی بنا پر جاری رکھا جائے۔

المستفتی نمبر ۲۶۵۵ حکیم نامہ رسول صاحب (ملتان) ۱۵ اشوال ۱۳۵۹ھ ۱۶ نومبر ۱۹۳۰ء

(جواب ۲۰۴) حنفیہ کے نزدیک عورتوں کی جماعت مکروہ ہے کیونکہ قرون اولیٰ میں اس کا طریقہ جاری
نہیں کیا گیا پس حنفیہ کے لئے تو اس طریقہ کا اختیار نہ صحیح نہیں ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

(اشکال پر جواب ہالا)

غریب نواز ہمارے حنفی ہی فرماتے ہیں کہ جائز یا اسراہت ہے چنانچہ مولانا عبدالحی صاحب رحمۃ
اللہ علیہ شرح وقایہ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں ۱۔ کما یکرہ جماعة النساء وحدھن سواء کان فی
الفرض او الفل وعلوہ بابہا لا یخلو عن ارتکاب ممنوع وهو قیام الامام وسط الصف و
لا یخفی ضعفہ بل ضعف جمیع ما وجہوا بہ الکراہۃ کما حققناہ فی تحفۃ النساء الفاضل فی

(۱) (باب فضل الجماعة ۹۰/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۲) ویکرہ تحریمہا جماعہ لسا، ولو فی الترویج (المر السجد) باب الإمامہ ۵۶۶ ط سعید

(۳) (حاشیہ شرح الوقایہ باب الجماعة ۱۵۳ ط سعید کمپی)

مسئله جماعۃ النساء و ذکرنا هناك ان الحق عدم الکراهۃ کیف لا وقد امت یس ام سلمة وعائشة فی التراويح وفي العرس كما اخرجہ ۱۰ ابن ابی شیبۃ وغیرہ و امت ام ورقہ فی عہد السی ۱۱ یمرہ کما اخرجہ ابو داؤد ۱۲ انتہی . حاشیہ ۱۰ ہوا محمد میں امامت حضرت عائشہ کی تراویح میں نقل فرمائی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خیر القرون میں مروج تھی۔

(جواب ۲۰۵) میں نے حنفیہ کے مذہب کے مطابق جواب لکھا تھا مولانا عبدالحی نور اللہ مرقدہ کی عبارت سے جو آپ نے نقل کی ہے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حنفیہ کا مذہب کراہت جماعت نساء کا ہے مولانا نے اس مسئلہ پر اجماع ارض کیا ہے اور ۱۰ اہل کراہت کو ضعیف تا عدم کراہت کو حق کہا ہے یہ ان کی رائے حنفیہ کے خلاف ہے میں خود بھی ان کی رائے کو قوی سمجھتا ہوں لیکن فتویٰ حنفی فقہ کے موافق دے سکتا ہوں ہاں یہ عرض کر دوں کہ خاص خاص صحابیات نے جماعت سے نماز پڑھ لی یا پڑھا دی تو اس نے میرا یہ لکھنا کہ قرون دہائی میں عورتوں کی جماعت کا رواج نہیں تھا غلط نہیں بلکہ وہ بلا جو اس بات کو مان لینے کے کہ بعض صحابیات نے جماعت کر لی نہ تھیں اور صحیح ہے۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لدہ دلی

(۱) مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے

(۲) صرف ٹوپی کے ساتھ نماز جائز ہے

(سوال) مسجد میں جماعت سے نماز ہوئی بعد میں چند آدمی اور آگئے تو جماعت غائبہ کا کیا حکم ہے ؟
 حیدر علیحدہ دوائی جائے ؟ (۲) امام صاحب ٹوپی پہن کر نماز پڑھائیں تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں ؟
 المستفتی نمبر ۷۲۳۷۲ ش ۱۴۲۸ م (دعویہ ضلع مغربی خاندیس)

۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۰۶) جس مسجد میں نماز کا قاعدہ انتہی قدر اتنا ام ہو اس میں دوسری جماعت کرنا مکروہ ہے اگر جماعت اوی کے بعد کچھ لوگ آجائیں تو وہ اپنی اپنی نماز علیحدہ علیحدہ پڑھیں ۱۰ ٹوپی پہن کر امامت کرنا یا کراہت جائز ہے (د) محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لدہ دلی

(۱) (کتاب الصلوات المردہ نور النساء ۱ ۴۳۰ ط دار الکتب العلمیۃ بیروت لسان)

(۲) (ابو داؤد باب امامۃ النساء ۹۴/۱ ط مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۳) (باب قیام شہر رمضان ص ۱۴۳ ط نور محمد کتب خانہ کراچی)

(۴) ویکرہ بکراۃ الحدیث فی مسجد محلۃ الحج (درمحرار) فی الشامیہ "و مقصی ہذا الاسدلال کراہۃ البکراۃ فی مسجد المحلۃ ولو بدون اذان و یویدہ ما فی الطیبریۃ" لودحل جماعۃ المسجد بعد ما صلی فیہ اہلہ یصلون وحدا ما الحج (باب الامامۃ ۵۵۲/۱ ط سعید)

(۵) وفد ذکرُوا ان المستحب ۰ یصلی فی قمیض ویرو عمامۃ ولا یکرہ الاکثاء بالفسوسۃ الحج (عمدۃ المرعابۃ علی ہامش شرح الوقایۃ باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۱ ۶۹۹ ط سعید)

مقتدی نے زید کی نیت کی بعد میں معلوم ہوا کہ بحر تھا تو نماز نہیں ہوگی

(سوال) حائضہ کی نیت ہے نیت اقتدا میں یہ ضروری نہیں کہ امام کو نیت زید ہے عمرو ہے اگر یہ نیت کی کہ اس امام کے پیچھے اور اس کی نیت میں وہ زید ہے بعد کو معلوم ہوا کہ وہ عمرو ہے تو اقتدا صحیح ہے اور اگر اس شخص کی نیت نہ کی بلکہ یہ نماز کی اقتدا کرتا ہوں۔ حد کو معلوم ہوا کہ عمرو ہے تو صحیح نہیں حائضہ کی یہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط؟

المستفتی نظیر الدین امیر الدین۔ سلمیہ ضلع مشرقی خاندیس

(جواب ۲۰۷) جب اس شخص کی اقتدا کی نیت کی جو نماز پڑھا رہا ہے تو نماز ہو جائے گی خواہ مقتدی کو یہ علم ہو کہ وہ کون ہے یا نہ ہو یا اس کو وہ خود زید سمجھ رہا تھا یا نہ سمجھ رہا تھا۔ نہ وہ عمرو تھا نہ سب صورتوں میں نماز ہو جائے گی۔ نین اگر مقتدی نے اہمیت کرنے والے شخص کی اقتدا کی نیت نہ کی بلکہ پہلے سے یہ نیت کی کہ زید کی اقتدا کرتا ہوں اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ عمرو تھا تو زید کی نیت کرنے والے کی نماز نہ ہوگی۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے

(سوال) متعلقہ قیام امام محراب

(جواب ۲۰۸) اگر امام محراب میں کھڑا ہو اور مقتدی باہر ہوں تو نماز مکروہ ہوتی ہے یا امام کے قدم محراب سے باہر ہوں تو نماز درست ہوگی؟
محمد کفایت اللہ کان اللہ له

صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہونا مکروہ ہے

(سوال) نمازی کو صف سے جیسے کہ تھا کھڑا ہونا یا جو دیکھ صف میں فرج نہیں ہے مکروہ ہے یا کیا؟

(جواب ۲۰۹) صف کے بعد اکیلا کھڑا ہونا مکروہ ہے اس شخص کو چاہیے کہ اٹکی صف میں سے ایک آدمی کو اپنے ساتھ کھڑا کرنے کے لئے آئے ہوں اس کا حذر رکھے کہ کسی واقف کار کو لے تاکہ نماز میں مزاحمت کی صورت پیدا نہ ہو جائے۔ (واللہ اعلم بالصواب۔)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

(۱) ولو بوی الاقنداء بالامام اولہ بحظر سائۃ امہ زید او عمرو او یری امہ زید فیدہ ہو عمرو صح اقتداء وہ فاد بوی الاقنداء برید فاداد ہو عمرو لم بحر کذا فی التنبیہ (عالمگیریۃ) فصل فی البیۃ ۶۷۱ مکہ ماحذیہ (کوئٹہ)
(۲) وکرہ و قیام الامام فی المحراب لا سحر وہ فیہ و قد ماہ حارحہ لان العرۃ للقدح الح (الشیخ و شرحہ) ص ۵۸ ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۱۶۵ (ط سعید)
(۳) قال فی الشامیۃ "وان وحده فی الصف فرحۃ سبھا" والا یسطر حتی یحیی آخر فیفغان حلفہ وان لم یحیی حتی رکع الإمام یختار اعلم الناس بہدہ المسبۃ فیحذہ و یفغان حلفہ الح (باب الامامۃ) ۵۶۸ (ط سعید)

(۱) مسجد کی بالائی منزل پر جماعت کرنا

(۲) دروں کے درمیان صف بنانا

(سوال) (۱) مسجد میں نیچے نماز پڑھنا بہتر ہے یا اوپر؟ چند نمازی کہتے ہیں کہ جب اوپر بھی باقاعدہ مسجد و محراب بنی ہوئی ہے تو اوپر بھی نماز پڑھنے کا ثواب اتنی ہی ہے جتنا نیچے کا۔

(۲) بڑی جماعت میں تیسری یا چوتھی صف میں کھڑے ہونے کی وجہ سے دروں کے پچ میں نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں کیا ان لوگوں کی نماز ہو جاتی ہے؟

(جواب ۲۱۰) (۱) اگر اوپر بھی مسجد بنی ہوئی ہے تو نیچے یا اوپر نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر اوپر مسجد نہ بنی ہو یعنی محراب نہ ہو تو فرض کی جماعت نیچے پڑھیں سُنَّتیوں اور نوافل اوپر پڑھ سکتے ہیں (۱)

(۲) دروں کے درمیان کھڑے ہونے والوں کی نماز ہو جاتی ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کا انشاء اللہ

جہاں امام مقرر ہو وہاں جماعت ثانیہ کا حکم

(المجمیعہ مورخہ ۲ مئی ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک مسجد میں امام مقرر ہے، قنوت جماعت دُعا میں جماعت ثانی کے واسطے کیا حکم ہے؟

(جواب ۲۱۱) ایسی مسجد میں جماعت ثانیہ مروء ہے (۲) محمد کفایت اللہ کا انشاء اللہ

صحن مسجد میں نماز کا حکم

(المجمیعہ مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک مسجد کے متولی صاحبان نے مسجد کی خدمت کے لئے ایک شخص مسلمان کو تنخواہ مقرر کر کے رہائش اس کے لئے شرط کی ہے کہ مسجد کو خوب صاف رکھنے اور مسجد کی حفاظت کرنا اور جب نماز کی جماعت مسجد میں لگدی ہو اس وقت تہجد پڑھنے جہاں مضبوطی کے رکھے جاتے ہیں اس کے قریب کھڑے ہو کر نماز جماعت اور اپنا چھوٹا منہ موافق اس شرط کے ہونے، جماعت سے بہت دور بلکہ مسجد سے باہر جوتیوں کے نزدیک جماعت خدمت سے علیحدہ کھڑا ہو کر باجماعت نماز ادا کرنا ہے ایسی صورت میں اس خدمت کی نماز میں کوئی خلل واقع ہوتا ہے نہیں؟

۱. التصعود علی سطح کل مسجد مکروہ و یہد اذا شد بحر یکرہ ان یصلوا بالجماعة فوقہ الا اذا صاف المسجد فیسجد لا یکرہ التصعود علی سطحہ لضرورۃ الخ (عالمگیریۃ) کتاب الکراہیۃ الباب الخامس فی ادب المسجد الح: ۳۲۹، ۵ ط سعید

۲. والا یصلون فی حق کل فرق (مبسوط) باب الجمیعہ ۳۵۲ ط بیروت (لن)

۳. ویکرہ تکرار الصاعۃ فی مسجد. محمد لحن (نہد البحر) باب الامامۃ ۵۵۲ ط سعید

(جواب ۲۱۲) اگر یہ شخص مسجد کے باہر ہو تو اس کی اقتدا صحیح نہ ہوگی اور مسجد کے کسی حصے میں ہو تو فقہاء
تو صحیح ہو جائے گی مگر علیحدہ تہذیبوں کے لئے وجہ سے کراہت ہوگی اس کے ساتھ کوئی اور بھی نہیں آتی۔
خبر سے ہو جائیں تو کراہت بھی جاتی رہے گی اگر اس کام پر کسی غیر مسموم کو رکھا جائے تو بہتر ہوگا
محمد کفایت اللہ کان اللہ

صف میں جگہ نہ ہو تو آنے والا کہاں کھڑا ہو؟

(المجمیعہ مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۳۱ء)

(سوال) نماز باجماعت پوری نہ ہوئی کسی طرف جگہ نہیں ہے ہم سے آنے والا اگلی صف میں ہے یا میں سے
آئی کو نکالے گا یا انہیں سے آکر ہم سے آنے والے کو ہم میں دالے پر یہ شک ہے کہ شاید یہ شخص واقف ہے
یہ نہیں لہر انہیں والے سے واقف ہے کہ یہ جانتا ہے تو کس کو نکالے گا؟ پھر اگر وہ انہوں کو نہیں دیکھتا تو
کیسے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر اس نے کسی طرف سے آئی وہاں یہ ہے تو پھر پٹا میں تحقیق کر لے جائے
وہیں پر وہوں کے پیچھے کی صف میں کھڑے ہو جائیں؟ سختی رکعت نہ ہو پچھلے صف میں کھڑے ہو جائیں؟

(جواب ۲۱۳) آنے والا صف کے دائیں بائیں جانب سے جس طرف ایسا آئی ہو جو اشارہ دینے
بہت آنے ایک کو لے کر وہیں پر پیچھے وہوں کے کھڑے ہو جائیں اسے پیچھے کر دے میان میں نہ لے آئے۔ وہوں
طرف ایسا آئی نہ ہو تو تمنا پیچھے کھڑے ہو جائیں رکعت پہلی ہو یا دوسری یا تیسری یا چوتھی کا قسم کی ہے۔ محمد
کفایت اللہ کان اللہ

جماعت ثانیہ کا حکم

(المجمیعہ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) جماعت ثانیہ (ایسی مسجد میں جس میں نماز کے اوقات مقرر ہو اور مؤذن و امام ہوں اور جماعت
میں شریک ہونے والے یہ مسجد میں نماز پڑھنے والے اکثر حضرات مقتدی ہوتے ہیں) پر ہاں یہ نہیں؟ عدم
شرکت جماعت کی وجہ سے اگر کوئی شرعی مجبوری یہ عدم احالہ اذان ہو تو ایسی صورت میں جماعت ثانیہ کی
اجازت ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۱۴) جس مسجد میں پہلے جماعت مقرر ہو اوقات پر ہوتی ہو اور مؤذن و امام مقرر ہو اس میں

۱) واللہ، المسجد له حكم المسجد حتى لو قدم في صلاة المسجد وهدى لاداء صحيح، فقهاء، ولو لم تكن الصفوف
منصبة إلح (عالمگیریہ کتب لصلوة فصل كره علق المسجد ۱۰۹۱ مکتبہ ماحدیہ کوئٹہ)
(۲) وال واحد في الصف فرحه سدا والا انتظر حتى يحني اخر فيفغان حلقه وان لم يحني حتى ركع الامام وحده
اعلم الناس بهذه المسئلة فوجد انه و يفتان حلقه ولو بعد علما يلقح حلق الصف بعد الامام بمشروزة ورد
المختار باب الإمامة ۵۶۸/۱ طبع سعید

اور نہ ہی جماعت بکراؤ اذان و اقامت و قیام محراب یا قنق مکر وہ ہے اور اگر اذان و اقامت کی تکرار نہ کی جائے اور پہلی جماعت نہ چمکے بھی بدل ہی جائے تو مکر وہ تحریمی نہیں ہے مگر عام محققین کی ایک بڑی جماعت اس کو خلاف اصول بتاتی ہے۔ روئے اس کے قوی ہیں اور دوسری جماعت اس کو خلاف اصول نہیں کہتی جماعت اولیٰ میں شرکت نہ ہونے کی وجہ سے بھی ہو اس کا اس مسئلے پر چارہ نہیں، واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ

بوقت تراویح فرض کی جماعت کرنا

(المجمیعہ مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۳۲ء)

(سوال) رمضان شریف میں تراویح کی جماعت ہو رہی ہے دوسری صف میں چارپانچ نمازیوں نے آخر فرض کی جماعت شروع کر لی تو دونوں جماعتوں کی نماز ہو گئی؟

(جواب ۲۱۵) دونوں کی نماز تو ہو گئی مگر ایسا کرنا مکر وہ ہے دونوں جماعتیں عینہ عینہ ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر ہونی چاہیے تھیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ عفا عنہ

مسجد محلہ میں تکرار جماعت کا حکم

(المجمیعہ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) اگر کسی مسجد میں نماز باجماعت ہو چکی ہے تو کیا اسی مسجد میں دوبارہ جماعت ناچار ہوگی؟ اور جماعت ہو جانے کے بعد انفرادی طور پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب ۲۱۶) حنفیہ کے نزدیک ایسی مسجد میں جس میں شیخ وقت منظم طریقہ پر جماعت سے نماز ہوتی ہے پہلی جماعت ہو جانے کے بعد دوسری جماعت مکر وہ ہے اور دوسری جماعت اذان و اقامت کے اعادہ کے ساتھ ہو تو صحیح ائمہ ثلاثہ کی رباہت تحریمہ پر متفق ہیں لیکن اگر اذان و اقامت کا اعادہ نہ ہو اور محراب سے بھی عدل نہ کیا جائے تو اس و امام و ایسے جواز فرماتے ہیں امام ابو حنیفہ کے نزدیک وہ بھی مکر وہ ہے لیکن رباہت تحریمی نہیں تنزیہی ہے ہاں انفرادی طور پر (جماعت اولیٰ کے بعد) نماز پڑھنا اسی مسجد میں جائز ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

۱۔ المسجد الذی نہ مد معبود و جماعہ معلومۃ فی محله فقص اہلہ فیہ بالجماعۃ لا یباح تکرارہ فیہ ہاذاں
بہذا الذی صوابا یحرم اذان یا بح جماعۃ الخ و علیٰ التکریہ الفصل الاول فی الجماعۃ ۸۳۶ ط ماحدہ کوسہ
۲۔ دہلوی دار العلوم دیوبند ۵۳ ط مکتبہ امدادیہ مدین و احسن النوازی ۵۲۶ ط سعید کمپنی
۳۔ فی فی الدین المسجد و تکرار بکر بالجماعۃ مدین و امامۃ فی مسجد محمداً الخ و فی التسمیۃ (قولہ
تکرار) ہی صحیحاً لقول الذکی لا یجوز و لو کثر اہلہ بدوہا او کان مسجد بطریق حار احصاء کما فی
مسجد شمس بہادہ و لا مودن و منقص مدین لا استدلال کر اہم الذکر فی مسجد المسجلہ و بل یدہ ما فی الظہیر بہ
لو دحل جماعۃ المسجد بعد ما صلی فیہ ہلہ یصلون و حدنا الخ و عن ابی یوسف اذا لم نکس علی المینۃ الاولی لا
تکرر و لا تکرر و هو الصحیح و بالعدول عن السخرات بحلف الہیۃ الخ اناب الإمامۃ مطلب فی تکرار الجماعۃ
فی المسجد ۵۵۲، ۵۵۳ ط سعید کمپنی

محلہ کی مسجد میں دوسری جماعت کا حکم

(سوال) محدہ کی مسجد میں ہم نہیں ہے لیکن اس کے قریب چھ تاسا بازار بھی ہے اور بازار کی سڑک بھی مسجد کے دس بارہ ہتھ کے فاصلے پر ہے کیا اس مسجد میں دوسری جماعت بلا اہت جائز ہے یا نہیں اگر مکر وہ ہو تو جماعت بہتر ہے یا اگ؟ المستفتی نمبر ۱۳۴۹ محمد یونس صاحب (مقرر)

۷ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱۷) جس مسجد میں کہ جماعت کا انتظام ہو اور نماز کا وقت معین ہو اور امام بھی مقرر ہو اس میں جماعت ٹیہ مکروہ ہے بازار کے قریب ہونے نہ ہونے سے اس حکم پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

چوتھا باب مسجد اور عید گاہ کے آداب و احکام فصل اول۔ مسجد میں جنبی کا داخل ہونا

مسجد میں سوتے ہوئے شخص کو احتلام ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال) اگر کوئی مسجد میں سو گیا اور اس کو احتلام ہو گیا تو کیا کرے؟

(جواب ۲۱۸) اگر کوئی شخص مسجد میں سو جائے اور اس کو احتلام ہو جائے تو تیسرے کے باہر نکل جائے ادا خاف الحب او الحائض سعا اولصا او بردا فلا بأس بالمقام فيه والا ولی ان یتیمم نعتیما للمسجد . هکذا فی التتار حایہ (عالمگیری ص ۳۹ ح ۱) . وفی فتاویٰ قاضی خان ص ۶۲ . ولو کان الرجل فی المسجد فغلبه النوم و احتلم تکلموا فيه قال بعضهم لا یباح له الخروج قبل التیمم و قال بعضهم یباح . انتہی

جنبی صحن مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال) صحن مسجد بھی مسجد کے حکم میں ہے یا نہیں اور جنبی کے دخول اور خروج کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۲۱۹) صحن مسجد سے مراد شاید وہ جگہ ہو جو فرش میں بالصلوة سے زائد خالی پڑا ہوتا ہے وہ مسجد کے تمام وقت میں تو مسجد کے ساتھ شامل ہے مگر حرمت دخول جنبی میں نہیں کیونکہ وہ صحن مسجد اور

۱. قال فی الدر المحتدر : و بکره بکرار الجماعۃ فی مسجد المحدثہ (باب الإمامۃ ۵۵۲ ط سعید)

۲. (الفصل الرابع فی احکام الحيض والنفاس والا متخاصۃ ۳۸۱ ط عاجلہ کوئٹہ)

۳. (فتاویٰ قاضی خان علی دہلوی عالمگیریہ فصل فيما یحرم به التیمم ۶۴ ط سعید)

آرامہ نصیحت کے ساتھ یہ دعا پڑھ کر اس کا معنی وقت کی نیت پر ہے اور وہ معلوم ہے۔
 محمد کفایت اللہ غفرلہ مولاه

فصل دوم۔ مسجد کی کسی چیز یا زمین کو استعمال کرنا یا میت کو دفن کرنا

مسجد کے اندر تیمم کرنا

(سوال) اگر کوئی شخص مسجد کے اندر تیمم کر کے نماز پڑھے تو درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۲۰) مسجد کے اندر مسجد کے اجزاء سے تیمم کرنا غیر مستحسن ہے۔ فی الاشباہ والنظائر منہا

احد تنسی من احرامہ قلوبہ فی ترمذہ ان کان محتجعا حارا لا یجد مہ و مسح الرجل مہ والا لا

ابنہ ۲

مسجد کی درمی کا جسدہ میں استعمال

(سوال) مسجد کی درمی کا جسدہ میں استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المسنن فی نمبر ۱۹۶۱ محمد بن احمد بن صاحب (آسام) ۲۵ شعبان ۱۳۵۶ھ ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۲۱) مسجد کے اندر مسجد کے اجزاء میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

مسجد کے پانی کا استعمال

(سوال ۱) مسجد میں نمازیوں کے پانی کا جاتا ہے یا اگر کوئی شخص خیرت از مسجد پھیرے تو وہ

کے اندر سے پانی نکال کر بیعت کرتا ہے یا نہیں؟ (۲) نماز میں وضو کے لئے پانی بھر اجاتا ہے تو اس پانی

میں بھی بیعت کرتا ہے یا نہیں؟ جب کہ انوار مہجور ہے نیز یہاں سے وضو کرنے والے پانی نماز میں بھی نہیں

تہ نماز پڑھتے ہیں یہ شخص ہے یا نہیں؟ صوم و صلوٰۃ دونوں کا حکم کیا ہے۔ یہاں سے فرق ہے؟

المسنن فی نمبر ۲۲۵۹ فتی ایہ ارادہ صاحب (جند) ۲۴ رجب ۱۳۵۷ھ ۲۵ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۲۲) (۱) اگر پانی خیرت سے پانی کا جاتا ہے تو اس کے استعمال سے نمازیوں کے

۱۔ اگر مسجد میں نماز کے بعد وضو کرنا مسجد میں حق حوالہ الاقضاء لا فی غیرہ فعل وجوبہ حسب وجاہت

کتاب مسجد و درمہ ص ۱۰۰ سورعہ ص ۱۰۰ نصب حاکم مسجد ۱ ۶۵۷ ط مسجد کعبہ پاکستان

۲۔ فی الصلوات القبول فی حاکم مسجد ۱ ۵۴ ط دارہ نشر تکر جی

(۳) اعداد الاحکام ۱ ۶۶ ط مکہ دار العلوم تکر جی

وئی شخص یہ پانی نہیں پی سکے گا (۲) جو پنی نہ ف و شو کے تیرہ اجابت اس کو غسل میں خرچ نہ کرنا چاہیے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

تلاوت کے لئے مسجد کی بٹی کا استعمال

(سوال) متعلقہ استعمال مال مسجد

(جواب ۲۲۳) عمرو کو بڑی بٹی جلانا نماز کے بعد درست نہیں اُوروہ قرآن شریف مسجد ہی میں پڑھنا چاہے تو چھوٹی بٹی میں پڑھے ورنہ اپنے گھر جا کر تہمت کرے ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

مسجد کی زمین میں میت کو دفن کرنا

(المعینہ مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

(سوال) ڈلموڑی کی جامع مسجد میں متدیوں نے اپنی بددیانتی اور دکام کی بددست ایک شخص فشی مہد اللہ و دفن کر دیا ہے جو علامہ سودی، تاتاری اور انگریزوں کے ساتھ جاتیہ حلال و حرام احکامات کا عادی تھا یہ یہ فعل جائز ہے؟

(جواب ۲۲۴) جو زمین مسجد کے لئے وقف ہے اس پر سوائے مصالح مسجد کے اور وئی تصرف جائز نہیں پس اس قطعہ زمین میں جو مسجد کا ہے دولت و دفن کرنا جائز تھا اور اس ضمن میں ٹیپ و ہد کا کوئی فرق نہیں ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

مسجد کی درویوں کو عید کا وہیں استعمال کرنا

(سوال) جامع مسجد درویں، فیر و عید کے روز عید کا وہیں لے جا، اور اس پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟ المستغنی مودی عید کے روز فیر بن پر ضلع فیش آیا

(جواب ۲۲۵) جامع مسجد درویں عید کا وہیں عید کی نماز کے لئے لے جانا نہیں چاہیے ۔ حسب درویں

- (۱) وادائف الوصو لا يجوز سرب مہرکن ما عد سرب حسی لخاص لا يجوز فيها الوصو کما فی حرامہ المصیین (عالمگیریہ) کتاب الوقف الباب الثانی عشر فی الریاض الح ۲ ۶۹۵ ماحدیہ،
۲. لا يجوز الوصو من الخیرات المعدة للشرع فی الصحیح و بیع من الریاض مہر وفہ و حمله لا ھما ما دوسہ حوزہ لا لا، لیسر المصدر کتاب لخصر والاماحہ فصل فی بیع ۶ ۵۲۷ مہر
۳. و يجوز ب مدرس الکتاب فی الصلاة و عداھا ما ذکرنا من تصویب مہر و بیع حب علی ھما فی العالمگیریہ فصل فی المسجد ۱ ۶۸ ماحدیہ، و فی لعالمگیریہ ولا یمسک ما حرک سورج مسجد فی المسجد فی سب اللیل ولا یترك اکثر من ذلک (فصل کرہ غلق المسجد ۱ ۱۱۰ ماحدیہ)
۴. بل یسب سب مقادیر تسمی و مقصدہ لہ لا یدفع فی مداف حرج کما یقعہ من سب مدرسہ و حوزہ و سبی بہ عریب مداف نہ (ارد المسجد کتاب الخیار مصنف فی ذلک الباب ۲ ۲۳۵ مہر سعد کسبی)

کسی ایک شخص کی دی ہوئی ہوں اور اس نے اجازت دی ہو کہ چار مع مسجد و عید گاہ میں استعمال کی جائیں
محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

فصل سوم۔ مسجد کے سامنے باجہ بھانا

مسجد کے قریب باجہ بھانا

(سوال) عرصہ پچیس سال سے قصبہ سوئی پت میں رام لیاا ہوتی ہے اس کے راستے میں چھ مسجدیں پڑتی ہیں حکمران کاری سے ہر ایک مسجد کے قریب پچیس قدم آگے اور پچیس قدم پیچھے باجہ بند ہو جاتا تھا زمین امسال بعض مسلمانوں نے اس کے برعکس کام کرنا چاہا پانی بردارن وطن کے ساتھ مل کر باجہ بھانے کی کوشش کی اور یہ وقت اس کوشش میں سرگرم رہتے ہیں اور اسلام کے برخلاف کام کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے شرعاً شریف کا کیا حکم ہے۔ ذرا تو جروا؟ المستفتی سید شریف حسین

(جواب ۲۲۶) جب کہ پچیس سال کے عرصہ سے مسلمانوں کا یہ حق مسلم ہے کہ ان کی مساجد کے سامنے مساجد کے احرام کے خلاف سے باجہ نہیں بنایا جاتا تھا اور اس حق کے ثبوت میں نظامی قانون ان کا حامی ہے تو اب کوئی وجہ نہیں کہ کوئی مسلمان اس حق سے دستبرداری کریں اور وہ مساجد کے احرام کی مخالفت اور باجہ کی اجازت کی صورت میں جو قطعاً اسلام میں حرام ہے خلاصہ یہ کہ باجہ بھانا شریعت اسلامیہ میں ممنوع و حرام ہے اور مساجد کی اہانت یا ان کے احرام کے خلاف کوئی فعل کرنا یہ بھی حرام ہے اور ثابت شدہ حق جس کے چھوڑنے میں کسی حرام کی اجازت لازم آتی ہو اس سے دستبرداری کرنا بھی ممنوع ہے جو لوگ محض ہندوؤں کی خاطر خلاف قاعدہ مستمر باجہ بھانے کی اجازت دیں یا اس کی سعی کریں وہ مجرمہ گار اور فاسق ہوں گے (۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

مسجد کے قریب شور مچانا اور گانا بھانا

(سوال) شہ کے مشرکین بغرض اہانت و حقارت مسجد و تدلیل و توہین اسلام و تحقیر مسلمین اپنے ہتھوں کے جیوں کوشش و شوشات سے مع ہتھوں گاجوں اور نعرہ ہائے غیر اللہ کے مساجد کے سامنے سے گزرنا چاہتے ہیں یہ امر ان کے مذہبی شعری لکھام میں سے بھی نہیں ہے شہ کی آبادی مسوی ہے مینی ہندو مسلم انھما نصف تعدد میں ہیں ایسی صورت میں آیا مسلمانوں کو حتی الامکان حسب استطاعت ان خرافات و

۱ شرط الوفاق کتبہ شرح فی المفہوم و بدلالہ و وجوب العمل بہ الخ (الدر المختار کتاب الوفاق مطلب فی قولہ شرط الوفاق کتبہ الشارح ۴/۴۳۲ ط سعید)

۲ قل اللہ بعلی ومن اعصم من مع مساجد اللہ یدکر فیہا اسمہ و سعی فی حرمہا الا انہ دغرة اب
۱۴۴۱ وفاق بعضی مدعو علی نبر و سفوف ولا مدعو علی لائہ و العدول (المعدنہ آیت ۲)

روکنے اور مسجد کی حرمت قائم رکھنے کا شرعاً حق ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۵۲ سکرٹری جمعیت المسلمین مانگروں ضلع کانٹھیا وائز۔

۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۲۷) ہندوستان میں اسلامی حکومت نہیں ہے انگریزی قانون رائج ہے عام سڑکیں سڑگاہ عامہ کے لئے ہیں غیر مسلموں کو بچوں کے جلوس نکالنے اور نعرے لگانے سے باز رکھنا مسلمانوں کے اختیار میں نہیں ہے مسجد کے سامنے سڑک پر باجا بجانے اور شور مچانے سے نماز و جماعت کے اوقات میں روکا جاسکتا ہے اس سے نماز میں اور عبادت میں خلل آتا ہے خلی اوقات میں غیر مسلموں کو حق ہمسائیگی کی بنا پر باجہ روکنے کی فرمائش کی جاسکتی ہے مسلمانوں کو اپنے طرز عمل سے یہ اجازت کرنا چاہیئے کہ وہ اپنی مسجد کی کس قدر تحریم کرتے ہیں اگر خود مسلمان اپنے جلوسوں شادیوں میں مسجد کے سامنے باجے بجائیں تو ان کو بھی شرم کرنا چاہیئے (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مسجد کے قریب گانے والوں کو روکا جائے

(سوال) شر کے مشرکین اپنے بچوں کے جلوس کو باجوں گاجوں اور نعرے غیر اللہ کے ساتھ مسجد کے سامنے سے گزارنا چاہتے ہیں مسلمانوں کو ان خرافات کو روکنے کا حق ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۵۲، ۶۳ سکرٹری جمعیت المسلمین مانگروں

۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۲۸) مسجد شعرائند میں داخل ہیں اور شعرائند کا احترام مسلمانوں پر لازم ہے اصنام کے جلوس نکالنا اور شان و شوکت کے ساتھ ان کو شوارعہ پر گشت کرنا کفر و شرک کے شعائر میں سے ہے ہندوستان میں چونکہ حکومت قسطنطنیہ کا قانون رائج ہے اور مسلمان غیر مسلموں کو اظہار شعائر کفر سے روکنے پر قادر نہیں ہیں اس لئے ان پر کوئی شرعی مواخذہ نہیں ہے رہا مسجد کے سامنے شور کرنا شرکیہ نعرے لگانا تو یہ نماز و جماعت کے اوقات میں حقوق عامہ اور احکام نماز کے منافی ہے کہ اس سے نماز و عبادت میں خلل آتا ہے اس کے اند لو کہ نئے مسلمانوں کو قانونی حق کرنی چاہیئے جہاں تک ممکن ہو اس قصبے کو باہمی تصفیے سے سمجھنا چاہیئے مسلمانوں کا یہ بھی فرض ہے کہ خود اپنے جلوسوں شادیوں میں بھی مسجد کا احترام قائم رکھیں اور مسجد کے سامنے ہرگز باجو وغیرہ نہ بجائیں اور جنگ و جدل سے حتی الامکان احتراز کریں (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) اقل کسی سب سے زیادہ مکمل مکتبہ فیضیہ دہلی کہ لا یستطیع فلسفہ فان لم یستطیع فیقلہ وذلک اصعب الامکان (مسئلہ) باب کون الہی عن المکرم من الامکان ۱ ۵۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی (۲) (ایضاً)

نہجروں کی کمائی سے بنی ہوئی مسجد میں نماز کا حکم
(المجمیعہ مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) قصبہ کوچ ضلع جاون میں اہل ہندو کے محسے میں نہایت عمدہ موقع پر ایک مسجد قدیم شکستہ
نہجروں کی ناپ زخمائی سے بنائی ہوئی غیر آباد حالت میں موجود ہے کیا مسجد مذکور کو درست کر کے نماز پڑھنا
پابغز ہے؟ مسجد کا ملبہ اسی مسجد یا اس کے متعلقات میں یا کسی دوسری جگہ اسلامی مدرسہ میں لگایا جاسکتا ہے؟
کیا اسی زمین پر نئے اینٹ پتھر سے دوسرے مسلمان غنی مسجد بنا سکتے ہیں؟ محض مفید ہندو اس پر قبضہ کرنا
چاہتے ہیں؟

(جواب ۲۳۱) اس مسجد کو غیر مسلموں کے قبضہ سے چھانا مسلمانوں پر لازم ہے اور اس کو تعمیر کر کے
آباد کرنا اور اس میں نماز پڑھنا پابغز ہے اس کا ملبہ اگر اس میں تصرف ہو سکتا ہے تو اسی میں لگا دینا پابغز ہے ورنہ
دوسری جگہ منتقل قیمت کیا جاسکتا ہے اگر اصل پانی کے وارث موجود ہیں تو ان کو زمین کی قیمت دیدی جائے
اور مسلمان اپنی طرف سے مسجد کو تعمیر و وقف کر دیں، محمد کاغیت اللہ کان اہلہ

فصل پنجم۔ مسجد میں یا سقف مسجد پر سونا لور قیام کرنا یا نماز پڑھنا

مسجد کے اوپر امام کے لئے کمرہ بنانا

(سوال) مسجد کی چھت پر کمرہ وغیرہ بنانا امام کے رہنے یا رات پر دینے کے لئے شرعاً پابغز ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۶ عبد الجبید خاں ۸ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مکہ اُست ۱۹۳۳ء
(جواب ۲۳۲) مسجد کی چھت پر رہائش کرنا یا رہائش کے لئے کمرہ بنانا درست نہیں، محمد کاغیت اللہ کان
اہلہ، دہلی

مسجد میں سونا

(سوال) بعد نماز عشاء مسجد میں شب بھر سونا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۶ محمد چن فووش (س۔ر) ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۹۳۳ء
(جواب ۲۳۳) مسجد میں سونا درست ہے یا اگر کوئی شخص صرف ہو اور اس کے لئے اور کوئی
جگہ نہ ہو اور وہ ضرورتاً مسجد میں سونا رکھنا چاہتا ہے تو مضائقہ نہیں، محمد کاغیت اللہ کان اہلہ، دہلی

۱۔ بقیۃ شرح فی شرحہ و تفسیر کتاب الخیرات جلد ۱ ص ۱۰۰ ۲۔ بقیۃ شرح فی شرحہ و تفسیر کتاب الخیرات جلد ۱ ص ۱۰۰ ۳۔ بقیۃ شرح فی شرحہ و تفسیر کتاب الخیرات جلد ۱ ص ۱۰۰
۴۔ بقیۃ شرح فی شرحہ و تفسیر کتاب الخیرات جلد ۱ ص ۱۰۰ ۵۔ بقیۃ شرح فی شرحہ و تفسیر کتاب الخیرات جلد ۱ ص ۱۰۰ ۶۔ بقیۃ شرح فی شرحہ و تفسیر کتاب الخیرات جلد ۱ ص ۱۰۰
۷۔ بقیۃ شرح فی شرحہ و تفسیر کتاب الخیرات جلد ۱ ص ۱۰۰ ۸۔ بقیۃ شرح فی شرحہ و تفسیر کتاب الخیرات جلد ۱ ص ۱۰۰ ۹۔ بقیۃ شرح فی شرحہ و تفسیر کتاب الخیرات جلد ۱ ص ۱۰۰
۱۰۔ بقیۃ شرح فی شرحہ و تفسیر کتاب الخیرات جلد ۱ ص ۱۰۰ ۱۱۔ بقیۃ شرح فی شرحہ و تفسیر کتاب الخیرات جلد ۱ ص ۱۰۰ ۱۲۔ بقیۃ شرح فی شرحہ و تفسیر کتاب الخیرات جلد ۱ ص ۱۰۰
۱۳۔ بقیۃ شرح فی شرحہ و تفسیر کتاب الخیرات جلد ۱ ص ۱۰۰ ۱۴۔ بقیۃ شرح فی شرحہ و تفسیر کتاب الخیرات جلد ۱ ص ۱۰۰ ۱۵۔ بقیۃ شرح فی شرحہ و تفسیر کتاب الخیرات جلد ۱ ص ۱۰۰
۱۶۔ بقیۃ شرح فی شرحہ و تفسیر کتاب الخیرات جلد ۱ ص ۱۰۰ ۱۷۔ بقیۃ شرح فی شرحہ و تفسیر کتاب الخیرات جلد ۱ ص ۱۰۰ ۱۸۔ بقیۃ شرح فی شرحہ و تفسیر کتاب الخیرات جلد ۱ ص ۱۰۰
۱۹۔ بقیۃ شرح فی شرحہ و تفسیر کتاب الخیرات جلد ۱ ص ۱۰۰ ۲۰۔ بقیۃ شرح فی شرحہ و تفسیر کتاب الخیرات جلد ۱ ص ۱۰۰

خادم کا مسجد میں مستقل رہائش کرنا

(سوال) مسجد کے اندر یعنی اس جگہ جہاں جماعت ہو آگئی ہے کسی شخص کا قیام بالاحتیاجت ماہ دو ماہ خواہ وہ مسافر ہو یا مقیم اس طور پر کہ شخص مذکور وہیں رہے سوئے اور باتیں دنیوی اور تمام لوازمات زندگی وہیں مسجد میں چوری کرے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۵۳ محمد عثمان صاحب بمبئی

۷ اذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲ اپریل ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۳۴) اگر یہ شخص مسجد کے متعلقہ اشخاص میں سے ہو کہ مسجد کی ضروریات اس سے وابستہ ہوں مثلاً امام یا مؤذن یا خادم ہو اور اس کے رہنے کی اور کوئی جگہ میسر نہ ہو اور اس کے رہنے سے نمازیوں کو تکلیف پیش نہ آئے اور وہ مسجد کے احکام کا پورا خیال رکھے تو ان کے ساتھ مسجد میں قیام کی اجازت ہے اور اگر دوسری جگہ سکونت کے لئے میسر ہو یا مسجد سے غیر متعلق ہو اور مسافر بھی نہ ہو یا اس کی رہائش سے نمازیوں کو تکلیف اور حرج ہو یا مسجد کی بے ادبی یا توہین ہوتی ہو یا تلویح و تکلیف لازم آتی ہو تو ان صورتوں میں اس کو اجازت نہیں ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

مسجد میں رہائش کرنا

(سوال) کوئی ایسا شخص مسجد میں غصہ ساتاب یا نہیں جو مسجد میں ہی کھاتا پیتا ہے اور مسجد میں ہی سوتا ہے اور دنیوی باتیں بھی مسجد میں ہی کرتا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۹۰ سیٹھ میاں محمد دوست محمد (ہمت نگر)

۷ صفر ۱۳۵۳ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۳۵) مسجد میں اس طرح ٹھہرنا کہ مسجد کو یہ قیام گاہ ہے اور نمازیوں پر نماز پڑھنے کی جگہ کو نجس کرنا یا مسجد میں دینی باتیں کرنا اور رہا ضرورت شدیدہ مسجد میں سونا خفیوں کے نزدیک مکروہ ہے کسی مسافر کو جب کہ اس کے لئے مسجد سے شدیدہ کوئی جگہ نہ ہو سخت ضرورت کے لئے مسجد میں سونا بجا جائز ہے غیر اتنی شرط ہے کہ اس کے ٹھہرنے سے مسجد کے احترام میں فرق نہ آئے اور نمازیوں کے لئے نماز کی جگہ نجس نہ ہو اور ضرورت پوری ہوتے ہی وہ مسجد کو چھوڑ دے اور مسجد میں کھانے پینے سے اگر مسجد ملوث ہوتی ہے تو عہدہ بدار نہ نہیں اگر مسجد کے علاوہ کوئی قیام گاہ مسافروں کے لئے ہو تو مسجد کو مسافر خانہ نہ عہدہ ہے۔
وہذا کلمہ معروف فی الفقہ الحنفی واللہ تعالیٰ وعلمہ امہ واحکم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) والعاشرون لا یصو عبی حد فی لصفہ و لرایع عشر ان سرحد عن الحاسب والصبان وعالمگیر کتاب الکراہیۃ آداب المسجد ۳۲۱/۵ ط ماحدہ

(۲) ویکوہ النوہ والا کل فیہ لغیر المعتکف الخ ولا یاسی لبعرب ولصاحب الدار ان ینام فی المسجد فی الصحیح من المذهب والاحسن ان ینزع فلا سہ الخ وعالمگیر کتاب الکراہیۃ آداب المسجد ۳۲۱/۵ ط ماحدہ کولہ پاکستان

نمازیوں کا مسجد میں سونے کی عادت بنانا

(سوال ۱) جامع مسجد دہلی کے دلائنوں میں مسلمان بے نمازی اور فقراء آوارہ گرد سوتے ہیں نماز کو انہیں کرتے مسجد کو سرانے ناکھا ہے (۲) نمازی مسلمان بھی بعد نماز ظہر عصر کی نماز تک اندرون مسجد سوتے رہتے ہیں مسجد کے اندر یہ فعل جائز ہے یا ناجائز؟

المستفتی نمبر ۱۱۱۱ محمد عثمان صاحب تنظیم جامع مسجد دہلی۔ ۷ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۱۶ اگست ۱۹۳۶ء (جواب ۲۳۶) بے نمازیوں کو مسجد میں سونے اور اس کو خواب گاہ بنالینے کا کوئی حق نہیں کیونکہ بے نمازی ہونے کی جہت سے بھی یہ اندیشہ ہے کہ وہ مسجد کی تہذیب و تنظیف کا خیال بھی نہ رکھیں نمازیوں کا مسجد میں اوقات نماز کے علاوہ لیٹ جانا اور سو جانا اراقتی طور پر ہو تو مباح ہے لیکن مسجد کو ایک خواب گاہ بنالینا ان کے لئے بھی درست نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

(۱) مسجد کے برآمدے میں سونا

(۲) مسجد میں سامان کے لئے صندوق رکھنا

(۳) تعمیر کے لئے جمع شدہ چندہ کو امام و مؤذن کی تنخواہ میں دینا

(۴) مسجد میں رات کو وظیفہ پڑھنا

(سوال ۱) ایک شخص متقی پر بیزار کا جائے ٹھکانا نہیں اس شخص کا مسجد کے باہر برآمدہ میں رہنا سوتا جائز ہے یا نہیں (۲) مسجد کا سلطان مسجد کے اندر یا باہر برآمدہ میں چٹنی میں بند کر کے رکھنا جائز ہے یا نہیں (۳) مسجد میں مؤذن روزانہ چٹی سے پیسہ اٹھاتا ہے مسجد کی مرمت کرنے کے واسطے سب آدمی بطور صدقہ دیتا ہے اس تنخواہ پیسہ سے پیش لام کی تنخواہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ حالانکہ پیش لام کی تنخواہ ہستی والوں کے چندہ سے مقرر و معین بھی ہے (۴) مسجد میں بعد نماز عشاء کے ایک دو بے رات اس وقت کسی آدمی کا نام و نشان نہیں اس وقت میں ذکر و اذکار و مراقبہ کرنا جائز ہے یا نہیں حالانکہ جامع مسجد نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۳۷ مولوی سراج الحق صاحب (ضلع پر دم) ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۷ فروری ۱۹۳۷ء (جواب ۲۳۷) (۱) مسجد کا برآمدہ اگر مسجد سے خارج ہے تو اس میں کسی نیک متقی کے اتفاقاً سوجانے کا مضائقہ نہیں اگر یہ شخص مسجد کے متعلقین میں سے ہے مثلاً امام ہے یا مؤذن یا گمراہ تو اس کو برآمدہ میں (جب کہ برآمدہ مسجد سے خارج ہو) سونا روزانہ بھی جائز ہے لیکن اگر مسجد کے متعلقین میں سے نہیں ہے اور اکثر یا دواوی طور پر مسجد میں سونے کی عادت ڈال رکھی ہے تو یہ مکروہ ہے (۲)

(۱) ویکرہ النور والا کل لعیر المعنکف و إذا أراد أن يفعل ذلك یحی أن یؤی الاعتکاف فیدخل فیہ ویدکر اللہ تعالیٰ بقدر ما یؤی أو یصلی لم یفعل ماشاء عالمگیری کتاب الکراهیۃ اذاب المسجد ۳۲۱ ط ماحدیه
(۲) ویکرہ النور والا کل فیہ ای المسجد لعیر المعنکف ولا بأس لعرب الخ عالمگیری کتاب الکراهیۃ اذاب المسجد ۳۲۱/۵ ماحدیه

(۲) مسجد کا سامان پٹنی میں نہ آئے مسجد کے وراندہ میں رکھ دینا جائز ہے بشرطیکہ اس کی حفاظت کا انتظام بھی کر لیا جائے اور چوری ہو جائے یا ضائع ہو جائے کا خوف نہ ہو (۱)

(۳) مؤذن روزانہ مسجد میں جو پیسہ جمع کرتا ہے اگر مرمت کے کام سے جمع کرتا ہے تو اس پیسہ کو مرمت کے کام میں ہی خرچ کرنا چاہئے مؤذن کی یا امام کی تنخواہ اس میں سے دینا جائز نہیں (۲)

(۴) مسجد میں ایک دوپہر رات کو وظیفہ پڑھنا یا مراقبہ پڑھنا یا نماز پڑھنا یا نذر ہے مگر آواز سے پڑھنا اگر کسی سونے والے کو تکلیف پہنچائے تو مکروہ ہے آہستہ پڑھنے میں مضائقہ نہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدولی

مسافر کا مسجد میں سونا

(سوال) کیا فقراء و مسکین اور ہر کس و ناکس کا مسجد میں سونا جائز ہے؟

المستفتی نمبر ۲۸۰۷ محمد احسن کراچی۔ ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ

(جواب ۲۳۸) مسجد میں لوگوں کا سونا مکروہ ہے سوائے مسافر یا سخت ضرورت مند کے کہ بوقت ضرورت سو جائیں تو مباح ہے (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدولی

مسجد کی چھت پر کھانا پکانا اور سونا

(سوال) مسجد اور اس کے صحن میں سونا ٹھنارات دن درست ہے یا نہیں؟ اور مسجد کی چھت پر کھانا پکانا اور سونا درست ہے یا نہیں؟ یہ وجود حجرہ ہونے کے حجرے کو استعمال نہیں کرتے؟

(جواب ۲۳۹) مسجد اور اس کی چھت کو ایسے کاموں سے جن میں مسجد کی تلویت ہوتی ہو یا احتمال تلویت ہو یا مسجد کے احترام میں نقصان آتا ہو محفوظ رکھنا لازم ہے ضرورت کسی مسافر کو یکہ ساری کی وجہ سے امام یہ مؤذن کو مسجد میں سونا بنا مباح ہے مگر جب کہ حجرہ یا دوسری کوئی جگہ موجود ہو تو مسجد کو خواب گاہ نہ بننے سے احتراز ضروری ہے (۵) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدولی

(۱) ولا باس بان يتحد في المسجد بمتاوضع فيه البوازي (عالمگیریہ فصل كره علق باب المسجد ۱/ ۱۱۰ ط ماحدہ)

(۲) و اذا أراد ان يصرف شيئا من ذلك إلى امام المسجد أو إلى مؤذن المسجد ليس له ذلك إلا إذا كان الوقف شرط ذلك في الوقف كذا في الذخيرة (عالمگیریہ كتاب الوقف الفصل الذي في الوقف على المسجد ۲/ ۴۶۳ ط ماحدہ)

(۳) وفي حاشية الحموی عن الامام شعراي أجمع العلماء سلفاً وخلفاً على استحباب ذكر الجماعة في المساجد وغيرها إلا ان يشوس جهر هم على باب أو مصل أو فري الح (رد المحتار كتاب الصلاة مطلب في رفع الصوت بالذكر ۱/ ۶۶۰ ط سعيد)

(۴) ويكره النوم والأكل في غير المعتكف الح ولا باس للعرب ولصاحب الدار أن ينام في المسجد (عالمگیریہ كتاب الكراهية آداب المسجد ۵/ ۳۲۱ ط ماحدہ)

(۵) (أيضاً)

(۱) مسجد کے اندر نماز کا ثواب زیادہ ہے یا اوپر؟

(۲) دروازوں کے درمیان صف بنانا

(سوال) (۱) مسجد میں نیچے نماز پڑھنا بہتر ہے یا اوپر بھی نماز پڑھنے کا وہی ثواب ہے چند نمازی کہتے ہیں کہ جب اوپر بھی باقاعدہ مسجد و محراب بنی ہوئی ہے تو اوپر نماز پڑھنے کا ثواب بھی اتنی ہی ہے جتنے کہ نیچے نماز پڑھنے کا ہے۔

(۲) بڑی جماعت میں تیسری یا چوتھی صف میں لوگ جگہ سم ہونے کی وجہ سے دروں کے پتے میں نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں کیا ان لوگوں کی نماز ہو جاتی ہے؟

(جواب ۲۴۰) (۱) اگر اوپر بھی مسجد بنی ہوئی ہے تو نیچے یا اوپر نماز پڑھنا جتنا ہے اور اگر اوپر مسجد نہ بنی ہو یعنی محراب نہ ہو تو فرض کی جماعت میں نیچے پڑھیں سنتیں اور نوافل اوپر پڑھ سکتے ہیں (۱)۔

(۲) دروں کے درمیان کھڑے ہونے والوں کی نماز ہو جاتی ہے (۱)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ

(۱) گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز

(۲) جمعہ کی سنتوں کے ”الصلوة قبل الجمعة“ پکارتا

(المجید مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

(سوال) مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جمعہ کے روز مسجد میں صلوٰۃ پکارتے ہیں۔ الصلوٰۃ قبل الجمعة الصلوٰۃ سے رسول اللہ پھر لوگ سنتیں پڑھنے کھڑے ہوتے ہیں کیا یہ فعل مستحب ہے؟

(جواب ۲۴۱) مسجد کی چھت بھی مسجد ہی کا حکم رکھتی ہے چھت پر نماز پڑھنا خصوصاً گرمی کی وجہ سے بلا کراہت جائز ہے (۱) یہ صلوٰۃ پکارنا درست نہیں کیونکہ اس کا ثبوت نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ شرف اللہ

فصل ششم۔ حقوق متعلقہ مسجد

قادیانیوں کا مسلمانوں کی مسجد میں جماعت کرنا

(سوال) شہر پیالہ میں ایک مسجد معروف ڈوگرہ والی ہمارے بوش سنبھالنے سے پہلے کی قبیر شدہ ہے

۱۔ قول الشافعی: ”او جعل فوقہ بیتا الخ“ ظہرہ کہ لا فرق بین ان یکون للمسجد ”ولا لامة یؤخذ من العلیل ان محل عدم کونه مسجداً فما اذا لم یکون وقد علی مصالح المسجد“ و بہ صرح فی الاسعاف الخ (رد المحتار کتاب الوقف) مطلب فی احکام المسجد ۳۵۷ ط سعید وامداد الاحکام ۳۵۱ ط مکتبہ دار العلویہ کراچی (۲)؛ ولا یضغاف بین الاسطوانات غیر مکرورہ“ لانه صف فی حق کل فریق الخ (مبسوط باب الجمعة ۳۵ ط بیروت) لسان (۳) الصعود علی سطح کا مسجد مکروہ ولہذا اذا اشد الحریکہ ان یصلوا بالجماعة فوقہ الا اذا صاف المسجد فحینہ لا یکوہ الصعود علی سطحہ لمصرورہ (عدلمگیریہ) کتاب الکراہیہ آداب المسجد ۳۲۵ ط سعید (۴) من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منہ فہو رد (بخاری کتاب الصلح باب ادخال الصلح علی صلح جور فہو مردود ۳۷۱/۱ ط قدیمی)

سات آٹھ سال سے فرق حنفیہ میں سے اس محلہ میں دو ایک نمازی تھے اس لئے فرقہ احمدی کے اشخاص جو اس محلے میں تھے اس مسجد میں نماز پڑھنے لگے اب چونکہ اس محلے کے لوگوں کو ائمہ تعالیٰ نے ہدایت دے دی اور فرقہ حنفی کے چالیس پچاس اشخاص نمازی ہو گئے ہیں نماز کے وقت دونوں فرقوں میں ٹکرا ہونے پر پولیس نے یہ انتظام کیا ہے کہ جمعہ کی نماز ہمیشہ پہلے حنفی پڑھ لیا کریں بعد میں احمدی پڑھ لیا کریں اور دوسری نمازیں ایک دن پہلے حنفی پڑھ لیا کریں اور ایک دن احمدی پہلے پڑھ لیا کریں چونکہ احتمال ہمیشہ دنگہ کا رہتا ہے اس لئے دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایک مسجد میں دو فرقوں کے دو امام اور دو جماعتیں ہو سکتی ہیں یا نہیں؟ اس مسجد کا بانی بھی حنفی تھا۔ المسنفتی نمبر ۵۹ مطبع محمد ٹھیکیدار۔ پٹنالا

۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۴۶) جب کہ وہ مسجد قدیم سے اہل سنت والجماعت حنفی فرقے کی مسجد تھی اور وہی اس کے بانی تھے تو اس میں نماز اور جماعت کا حق صرف اسی فرقے کے اہل محلہ کو ہے وہی مسجد کے مستم اور متولی ہیں اور وہی جماعت قائم کرنے اور نماز پڑھنے کے مستحق ہیں مرزائی فرقہ جو جمہور علمائے اسلام کے نزدیک کافر ہیں اس مسجد میں کبھی قسم کے اتھارے کا اور جماعت قائم کرنے کا حق نہیں رکھتے مرزائی نہ تو حنفیوں کی جماعت سے پہلے جماعت قائم کر سکتے ہیں اور نہ حنفی جماعت کے بعد اپنی جماعت کر سکتے ہیں پہلے تو اس لئے نہیں کر سکتے کہ اصل مستحقین بانی مسجد فرقہ سے پہلے انہیں اقامت جمعہ کا کوئی حق نہیں اور بعد میں اس لئے کہ صحیح طور پر جماعت ہو جانے کے بعد دوبارہ کوئی جماعت منظم طور پر قائم نہیں کی جاسکتی اور دواحق اپنی جماعت قائم کرنے پر اصرار کریں تو پولیس کا فرض ہے کہ ان کو داخلہ مسجد سے روک دے کہ ان کو اس کا بھی حق نہیں ہے۔ "وہذا اکلہ طاهر واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ ہدیرہ امینہ دہلی

حفاظت کی خاطر مسجد کو تالا لگانا

(سوال) قصبہ نظام آباد کی ٹنبدی جامع مسجد (یا گار محی الملت والدین اورنگ زیب عالمگیر) کے چند مصلیان جو نماز جمعہ اور عیدین اس مسجد میں پڑھتے ہیں ان کا مصمم ارادہ ہے کہ جامع مسجد کے خندے مسجد کے کل محرابوں اور دروازوں میں لوٹ کا پینٹ لگا دیا جائے اور ہمہ وقت دروازوں میں قفل پڑا رہے اور اوقات نماز ہنگامہ میں مؤذن مسجد اپنے گھر سے آکر قفل کھول دے اور نماز وقتی لو آکر نہ کے بعد فوراً قفل لگا دے باقی مصلیان مسجد جو نماز جمعہ اور عیدین اس مسجد میں پڑھتے ہیں اکثر خاموش اور ہنس ناراض ہیں مگر وہ مصلیان جو اکثر وقتی نماز اس مسجد میں لو آرتے ہیں وہ بالکل مخالف اور ناراض ہیں کیونکہ ان کے خیال میں اس سے عبادت الہی میں رکاوٹ پیدا ہوئی اور وہ خانہ خدا کا مقفل رہنا خلاف شرع سمجھتے ہیں کیونکہ جمہور کی مساجد عام

(۱) ماکان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ شاہد بن علی انفسہم بالکفر" (سورۃ توبہ آیت ۱۷) اما یعمرو

مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الآخر الایۃ (سورۃ توبہ: آیت ۱۸)

مسلمانوں کے لئے ہر وقت کھلی رہتی ہیں جس سے احتمال تضادم مصلیان مسجد سے (نوٹ) صحن مسجد چار دیواری سے محفوظ ہے اندرون مسجد کوئی ایسی چیز نہیں رہتی کہ جو چارلی جاوے مثل درمی و فرش و ہماز و فون و غیرہ اور نہ اس مسجد میں لہ مسجد مقرر ہے ایک خاندان چنانوں کا دیوید رہے کہ شہنشاہانِ عالمیہ نے ہمارے اسلاف فوجی ملازمین کی استعداد پر یہ خاندانِ ختم کر دیا نہ چھوڑ دیا اور رہنے کے واسطے انہماز جمعہ و عیدین ہمیشہ اس مسجد میں آکر تے ہیں اور مدت مسجد کے ختم کے بھی حاشی ہیں لہذا ان کی خاموشی شرعاً موجبِ رضا الہی ہے یا باعثِ گناہ ان کو کس ذیقین تا نیکہ کرنی چاہیے تاکہ رفع شر ہو بحالت خاموشی انفرادی مصلیان و رکاوٹ عبادت الہی کا گناہ ان سے نہ تو نہیں ہوگا۔

المستفتی نمبر ۱۶۳۵ فتویٰ مہرِ حنیف صاحب (ضلع، صمد نگر)

۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۵ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۴۳) مسجد کے دروازوں کو بند یا قفل کرنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ یہ صورت نمازت روکنے کے ہم پد ہے۔ کما کرہ علوی باب المسجد (در محار) واما کرہ لایہ یشہ السع من الصلوٰۃ قل تعالیٰ ومن اظلم ممن مع مساجد اللہ ان یدکر فیہا اسمہ الح (رد المحتار نقلاً عن البحر) ہاں مسجد سے سامان و سبب سے پوری ہو جانے کا خوف ہو تو پھر فارغ از نماز و اوقات میں قفل کرنا مباح ہے۔ الا لحوف علی متاعہ یہ یفتی (در مختار) ۱۰

اگر چھانک لگے اور قفل لائے کی ضرورت نہ ہو تو پھر اس میں روپیہ لگانا فضول و ناجائز ہے جن دعووں کو مسجد کے نظام میں بنی طور پر مداخلت کرنے کا حق ہے ان کو لازم ہے کہ وہ بلا ضرورت مسجد کو قفل کرنے کے خلاف اپنی رائے عامہ نہیں اسی طرح نمازیوں کو بھی چاہیے کہ اس ناجائز فعل کے خلاف توازن بند کریں۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لدہ دہلی

مسجد کی حفاظت مسلمانوں پر لازم ہے

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و رہبرائے تحت حکم آیت قرآنی ومن اظلم ممن مع مساجد اللہ ان یدکر فیہا اسمہ وسعی فی حرابہا لہر کون نیدوہ ظلمت اس شخص سے کہ اللہ کی مسجدوں میں ذرا اللہ کو بند کرے اور اس کی خرابی میں دوش و دہرہ ہو۔ ریاست دہلی میں ایک قدیم مسجد ہے جسے ہندوؤں اور وہاں کی حکومت نے ہوج شالہ بنہا پابا تھا اور اسی نام کی تختی وہاں نصب کر دی تھی مسلمانان دہلی کے کوشش سے حکومت نے اس افتراقی قصبہ کو اور اس تختی کو ہٹا دیا اور مسجد کو اس کے اصلی نام سے موسوم کیا۔

(۱) امسال رمضان شریف میں وہاں پہنچ کر احقر اعباد نے قرآن خوانی تلووت میں شروع کی حکومت مانع

اچھا نہیں ہے نہ فہم اُتر قرأت صحیح پڑھتا ہو تو ناظرہ خواں سے انھیں ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد پر ملکیت کا دعویٰ باطل ہے

(المجمیعہ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۲۶ء)

(سوال) اگر کسی مسجد پر کوئی شخص اپنی یا اپنے خاندان کی ملکیت کا دعویٰ کرے اور اس کا اظہار نہ صرف دعوت میں بلکہ جمعہ عام میں بھی کرے تو کیا عوام کے لئے اس مسجد میں نماز پڑھنا درست ہے؟

(جواب ۲۴۶) جو مسجد بقاعدہ شرعیہ ایک مرتبہ مسجد ہند کی بنی اور اس میں باقاعدہ جماعت کے ساتھ نماز ہوئی اس کو اگر کوئی شخص اپنی ملکیت بتائے یا ملکیت جیسے معامات کرے یا ملکیت کا دعویٰ کر کے دوسرے مسلمانوں کو روک دے تو یہ سب ناجائز اور قطع ہے۔ اس مسجد میں مسلمانوں کو نماز پڑھنا اور نماز کے لئے نماز رکعت کی سعی کرنا چاہیے اور اس مدعی ملکیت کے غلط دعوے سے متاثر ہو کر اس میں نماز ترک نہ کرنی چاہیے۔ ہاں اگر کوئی مکان فی الحقیقت کسی شخص کی ملک میں داخل ہے اور اس نے اس وقت نہیں کیا مسجد نہیں بنایا نہ صرف اس میں نماز پڑھی جاتی تھی تو آپ اس کا دعویٰ ملکیت درست ہو گا اور جب وہ لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے سے روک دے گا تو غیر اس کی اجازت کے اس میں نماز پڑھنا جائز نہ ہو گا۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ

مکان کے اندر مسجد بنانا

(المجمیعہ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۳۸ء)

(سوال) ایک نہایت وسیع مکان کے اندر ایک مسجد ہے شب کو اس مکان کو اندر سے بند کر لیا جاتا ہے مسجد عرصے سے غیر آباد ہے صاحب خانہ نماز نہیں پڑھتے ہیں کیا اس مسجد میں نماز ہو جاتی ہے؟

(جواب ۲۴۷) اگر اس مسجد کا راستہ عام نہیں ہے اور مکان والے اس کو جب چاہیں بند کر سکتے ہیں تو وہ مسجد شرعی نہیں ہوگی نماز جب تک کی اجازت سے پڑھی جائے تو نماز ہو جاتی ہے البتہ مسجد شرعی نہ ہونے کی صورت میں مسجد کا ثواب نہیں ملے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی

(المجمیعہ مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۳۸ء)

(سوال) اگر کوئی متولی مسجد چند پائندہ صومر، صلوۃ مسدیان، مصلیوں کو محض صوفیانہ سماں سننے کی بنا پر مسجد

(۱) والأفضل اختيار الذي إمامه الله وصلى وسجد حمد وإن قل جمعه الفضل من الجامع (رد المحتار باب ما بعد الصلاة وما يكره فيها) مظ في الفضل المساجد ۱/۶۵۹ ط سعيد
(۲) قوله تعالى "ومن أضل ممن مع صاحبه الهدى يدكر فيها اسمه يسعى في حرامها" (سورة نورة آية ۱۱۴)
(۳) فهو جعل وسط دارة مسجد واذن الناس في دخوله والصلوة فيه إن شرط معه الطريق صار مسجداً في قولهم وإلا فلا (عالمگیری) كتاب الوقف ۲/۴۵۴ ط ماحديه

تے بعد کے وقت تکالہ دیا نہ جاتا تو اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟
(جواب ۲۴۸) مسجد کسی کی ملک نہیں وہ خانہ خدا اور تفسیر متولی کو جائز نہیں کہ وہ ان لوگوں کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکے کسی شخص کو اس کی کسی ناجائز حرکت کی وجہ سے مسجد سے روکنے کا حق ہوا۔ اسلام یا اس کے نائب کو ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ندرہ امینہ دہلی

”مسجد کی دیوار توڑ دی گئی“ کہنا
(المنعینہ مورخہ کیم مئی ۱۹۳۵ء)

(سوال) مسجد کی دیوار شہید کردی گئی کے معنی توڑ دی گئی منہ یہ ہے؟
(جواب ۲۴۹) ”مسجد کی دیوار شہید کردی گئی“ یا ”مسجد کی دیوار توڑ دی گئی“ ان دونوں عبارتوں کا ان جائزے اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کا پیسہ دوسری جگہ خرچ کرنا جائز نہیں
(المنعینہ مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) بندہ ایک مسجد کا متولی ہے۔ اس نے ایک سال کا ہوا مسجد پر تعمیر لگائی گئی تھی جو کہ چھ روپے کی سے نامکمل رہ گئی تھی مسجد کے برابر میں ایک شخص کا مکان ہے مسجد پر چڑھنے سے اس کے مکان کی بے پروائی ہوتی ہے کیا مسجد کی تعمیرت اس پر پردہ پڑا یا جاسکتا ہے؟ کوہ دیار مالک مکان کی ہے۔

(جواب ۲۵۰) مسجد کی تعمیرت دوسرے کی دیوار پر غرض پردہ دیوار تعمیر کرنا ناجائز ہے ہاں مسجد کی دیوار پر تعمیر کردی جائے تو جائز ہے اور اگر مسجد کی دیوار پر پردہ قائم کرنے کی صورت نہ ہو سکتی ہو تو اس مسجد مالک مکان کی اپنے پاس سے اتنی امانت کرے کہ وہ اپنی دیوار پر پردہ قائم کر سکے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کے بانی کو تولیت کا حق ہے

(المنعینہ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) اگر کوئی یہ کہے کہ مسجد سے فائدہ ہر قوم کی ہے دیگر قوم کو کسی امر میں دخل دینے کا حق نہیں جس و نماز پڑھنے کو نہ سوا مہر ائمہ میں کسی و دخل دینے کا حق نہیں تو کیا حکم ہے؟

(جواب ۲۵۱) نماز پڑھنے کا حق تو تمام مسلمانوں کو ہے مگر مسجد کا انتظام کرنے کا حق مسجد کے بانی اور

۱۔ و المسجد جنس لہ معنی اس واحد فہو جنس لہ معنی و المسجد لہ فتح مقدر کتاب
نوفہ فصل فی احکام المسجد ۶ ۲۳۴ ط مصر

(۲) لہذا یہ تمام مسجد میں سے نہیں ہے و ہذا من عنہ بعد یہ لہ ماہو الرب بعد یہ لہ السراج والاساط کدلت
لی آخر المصالح (الذکر المختار کتاب الوقف احکام المسجد ۴ ۳۶۷ ط سعید)

۱۔ اقامت یا متولی کو ہے اگر وہ انتظام درست رکھے تو خیر ورنہ دوسرے مسلمانوں کو مشورہ دینے کا حق ہے۔
 ۲۔ زبردستی انتظام میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دواعی

مسجد کے کسی حصہ پر قبضہ کرنا جائز نہیں
 (انجمیہ مورخ ۲۳ جنوری ۱۹۳۵ء)

(سوال) ایک مسجد واقع سیویتی، بنارس اسٹیٹ میں قدیم تھی اس کے مینارہ کو زید نے جمعہ غفرانی مندرم
 کے زمانہ مکان میں شامل کر دیا ہے اور دوسرے میناروں کو بھی گرا دیا ہے جس سے شکل مسجد تبدیل ہو گئی
 ہے۔

(جواب ۲۵۲) مسجد یا اس کے کسی حصے کو مندرم گرا کر یا اور اس پر غاصبانہ قبضہ کر لینا سخت گنہگار اور موجب
 فتنہ ہے ایسا شخص فاسق اور گنہگار اور مستحق تعزیر ہے مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس کا بازیکٹ کر دیں اور جب
 تک وہ توبہ نہ کرے اور مسجد کے نقصان کی تلافی نہ کرے اس کو شامل نہ کریں قرآن پاک میں ہے ومن
 اصابہ من مفع مساحد اللہ ان بذکر فیہا اسمہ وسعی فی حوائہا ۷ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل ہفتم۔ مساجد میں غیر مسلموں کا داخلہ

غیر مسلم مسجد میں داخل ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

(سوال) بازار میں مسلم آباد ہیں مسلمانوں نے ایک رہزما کے اتحاد قائم کیا ہے جس میں ہندو مسلمان شامل
 ہیں یہ کاجسہ گرا خور ہے ایسی جگہ کوئی نہیں ملتی جہاں یہ مشتہک جسد کیا جائے یہ جسد برائے امن
 ہے مسجد میں گریا جائے تو کیا ضمنی فہمۃ المستغنی فہمۃ الحقہ لو خان۔ درجہ کلاں دہلی

۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۲ء

(جواب ۲۵۳) مضائقہ نہیں۔ مسجد میں ہندو جیسی اور دیگر غیر مسلموں کا داخلہ ممنوع نہیں جامع
 مسجد میں سیر و تفریح کے لئے روزانہ غیر مسلم داخل ہوتے ہیں تو ایک صحیح غرض (اتحاد و قیام امن) کے
 لئے داخل ہونے میں کیا مضائقہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دواعی

۱۔ جن میں مسجد اور جمعہ بنے تعالیٰ فیہا احسن لباس عرومہ و عمارتہ و وسط لہواری و محصور و لصادق و لا
 د۔ والاقامۃ والامامۃ ان کان اھلاً لذلک فان لم یکن فالمرای فی ذلک إلیہ (عالمگیریۃ) فصل کبرۃ علی المسجد
 ۱۱۰ ط ماحدہ

۲۔ سورۃ الباقۃ ۱۱۴ فی س لہما۔ و المسجد حلال بنہ تعالیٰ والس لاحد فیہ حق فی اللہ تعالیٰ
 د۔ المساجد لہ الخ۔ فتح المتعبر کتاب الوفاء فی حکمہ المسجد ۶ ۲۳۴ ط مصر

۳۔ وہی المعاری ولا یمن ان یدخل الکافر والھن لہما المسجد الحرام و ست المقدس و سایر المساجد لخصال
 مسجد وغیرہم لہما لہ الخ۔ البحر الرائق کتاب الوفاء حکمہ المسجد ۵ ۲۷۱ ط بیروت لہ و رد
 مسجد ۳۷۸ ط

فصل ہشتم۔ مسجد کے سامان کا فروخت کرنا یا منتقل کرنا

ویران مسجد کے سامان کا حکم

(سوال) ذریعہ اسمعیل خاں میں چھوٹی میں مسلمانوں کے پیسے سے جو وہاں لازم تھے ساتھ ستر برس سے مسجد میں تعمیر کرائی گئی ہیں، قاعدہ وہاں جمعہ وعیدین کی نمازیں پڑھاتی جا چکی ہیں چونکہ چھوٹی اچھ گئی ہے اس لئے مسجد میں خلی رہ گئی ہیں چھوٹی کی تمام اسباب مکانات وغیرہ بنایا ہو چکا ہے اب گورنمنٹ نے مسلمانوں کو مطلع کیا ہے کہ یہ تو ان کا تمام ملکہ شہر کیڑیاں وغیرہ لے جا دیں ان کو لہ کر وہیں لوگوں کا خیال ہے کہ مسجد میں گرائز ان کا سامان اسلامیاہ اسول میں لگا دینا چاہیے یہ مسجدیں لب مرکز شہر سے چھو فاصلے پر ہیں۔ المستفتی نمبر ۱۲۰۰ ج۱ احمد دین ذریعہ اسمعیل خاں۔ ۲۸ رجب ۱۳۵۲ھ ۱۸ نومبر ۱۹۳۳ء (جواب ۲۵۴) جو مسجد کہ ایک پر شری قاعدے سے مسجد ہو جائے وہ قیمت تک مسجد ہی رہے گی اس کو فیہ مسجد کے کام میں نہیں لیتے اگر اس کے قریب آبادی نہ رہے اور مسجد میں کوئی نماز پڑھنے والا نہ رہے تو جب بھی اس کی حفاظت کا سامان کرے اس کو محفوظ کر دینا ضروری ہے البتہ اگر کوئی مسجد پہلے ہی شری قاعدے سے مسجد نہ ہو۔ مثلاً اس کی زمین موقوفہ نہ ہو کسی کی ملک ہو جس نے وقف نہ کی تو وہ مسجد کا غنم نہیں رکھتی۔ (۱) الحمد للہ کتابت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) مسجد کے ملکہ کا حکم

(۲) ہندوؤں سے تعمیر مسجد کا کام لینا

(اندرجیت مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۲۹ء)

(سوال) (۱) مسجد کہنے کی تعمیر سے پہلے میں اگر اس کا ملکہ فروخت کر کے اس کی قیمت کو تعمیر مسجد میں لگا دے تو اس حالت میں ملکہ کو فروخت کرنا جائز ہوگا یا نہیں اور اگر تعمیر کے بجائے زر دشمن کو کسی اور مصرف میں یا جانے کو جائز ہوگا یا نہیں؟ بعض اصحاب کو حضرات عالمگیریہ بادشاہ اسلام کے اس فقرے سے دھوکا ہو رہا ہے ”سلاوات بارہہ“ چوب مسجد اللہ نہ لائق داشتی نہ قابل سوختی“

(۲) قیہ و مرمت مسجد میں ہر ہند، معمر اور ہندو مزدور جو مستعد اور ہوشیار ہوں کام کریں تو شہر آبادت سے کیا نہیں؟ اور انما المشرکون نجس کا کیا مطلب ہے؟

(جواب ۲۵۵) (۱) مسجد کا ملکہ جو کام میں نہ آئے اس کو فروخت کر کے جدید قیہ میں اس کی قیمت خرچ

(۱) ولو حوت ماحولہ وسمعی عبدہ یسجد عند الإمام والنمای اداً إلى فہ الساعۃ وہ یعنی الخ (العز المحار) کتاب الوقف ۳۵۸/۴ ط سعید

کر دینا جائز ہے۔ (۱) تعمیر کا فقرہ بھی صحیح ہے مگر اس کا یہ منصب نہیں ہے کہ فروخت کرنا بھی ناجائز ہو (۲) تعمیر مسجد کا کام غیر مسلم مزدوروں معذروں سے لینا جائز ہے۔ انما المشرکون نجس سے نجات ظاہری مراد نہیں ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مسجد کی تعمیر سے جی ہوئی لکڑی کا حکم

(المجمیعہ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۹ء)

(سوال ۱) ایک قصبہ کی جماعت نے مسجد کی تعمیر کے لئے چند لکڑی جنگل سے جمع کر دیں اس مسجد کی منتظرہ جماعت کی اجازت سے ایک شخص نے وہ جمع شدہ لکڑیوں میں سے ایک لکڑی نیکراپے گھر کی عمارت میں لگا دی پس یہ فعل جائز تھا یا نہیں؟

(۲) مسجد کی تعمیر کے لئے جو لکڑیاں تخمیناً جمع کر دی گئیں آیا وہ تمام لکڑی مسجد کی تعمیر میں سننے سے قبل مسجد کی ملکیت میں شمار ہوگی یا نہیں؟

(جواب ۲۵۶) جن لوگوں نے مسجد کی تعمیر کے لئے لکڑیاں جمع کی تھیں اگر جماعت منتظرہ کے حوالے کر دی تھیں تو وہ لکڑیاں مسجد کی ہو گئی تھیں اور اگر مسجد کی تعمیر میں ان سب لکڑیوں کی حاجت نہ تھی تو جماعت منتظرہ زائد از حاجت لکڑی کو مسجد کے لئے شہمت کسی کو دیکر قیمت کو مسجد میں خرچ کر سکتی تھی یا قیمت کسی کو دے دینے کا حق نہیں تھا جس شخص کو دے دی گئیں اس سے اب بھی قیمت وصول کی جاسکتی ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

تعمیر مسجد سے بچے ہوئے سامان کا حکم

(المجمیعہ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۳۰ء)

(سوال) -----

(جواب ۲۵۷) اگر مسجد کے لئے سامان تعمیر اس کے متوفی کے حوالے کر دیا جائے اور اس میں سے کچھ سامان بچ رہے تو وہ سامان مسجد کی ملک ہوتا ہے اور اگر مسجد میں سننے کے قابل نہ ہو تو فروخت کر کے اسی مسجد

۱. وما ابعد من ساء الوقف ولہ صرفہ لحاکم فی عمارۃ الوقف ان احاج الہ وان استعنی علیہ امسکہ حتی یخرج الی عمارتہ فیصرف فیہ لہ وان تعدد اعدۃ علیہ فی موضعہ بیع و صرف نسہ الی المرمۃ صرفاً لئلا یشل الی مصرف

المصل (ہدایہ) کتاب الوقف ۶۴۲/۲ ط مکتبہ شریکۃ علمہ ملتان

۲. وفي البحر مقلای الحوی ' ولا یسب بدحج الکافر ولا ھل الدمۃ المسجد الحرام و بیت المقدس و مدبر لمساحۃ لمصلح المسجد و غیرہ من لمہمات رد المحتار کتاب الوقف ۴ ۳۷۸ ط سعید

۳. حشش المسجد اذا کانت لہ فیسۃ فلا ھل المسجد ان سعود وان دفعوا الی الحاکم فھو اولی (عالمگیریہ) کتاب الوقف ۴ ۵۹/۲ ط ماحدہ

عنوان مثل بال

(سوال)۔ حد نماز مسجد میں اللہ کی راہ پر سوال کرنا یہ سب اور مسائل کو دینا چاہیے یا نہیں؟
 المستفتی نمبر ۱۲۰۱ امام ربانی عہد سی صاحب (ضلع غازی پور) ۹ رجب ۱۳۵۵ھ ۲۶ ستمبر ۱۹۳۶ء
 (جواب ۲۶۰) مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور مسائل کو دینا بھی ناجائز ہے کسی محتاج کو غیر سوال کے مسجد میں یہ بات تو جائز ہے یا مسجد میں سوال کرنے والے کو باہر نکل کر دینے تو یہ بھی جائز ہے۔
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دوران خطبہ چندے کا حکم

(سوال) عین خطبہ خوانی کے وقت مسجد یا مدرسہ کی نقد وصولی کے لئے صف بہ صف ٹیٹ و تازہ نالہر پیسہ وغیرہ کو آواز دیتے ہوئے چلنا تاکہ مصلیان متنبہ ہو جائیں جائز ہے یا ناجائز؟
 المستفتی نمبر ۷۳۳ حافظ عبدالکریم انصاری (ضلع بنگلی)
 ۳ رجب ۱۳۵۶ھ ۹ ستمبر ۱۹۳۷ء
 (جواب ۲۶۱) اشاعت خطبہ میں یہ کام نہیں کرنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عنوان مثل بال

(مذہب مورخہ ۱۹ تا ۱۹۳۵ء)
 (سوال) عیدین کے خطبہ خوانی میں کسی عالمی مسافر یا مہاجرین کے لئے جو خوشی چندہ دینا چاہتے ہیں یا مسجد میں کرتے ہیں متنبہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟
 (جواب ۲۶۲) خطبہ کے اثناء میں چندہ کرنا جائز نہیں خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد کر سکتے ہیں یعنی امام نذرشہ کرے اور کوفہ میں قیہ عمل خطبہ کے بعد نہ کرنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فرض نماز کے بعد دعائے پہلے چندہ کرنا

(مذہب مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۳۶ء)

(سوال) بعد از فرض نماز پندہ متاخر کے بعد دعائے پہلے چندہ کرنا یہ سب؟

- ۱۔ بحرہ فیہ النور و بکرہ لا عظم مضطرب و قل ان محطی الخ (الدر المختار) باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ
- ۲۔ وکن مجرد فی عشاء حرہ فیہ ای الحطۃ حلاصۃ "و غیرہا یحرم اکل و شرب و کلام بل یحب ان یسبح و یتکلم بحسن و جملہ" بحرہ فیہ ای الحطۃ ۱۵۹ ۲ طبع
- ۳۔ (یضا) ادھر حرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام الخ (توہد الانصار) باب الجمعة ۱۵۸ ۲ طبع

(جواب ۲۶۳) : سلام پیغمبر کے بعد وہاں تنہا سے جیسا کہ کسی مذہبی کام کے لئے چندہ کرنا جائز ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ!

فصل دہم۔ مسجد میں بندہ و ارجیز کا استعمال

مسجد کی دیواروں کو روغن لگانا

(سوال) : مسجد کے اندر کا حصہ چاروں طرف سے نیچے کا جس کو اوارہ کہتے ہیں وہ چھ نوئی لگ جانے کے خراب ہو جاتا ہے جو دیکھنے میں بہت برا معلوم ہوتا ہے ایک صورت میں یا تو مکمل گلوائے جائیں یہ یا پتی روغن لگائے جائے تو کچھ عرصے کے لئے محفوظ ہو جاتا ہے روغن جب تک سوکتا نہیں یہ باقی رہتی ہے۔ المستفتی نمبر ۱۶۲ مولوی محمد انیس صاحب لہ مسجد تختہ والی۔ قصاب پورہ دہلی۔

۳ رمضان ۱۳۵۲ھ ۲۱ دسمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۶۴) : روغن میں آگ لگا کر اوارہ ہو تو اس سے مسجد کو محفوظ رکھنا چاہیے البتہ آگ لگا کر اوارہ نہ ہو تو چر ہوگا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ! دہلی

مسجد میں مٹی کے تیل والی لالین کا استعمال

(سوال) : مسجد میں مٹی کا تیل، نین میں بھرا کر جاسکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۰۶ حافظ احمد جمیل پور ضلع رائی پور۔ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۶۵) : مسجد میں یہ ارجیز لانا منع ہے مٹی کا تیل بھی مسجد میں جانا مکروہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ

مسجد کو ہر قسم کی گندگی سے پاک رکھا جائے

(سوال) : مسجد کے حجرے سے نیچے دھوئی سے ہوئے ہیں بھنی پزروں کی وہ وہیں چڑھاتے ہیں جس میں ہر قسم کے پڑے غلط وغیرہ ہوتے ہیں اس کی تمام لغزش مسجد میں جاتی ہے اور اسی کے برابر سائیں لوگ آتے ہیں جن کے پاس ٹھوڑے گاڑی ہیں وہ ان کو وہیں رکھتے ہیں اور دھوئیل کی تیل بھی وہیں رستے ہیں قبہ

۱۰. قال النبی المحدث "وذكره المحققون لمسلم بن الح. وفي الشامة. وفي في الشهر والمختار. نسأل ان كان لا يضر من يدي تيمم ولا يحطى الرقاب ولا يسأل الحافة من لا مرلا يد منه فلا بأس بالسؤال ولا عشاء (باب الجمعة) مطلب في الصدقة على سؤال المساجد ۴ ۱۶۴ طبع مسجد

۲۱. وعن جابر قال "قال رسول الله" من اكل من هذه الشجرة الممنه فلا يقر من مسجدا من المساجد ولا يذوق من هذه الشجرة الممنه الا من اكل من هذه الشجرة الممنه (مسند احمد) ۶۹ طبع مسجد كمپی

جو اس میں گھوسی بھی آباد ہیں متولی مسجد کو اس بات کی اہل محلہ نے اطلاع بھی کر دی ہے مگر متولی کوئی توجہ نہیں کرتا۔

(جواب ۲۶۶) مسجد کا احترام اور اہم و اہمیت کی کمی ہے اس کو غفلت و کوتاہی سے محفوظ رکھنا اور پاک صاف رکھنا واجب ہے (۱) اصولی گھوسی وغیرہ کو مسجد کی جائیداد میں 'مسجد کے نیچے یا مسجد کے متصل آباد کرنا اس لئے ممنوع ہے کہ ان کی سکونت سے مسجد اور اس کا راستہ اس کی عمارت، غفلت و کوتاہی سے محفوظ نہیں رہ سکتی متولی کا فرض ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو جن سے مسجد کے احترام میں نقصان آتا ہے مسجد کی جائیداد میں آباد نہ کرے ورنہ اہل محلہ پر حفاظت مسجد کا فرض عائد ہوگا۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

مسجد میں لیمپ جلانا

(مجموعہ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) ہمارے ہاں ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مٹی کے تیل کا لیمپ مسجد میں جلتا منع ہے۔ استدلال یہ کرتے ہیں کہ چونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ پیاز لہسن کھاکر مسجد میں نہ جائے اسی طرح مٹی کا تیل بھی بدبو کی وجہ سے ممنوع ہے۔

(جواب ۲۶۷) ہاں یہ صحیح ہے کہ بدبو دار چیز مسجد میں نہ جلتی ہے اور مٹی کا تیل بھی بدبو دار ہے اور جلانے میں اور زیادہ بدبو ہوتی ہے اس لئے مسجد میں مٹی کا تیل جلانا مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

فصل یازدہم۔ مسجد میں مکتب یا مدرسہ جاری کرنا

مسجد میں مدرسہ جاری کرنا

(سوال) ایک مسجد مسلم آبادی سے دور محمد بنود میں واقع ہے جہاں شاذ و نادر ہی کوئی مسلمان نماز کے لئے آجاتا ہے کیا ایسی مسجد میں مدرسہ قائم کر سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز اس مسجد کے متعلق جو دو کام ہیں اس کی آمدنی مدرسہ کے مصارف ضروریہ میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۹۲ قاضی محمد امیر (پالن پور)

۲۰ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ یکم ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۶۸) اس مسجد میں مدرسہ قائم کر لینا جائز ہے مدرسہ قائم ہونے سے اس کی مسجدیت باطل

(۱) (ایضاً حاشیہ ۲ صفحہ گزشتہ)

(۲) وعن جابر قال قال رسول الله ﷺ من أكل هذه الشجرة لم ينم ولا يقرب من مسجدنا الحديث (صلى عليه)

(مشکوٰۃ باب المساجد ص: ۶۹ ط سعد)

مرزا جازبے؟ المفتی نمبر ۲۰۲۹ ش ۱۳۵۶ھ، جناب محمد مصطفیٰ سلطانپور (لودھ)

۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۶ نومبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۷۰) مکتب کے لئے مسجد کے مدوہ کوئی دوسری جگہ تجویز کرنی چاہیے اور جب دوسری جگہ تجویز ہو جائے تو مسجد کوہوں سے محفوظ رکھا جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

فصل دوازوہم - استقبال قبلہ

مکہ سے دور رہنے والوں کے لئے بھٹ قبلہ کافی ہے

(سوال) کیا فرماتے ہیں علماء دین ذیل کے نقشے کے صحیح چشم دید حالات کے بارے میں۔ نمبر ایک نماز گاہ کی مسجد جدید ہے نمبر دو جنازہ گاہ نو تعمیر۔ نمبر تین قدیمی جنازہ گاہ نمبر ایک کی محراب سے آلات قطب نما سے پچیس درجے شمال کی طرف پھری ہوئی ہے۔ نمبر چار قدیمی جنازہ گاہ آرات قطب نما سے بائیں درجے شمال کی طرف پھری ہوئی ہے اور قبریں بھی جدید و قدیم اسی نمبر تین و چار کے مطابق دفنات ہیں مسلمانوں میں چار سات سال سے نا اتفاقی ہو رہی ہے لول گروہ کہتے ہیں بلا کر اہست ہر سہ جنازہ گاہ میں نماز جنازہ جائز ہے اور ہنگامہ بھی کیونکہ جہت قبلہ شمال تا جنوب درمیان میں جہت ہے دوم گروہ کہتے ہیں ہر سہ حصے میں جائز ہوئے تو بھی صحیح و بلا کر اہست کے ہوتے ہوئے اور ایک ہی احاطہ میں اتنے قریب کہ فقط چار پانچ ٹکڑا کا فاصلہ ہے اس لئے نہ دو میں درست ہوں سوم گروہ کہتے ہیں ہر سہ میں ایک صحیح ہے تو ایک غلط ہے اربعہ قدیم کو صحیح کہتے ہیں تو قدیم ہی میں پڑھیں اگر جدید کو صحیح مانتے ہیں تو جدید ہی میں سب پڑھیں کیونکہ ایک ہی اہست کرے والے اور جدید میں بھی اہست کریں تو اس کی اقتدا اہست سمجھتے ہوں اس لئے اس طرف والے کی امام کی اقتدا نہیں کرتا۔ المفتی نمبر ۵۶۱ اسد اللہ خاں۔ (مرغوبی رہا)

۳ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ ۵ اگست ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۷۱) یہ صحیح ہے کہ نہ معتمد سے دور دراز فاصلے کے شہ وں میں خاص عہد کی طرف منہ کرنے کا حکم دینا و شوال اور مسلمانوں کے لئے مشقت کا موجب ہے اس لئے غرض آسانی جہت قبلہ کو قائم مقدم قبلہ کا قرار دے دیا گیا ہے مشرقی ممالک میں رہنے والوں سے قبلہ یعنی عہد جہت مغرب میں واقع ہے اہل مشرق کا قبلہ جہت مغرب ہے اور یہ حکم اس بنا پر دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو استقبال قبلہ میں دشواری بھی نہ ہو لہذا قبلہ سامنے نہ ہونے کے باوجود مسلمانوں کی جماعت مختلف سمتوں کی طرف منہ کر کے بھی حرام نہ ہو کہ یکجہتی اور اتحاد و ملت اور اتحاد قبلہ کی حکمت کے یہ امر منافی تھا اس حکم کا فائدہ یہ تھا کہ نہ صرف

ایک شریادس شہروں یا ایک صوبہ یا ایک احاطے کا قبلہ ایک رہے بلکہ کعبہ سے مشرقی سمت میں رہنے والے تمام شہروں اور تمام صوبوں اور تمام احاطوں کے مسلمان ایک ہی جہت میں نماز پڑھتے رہیں اور اسی کے باعث وحدت قبلہ اور وحدت ملت کا نظام قائم رہے اس لئے تمام اہل مشرق پر لازم ہے کہ وہ سیدھی مغربی جہت کو قبلہ قرار دیکر مسجد بنائیں اور نماز لو اکریں اور اسی پر سلف و خلفا عمل چلا آ رہے ہیں اور اس مغربی جہت میں نماز پڑھنے والے خاص اہمیت مختلف سمتوں میں رہنے والے ہیں بعض شمالی ہیں بعض جنوبی اور پھر شمال و جنوب میں قرب و بعد کا تفاوت ہے تو تمام اہل مشرق کا قبلہ جہت مغرب ہے خواہ وہ آپس میں شمال و جنوباً کتنے ہی مختلف ہوں۔

پس نمبر ۲ میں جو جہت مغرب پر صحیح بھی ہوئی ہے اور مسجد نماز پڑگانہ نمبر ایک کے موافق ہے نماز جنازہ پڑھنی چاہیے اور نمبر ۳ و نمبر ۴ کو بھی اسی کے موافق کر لیں یا ان میں کھڑے ہونے کے وقت ذرا ترچھے کھڑے ہوں تاکہ سب کا قبلہ ایک ہو اور آپس میں اختلاف و انتشار نہ رہے۔

یہ بات کہ ایک ہی بستی یا محلہ ایک ہی قبرستان کے احاطے میں تین جنازہ گاہوں کے قبلہ تین سمت کو ہوں سخت مذموم ہے اور اسلامی حکمت وحدت قبلہ کے منافی ہے جس کے لئے شریعت مقدسہ نے حقیقی استقبال قبلہ کو سابقہ کر کے جہت قبلہ کے استقبال کا حکم دے دیا تھا (۱) ان لوگوں نے اس حکم کی حکمت کو ہی نظر کر دیا اور ایک احاطے میں تین قبضے لئے اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور اتباع حق کی توفیق عطا فرمائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ! دہلی

(۱) استقبال قبلہ کا طریقہ

(۲) معمولی انحراف مفسد نماز نہیں

(۳) قطب ستارے کے ذریعے سمت قبلہ کی تعیین

(سوال) اگر قطب نمازی کے مین شہنہ سے ذوالوہرہ او حرمٹ جائے تو اس کی جہت درست ہونے کی بات کیا حکم ہے جہت کعبہ کہاں سے کہاں تک لی جاتی ہے؟

المستفتی نمبر ۶۳۹ مولوی خدائش (تکمہ ۱۸) جب ۱۳۵۳ھ م ۷ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۷۲) قطب و اہم شہنہ سے ذرا پیچھے رہنا چاہیے دہلی کی جامع مسجد کا قبلہ اس طرف ہے جہت کعبہ میں تو وسعت ہے تاہم قبلہ کی جہت مساجد قدیمہ کی جہت سے صحیح کر لینا چاہیے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ! دہلی۔

(۱) السادس استقبال القبلة فمنسكى إصابة عيبها ولغيره من غير معاصيا إصابة عيبها بان يفتي شني من سطح الوجه مسامحة للكمة او لغيرها من (الدر المختار: كتاب الصلاة) في استقبال القبلة ۲۸ ط سعيدي (۲) قال في الدر المختار "وهو في القرى والأبصار محارب الصلابة والنابض" وفي المصنوع والحدود الحجوم كالتصديق والشماسي (قولہ "كالتصديق") وهو أقوى أدلة وهو محم صعيدي في باب العرش الصعري من الفرقين والحدود إذا جعله الواقف حرم أدبه البسي كان مستقبل القبلة (مبحث في استقبال القبلة ۲۸ ط سعيدي)

(جواب ۲۷۳) (۱۷۳) قصد لوجود سم کے نو دس درجے کے انحراف کو نظر انداز کر دینا اور غلط سمت پر نماز پڑھنے مسلمانوں کے قلوب میں خطرات و وسوسے پیدا کرنے اور استتہال قبلہ کی وقعت کو حُسنات کا موجب ہو گا اس لئے مسجد میں صحیح سمت کے نشان قائم کر کے ہی نمازیں ادا کرنی چاہئیں ہاں یہ صحیح ہے کہ لواء شدہ نمازوں کا اعادہ لازم نہیں ہے کیونکہ موجودہ انحراف اتنا نہیں ہے کہ سمت قبلہ کی حد معین سے باہر ہو گیا ہو (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ ۱۳ شعبان ۱۳۵۴ھ

(جواب ۲۷۴) (۱۷۴) تمام ہندوستان کعبہ معظمہ سے جہت مشرق میں واقع ہے اور جہت قبلہ میں اس قدر توسع ہے کہ قطب تارہ سیدھا دائیں کندھے پر ہو یا قدرے پیچھے کو یا قدرے آگے کو بنا ہو یا دونوں صورتوں میں جہت قبلہ کا استتہال ہو جاتا ہے لیکن صحیح صورت یہ ہے کہ قطب تارہ دائیں کندھے کے پچھلے حصے کے مقابل رہے دہلی کی جامع مسجد کی یہی جہت ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ ۲۱ شعبان ۱۳۵۴ھ ۱۹ نومبر ۱۹۳۵ء

جس مسجد کا رخ قبلہ کی طرف درست نہ ہو

(سوال) ایک شرقی ملک میں ایک شہر ہے اس میں ایک قدیمی قبرستان ہے اس میں نماز جنازہ کے لئے تین عمارت پختہ بنی ہوئی ہیں یہ تینوں قریب قریب واقع ہیں اور اسی قبرستان میں نمازہ بچکانہ کے لئے ایک مسجد بھی ہے یہ تینوں جنازہ گاہیں تین قسم کی جہت پر ہیں ایک بالکل مغربی جہت پر ہے شرکی قدیمی مسجد سے اور آت قطب نما سے بھی۔ دوسری بچکانہ مسجد کے مطابق ہے نمبر ۳ شرکی قدیمی مسجد سے اور آت قطب نما سے بالکل ۲۵ درجے شمال کی طرف جھکی ہے نمبر ۴ آت قطب نما سے نیز شرکی مسجد سے بائیں درجہ شمال کی طرف پھری ہوئی ہے ان میں سے کس میں نماز جنازہ جائز ہے؟

المستفتی نمبر ۹۳۲ ح جی محمد حنیف مرگونی ۲۶ صفر ۱۳۵۵ھ ۱۸ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۵) نمازہ بچکانہ والی مسجد اور جنازہ کی مسجد نمبر ۲ درست ہیں نمبر ۳ و ۴ غلط ہیں اگرچہ نماز جنازہ ان کے اندر پڑھنے سے ہو جائے گا لیکن قصد غلط جہت پر نماز ادا کرنا مکروہ ہے ان دونوں کو نمبر ۲ کی طرح درست کر لینا چاہئے۔ جنازہ رکھنے اور صفیں قائم کرنے میں جہت نمبر ۲ کے موافق انحراف کر لینا چاہئے۔ فقط (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) فعلم ان الانحراف اليسر لا يصير وهو الذي يبقى منه الوجه او شئ من حواشي مساندة لعمد الكعبة أو لغيرها (رد المحتار) بحث في استئصال القلعة ۱/ ۴۳۰ ط سعید و امداد المفتي ۱/ ۲۶۱
(۲) وفي المعاصرة والحاظر الحوزم كلقط (رد المحتار) وفي الشريعة وهو أقوى الأدلة اذا جعله الموافق حيف اذنه اليمنى كان مستقيل القلعة (بحث في استئصال القلعة ۱/ ۴۳۰ ط سعید)
(۳) والسادس استئصال القلعة فللمكي احسانه عيها ولغيره اي غير معانيها: احسانه جنيها بان يبقى شئ من سطح الوجه مساندة للكعبة أو لغيرها " (السور مع الدرر) كتاب الصلاة بحث في استئصال القلعة ۱/ ۴۲۷ ۴۲۸ ط سعید

قبلہ سے معمولی انحراف

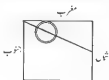
(سوال) ایک مسجد کی بنیاد تھوری سی جگہ رکھی گئی اور عمارت بلند ہو چکی ہے زمیندار غریب آدمی ہے اس کی عمارت پر چھت ڈال دی جائے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۳۶ پوچھ کر شیخ الدین صاحب (سئل انہ) ۷ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۱۸ مئی ۱۹۳۷ء (جواب ۲۷۶) بہتر تو یہی ہے کہ مسجد کو قبلہ کی سمت کے موافق کر لیا جائے پھر چھت ڈالی جائے لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو اور چھت ڈال لی جائے تو مسجد میں بعض قبلہ رخ کھڑی ہوا کریں نماز ہو جائے گی۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

مخرف مسجد کا قلمہ درست کیا جائے

(سوال) قصبہ پر آپورہ ریاست ہے پور میں ایک مسجد قدیم زمانے شاہی کی تعمیر کی ہوئی ہے اس میں بعد از موت ہوئی ہے اب تک کسی وجہ خیال نہ ہو اب چند شخصوں نے قصبہ نماو غیرہ کے ذریعہ دین کو مسجد کا رخ سمت قبلہ سے کسی قدر ایسا معیوم ہوتا ہے ہیں وجہ چند صاحبان کہتے ہیں کہ بغیر درستی مسجد نماز درست نہیں ہوتی اور مسجد کی رتی زمرہ تعمیر جدید سے ہو سکتی ہے یہ کام مسلمانوں کی حالت اور وقت موجودہ سے مفید ہے کیونکہ قصبہ ہذا میں بہت تھوڑے گھر غریب مسلمانوں کے ہیں ملاوہ اس کے قلعہ و قند کا پورا احتمال ہے کہ مصعب ہندوؤں کی اکثریت کا غلبہ ہے مسجد کو شہید کرنے میں اور جدید تعمیر کرنے پر ضرور رکاوٹ پیدا کرنے کا خطرہ ہے خطوط کے ذریعہ صفوف کو سیدھا کرنے میں بجائے دو صفوں کے ایک صف کا ہونا بھی ناممکن ہو جاتا ہے اور نمازیوں کو جبہ نہیں ملتی ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ حالیہ مسجد میں نماز بلا کہ است درست و جائز ہے یہ مسجد بادشاہی زمانے کی بنی ہوئی ہے قصبہ نما کی جہت کا کچھ اعتبار نہیں لہذا اعلیٰ دین سے گزارش ہے کہ ایسی صورت میں جو حکم شرع شریف کا ہو اس سے کوالہ سب فتنہ خفی مطلع فرما کر مسلمانوں کو مشکور فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۹۱۵ ملا عبدالغنی صاحب (جے پور) ۱۸ شعبان ۱۳۵۶ھ ۴ ستمبر ۱۹۳۷ء (جواب ۲۷۷) اس مسجد کی سمت کا نقشہ صحیح صحیح قصبہ نما کے لحاظ سے ہوا اگر میرے پاس مجھ کو تو پتہ میں اس کا حکم بتاؤں گا نقشہ لینے کی صورت یہ ہے کہ ایک کانڈ پر مسجد کی عمارت کا مربع نقشہ بنواد اور پھر اس



پہ قصب نما رکھ کر دیکھو کہ مسجد کی سمت سے کس قدر بہت رخ خط سمت جاتا ہے اور جنوب یا شمال کس قدر تقصوت ہوتا ہے یہ نقشہ مسجد کے اندر اس کی سمت عمارت پر کاغذ رکھ کر من کے گامٹا یہ مربع مسجد کی موجودہ عمارت کی سمت پر درست کر کے رکھو کہ خط مغربی مغرب کی دیوار پر سیدھا منطبق ہو اس کے بعد مغربی خط پر قصب نما رکھو اور اس کی سوئی کی وہوں پر فون کی سیدھ میں خط لگا لو۔ محمد کثایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا خلاف اوب ہے
(المعینہ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) قبلہ کی طرف پاؤں کر کے قصد سونا میرا ہے

(جواب ۲۷۸) قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا خلاف اوب ہے۔

محمد کثایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

چھت مسجد سے منحرف ہو کر نماز پڑھنا

(المعینہ مورخہ ۵ مئی ۱۹۳۴ء)

(سوال) زید ذب نماز پرستانت وچھتہ، نحن نے کوئے و قبلہ رخ قصد کر کے نماز پڑھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں نے مکان کے قریب ہی مسجد ہے۔ مسجد قصب سمت سے علی ذونہ تین زید مسجد و میرا بھی بتاتا ہے اور آخر قصب تیرہ پانچواں کو بتاتا ہے تو زید کہتا ہے کہ تم کسی شے کی میل سے قصب سمت کو سمجھتے ہو ہم لوگوں کو قصب کی شناخت معلوم نہیں ہے۔

(جواب ۲۷۹) زید ذوب مغرب کے گوشے کی طرف منہ کر کے اس وجہ سے نماز پڑھتا ہے۔ اگر وہ اس جہت کو اپنے مقام کے لئے صحیح جہت سمجھتا ہے اس کے پاس اس کی دلیل بھی ہو تو اس کی نماز صحیح ہوگی ورنہ اس کو اپنے شہر کی مسجد قدیمہ کی جہت کا تہا کرنا چاہیے اور محمد کثایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

دور والوں کے لئے جہت قبلہ کافی ہے

(المعینہ مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) قرآن مجید میں نماز پڑھنے کے لئے ہر کی طرف منہ کر کے کا حکم ہے۔ فلولو او جو حکمہ شطر

۱۔ وفي العلمگیری "وبكره مد الرحمن الى الكعبة في سورة وغيره عند الح" ليات الجسم في ذب
للسجد ۳۱۹ ۵ ماحديه كونه وفي الشبهة وبكره بحريها اسفل للقلبة وكذا كره مد الرحمن في سورة او
غيره اليها اي عمدا لانه بساء ذاب (مطلب في حكمة السجد ۱ ۶۵۵ طبعه)
۲۔ وجه الكعبة تعرف بادل والدليل في الامصار والغرى لمحرر الى يصب الصحابة واليها فعسا
اعنيه لح (العلمگیری الفصل لالت في اسفل بسجد ۱ ۶۳ طبعه)

المسجد الحرام من قبلہ اور میسر میں، عموماً مساجد کا رخ بین مغرب کی طرف ہے جو قبلہ سے بہت ہٹ کر پڑتا ہے۔ مسفتی کا ارادہ ایک مسجد تیار کرنے کا ہے کیا میں بھی اسی طرح مسجد تیار کروں جس طرف ۱۱۔ یہ مسجد کا رخ ہے یا مشرق اور مپس کے لحاظ سے میں خانہ خدا کی سمت مسجد کا رخ رکھا جائے۔

(جواب ۲۸۰) یہ صحیح ہے کہ مسلمانوں کا قبلہ مسجد حرام یعنی کعبہ مقدسہ ہے لیکن چونکہ دور دراز ممالک کے رہنے والے مسلمانوں کے لئے یہ بات بہت دشوار تھی کہ وہ ہر مقام پر کعبہ کی صحیح سمت معلوم کریں اس لئے شریعت مقدسہ نے آسانی کے لئے بہت قبلہ کو قبلہ کا حکم دے دیا ہے اور دور دراز کے ان ممالک کے لئے جو مشرقی ممالک کے رہنے والے ہیں مغربی بہت قبلہ ہو گئی اور ان کی نمازیں مغربی بہت کی طرف منہ کر لینے سے درست ہو جاتی ہیں اس لحاظ سے کہ آپ ہنگوڑ میں صحیح سمت کعبہ معلوم کر کے اپنی زیر تجویز مسجد کو اس کے موافق تیار کریں اصل کے لحاظ سے وہ مسجد صحیح اور بہتر ہوگی مگر چونکہ اس میں مسلمانوں کے خیانت میں انتشار اور طرح طرح کے لوہام پیدا ہونے کا قوی امکان ہے کہ ساری مسجدیں تو ایک طرح کی ہیں اور ایک مسجد دوسری طرح کی اس لئے اس انتشار و ہم سے بچانے کے لئے آپ اپنی مسجد کو متمیز طریقہ پر دوسری مسجد کے خلاف تعمیر نہ کریں اگر کوئی غیر متمیز تقوت ہو تو مضائقہ نہیں۔ تاکہ مسلمان انتشار خیال اور باہمی اختلاف سے بچیں۔ ۱۱۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

فصل سیزدہم۔ جماعت خانہ و صحن و فناء مسجد

مسجد سے ملحق دکان پر امام کے لئے حجرہ بنانا

(سوال) مسجد کے دائیں جانب ایک دکان ہے جس کی دیوار مسجد کی اور دکان کی ایک ہے لیکن دکان کا دروازہ باہر کی طرف ہے اسی دکان کی چھت کے اوپر ایک حجرہ امام کے رہنے کے واسطے تعمیر کر لیا ہے جو دیوار مسجد کی دکان میں آگئی ہوئی دیوار اور حجرے میں آگئی ہوئی دیوار حجرے کا دروازہ بھی باہر کی طرف ہے امام بالیہ دار نہیں تنہا ہے تو کیا اس حجرے میں رہنا جائز ہوگا؟

المسفتی نمبر ۸۵ نور محمد لکھنؤ۔ ۵ رجب ۱۳۵۳ھ۔ ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۸۱) امام کو اس حجرے میں جو مسجد کی فضا پر نہیں ہے بلکہ دکان کی چھت پر ہے رہنا جائز ہے البتہ مسجد کی دیوار کو حجرے میں شامل کرنا نہیں چاہیے تھا۔ تاہم اس کی وجہ سے امام کو حجرہ میں رہنا جائز نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) فی التوبیر و شرحہ ' والسادس استسنان النعمة حقیقة او حکمہ فلیملکی إصانة علیہا ولعیر إصانة حقیقة ہا بغی شنی من سطح الوحہ مسامت للکعبة او لہو ایہا (مبحث فی استسنان القبلۃ) ۴۲۷: ۱ ۴۲۸ ط سعید (۲) ولا یوضع الحدیث علی حدی المسجد وان کان من أو قبلہ (رد المحتار) کتاب الوقف احکام المسجد ۳۵۸ و حیر المدوی احکام المسجد ۷۲۲ ط مئان

مسجد کی دکان پر امام کے لئے حجر بنانا

(سوال) مسجد کی دکانوں پر مسجد کے متصل ایک مختصر بانڈ خاندہ ہے جس کا باہر آنے جانے کا دروازہ بھی مسجد کے دروازہ سے علیحدہ ہے اس میں امام مسجد مذکور مع اپنے اہل و عیال کے رہتا ہے ہذا امام کو مع اپنے اہل و عیال کے ایسے مکان یا حجرے میں رہنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۰۵ قاری عبدالحکیم (دہلی) ۱۱ اشوال ۱۳۵۴ھ ۷ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۲) اگر حجرہ مسجد پر نہیں ہے بلکہ دکانوں پر ہے اور اس کا راستہ اور دروازہ بھی مسجد سے علیحدہ ہے تو اس میں امام مسجد مع اہل و عیال کے رہ سکتے ہیں اور اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

استیفاء خانوں کے لوہر امام کے لئے جگہ بنانا

(سوال) ایک دو منزلہ مسجد کے نیچے جس قدر جگہ نماز کے لئے مقرر ہے سیدھا لوہر بھی اسی قدر جگہ نماز کے لئے مقرر ہے یعنی نیچے سے لیور سیدھا لوہر تک ایک برابر جگہ نفس مسجد بنی ہوئی ہے اور مشرقی جانب نیچے میں کسی قدر جگہ میں حوض ہے متصل اس کے پیشاب خاندہ ہے کسی قدر جگہ خاندہ ہے جہاں لوگ جونی وغیرہ چھوڑتے ہیں اس کے متصل گوشہ میں چھوٹی سی کوٹھری دکان ہے جس قدر جگہ میں نیچے حوض دکان وغیرہ ہیں اس کے سیدھا سی قدر لوہر جگہ میں امام کی کوٹھری بھی ہے جو کہ وقت بنائے مسجد خود واقف وہاں مسجد نے امام کی بیت سکونت کے لئے خارج کر کے رکھا ہے بیت امام میں امام کم از کم چالیس سال سے سکونت بھی کرتا ہے خلاصہ یہ کہ یہ کوٹھری امام کی مشرقی جانب مسجد کے سامنے دو منزلہ پر ہے جس کے نیچے بھی نماز نہیں پڑھی جاتی۔ بلکہ حوض و دکان وغیرہ ہیں نیچے جہاں تک مسجد ہے اوپر بھی وہاں تک مسجد ہی ہے بیت امام ہاں خاندہ پر اگرچہ مستقل ہے لیکن اس کی حدود و دیوار سے علیحدہ کی ہوئی ہیں یعنی بذریعہ دیوار وغیرہ کے کوٹھری محدود و محفوظ کی ہوئی ہے اس کا دروازہ بھی الگ ہے لوہر نیچے مسجد میں آمد و رفت کے دروازے الگ ہیں غرض امام کی کوٹھری کے باعث کوئی آؤ گی یا بے حرمتی مسجد یا متصل کی آمد و رفت اوپر یا نیچے میں کوئی رکاوٹ نہیں کوٹھری کا تمام انتظام علیحدہ ہے آنا جانا وغیرہ میں ایسی حالت میں کوٹھری مذکورہ میں امام اپنی امید کے ساتھ بدوہاش کر سکتے ہیں یا نہیں؟ درمختصر بحر اوراق وغیرہ میں جو نکلتے ہیں لوہر بنی فوقہ بیتا للامام (للسکس) لا بضر لانه من المصالح اس سے کیا مراد ہے۔ کیا امام کا مجرور بنایا مع اہل و عیال کے یا امام کا خالی بیٹھ رہنا اور کھانا پینا وغیرہ حاجات انسانیہ کچھ بھی یہاں پر نہ کرنا جس سے حرمت مسجد میں فحل ہو حال آنکہ یہ کوٹھری زمانہ اندہ اے نائے مسجد سے ہے اور امام بدت

مدید سے سونٹ بھی کرتے ہیں اور بدستور اپنے کام سے یہ سب منجانب وقف وقف بھی ہیں۔

المسئقی نمبر ۱۰۲۳ مووی نمبر ۱۱۱۱ صاحب کو بی امام مسجد کوئی اس سے سنگاپور

۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۷ جون ۱۹۳۶ء

(حواص ۲۸۳) صورت مسجد میں یہ کوئٹہ جو مسجد سے مسجد و دکان یا حوض کی چھت پر ہے اس میں امام اپنے اہل و عیال کے ساتھ سونٹ کر سکتا ہے یا نہ۔ جب کہ یہ اہل سنت ہی کام کے سے ہائی قی اور اصل مسجد یعنی مکان میں لصلوٰۃ سے یہ بالکل جدا ہے تو اس کا نعمت محض مسجد کا نہیں اور اس میں سونٹ کرنے سے مسجد کے احرام میں بھی کوئی نقصان واقع نہیں ہوتا۔ درمختی عبارت و لولو بی فوفد الخ۔ تو اس سے جتنی و نہی کے متعلق ہے جو انیس مسجد پر ہو اس میں بھی امام کو رہنا جائز ہے مگر اس میں اہل و عیال کے ساتھ رہنا کوئی ایسا کام نہ ہو جو اب مسجد کے منافی ہو چنانچہ ہوگا مگر سوال میں جو صورت ہے یہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ ۔ اہل احرام

محمد عیبت اللہ کان اللہ لدولی

مسجد کے دروازے کے متصل بازار لگانا

(سوال) جامع مسجد کے شرقی دروازے کے آگے جہاں یہ تین اتاری جاتی ہیں اور وہ جگہ مسجد کی حدیت ہے یہ بازار کی صورت و مرغ فروشان کا ہر روز کا کرتا ہے اور خواجہ والے بکریٹ و بکریٹ میں ان بوتا فروشوں اور خواجہ و دویں و چت و ہا ایک ہجوم رہتا ہے اور مسجد کا دروازہ بالکل بند رہتا ہے۔ یہاں تک کہ نمازی کر نماز کے لئے مسجد میں نہ جاسکتے ہیں تو اس وقت ان کو سخت شہاری کا سامنا ہوتا ہے نیز اس کثرت سے ہوتی ہے کہ راستہ نہیں ملتا اور محض لوقت نمازیوں کو ہجوم کی کثرت ہے و چت و واپس آنا چاہتا ہے اس کے علاوہ مسجد کے دروازے کے لوگ احتیاجی مسکین و غیہ و پیتے ہیں اور گان گلوں گئے ہیں غرض اس بازار کے لوگ نہ مسجد کا احرام کرتے ہیں نہ نمازیوں کے راستے پر کرتے ہیں مقلین مسجد سے بیزار ہندوستانی تین دو ہیں کہ یہ بازار شہر کے زمانے سے لگتا ہے مسجد کے دروازے کے آگے بازار لگانا اور کوئی کاہل کالی گوتی۔ ہا اور نمازیوں کے لئے قریب قریب راستہ کو بند کر دینا شرمناک و بے ہوش نہیں اور جو عقلمان توجہ دے کے یہ جو داس امر کی طرف توجہ نہ کریں بلکہ صورت موجودہ میں بازار قائم رکھتے اور نمازیوں و راستہ کی تالیف ہونے دیں ان کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

المسئقی نمبر ۱۴۱۴ احادیث محمد بن صاحب لیس والے (خلف جاتی رفیع الدین مرحوم (چاندنی پوک دلی)

۱۴ ستمبر ۱۳۵۶ھ ۲۶ اپریل ۱۹۳۷ء

(۱) (المز المجتاز: کتاب الوقف: احکام المسجد ۴: ۳۵۸ ط سعید)

۲ والمزبر و سرحد و مکرمہ فوفد و شول و سعید لاندہ صاحب جاتی عیال لیساء (کتاب ما بعد الصلاۃ و مکرمہ فوفد ۱: ۶۵۶ ط سعید)

(جواب) (از امام صاحب فتح پوری) : دو اموق (۱) مسجد اہل سنت و جماعت ہے تاکہ نمازی اس سے مسجد میں
 آئیں۔ یوں پس خلاف منشاء ہے کہ اس پر نہ نہیں قیام کرتا ہو تو فرشوں وغیرہ ہم کو اس پر خرید و فروخت
 میں اجازت دیکر نمازیوں کی راہ تھامنا نہ جائز نہیں لہذا بحیثیت شرط الوقف کما فی عامہ
 کتب الفقہ قول فی الاستعاذ ولو اراد قلم المسجد ان یسی حواست فی حرم المسجد و فائدہ
 فان الفقہ ابو الملیث لا یحور لہ ان یجعل نیباً من المسجد مسکناً و مستعلاً البقی ص ۷۴۷
 ما یجوز ما فیہ کے عمل کو صورت مذکورہ میں حجت گروانا صحیح نہیں۔ یہ حجج شرعیہ سے نہیں ہے پس
 یہ دلیل جواز نہیں ہو سکتا پھر حضرت شاہ جہاں نور اللہ مرقدہ سے قویہ امر ثابت ہوئی نہیں سکتا انہوں نے
 یہ تمام پر ہزار کوائف کی اجازت دی ہوں۔ محالہ اس کاروان امر پر امکا تو چلتا زمانہ کے سلاطین کے زمانہ
 میں پرانہ کا جس جاہل ماہرین کی غفلت اور پروائی کے سوال کیا کہا جاسکتا ہے اور اس صورت میں ان کی
 تپائی ہو کر کسی جاسوسی سے نہیں مسجد جامعہ پر نہ اس کی اساس پر قادر ہے اس لئے شارع کا حکم اسی کی جانب
 متوجہ ہے۔ اس حرف اپنی قیام میں نہ ہو۔ اس مقصد کا اسلحا فرما۔ **فیما۔ واللہ تعالیٰ اعلم**
 محمد مظہر اندام مسجد فتح پوری اہل

(جواب ۲۸۴) (از امام ترمذی) : دو اموق۔ مسجد کے دو حصے ہوتے ہیں ایک تو وہ حصہ
 میں مصلحت ہے اور اے نماز، جہاں میں غرض سے بنایا جاتا ہے معین کیا جاتا ہے دوسرا وہ حصہ جو پسے حصے (میں
 مصلوۃ) سے خارج طرعات مسجد یا نماز مسجد میں شامل ہوتا ہے ان دونوں حصوں کے احکام جدا جدا ہیں پس
 حصے میں ٹپاک (جنات والے انسان اور حیض و نفاس والی عورت) کا داخل ہونا حرام ہے اور اس میں نماز
 پر جتنے والے مسجد کا ثواب ملتا ہے اس میں بیع و شراہ ناجائز ہے معکف کو اس حصے کے اندر رہنا جائز ہے یہ
 حصہ اوپر آسمان تک اور نیچے تخت اثر کی تک مسجد کا حصہ رہتا ہے دوسرے حصے میں جو مصلحت سے خارج
 ہے وہی باقی داخل ہو سکتا ہے اس میں نماز پر جتنے والے مسجد کا ثواب نہیں ملتا اس میں بیع و شراہ حرام نہیں
 ہے معکف اس حصے میں بغیر غرض شرعی چاہے تو معکف فی سبب ہو جاتا ہے اور اس کا یہ حکم نہیں ہے۔ وہ
 نماز تک اور نیچے تخت اثر کی تک مسجد کے حصہ جاری ہے جس میں ان مسائل کے اہل میں لاندہ
 مسجد نبی عیان النساء (درمختار) و کذا الی یحت التری کما فی البیرونی عن الاستحباب
 (درمختار) و یحور بالحدیث الاکبر دحوں مسجد لا مصلی عند و حمارہ و رباط مدرسہ
 (درمختار) قوله لا مصلی عند و حمارہ فیس ایسا حکم المسجد فی ذلك وان کان لیس
 حکمہ فی صحۃ الاقتداء وان لم یصل الصوف و صلہا فہا المسجد و تمامہ فی البحر (در
 مستحباب) کما کردہ مابعدہ غیر المعکف عند للہی (درمختار) پس ان تمام

۱۔ باب فی الصلاۃ و ما یکرہ فیها مطلب فی احکام المسجد ۱ ۶۵۹ طبع

۲۔ کتاب بیع ۱ ۶۷۱ طبع (۳) باب الاعکاف ۲ ۴۴۹ طبع

کو مسجد میں شامل کر لینا یا اس میں حوض اور وضو کی ہالی بنالینا جائز ہے اگر وہ مسجد میں ایک مرتبہ شل کر یا جائے گا تو پھر وہ مسجد کے حکم میں ہو جائے گا اسی صحن بالمعنی الشانی کے کسی ایسے گوشے میں جو نفس مسجد سے دور ہو چکا ہو، بنالینا بھی جائز ہے۔ شرط یہ اس کی بدو مسجد تک نہ پہنچے مسجد کو مندم کر کے صحن بنالینا بمعنی اول چتر ہے اور مسجد کو صحن بالمعنی الشانی بنانا چتر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

فصل چہارم۔ مسجد کی دیواروں کو منقش کرنا یا آیات لکھنا یا کتبہ لگانا

مسجد کی قبلہ والی دیوار کو منقش کرنا

(سوال) مسجد میں قبلہ رخ چند سورج پتوں پتے و آیات سنہری رنگ میں یا اہلی میں منقش کرنا جائز ہے یا منع ہے؟ المستفتی نمبر ۶۳۱ عبدالستار (ضلع باری) ۲۹ ہجری الشانی ۱۳۵۳ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء (جواب ۲۸۶) مکروہ ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

مسجد کی دیواروں پر رنگین نائل لگانا

(سوال) کیا مسجد میں دیواروں پر نائل لگانا جائز ہے؟ المستفتی نمبر ۹۳۶ ہجری ۱۳۵۵ھ ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء (جواب ۲۸۷) مسجد کی دیواروں پر نور خصوصاً قبلہ کی دیوار پر رنگین نائل لگانا مکروہ ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) مسجد کی دیواروں پر آیات قرآنی یا ترجمہ لکھنا

(۲) مسجد کی قبلہ والی دیوار پر نقش و نگار کرنا

(سوال) (۱) مسجد کے دروازہ یا کھڑکی یا پیرونی یا اندرونی حصے کے کسی مناسب جگہ منظر عام پر بہ نسبت نفع خلق کلمہ طیبہ یا آیات قرآنی یا ترجمہ کسی آیت یا حدیث کی زبان جگہ لکھنا جائز ہے یا نہیں (۲) مسجد کی قبلہ کی دیوار میں یا محراب میں نقش و نگار کرنا کیسا ہے خصوصاً چندہ کے پیسے سے اور ایسا نقش جو بوقت صلوٰۃ نمازی کے دس کوائل کرتے والوں۔ المستفتی نمبر ۱۶۳۲ محمد عبدالنور صاحب سبب (آسام)

۱۵ ہجری الاول ۱۳۵۲ھ ۲۳ جولائی ۱۹۳۵ء

(۱) و مکروہ بعض متناہی النفس عن المحراب وحائط القبلة لانه يشعل قلب المصلی الخ (رد المحتار) مطلب فی احکام المسجد باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا ۶۵۸/۱ ط سعید
(۲) و مکروہ بعض متناہی النفس عن المحراب وحائط القبلة لانه یذلل قلب المصلی الخ (العکبرۃ باب الخامس فی آداب المسجد ۳۱۹، ۵ ط ماجدیہ)

فصل شانزدہم - عید گاہ

- (۱) کافر کی بنائی ہوئی مسجد میں نماز
- (۲) مسجد کو منہدم کرانے والے گناہ گار ہیں
- (۳) مسجد کو شہید کر کے دوسری جگہ مسجد بنانا
- (۴) مسجد میں نماز عید پڑھنا

(۱) ایک ہندو ریاست نے عید گاہ میں جو قدیم زمانے سے قائم تھی تین چار سال سے عیدین کی نماز نہیں پڑھنے دی جاتی تھی اور اس نے نماز دوسری جگہ اور بنی ہوئی تھی اب دینی ریاست کے حکمران تین چار مسلمانوں کی رائے سے مسجد غیر مسموں کے ذریعہ شہید کر دی گئی ہے اس مسجد کے چتر سے ہر ریاست کے خرچ سے دوسری مسجد تعمیر کیا و میل کے قاصد پر بلا رضائے مسلمان شہر بڑا تعمیر کرانی ہے مسلمان شہر بڑا غریبی و بے لکھی و بے کچھ بھی ہوں نہ سکے چونکہ بلا رضامندی مسلمانوں کے عید گاہ مسجد شہید کر کے دوسری مسجد تعمیر کرتی ہے اس لئے اس کی تعمیر میں ایک بھی مسلم کا ہاتھ نہیں لگا۔

(۱) آیا اس مسجد میں نماز عیدین جائز ہے یا نہیں (۲) وہ مسلمان جنہوں نے مسجد شہید کرنے کی رائے دی اور وہ ان کے جو مسلمان اس رائے کی خلاف میں نہ ہو جو غریبی و خوف و دھمکی کے غیر مسموں و مسجد شہید کرنے سے روک نہ لے ایسی حالت میں کن مسلمانوں پر کیسا گناہ عائد ہوا (۳) اسی طرح اگر دیگر مسجدیں جن میں شیخ وقتہ نمازین ہو کرتی ہیں جو شہید کر دی جائیں اور جہان کے دوسری تعمیر کرادی جائیں تو ایسی مسجدوں میں نماز جائز ہے یا نہیں (۴) جن مسجدوں میں جمعہ و پنج وقتہ نمازیں ہو کرتی ہیں کیا ان مسجدوں میں عیدین کی نمازیں ہو سکتی ہیں

المستفتی: شبہ ۷۰۲ شہد محمد زکریا، مکہ پروردہ ۱۱ شوال ۱۳۵۴ھ ۷ جنوری ۱۹۳۶ء

جواب (۲۹۱) (۱) نماز تو جائز ہے مگر مسلمان اس میں نماز نہ پڑھیں تو بہتر ہے (۲) ائمہ امام کی رائے یہ ہے کہ سخت مجرم اور گناہ گار ہیں اور مجبوری سے خاموش رہنے والے معذور ہیں (۳) ان کا بھی یہی جواب ہے جو قبلہ ایک کا ہے (۴) نماز عید تو جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ شہر سے ہم عیدین میں نہ جائیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

(۱) عید گاہ میں فرض نماز پڑھنا جائز ہے؟

۱۔ ولو جعل دمی دارۃ مسجد لم یسب وسب کذبی المسلمون وأذن لہم بالصلاۃ فیہ فصولہ نہ مات
بشر میرانا لو وہ وہد فوں اکل عالمگیرہ کتب لوفت مضت فی وقف الدمی ۳۵۳ ط محدثہ
۲۔ ومن اضمہ من مع مساجد لہ نہ ذکر فیہ سبہ وسعی فی حوائج لہ (الفرقہ ۱۱۶)
۳۔ الخرج سبہ انی الحیۃ لصلۃ العبد سبہ وان وسعہ المسجد الجامع هو الصحیح والدر المحتار مات
عبد ۱۶۹۳ ت سعید

(۲) عید گاہ میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے

(سوال) عید گاہ میں عیدین کے کسی روز اتنے کسی وقت نماز تہایا جماعت سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۲۳ حبیب اللہ صاحب (ضلع قازی پور) ۸ محرم ۱۳۵۵ھ مکرم اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۹۲) ہاں عید گاہ میں احیاناً فرائض پہنچانہ میں سے کوئی نماز پڑھی جاسکتی ہے تہایا جماعت سے پڑھنا دونوں صورتیں جائز ہیں، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(جواب دیگر ۲۹۳) عید گاہ میں جنازے کی نماز پڑھنی جائز ہے۔ (۱۰) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

عید گاہ میں فٹ بال کھیلنا

(سوال) عید گاہ میں فٹ بال یا اور کسی قسم کا کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۳۶ حاتم احمد (بکال) ۲۷ شعبان ۱۳۵۸ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۹۴) عید گاہ میں بطور سوغت کے فٹ بال کھیلنا اور کوئی کھیل کھیتا مکروہ ہے۔ (۲۰)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) عید گاہ میں حائضہ اور جنبی داخل ہو سکتے ہیں

(۲) عید گاہ میں نماز جنازہ کا حکم

(سوال) مسجد اور عید گاہ دونوں میں کیا فرق ہے؟ مرتبہ مسجد کا زیادہ ہے یا عید گاہ کا؟

المستفتی نمبر ۲۴۷۲ شیخ اعظم شیخ معظم (دحوالیہ ضلع مغربی خاندیس)

۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۹۵) مسجد میں جنین آویں داخل نہیں ہو سکتا عید گاہ میں اجازت ہے مسجد کا مرتبہ زیادہ ہے

(۲۰) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(جواب دیگر ۲۹۶) عید گاہ میں نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے۔ اس کا حکم مسجد کا نہیں ہے (۱۵) محمد کفایت اللہ

(۱) أما المتحددة لصلاة جارة أو عبد فهو مسجد في حق جواز الاقتداء الخ (الدر المختار) مطلب في احكام المسجد ۱ ۶۵۷ ط سعید

(۲) وكرهت تحريما و قيل تبريها في مسجد و حياها هو الملب فيه الخ (الدر المختار) باب صلاة الحاضر ۲ ۲۳۵ ط سعید (۳) واما المسجد لصلاة جارة أو عبد فهو مسجد في حق حوز الاقتداء (درمحرر) وفي

لنفسه قال في البحر طاهره انه لا يجوز الوطء والبول الي ان قال فيسعي ان لا يجوز الخ (باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها) مطلب في احكام المسجد ۱ ۶۵۷ ط سعید و فتاوى دار العلوم ديوبند ۵ ۲۹۴ 'مكتبه اعدديه ملان (۴) واما المتحددة لصلاة جارة أو عبد فهو مسجد في حق حوز الاقتداء لا في غيره به فتى فحل دحواله

لحب و حائض (نوبر مع شرح كتاب الصلاة) مطلب في احكام المسجد ۱ ۶۵۷ ط سعید

۵. وقيد مسجد الجماعة لا بها لا يكره في مسجد اعدلها 'وكذا في مدرسة ومصلى عبد لانه ليس لها حكم المسجد في الاصح (حاشية الطحطاوى على مراقي الفلاح ص ۳۶۰ ط مصر)

گاؤں میں متعدد جگہ نماز عید

(سوال) ایک شہر جس کی آبادی ایک ہزار مسلمانوں کی ہے اور عید گاہ موجود ہے کسی اختلاف کی بنا پر چند مسلمان دوسری عید گاہ اس کے قریب ہی بنانا چاہتے ہیں چند قدم کافی صلہ ہے اور ایک کی تکبیر کی آوازیں بھی دوسری عید گاہ تک پہنچیں گی راستہ بھی ایک ہی ہے۔

(جواب ۲۹۷) دو عید گاہیں چھوٹی سی ہستی میں بنانا اچھا نہیں سب کو ایک ہی عید گاہ میں نماز عید ادا کرنا چاہیے اور خصوصاً اتنی قریب دوسری عید گاہ بنانا کہ ایک کی تکبیر کی آواز دوسری میں سنی جائے زیادہ برا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

فصل ہجدهم مسجد میں خرید و فروخت کرنا

امام کا مسجد کے حجرہ میں خرید و فروخت کرنا

(سوال) مسجد کا امام نمازین اہل محلہ کی اجازت سے حجرہ مسجد میں اپنے ذریعہ معاش کے لئے خرید و فروخت کر سکتا ہے یا نہیں؟ مثلاً جلد بندی کتب فروشی وغیرہ؟

المستفتی نمبر ۸۲۵ اکبر حسین انوار حسین (لد حسین) ۸ محرم ۱۳۵۵ھ مکہ مکرمہ اپریل ۱۹۳۶ء (جواب ۲۹۸) اگر حجرہ کا دروازہ مسجد کے اس حصہ میں نہ کھلتا ہو جو نماز کے لئے مخصوص ہوتا ہے یعنی خرید و فروخت کرنے والوں کو مسجد میں سے نہ گزرنا پڑے تو امام کا ایسے کام کرنا مباح ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل بیجدہم مسجد میں جلسہ یا وعظ و ترجمہ

مسجد میں وعظ و تبلیغ کرنا

(سوال) جامع مسجد میں یا کسی اور مسجد میں مسلمانوں کی بیہودی کے لئے کسی امر کا باہمی مشورہ کرنا یا کسی امر کی نسبت جس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو اس سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ امور سے جمعہ کے دن مجمع نشین ہوتا ہے جس میں مقامی ویرانی اشخاص شریک ہوتے ہیں چند اشخاص جو آخر بدعت میں شریک ہوتے ہیں یا سنی سے نماز پڑھتے ہیں یا نماز کے بعد تشریف لاتے ہیں اگر ان صاحبانہ امتیازیہ جائے توفیق شہرہ اندازہ کرنا نہیں چاہتے جس کی وجوہات مذکورہ مستیاد دیگر کاروبار ہیں اگر کوئی دیگر جگہ بوقت مقرر کیا جانے تو مقامی اشخاص زمانہ کے رجحان کے مطابق دلچسپی نہیں لیتے اور نہ ہی کثرت سے شریک ہوتے ہیں اور یہی وہی توقیفی طور سے محرم رہتے ہیں اگر مذکورہ بالا وجوہات کو مد نظر رکھتے ہوئے

۱ والحرور والیہ ای لحدیۃ لصلوۃ لحدیۃ والوسعیم المسجد الجامع وهو الصحیح (لدر المحتار) ۱۶۹ ط سعید
۲ وکثرہ بحریہ، لوط، فوفہ و سول والوعظ والحدیۃ طریقاً بغير عدد الحج والدر المحتار ۱۷ ما یصد لصلوۃ وکثرہ فیہا مطلب فی احکام المسجد ۶۵۶ ط سعید

(۱) نماز عشاء کے بعد ترجمہ قرآن یا دینی کتاب کا درس

(۲) سنتوں اور نوافل کے وقت کتاب سنا،

(سوال ۱) ایک شخص قرین چارسال سے جامع مسجد کائن میں عشاء کی نماز میں شہین و وتر و نوافل کے اتم ہو جائے نصف گھنٹہ گزارنے و پوری جماعت کے مقتدیوں میں سے دو حصے آدمی نماز پڑھ کر مسجد سے باہر جانے کے بعد لوچہ اللہ صرف نصف گھنٹہ تفسیر حنفی اور ساتھ ہی ساتھ دیگر مسائل وغیرہ کی کتابیں مثلاً ابن الدین یا عقائد اسلام مرتبہ مولیٰ عبدالحق صاحب مصنف تفسیر حنفی یا بیہر شریعت یا تعلیم الامام کے حصے یا موناہارف علی صاحب تنویر کی کتاب میں سے جزاء اعمال یا شوق وطن یا فتویٰ اشرفیہ یا معراج المؤمنین وغیرہ وغیرہ پڑھ کر سنا ہے اور پندرہ سو آدمی و بچوں سے سنتے بھی ہیں لیکن شخص مذکور علم نہیں ہے البتہ دنیا سے شوق و دلچسپی ضرور ہے تو ایسی صورت میں شخص مذکور کو ہر اکام فعل مسجد میں جائز ہے یا نہیں زید کہتا ہے کہ یہ فعل مسجد میں ناجائز ہے (مسجد بڑی ہے۔ آٹھ دو ایک آدمی رات گئے تک قند و لالیو خانہ وغیرہ دیر تک پڑھتے ہیں)

(۲) لیکن بحرِ مقتدی زید کو جواب دیتے ہیں کہ جو صاحبِ دیر تک وظیفہ پڑھتے ہیں یا جماعت ختم ہونے کے بعد آتے ہیں (اور وہ بھی ایک دو صاحب) اگر ان کو غسل واقع ہوتا ہے تو ایسے صاحبِ ذرا علیحدہ فاصلہ پر جا کر پڑھ لیں کیونکہ حرج ہے اور جو نیک کام عمل سے ہو رہا ہے اور مخلوق خدا کو فیض پہنچ رہا ہے اس کو کیوں بند کرتے ہو؟ تب تک کسی عالم نے اعتراض نہیں کیا اور اگر باغرض ایسا فعل ناجائز ہے تو اکثر علماء و علماء پند و خیرہ کی مجالسِ مساجد میں آیوں منعقد کرتے ہیں اسی طرح پیش امام صاحبِ جمعہ وہ بھی مستحکم ہیں قبل از خطبہ کا ترجمہ اردو میں آیوں بیان کرتے ہیں۔ اس وقت بھی بہت سے اشخاص سُنن و غوائل و لار و خیرہ پڑھتے رہتے ہیں اور یہ وقت بہ نسبتِ عشا کے وقت کم بہت کم ہوتا ہے عشا میں قضا نماز و نوافل بعدِ نماز سے بھی پڑھتے ہیں و روٹاں بھی زیادہ تو کا تو یہ بحر کا گناہ صحیح ہو گیا نہیں؟

(۳) زید مفتاح کہتا ہے کہ: ”مطہ و پند و نغہ دہی جی اس اور خضبہ کا ترجمہ ہفتہ میں ایک بار ہوتا ہے اور یہ فعل بھی چار مرتبے جس صاحب کے، خضبہ و نغہ دہی میں ضل و وقع ہو تو وہ اس کام کو بھی فوراً بند کر سکتا ہے جس سے وہ بے ہوشی نماز میں تفسیر خوانی سے ضل و وقع ہوتا ہے اس سے میں تو اس کام کو بند کر کے ہی رہوں گا نہ یہ ہے ہوشی نہ نہیں کریں گے تو بڑے رعب و پولیس بد کروں گا مسجد کو رہیں پچاس بیچن نمازی ہوتے ہیں کوئی شاکہ نہیں ہے صرف ایک شخص زید اس کام میں حاضر ہے۔ جملہ مقتدین کی یہی مرضی ہے کہ جو کام جس طرح کر رہے ہو کرو ہماری نماز میں کسی قسم کا خلل آپ کے پرہیز سے واقع نہیں ہوتا تو ایسے آدمی کے سے یہ حکمت و راستہ دیگر مسلمانوں کو یہ بتا کر کھینچ دیتے۔“

المستفتی: عبد عزیز خان، پرموٹوئیں ممبر ایمریہ کتب و مفتق۔ ۲۸ اپریل ۱۹۵۳ء

(جواب ۳۰۱) (۱) نماز عشاء کے نصف گھنٹہ بعد مسجد میں لوگوں کو ترجمہ القرآن مجید یا ضروریات دینی سنائی جائز ہیں، جو لوگ نوافل و سنن پڑھتے ہوں اور مسجد بڑی ہو تو وہ بہت سارے نماز پڑھیں یا اپنے حیر چاہر پڑھیں نوافل و سنن کے لئے گھر پر لو کرنا افضل ہے (۲)

(۲) بحر کا قول صحیح اور شرع کے موافق ہے (۳)

(۳) زید معترض کا یہ کہنا کہ وعظ و بغتہ میں ایک دن ہوتا ہے اور وہ بھی ناجائز ہے صحیح نہیں ہے اس کو خود اپنی نماز وعظ کے مقام سے ہٹ کر اور آرنی چاہیے اس ذریعے کو بند کرنا درست نہیں ہے (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

(جواب) (از علماء ٹونک) استثناء بذالور اس کے ہمراہ دوسرا استثناء دو فریق کی طرف سے پیش کئے گئے ہیں دونوں استثناء ایک ہی موقع کے لئے ہیں لیکن مضامین استثناء اپنے اپنے خیال کے تحت لکھے گئے ہیں یہ واقعہ جامع مسجد امیر تنج ٹونک کی نسبت ہے اس مسجد میں ایک عرصہ سے ایک صاحب تفسیر حقانی وغیرہ ہفتہ مقتدیوں کو سنایا کرتے ہیں سنہ ہاول کے علاوہ دیگر مقتدی اس مقام پر صحن میں جہاں عشاء کی جماعت ہوتی ہے سنن وتر اور دو وظائف پڑھتے ہیں اور ایسے بھی نمازی جو شریک جماعت نہیں ہوئے تھے وہ آہ اپنے فرائض وغیرہ پڑھتے ہیں اس واقعہ کو ہم نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے ایسے وقت میں جب کہ عشا کی جماعت ختم ہو چکی تھی اور مقتدی اپنی نمازیں پڑھ رہے تھے اور بعض مشغول وظائف تھے تفسیر حقانی بیان کی جارہی تھی اور دو چار آدمی سن رہے تھے۔

ہر ایک کام خود لو لوامر سے ہو یا نواہی سے اس کا ایک موقع اور محل ہوا کرتا ہے ہر ایک کام ایک موقع پر زیبا ہوتا ہے اور دوسرے موقع پر دانا زیبا ہو جاتا ہے دیکھو امر معروف۔ نئی منکر ہر وقت ضرور ہوتا ہے یا جس وقت حضور ﷺ کا نام نامی آوے اس وقت درود شریف پڑھنی چاہیے لیکن یہ موقع اگر خطبہ کے وقت آوے تو ہرگز امر معروف نئی منکر کی اجازت نہیں اسی طرح خطبہ کے وقت حضور ﷺ کا نام نامی باوجود سننے کے درود شریف پڑھنا زبان سے درست نہیں پس تفسیر حقانی وغیرہ کتبوں کا پڑھنا پڑھانا سننا سنانا اگرچہ ایک بھڑکام ہے مگر اس کی بہتری اسی حد تک ہے جبکہ دوسروں کی نمازوں میں خلل واقع نہ ہوتا ہو دیکھو قرآن شریف پڑھنا افضل عبادت ہے مگر اس کو ایسی جگہ نہ پڑھنا چاہیے جہاں نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہو حکم اذا قرء القرآن فاستمعوا له وانصتوا (جب قرآن پاک پڑھا جائے تو اس کو سنو اور کان دھرو) قرآن شریف کا سننا فرض ہے پس ایسی جگہ قرآن شریف کا پڑھنا جہاں دوسرے لوگ مشغول نماز

(۱) اما للتدريس أو للتذكير فلا لانه ما سئل له وإن جازفه ولا يجوز التعليم في مكان في هاء المسجد و عدد أبي حنيفة وعدهما بحور (۱) له بصير بالعامية والبحر الرائق فصل كره استقبال القبلة ۲ ۳۸ ط بيروت

(۲) قال السيوطي "فعلكم بالصلاة في بيوتكم" لأن حبر صلاة المرء في بيته إلا المكتوبة (مسلم) باب استحباب صلاة النافلة في بيته ۱/ ۲۶۹ ط دبی کتب خانہ کراچی

(۳) اما للتدريس أو للتذكير الخ

(۴) ایضا

ہوں یا وظیفہ ہوں ہرگز یہ نہیں ہے اور ممانعت کے باوجود اگر وہ شخص ہزارہ آئے گا تو وہ گناہ گار ہو گا پس جس جگہ تفسیر حقانی پڑھی جاتی ہے یا تو ایسی جگہ پڑھی جائے کہ جہاں سے نمازیوں کی نماز اور وظیفہ میں حرج واقع نہ ہو یا ایسے وقت میں پڑھی جائے جب کہ نمازی اپنی نماز اور وظیفہ سے فارغ ہو کر چلے جائیں۔

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کا جزو اعظم اتحاد ہے اور اسی اتحاد کو قائم کرنے کے لئے شیخ وقتہ نماز جمعہ و عیدین مقرر کی گئی ہیں آپس میں مسلمانوں کو یک جہتی سے زندگی بسر کرنی چاہیے اور آپس کے اختلافات سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیے کہ نتیجہ اس کا بھر نہیں۔

(دستخط مفتی صاحب ٹونک) محمد ایوب صاحب مفتی سائق۔ ۹ شعبان ۱۳۵۳ھ ۵ مئی ۱۹۵۲ء (جواب ۳۰۲) (از حضرت مفتی اعظم) یہ جواب اصول شرعیہ کے پیش نظر صحت سے گرا ہوا ہے مسجد میں نوافل و وظیفہ پڑھنے کا جس طرح ہر مسلمان کو حق ہے اسی طرح تہکیر و تعلیم دین کا بھی حق ہے اگر مسجد بڑی ہے اور اس میں غنیمت زیادہ ہے تو نوافل و وظیفہ پڑھنے والے اس کے ایک گوشہ میں پڑھیں اور تعلیم و تدریس کرنے والے دوسرے گوشہ میں کریں اس طرح دونوں کام ہوتے رہیں گے اور دونوں کو فائدہ پہنچتا رہے گا۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

فصل نوزد ہم۔ مسجد میں اکھاڑہ منانا

مسجد میں اکھاڑا کرنا جائز نہیں

(سوال) اندرون چنار دیواری مسجد علاوہ محض مسجد جو زمین ہو وہ حکم میں مسجد کے اور حلقہ مسجد میں متصور ہوئی یا نہیں بصورت اول محض مسجد یا حلقہ مسجد میں کوئی محرمی اکھاڑہ یا دنگلی اکھاڑہ یا دنگل قائم کرنا اور ساتھ عدم ستر کے محض نکلوت یا جائگہ باندھ کر لڑنا شرعی نقطہ نگاہ سے جائز ہو گا یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ تیر اندازی و فتنہ پہرہ گیری کے لئے محدثی مسجد میں محض مسجد نبوی ہی تھا اور صحابہ کرام تیر اندازی وغیرہ محض مسجد میں ہی کرتے تھے۔ المستفتی نمبر ۶۰۵ حکیم حافظ مولوی محمد حسین صاحب (ضلع گیا)

۱۱ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۰۳) اکھاڑے میں کشف ستر اور شور و شغب اور بے اوقات سب و شتم ہوتے رہتے ہیں اور احاطہ مسجد اور حریم مسجد میں یہ چیزیں احترام مسجد کے خلاف ہیں اس لئے مسجد کے احاطے میں اکھاڑہ خواہ محرم کا خواہ دنگل قائم کرنا جائز نہیں ہے زید کا استدلال صحیح نہیں کیونکہ صحابہ کرام کے حالات و اخلاق بہت ارفع و اعلیٰ تھے۔ وہ احترام مسجد کا پورا لحاظ رکھتے تھے۔ (۱) فقط

(۱) اما للندرس أو للندکیر فلا لاله ما بانی له وان جار فيه ولا يجوز التعلم فی دکان فی لواء المسجد عند اسی حبیفة و عبدہما يجوز اذ لم یضرنا لعامة الحج (الحج الرائق) فصل کرہ استقبال القلعة ۲ ۳۸ طہروت (۲) عن وائل بن اسفہ عن النبی ﷺ قال "حبوا مساحدکم صیانکم و محاسنکم و شراءکم و بیعکم و حصواتکم و رفع اصواتکم" (سنن ابن ماجہ باب ما یکرہ فی المساحد ص ۵۵ طہر محمد کتب خانہ کراچی)

مسجد میں کھیل کود ناجائز ہے

(سوال) مسجد کے صحن میں نہ سیکنا اور سکنا مسلمانوں کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ دراصل حلیہ ستہ و حکار ہے اگر جائز ہے تو اس سے مسجد بن توہین تو نہیں ہوتی؟

المستفتی نمبر ۲۲۴۰ ضیاء الحق جلد چوتھی نرس دہلی۔ ۷ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ ۸ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۰۴) مسجد میں (یعنی موضع میں لعلوۃ میں) شور و شغب اور لہو و لعب مباح ہے اگر ستہ و حکار ہے اور نہ اس میں مقصد بھی ایک فن کی تعلیم ہو تو علت سبب (لہو و لعب یا توہین مسجد بوجہ کشف ستہ) تو نہ ہوگی کمر شور و شغب نہ تخریج لہو و لعب کے عرف میں مسجد کی حیثیت ایک آگاہہ کی ہو جائے گی اس سے مسجد واس سے چھانی من سب ہے محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

فصل ہستم۔ متفرق مسائل

عن دینی وجہ سے بنائی ہوئی مسجد اور اس کے امام کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال ۱) مسلمانوں بنائی ہوئی مسجد (خواہ وہ حسد و نفسانیت سے ہو) ضرر ہو سکتی ہے یا نہیں اور ضرر ہو سکتی ہے تو یہ بنی اور وادہ میں وہ مسجد مثلاً ہی مسجد ضرار کے ہے جو منافقین نے حضرت محمد کے زمانے میں بنائی تھی اور بنے آپ کے نے منہدم کر دیا تھا آخر تمام امور میں مسجد ضرار کا مانند ہے تو جو معم مسجد ضرار کے لئے دیا گیا تھا اس کے لئے بھی وہی دیا جائے گا یا نہیں؟

(۲) مسجد ضرار کا نام دیگر مسجد میں لامت کر کے تو جائز ہے اور اس کے پیچھے نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ یا جو شخص وہاں کبھی بھی نماز پڑھتا ہے اور پڑھاتا ہے اس کے پیچھے کبھی بھی نماز درست ہے یا نہیں؟

(۳) مسجد ضرار کا مؤذن یا وہ شخص جو کبھی کبھی وہاں اذان پڑھتا ہے دوسری مسجد میں اذان پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اگر پڑھے تو اذان کا لہو و لعب نہ پڑے یا نہیں؟

(۴) تفسیر خازن جلد ۲ ص ۲۶۶ مطبوعہ مصر میں ذیل کی روایت مرقوم ہے کیا اس سے مسجد ضرار کے لہو و لعب تا یا اس میں نماز پڑھنے والے شخص کا دوسری مسجد میں لامت کرنا ناجائز ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ یہ روایت خازن کے سوا دیگر کتب معتبرہ میں بھی ہے اور صاحب خازن نے اس کو کہاں سے نقل کیا ہے؟ روی ان سی عمر و بن عوف الذہبی سوا مسجد قباء اتوا عمر بن الخطاب فی خلا فسالوہ ان یاذن مجمع بن حازیہ ان یؤمہم فی مسجد ہم فقال لا و نعمۃ عین ال ہو امام مسجد الضرار قال مجمع یا امیر المؤمنین لا تعجل علی فواللہ لقد صلیت فقام انا لا اعلم ما اضر و اعلیہ ولو عسیت ما صلیت معہم و کنت غلاما قارنا للقران و شیوخا لا یقرؤن فصلیت بہم ولا احسب

الا انهم یقرنون الى الله ولم اعلم مع انفسهم فعدده عمر فصدقه وامره بالصلوة فی مسجد قباء
فال عطاء لما فتح او عني عمر بن الخطاب الا مصار امر المسلمين ان ينوا المساجد وامرهم
ان لا یبنی فی موضع واحد مسجلین یضار احدهما الاخر (۱)

۶ رجب ۱۳۳۵ھ

(جواب ۳۰۵) حدود نصابیت یہ نثر سے ہے۔ ان دوئی مسجد بے شک مسجد ضرار کا حکم رکھتی ہے کہ
تیسہ مدارک و شافعیہ میں تھے۔ لیکن ان کل ہم کسی مسجد پر یہ حکم نہیں لگا سکتے کہ وہ حدود
نصابیت یا ریو فخر کی نیت سے بنائی ہے۔ یہ باتیں امور بائنیہ میں اور ہمیں لوگوں کے منہ پر قلوب کا علم
نہیں زمانہ وحی میں آئندہ تھے۔ وہ ذریعہ وحی و کور کے دنی خیالات پر خارج مردی جاتی تھی اس لئے
آپ حکم لگا سکتے تھے۔

(۲) مسجد ضرار کا اہم اثر خود اللہ ارکا ارادہ نہ رحتا۔ وہ بعد اعمی سے وہاں امامت کرتا: تو اس کی امامت با
رہبت پر نزلے۔

(۳) یہی جواب اس نمبر کا ہے۔

(۴) اس روایت سے تو وہی تفصیل معلوم ہوتی ہے جو جواب نمبر ۲ میں بیان کی گئی یہ روایت خازن میں غالباً
تیسہ معالم التزیل لہو غنی سے لی گئی ہے اس میں بھی یہ روایت مذکور ہے لیکن غنی نے بھی اس کی سند نہ
نہیں کی صرف روئی کر کے بیان کی ہے لیکن اس حدیث میں کوئی اشتغال نہیں کیونکہ مسجد ضرار کا اہم اثر خود
بھی مضارت کی نیت ہو تو اس کے فاسق یا منافق ہونے میں کیا کلام۔ اور اس وجہ سے وہ عروہ الامامت اور
ناقبل امامت ہو گا لیکن اگر وہ قصد مضارت میں شریک نہ ہو اور۔ علمی سے وہاں امامت کرتا رہا ہو تو اس کے
ذمہ الزام نہیں ہے وہ معذور ہے اور اس کی امامت جائز ہے جیسا کہ خود حضرت عمر کا مجمعین چارین کے عذر کو
قبول فرما کر مسجد قبا میں امامت کی اجازت دے دینا اس حدیث میں مذکور ہے۔ واللہ اعلم

کتبہ محمد کفایت اللہ شرف لہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

مسجد میں جو تیاں رکھنا

(سوال) جو تیاں کس طریق سے مسجد میں رکھنا جائز ہے اور کس طریق سے جائز نہیں؟

(جواب ۳۰۶) اگر کوئی ایسی جگہ ہو جہاں جو تیاں رکھی جائیں تو جو تیاں کا مسجد میں لے جانا مناسب
نہیں اور اگر نہ ہو تو مسجد میں لے جانے کا مضائقہ نہیں لیکن اس طرح رکھنے کہ مسجد مٹ نہ ہو۔ وسیع
لداخلہ تعاهد نعلہ وخفہ (در مختار) (۲)

(۱) (تفسیر معالم التزیل للہو غنی: سورہ توبہ ۲، ۳۲۷ ط اداره تالیفات و رشیدیہ ملتان)

(۲) (باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۱، ۶۵۷ ط سعید)

(۱) جامع مسجد کے کتے ہیں؟

(۲) نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا

(سوال) کوئی ایک پہلی مقدم ہے فوجی چھوٹی ہے مجموعی آبادی قریباً تین ہزار مسلمانوں کی آبادی قریب ایک ہزار ہے یہاں ایک ہی مسجد ہے کیا اس کو جامع مسجد کے نام سے موسوم کیا جاسکتا ہے؟

(۲) موجودہ مسجد موسم آبادی کے ایک ہزار سے دو واقع ہے بنگلوں اور مارکیٹ بازار پکھری اور ڈاکخانہ وغیرہ سے کافی فاصلہ پر ہے اکثر مسلمان بالخصوص تجارت و ملازمت پیشہ اصحاب پنج وقتہ نماز جمعہ و تراویح میں بلا وجہ دوری و قلت وقت شامل ہونے سے قاصر رہتے ہیں اور ایک دوسری مسجد کی جو قریب واقع ہو ضرورت محسوس ہو رہی ہے اندریں صورت دوسری مسجد کی بناء ڈالنے والے کس حد تک اجر و ثواب کے مستحق ہو سکتے ہیں۔

(جواب ۳۰۷) اس مسجد کو جب کہ وہ جمعہ کی جماعت کے لئے کافی ہو جامع مسجد کے نام سے موسوم کیا جاسکتا ہے، (۲) دوسری مسجد بنانا موجب اجر و ثواب ہے کیونکہ نمازیوں کو ہر وقت اتنی دور مسجد میں جانا یقیناً موجب حرج و مشقت ہے۔ والحوج مدفوع محمد کفایت اللہ کا لہ' اللہ

مسجد ہونے کے لئے کیا شرطیں ہیں؟

(سوال) صوبہ گجرات اور بالخصوص ضلع سورت میں عام دستور یہ ہے کہ جب مسجد بناتے ہیں تو اس کے مختلف حصے کو نماز پڑھنے کے لئے مخصوص کر دیتے ہیں اسی لئے اس کو جماعت خانہ کہتے ہیں اسی کے ساتھ کچھ محل ہوا حصہ بطور صحن کے بناتے ہیں اس لئے کہ اس میں اس قسم کی باتیں ہوتی رہتی ہیں جو مسجد کے احترام کے خلاف اور ممنوع ہیں مثلاً ہر وقت انھن ٹیٹھن اور وہیں سونا اور دنیوی باتیں کرنا یہاں تک کہ حالت جنابت میں بھی اس صحن میں رہتے ہیں کیونکہ اس کو خارج از مسجد شمار کیا جاتا ہے نیز اس میں جماعت خانہ کی طرح کبھی نماز جماعت نہیں ہوتی پس رائد برکی مسجد چنارواڑ بھی اسی طرح پہلے کچھ مختصر بنی ہوئی تھی اور اس کے صحن کے ساتھ بالکل غیر مسجد کا رستہ کیا جاتا تھا تقریباً ۲۹۰۹ھ میں یہاں کے بعض بزرگوں نے اسکو از سر نو بنایا اور ایک زمین خرید کر اس میں شامل کر کے وسیع کیا جس طرح اس کے جماعت خانہ کو بڑھایا اسی طرح اس کے صحن کو بھی وسعت دی چنانچہ جس جگہ قدیم مسجد کا حوض تھا اس جگہ کو نالکہ بن کر اس کے بعض حصے کو صحن میں شامل کر لیا اور حصہ جنوبی جانب کا برآمدہ کے طریق پر ضروریات وضو کے لئے مخصوص رکھا جدید تعمیر کرنے والے اصحاب کے زمانہ سے اب تک بھی اس صحن کے ساتھ خارج مسجد کا سر تا سر کیا جاتا تھا اور وہ اب اس امر اور مسجد درختے جو داخل مسجد اور خارج مسجد کو خوب سمجھتے تھے پھر بھی

کبھی انہوں نے اس صحن کو مسجد میں شامل نہ سمجھا اس کے علاوہ ایک عام رواج یہ بھی ہے کہ اکثر مسجدوں کے صحن میں قبریں بناتے ہیں چنانچہ اس نواح کی کوئی مسجد ایسی مشکل سے ملے گی جس کے صحن میں کسی پرانی قبر کا نشان نہ پایا جاتا ہو پس یہ صورت بھی اس کا کھلا ہوا قرینہ ہے کہ صحن کو مسجد میں داخل نہیں سمجھتے۔

محض حضرات تھوڑے عرصے سے یہاں کی مسجدوں کو دہلی وغیرہ کی مسجدوں پر قیاس کرتے ہیں یہ قیاس صحیح نہیں ہے اس لئے کہ وہاں کی مسجدیں اکثر ایسی بنائی جاتی ہیں کہ ہولوار نہیں ہوتیں اسی وجہ سے وہاں گرمی کے موسم میں صحن میں نماز پڑھنا اور صحن کو مسجد میں داخل سمجھنا ضروری ہوتا ہے اس کے برخلاف یہاں کی مسجدیں نہایت ہولوار اور کشادہ ہوتی ہیں ہوائی آمد و رفت کے لئے چاروں طرف درجہ پیاں وغیرہ بنائی جاتی ہیں اسی وجہ سے کبھی صحن میں نماز پڑھنے کی ضرورت واقع نہیں ہوتی اور اس صحن کو داخل مسجد کرنے کا اب تک کوئی ثبوت بھی باقاعدہ نہیں ہے پس ایسی صورت میں مسجد چنارواڑ کا صحن شرعاً مسجد سے خارج سمجھا جائے گا یا نہیں؟ اور چنارواڑ کی نماز صحن میں پڑھنا جائز ہو گا یا نہیں؟

المستطیان محمد اسماعیل عارف۔ احمد لار انیم سٹا گپوری

(جواب ۳۰۸) کسی جگہ کے مسجد ہونے کے لئے یہ باتیں ضروری ہیں۔

(۱) واقف نے جو صحیح طور پر زمین کا مالک تھا اور وقف کرنے کا اختیار شرعی رکھتا تھا اس کو مسجدیت کے لئے وقف کیا ہو خواہ وہ زمین خالی عن الہمارۃ ہو یا عمارت بھی ہو (۱)

(۲) اس کو اپنی ملک سے ایسی طرح پر ملحدہ کر دیا ہو کہ کسی دوسرے شخص کا یا خود واقف کا کوئی حق متعلق نہ رہے (۲)

(۳) وقف کر کے اس کو متولی کے سپرد کر دیا ہو یا واقف کی اجازت سے اس میں ایک مرتبہ بھی نماز باجماعت ہو گئی ہو۔

جس زمین یا عمارت میں یہ باتیں متحقق ہو جائیں وہ مسجد ہو جائے گی (۳) ان میں سے پہلی بات یعنی مسجدیت کے لئے وقف کرنا واقف کی نیت سے متعلق ہے اگر نیت کی تصریح موجود ہو جب تو کوئی اشکال ہی نہیں لیکن اگر تصریح نہ ہو تو پھر قرآن سے اس کی نوعیت متعین کی جاسکتی ہے کجرات کی اکثر مساجد اور بالخصوص مسجد چنارواڑ (رائدر ضلع سورت) کے وہ صحن جو مسقف حصے کے سامنے مشرقی جہت میں واقع ہیں میرے خیال میں ان کی مسجدیت راجح ہے جماعت کا باجموع مسقف حصے میں ہونا اس امر کا مقتضی

(۱) ولا ینم الوقف حتی یقضی الہ یقل للمولی "لا تسلیم کل شیء بما یلیق بہ" حتی المسجد مالا حرار و فی غیرہ یصب المتولی و ینسلیمہ ایۃ الحج (التوبہ مع الذکر) کتاب الوقف ۴۴۸ ط سعید

۲ من ہی مسجداً لم یولہ عن منکۃ حتی یفرہ عن منکۃ بطریقہ و یلذذ بالصلوۃ فہ اما الا فرا فلا نہ لا محض لم لا نہ الحج (عالمگیری) کتاب الحادی عشر فی المسجد ۵۵۴ ط ماحدہ

۳ المسجد الی المتولی بقوم بمصلحۃ یحوزو ان لم یصل فیہ و هو الصحیح (عالمگیری) فصل اول فی حصص المسجد ۵۵۵ ماحدہ کوسہ، و السیہ فی المسجد ان یصلی فیہ الجماعۃ یا ذہ الحج (ایضاً)

نہیں کہ غیر مسقف حصہ خلوہ خواہ مسجد کے حکم سے خارج ہو مسقف حصے کا نام جماعت خانہ رکھ دینا بھی غیر مسقف حصے کو مسجدیت سے نہیں نکالتا ہاں اس نام رکھ دینے کا یہ اثر ضرور ہوا کہ گجرات کے لوگ اس کو جماعت کے لئے مخصوص سمجھنے لگے ورنہ میں نے خود دیکھا ہے کہ اس صحن میں نوافل و سنن برابر پڑھتے ہیں اور فرضوں کی جماعت بھی اُتر بڑی ہو جیسے کہ جمعہ کی نماز میں ہوتی ہے تو اس صحن میں برابر ٹھہریں ہو جاتی ہیں اگرچہ صحت اقتداء کے سے یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر یہ حصہ مسجد ہو تو اقتداء صحیح ہے ورنہ نہیں تاہم اس میں کھڑے ہونے والے اور نماز پڑھنے والے مسجد کا ثواب اسی وقت پاسکتے ہیں کہ یہ حصہ مسجد قرار دیا جائے میرا خیال ہے کہ اس حصہ کو مسجد قرار دینے میں نمازیوں کا بہت زیادہ فائدہ ہے اور اس لحاظ سے یہ امر اقرب الی القیاس ہے کہ وقت اس حصے کی مسجدیت کی نیت کرتے ہوں گے مسجد چاروں طرف شمالی سمت میں جو دائرہ ہے اور شمال مشرقی، ان اٹھنے ٹھہنے سونے کے لئے بنائے گئے ہوں تو یہ قرین قیاس ہے لیکن کھلا ہوا صحن بھی مسجد نہ ہو یہ بات میری سمجھ سے تو باہر ہے۔

مسجد کے جماعت نہ ہونے میں کتنی ہی حُرکیں ہوں لیکن جس وقت ہو لہند ہوتی ہے تو حُرکیاں کب فائدہ پہنچ سکتی ہیں اگر مسجد مذکور میں بجلی کے بجٹے نہ ہوں اور وقت ہوا کے بند ہونے کا ہو تو جماعت خانہ اور صحن کا فرق بدیہی طور پر معلوم ہو سکتا ہے اگر اہل گجرات میں اس مسقف حصے کا نام جماعت خانہ مشہور نہ ہو گیا ہو تاہم ان کے خیالات میں جماعت کے لئے یہ حصہ مخصوص نہ ہو جاتا تو وہ بھی گرمیوں میں ہو بند ہونے کے زمانے میں باہر صحن میں جماعت کرتے بہر حال جماعت کا ہمیشہ اندر ہونا اس کی دلیل ہے کہ جماعت خانہ یقینی طور پر مسجد ہے اگر اس کی دلیل نہیں کہ صحن مسجد کے حکم سے خارج ہے۔

دینی اس صحن میں جنازے کی نماز تو حنفیہ کے نزدیک مسجد میں بدعذر جنازے کی نماز مکروہ ہے اور کوئی مذہب ہو مثلاً باہر کوئی پاک جگہ نماز کے لئے موجود نہ ہو تو اس صورت میں مکروہ بھی نہیں دوسرے کہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے اس میں زیادہ جھڑنے کا موقع بھی نہیں ہے جو لوگ پڑھ لیں ان کو مطعون کہنا نہیں چاہیے جو مسجد میں نہ پڑھیں ان کو برا نہیں چاہیے اگر یہ منظور ہو کہ سب لوگ شریک ہوں ایسے طور پر نماز پڑھو کہ کسی کو اختلاف نہ ہو جتنی صحن مسجد ہے پڑھو تا کہ سب بالحق شریک ہو سکیں۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

صحن مسجد میں دکان بنانا جائز نہیں

(سوال) زمانہ قدیم کی ایک چوٹی کی مسجد لب راسک ہبی ہوئی تھی اس کے متولی نے اس قدیم مسجد کی پشت پر ایک جدید وسیع مسجد تعمیر کی جس میں متولی و دیگر اشخاص نماز پڑھتے ہیں اب متولی مذکور نے قدیم

چھوٹی سی مسجد کے صحن میں جو لب مرگ ہے دکائیں قیصری میں بڑے شرف کیا حکم ہے؟
المستفتی نمبر ۶۸ احادی محمد اسحاق بڑہ بندر لاہور علی۔ ۷ رمضان ۱۳۵۲ھ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۳ء
(جواب ۳۰۹) جو مسجد ایک دفعہ قاعدہ مسجد ہو چکی ہو اس کو پھر کسی دوسرے کام میں ناجائز نہیں
ہے اس لئے مسجد قدیم میں دکائوں کی قیصری درست نہیں۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

مسجد میں کھانا پینا اور سونا وغیرہ

(سوال) ایک مسجد شہر میں ہے اور پتہ بازار میں ہے مسجد کا روازہ اور دروازے کے اوپر کی چھت اور مینار
موجود ہے اندر مسجد کا چھوٹا صحن اور وضو کرنے کا انتظام وغیرہ سب مندرجہ ہو گیا ہے اب اس مسجد کے متولی
نے مسجد مع صحن ایک بار مچکی کو خریدی ہے وہ پہلی اندر کھانا پکانا ہے اور لوگ اس مسجد میں بیٹھ کر
حالت میں مسجد میں چائے پور بھی بنے ہوئے ہیں اور متولی نمازوں کا انتظام نہیں کرتے اور اذان بھی نہیں
دیتی؟ المستفتی نمبر ۲۴۱۱/۱۳۵۲ء ای۔ ای۔ اینڈ کو مقام چین (گجرات)

۷ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ ۱۳ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۱۰) مسجد خدا تعالیٰ کا گھر ہے اور اس کو خدا کی عبادت کرنے نماز پڑھنے اور ذکر اللہ کے لئے
استعمال کرنے کا حکم ہے اس کو خریدنے پر مینا اور اس میں ایسے کام کرنا جو مسجد کے احترام کے خلاف ہوں ناجائز
ہے متولی کا یہ فعل خلاف شرع ہے اور اگر متولی اپنے فعل سے باز نہ آئے تو دیگر مسلمانوں کا فرض ہے کہ مسجد
کا احترام قائم کریں اور اس کو محض نماز و عبادت کے لئے تیار کریں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

مسجد پر ملکیت کا دعویٰ

(سوال) زید ایک مسجد کو اپنی زندگی وقف مکتبہ تلاتا ہے اس مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہ
اس مسجد کو زید کے آبا و اجداد نے بنایا ہے ایسا ثبوت نہیں صرف زید متولی ہے۔

المستفتی نمبر ۲۴۵۵/۱۳۵۲ء نمبر نبی (ضلع احمد آباد) ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۱۹ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۱۱) اس مسجد میں اگر زید نماز پڑھنے کی عام اجازت دیتا ہے تو اس میں نماز کے جواز میں کام
نہیں آئے یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ وہ عام مسجد نہیں ہے جب بھی نماز پڑھا جائے گی یہ بات کہ آیا وہ مسجد
در حقیقت مسجد ہے یا نہیں اس کے لئے ثبوت درکار ہے زید جو اپنی ملکیت داتا ہے اس سے مکتبہ کا ثبوت

۱۔ فہم المسجد لا یجوز لہ ان یشی حیوان فی حدود المسجد او فی وحنہ لأن المسجد إذا جعل حیواناً أو سکا
سقط حرمة وھذا لا یجوز بحسب کتب الوفاق (احکام المسجد ۲ ۶۶ ط ما حدیث) (۲) ان المساجد لہ
صورۃ من ۱۸ فن فی ہر مسجد ان المسجد بعد منی لم یکتوب و توابعها کما فی ذکر و تدیس علمہ الح
کتاب الاحرام ۲ ۲۲۵ ط سعید و حوا مسجد کہ صبا انکم و محاسنکم و شراہ کم و بیعکم و حصوما نکم
الحديث (من اس ماحہ نام ما یکرہ فی المساجد ص ۵۵ ط میر محمد کتب خانہ گجراتی)

طب کرنا چاہیے جو مسجد سے ہیں ان سے مسجد کا ثبوت مانگنا چاہیے مسجد کے ثبوت کے لئے تو یہ بھی کافی ہوگا کہ اس میں زمانہ قدیم سے بارو ک نوک جماعت کے ساتھ مسلمان نماز پڑھتے چلے آتے ہوں۔^(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ^(۲)

گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز

(سوال) مسجد کی چھت پر نماز جماعت جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۶۹ حکیم نام احمد (ریاست سروہی) ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۹ جولائی ۱۹۳۳ء
(جواب ۳۱۲) (از حضرت مفتی اعظم) مسجد کی چھت پر نماز کی جماعت جائز ہے اور اگر گرمی وغیرہ کے
حذر کی وجہ سے ہو تو کسی قسم کی ترابست بھی نہیں البتہ بلا عذر ہو تو اس بنا پر کہ جماعت کی اصلی جگہ چھت کا
درجہ اور محراب ہے اور جماعت کرنا ناف لوثی ہے۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ
(جواب) (از مولوی حبیب الرحمن مفتی) تشکیک اس کی یہ ہے کہ اگر گرمی کی ایسی شدت ہو کہ
خشوع و خضوع قائم نہ رہے تو مسجد کی چھت پر نماز جماعت و سنن و نوافل پڑھنے بھی مکروہ نہ ہوں گے اور اگر
اس قدر شدت کی گرمی نہ ہو تو مسجد کی چھت پر نماز جماعت وغیرہ مکروہ ہوگی فتویٰ عائلیہ میں ہے۔
الصعود علی سطح کل مسجد مکروہ وهذا اذا شتدت الحر بکرة ان یصلوا بالجماعة فوقه الا
اذا ضاق المسجد فحیث لا یکره الصعود علی سطحه للضرورة کذا فی الغرائب ۶ (جلد
حامس ص ۳۵۶) فتاویٰ حبیب الرحمن مفتی مدرّسہ امینیہ دہلی

(۱) کافروں کے شور کی وجہ سے مسجد کی جماعت کو نہ چھوڑیں

(۲) ایضاً (۳) ایضاً

(سوال) سروہی میں چند بقعوں سے ہونے والے یہ مشغلہ نکالیں کہ جب نماز مغرب کی اذان ہوتی ہے تو بہت
سے دن جمع ہو کر ناقوس بجاتے اور بے کارے مسجد کے قریب ایسی زور و شور سے لگاتے اور جاتے ہیں اور
چلاتے ہیں کہ مسلمانوں کو نماز پڑھنا دھوا دھوا ہو جا تا ہے اور سوائے شور کے کچھ آواز نہیں آتی امام خود بھی اپنی
آواز نہیں سن سکتا پس ایسی صورت میں کیا کیا جوئے یا مسجدوں میں نماز پڑھنی جائے؟

المستفتی نمبر ۳۸۸ فضل احمد (اکرم) ۷ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۹ اگست ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۱۳) نماز مسجدوں میں ضرور پڑھنی چاہیے اور ہندوؤں کے اس فعل کو آئینی طریقوں سے

(۱) واما للصلاة فلا بد من السمو عند من حيفد الح والسمو في المسجد ان يصلي فيه الجماعة باذنه الح
(عالمگیری کتاب الوقف) احکام المساجد ۲/۵۵۵ ط ماحدیه

(۲) کتاب الکراهية الباب الخامس في آداب المسجد ۳۲۲/۵ ط ماحدیه کوئٹہ

روکنے کی کوشش کی جائے مسلمان اپنی طرف سے جھڑپے کی ابتدا ہرگز نہ کریں اور اپنے اسلامی فریضے کی ادائیگی اور معاملے کو آشتی سے سلجھانے کی کوشش کرتے رہیں، محمد کفایت اللہ کان اللہ!'

(جواب ۳۱۴) (نمبر ۳۹۰) بنوہ کا یہ فعل کہ مسلمانوں کی نماز کے وقت مسجد کے قریب بلکہ اس کے دروازے پر اس قدر شور و شغب کریں کہ مسلمان اپنی نماز ادا نہ کر سکیں اخلاقاً اور قانوناً اور معاشرۃً ہر طرح جرم ہے اور مسلمانوں کو اپنی نماز کی درستی اور صحت اور عبادت کی سلامتی کے لئے اس حرکت کی ممانعت قانونی اور باہمی مقابمت سے کرنی لازم ہے مسجد کو بند کر دینا جائز نہیں اور نہ اس سے کوئی معتد بہ فائدہ ہو سکتا ہے اگر مسجد کی نماز شور و شغب کی وجہ سے ٹھیک طور پر ادا نہ ہو سکے تو گھر میں جا کر نماز کا اعادہ کر لیں مگر مسجد کو بند چھوڑیں اس حالت میں مسلمان مظلوم ہیں اور مظلوم کو ممانعت کا حق قانوناً و شرعاً و اخلاقاً حاصل ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ! ۱۸ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ ۱۳ اگست ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۱۵) (۳۹۱) ایسی نمازیں خراب ہوتی ہیں اور مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس کا اطمینان کی جگہ اعادہ کر لیا کریں مگر اس فتنہ کی وجہ سے مسجد میں نماز کی ادائیگی ترک نہ کریں مسجد میں باقاعدہ اذان و نماز و جماعت قائم رکھیں (۲)

ہندوؤں کی اشتعال انگیزی سے صبر و سکون ہاتھ سے نہ دیں اور تمام ممکن تدابیر اور آئینی ذرائع سے اس فتنہ کو دفع کرنے کی کوشش کرتے رہیں اپنی طرف سے جھڑپے کی ابتدا نہ کریں ہندوؤں کے خلاف رائے کی ممانعت میں مسلمان معذور ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ!

۲۰ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ مکہ یکم ستمبر ۱۹۳۳ء

مسجد میں غیر مسلم بادشاہ کے لئے دعائے گنا

(سوال) مساجد جو کہ خاص عبادت اور ذکر اللہ کے واسطے بنائی گئی ہیں ان میں کسی غیر مسلم بادشاہ خصوصاً ایسا جس کی ذات سے اسلام کو کافی نقصان پہنچ چکا ہو اس کی سلامتی کے لئے دعائے گنا اور اس کی تاج پوشی کی خوشی میں مساجد اللہ میں روشنی کرنی مسلمانوں کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص ایسے بادشاہ کی تعریف میں قصیدہ کہتے اور کہے کہ اے اللہ جب تک بادشاہ چلتی رہے اور پھولوں میں خوشبو باقی رہے ان کے سامنے کو ہارے سر پر قائم رکھ کر ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسا شخص نائب رسول سمجھا کر کھانے کا مستحق ہے یا نہیں؟

(۱) فان الصلاة في المسجد من كبر شعار الدن و علامته و في تركها بالكلية أوفى المفسد و نحو الازم الصلوة بحسب نقص بلي فعود هو كبر الحذر عن اصل فعلها وللهذا قال عبدالله بن مسعود لو صلينا في بيوتكم الخ (مجموعہ)

الحديث النووي: كتاب الصلاة ۱ من الفہم: هل اليب كاللمسجد في اداء فضيلة الجماعة ص ۵۵۴ ط (خاص)

(۲) (ایضاً)

(۳) (ایضاً)

المستفتی نمبر ۳۷۵ محمد بن عبد الرحمن احمیہ۔ ۲۵ محرم ۱۳۵۳ھ ۳۰ اپریل ۱۹۳۵ء
(جواب ۳۱۶) مساجد اللہ سے فائدہ اٹھانے والے لوگوں کو عبادت اللہ کے لئے استعمال کی جاسکتی ہیں کوئی
غیر مسلم، شاہ بلخہ مسلمان، ظالمی فاسق و فاجر بادشاہ بھی اس کا مستحق نہیں کہ اس کے اعزاز و اکرام میں جشن کے
وزم مساجد میں ادا کئے جائیں غیر مسلم کی زندگی زیادہ ہونے کی وجہ سے کسی خاص و عطف مطلوب کی جہت
سے اور اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مشرف باسلام فرمائے مباح ہے مساجد کو روشنی کی بدعت سے
محظوظ رکھنا چاہیے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ (۲)

- (۱) قادیانی مسلمان ہیں یا نہیں؟
- (۲) مسجد کسی کی ذاتی ملکیت نہیں
- (۳) جھوٹے اور پروپیٹنڈہ کرنے والے کی اہمیت
- (۴) بلاوجہ کسی کو مسجد میں نماز پڑھنے سے نہ روکا جائے
- (۵) مسجد میں سگریٹ نوشی اور چائے پانی
- (۶) مسجد کے لئے دھوکہ دیکر چندہ کرنا

(سوال (۱) مرزائی خواہواہ ناجمن احمدیہ اشاعت اسلام! ہور سے تعلق رکھتے ہوں یا ناجمن احمدیہ قادیان
سے مسلمان ہیں یا نہیں؟ (۲) ناجمن احمدیہ اشاعت اسلام! ہور نے تمام مسلمانوں سے روپیہ آٹھ آکرے
برلن میں ۱۹۲۷ء میں مسجد تعمیر کی لیکن وہ مسجد جناب صدر الدین صاحب نمائندہ جماعت احمدیہ لہور کی
ذاتی ملکیت ہے کیا انہوں نے اسلام مسجد کسی شخص کی ذاتی جائیداد ہو سکتی ہے (۳) کیا اس مسجد کا نام ایس
تخص ہو سکتا ہے جس نے آٹھ آکرے مرزائی اخبار پیغام صبح کے ذریعے برلن مشن کے بارے میں محض اس
سے جھوٹا بیانیہ کہہ دیا کہ آئندہ آجی ہولہر ہندوستان سے زیادہ رقم آئے (۴) کیا اس مسجد کے نام کو حق ہے کہ
یہ جرمن نو مسلم کو مسجد میں داخل ہونے کی ممانعت کر دے (۵) کیا یہ چارٹرز ہے کہ برلن کی مسجد میں
جرمنوں کو چائے کی دعوت دی جائے اور مسجد میں کرسیاں بچھ دی جائیں اور سگریٹ نوشی ہو (۶) کیا یہ چارٹرز
ہے کہ مسجد کا نام آٹھ احمدی رسالوں میں یہ پروپیٹنڈہ کرے کہ برلن میں اس مسجد میں پانچوں وقت نماز ادا
ہوتی ہے۔ محمد درحقیقت جھوٹے نماز نہیں دیتی۔

المستفتی نمبر ۶۲۴ حبیب الرحمن سیکریہ کی جماعت اسلامیہ برلن

۲۴ مئی ۱۳۵۳ھ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۵ء

(۳۱۷) (۱) مرزائی فرقہ ضالہ کی دونوں شریعتیں۔ جو ری اور قادیانی جمہوری علمائے اسلام کے متفقہ فتوے کے بموجب دائرہ اسلام سے خارج ہیں مرزا عدم احمد قادیانی نے دعوائے نبوت کیا یہ دعویٰ ان کی تالیفات میں اتنی کثرت اور صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ کسی شخص کو اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی قادیانی جماعت تو اس کا التزام ہی کرتی ہے اور مرزا صاحب کی نبوت ثابت کرنے کے لئے ایسی بیانی کا زور لگاتی ہے اور! جو ری جماعت اگرچہ التزام نہیں کرتی اور مرزا صاحب کی عبارتوں کی تاویلیں کرتی ہے مگر وہ تاویلیں کسی حد میں بھی مقبول نہیں ہو سکتیں اس لئے ان کا نبوت مرزا اور لوگائے نبوت سے انکار کرنا مفید نہیں اس کے علاوہ اس فرقہ ضالہ کے خارج از اسلام ہونے کے اور بھی وجوہ ہیں (۱)

(۲) اگر کوئی شخص اپنے ذاتی روپ سے بھی مسجد تعمیر کرے وقف کر دے اور وہ مسجد باقاعدہ مسجد ہو جائے تو اس کو بھی وہ اپنی ذاتی ملکیت قرار نہیں دے سکتا یہی جب کہ وہ خود واقف بھی ہو انتظام کے بعض حقوق رکھتے ہیں لیکن اگر وہ مالکانہ حقوق کا مدعی ہو تو نئے قرار دیا جائے گا اور مسجد اس کے قبضہ و تسلط سے نکال لی جائے گی اور مسجد جب کہ مسلم مسلمانوں کے چندہ سے تعمیر ہوئی ہو تو پھر توبانے والے کو کوئی مزید حقوق حاصل نہیں ہو سکتے بلکہ چندہ دینے والوں کی مرضی سے کوئی جماعت یا کوئی فرد انتظام کے لئے مقرر یا معزول کیا جاسکتا ہے (۲)

(۳) اگر امام کا کاذب ہو یا اور جھوٹا پروپیگنڈا کرنا ثابت ہو جائے تو وہ امامت کا اہل نہیں (۳)

(۴) مسجد میں آنے سے کسی اور نئے کا بلا وجہ شریعی کسی کو حق نہیں اگر کسی کو دخول مسجد سے روکا جائے تو اس کے لئے کوئی شریعی وجہ بیان کرنی لازم ہوگی (۴)

(۵) سٹرینٹ نوشی مسجد میں حرام ہے اور چائے کی پانی دینی بھی ان لوازم کے ساتھ جو فی زمانہ مروج ہیں اور جو احترام مسجد کے منافی ہیں مکروہ ہے (۵)

(۶) اگر مسجد میں چار وقت نماز جماعت ہو جائے تو یہ بھی التزام کے ساتھ نہیں ہوتی تو یہ شائع کرنا کہ مسجد مذکور میں پانچوں وقت اذان و نماز ہوتی ہے کذب صریح اور دھوکہ دہی ہے اور سی طرح اس جھوٹے پروپیگنڈے کی شریعت مقدسہ اجازت نہیں دے سکتی اور اگر اس جھوٹے پروپیگنڈے سے جلب ضرر مقصود

۱۔ ابن ابی نعیم، معانی من اللہ ص ۱۰۲، رد المحتار، باب الإمامة ۱/۵۶۹ ط سعید
 ۲۔ من سی مسجد ابو یزید ملکہ عبد حتی بقرہ عن ملکہ بطریقہ و بادی بالصلوة فیہ، اما الاقرار و الایمان لا یصلح للہ بعدلی، فہو جعل وسط دارہ مسجد و ادن للہ فی لدحوں و الصلاۃ فیہ ان شرط فیہ الطریق صار مسجد الح علمگیریہ کتاب الوقف، الفصل الاول فما یضربہ مسجد ۲/۵۵۴ ماحدہ، کولہ (۱) قال فی البحر، قدح ان لولہ نہ الوقف، تادمہ مدح بہ الخ، رد المحتار، کتاب الوقف، مطلب و لا یجب القسم للوقف ۴/۵۶۱ ط سعید
 (۳) قال فی التوبیر، ویکرہ ادمہ عبد اعرابی و لاسق الخ (۱) باب الإمامة ۱/۵۵۹ ط سعید
 (۴) ومن اظلم ممن مع مساعد اللہ ان بدکو فیہا اسمہ الآیۃ (البقرة: ۱۶۴)
 (۵) عن حابر فی فی رسول اللہ من اکل هذه الشجرة المسمیة فلا یقر من مسجد و ان الصلاۃ تددی مما ینادی منہ الامس (مسئلہ ۱/۳۰۹ ط قدیمی کتب حبابہ، کراچی)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ہو تو اس کی قیادت دو چند ہو جاتی ہے ۔

- (۱) مسجد کا احترام واجب ہے
- (۲) مسجد میں کیا کیا نیک کام کر سکتے ہیں ؟
- (۳) مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا
- (۴) سوال مثل بالا
- (۵) مسجد میں نعت خوانی اور مٹھائی تقسیم کرنا
- (۶) جماعت کے بعد تنہا نماز پڑھیں
- (۷) مشرک کے لئے دعائے مغفرت کرنا ممنوع ہے
- (۸) بلند آواز سے درود پڑھنے کا حکم
- (۹) تلاوت کرنا فرض نہیں ، سننا فرض ہے
- (۱۰) مسجد کی دیوار پر دکاندار کا بورڈ لگانا
- (۱۱) لہام کو مقتدیوں کے ساتھ اچھڑو یہ رکھنا چاہیئے ۔
- (۱۲) کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا
- (۱۳) میلاد میں قیام کرنا بہ عت ہے
- (۱۴) چندہ کر کے قرآن خوانی کرنا
- (۱۵) مسجد کی دیوار پر لگے ہوئے بورڈ کو اتاراجائے
- (سوال) مندرجہ ذیل مسائل میں شرعی حکم تحریر فرمائیں ۔

(۱) احترام مسجد (۲) مسجد میں نماز کے علاوہ دیگر نیک کام کیا کیا کر سکتے ہیں (۳) مسجد میں ہر نماز کے بعد یہ کسی نماز کے بعد کلمہ شریف یا درود شریف جب کہ جماعت سے علاوہ دوسرے اور نمازی بھی اپنی نماز اور ترتیب میں بلند آواز سے پڑھنے کے دوسروں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہو (۴) علاوہ ازیں کوئی نماز بھی نہ ہو تو باوجود بلند کلمہ شریف یا درود شریف مسجد میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟ (۵) مسجد میں اس جگہ جہاں جماعت ہوتی ہو یعنی محراب مصلیٰ میں چھوٹے ختم کا میوہ کرنا اور محراب مصلیٰ کے نزدیک نعت خوانی با آواز بلند کرنا اور ایسی تقریب میں چائے بہت پانی وغیرہ تقسیم کرنا اور گلاب چھڑکنا جب کہ اور نمازی اپنی نماز اور ترتیب میں جائز ہے یا نہیں (۶) مسجد میں جماعت کی نماز کے علاوہ جس شخص کو جماعت نہ ملی ہو اس نماز کی کو اپنی نماز اور ترتیب میں اجازت ہے یا نہیں ؟ (۷) مسجد میں مشرک کے لئے دعائے مغفرت مانگ سکتے ہیں یا نہیں ؟

(۸) نماز کے بعد مسجد میں چند آدمی کا مپاک کی تلاوت کرتے ہوں اور وہیں چند آدمی باؤا بلند درود شریف پڑھتے ہوں دونوں میں راور راست پہ کون ہے؟ (۹) کا مپاک کا پڑھنا فرض ہے یا غور سے سننا؟ (۱۰) مسجد کے بیرونی حصے یعنی دروازہ صدر پر ایک دوکاندار نے اپنی جانب سے بائیسکوپ کا تصویر وار پڑ لگایا ہوا ہے۔ شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ (۱۱) مقتدی اور امام میں کسی مسئلے پر اتفاق نہ ہو تو مقتدی کو امام یہ کہہ سکتے ہیں کہ چاہئے مجھے تمہارے جیسے مقتدیوں کی کوئی پروا نہیں چاہے میرے پیچھے نماز پڑھو یا نہ پڑھو ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲) جب کہ مسجد میں میاں و شریف کر لیا جائے اس میں سلام ختم!! انبیاء کی ذات و صفات سے لئے تھکر پڑھنا یا کہنے سے ہو کر پڑھنا دونوں صورتوں میں کون سی صورت جائز ہے؟ (۱۳) میاں و شریف کا رات یا پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر جائز ہے تو کس صورت میں اور ناجائز ہے تو کس صورت میں؟ (۱۴) کسی شیعہ سے چند لیٹر کا مپاک کا ختم کرنا اور مسجد میں نعت خوانی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مسجد اہل سنت و اہل باعت کی ہے (۱۵) سوال نمبر ۱۰ کے متعلق متولی مسجد و کارخانہ مسجد کو شرعاً یہ اختیار ہے کہ بائیسکوپ کی تصویر الے دروازہ کو مسجد سے اتروا لے یا نہیں؟ اگر متولی یا کارخانہ مسجد اس پر غور نہ کریں تو عام مسلمانوں کو یہ اختیار ہے کہ اس دروازہ کو اتار پھینکیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۳۲ عبد المجید خاں (شملہ) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۹۸) (۱) ہر مسلمان پر مسجد کا شرعی احترام لازم ہے اس کا احترام یہ ہے کہ اس میں نماز اور ذکر اہل بیت جائے اور اسکو پاک و صاف رکھا جائے شروع و ختم و شراعت سے بچایا جائے وغیرہ (۲) دوسرے نمازی نہ ہوں تو بلند آواز سے کہہ یا قرآن مجید پڑھنا جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ آہستہ پڑھے (۳) جو شخص کہ نمازیوں کی نماز میں خلل پیدا کرے یا مسجد کو ملوث کرے یا شور و غلب ہو وہ مکروہ ہے (۴) ہاں وہ مسجد میں اپنی نماز ادا کر سکتے ہیں اس کو اس کا حق ہے (۵) مشرک کے لئے دعائے مغفرت ممنوع ہے مسجد میں ہو یا اور میں (۶) بلند آواز سے ایسی حالت میں درود شریف پڑھنا کہ ذکر و تلاوت و نماز میں خلل

۱. قال الله تعالى: "وَلَا تَجْهَرُوا لَهُمْ فِي الصَّلَاةِ" (سورة ص ۱۸) فوجب تربية المسجد عنه كما يجب تربية من لم يحاط به العلم له (رد المحتار) ما ما بعد الصلاة وما يكره فيها" مطلب في رفع الصوت بالذكر ۱ ۶۶۰ ط (سعيد) عن والته في الأصح أن ليس في "حوا مساجدكم صياحكم ومحابكم وشراكم وبعكم وحسوا نكهم ورفع أصواتكم له" سنن ابن ماجه ما ما يكره في المساجد ص ۵۵ ط مير محمد كتب حقه كراچی)

۲. قد اجمع العلماء على استحباب ذكر الجماعة في المساجد وغيرها إلا أن يشوش جهرهم على ماتم أو مصل أو ذكرى له (رد المحتار) ما ما بعد الصلاة وما يكره فيها" مطلب في رفع الصوت بالذكر ۱ ۶۶۰ ط (سعيد)

۳. عن والته في الأصح أن ليس في "حوا مساجدكم صياحكم والمحبة" (ابن ماجه)

۴. لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى فيه أهله يصون واحد ما الخ (رد المحتار) ما الإمامة ۱ ۶۶۰ ط (سعيد)

۵. ما كان ليس والدين أو من سمعوا منسركن ولو كذبوا (سورة توبه ۱۱۳)

پڑھ کر دے ہے۔ (۹) نماز میں فرض نہیں ہے لیکن سننا فرض ہے (۱۰) اس کو مسجد کی دیوار پر نہ لگانے کا حق نہیں۔ (۱۱) یہ نتم نام کے شایان شان نہیں ہے آبستنی سے مسجد سمجھا دینا اور اختلاف رفع نردین چاہیے (۱۲) مسجد میں صلوٰۃ نام پر جتنا جائز ہے مگر حضرت ابو نضر وری نہیں تھے کہ بھی پڑھ سکتے ہیں قیام کو ضروری سمجھنا جائز ہے (۱۳) میاں دشریف کی مروجہ صورت اور تمام قیود و شرائط جو رولن پڑھیں بہ عت ہیں (۱۴) ہاں آنحضرت ﷺ کے حالات اور میراث مقدمہ صحیح روایتوں سے بیان کی جائے تو موجب خیر و است ہے (۱۵) چندہ انیس قرآن خوانی یا نعت خوانی کرنا ہی درست نہیں (۱۶) ہاں متولی اور نمازیوں کی کسی کو بخش کر دینی چاہیے کہ دکاندار اس پر ڈکھو ہاں سے اتار لے (۱۷) محمد کفایت اللہ کا ان اللہ

(جواب منکرو ۳۱۹) (۱۸) (۱۹) مسجد کا نام یہ ہے کہ اس میں نماز اور ذکر اہل کیا جائے اور اس کو نہاست، میل، پکیل، شور و شغب، بیجا شہادت، مظلوم حاکم اور کوئی ناجائز بات اس کے اندر نہ کی جائے (۲) و (۸) جب کہ مسجد میں نماز پڑھنا ہو تو اس میں ذکر اہل یا تلاوت قرآن مجید یا اور بہت کچھ کرنا خیر ہے اپنے جتنا جائز ہے۔

(۳) (۶۳۰) جن کو توں جو بہت نہیں مانی ان کو مسجد میں نماز ادا کرنے کا حق ہے اور ان کی نماز درمیان میں کسی کو زور زور سے نہ کر کے نہ نایا نہ دات کرنے یا درود و اشعار پڑھنے کا حق نہیں ہے۔ (۵) چاہے بسکٹ کھانا کھانا اگر بطور اجرت ذکر کے ہو تو ناجائز اور بطور اجرت کے نہ ہو تو مباح ہے مگر اس شرط سے کہ مسجد کا فرش ملوث نہ ہو۔

(۱۰) اگر اس شخص نے مسجد کی دیوار پر چسپال کیا ہے تو قطعاً ناجائز ہے اور اگر اپنی دیوار پر کیا ہے تو یہ بات کسی قدر اہم مسجد کے خلاف ہے اس سے نرمی اور حسن تدبیر سے اس کو علیحدہ کر لو یا پھانسیجیے۔ (۱۴) ہاں مسجد میں یا اس کی دیوار پر متعلقہ میں کوئی ایسا فعل جو اہم مسجد کے خلاف ہو اور اتفاقاً حور پر ناجائز ہو تا ہو اور اہم اور متولی اس سے نہ روکیں تو مسلمانوں کو روکنے کا حق ہے۔

۱. وفي حاشية نحوى للسمرى قد جمع العلماء، سلف و حلف على استحباب ذكر الجماعة في المسجد وعرف الا ن سبوا حبره على يد مصلوفى الح رد المحتار كتاب الصلاة مطلب في رفع السبوت بالذکر ۶۶۰ ط سعید

(۲) وان قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون (سورة الاعراف: ۲۰۴)

۳. ولا يجوز حد لاحد من ولا ان يجعل شيئا من مسجلا ولا سبكي الح (رد مختار وفي الشارح) ولا عليه حكم ما يفسد بعض حبره من مسجد من وضع حدود على حداد فانه لا يجل ولو دفع الاحد الح (كتاب الوقف احكام المسجد ۳۵۸/۴ ط سعید)

(۴) عن عائشة قالت قال النبي ﷺ من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد (بخاری)

(۵) قال تاج الشريعة في شرح الهداية ان نمران لا احرة لا يسحق الواب لا للعب ولا للقدري وقل العلى في شرح الهداية و يسمع القارى للحد و لا حد و المصطفى انسا الح رد المحتار الاحادة القاسدة مطلب في عدم حور لا استحباب على الصلاة ۵۶۶ ط سعید

۶. فحب هدمه ولو على حد مسجد رد المحتار احاد الاحرة من ولا ان يجعل مسك الح والرد المحتار كتاب الوقف احكام المسجد ۳۵۸ ط سعید

محمد کفایت اللہ ۱۶ مہر ۱۳۵۳ھ ۱۹ اپریل ۱۹۳۶ء

مسلمان حاکم پر مسجد کا قیام لازم ہے

(سوال) شرعاً مسجد کا انتظام کرنا قاضی شرع پر فرض و لازم ہے کہ نہیں؟

(جواب ۳۲۰) مسجد کا انتظام کرنا مسلمانوں پر لازم ہے جنہاں با اختیار مسلمان حاکم ہو تو اس پر لازم ہے کہ نماز کے لئے مسجد بناوے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کے نیچے کی دکانوں کی آمدنی مسجد میں خرچ کی جائے

(سوال) ایک مسجد جس کے نیچے خدا ہو (یعنی دکانیں ہوں) اس میں نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں؟ ایسی دکانیں جن پر مسجد کی بنیاد ہو مسجد کی ملک ہو سکتی ہیں کسی اور شخص کی جو ان کا کرایہ وصول کر کے کچھ مسجد پر صرف کر دیتا ہو اور کچھ اپنے صرف میں لے لیتا ہو۔

المستفتی نمبر ۹۵۵ ذاکر محمد سین (کرناٹ) ۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۲۱) جس مسجد کے نیچے دکانیں ہوں انہیں نماز پڑھنا درست ہے مسجد کے نیچے کی دکانیں مسجد ہی کی ملک ہو سکتی ہیں کسی دوسرے کی ملک نہیں ہو سکتیں نہ کوئی دوسرا ان کی آمدنی میں شریعت شریک ملکیت کے حقدار ہو سکتا ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد میں بیٹھ کر حجامت کرنا مکروہ ہے

(سوال) ایک مسجد میں بیٹھ کر ہم مسجد حجامت ہوا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ اس کا ایمان کامل ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۸۰۷ ارفیق میر محمد یعقوب صاحب میر (گجرات پنجاب)

۱۰ ابتدائی الاول ۱۳۵۵ھ ۳۰ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۲۲) مسجد میں بیٹھ کر حجامت کرنا مکروہ ہے مگر اس درجہ کا گناہ نہیں ہے کہ موجب فسق ہو اور اس کی وجہ اہمیت ناجائز ہو جائے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کے حصے کو گودام بنانا جائز نہیں

(سوال) ایک مسجد قبرستان میں ہے اس کے متقف حصے یعنی دالان کو زید نے نوے کا بڑنگہ اور جلی لگا کر

۱. واد جعل تحہ سردا بالمصلحة ای المسجد حار (در مختار) قال النہی "وطہرہ نہ لا فرق بین ال بکون البیت للمسجد اولاً" لا یمہ یوجد من التعلیل ان محل عدم کونہ الح (کتاب الوقف) مطلب فی احکام المسجد ۳۵۷/۴ ط سعید

(۲) فلا یحوز الا مصباح یدہی بحس فیہ ولا نظیہ بحس ولا لیلون والقصد فیہ ولو فی باء الح (الدور المختار) باب ما یسد الصلاة وما یکرہ فیہا ۶۵۶/۱ ط سعید

تقل کا دیا ہے اور اس میں الماریں، تَبَابِ دِیْتِ وَفَقْدِ الْکَالِدَانِ 'مکمل' صراحیاں، تَرْتِکْ لُورِ سَتَرِ وَفِیْ دَر کَھ کر مال گودام بنایا ہے اور قبضہ جمائیا ہے اور اس کا نام زرو پہ نور خریال رکھ کر اپنے نام سے منسوب کر دیا ہے اب اسے کہا جاتا ہے کہ اپنا مال گودام سے بناؤ تو کہتے ہیں کہ مسجد ویران تھی میں نے اس کو آباد کیا تھا پسے اس میں بہت کم کوئی نماز پڑھتا تھا اب اس کے صحن میں نماز پڑھنے سے کوئی چیز خارج نہیں بلکہ اکثر نماز ہوتی ہے نیز والیان میں جس پر تقل لکا ہوا ہے حدیث و فقہ کی کتابیں ہیں اگر یہ چیزیں بنا دی گئیں تو میں پھر مسجد کی صفائی کا ذمہ دار نہیں یہ ویران ہو جائے گی، ریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا کوئی شخص کسی ویران مسجد کی صفائی رکھے اور اس کے صحن میں اقامت الصلوٰۃ کے لئے سورت کا انتظام کر دے تو کیا اس کے صلے میں اس کو حق ہے کہ مسجد کے والیان (مرکزتہ حصہ) پر قبضہ کر کے جس میں محراب و ممبر ہے اس کو بند رکھ سکے اور رانٹش و مال گودام کے کام میں اسکے خصوصاً جب کہ بارش یا دھوپ و گرمی کی وجہ سے صحن میں نماز پڑھنا ناممکن ہو جائے تو اس حالت میں بھی آیا وہ شخص مستحق حصے کو بند رکھنے کا مجاز ہے؟ فقط

المستفتی نمبر ۱۱۰۳ احمد حسین ربیع صاحب حبیب دہلوی (اجمیر شریف)

۱۶ جمادی الاول ۱۴۳۵ھ ۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۲۳) مسجد نماز کے لئے ہے نہ کہ گودام بنانے کے لئے اور حفاظت کے صلے میں اس کو مال گودام بنانے کا حق نہیں فوراً اس کو خلی کر اے نماز و جماعت کے کام میں لانا چاہیے (۱)

محمد کفایت اللہ کال اللہ لہ ولی

(الجواب صحیح) مسجد مسجد ہونے کے بعد قیامت کے قائم ہونے تک مسجد بنی رہتی ہے اور اس کے آداب و حرمت ہر وقت مسلمانوں پر واجب ہے گودام بنانا مسجد کو مسجد کی نہایت بے حرمتی ہے اور گودام بنانے والا سخت گناہگار ہو گا جو بے حرمتی کرنے مسجد کے۔ فقط

حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

مسجد کو مقفل کر کے بند کر دینا درست نہیں

(سوال) ایک مسجد جس میں لوگ جمعہ و نماز پنجگانہ باجماعت مدت تک لدا کرتے رہے ہوں اور عرف عام میں مسجد مشہور ہو بلکہ کافعات سرکار میں بھی مسجد کا اندراج باقاعدہ ہو اور بعد میں کسی وجہ سے مسجد کو مقفل کر کے مسلمانوں کو اس میں عبادت کرنے سے محروم کر دیا جائے تو ایسی صورت میں کیا مسجد کی حیثیت میں کوئی فرق آجاتا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۱۹۰ خاتم قادر صاحب (ریاست فرید کوٹ)

۲۸ جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) جب کسی مسجد میں بعد تعمیر کے پہ اجازت بانی مسجد کے اذان و نماز باجماعت ایک مرتبہ بھی ہو جائے گی تو یہ مسجد تا قیام قیامت مسجد ہی رہے گی اور نمازیوں کا حق نماز پڑھنے کا اس میں قیامت کے قائم ہونے تک رہے گا جو شخص کہ اس کو مقفل کر کے نمازیوں کو نماز پڑھنے سے روکے گا تو یہ شخص بڑے سخت گناہ کا مرتکب ہوگا۔ اللہ عز و جل کا فرمان ہے۔ ومن اظلم ممن مع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ و سعی فی خرابہا الا یہ (۱) لہذا اس شخص پر لازم ہے کہ اس بجا حرکت سے توبہ کرے اور مسجد کے قفل کو کھول کر نمازیوں کو نماز پڑھنے دے ورنہ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس کے ساتھ میل جول ترک کر دیں تاکہ یہ پریشان ہو کر توبہ کر لے فقط واللہ اعلم اجابہ و کتبہ حبیب الرحمن سلیمان غفرلہ عنہ۔

نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(جواب ۳۶۴) (از حضرت مفتی اعظم نور اللہ منجھد) جب بانی مسجد کسی جگہ کو مسجد قرار دیدے اور اس کی اجازت سے اس میں ایک مرتبہ نماز باجماعت ہو جائے تو قیامت تک وہ مسجد رہتی ہے اسے بند کرنا اور نماز سے روکنا ظلم عظیم ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

ضرورت کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا

(سوال) قصبہ جاکولی ضلع ریتک میں ایک جامع مسجد ختم حرمہ ۳۶ سال سے قائم ہے اور تادم تحریر اذان جماعت پہنچانے نماز جمعہ جملہ امور پہ اہتمام تمام انجام دیئے جا رہے ہیں اس کے علاوہ کوئی دوسری مسجد اس قصبہ میں موجود نہیں ہے اب مسلمانان قصبہ نے اس کی عمرت پختہ کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ ہندوؤں نے پختہ تعمیر کرنے سے انکار کر دیا مسلمانوں نے اس کے متعلق عدالت دیوانی میں استغاثہ دائر کر دیا ہندو بھڑک اٹھے اور مسلمانوں کا یکم جنوری ۱۹۳۳ء سے سوشل بائیکاٹ کر دیا اس پر فوجداری مقدمہ قائم ہوا اور اس میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی ضمانتیں ۱۳-۱۴ مردان کی حساب دو ہزار روپے فی کس تا فیصلہ عدالت مجازت حاصل کر لیں مقدمات جاری ہیں مسلمان پریشان ہیں۔

(۲) عدالت مجازت پور پولیس افسرین اور ہندوؤں کی یہ مرضی ہے کہ مسلمان مسجد جامع متنازعہ کے بجائے کسی دوسرے مقام پر پختہ مسجد بنالیں اور اس مسجد نہ کور کو بدستور رہنے دیا جائے تو وعدہ رفع ہو سکتا ہے اور نیز یہ بھی ان کا وعدہ ہے کہ مسجد متنازعہ کی ہے حرمی نہ کی جائے گی وہ بدستور رہنے کے بعد نماز اذان جمعہ جملہ امور شرعیہ انجام دینے کی اجازت ہوگی اور اس مسجد کے جملہ حقوق محفوظ رہیں گے تو کیا مسلمان ایسی صورت

(۱) (البقرة: ۱۶۴)

(۲) ومن اظلم ممن مع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ و سعی فی خرابہا الا یہ (البقرة: ۱۶۴) التسليم فی المسجد ان یصلی فیہ الجماعۃ بآدبہ الخ (عالمگیریۃ) کتب الوقف الفصل الاول فیما یبصر بہ مساجد ۲ ۴۵۵ ط ما حدیہ کوئٹہ) قال فی السور و شرحہ ولو حرم م حوله واسعی عہ یقی مسجداً عبد الإمام والناسی اذنا الی قدام الساعة وبہ یفتی الخ (کتاب الوقف احکام المسجد ۳۵۸/۴ ط سعید)

میں اس جامع مسجد خام کو جتنی ہی رہنے دیں اور اس کی جگہ اور حقوق کو محفوظ رکھتے ہوئے دوسرے مقام پر مسجد پختہ تعمیر کریں تو کوئی باعث نہ کا تو نہ ہو گا اور جب کہ ہندو لوگ کثیر التعداد ہیں اور مسلمان اقلیت میں تو تیرفہ فساد شر کے لئے ایسا کرنے کی اسلامی اجازت بھی ہے یا نہیں؟

(۳) کیا اس دوسری جدید پختہ مسجد میں نماز و واجبات و جملہ امور مفروضہ درست ہوں گے یا نہیں؟
(۴) ان جملہ امور کے متعلق نص قرآنیہ و حدیث کا بھی حوالہ دیا جائے تاکہ حکام مجاز کی تسلی اور عام مسلمانوں کو آگاہی ہو۔ المستفتی نمبر ۱۴۷۳ سلیم الدین احمد خالہ حمیدی، عمر الہی (معرفت مولوی سائبر دین صاحب) مدرسہ مدینہ دہلی ۲۷ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۷ جون ۱۹۳۷ء
(جواب ۳۲۵) اگر مسجد مذکورہ دستور مسجد ہی رہے اور اس میں اذان و نماز باجماعت کے تمام حقوق قائم رہیں اور اس بات پر نزاع رفع ہوتا ہو کہ اس کی عمارت پختہ نہ کی جائے پختہ مسجد دوسری جگہ تعمیر کر لی جائے اور مسجد خام کو خام ہی رہنے دیا جائے تو مسلمان اس فیصلے پر عمل کرنے میں گنہ گار نہ ہوں گے اور دوسری پختہ مسجد میں جو مسلمان ٹائیکس گے نماز و اذان و جمعہ سب امور لو اگر ناجائز ہو گا (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

مسجد کے اندر حلقہ ذکر منعقد کرنا

(سوال) کیا مسجد کے اندر حلقہ ذکر کرنا درست ہے بظہر طیکہ مصلیوں کو یا آس پاس سونے والوں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ المستفتی نمبر ۱۵۲۲ اخوانہ مہداجید شاہ صاحب (کمال)
۲۷ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جون ۱۹۳۷ء
(جواب ۳۶۲) مسجد کے اندر ذکر منعقد کرنا مباح ہے بظہر طیکہ کسی نمازی کی نماز میں یا کسی سونے والے کی نیند میں خلل انداز نہ ہو اور ذکر بھی زیادہ شور و شغب اور افعال مکروہہ پر مشتمل نہ ہو۔ (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

نماز فجر کے بعد ترجمہ قرآن کا درس دینا

(سوال ۱) مسجد حنفیہ کا امام صبح نماز سے فوراً ہو کر مسجد مذکور میں قرآن عزیز کا ترجمہ کرتا ہے امام مذکور کا ترجمہ قرآن بیان کرنا اہل حدیث کو خوش نہیں آتا وہ چاہتے ہیں کہ یہاں ترجمہ قرآن نہ ہو اور وہ ہمیشہ صبح کی

(۱) و تودی فی مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقاً الخ (المر المحار: باب الجمعة ۱/۲ ۱۴۴ ط سعید)
(۲) قال الشامي "وهي حاشية الحموي للشعراني" أجمع العلماء سلفاً و خلفاً على استحباب ذكر الجمعة في المساجد وغيرها إلا أن يشوش جهرهم على نائم أو مصلٍ أو قارئٍ الخ (باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها) مطلب في دفع الصوت بالذكر ۱/۲ ۶۶ ط سعید

نماز ختم ہونے کے بعد اگر اپنی الگ نماز پڑھتے ہیں اور یہ نماز کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے کہ جس وقت تک قرآن کا ترجمہ ہو تا رہتا ہے جب ترجمہ ختم ہوتا ہے تو پھر یہی لوگ امام صاحب سے ملتے ہیں کہ یہاں پر وگ نماز پڑھتے ہیں اور تم ترجمہ کر رہے ہو یہ کہاں جائز ہے ترجمہ بند کرو۔ ایسی صورت میں امام صاحب کو قرآن مجید کا ترجمہ بیان کرنا نماز فجر سے فرار ہو کر جائز ہے کہ نہیں۔

(۲) امام مذکورہ بالا نے مسلمانوں سے کہا کہ تم اپنے مسلک کے مطابق آئین باہر کو مگر ضد میں انگریزی چونی کا زور لگا کر مسجد کو سر پر نہ اٹھاؤ تو انہوں نے اس کے باطل برعکس عمل کیا اور انہوں نے بہت چیخ و مکار کیا تاکہ یہ لوگ اور چرس اور کوئی دوسرے تو اس سے لڑیں برادر میں بل حدیث کی مسجد ہے یہ لوگ اس میں نماز نہیں پڑھتے مسجد حنفیہ میں آتے ہیں کیا انہوں نے جہانے اور پڑانے کے لئے آئین اتنی بلند آواز سے پکارنا جائز ہے؟

(۳) مذکورہ بالا قسم کے بل حدیث صاحبان و مسجد میں غل شور اور ڈرائی جھڑے کے لئے نماز کے بیان آنے دینا جائز ہے کہ نہیں؟ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب) (از موائے مظہر اللہ صاحب) (۱) حد نماز فجر مسائل دینیہ کا بیان اور ترجمہ قرآن کرنا نہایت مستحسن امر ہے جو لوگ جوعت کے حد نماز کے لئے آتے ہیں ان کو چاہئے کہ کسی علیحدہ مقام پر اپنی مسجد میں چار نماز پڑھیں (۲) امام صاحب صحیح فرماتے ہیں ان دعووں کو اس پر عمل کرنا چاہیے جو ہر پر عمل صرف اتنی آواز سے ہو سکتے ہیں کہ قریب کا آدمی اس کو سن لے جو وہ اپنی مسجد چھوڑ کر شخص فساد کے لئے اس مسجد میں آتے ہیں ان کو روکنا ان پر واجب ہے جو دعوئے پر قدرت رکھتے ہیں (۱)

مرحوم مفتی پوری۔ محمد مظہر اللہ خاں امام جامع فتح پوری دہلی (جواب ۳۲۷) (از حضرت مفتی اعظم) قرآن مجید کا ترجمہ بیان کرنا ایک بہتر صورت ہے مگر نمازیوں کا خیال رکھنا لازم ہے قرآن مجید کا ترجمہ آفتاب نکلنے کے بعد شروع کیا جائے تاکہ وقت کے اندر نماز پڑھنے والوں کی نماز میں خلل نہ آئے جواب نمبر ۳۲ نمبر ۳ صحیح ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

مسجد میں افطار اور شیرینی تقسیم کرنا

(سوال) (۱) ہمارے یہاں رواج ہے کہ اکثر مسجد میں مولود شریف پڑھواتے ہیں اور کچھ شیرینی وغیرہ مسجد ہی میں تقسیم کرتے ہیں یہ جائز ہے یا ناجائز؟

(۱) اما لتدریس او لتذکر فلا لایہ ما سی له و ان حار فہ ولا یحور العلم فی دکان فی فاء المسجد عند اہی حبیۃ و عندہما یحوز (البحر الرائق) فصل فی المسجد ۳۸/۲ ط بیروت
(۲) واکل لحو لوم و بمع مہ و کذا کل مود و لو بلسانہ الخ (الدر المحتار) باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۶۶۲، ۶۶۱/۱ ط سعید
(۳) اما لتدریس او لتذکر فلا الخ (البحر الرائق) ۳۸/۲ ط بیروت

- (۲) تیار نہاں شریف میں افطار کی مسجد میں سب مصیبتی آرت ہیں یہ بھی جائز ہے یا نہیں ؟
 المستغنی نمبر ۲۰۲۱ محمد مقبول رحمن (سید) ۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۶ نومبر ۱۹۳۷ء
 (جواب ۳۲۸) (۱) مسجد میں کوئی چیز تقسیم کرونی درست ہے بشرطیکہ مسجد کو ملوث کرنے والی چیز نہ ہو۔ (۲) مسجد میں افطار نہ پازے ہر مسجد ملوث ہونے سے محفوظ رکھا جائے۔
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) صبح کی نماز کے لئے چراغ جالانا

(۲) مسجد میں میلاد کے اشعار پڑھنا

(سوال) متعلقہ روشنی مسجد

(جواب ۳۲۹) اگر صبح کی نماز کے بعد پڑھنی جاتی ہو اور وہاں اندھیرا ہو تو چراغ جالانے میں پتھر حرج نہیں۔
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(جواب ۳۳۰) مسجد میں شہرہ شغب کرنا اورایت اشعار پڑھنا جن کا مضمون صحیح نہیں ہوتا جو آتش ملیحہ نوال پڑھا کرتے ہیں بقیہ جائز ہے۔
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد میں ریاضت (دورزش)

(سوال) متعلقہ ورزش در مسجد

(جواب ۳۳۱) مسجد میں ریاضت (آرت) کے لئے تیار قدرتی کرنا اس صورت سے مہاج ہے کہ رفتار کے اثاء میں پتھر ذکر بھی آرت رہے لہذا ای آرت کو اصل مقصد رکھے اور کسی شمار پڑھنے والے یا ذکر کرنے والے کو لذت نہ پہنچے۔
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کو پاک اور صاف ستھرا رکھا جائے

(سوال) مسجد کے احکام متعلقہ صدقہ کی نکاح

(جواب ۳۳۲) قال رسول اللہ ﷺ من اكل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن

۱۔ فتح مبرہ المسجد عنہ کتب بحب سربہ عن اسحاق و ثلثہ ورد المحار مضط فی رفع الصوت بالذکر
 ۶۶۰/۱ ط سعید

(۲) (ایضاً)

۳۱۔ عن عمرو بن شعب عن ابنہ عن حدیث علی بن رسول اللہ ﷺ عن السبع والاشاع و عن انس بن مالک عن اشعار فی المساجد (ابن ماجہ) باب ما یکرہ فی المساجد ص ۵۴ ط قدیمی کتب خانہ انگریزی

۴۔ جمع التعلیم، صفحہ ۱۱۱ حدیث عنی صحابہ ذکر لحدیث فی المساجد وغیرہا إلا ان یسبحوا بحمدہ علی دہم ومصلی و قد روی رد المحتار ص ۱۱۱ بحوالہ لحدیثہ و مکرہ فیہ مضط فی رفع الصوت بالذکر ۶۶۰ ط سعید

مسجدنا (الحديث بخاری ۱۰ و مسلم ۱۰ مشکوٰۃ ۳) البزاق فی المسجد حطینة (الحديث بخاری ۱۰ و مسلم ۵ مشکوٰۃ ۶) وحدث فی مساوی اعمالها الخامة فی المسجد لا تدفن (مسلم ۷ مشکوٰۃ ۸) امر رسول الله ﷺ ببناء المسجد فی الدوان ینظف و یطیب (ابوداؤد ۹ ترمذی ۱۰ ابن ماجه ۱۱ مشکوٰۃ ۱۰) قال رسول الله ﷺ اذا رأیتہ الرحل یتعاهد المسجد فاشهدوا له بالایمان (الحديث ترمذی ۱۰ ابن ماجه ۱۱ دارمی ۱۵ مشکوٰۃ ۱۱) رای النبی ﷺ نخامة فی القبلة فشق ذلك علیه حتی رنی فی وجهه فقام فحک به یده (الحديث بخاری ۱۱ مشکوٰۃ ۱۸) حسوا مساحدکم صیابکم و مجانبکم و یعکم و شراء کم و رفع اصواتکم (الحديث مندری رد المحتار ص ۴۶۱ ح ۱) وکره تحریم البول و فوقه و البول و العوط و اتخاذہ طریقاً عبر عذرواد حال نخاسة فيه و علیه فلا یحور الا استصبح یدہ یحس فيه و لا تطینہ بنجس و لا البول و القصد فيه و لو فی اداء (درمختار) لا یدخل المسجد من علی یدہ نخاسة (رد المحتار ۲۰ عن الہندی ص ۴۶۱ ج ۱) کره تحریم البول و العوط فوقه لانه مسجد الی عیان السماء (درمختار) و کذا الی تحت الثری (رد المحتار) ۲۱.

۱. باب ما جاء فی النور و النسل و لکرام ۱۱۸ ط قدیمی کتب حانہ کراچی
۲. باب الہی من اکل ثوما و مضاًح ۲۰۹ ط قدیمی کتب حانہ کراچی
۳. (باب المساجد و مواضع الصلاة ۶۸/۱ ط سعید)
۴. (باب کفارة البصاق فی المسجد ۵۹/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
۵. (باب الہی عن البصاق فی المسجد ۲۰۷/۱ ط قدیمی کتب حانہ کراچی)
۶. (باب المساجد و مواضع الصلاة ۶۹ ط سعید)
۷. (باب الہی عن البصاق فی المسجد ۲۰۷/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
۸. (باب المساجد و مواضع الصلاة ۶۹ ط سعید)
۹. (باب اتخاذ المساجد فی الدور ۷۲/۱ ط مکتبہ امدادیہ ملتان)
۱۰. (باب ما ذکر فی تطییب المساحد ۱۳۰/۱ ط سعید)
۱۱. (باب تطہیر المساحد و تطہیہا ص ۵۵ ط قدیمی کتب حانہ کراچی)
۱۲. (باب المساجد و مواضع الصلوة ص ۶۹ ط سعید)
۱۳. (باب ما جاء فی حرمة الصلاة ۲۰/۲ ط سعید)
۱۴. (باب المساجد و انتظار الصلاة ص ۵۸ ط قدیمی کتب حانہ کراچی)
۱۵. (باب المحافظة علی الصلوات ۳۰۲/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
۱۶. (باب المساحد و مواضع الصلاة ص ۶۹ ط سعید)
۱۷. (باب حکم البزاق بالیدین فی المسجد ۵۸/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
۱۸. (باب المساجد و مواضع الصلاة ص ۶۹ ط سعید)
۱۹. (باب ما یکره فی المساحد ص ۵۴ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
۲۰. (باب ما یفسد الصلاة و ما یکره فیہا ۶۵۴/۱ ط سعید)
۲۱. (ایضاً)

زیر تعمیر مسجد میں جو تاپین کر جانا

(اخبار الجمعۃ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۹۲ء)

(سوال) صحن مسجد زیر تعمیر جس میں صفائی وغیرہ ابھی نہیں ہوئی ہے اس میں نمازیوں کا جو تاپین کر جانا کیسا ہے؟

(جواب ۳۳۳) بہتر یہی ہے کہ جو تاپنا کر جائیں تاہم اگر جو تاپنی ناپاک نہ ہو تو مباح ہے (۱) محمد کفایت اللہ عفرلہ

قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا

(سوال) قبلہ کی طرف پاؤں کر کے قصد اسونا کیسا ہے؟

(جواب ۳۳۴) قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا خلاف ادب ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دلی

احاطہ مسجد میں خرید و فروخت ممنوع ہے

(اخبار الجمعۃ مورخہ ۵ اگست ۱۹۲۹ء)

(سوال) احاطہ مسجد میں بیٹھ کر امام مسجد اپنا ذاتی کاروبار کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۳۵) مسجد یعنی اس حصے میں جو نماز کے لئے مہیا کیا جاتا ہے بیع و شرا کرنا یا کوئی ایسا کام کرنا جس سے نمازیوں کو تکلیف ہو یا احترام مسجد کے منافی ہو جائز نہیں ہے باقی مسجد کے احاطے میں دوسرے حصص جو نماز کے لئے مہیا نہیں کئے جاتے ان میں بیع و شرا جائز ہے مگر متولی کی اجازت سے ہونی چاہیے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

(۱) مسجد کے لئے ہندوؤں سے چندہ لینا

(۲) زیر تعمیر مسجد میں جو تول سمیت گھومنا

(الجمعۃ مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) (۱) قیر مسجد میں منظور شدہ مالی بدنی امداد غیر مسلم ہندو وغیرہ کی شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۱) "وإذا حشيت تلويث المسجد بما يسيء عديمه وإن كانت ظاهرة" لح (رد المحتار) باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها" مطلب في أحكام المسجد ۶۵۷/۱ ط سعید

(۲) "كما كره مد الرحله في نود او غيره اليها أى عمد" لأنه إساءة أذنب (الذکر المختار) باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها" مطلب في أحكام المسجد ۶۵۵/۱ ط سعید

(۳) عن الثالثة من الأسبق فإن "فإن السیئة" "حوا مساحد کم صیایکم و محایکم و شرء کم و بعکم و حصواتکم" (ابن ماجة) باب ما يكره في المساحد ص ۵۴ ط قدیمی

(۲) نئی مسجد کی تعمیر کے وقت یہ مسجد قدیم کی تعمیر کے وقت سردی یا گرمی یا جو شکر پڑوں کے رائج ضرور جو تاجپن کر مسجد میں کام کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب ۳۳۶) (۱) اگر غیر مسلم بطیب خاطر کوئی رقم یا سادہ مسلمانوں کو دیدے کہ وہ مسجد میں اپنی تو اس کا لینا اور لگانا جائز ہے ہاں مسلمانوں کو مسجد کے لئے غیر مسلم سے امداد طلب کرنی ناجائز ہے۔ (۲) نئی مسجد تکمیل اور اقامت نماز جماعت کے بعد مسجد ہوگی اس لئے اس میں تعمیر کے درمیان جو تاجپن کرتے جاتے ہیں مضافاً نہیں ہاں مسجد قدیم میں اگر ضرورت داعی ہو تو پاک اور نیا جو تاجپن کرنا جائز ہوگا۔ نجس اور پرانا جو تاجپن خلاف ادب اور ناجائز ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ عفر له

سودی رقم سے خریدی ہوئی دریلوں پر نماز مکروہ ہے
(المجمعیۃ مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۳۲ء)

(سوال) ایک شخص سودی رہا کی رقم کی دریاں خرید کر مسجد کو دیتا ہے یا رقم سود نقد دے دیتا ہے اور ارکان مسجد بدو ن تحقیق مسئلہ مسجد کے صرف میں لے آتے ہیں اور تنبیہ کرنے پر ضد کرتے ہیں کہ جو کچھ ہے خبیث ہے ایسے لوگ مسجد کے رکن بننے کے لائق ہیں یا نہیں؟

(جواب ۳۳۷) اگر یہ بات محقق ہو جائے کہ وہی سودی دریل سود کے روپے سے خریدی گئی تھیں یا جو رقم نقد دی گئی ہے وہ سود میں حاصل ہوئی رقم ہے تو اس کو مسجد میں استعمال کرنے کے لئے لینا ناجائز ہے ایسی دریلوں پر جو مال حرام سے خریدی گئی ہوں نماز پڑھنا مکروہ ہے جن ممبروں نے یہ جانتے ہوئے کہ یہ روپیہ حرام طریق سے کیا ہوا ہے مسجد کے لئے قبول کیا یا قبول کرنے پر اصرار کیا وہ مسجد کی رکنیت کے قابل نہیں ہیں۔ (۱) فتاویٰ اہل اہم۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له

(۱) تعمیر مسجد کے لئے چندہ سے ذاتی مکان بنانا جائز نہیں

(۲) میت کا قرضہ پہلے ادا کیا جائے

(المجمعیۃ مورخہ ۵ مئی ۱۹۳۵ء)

(۱) اب شرط وقف الدمی ان يكون فربه عدا و عدهم كالوقف على الفقراء او على مسجد الخ (رد المحتار: كتاب الوقف ۳۴۱/۴ ط سعید)

(۲) المسجد في المسجد ان يسمى به الجماعة باده الخ (عالمگیریۃ الباب الحادی عشر فی المسجد ۴۵۵، ۲ ط ماحمہ کتبہ، دکن ۱۲ حشی سیرت فرش المسجد وبها یسعی عدهم الخ (رد المحتار: باب ما یسجد الصلاة وما یکره فیها ۶۵۷/۱ ط سعید)

(۳) قال تاج الشریعة "اما لو نفع فی ذلک ملاحت وما لا منه الحیث والطیب فیکره لأن الله تعالی لا یقبل الا الطیب فیکره ثلوث بینه بما لا یسجد الخ (رد المحتار: باب ما یسجد الصلاة وما یکره فیها ۶۵۸/۱ ط سعید)

(سوال) (۱) ایسے مسلمان کے لئے کیا حکم ہے جو قیام مسجد کے نام سے وصول کر کے زرچندہ اپنے مکان کی قیام میں صرف کرے۔ (۲) ایسے مسلمان کی فوسید کی کے بعد جو تمام عمر تارک الصلوٰۃ و تارک الصوم رہا ہو اس کے ورثہ کا ایصال ثواب اور متوفی کی بخشش کے لئے خرچ کرنا کیا حکم رکھتا ہے اور جب کہ متوفی مقرر و مقرر ہو اور ورثہ یا دار بقا نہ ملے تو اس کے بعد بھی لوانہ کرتے ہوں۔

(جواب ۳۳۸) (۱) وہ شخص سخت گناہگار اور کاسق ہے اور اس رقم کا ضامن ہے جو اس نے مسجد کے نام سے وصول کی ہے (۲) اس کی طرف سے ایصال ثواب کرنا جبکہ ورثہ اپنے مال میں سے نہیں تو جائز ہے مگر اس کے بعد کہ قرضہ اور نامقدمہ پہلے قرضہ ادا کرنا چاہیے اس کے بعد اگر کوئی وارث اس کے ساتھ احسان کرنا چاہے اور اپنے پاس سے مال خرچ کر کے ایصال ثواب کرے تو جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

مسجد کو دھونا جائز ہے

(المجمیعہ مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۳۶ء)

(سوال) یہاں ہر جمعہ کو مسجد دھونی جاتی ہے اگر ضروری سمجھ کر دھونی جائے تو کیا حکم ہے؟ (جواب ۳۳۹) ہر جمعہ کو مسجد دھونا کوئی شرعی حکم نہیں ہے اگر صفائی کے لئے دھونی جائے اور اس و شرعی حکم نہ سمجھا جائے تو مباح ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

وہ ان مسجد کو چار دیواری بنا کر بند کر دیا جائے

(المجمیعہ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۳۶ء)

(سوال) چند سال کی مدت گزری کہ مقدمہ مال پر ضلع ممبیا کے ایک زمیندار نے مسجد بنانے کو ایک قطعہ زمین وقف کیا تھا جس پر مسجداں اور سیدنی اختیاری و شش سے چندہ سے مسجد کا اندرونی داران بنیے اور نصف شہد بھی بنا، مینار بھی تیار ہو گیا چار دیواری اور سررونی داران ختم ہو جانے کی وجہ سے زمیندار نے مسجد کی بنی بنائیں بنی مصلیٰ بنی قب و جوار میں بھی کوئی خوش حال مسلمان نہیں کہ اس کی قبیل راس میں چار دیواری نہ بنوئے سے جانور سے سوار تک اندر آتے ہیں اس سے حرمتی کو

۱۔ رجل جمع مالا من الناس سلفه في بناء المسجد وانفق من ثلث الدراهم في حاحه نفسه لا يسعه ان ينفق ذلك بر حواله في الاستحسان - ينفق مثل ذلك من ماله في المسجد فيحور و يخرج عن الوفاق فمماسه و من المله الح (فتاویٰ قاضی خان) باب الرجل يجمع داره مسجداً ۳۰۹۹ ط ماحدیہ کلنہ

۲۔ بدأ من بركة الميت - مسجود من غير مفسر ولا سبب - انه يقدو ذبوه الى ليا مغالب من جهة العاد الح - العبر المختار - كتاب الفرائض ۷۵۹۰۶ ط سعید

۳۔ عن عائشة قالت - "امر رسول الله ﷺ ان يحد المسجد في يدور وان يطيب وان ينظف الح (اس ماحد) - ط نظهر المساجد و نظها ۵۵ قدیمی کتب حادہ

۱۔ عید کرشنج کارو مستری اور سید نبی اشتر نے فیصلہ کر لیا ہے کہ جب کہ مسلمانوں کے اقداس کو دیکھتے ہوں اس کی قیصر ممکن نہیں تو اس کو کرنا زمین کے برابر کر دیا جائے اب سوال یہ ہے کہ اس کی بے لوثی و ب حرمتی کا قائم رکھنا بہتر ہے یا اس کا انہدام بہتر ہے؟

(جواب ۳۴۰) جب زمین مسجد کے ساتھ وقف ہو چکی اور اس پر مسجد کی قیصر بھی شروع ہو گئی تو اب اس کو کسی دوسرے کام میں ناجائز نہیں اس کے گرد احاطہ کر کے اسے محفوظ کر دینا چاہیے یہ کسی طرح تکمیل کی کوشش کرنی چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا مکروہ ہے

(المجمیعہ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا کیسا ہے؟

(جواب ۳۴۱) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

پانچواں باب

نماز جمعہ

فصل اول - احتیاط الظہر

جہاں جمعہ شرعاً واجب ہو وہاں احتیاط الظہر پڑھنا جائز نہیں

(سوال) زید قصبہ یا قریہ میں جمعہ نماز جمعہ کے احتیاط الظہر پڑھنے کو ناجائز بتاتا ہے اور عمرو بائز کتاب اور کتب ہے کہ جو شخص اس نماز کے پڑھنے کو ناجائز بتلاتا اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں اب شرعاً نماز احتیاط الظہر پڑھنے کا کیا حکم ہے اور منع کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۴۲) شہر اور قصبہ میں جمعہ کی نماز درست ہے اور صرف جمعہ کی فرض ہے اور چونکہ قول صحیح و مفتی یہ جمعہ پڑھنا ہندوستان کے شہروں اور قصبوں میں جائز ہے اس لئے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں اور چونکہ اکثر عوام کے لئے احتیاط الظہر موجب فساد عقیدہ ہے اس لئے احتیاط الظہر کے جواز کا فتویٰ دینا جائز نہیں لہذا امر و کا قول خطابہ الیہ گاؤں میں جمعہ کی نماز جائز نہیں دیرمات میں ظہر کی نماز

۱۔ ائسلفہ المسجد الی مولی بقوہ بمصالحة بحور و ان لم یصل فیہ وهو الصحیح الحج السلیم فی المسجد ان تصلی فیہ بمساعدة باده الخ (عالمگیریہ لب الحادی عشر فی المسجد ۲ ۴۵۵ ماحدہ)

۲۔ والکلام المباح و فیہ فی الظہر بان یصل لاجلہ لکن فی البہر الإطلاق او حہ الخ (الدر المختار: باب ما عند الصلاة وما یکرہ فیہا ۱/۶۶۲ ط سعید)

بجماعت پڑھنی چاہیے۔

محمد سعید احمد مفتی اعظم مولانا محمد رفیع مدرسہ امینیہ دہلی

احتیاط الظہر کے مجوزین کے جوابات

(سوال) جنہوں پر جمعہ صحیح ہو اس موقع پر بعض شرائط کے عدم وجود کی وجہ سے مثلاً قاضی وغیرہ شرط ہونا مفتویہ یا مشکوک کے مسئلے پر قیاس کر کے صلوٰۃ آخر الظہر یا احتیاط الظہر کا مسئلہ استنباط کرنا جائز ہے یا نہیں اور چنانچہ نہیں تو اس کی یہ دلیل اور تقریریں اور اس طرح کہہ کر دلیل پکڑنا کہ فتویٰ حوزہ میں آخر الظہر پڑھنا ضروری نہیں ہے اور جامع الزموز میں فرض لکھا ہے اور فتاویٰ عالمگیریہ میں یعنی لفظ موجود ہے اور شریعہ کے شرع پر غنہ کی طرف زیادہ ہے اور مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہر سو سال میں ایک مجدد ہوتا ہے سب لوگوں کو اس کی اتباع کرنی چاہیے چنانچہ مقامات امام ربانی میں جو کہ حضرت مجدد المذہب کی تصنیف ہے آخر الظہر پڑھنے کے لئے ضروری فرمایا ہے لہذا ان کو پڑھنا واجب ہے اور نہ وہ مستقیم اور سرانیدہ وغیرہ میں بھی اسی طرح مرقوم ہے اب اگر صرف صاحب بحر کا قول عدم جواز احتیاط اقصیٰ کا ہے ہاں جو ان کتابوں کے جو کہ مذکور وہاں ہیں کسی طرح ترجیح دی جائے وللا کثر حکم الکمل کو سب تسلیم کرتے ہیں اور بڑے بڑے بزرگ و گور اور عمامہ مولانا عیسیٰ پڑھتے تھے اور سب کو غمخوردیتے تھے اور زمانہ حال میں بھی بڑے بڑے کالمین پڑھتے ہیں اور جناب مولانا مولوی کرامت علی صاحب جو پوری ہمیشہ پڑھتے تھے اور جو کتابیں انہوں نے تصنیف کی ہیں سب میں یہی حکم ہے ہر حال اس مختلف فیہ مسئلے کا صحیح حکم یہ ہے کہ معتمد کے جس کتاب کا حکم سب علمائے ہیں اور نہایت معتبر ہے تحریر فرمائیں اور کوئی یہ سے کہ آج کل کے علما بالخصوص دہلی کے منع کریں تو نہیں مانا جائے گا اور اکثر کے دہلی کے علما نہ سب ہوتے ہیں اب اس قائل کا کیا حکم ہے؟ یا تو جبراً

(جواب ۳۴۳) احتیاط ظہر جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت بلکہ بعض فقہاء نے اس وجہ سے کہ بعض شرائط بعد کے وجود میں شبہ تھا بعض احتیاط کے حور پر احتیاط یہ حکم دیا تھا کہ ظہر احتیاطی پڑھ لی جائے اور نہ جبر ہے کہ احتیاط وہاں متصور ہو سکتی ہے جمال شبہ اور شک ہو تو تعدد جمعہ یا عدم وجود سلطان مسلم یا اختلاف فی حد امصر کی وجہ سے جو اختلاف پیدا ہوا ہے وہ فقہائے کرام کے فیصلے سے طے ہو گیا کہ باہر روایات صحیحہ فقہیہ تعدد چنانچہ (۱) اور سلطان مسلم کا وجود شرط نہیں اور حد مصر

(۱) وبلغ فرما فی الفقہاء و یروی نکرہ لیس فیہا أسوفی لح و قبل هذه العدة و بعدا ظہر جنہوں میں بغیر لا تصح الجمعہ فیہ و بعدا معہا صحیح فی البلاد الی سولی علیہا الکفر الخ و رد المحتار باب الجمعہ ۱۳۸۲ ط سعید و قد اختلف مراراً بعد صلاة الاربع بعد ما بینہ اخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرصة الجمعہ الخ (الرد المحتار باب الجمعہ ۱۳۷/۲ ط سعید)

(۲) و یؤدی فی مصر واحد سواصح کسرہ مطلق علی المذہب و علیہ الفتویٰ التنبیہ مع شرحہ باب الجمعہ ۱۴۵ ۱۴۴ ط سعید

میں جو اختلاف تھا اس میں سے امام ابو حنیفہ کی تعریف صحیح ہے پس جب کہ ان مسئلوں میں قوت دلیل سے وہی جانب راجح اور متعین ہو گئی جس میں جمعہ کی صحت یقینی ہے تو اب احتیاط الظہر کے باقی رہنے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ احتیاط کا مفہوم یہ ہے کہ قوی دلیل پر عمل کیا جائے فان الاحتیاط هو العمل ما قوی الدلیلین ۱۸، اور صورت مذکورہ میں اقویٰ اور اصح جمعہ کی صحت ہے رہا بعض لوگوں کا احتیاط الظہر پر حنہ اور علامہ شامی کا احتیاط کو بمعنی هو الخروج عن العہدة بیقین ۱۹، لیکر عام حکم دینا اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ بات کسی درجہ میں قابل اعتبار بھی ہو تاہم لوچہ خوف مفسدہ عظیمہ واجب اترک ہے وہ مفسدہ یہ ہے کہ احتیاط کا حکم دینے کی صورت میں عوام کے عقیدہ میں یا تو جمعہ کی فریضت مشکوک ہو جائے گی یا ایک وقت میں دونوں کے فرض ہونے کا یقین کر لیں گے اور یہ دونوں باتیں حرام ہیں پس ایک امر مستحب کی تحصیل کے لئے عوام کو حرام میں مبتلا کرنا کسی سمجھ دار آدمی کا کام نہیں اور نہ قواعد شریعہ اس کی اجازت دیتے ہیں بل خواص خود بغیر اس کے کہ عوام کو حکم کریں یا اپنے پڑھنے کی ان کو خبر کریں اس پر عمل کر لیں تو فساد نہ نہیں لیکن ہم حکم دیتا ہرگز جائز نہیں۔ (۲۰) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد کفایت اللہ عفرلہ

(۱) بعد نماز جمعہ احتیاط الظہر جائز نہیں

(۲) عربی خطبہ کا اردو میں ترجمہ کرنا

(سوال) بعض لوگ جمعہ کے بعد صرف دو سنتیں پڑھتے ہیں اور بعض تپہ سنتیں پڑھتے ہیں اور بعض چار رکعتیں احتیاط الظہر بھی چھ پر زیادہ کرتے ہیں ان میں سے کون سی صورت معتبر ہے؟

(۲) امام عربی خطبہ کا اردو میں ترجمہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۴۴) احتیاط الظہر پر حنہ جائز نہیں کیونکہ بلاد ہندوستان میں مذہب مفتیہ کے موافق شروں میں جمعہ جائز ہے پس احتیاط الظہر کے کوئی معنی نہیں اور یہی قول راجح ہے ۱۹

(۲) خطبہ صرف عربی نہ میں، بخون ہے اور یہی صورت سلف صالحین اور ائمہ متبوعین سے منقول

(۱) (رد المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۴۵ ط سعید

(۲) (رد المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۴۵ ط سعید

۳، وفي الخبر وقد اقبل مرزا بعد صلاة الاربع بعدها بية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرصة الجمعة وهو لا يحاط في زماننا الذي المحار باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید، وفيما ذكرنا اشارة الى انه لا تحور في الصغيرة سي ليس فيها قص ومبر وحظ كما في المصبرات رد المحتار باب الجمعة ۲ ۱۳۸ ط سعید

۴، وفي الخبر وقد اقبل مرزا بعد صلاة الاربع بعدها بية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرصة الجمعة الخ رد المحتار باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید، وفي الولاة كفار يحور للمسلمين إقامة الجمعة ويصير القاصي قاصيا سر صي المسلمين ويحب غلبه سمسر و لا مسلميا رد المحتار باب الجمعة ۲ ۱۴۴ ط سعید

ہے اس کا خلاف مکروہ ہے (۱) فقہ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جمعہ کے بعد چار رکعت احتیاط الظہر پڑھنا جائز نہیں

(سوال) جس قصب کی آبادی اس قدر است زائد ہو اور جہاں متعدد مسجدوں میں اب بھی نماز جمعہ پڑھی جاتی ہو ایسی بستی کا ایک شخص کہ جس کا شمار جاننے والوں میں کیا جاتا ہو اور وہ اس خیال سے کہ ہندوستان میں کسی جگہ بھی جمعہ صحیح نہیں پچاس سال کی عمر ہونے تک جمعہ کی نماز پڑھے اور صرف ظہر کی نماز ادا کیا کرے مگر جب وہ روپا ہوا مقرر مرد بیٹے جائیں تو چند سال جمعہ کی نماز کی اہمیت کرے اور جب اس خدمت سے موقوف ہو تو معافی نماز جمعہ بھی چھوڑ بیٹھے اور ایسا کرنے میں کوئی ممانعت ہذا شرعی نہ ہوں نہ جن مسجدوں میں جمعہ کی نماز پڑھی جاتی ہے وہاں تک جانے سے مجبور ہو تو اس شخص کا مندرجہ بالا عمل درست سمجھنے کے لئے کوئی شرعی دلیل ہونا ممکن ہے اگر شرعی حکم کے خلاف ہو تو اس عمل کے لئے اور ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟ جمعہ کی نماز کے بعد اگر کوئی احتیاط نہ پڑھے تو اس پر کوئی مذہبی قص یا شرعی حرف آسکتا ہے؟ اگر احتیاط پڑھنے کا حکم دیں تو فرمائیں کہ اس کی نیت کس طرح کی جائے؟ احتیاط کو واجب کہا جائے تو واجب کما وجب کما وجب کما وجب؟

المستفتی محمد خاں فاضل قصبہ، مولفہ ضلع احمد آباد گجرات۔ ۲۰ ذی قعدہ ۱۳۳۵ھ

(جواب ۳۳۵) اس شخص کا یہ فعل اس کی بی بی اور اور بی بی کی جانب سے ہے پڑھائی پر دائر است حرج ہے اور اس میں خوف کفر ہے کیونکہ اگر کسی شے کی وجہ سے وہ اس جگہ جمعہ جائز نہیں سمجھتا تھا تو پھر وہ روپے لیکر جمعہ پڑھا دینے کا کیا معنی کیا وہ اپنے خیال کے مطابق نفل بانٹتا ہے چاہتا ہے لیکن لوگ اس کے پیچھے جمعہ کی نیت سے نماز پڑھتے ہیں اور وہ مفترض ہیں اور امام متزل تو ان کی نماز اس کے پیچھے جائز نہیں اور یہ بھی دو روپے کے فاق سے ان کی نمازیں فاسد کرنے پر آمادہ ہو گیا نفل کی نیت ہونا اس کا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نہ پہلے جمعہ پڑھتا تھا اور نہ تنخواہ بند ہونے کے بعد جمعہ پڑھتا رہا اور اگر جمعہ کو فرض سمجھنے کے باوجود جمعہ نہیں پڑھتا تاہم فاسق ہے اور اس صورت میں اہمیت تو اس کی صحیح ہوئی اور اجرت بھی جائز لوگوں کی نماز بھی ہو جائے گی مگر یہ خود ترک جمعہ کی وجہ سے فاسق ہو گا مگر چونکہ سوال میں تصریح ہے کہ وہ ہندوستان کے کسی شہر میں بھی جواز جمعہ کا قائل نہیں اس لئے سہا احتیاط متعین ہے اور اس کا یہ خیال کہ کہیں جمعہ نہیں ہوتا غلط ہے فقہ کی تصریح موجود ہے کہ ایسے شہروں میں جہاں کفار کا گھم ہوں مسلمانوں کو جمعہ عیدین پڑھنا چاہئے (۱) پس اگر قول راجح اور مختار اور معمول ہے کہ شخص

(۱) لا یشک فی أن الحظہ بعد العیدہ خلاف السنۃ المتواترۃ من النبی ﷺ و الصحابۃ فیکون مکروہا تحریمہا (عمدة الرعاۃ علی هامش شرح الوفاۃ باب الجمعة ۳۰۰/۱ ط سعید)

(۲) فلو الولاد کثیر یحوز المسلمین اذما الجمعة و یبصر الفاضی قاصبا تراوی المسلمین رد المحتار ص ۱۴۴ ط سعید

نذکور ترک جمع کی وجہ سے فاسق ہے۔

جمع کی نماز کے بعد احتیاط الظہر پڑھنا ناجائز ہے واجب کما ہے؟ معنی دارد؟ نہ پڑھنے میں نقصان ہونا چاہیے؟ بلکہ نہ پڑھنا ہی متعین ہے۔ کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ سنہری مسجد دہلی۔
مروار الا فتاویٰ مدرہ امینیہ اسلامیہ دہلی

عنوان مثل بالا

(سوال) جمع کے بعد چار رکعت احتیاط الظہر کی نیت سے پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب ۳۴۶) جمع کے بعد چار رکعتیں جو پہلی نیت احتیاط الظہر پڑھتے ہیں یہ صحیح نہیں ہیں، نماز جمعہ کے بعد جو نماز پڑھی جائے وہ پہلی نیت سنت یا نفل پڑھی جائے ظہر کی نماز کی نیت یا ارادہ نہ ہو اب یہ سوال باقی رہتا ہے کہ جمع کے بعد سنتوں کی کتنی رکعتیں ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ تعداد رکعات میں اختلاف ہے، محض کے نزدیک صرف چار رکعتیں ہیں اور محض کے نزدیک صرف دو اور فقہاء نے دونوں قبول کو جمع کر کے چار رکعتیں اس لئے بتائی ہیں کہ چار والوں کا قول بھی پورا ہو جائے اور دو والوں کا بھی۔ اس سے آپ کی سمجھ میں یہ بات آجائے گی کہ یہ چار رکعتیں خالص سنت کے ارادہ سے پڑھنی چاہئیں اور اگر کوئی صرف چار پڑھ لے تو وہ بھی قابلِ ثمرت نہیں ہے اور جو صرف دو پڑھ لے وہ بھی مستحقِ ملامت نہیں ہے اور جو چھ پڑھے وہ افضل والوں پر عمل کرنے والے ہے (۱) محمد کفایت اللہ کا لہ دہلی

عنوان مثل بالا

(سوال) بہت سے کہتے ہیں کہ جمع کے بعد چار رکعت سنت پڑھنی جاتی ہے اس کو احتیاط الظہر پڑھو تو یہ سنت اس طریقہ سے پڑھنی چاہیے یا کہ نہیں اور جمع چار سنت کے دو سنت اور دو نفل جو پڑھنی جاتی ہے تو اس کی نیت کس طرح سے کرے ظہر کی نیت کرے یا کہ نہ کرے۔ بعد از جمع کر کے نیت کرے
المسنفی نمبر ۱۱۷۳ عبد الرزاق صاحب (شیخ میدنی پور) ۲۰ تہماذی الثانی ۱۳۵۵ھ ۸ تہماذی ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۴۷) جمع کے بعد چار سنتیں سنتوں کی نیت سے پڑھنی چاہئیں احتیاط الظہر کی نیت سے پڑھنا درست نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کا لہ دہلی

۱، وفي الحر ولد فليس مزارا بعد صلاة الاربع سنة آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرصة الجمعة وهو الاحتياط في زماننا الحاضر والدر المختار باب الجمعة ۳۷ ط سعید
۲، والسهة قبل الجمعة أربع وبعدها أربع وبعدها أربع وبعدها أربع وبعدها أربع وهو المروى عن عيسى والأفضل أن يصلى أربعاً ثم ركعتين للخرج عن الخلاف (حلی کبیر) باب الوافل ص ۳۸۹ ط سهیل اکیدمی لاہور (پاکستان)
۳، والسهة قبل الجمعة أربع وبعدها أربع (حلی کبیر) باب الوافل ص ۳۸۹ ط سهیل اکیدمی لاہور) وقد أضيف مزارا بعدم صلاة الاربع بعدها سنة آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرصة الجمعة وهو الاحتياط في زماننا الحاضر المختار باب الجمعة ۳۷ ط سعید

سوال شش بالا

(سوال) ایک شریاقصبہ میں نماز جمعہ کے بعد ظہر احتیاطاً پڑھنا ضروری ہے یا نہیں اور بشرط انتہای تارک اسکا قبل اُرفتہ یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۱۷۷ فیروز خان صاحب (جہلم)

نکیم جمادی الاول ۱۳۶۱ھ ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء

(جواب ۳۴۸) شبہ یا قیصہ میں جمعہ کی نماز ادا کی جائے اس کے بعد ظہر احتیاطی پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بعض فقہان ظہر احتیاطی کی اجازت دی ہے مگر وہ بھی ضروری اور لازمی نہیں بتاتے اور تارک کو نماز میں نہیں کرتے اور قول قوی اور راجح یہ ہے کہ جمعہ کے بعد احتیاطی ظہر پڑھنے کا عوام کو حکم نہ کیا جائے ورنہ ان کے عقیدہ خراب ہوں گے اور نہ ان کا جمعہ صحیح ہوگا نہ ظہر یہی احوط اور قبل فتویٰ ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

متعدد جگہ جمعہ اور احتیاط الظہر کا حکم

(سوال) اسولہ شمس کا خاندان یہ ہے کہ جموں و کشمیر جواز و عدم جواز قعدہ جمعہ پڑھنا کیا ہے؟ اور جہاں مصر ہونے میں شبہ ہو وہاں جمعہ پڑھا جائے یا نہیں اور پڑھے جانے کی صورت میں احتیاط الظہر پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۳۴۹) نعم ان ادى الى مفسدة لا بفعل جهار او الكلام عند عدمها ولذا قال المقدسی بحسب لا یامر بذلك امتثال هذه العوام بل بدل علیه الخواص ولو بالنسبة الیه انتہی (شری ص ۵۹۶) + اقول وقد کثر ذلک من جهلة زماننا ایضاً و منشأ جهلهم صلاة الاربع بعد الجمعة نية الظہر و اما وضعها بعض المتأخرین عند الشک فی صحة الجمعة سبب رواية عدم تعددها فی مصر واحد وليست هذه الرواية بالمختارة وليس هذه القول اعنى احتیار صلاة الاربع بعدها مرويا عن ابي حنيفة و صاحبيه حتى وقع لى انى افهيت مرارا بعدم صلاحها خوفا على اعتقاد الجهلة بانها الفرض وان الجمعة ليست بفرض. (۳) (بخ ص ۱۵۱)

مع مالم من فعلها فی زماننا من المفسدة العظيمة وهو اعتقاد الجهلة ان الجمعة ليست بفرض لما يشاهدون من صلاة الظہر فيظنون انها الفرض وان الجمعة ليست بفرض فيتكاسلون عن اداء الجمعة فكان الاحتياط فی ترکها وعلى تقدير فعلها ممن لا

(۱) قال في الدر المختار: وفي لحن وقد افهيت مرار الخ، د الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعید

(۲) (رد المختار) باب الجمعة ۲/ ۱۴۶ ط سعید

(۳) (باب الجمعة ۲/ ۱۵۹ ط بیروت لسان)

دائیں ہیں۔ و ظاہر المذہب انہ کل موضع له امیر وقاض یقدر علی اقامة الحدود کما حررنا فیما علقاه علی الملنقی (درمختار) قوله و ظاہر المذہب قال فی شرح المنیة والحد الصحيح ما اختاره صاحب الهدایة انه الذی له امیر وقاض ینفذ الا حکام و یقیم الحدود ۱. (ردالمحتار) والمصر فی ظاہر الروایة الموضع الذی یکون فیہ مفت وقاض یقیم الحدود و ینفذ الاحکام و بلغت ابنته ابنة منی. هکذا فی الظہیریة و فتاوی قاضی خان و فی الخلاصة وعلیه الا اعتماد کذا فی التاتار خانیة و معنی اقامة الحدود القدرة علیها. هکذا فی الغیائیة ۲. (فتاوی عالمگیری)

(۳) جمع قائم ہونے کی صورت میں احتیاط الظہر پر بھی جائے یا نہیں اس کے جواب کے لئے چند امور بطور تمہید کے تحریر کر کے جواب لکھوں گا۔

(الف) احتیاط کتنے میں عمل باقوی الدلیلین کو۔ یعنی اگر کسی مسئلے میں دو صورتیں ہو سکتی ہیں اور ان دونوں کے لئے دلائل ہیں ان میں سے قوی دلیل پر عمل کرنا احتیاط ہے۔ قال الجلی فی حاشیة التلویح و ذکر فی الجامع السمرقندی ان الاخذ بالا احتیاط عمل باقوی الدلیلین وقال فی البحر فلیس الاحتیاط فی فعلها لانه العمل باقوی الدلیلین وقد علمت ان مقتضی الدلیل هو الاطلاق ۳.

(ب) جب کسی فعل کی دو صورتیں ہوں اور ان میں سے ہر ایک میں کوئی مفیدہ شریعیہ ہو لیکن ایک میں مفیدہ منظمیہ ہو اور دوسری میں اس سے کم تو اس وقت اسی صورت کو اختیار کریں گے جس میں مفیدہ کم ہو۔ من ابتلی ببلیتین فلیختر اھو نہما. و هذا ظاہر.

(ج) جو فعل عوام کے لئے قبل فتویٰ نہ ہو صرف خواص کے لئے ہو اس پر عمل جائز ہو اس کو عام تحریروں اور اردو میں رسالہ یا فتویٰ کے طور پر شائع کرنا ہرگز جائز نہیں مفتی کا فرض ہے کہ نہایت کسی ایسی تحریر کے ذریعے سے جس کا عوام تک پہنچنا غیر مقصود ہو خواص کو بتائے اور ان خواص پر بھی ضروری ہے کہ وہ اس کو مشتہر نہ کریں مشتہر وہی فتویٰ کیا جائے جو عوام کے عمل کے لائق ہو اور جس میں خواص و عوام یکساں ہوں۔

(د) کتب فتاویٰ فقہیہ میں بعض ایسے مسائل مذکور ہیں جو خواص کے لئے مخصوص ہیں اور ان میں تصریح کی گئی ہے کہ یہ مسائل خواص کے ساتھ مخصوص ہیں پس ایسے مسائل کو محض اس وجہ سے کہ کتب فتویٰ میں موجود ہیں عام فتویٰ میں تحریر کر دینا اور عوام کی حالت کو نہ دیکھنا مفتی کی قست فہم پر

(۱) (باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید)

(۲) (الاب السدس عشر فی صلاة الجمعة ۱۴۵، ط ماجدیہ)

(۳) (باب الجمعة ۱۵۴/۲ ط دار المعرفة بیروت لبنان)

وال ہے۔

بعد تمہید ان مقدمات کے معلوم کرنا چاہیے کہ چونکہ یہ سوال عام ہے اور مقصود مسائل کا یہی ہے کہ اس کے جواب کو طبع کر کے شہرہ کروں گا اس لئے اس کا جواب مقدمات مہمدہ پر نظر کر کے یہی ہے کہ احتیاط الظہر پڑھنا ناجائز ہے اور اس کی تین وجہیں ہیں۔

اول یہ کہ احتیاط الظہر جس کا نام ہے وہ احتیاط ہی نہیں ہے کیونکہ احتیاط نام ہے عمل باقویٰ اور یقین کا اور یہاں معلوم ہو چکا کہ دلیل قویٰ یہی ہے کہ جمعہ متعدد جگہ لیا ہو جاتا ہے اور عدم جواز تعدد کا قول ضعیف ہے لہذا اس پر عمل کرنا احتیاط نہیں ہے۔ بحکم المقدمة الاولى کما حققہ فی البحر الرائق وهذا الصمہ اقول وقد کثر ذلك الخ

دوسری وجہ یہ ہے کہ بر تقدیر تسیم اس بات کے کہ یہ احتیاط بمعنی الحروح عن العهدہ یقین ہے جیسے کہ علامہ شامی کی رائے ہے اس کے ادا کرنے میں خوف فساد اعتقاد ہے یعنی ایک فرض فی عدم فرضیت کا اعتقاد ہو جائے بر اکثری حال عوام کے لازم آتا ہے اور نہ کرنے میں صرف ایک وہم عدم خروج عن احمدہ کا ہے اور ظاہر ہے کہ فساد اول یعنی فساد عقیدہ فساد دوم یعنی وہم عدم خروج سے بدرجہ زائد ہے پس حکم مقدمہ ثانیہ ضروری ہے کہ فساد عظیم سے احتراز کیا جائے گو فساد قلیل کا ارتکاب کرنا پڑے۔ وهذا ظاہر جدا المن له نظر وسبع فی الفقہ ویزیدہ قول صاحب البحر مع مالرم من

فعلها الخ

تیسری وجہ یہ ہے کہ بر تقدیر تسلیم جواز کے یہ حکم خواص کے لئے ہے نہ کہ عوام کے لئے اور اس پر اس کے جواز کا علی الحدان حکم دینے اور رسالوں اور فتوؤں میں شائع کرنا ہر شخص کی روایت فقہی سے ثابت نہیں ہو تا بلکہ خود علامہ شامی جن کا قول اثبات احتیاط الظہر میں بڑے زور و شور سے پیش کیا جاتا ہے خود اپنی تحقیق کے آخر میں لکھتے ہیں نعم ان ادی الی مفسدة الخ (۱) اس عبارت سے اور علامہ مقدسی کے قول سے صاف معلوم ہو گیا کہ عوام کو اس کے کرنے کا حکم بر گزرتا دیا جائے۔ علامہ شامی فرماتے ہیں کہ اگر احتیاط الظہر میں کوئی مفسدہ ہو تو اس کو حکم کھلانہ کرنا چاہیے (۲) صاحب بحر الرائق فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں عوام کے حقائق میں اس احتیاط الظہر کی وجہ سے فرضیت ظہر اور عدم فرضیت جمعہ کا فساد پیدا ہو گیا تھا تو پھر زمانہ حاضرہ کے عوام تو بوجہ قہر عم و عدم توجہ الی الدین صاحب بحر الرائق کے زمانے کے عوام سے زیادہ غلطے میں ہیں اور ان کے عقائد بجزوے کا اندیشہ بدرجہ زائد ہے۔

اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ جب فقہائے خواص کے لئے اجازت دی ہے تو اگر کوئی مفتی اس

(۱) (باب الجمعة ۲/۱۴۶ ط سعید)

(۲) (باب الجمعة ۲/۱۵۱ ط بیروت)

طرح شائع کرے کہ خواص کے لئے جائز ہے اور عوام کے لئے ناجائز تو اس میں کیا قباحت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس زمانہ میں جو شیوعِ اعجاب کل ذی رأى برأیة ایک عام ہلایہ پھیل گئی ہے۔ جاہل سے جاہل اپنے آپ کو خاص بعد اخص الخواص خیال کرتا ہے وہ اس فتوے پر عمل کر کے خود بھی کمزور ہوگا اور یہ جو قلتِ مہابت کے دوسروں کو بھی بتائے گا کہ میں نے فلاں رسالہ میں یا فتوے میں دیکھا ہے کہ احتیاطِ اظہر جائز ہے پس سب کے سب ضلوا و اضلوا کے مصداق ہو جائیں گے۔

پھر یہ کہ علامہ مقدسی کے قول بل ندل علیہ الخواص سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عوام کو اس کے جواز کی خبر بھی نہ دینی چاہیے صرف خواص کو مفتی بطور خود خفیۃً اجازت دے سب سے بڑا خطہ یہ ہے کہ اس قسم کے فتویٰ سے عوام میں ایک اور فساد پیدا ہوگا کہ شریعت بھی دو قسم کی ہے ایک خواص کے لئے اور ایک عوام کے لئے اور اس کے مسائل بھی خاص و عام ہیں اور یہ تصور متضمنِ فسادات غیر متناہیہ ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ احتیاطِ اظہر حکم فتویٰ ناجائز ہے اور اس کی اجازت عامہ تمام فقہاء کے اقوال کے خلاف اور اجازتِ خاصہ علی الاعلان بھی تصریحاتِ محققین کے خلاف ہے پس احتیاطِ اظہر کے جو فتوے علی الاعلان شائع ہوئے ہیں اور متضمنِ اجازتِ عامہ ہیں وہ سب مذہبِ حنفیہ کے خلاف ہیں سب فقہ حنفیہ معتبرہ میں ان کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔ ہذا واللہ اعلم بالصواب۔
محمد کفایت اللہ عفی عنہ

قصبہ میں جمعہ اور احتیاطِ اظہر کا حکم

(اخبار المجمعۃ مورخہ ۴۲ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک قصبہ ضلع لدھیانہ میں ہے وہاں جمعہ کے بارے میں اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد احتیاطِ اظہر پڑھنی چاہیے کوئی انکار کرتا ہے جمعہ کے بعد کی سنتوں کے متعلق بھی اختلاف ہے؟

(جواب ۳۵۰) اس قصبہ میں جمعہ پہلے سے ہوتا چلا آتا ہے تو پڑھتے رہے اور احتیاطِ اظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں جمعہ کے بعد چار سنتیں ایک سلام سے پھر دو سنتیں کل چھ سنتیں پڑھنی چاہئیں۔ (۱) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

(۱) ونفع فرصاً فی القصصات والقری الکبیرۃ الی فیہا أسواق الح (رد المحتار باب الجمعة ۲/۱۳۸ ط سعید) و ذکر فی الأصل (اربع قبل الجمعة وأربع بعدها) و ذکر الطحاوی عن ابی یوسف أنه قال یصلی بعدها ست یعنی أن یصلی أربعاً ثم رکعتین الح (مدنغ فصل فی صلاة المسونة ۱/۲۸۵ ط سعید و حلی کبیر باب صلاة الجمعة ص ۳۸۸ ط سہیل)

فصل دوم - شرائط جمعہ

تصہ جس میں تھانہ یا تحصیل ہو، جمعہ کا حکم

(سوال) ایک ہستی موضع ٹینک سرائے سے ۱۵ میل مغرب کی طرف سب سڑک واقع ہے جو آبادی کے لحاظ سے تخمیناً چوبیس پچیس سو فی مردم شماری ہے گاؤں مسلمانوں کا ہے پانچ مسجدیں ہیں سب مسجدوں میں پہنچانہ نماز بھی اترام سے ہوتی ہے تھانہ نواخانہ اور سرکاری مدرسہ بھی ہے عید کا وہ بھی موجود ہے باقی ضروریات بھی قریب قریب پوری ہو جاتی ہیں محض صاحب نماز روزے کے مسائل بھی جانتے والے موجود ہیں اگرچہ علم عربی کے ماہر نہیں اس ہستی میں ہمیشہ سے جمعہ ہوتا ہے اب کچھ عرصہ سے بعض لوگوں نے جمعہ پر حنترک کر دیا ہے اور کہتے ہیں کہ گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا اب گزارش ہے کہ کیا ہمارے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۵۱) جس گاؤں میں تھانہ یا تحصیل ہو وہ عموماً بڑا ہی ہوتا ہے جس جب کہ مذکورہ گاؤں میں تھانہ موجود ہے تو یہ قصبے کے قسم میں ہے اور اس میں جمعہ جائز ہے (۱) محمد کثیت اللہ کان اللہ

دیسات میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) ایک بڑا گاؤں جس کو اہل ملاتہ یعنی اس کے گرد و نواح والے بڑا گاؤں جانتے ہیں اور آپ ہی اس کی اس وقت ۱۲۵۴ آدمی شمار میں آئی ہے ایک مدرسہ اور کئی مسجدیں بھی اس گاؤں میں ہیں آیا ایسے گاؤں میں عند التقما جمعہ و عیدین جائز ہے یا نہیں؟ دعوہ اتوجروا

(جواب ۳۵۲) دیسات میں جمعہ پر حنترک ہونے کے خلاف حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ منجملہ شرائط صحت جمعہ کے مصر جامع یا فناء مصر ہے اور مصر جامع وہ جگہ ہے جس میں بازار سڑکیں اور ایسا حاکم موجود ہو جو طلبہ کے اعتبار سے ظالم سے مظلوم کا انصاف لے سکے۔

اما المصر الجامع فشرط وجوب الجمعة و شرط صحة اداءها عدد اصحابها حتى لا تحب الجمعة الا على اهل المصر و من كان ساكنا في توابعه وكذا لا يصح اداء الجمعة الا في المصر و توابعه فلا تحب على اهل القرى التي ليست من توابع المصر ولا يصح اداء الجمعة فيها (۱) (بدائع ص ۲۵۹ ج ۱) وروی عن ابی حنیفہ انہ بلدة کبيرة فيها سکت واسواق ولهار سابق وفيها وال يقدر على انصاف المظلوم من الظالم بحشمه و

(۱) و عبارة الفهستاني تقع فرصا في القصصات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق (رد المحتار: باب الجمعة ۱۳۸ ط سعد) لأن الامير والفاقي الذي شاه القدرة على تنفيذ الأحكام وإقامة الحدود لا يكون إلا في بلد كذلك (رد المحتار: باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعد)

(۲) (بدائع فصل في بيان شرائط الجمعة ۲۵۹/۱ ط سعد)

علمہ او علم غیرہ والناس یرجعون الیہ فی الحوادث وهو الاصح ۱ (بدائع ص ۲۶۰ ح ۱) وقال فی العالمگیریۃ: ولا دانہا (ای الجمعة) شرائط فی غیر المصلی منها المصر کذا فی الکافی والمصر فی ظاہر الروایۃ الموضع الذی یکون فیہ مفت وقاص یمیم الحدود و یفقد الاحکام و بلغت انتہی انبیۃ منی ہکذا فی الظہیریۃ و فتاوی قاضی خاں و فی الخلاصۃ و علیہ الاعتماد کذا فی التارخانیۃ و معنی اقامۃ الحدود القدرۃ علیہا ہکذا فی العنایۃ و کما یجوز اداء الجمعة فی المصر یجوز اداؤها فی فناء المصر وهو الموضع المعد لمصالح المصر متصلاً بالمصر۔ انتہی ۱۰۰ (ص ۱۵۳ ج ۱) پس جو مقام کہ خود مصر ہو یا توابع مصر سے ہو اس میں جمعہ جائز ہے اور جو مقام ایسا نہیں ہے اس میں جمعہ جائز اور صحیح نہیں ہے توابع مصر وہی جگہ ہو سکتی ہے جس سے مصر کے تحقیقات درست ہوں اور ضروریات مصر وہاں سے نیم پہنچی جاتی ہوں ان دو جگہوں کے وہ کسی اور جگہ کے باشندوں پر جمعہ فرض بھی نہیں اور نہ ان کے او کرنے سے اور ان دو جگہوں میں جمعہ صرف ان جگہوں میں جائز ہے جہاں کوئی حاکم مجاز بتا ہو کسی ایسی سستی میں جہاں کوئی حاکم مجاز نہ ہو جمعہ صحیح نہیں اور نہ وہاں کے باشندوں پر جمعہ فرض ہے لیکن اگر کسی جگہ پہلے سے ہو تا چلا آتا ہے اور اب موقوف کرنے سے فتنہ پیدا ہوتا ہے جیسا کہ میوات و پنجاب کے بعض دیہات کے متعلق سن گیا ہے کہ وہاں جمعہ موقوف کیا گیا تو لوگوں نے پہچان نہ نماز بھی چھوڑ دی تو ایسی صورت میں اس کا بند کرنا بھی منسب نہیں کیونکہ نماز چھوڑ دینے سے تو یہی بہتر ہے کہ جمعہ پڑھیں اس لئے کہ جمعہ حسب اختلاف روایات یا اختلاف مجتہدین ایسی جگہ پڑھنا جائز تو ہے اور ترک صلوٰۃ سخت کبیرہ ہے۔

واستشهد له بما فی النجیس عن الحلوانی ان کسالی العرام اذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا یمنعون لا یہم اذا معوها ترکوها اصلاً واداءها مع تجویز اہل الحدیث لیا اولی من ترکها اصلاً (رد المحتار) (باب العیدین) مطلب یطلق علی الریۃ وبالعکس ص ۱۷۱ ج ۲ (ایم سعید)

تحقیق جمعہ فی القرئی اور مصر و قریہ کی تعریف

(سوال) (۱) عند اختلاف جو جمعہ کے واسطے مصر کی قید ہے اس سے یہی عرفی مصر مراد ہے یا اور چہ؟
اگر عرفی ہے تو قصبات اور بڑے گاؤں میں جمعہ درست نہ ہوگا کیونکہ ان کو عرف میں شہر نہیں کہا جاتا حالانکہ فقہان ہر دو میں جمعہ درست کہتے ہیں تعریف مصر میں فقہاء کے کس قدر اقوال ہیں؟ اور مختار

(۱) (ایضاً حاشیہ گذشتہ صفحہ ۲۶۰/۱) -----

(۲) (الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة ۱/۱۴۵ ط ماحدیہ)

متاخرین مثل صاحب شرح وقایہ ودر مختار وخطاوی و بحر العلوم وغیرہ کیا ہے؟
(۲) قصبہ وقریہ کبیرہ اور قریہ کبیرہ و صغیرہ میں ماہ انفرق کیا ہے؟ اس کو سبط کے ساتھ تحریر فرمائیں
جس سے شہر قصبہ قریہ کبیرہ و قریہ صغیرہ میں تین فرق معلوم ہو جائے۔

(۳) مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی اور بحر العلوم مولانا عبدالحی حنفی تھے یا غیر مقلد؟ اول الذکر مصنف شرح
مؤطا میں شہر اور قریہ دونوں میں جمعہ واجب کہتے ہیں اور مؤخر الذکر ارکان اربعہ میں کہتے ہیں۔ فالقابل
للفتنی فی مذهبنا الروایۃ المختار للبلخی

(۴) کیا شرطیت سلطان و مصر میں اختلاف فاضل اس امر کی دلیل نہیں کہ یہ دونوں قطعی نہیں ہیں
حنفی ہیں جیسا کہ بحر العلوم اور مولانا محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں فیوض قاسمیہ میں ہے "اگر کسے درویش
جمعہ قائم کند دست و گریبان نش زند کہ شرط مصر حنفی است بل ہم ضعیف" ایسی صورت میں تمام مشروط
جمعہ موجود ہوں اور صرف مصریت مروی نہ ہو تو جمعہ بحر ہے ظہر پڑھنے سے یا اس کا مکس؟ (۵)
الجمعة واجبة علی کل قرية اس حدیث کو حدیث مد سیدوٹی نے جامع صغیر میں اور مولانا شاہ ولی اللہ نے
جنت اللہ الباقیہ میں نقل کیا ہے یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف یا موضوع؟ نیز اس سے مولانا شاہ ولی اللہ کا
استدلال علی وجوب الجمعة فی القری صحیح ہے یا نہیں

(۶) ایسے گاؤں میں جس پر حنفی فقہاء کی بیان کی ہوئی تقریظوں میں سے کوئی نہ کوئی تعریف صادق آتی ہو
جمعہ پڑھنے والے غیر مقدمہ ہو جاتے ہیں یا نہیں؟ جو شخص حنفی لہذہب عالم کو صرف ایسے گاؤں میں
جمعہ پڑھنے سے غیر مقلد کہہ کر اوٹوں کو اس کی طرف سے بدگمان کرے وہ کیسا ہے؟ جب کہ مولانا
محمد قاسم مولانا محمد یعقوب و حاجی امداد اللہ مہاجر کی و مولانا عبدالحق دیوبندی وغیرہم دیہات میں جمعہ
پڑھتے رہے ہیں کیا یہ سب حضرات دیہات میں جمعہ پڑھ کر گنہگار ہو گئے؟

(۷) جس مقام میں تین مسجدیں ہوں اور وہاں کی بڑی مسجد میں مکلف بالجمعہ مسلمان نہیں ہو سکتے ہیں
تینوں مسجدوں میں بھی نہیں ہو سکتے اور چار پانچ دکانیں بھی ہوں جن سے ضروری اشیائے خوردنی و
پوشیدنی دستیاب ہو سکیں جمعہ درست ہے یا نہیں؟ مختار شرح وقایہ ودر مختار وخطاوی و بحر العلوم کے
موافق اگر نہ کوہ بالا گاؤں والے جمعہ پڑھ رہے ہوں اور وہاں دوسری مسجد میں چند آدمی ازراہ نفس نیت و
تعصب اسی وقت بالقابل اپنی عینہ اذان و اقامت کہہ کر ظہر کی نماز جماعت سے پڑھیں جس سے
تفرقہ پیدا ہوتا ہے ان دو چار آدمیوں کا یہ فعل کیسا ہے؟ حالانکہ مجلس الامیرار میں ہے لو صلیت
الجمعة فی القرية و کنت فیہا یلزمک ان تحضرھا الخ سب سوالات کے جوابات شرح اور
مدلل حوالہ کتب تحریر فرمائیں۔ خاکسار حافظ امام الدین

(جواب ۳۵۳) حضرت طائی کے قول میں لفظ مصر موجود تھا اور اشتراط مصر میں یہی قول حنفیہ کا ماخذ
ہے مصر اگرچہ عرف میں معروف اور معلوم المر لو لفظ تھا مگر فقہائے حنفیہ نے اس کی تعریف بیان کی ہے

اور تعریفیں مختلف عبارتوں میں ہوئیں اس لئے تعین مراد میں اختلاف ہو گیا چونکہ بعض تعریفیں ایسی بھی تھیں جو قصبہ اور قریہ کبیرہ پر صادق آتی تھیں اس لئے فقہاء نے قصبہات و قریات کبیرہ کو مصر میں داخل کر دیا مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ مصر اور قصبہ اور قریہ کبیرہ کو شرعاً تین چیزیں قرار دیکر تینوں میں جہد جائز قرار دیا۔ یہ مطلب یہ تھا کہ چونکہ مصر کی تعریف قصبہات و قریات کبیرہ پر صادق آتی اس لئے یہ تینوں شرعاً مصر قرار پائے اور جہد کے جواز کا حکم دیا گیا۔

اب یہ بات کہ حنفیہ کا اصل مذہب کیا ہے تو یہ بات صاف صاف ہے کہ اصل مذہب جو متون میں منقول ہے وہ یہی ہے کہ جہد کے لئے مصر شرط ہے پس جو مقام کہ مصر قرار پائے گا وہاں جہد جائز ہوگا (خواہ وہ عرف میں شہر، گاؤں یا قصبہ یا بازاروں) مصر کی کوئی تعریف معتبر ہے؟ تو معتبر تعریف تو وہی ہے جو امام ابو حنیفہ سے با اختلاف عبارات منقول ہے اگرچہ بہت سے متاخرین نے مالا یسع اکثر مساحدہ اہلہ کو اختیار کیا ہے مصر کی شرط بے شک حنفی ہے لیکن حنفیہ کے اصل مذہب میں مصر کا شرط ہونا ظنی نہیں ہے اور ایک ظنی حیثیت حنفی ہونے کے اس کا انکار نہیں کر سکتا حضرت شاہ ولی اللہ فروع میں مذہب حنفیہ کے قبیح تھے لیکن چونکہ وہ ایک مجتہد اور محقق عالم تھے اس لئے انہوں نے چند مسائل میں حنفی مذہب کے خلاف بھی اخصار رائے کیا ہے اسی طرح مولانا جعفر العلوم سے چند مسائل میں حنفیہ کا خلاف کرنا منقول ہے ان بزرگوں کے قول کا یہ مطلب ہے کہ شرط مصر ہمارے نزدیک ضروری نہیں اگرچہ حنفی مذہب اس کے اشتراط کی تصریح کرتا ہے یہ مطلب نہیں کہ حنفیہ کے مذہب میں مصر شرط نہیں ہے (۱)۔

پس اگر کوئی حضرت شاہ ولی اللہ کے اس قول کے موافق عمل کرے یا فتویٰ دے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے اس مسئلے میں اپنے امام کی تقلید چھوڑ کر شاہ ولی اللہ صاحب یا مولانا جعفر العلوم کی تقلید کی ان دونوں بزرگوں نے اس میں امر حنفیہ کے اصل مذہب سے عدول کیا تو حنفی ہونے سے نہ نکلیں گے کیونکہ ان کا تبحر اور درجہ تحقیق بہت اعلیٰ ہے۔

حدیث الجمعة واجبة علی کل قریة مجتہد اس کی سند اور مرفوع یا موقوف ہونے کا علم نہیں ۱۰ گاؤں میں (جس پر مصر کی کوئی تعریف صادق آتی ہو) جہد پڑھنے والوں کو غیر مقدم نہیں کہ جاسکتا زیادہ سے زیادہ ان کے فعل کو مروج نہ کیا جاسکتا ہے چونکہ ایسے گاؤں کے مصر ہونے نہ ہونے میں

(۱) (الدر المختار) باب الجمعة ۱۳۷۲ طبع سعید

(۲) ویشرط لصحتها سعة الماء (الدر المختار) باب الجمعة ۱۳۷ طبع سعید

(۳) حضرت نے حدیث "مروءة" میں کل قریة کے تحت یہ بات بیان فرمائی کہ فی سائر ارضیہ و شعوبہا ہے الحدیث مع ضعف رواہ مصطفیٰ عبد فلا ینھض لا حتجاج بہ (مس دار فطنی) باب الجمعة علی اهل القرية ص ۷ ط دار نشر الکتاب الاسلامیہ لاہور اسی طرح سن بی بی میں حدیث الحدیث عبد اللہ متروک و معاویہ بن جحش صعیف ولا یصح هذا ان الزهری وفد روی فی هذا الباب حدیث فی الخمیس لا یصح، ص ۱۷۹ طبع السیة بیرون بوھر گیت ملتان)

اختلاف ہے اس لئے جمعہ پڑھنے والے اور ظہر پڑھنے والے دونوں باطل ہیں کوئی دوسرے کی تنسیخ یا تنسیق نہیں کر سکتا ہاں ہر ایک اپنے فعل کو رائج اور دوسرے فعل کو مروج ثابت کرنا چاہے تو کر سکتا ہے نفسانیت امر مخفی ہے اس کا اہرام کوئی دوسرے پر نہیں لگا سکتا۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

تین ہزار کی آبادی اور فوجی چھانوٹی والی جگہ جمعہ

(سوال) کسولی ایک پہاڑی مقام ہے فوجی چھانوٹی ہے مجموعی آبادی قریباً تین ہزار ہے مسلمانوں کی آبادی قریباً ایک ہزار ہے یہاں ایک ہی مسجد ہے کیا اس مسجد میں نماز جمعہ کامل اجر و ثواب کے ساتھ ہو سکتی ہے؟^۱ محض لوگوں کا ذیل ہے کہ ایک بستی میں ایک سے زائد مساجد ہوں تب نماز جمعہ جامع مسجد میں ہو سکتی ہے ورنہ نہیں اگر یہ خیال صحیح ہے تو کیا جمعہ کے دن نماز ظہر کی ادائیگی پر الکفار لینا چاہیے؟

(جواب ۳۵۴) جمعہ کے جواز کے لئے یہ ضروری نہیں کہ متعدد مساجد ہوں جب نماز جمعہ جامع مسجد میں ہو سکے بستی پر مصر کی تعریف صادق آتی چاہیے کسولی اپنی تعداد آبادی اور فوجی چھانوٹی ہونے کے لحاظ سے اس کی قابلیت رکھتی ہے کہ اس میں نماز جمعہ پورے ثواب کے استحقاق کے ساتھ ادا ہو لہذا اس میں جمعہ کی نماز جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

مسجد کے قریب جماعت خانہ بنانا

(سوال) ایک قصبہ میں زمانہ قدیم سے سب اہل اسلام ایک مسجد میں نماز جمعہ پڑھتے تھے چند دنوں سے ایک فرقہ ذاکرین کا آیات انہوں نے ایک جگہ ذکر و شغل اور حلقے کے لئے مقرر کی ہے جسے وہ زاویہ کہتے ہیں یہ لوگ مسجد قدیم میں جمعہ کی نماز پڑھنے نہیں آتے بلکہ اسی زاویہ میں نماز جمعہ ادا کرتے ہیں ان کے اس فعل سے مسجد کی جماعت میں بہت کمی واقع ہو گئی ہے آئندہ عید کی نماز بھی وہ لوگ اسی زاویہ میں ادا کریں گے مسجد کی جماعت کم کرنے کی غرض سے وہ دو گز زاویہ میں ہمیشہ جماعت کرتے ہیں آیات انہوں کی نماز جمعہ و عید وغیرہ اس جگہ ادا ہو سکتی ہے یا نہیں ادا ہو سکتی ہے تو ثواب مسجد و جماعت سے محروم ہوئے یا نہیں؟ اور جب کہ مسجد کی جماعت کم کرنے کی غرض سے انہوں نے یہ فعل کیا ہے تو ان کے زاویہ پر احکام مسجد ضرار کے حاکم ہوں گے یا نہیں؟ اور اتوراوا

(جواب ۳۵۵) اگر ان کے اقرار یا قرآن قویہ معتبر دے ان کی یہ نیت ثابت ہو جائے کہ مسجد کی

۱، رتبع ہر صافی الفصاحات والقری الکسره الی فیہا اسواق الحج (رد المحتار: باب الجمعة ۲ ۱۳۸ ط سعید)
۲، بلاد کسره فیہا سکنت واسواق ولہا و سابق الحج (رد المحتار: باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید)

جماعت کم کرنے کے لئے انہوں نے یہ فعل اختیار کیا ہے تو ان کی جماعت پر حرام ہونے کا حکم کیا جائے گا اور اگر اس نیت کا ثبوت کافی طور پر موجود نہ ہو تو وجہ ورت واقع میں اس نیت کے ہونے کے کبرایت تحریمی لازم ہے اور اگر نیت مذکورہ نہ ہو تو نہیں البتہ زاویہ میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب بہر صورت نہ ملے گا اسی طرح اگر جماعت تقلید سے نماز پڑھیں تو جماعت کثیرہ کے ثواب سے محروم رہیں گے تعمیل جماعت مکروہ تحریمی ہے تاخیر مشائف لیل پر مکروہ تحریمی اسی وجہ سے ہے۔ فان احراها الی ماراد علی الصف کرہ لتقلیل الجماعة (درمختار) قوله کرہ اسی تحریم (رد المحتار) ۱ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ شغلہ

فتنہ کے خوف سے جمعہ جاری رکھنے کا حکم

(سوال) ملک برما میں شرمائڈ سے ۳۲ میل کے فاصلے پر ایک قصبہ چوکی نام کا ہے اس قصبہ سے تین چار میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے جس کا نام لیپان ہے گاؤں اور قصبہ کے درمیان کھیت اور جنگل ہیں اس گاؤں میں کافر سرکاری طرف سے ایک نائب ہے جسے بری زبان میں جی کہتے ہیں وہ مسلمان ہے اور ایک عالم ہے آبادی مسلم وغیرہ مسم چودہ سو نفوس ہیں اس گاؤں میں ایک مسجد ہے جس کی لمبائی ۳۰ ہاتھ اور چوڑائی ۲۴ ہاتھ ہے وہاں پر اسے زمانے سے جمعہ ہوتا ہے اب یہ چرچا ہوا کہ مذہب خفی میں گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا اب دوسرے ہو گئے ہیں ایک گروہ جو ترک جمعہ کا قائل ہے اپنی دلیل میں پھنسی کوہر ص ۹۲ اور فتویٰ عائینی ص ۲۰۴ اور فتویٰ امدادیہ جلد اول ص ۹۰ اور تحفہ فتاویٰ امدادیہ جلد اول ۳۲ اور ترجیح الراجحہ دوم ص ۱۷۱ کے حوالے پیش کرتا ہے آپ کے نائب مفتی صاحب نے فرمایا ہے کہ ”اگرچہ چھوٹے گاؤں میں موافق مذہب خفی کے جمعہ نہیں ہوتا ہے لیکن جس گاؤں میں قدیم سے جمعہ قائم ہو تو وہ کب نہیں چاہیے“ اپنے مذہب کی پابندی سے اور روک دینے سے مفاسد عظیمہ میں پڑ جانے کا خوف و خطر اظہار غالب ہوتا ہے لہذا اس ضرورت کی وجہ سے اپنے مذہب کی پابندیوں کو چھوڑ دینا جائز ہے۔ ہاں نہ پڑھنے والوں پر معترض بھی نہ ہونا چاہیے“ حبیب الرحمن عینی عند نائب مفتی مدرسہ امینیہ ڈوبلی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ چھوٹے گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا ہے مگر روکنا نہیں چاہیے نہ روکنے کی صورت میں جو لوگ جمعہ پڑھیں گے ان کا فرض ادا ہو جائے گا نہیں اگر نہیں ہوگا تو کیا ہوگا؟

جس جگہ نماز جمعہ فرض نہیں ہے وہاں جمعہ پڑھنے سے اپنے مذہب کے لحاظ سے چند مہربانیاں کا ارتکاب لازم آتا ہے لول فعل کی جماعت۔ دوم نوافل نماز میں جہر مسموم غیر لازم کا التزام چہارہ ترک

گاؤں جس کے لوگ مسجد میں نہ سما سکیں، جمعہ کا حکم

(سوال) گاؤں میں جمعہ پڑھنے سے گناہ لازم تو نہیں آتا اور ظہر اس کے ذمہ سے ساقط ہوتی ہے یا نہیں؟ اور وہ جو مصر کی تعریف، شہنشاہیہ، قادیہ میں لکھی ہے، معتبر ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۴ عبدالعزیز حسین پور ڈاکخانہ کلیانپور۔ ضلع جاندھ

۱۵ شوال ۱۳۵۲ھ ۳۱ جنوری ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۵۸) اگر آپ کے موضع میں عرصے سے جمعہ جاری ہے اور متعدد مساجد یعنی وہاں سے زائد مسجدیں ہوں اور ان میں سے بڑی مسجد میں موضع کے مکلف بالجمعہ اشخاص نہ سانسکیں تو وہاں جمعہ پڑھنے میں مشافقت نہیں اور فرض ظہر ذمہ سے ساقط ہو جائے گا شرح وقایہ کی یہ تعریف قابل عمل ہے۔۔۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له

جس گاؤں میں سو برس سے جمعہ ہوتا ہو

(سوال) ایک گاؤں جس کے اندر دینار سو گھر ہندو مسلمانوں کے ہیں چند چھوٹی چھوٹی دکانیں مریقی سالہ کی ہیں بازار اس گاؤں سے تین میل کے فاصلے پر ہے اور یہاں پر قریب ایک سو برس سے جمعہ ہوتا ہے۔ آیت ہے لیکن ایک مودی صاحب آرم ہم لوگوں کو حدیث و مسئلہ سے سمجھا کر گاؤں میں مطلق جمعہ لکھی مذہب میں جائز نہیں اب ہاں میں ایک جماعت جمعہ پڑھتے ہیں اور ایک جماعت ظہر پڑھتے ہیں اب ہاں میں جماعت میں نمبر ہوتا ہے لیکن اگر بزرگ صاحب کے یہ کہنے پر کہ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب جو جمعیت علما و بندگان کے صدر ہیں اور تمام مسلمان آپ کو بزرگ عالم مانتے ہیں اور وہ اجازت دیدیں گاؤں میں جمعہ پڑھنے کی تو ہم سب متفق ہوں گے۔

المستفتی نمبر ۱۱۹ احمد الہی صاحب محلہ سر وہا پور ڈاکخانہ خوردہ ضلع پوری۔

۲۵ شوال ۱۳۵۲ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۵۹) اگر اس مذہب ایک سو برس سے جمعہ کی نماز ہوتی ہے تو اسے ہند نہ کرنا چاہیے کہ اس کی بندش میں دوسرے فتن و فسادات کا اندیشہ ہے جو لوگ نہ پڑھیں ان پر بھی اعتراض اور طعن نہ کرنا چاہیے وہ اپنی ظہر کی نماز پڑھ رہے ہیں اور جو جمعہ پڑھتے ہیں وہ جمعہ پڑھ لیا کریں۔۔۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له و علی

۱۔ و عند البعض موضع اذا اجمع منه في اكثر مساجده لم يسمعهم فاختار المصنف هذا القول وما لا يسمع كبر مساجده اخص مصر وانما احتار هذا القول دون تفسير الاول لظهور التواني في احكام الشرع اسرح لوفده باب الجمعة ۱۹۸/۱ ط سعد

۲۔ واستشهد له بما في الحسب عن النجاشي ان كسالي العواد اذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا يسمعون منهم اذا دعوا تركوها اصلا زادوه مع محبوبين الحديث لينا ابوي من تركها اصلا لا يرد المحرم من العبدین ۱۷۱/۲ ط سعد

چھوٹی بستی میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) اس جگہ ہمارے قریب تحصیل گوہر جو کہ ایک معقول قصبہ ہے دو مسجدیں ہیں اور دونوں میں نماز جمعہ ہوتی ہے ہر دو امام صاحب یہاں ایک مصنوعی مزار کے پجاری ہیں اور اس کی آمدنی سے گزر اوقات کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں طوائفوں کا کھانا بھی بڑی خوشی و دلچسپی سے نوش فرماتے ہیں اور ناچ رنگ آتش بازی سے بھی قطعی پرہیز نہیں اور خود اپنی تقریبوں میں بھی طوائفوں کو بلاتے ہیں اور آتش بازی بھی استعمال کرتے ہیں۔ حدود نمازیں ایک مسجد میں تقریباً آٹھ دس نمازی دوسری میں پندرہ بیس نمازی جمعہ میں شرکت کرتے ہیں نمازی سب کے سب بے علم ہیں اور امام صاحب بھی تقریباً ایسے ہی ہیں کیا ان صورتوں کے ہوتے ہوئے نماز جمعہ ادا کریں یا نظر؟ نیز بندہ اپنے پورے فاضل پور میں رہتا ہے جہاں ہم صرف پانچ مسلم آباد ہیں صرف دو گھروں کے مگر جمعہ کے دن اور عید کے دن اور مرد کے مسلم صاحبان و جب ہونے مسجد کے جمع ہوجاتے ہیں کیا ہم نماز جمعہ اور عید ادا کریں یا نہیں؟ اور ہماری مسجد میں پانچوں وقت نماز کے لئے اذان ہوتی ہے۔

المستفتی نمبر ۲۱۰ محمد عبدالحمید میندار فاضل پورہ ریلوے اسٹیشن۔ گوہر روڈ۔ ریاست گوانیار

۳۰ شوال ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۵ فروری ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۶۰) ایسی صورت میں اگر ان اماموں کی جگہ کوئی اور بیہر اور متدین اور مسائل سے واقف شخص کو امام مقرر نہیں کیا جاسکتا تو آپ کے لئے بہتر ہے کہ اپنے گاؤں میں نماز ظہر باجماعت ادا کریں کیونکہ آپ کا گاؤں بہت چھوٹا ہے اور بعد پڑھنے کے قابل نہیں ہے (محمد کفایت اللہ کان اللہ)

بستی والوں کا شہر جا کر جمعہ پڑھنا

(سوال) ہمارے گاؤں سے کوئی شہر یا قصبہ سات کوس سے کم نہیں اس لئے جمعہ کی نماز سے محروم رہتے ہیں گاؤں سے دو کوس فرید پور ایک اوسط درجے کی بستی ہے وہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہے اس میں دو مسجدیں ہیں ایک شیعوں کی دوسری سنیوں کی گاؤں میں صرف ایک آدھ مکان پر کچھ پہاڑی اہل جات ہیں اور ایک نامکمل سی دکان چٹاری کی بھی ہے مٹھائی یا ہنری وغیرہ کی کوئی دکان نہیں برست ڈھائی کوس پر ہے۔ وہاں بھی جمعہ کی نماز ہوتی ہے برست میں چھ سات مسجدیں ہیں مگر سب شیعوں کی ہیں انہوں نے ایک مسجد سنیوں کو دی ہوئی ہے اسی میں جمعہ ہوتا ہے اور جب چاہتے ہیں چھین لیتے ہیں دوسری ۱۰۔ لیتے ہیں مگر برست میں سوائے ہنری کے ضروریات کی سب چیزیں ملتی ہیں اور آبادی دونوں حصوں کی تقریباً سیسائی ہے کیا ہم ان دونوں حصوں میں نماز جمعہ پڑھ سکتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۹ شہزاد خان سب انسپٹر پولیس موضع ٹرہی ہرل ڈاکخانہ گھر وندہ ضلع کرنال

۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۶۱) ان دونوں مقاموں میں سے کسی ایک جگہ جا کر جمعہ کی نماز ادا کر سکتے ہو (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کی تنگی کی وجہ سے میدان میں جمعہ پڑھنا

(سوال) اُمر الوداع کو چہ کثرت آدمیوں کے جمعہ کی نماز عید گاہ یا حدود شہر میں اور جگہ پڑھی جائے جامع مسجد کو چھوڑ کر کیا یہ جائز ہے؟ اور ثواب میں کمی تو نہیں ہوگی؟ اس جگہ دو باتیں قابل غور ہیں ایک تو جامع مسجد کو چھوڑنا دوسرے ثواب وغیرہ میں کمی مہربانی فرما کر اپنی رائے بیان نہ کریں بلکہ کتاب کا حوالہ دیں ہاں اگر کتابوں میں یہ جزی موجود نہ ہو تو پھر اپنی رائے پیش فرما سکتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۲ مولوی محمد ثم خطیب جامع مسجد سرگودھا۔ ۱۹ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ ۶ مارچ ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۶۲) کوئی جزی نہیں دیکھی۔ مگر مسجد کو چھوڑنا منسب نہیں ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جمال عرصہ سے جمعہ پڑھا جا رہا ہو

(سوال) ہمارے گاؤں جس میں تقریباً ایک سو ساٹھ گھر ہوں گے اور بالغ مرد و سوتلوں میں دو مسجدیں ہیں جمعہ پہلے سے جاری ہے تقریباً تین ساڑھے تین صفیں نمازیوں کی ہو جاتی ہیں اب ایک ماہ سے ایک مولوی صاحب نے آکر جمعہ بند کر دیا ہے اس دن سے ظہر کی اذان بھی سنائی نہیں دیتی کیونکہ ہمارے امام صاحب اور چند آدمی ذوال میں جمعہ پڑھنے چلے جاتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۳۵۴ نذر محمد (ضلع جنم)۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۲۵ جون ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۶۳) اس مقام پر پہلے سے جمعہ قائم تھا تو اب اس کو بند کرنا نہیں چاہیے جمعہ کی نماز دستور پڑھتے رہیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) و نفع فر صافی القصبات والقری الکورة لنی فیہا اسواق الحج (رد المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۳۸ ط سعید
(۲) و تودی فی مصر واحد بمواضع کثرة مطلق علی المذهب و علیہ الفتویٰ (التوسیر مع شرحہ باب الجمعة ۲ ۱۴۴ ط سعید) و شرط لصحتها سبعة اشياء الاول المصر الحج (القر المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید
(۳) و استشهد له بما فی الحسین عن الحلواني أن كسالى العوام إذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا يسمعون لا بهم إذا سمعوا تركوها أصلاً واد مع محبوب أهل الحفبت لها أولى من تركها أصلاً الحج (رد المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۷۱ ط سعید

ہندوستان میں جمعہ پڑھا جائے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں

(سوال) بعض لوگوں کا اعتقاد ہے کہ ہندوستان میں غیر مسلم حکومت کی وجہ سے جمعہ فرض نہیں دلیل کے طور پر کہتے ہیں کہ شہر کے اندر قاضی یا مفتی کا ہونا ضروری ہے جو شرعی حدود جاری رکھ سکتا ہو اور ہندوستان میں شرعی سزا نہیں دی جاسکتی اس لئے جمعہ فرض نہیں اور اس صورت میں چار رکعتیں نماز ظہر ضروری پڑھنی چاہئیں؟

المستفتی نمبر ۵۲۲ مؤذن صاحب مولروائی مسجد دہلی۔ ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ م ۸ جولائی ۱۹۳۵ء (جواب ۳۶۴) ہندوستان میں جمعہ کا فرض نہ ہونا صحیح نہیں جن شرائط کی بنا پر فرضیت جمعہ میں شک کیا جاتا ہے ان کا فیصلہ محققین فقہاء کر چکے ہیں اور جب کہ فرضیت جمعہ رائج ہے (۱) تو احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں ہے جمعہ بھی پڑھنا اور پھر احتیاطی ظہر بھی پڑھنا کوئی معنی نہیں رکھتا اور عام طور پر عقیدے کو بگاڑنا ہے اس لئے اس نماز کو روانہ دینا اور عوام کو تعلیم دینا کہ احتیاطی ظہر پڑھیں درست نہیں۔
فتاویٰ محمد کفایت اللہ کان اللہ

جمال کافی عرصہ سے جمعہ پڑھا جاتا ہو

(سوال) ایک ہستی میں ہمیشہ سے لوگ جمعہ پڑھتے ہیں اب ایک مولوی صاحب ہند کرنا چاہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اس ملک حرات میں چھوٹی چھوٹی ہندوؤں کی بسائی ہوئی ہیں اور ان میں پانچ یا سات گھر مسلمانوں کے ہوں وہاں جمعہ شروع کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۳۷ وی جی خلیل (ضلع بھروچ) ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ م ۲۳ جولائی ۱۹۳۵ء (جواب ۳۶۵) جن ہستیوں میں قدیم سے جمعہ پڑھا جاتا ہے اور جمعہ چھوڑنے سے لوگ نماز شروع کرتے ہیں چھوڑ دیتے ہیں ایسی ہستیوں میں جمعہ پڑھنا چاہیے تاکہ اسلام کی رونق اور شوکت قائم رہے اور جو لوگ کہ ایسے گاؤں میں جمعہ پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے وہ نہ پڑھیں ان سے جھڑا نہیں کرنا چاہیے پڑھنے والے بھی گناہ گار نہیں ہیں اور نہ پڑھنے والے بھی گناہ گار نہیں آپس میں اختلاف اور فتنہ و فساد پیدا کرنا حرام ہے ہاں جن چھوٹے گاؤں میں پہلے سے جمعہ قائم نہیں ہے وہاں قائم نہ کریں اور جمال پسے سے قائم تھا پھر چھوڑ دیا اور اس کی وجہ سے لوگوں نے نماز جمعہ چھوڑ دی وہاں پھر شروع کر دیں۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) فلو الولاء کفار، بحور لمسلمین، افامہ الجمعة وشیبہ القدسی، فہما تراوی المسلمین رد المحتار، باب الجمعة (۱۴۴ ط سعید) وفي البحر وقد ثبت مراراً لعدم صلاة الاربع بعد سنة آخر طهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الاحتياط في زمان الح، رد المحتار، باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید (۲) واستشهد له بما في التحسب على الحلواني، ان كسالي العوام، ص ۵ صواب الفجر عند طلوع الشمس لا يصحون لانيهم اذا صعدوا تركوها اصلاً وادافوا مع تحوير اهل الحديث، لد ولي من تركها اصلاً الح (رد المحتار، باب الجمعة ۱۷۱ ط سعید)

دھانی ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم

(سوال) مثل مظفر نگر میں ایک جگہ پھلت ہے جس کی موجودہ حالت حسب ذیل ہے کل تعداد اکیس سو آدمیوں کی ہے اشیائے ضروریہ دستیاب ہو جاتی ہیں چھ دکانیں پرچون کی ہیں دو بازار کی دو عمارتیں تین درزی کی۔ پانچ چھ دکانیں اور متفرق ہیں دس میارہ دکانیں قصبوں کی ہیں پانچ چھ تھیم میں حافظ پندرہ جس کے قریب ہیں مولوی پندرہ جس کے قریب ہیں ایک بازار بگٹہ وار یعنی بیٹھہ ہوتی ہے چار مسجدیں ہیں ایک ان میں سے جامع مسجد کے نام سے مشہور ہے یہ مسجد پہلے چھوٹی تھی لیکن جمعہ ہوتا تھا اور اس مسجد کی دوبارہ تعمیر کی گیا حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی نے اپنے دست مبارک سے نصب فرمائی ہے جو بڑے پیمانے پر تیار ہے ایک مدرسہ اسلامیہ ہے جو فیض الاسلام کے نام سے موسوم ہے ہفت فروش کی کوئی دکان نہیں ہے اور تھانہ، کھانہ، شفا خانہ، مدرسہ سرکاری ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں ہے پھلت میں ایک مہم سے جمعہ کا نمٹ ہے جس کی ابتدا معلوم نہیں ہے ایک صاحب مسکمی حافظ احمد صاحب جن کی عمر چوراسی سال ہے وہ یہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بوش سے یہاں جمعہ ہوتا دیکھ رہا ہوں حضرت مولانا شاہ ولی اللہ اور حضرت مولانا شاہ اہل اللہ رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں حضرات کی پیدائش پھلت کی ہے اور حضرت شاہ اہل اللہ کا تو قیوم ہمیشہ پھلت میں ہی رہا ہے حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت شاہ عبدالعزیز کی چونکہ یہاں قرامت تھی آمد و رفت کا سہ ضرور رہا ہوگا اس لئے خیال کیا جاتا ہے کہ ان حضرات نے بھی یہاں جمعہ پڑھا ہوگا اور اس زمانے کی آبادی کا حال چھ معلوم نہیں حضرت مولانا شاہ محمد عاشق صاحب و حضرت مولانا شاہ محمد فائق و حضرت مولانا شاہ محمد حبیب اللہ صاحب یہ تینوں حضرات بھی پھلت کے ہیں اس لئے خیال کیا جاتا ہے کہ ان حضرات نے بھی یہاں جمعہ پڑھا ہوگا حضرت مولانا ثواب قطب الدین خاں دہلوی، حضرت مولانا حمید الدین بھٹکی، مولانا محمد صاحب بھٹکی، مولانا عبدالقیوم بھٹکی، قاضی ریاست بھوپال، مولانا محمد ایوب بھٹکی، قاضی ریاست بھوپال، مولانا عبدالرب بھٹکی، مولانا عبدالعدل بھٹکی، مولانا محمد یحییٰ بھٹکی، قاضی ریاست بھوپال، مولانا فیض احمد بھٹکی، مولانا محمود احمد بھٹکی، مولانا محمد فیصل بھٹکی، مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا محمد یعقوب نانوتوی، شیخ المسند مولانا محمود الحسن دیوبندی، رہنما ائمہ نے یہاں جمعہ پڑھا ہے آخر قرب و جوار کی نعتوں کے آدمی پھلت میں آکر جمعہ و عیدین پڑھتے ہیں اور کشمیرات میں مساجد بھی نہیں ہیں اور وہاں کے مسلمان کفار کی رعایا رہتے ہیں جو حضرات یہاں پر جمعہ پڑھتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ یہاں بہت سے علمائے ہمارے آئے گرامی اوپر درج ہیں ان سے فعل ہمارے لئے سند ہے آخر چار ہوتا تو یہ حضرات کیوں پڑھتے دوسرے یہ کہ جس جگہ ایک مہم سے جمعہ پڑھا ہوا ہے بند نہیں کرنا چاہیئے ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ جب تیس سال تک نمازیں اچھی اور مسلمان حاکموں نے روکا نہیں تو اب کسی شخص کو روکنے کا اختیار نہیں ہے جو صاحب یہاں جمعہ نہیں پڑھتے وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک گاؤں میں جمعہ درست نہیں اور

پہلے بھی گاؤں ہی ہے چونکہ آبادی تھوڑی ہے طلی بذا القیاس بازار جس میں کل تیرہ دکانیں ہیں اور ایسی بستی جس میں تین ہزار آدمیوں سے کم ہوں اور بازار بھی نہ ہوں وہاں جمعہ درست نہیں ہے بہت سے علماء کی تحریرات سے ایسا ہی ثابت ہوتا ہے ذیل میں بعض علما کی تحریرات نقل کی جاتی ہیں۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ گنگوہی نے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے جو فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم میں مرقوم ہے وہ ہوندا۔ جس موضع میں دو ہزار آدمی ہندو مسلمان ہوں اس جگہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک جمعہ ادا نہیں ہوتا ہے اگر حضرت مولانا عزیز الرحمن نور اللہ مرقدہ مفتی دار العلوم دیوبند نے ایک استفتاء کے جواب میں ارغام فرمایا ہے وہ استفتاء جو ذیل میں لکھا جاتا ہے۔ استفتاء۔ جس آبادی میں مسجد نہ ہو وہاں جمعہ درست ہے یا نہیں؟ الجواب۔ اگر وہ بستی بڑی ہو مثلاً قصبہ یا بڑا قریہ ہو کہ تین چار ہزار آدمی وہاں آباد ہوں اور بازار ہوں تو اگرچہ وہاں مسجد نہ ہو جمعہ صحیح ہے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے ہنشتی گوہر میں تحریر فرمایا ہے ”مصر یعنی شریا قصبہ“ پس گاؤں یا جنگل میں نماز جمعہ درست نہیں ہے۔ البتہ جس گاؤں کی آبادی قصبے کے برابر ہو مثلاً تین چار ہزار آدمی ہوں وہاں جمعہ درست ہے“ حضرت مولانا ضیاء احمد صاحب مفتی مدرہ مظاہر علوم سارنپور نے ایک سوال کے جواب میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ ”قصبہ کی آبادی تین چار ہزار ہوتی ہے“ اور یہ کہنا کہ علماء کا فعل ہمارے لئے سند ہے غلط ہے کیونکہ کسی عالم کا فعل حجت شرعی نہیں ہے اور یہ کہنا بھی غلط ہے کہ جس جگہ ایک ۶ صہ سے جمعہ ہو رہا ہے اتنا بند کرنا نہیں چاہیے ضرور بند کرنا چاہیے اگر اس میں فی الحال شرائط صحت جمعہ مفقود ہوں یعنی وہ چھوٹا گاؤں ہو اب چونکہ وہ محل اقامت جمعہ نہیں ہے اور ایسی جگہ جمعہ پڑھنے کو فقہائے کرام و مجتہدین عظام مکرہ تحریمی فرماتے ہیں یہ امر دریافت طلب ہے کہ مقام مذکور میں نیت موجودہ نماز جمعہ و اعیاد عند اختلاف جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۵۰ حافظ محمد قاسم (پہلے) ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۷ جولائی ۱۹۳۵ء
(جواب ۳۶۶) (از مفتی اعظم) پھت کی یہ حیثیت جو سوال میں مذکور ہے اس کو قریہ کبیر و بناوینے کے لئے کافی ہے اس لئے اس میں اقامت جمعہ جائز ہے بالخصوص عرصہ دراز کا قائم شدہ جمعہ بند کرنا مفاسد کثیرہ کا موجب ہے اس لئے اس کو بند کرنا مصاح شرعیہ کے منافی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ (جواب) (از نائب مفتی صاحب) موضع پھت میں جمعہ کی نماز پڑھنی ہمار فتویٰ متاخرین فقہائے حنفیہ کے جائز ہے کیونکہ جو تعریف مصر کی متاخرین فقہائے حنفیہ نے کی ہے اور معنی یہ بھی اکثر فقہائے نزدیک تعریف ہے۔ المصبر وهو مالا یسع اکر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا وعلیہ فتویٰ

اکثر الفقہاء (مجتبى) لظہور التوائی فی الاحکام، تنویر الابصار و در مختار علی

(۱) ووقع فرصاً فی القضاة والقرى الكبيرة التي فيها اسواق الحج (رد المحتار، جمعة ۱۳۸۰۲ ط سعید)

(۲) (باب الجمعة ۱۳۸/۲ ط سعید)

ہامش رد المحتار ج اول ص ۵۸۹ تو اس تعریف مذکور کی یہ ہستی پھلت نظر ہر مصداق ہے اور اگر بالفرض مصداق نہ بھی ہو تو قدیمی جمعہ و احیاء قائم شدہ کو روکنا نہیں چاہیے۔

حبیب المرسلین عفی عنہ

تیس گھروں والے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) موضع امو کوٹ جس کی آبادی میں چونتیس گھر اور اکاون مزد مکلف تھے ہیں ایسا موضع بتا پور کہ موضع امو کوٹ سے تین پانچ سو ہاتھ فاصلے پر ہے اس میں تیس گھر ہیں اور ستاون مزد مکلف تھے ہیں ان سب آدمیوں کا پیشہ کاشتکاری ہے اور موسم ہر سات میں ہر موضع کے چاروں طرف پانی سے سیلاب ہو جاتا ہے جو بدون کشتی کے آمد و رفت دشوار ہے ہر موضع کے چاروں طرف زراعت اور تین طرف ندی بھی ہے اور دونوں موضعوں کے درمیان جو فاصلہ ہے چرگاہ ہے موسم ہر سات میں وہ بھی دو ڈھائی ہاتھ پانی نیچے پڑتا ہے اس آبادی میں کوئی بازار وغیرہ نہیں ہے اب علی الانفراد دونوں موضعوں میں جمعہ قائم کرنا اور درمیان کی چرگاہ میں علیٰ اجتماع عید گاہ بنانے کا نماز عید پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۹ چودھری محمد صفدر (ضلع سلت) ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۱۲ ستمبر ۱۹۳۵ء (جواب ۳۶۷) ان دونوں موضعوں میں جمعہ کی نماز حنفی مذہب کے موافق قائم نہ کرنا چاہیے لیکن اگر قدیم الایام سے ان میں جمعہ قائم ہو تو اسے بند بھی نہ کرنا چاہیے کہ دوسرے ائمہ کے مذہب کے موافق جمعہ ہو جاتا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان ائد لہ

جواب بالا پر اشکال اور اس کا جواب

(سوال) اس جواب حضرت والا کی جس عبارت کا مطلب پوری طور پر سمجھ میں نہیں آیا اس کے متعلق عرض ہے (۱) ان دونوں موضعوں میں جمعہ کی نماز (حنفی مذہب کے موافق قائم نہ کرنا چاہیے) عبارت مذکورہ افہام ناقصہ کے نزدیک دو معنی کے محتمل ہے اول یہ کہ ان مواضع میں اگر پہلے سے جمعہ قائم نہ ہو اب تو حنفی مذہب کے موافق اب جدید طور پر قائم نہ کرنا چاہیے (پھر لفظ نہ کرنا چاہیے کا مطلب مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی ہے یا حرام و نادرست)

دوسرے یہ کہ ان دونوں موضعوں میں جمعہ کی نماز حنفی مذہب کے موافق پڑھنا ہی نہیں چاہیے لیکن اگر پہلے سے وہاں قائم نہ ہو اب تو بھی اب یہ عدم صحت جمعہ فی القری کے ترک کرنا چاہیے) اس کا مطلب ترک افضل ہے یا واجب یا فرض)

اگر پہلے احتمال کو مواضع مذکورہ میں نیا طور پر قائم نہ کرنا اور قدیم الایام سے چلے آئے ولی نماز کو قائم رہنے دینا یہ حکم حنفی مذہب کے موافق ہے یا حنفی مذہب میں قدیم و جدید کا فرق نہیں رکھا گیا دوسرا احتمال مراد ہو تو اس حالت میں عبارت کے الفاظ سے وہ معنی صاف طور پر سمجھ میں نہیں آتا

(۲) ”لیکن اگر قدیم الایام سے“ ”تو اسے بند نہ کرنا چاہیے کہ دوسرے ائمہ کے مذہب کے موافق ہو جاتا ہے“ اس حالت میں اگر جمعہ کو قائم رکھا جائے تو ایک حنفی کے لئے اپنے مذہب کے موافق فرض نظر اور کرنا چاہیے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۶۱۰ محمد زاہد الرحمن (ضلع سہت)

۱۵ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ ۱۳ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۶۸) حنفی مذہب کے موافق قری یعنی دیسات میں جمعہ صحیح نہیں ہوتا اس لئے اگر کسی گاؤں میں پہلے سے جمعہ قائم نہیں ہے تو وہاں جمعہ قائم نہ کرنا چاہیے کیونکہ حنفی مذہب کے موافق اس میں جمعہ صحیح نہ ہو گا اور فرض ظہر جمعہ پڑھنے سے ساقط نہ ہو گا لیکن اگر وہاں قدیم الایام سے جمعہ قائم ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں یا یہ کہ اسلمی حکومت میں بادشاہ اسلام کے حکم سے قائم ہوا تھا تو حنفی مذہب کی رو سے بھی وہاں جمعہ صحیح ہوتا ہے اس لئے بند کرنا درست نہیں یا یہ کہ بادشاہ اسلام کے حکم سے قائم ہونا تھا تو نہیں یا یہ معوم ہے کہ مسلمانوں نے خود قائم کیا تھا مگر ایک زمانہ دراز سے پڑھا جاتا ہے اس صورت میں حنفی مذہب کے اصول کے موافق تو اسے بند کرنا چاہیے یعنی بند کرنا ضروری ہے لیکن چونکہ عرصہ دراز کے قائم شدہ جمعہ کو بند کر دینے میں جو فتنے اور مفاسد پیدا ہوتے ہیں ان کے لحاظ سے اس مسئلے میں حنفیہ کو شوافع کے مذہب پر عمل کر لینا جائز ہے اور جب کہ وہ شوافع کے مذہب پر عمل کرے جمعہ پڑھیں گے تو پھر ظہر ساقط نہ ہونے کے کوئی معنی نہیں مسئلہ مجتہد فیہ ہے اور مفاسد زائد عمل مذہب الغیر کے لئے وجہ جواز ہیں۔

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ له

کل آبادی کا مسلمان ہونا ضروری نہیں، مصر کی مفتی یہ تعریف

(سوال) جمعہ کے لئے جو مصر کی شرط ہے فقہانہ تو مصر کی مختلف تعریفیں کی ہیں مصر کی معتبر اور محقق تعریف تحریر فرمائیں مصر کی تعریف مقرر ہونے کے بعد یہ چیز بھی قابل دریافت ہے کہ مصر کے رہنے والے سب کے سب یا اکثر مسلمان لوگ ہوں یا مثلاً ایک شہر ایسا ہے کہ سب کے سب رہنے والے کفار ہیں مسلمانوں کے دس پندرہ گھر ہیں کیا یہ لوگ بھی وہاں جمعہ پڑھ سکتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۵۰ مولوی سراج الدین (ضلع ملتان) ۸ اذیقندہ ۱۳۵۴ھ ۱۲ فروری ۱۹۳۶ء

(۱) وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تحوز هي الصغيرة التي ليس فيها قص و مسر و خطيب كما في المصبرات (رد المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۳۸ ط سعید (و عن أبي حنيفة أنه بلدة كبيرة فليس سكك و اسواق و بهار سابق و فيها وال الحج (رد المحتار) جمعة ۲ ۱۳۸ ط سعید) والكي السبط أو مأمورة بأقامتها الحج (التنوير و شرحه) باب الجمعة ۲ ۱۳۹ ط سعید (السبع الأول لعدم من الإمام الحج (الدر المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۵۱ ط سعید)

(جواب ۳۶۹) فی حد ذاتہ تحقیق مصریت کے لئے تمام آبادی کا مسلمان ہونا یا اکثر کا مسلمان ہونا ضروری نہیں البتہ ظہر روایت کی تعریف کی بنا پر وہاں حکومت اسلامیہ قائم ہوئی شرط بہ شرطیت مصر میں فقہائے بہت تنزل کر دیے حتیٰ کہ مالا یسع اکثر مساجد اہلہ المکلفین یہاں تک اتر آئے اور اس تعریف پر خالص کا فرض حکومت کے شہر مثلاً لندن وغیرہ بھی مصر میں داخل ہو جاتا ہے نیز بہت سے دیہات بھی مصر میں شامل ہو جاتے ہیں۔ لفظ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

ہندوستان میں جمعہ کی فرضیت

(سوال) ہند میں آج کل جمعہ پر جنا فرض ہے یا نہیں؟ اگر فرض ہے تو پھر فقہاء کی دو شرائط یعنی اہمیت اور مصریت کا جواب کیا ہے؟

المستفتی نمبر ۸۲۲ محمد نذر شاہ۔ ۶ محرم ۱۳۵۵ھ۔ ۳۰ مارچ ۱۹۳۶ء۔ ضلع گجرات

(جواب ۳۷۰) ہندوستان میں جمعہ فرض ہے اور امام (یعنی سلطان) اور مصر کی وہ تعریف جو نفاذ حدود احکام شریعہ پر مشتمل ہے خود فقہائے حنفیہ کی تصدیق سے متروک ہو چکی ہے۔ بلاد علیہا ولا فکفار یجوز للمسلمین اقامة الجمع والا عیاد فیہا۔ (رد المحتار)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

شہر اور قصبہ میں جمعہ پڑھا جائے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں

(سوال) نماز جمعہ کا لزوم ہمارے ملک پاکستان میں کتنی بستی پر ہو سکتا ہے؟ احتیاط الظہر جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۷۱) جو بستی بڑی ہو اور اس میں کم از کم دو مسجدیں ہوں یا وہاں ضروری سامان مل جاتا ہو اس میں جمعہ پڑھنا چاہیے ظہر احتیاجی کوئی شرعی چیز نہیں ہے جمعہ پڑھیں یا ظہر پڑھیں۔ دونوں پڑھنا صحیح نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

قریہ کبیرہ میں جمعہ کا حکم

(سوال) یہاں جمعہ کی نماز کی وجہ سے دوپار ٹپال قائم ہو چکی ہیں اور آپس میں جنگ و جدال رہتا ہے اور ایک ہی مسجد میں ایک وقت دو جماعتیں ہوتی ہیں۔

(۱) المصبر وهو مالا یسع اکثر مساجد اہلہ المکلفین بنا۔ و علیہ فتویٰ اکثر الفقہاء الح و طاهر المذہب انہ کل موضع لہ امیر و قاض یقدر علی اقامة الحدود الح (التویر مع شرحہ) باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ۱۳۸ ط سعید

(۲) (باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید)

(۳) ونفع فرصا فی الفصوات والفتویٰ الکبریٰ الیٰ فیہا اسواق الح (رد المحتار) جمعه ۲ ۱۳۸ ط سعید

تاریکین جمعہ کے استدالات حسب ذیل ہیں۔ اول یہ کہ قریہ کبیرہ حقیقت میں کاؤں ہے اور ان کے زیادہ تر استدالات وہ ہیں جن کو العدل کو جزو الہ سے مولوی میرک شاہ کشمیری سے نقل کیا ہے اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ قریہ کبیرہ دس ہمیشہ قصبات ہی مراد ہوتے ہیں اور مصر سے ضلع مراد ہوتا ہے قریہ کبیرہ سے فقہاء کی مراد وہ قصبہ ہوتا ہے جس پر مصر کی تعریف صادق آتی ہو اور جو درحقیقت ایک چھوٹا سا شہر ہی ہوتا ہے دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر بڑے گاؤں میں جمعہ کی تمام شرائط بھی بالفرض موجود ہوں تاہم جب تک وہ گاؤں ہے اس میں جمعہ نہیں ہو سکتا تھی۔ وغیرہ ذلک طویل۔

فریق ثانی اپنے استدلال میں قوی نکاح امت پیش کرتے ہیں اور ان کا یہ بھی استدلال ہے کہ قریہ کبیرہ ظاہر ہے کہ مافوق القریۃ الصغیرہ و ما دون المصر ہو اور اگر ما دون المصر نہ ہو تو وہ عین مصر ہے فو المراد لہذا اقتضات کو قریہ کبیرہ میں داخل کرنا اور مصر سے خارج کرنا نہ متعطل ہے اس لئے کہ عرف عام میں سب ڈویژن کو قصبہ سمجھا جاتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ سب ڈویژن کو عرف عام میں شہر اور مصر کہا جاتا ہے لہذا تمہارا استدلال ٹھیک ہے کہ کہیں تو عرف عام کو لیتے ہو اور کہیں من گھڑت تقریر کرتے ہو۔

حدود ازیں مجوزین کے مد نظر مسلمانین المسلمین ہے تاکہ جہاں تک ہو سکے آپس میں تہمت و افتراق تفلیل و تفسیق نہ ہو۔ والجماعۃ الثانیۃ فی وقت واحد وفی المسجد الواحد علی سبیل الدوام والا ستمرار وغیر ذلک کثیراً من المفسدات اور العدل کا اتنی بڑی ہمت کو جو تمام ہندوستان میں بلا استثنیٰ ہوتی ہے اس کو تارک سلوک قرار من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر (الحدیث) کا مستحق قرار دینا یہ سب ظاہر ہے کہ اشد ہیں الجمعۃ فی القریۃ الکبیرۃ سے الفتۃ اشد من القتل۔

المستفتی نمبر ۹۳۴ مولوی محمد اسماعیل (کنک)

۲۷ فروری ۱۳۵۵ھ ۱۹م مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۷۲) قریہ کبیرہ جس پر مصر کی کوئی تعریف بھی صادق آجائے مثلاً مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا۔ اس میں اقامت جمعہ جائز ہے اور اگر کوئی تعریف بھی صادق نہ آئے جب بھی اس مسئلے میں حنفیہ کے لئے مضامین عامہ اسلامیہ کے لحاظ سے شوافع کے مسلک پر عمل کر لینا جائز ہے۔ (۱)

(۱) (الترغیب والترہیب من الحدیث الشریف) الترہیب من ترک الصلاۃ متعمداً و اجراءہا عن وقتہا تھاوما (۳۸۲، ۳۸۱ ط ایحاء التراث العربی بیروت لبنان)
(۲) المصر وهو مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا و عہ فتویٰ اکثر الفقہاء الخ (الدر المختار) باب الجمعۃ ۱۳۷ ط سعید، و تقع فرصا فی القصصات والقریۃ الکبیرۃ الی فیہا أسواق الخ (رد المختار) باب الجمعۃ ۱۳۸ ط سعید

جمعہ کے بارے میں چند سوالات کے جوابات

(سوال ۱) - "ازروئے شریعت کسے کہتے ہیں جس میں جمعہ کا جواز اور صحت ہو اور دیہات میں جمعہ ہو سکتا ہے یا نہیں (۲) ان القرية الكبيرة فی حکم المصرو قریہ کبیرہ کسے کہتے ہیں جو مصر کا حکم رکھتے ہو (۳) لا جمعة الا فی مصر جامع کا کیا مطلب ہے ؟ اور ان القرية الكبيرة کے مقابلے میں اس عبارت کا کیا مطلب ہے ؟ (۴) ما لا یسع الناس اکمر مساجده کا کیا مطلب ہے ؟ مساجد صیغہ مفتی متبع کا بے اثر ایک ہی مسجد ہو تو اس پر صدق ہو گا یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۹۳۹ سلیمان کریم (پالن پور)۔ ۲۸ صفر ۱۳۵۵ھ ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۷۳) حنفیہ کے اصول کے بموجب دیہات میں اقامت جمعہ درست نہیں ہے۔ مصر ہونا جواز جمعہ کے لئے شرط ہے۔ لیکن مسئلہ کی تفصیلات مختلف اور متعدد منقول ہیں اس مسئلے میں زیادہ تحقیق کا موقع نہیں ہے اور اس زمانے کے مسلمان مہمہ اس امر کے مقتضی ہیں کہ اقامت جمعہ کو نہ روکا جائے تو بہتر ہے بالخصوص ایسی حالت میں کہ مدت دراز سے جمعہ قائم ہو اس کو روکنا بہت سے مفاسد عظیمہ کا موجب ہوتا ہے۔ محمد شفیع الدکان امدلہ

"لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع" کا مطلب

(سوال) لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع اس فقہی سے کیا فقہی وجوب مراد ہے یا نفی احتجاج اگر نفی وجوب ہے تو کس قانون سے ؟

المستفتی نمبر ۹۵ مولوی عبدالخلیم (ضلع پشاور) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۷۴) لا جمعة ولا تشریق الخ حنفیہ نے اس میں سے نفی صحت مراد لی ہے مگر محتمل ہے کہ نفی وجوب مراد ہو۔ محمد شفیع الدکان امدلہ

شرائط جمعہ کیا ہیں ؟

(سوال) شرائط نماز جمعہ یا تہ کیا ایست کاؤں میں جہاں پچاس ساٹھ ہزار مسلمان آباد ہوں اور مسجد قریب قریب بھر جاتی ہو نماز جمعہ جائز ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۰۱۹ ایم مہ صاحب انصاری متنب گھاڑاک خانہ تقویٰ ضلع سارن

۱) ویسما ذکر بشارة بی مد لا محور فی الصغرة التي ليس فيها قاص و مسر و حطیب الخ (رد المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۳۸ ط سعید

۲) ویشترط لصحة الجمعة سبعة اشياء الاول استقرار الخ (رد المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید

۳) لا یصح الجمعة الا فی مصر جامع الخ لوله غلبه تسلط لا جمعة ولا تشریق الخ (هدایہ) باب صلاة الجمعة ۱ ۱۶۸ ط مکتبہ شریعت علیہ ملتان

۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۳ جون ۱۹۳۶ء

(حواب ۳۷۵) جس مسجد میں قدم ایا م سے جمعہ ہوتا ہو اور وہاں ضرورت کی چیزیں مل جاتی ہوں وہاں جمعہ قائم رکھنا جائز ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ لدولی

(۱) ہندوستان میں جمعہ فرض ہے

(۲) نماز جمعہ کے بعد احتیاطاً اظہار کی ضرورت نہیں

(سوال) (۱) اس وقت جمعہ ہمارے تنظیمات منکومہ پر نشہ پڑا فرض ہے یا نہیں؟ (۲) جمعہ کے لئے ظہر کی نماز کے فرض ادا کرنے چاہئیں یا نہیں اگرچہ تو کیسے ادا کرنے چاہئیں اگر نہیں تو کیوں؟

المستفتی نمبر ۱۱۹۱ محمد دانیال صاحب (۱۱ نور) ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

(حواب ۳۷۶) (۱) جمعہ ہندوستان میں مسلمانوں پر فرض ہے اور اس کی کوئی بھی شہادت صحیح ہے (۲)

(۲) جمعہ کی نماز ادا کر لینے سے نہ کہ نماز ساقط ہو جاتی ہے اس لئے جمعہ کی نماز پڑھا کر ظہر پڑھنا

درست نہیں کہ ایک وقت میں دو فرض نہیں، محمد کفایت اللہ کان اللہ لدولی

۳۵۰ گھر والی بستی میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) ہمارے شہر میں مسجد بنی، نشان تیار ہو گئی ہے ایسی مسجد اس وقت تک قائم نہیں ہے

جس کے تین گنبد ہیں اور ابھی ہم لوگ اس جگہ جمعہ پڑھ رہے ہیں اور شہر بڑا نہیں ہے قریب ۳۵۰ گھر

آباد ہوں گے یہ کچھ کم کیجیے زید و دلہا اس مسجد کے اور کوئی مسجد نہیں ہے شہر سے باہر وہ سو گز کے

قریب تھوڑے گھر ہیں اس جگہ ایک مسجد ہے اور کوئی مسجد نہیں ہے اور آگے اس جگہ جمعہ جاری نہیں

تھا ابھی تھوڑے عرصہ سے جمعہ پڑھاتے ہیں اور عالم بھی کوئی نہیں ہے علم فقہ علم حدیث کوئی نہیں جانتا

صرف حافظ قرآن و ناظرہ قرآن میں مسائل سے ناواقف ہیں اور اس جگہ کوئی مجلس کے فیصلہ پر آمید

شہر ہے اس جگہ جمعہ جاری ہے اور اس جگہ بڑا امیر آدمی بھی کوئی نہیں جس کی بہت کادھوں پر اثر ہو یا اس

کے تابع ہوں اور قاضی خود نہیں ہے بازار بھی نہیں ہے کہ ہر ایک چیز مل جائے اب میری فرمائش فتویٰ

دیوین کہ جمعہ جاری کر دیوین تو ہو گا یا نہ ہو گا؟

المستفتی نمبر ۱۲۲۰ پشاور ممدی خان صاحب (ضلع کابل پور) ۲۰ رجب ۱۳۵۵ھ ۷ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(۱) یونع فرض فی الفصا والفری الکسرة فی اسواق النجارد المحتار: جمعة ۱۳۸۲ ط سعید

(۲) فلو الولاية كفايا يجوز للمسلمين اقامة الجمعة ويشير القدسي قاضيا بقاضي لمسلمين (و بحث عليهم ان يلتزموا واليا معلما) رد المحتار: باب الجمعة ۲/ ۱۴۴ ط سعید

(۳) و فی البحر وقد ثبت مرارا بعدم صلاة الأربع بعده سبأ آخر طهر خوف انعقاد عدم فرضية الجمعة الخ (رد المحتار: باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعید)

(جواب ۳۷۷) تشریح سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چھوٹا کلاں ہے اس سے سب لوگ اتحاق کر کے اس جگہ ظہر کی نماز پڑھتے ہیں اور انہیں گریں اور

سات ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم

(سوال) بھیر پور کی موجودہ حالت ایک شہر سے کم نہیں لوازمات ملاحظہ فرمائیں ریلوے اسٹیشن قیام ملازمین ’ضعدار‘ فون کوپن ’سٹنٹ ڈسٹریکٹ اسپتال مدارس تحصیل ہڈل ڈسٹریکٹ بورڈ کے دو ہسپتال انسان اور حیوانات کا اور آبادی تقریباً چھ سو سات ہزار ہے اور تینوں بازاروں میں دکانوں کا شمار ایک سو پچاس ہے بازار میں آمد و رفت وچایع و شراب آسانی نہیں ہو سکتی منڈی کی دکانوں اور آبادی اس کے حدود میں چودہ ہندو مساجد ہیں جملہ آمد و رفت کرتے ہیں کہ بھر پور ایک شہر ہے اور اس میں نماز جمعہ اور آفات حنیفہ کے حالات سے فرض ہے ۶ صد پانچ سال سے مولانا مولوی نور محمد صاحب جو کہ مدرسہ امینیہ اور جناب کے فیض تدریس سے ۱۹۵۷ء میں تعلیم و درجہ حاصل کر کے آئے ہیں فریضہ جمعہ اور آفات ربیہ میں مکر اس جگہ کے علماء اور عوام الناس کا خیال ہے کہ جمعہ ملک ہندوستان میں خداری کے تسلط کی وجہ سے فرض نہیں رہا بلکہ ان کے پانچ چارے ہمارے بعد پڑھنا اور ان کا اس پر قیام نہ کرنا ایک نمایاں بھڑکے کی صورت اختیار کر گیا تھا کافی تنازعات سے بعد حضرت مولانا مولوی خیر محمد صاحب جالندھری سے بطور فیصلہ فتویٰ حاصل کیا گیا مولانا موصوف کے فتوے پر ان کے تنازعات بند ہوئے اور پرامن نماز جمعہ ہوتی رہی مگر شومی قسمت سے ہمارے مقامی زمیندار رئیس عالم کی ایک مولوی صاحب کے ساتھ جمعہ کے متعلق جھگڑا ہوئی جس کی وجہ سے انہوں نے یہ فرمایا کہ قصبہ ہڈا میں جمعہ کے متعلق میں مولانا موصوف کے فتوے سے رجوع کرتا ہوں اس نتیجہ پر پہنچے ہوں کہ بھیر پور میں تعریف مصر صادق نہیں آتی کیونکہ اکبر مسجد والی تعریف ضعیف اور مرجوح ہے اور حنفیہ احکام و اقامت حدود والی تعریف قوی اور مفتی ہے اور بہرہ و غیرہ کے متعلق ان کا یہ خیال ہے کہ وہاں مجلسین و غیرہ عالم و مقلوبہ کے تنازعات کا تصفیہ کرتے رہتے ہیں اور بھیر پور میں تحصیل دار بھی نہیں رہتا بلکہ ابور میں نماز جمعہ فرض اور ابو سکتی ہے اور بھیر پور میں نہیں والے ناکافی۔ واضح تاکہ ان ارشادات عالیہ سے سونے ہوئے فتوہ پھر جاگ اٹھے اور عقیدہ بات مایوس کن پیدا ہونے والے ہیں عوام کی باہمی چھیڑ چھاؤں ان فسادات کا پیش خیمہ ہیں مگر ہمارے رئیس عالم موصوف کا آپ پر اور مولانا خیر محمد صاحب جالندھری پر اعتماد و اعتقاد ہے کہ قصبہ ہڈا کی حالت کو دونوں حضرات چشم خود ملاحظہ فرما کر جو فتویٰ صادر فرمائیں باقیین تسلیم کروں گا لہذا التجا آنکہ جناب اپنے قیمتی لمحات میں چند نئے امیدواروں کے لئے موقوف فرما کر شکر

نزاری کا موقع پیش اور تشریف آوری کی تاریخ معین فرما کر بتاند ان کو مطمئن فرمائیں اور عند اللہ ناجور ہوں۔ قبول التذکرۃ عنہ شرف۔ نیز مفصل حالات مسکنی محمد شریف محلہ جماعت دورہ مسجد فتح پوری جو کہ قصبہ ہذا کا باشندہ ہے جناب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزاری گا ان کو بذریعہ مراسلہ مطلع کیا گیا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۲۹۳ امدادیہ صاحب مدرسہ اہل اسکول قصبہ بہیر پور ضلع قلمری

۲۶ شوال ۱۳۵۵ھ ۱۰ جنوری ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۷۸) قصبہ بہیر پور جس کی حیثیت آپ نے اس کاغذ کی پشت پر تحریر فرمائی اس لائق ہے کہ اس میں جمعہ کی نماز ادا کی جائے۔ مالا یسع اکبر مساحدہ پر بہت سے مشائخ حنفیہ نے فتویٰ دیا ہے کہ جمعہ کی اقامت حدود والی تعریف آن کل کسی شہ پر صادق نہیں ہے اور قدرت علی التصدیک کی تاویل بھی اقامت حدود میں صحیح نہیں کیونکہ حدود شرعیہ قانون مروجہ کے ماتحت متفقہ اقامت ہیں کوئی عام حتیٰ کہ دیرانے بھی پر قدم پر قدرت نہیں رکھتا قطع یہ پر قدرت نہیں رکھتا اس لئے اس کو جواز جمعہ کے لئے مدار حکم ٹھہرانا کسی بھی طرح درست نہیں بہر حال بہیر پور میں جس کی حیثیت ایک قصبہ اور شہر کی ہوئی ہے اس میں بغیر تردد جمعہ جائز ہے پس اس کی حیثیت کمتر ہوئی کہ گزشتہ زمانے میں علماء نے وہاں جمعہ نہیں پڑھا مگر اب جمعہ ترک کرنا درست نہیں، مولانا خیر محمد صاحب ایک اچھے معتبر عالم ہیں ان کو بلا کر اطمینان کر لیں خاکسار آئے سے معذرت ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ ذلی

ہندوستان میں جمعہ فرض ہے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں

(سوال) نماز جمعہ اس وقت فرض کر کے پڑھی جائے یا نہ کیونکہ پنجاب میں خصوصاً لاہور میں بعض لوگ نماز جمعہ فرض نیت کر کے پڑھتے ہیں اور بعض صرف دو رکعت نماز جمعہ پڑھتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہندوستان پنجاب دارالخبرہ ہے بعض کہتے ہیں کہ دارالامان ہے اب تحریر فرمائیں جمعیتہ عامۃ الهند اس مسئلے کو اگر جمعہ نہیں ہوتا تاہنی فرض نہیں ہے تو پھر نماز ظہر پڑھی جائے یعنی چار فرض ظہر کے پڑھے جائیں اور اگر یہ قطعی دلیل سے فرض میں ہے تو نماز ظہر کس لئے پڑھی جائے؟

المستفتی نمبر ۱۲۹۰ مولانا صاحب ذہیب مسجد دربار حضرت داماد شمس (لاہور)

۱۵ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۳ اگست ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۷۹) جمعہ فرض قطعی ہے اور ہندوستان اگرچہ دارالخبرہ ہو پھر بھی یہاں اقامت جمعہ فرض ہے کیونکہ اقامت جمعہ کی کوئی قانونی منافات نہیں ہے پس یہاں جمعہ پڑھا کرنا چاہیے نہ کہ ظہر بہت

(۱) البصر وهو لا یسع اکبر مساحدہ ہذا لمکشف بہ وعمدہ ہوی اکثر الفقہاء الخ (الدر المختار باب الجمعة ۱۳۷ ط سعید) ووقع فرضا فی القضاة وغیرہ لکھہ علی فقہ احوال الخ (رد المحتار باب الجمعة ۱۳۸ ط سعید)

فتویٰ قبریہ میں اس کی تہہ تن موجود ہے۔ بلاد علیہا ولایۃ کفار یحوز للمسلمین اقامۃ الجمع والا عباد فیہا ۱، اور اسی قسم کی تہہ تن فتح القدر اور معراج اندر ایہ وغیرہ سے منقول ہے رہا یہ کہ نیت میں دو رکعت نماز فرض بعد نہیں یا صرف دو رکعت نماز جمعہ تو اس میں کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ زبان سے لفظ فرض آنا لازم نہیں خیال اور ارادے میں اس کو فرض سمجھ کر پڑھنا چاہیے اور اسے بعد سے جمعہ جو لوگ چار رکعتیں بیت النہ اقلیٰ ملی پڑھتے ہیں یہ بھی من جہۃ المدبیل غایت نہیں ہیں ۲۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

جس گاؤں میں پانچ سو گھر ہوں اور اشیاء ضرورت مل جائیں، جمعہ کا حکم

(سوال) ایک گاؤں میں تقریباً پانچ سو گھر کی آبادی مسلمانوں کی ہے، ماکان تمام نیک یہ تہذیب و شریعت میں آبادی مذکورہ میں تین مسجد بڑی آباد ہیں اور سات مسجد آس پاس ہیں، دکان بازار گلی کوچہ خرید و فروخت کھانے پینے کی اشیاء میں جامع مسجد میں نماز جمعہ عرصہ سے جاری ہے اور نماز عیدین بھی عرصہ سے جاری ہے، اور ایک عالم جمعہ کے روزہ وعظ و نصیحت فرماتے ہیں رونق اسلامی خوب ہے اور ایک عالم نے آرمہ مبارک و روک دیت اور نماز عیدین بھی روک دی ہے، وہ صاحب فرماتے ہیں کہ گاؤں مذکورہ میں نماز عیدین و جمعہ جائز نہیں امر کوئی پڑھتے کا تو سوار مذہب ہو گا اس پر وعید ہے ایک صاحب فرماتے ہیں سارے پر وعید ہے ہم لوگ کون سارا اختیار کریں المستعفی نمبر ۱۸۲۳ ص ۱۱۱ شریعت میں صاحب (ضلع قنبر ص ۲۳) جب ۱۵۶ھ ۲۹ ستمبر ۱۹۳۳ء (جواب ۳۸۰) اس مقام میں اس کا حال سال میں کہتا ہے کہ اس میں مجموعی تعداد مسجد کی دس ہے اور آبادی میں تمام اشیاء ضروری مل جاتی ہیں بازار و گلی کوچے ہیں اور عرصہ و راز سے وہاں نماز جمعہ و عیدین قائم ہے شبہ نماز جمعہ و عیدین جائز ہے۔ حالاً یسع اکبر مساحدہ اہلہ اس حریف پر بہت سے مشائخ نے فتویٰ دیے اور امام انصاری روایت پر باإتفاق مل متروک ہے کیونکہ اجراء احکام اور تنہید حدود و قیود سے مماثلہ عالمیہ میں نہیں چہ جائیکہ ہندوستان میں نیز فقہاء کی اس تصریح نے کہ دار احباب میں بھی جمعہ اور اشیاء ضروریہ ولایۃ علیہا ولایۃ کفار یحوز للمسلمین اقامۃ الجمع والا عباد فیہا مصر کی تعریف میں جرائم و مہذہب و تنہید حدود کی شرط کو نظر انداز کر دیا اسی طرح باقی شرط بھی مانتے والی تعریف میں نظر انداز کر دی گئی اور اس پر بہت سے مشائخ نے فتویٰ دے دیے اور آج کل اقامۃ جمعہ بہت سے مسلمان تنہید عالمیہ کی وجہ سے اہم ہے اس لئے بھی اور اس نظر سے بھی کہ

۱، فتویٰ لایۃ کفار یحوز للمسلمین اقامۃ الجمع والا عباد فیہا ولایۃ علیہا ولایۃ کفار یحوز للمسلمین اقامۃ الجمع والا عباد فیہا (ط سجد)

۲، ولقد ثبت ہذا بعد صلاۃ لا یج بعدھا لہ اخر طہر حروف اعتقاد عدم فرصۃ الجمعۃ وهو الاحاطہ فی زماننا الح (الدر المختار) باب الجمعۃ ۴ ۱۳۷ ط سجد

بعد قدیم کو بند کرنا بہت سے فقہ باہ شیعہ کا موجب ہوتا ہے۔ ماہنامہ "المی" والی روایت پر عمل کرنا لازم ہے (محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی)

۸۵۰ والی آبادی میں تھانہ بھی ہو تو جمعہ کا حکم

(سوال) کافل کا کوئی آق سے تقریباً دو سو سال کا ہے تو جب سے یہ کافل قائم ہوا ہے اس وقت سے یہاں پر عیدین کی نماز ہوتی ہے اور قرب جو راستہ اب بھی اکثر شریف نماز ہوتے ہیں اور یہاں کی آبادی تقریباً آٹھ سو ساڑھے آٹھ سو ہے یہاں سے پچیس تھانہ ریل ہے نہ کاری اسکول ہے سوائے ہنری بھائی کے ضرورت کی ہر شے مل جاتی ہے ہنری بھائی بھی کبھی بھی مل جاتی ہے اور جب گاؤں میں پیداوار ہوتی ہے تو ہمیشہ مل جاتی ہے مساجد تین ہیں اور یہاں کی بڑی مسجد میں آٹھ سب جمع ہوں تو سب نہیں آتے مسجد کے تین حصے ہیں ہر تین کا عرض و طول رقبہ ذیل ہے حصہ اول کا طول بیس باغچہ عرض پندرہ باغچہ حصہ ثانی کا طول ساڑھے پندرہ باغچہ عرض پندرہ باغچہ حصہ ثالث کا طول ۲۶ باغچہ عرض ۲۳ باغچہ۔ حصہ ثالث صحن ہے باقی اٹھ گھنٹہ وغیرہ مسجد میں تو کیا ان سب باتوں کے باوجود یہاں پر نماز عیدین جمعہ جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۰۰۹ کے ایس ایچ اے قدوسی صاحب

مدیر: علامہ کا کوئی مزار روز ۹ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۳ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۸۱) قائم شدہ نماز عیدین اور نماز جمعہ اس موضع میں دائر ہے رہنا جائز ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

دوسو ساڑھو والی آبادی میں چالیس سال سے عیدین ہوتی ہو تو جاری رکھیں یا نہیں؟

(سوال) تحصیل ملتان کے موضع کمال چور میں موضع کمال واقع ہے جس میں تقریباً دو سو گھڑ کی آبادی ہے۔ صدر و راجہ یعنی چالیس سال سے بھی زائد ہو چکے کہ عیدین کی نماز وہاں پر نہ ہوتی ہے جس میں وہاں کے باشندے اور گروہ فوج کے وکلاء کے تعلق ہوجاتے ہیں جس میں اکثر اس حور پر مواظبت سے جماء و خیریت قائم ہوتا ہے اب تڑپتہ سال سے ایک مولوی صاحب نے اکثر فرمایا کہ یہاں عید مبارک نہیں ہو سکتی یہاں عید پر نہ پڑھانا جائز ہے لوگ بہت پریشان اور حیران ہیں اتنا عرض ہو گیا

۱) المصر وهو لا یسع ذکر مساجد اہلہ المکلف بہ وغیرہ فتویٰ اکثر الفقہاء الخ (المرحومہ صاحب الجمعة ۱۳۷۲ طبع سعید) وہی السید فی مولانا کتارا پور لمسلمین قدامہ الجمعة و بصیر القاصی قاصداً تراوی المسلمین الخ (رد المحتار باب الجمعة ۲: ۱۴ طبع سعید)

۲) واستشهد له بما فی النجس عن الحموی ان کسالی العواد اذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا یصعدون لایہم اذا صعدوا کوہا اصلاً واد اوف مع حور اہل الحدیث لہا اولی من ترکھا اصلاً الخ (رد المحتار کتاب العیدین ۱۷۱۲ طبع سعید)

اور کسی مولوی نے ناجائز نہیں کیا حتیٰ کہ عید نہ پڑھی جائے تو نہ کسی اور شر میں شوق کرے جائیں گے اور بہت خطرہ ہے کہ بہت جاں نہ ہو ب میں نہ کوئی ایسا معین وقت نظر آتا ہے کہ ان کو جمع کرے و عطا دستہ سنایا جائے مہربانی کر کے مطلع فرمادیا جائے۔ عند شرع ایسی جگہ عیدین کی نماز کو ممنوع کر دیا جائے یا کہ بطریق سب سے نماز پڑھی جائے۔ المستفتی نمبر ۲۰۱۱ فیض بخش صاحب (کامل پور)

۹ رمضان ۱۳۵۶ھ ۴ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۸۲) چالیس سال سے عید کی نماز اس موضع میں پڑھی جاتی ہے تو اب اس کو بند کرنا جائز نہیں کیونکہ اس میں دینی فتنہ ہے۔ لہذا عیدین کی نماز وہاں حسب دستور قائم رکھنی چاہیے اور جمعہ کی نماز بھی وہاں ہو سکتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

یہ چھوٹے گاؤں میں جمعہ درست نہیں

(سوال) ایک موضع میں قریباً ۳۰ آدمی مصلیٰ ہیں اور ایک مسجد ہے بفتہ میں دو بار بڑی بازار ملتی ہے یہاں ضروری مشاغل و غیرہ متاثر ہوا ہے لہذا مصلیان نماز جمعہ بھی اس موضع میں آکر سوتے ہیں اور یہاں کی تعلیم کے لئے ایک قاری صاحب بھی مقرر ہیں اب اس موضع میں شرعاً جمعہ جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۰۱۲ مرزا عبد الستار (بازہ بھی)

(جواب ۳۸۳) اگر نماز جمعہ وہاں حرام سے قائم ہے تو اب اس کو بند کرنے میں مذہبی و دینی فتنہ ہے اس لئے اس کو موقوف کرنا درست نہیں بلکہ اس مسئلے میں امام شافعی کے قول یا امام مالک کے قول کے موافق عمل کر لینا جائز ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

چھوٹی آبادی میں جمعہ درست نہیں

(سوال) دیہاتی آبادی کے چھوٹے چھوٹے گاؤں میں جہاں مسلمان کم تعداد میں ایک یا دو چار گھر آباد ہیں وہاں عیدین یا جمعہ کی نماز جائز ہے یا نہیں اگر انہیں دیہاتوں میں کوئی گاؤں مرکزی حیثیت رکھتا ہو اور وہاں تعداد بھی زیادہ ہے ہمیشہ جمعہ و عیدین کی نماز بھی پڑھی جاتی ہے تو کیا چھوٹے چھوٹے گاؤں وادوں میں شرک کرنا ناجائز نہیں ہے؟ المستفتی نمبر ۲۰۲۸ شیخ ایم رفیق صاحب (بنیاد)

۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۸۴) ایسے چھوٹے چھوٹے گاؤں میں کہ ان میں صرف ایک یا دو چار گھر مسلمانوں کے ہیں

(۱) واستشهد له بما في التحسيس عن الحيواني ان كسالى العوام إذا صلوا الفجر عدا طلوع الشمس لا يجمعون
لاهم إذا جمعوا تركوها أصلاً وإن داهم مع تحوير اهل الحديث لها أولى من تركها أصلاً الخ (رد المحتار) باب
العیدین ۱۷۱/۲ ط سعید

جمعہ کی نماز پڑھنا درست نہیں ہاں ان میں سے کوئی بڑا گاؤں جو مرکزی حیثیت رکھتا ہو اس میں اس پاس کے مسلمان مرکزی حیثیت سے جمع ہو سکیں اس کو جمعہ یا عیدین کی نماز کے لئے مقرر کر لینا بہتر ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

چھوٹی بستیوں میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) بستیوں میں جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو فقہاء کرام رحمہم اللہ کے مقرر کردہ شرائط کا کیا جواب ہے اور حد اداب جمعہ احتیاطی اور آراء کیسا ہے؟
المستفتی نمبر ۲۱۹۸ ش محمد عبداللہ صاحب (مظفر گڑھ) ۱۶ ذیقعدہ ۱۴۵۶ھ ۱۹ جنوری ۱۹۳۸ء (جواب ۳۸۵) چھوٹی بستیوں میں نماز جمعہ حنفیہ کے نزدیک نہیں ہے (۱) لیکن انہوں نے جمعہ کی اہمیت کو قائم رکھتے ہوئے مسند کی تعریف میں یہاں تک تنزل کیا ہے کہ مالا یسع اکر مساجدہ اہلہ المکلفین بھا، تک لے آئے۔ لکن ان کے اپنے اقرار (ہذا یصدق علی کثیر من القوی) سے یہ تعریف بہت سے قری پر صادق آتی ہے پس نماز جمعہ کی اہمیت اور مصالح مہمہ عالیہ اسلامیہ کا مقتضی یہ ہے کہ نماز جمعہ کو ترک نہ کیا جائے اگرچہ امام شافعی کے مسلک پر عمل کے ہی ضمن میں ہو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

(۱) شر کی شرعی تعریف کیا ہے

(۲) پھوٹے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) (۱) علی ظن شہادت ہے جس میں (۲) جس موضع کی مسجد میں صرف بیس یا بیس تقریباً اس سے اور کم جمع ہوں یہ ایسے دیہات میں جمعہ کی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں اور دیہاتوں میں ایسی حالت پر نماز جمعہ پڑھنا تو تعم شرعی کیا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۴۰۴ نبی پارخاں صاحب (فیض آباد)

۳ رجب ۱۳۵۶ھ ۳۰ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۸۶) (۱) جمعہ کے مسئلے میں شہ سے مراد ایسی بستی ہے جہاں ضرورت کی چیزیں مل جاتی ہوں تحت یا تحصیل اور ڈاکخانہ ہو کوئی۔ لم یعنی مسائل ضروریہ بتانے والے اور کوئی معاف موجود ہو۔ (۲)

(۱) واما ذکرنا اشارة الى انه لا يجوز في الصغيرة التي ليس فيها خمس و سائر الخ (رد المحتار باب الجمعة ۱۳۸، ۲)

(۲) (انصاف)

(۳) (التر المحتار باب الجمعة ۱۳۷، ۲ ط سعید)

(۴) عن أبي حنيفة انه بلدة كبره فيها سكنت و اسواق ولها راسين و فيها و آل يقدر على انصاف المظلوم من الظالم الخ (رد المحتار باب الجمعة ۱۳۷، ۲ ط سعید)

(۲) - حنفی: سب کے موافق ایسی چھوٹی سستی میں جمعہ جائز نہیں^(۱) مگر آج کل حنفی اس مسئلے میں شافعی مذہب کے اوپر عمل کر رہے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ^۲ دہلی

ہندوستان میں جمعہ فرض ہے

(سوال) - بعض حضرات کہتے ہیں کہ فی زمانہ ملک ہند میں اداء جمعہ فرض نہیں کیونکہ شرائط اہل اجور شریعت نے مقرر فرمائے ہیں مثلاً امیر اور قاضی جو اجراء حکام شرعی کا کر سکتا ہو یہ مغفوق ہیں لہذا نماز جمعہ باقیدہ بلاخلاف فرض مطلق نمازی نیت سے ادا کرنا چاہیے اور جمعہ کو نماز ظہر بنیاد احتیاط پر حنا ضروری ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ نماز جمعہ کو فرض کی نیت سے پڑھنا درست نہیں اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ جمعہ پر نیت فرض پڑھنا ضروری ہے اور احتیاجی پر نیت کی کوئی ضرورت نہیں اور شرط امیر و قاضی کے واسطے علماء اور صحواء وقت کنیت کر سکتا ہے کیونکہ مسئلہ مذکور شدت سے زیر بحث ہے اور عوام کو یقین عمل میں نہایت غیبان اور اضطراب واقع ہے لہذا اسبغہ ہند جدیدتر موافق اہل سنت و الجماعت مدلس منسلک راہ عمل کی ہدایت بطور اقلیہ فرمایا جائے تو امانت مدہ اور اجراء میں کباعث ہوگا۔

المستفتی نمبر ۲۴۱۳ فقہ شامی صاحب (جہم) ۲۳ باب ۵۵۷ ۱۳۵۷ ۱۸ ستمبر ۱۹۳۵ء
(جواب ۳۸۷) فقہاء حنفیہ نے تصدیق کی ہے کہ جن بلاد میں کافروں کی حکومت ہو وہاں بھی مسلمان نماز جمعہ ادا کر سکتے ہیں ملاذ علیہا ولا فکوار یحور للمسلمین اقامة الجمع والا عباد فیہا ۰۰ (رد المحتار نقاب المعنی) اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمان اسلام کی شرط کو نظر انداز کر دیا گیا اور ہوا جمعہ کا تعمید دیا گیا ہے اسی پر امت کا عمل ہے پس جمعہ کی نیت سے نماز پڑھنا چاہیے اور فقہ حنفی کی ضرورت نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ^۲ دہلی

دوسو آبادی والے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) - ایک موضع سرینداریہ میں اور جس کی آبادی قریب دوسو آدمیوں کی ہے ان میں سے ۱۰۰ سری قوموں کے صرف پچیس تیس آدمی ہیں بقیہ سب مسلمان ہیں پچگانہ نمازی قریب پچاس آدمی ہیں اس گاؤں میں سنا گیا ہے کہ جس پچیس سال قبل جمعہ ہوتا تھا یہاں کے باشندگان کو نماز جمعہ کی سخت تکلیف ہوتی ہے جس مقام پر قدیم جمعہ ہوتا چلا آتا ہے وہ اس گاؤں سے تین چار کوس کے فاصلے پر ہے وہاں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے جانا اور واپس آنا اس میں بہت تکلیف ہوتی تھی تمام دن بیکار ہو جاتا تھا

(۱) و ہما ذکرنا بشرة الى ان لا محور فی الصغیرة الى لیس فیہا قاض و سر و خطیب الخ (رد المحتار: باب الجمعة ۲۳۸ ط سعید)

(۲) (رد المحتار: باب الجمعة ۲۳۸ ط سعید)

اس گاؤں میں صرف ایک مسجد ہے اس میں جو مقررہ امام ہے سال بھر سے جمعہ پڑھانا شروع کر دیا ہے
دس بارہ آدمی کسی جمعہ میں باہر کے بھی آجاتے ہیں جمعہ کی نماز میں بلاشبہ ہر جمعہ کو اندازاً چالیس پچاس
آدمی ہو جاتے ہیں لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس گاؤں میں جمعہ قائم کرنا چاہیے یا نہیں اور آیا یہ ایک
سال سے جو جمعہ ہو رہا ہے اس کو بند کر دیا جائے یا جاری رکھا جائے؟

المستفتی نمبر ۲۶۸۲ شوالہ حسنہ حسنہ وغیرہ (ریاست اور) ۱۱ رجب ۱۳۶۰ھ ۶ اگست ۱۹۳۱ء
(جواب ۳۸۸) جمعہ بند نہ کیا جائے جاری رکھا جائے اور سب لوگوں کو لازم ہے کہ اتفاق سے رہیں
آپس میں اختلاف کرنا بہت برا ہے۔

قلت وهذا وان كان عبر موافق لما عليه الحنفية ولكنه اشد موافقة لمصالح
الاسلامية والاجتماعية خصوصا في هذا القطر وفي هذا الزمان فان اعداء الاسلام يظفرون
بمقاصد هم المسنومة في فري لا تقام فيها الجمعة ويخبون في مواضع اقامة الجمعة
والتوفيق من الله عز وجل و حفاظة الاسلام حير من الاصرار على تركها والمسئلة مجتهد
فيها (۱)

۱۲۸۰ آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم

(سوال) ایک گاؤں جس کی کل آبادی ۱۰ سو پچترہ سو اور بارہ سو سی آدمیوں پر مشتمل ہے نیز چند
دکانیں بھی موجود ہیں جن سے معمولی نمک مرچ وغیرہ کی ضرورتوں کا انصرام ہو جاتا ہے وہیں کیا اس
گاؤں میں ہوائے اصول مقررہ مذہب حنفی جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور کیا اتنی آبادی پر تفسیر مصر
حسب اصول فقہاء حنفیہ (۱) صاف حق ہے یا نہیں اور اتنی آبادی میں اگر جمعہ کی نماز ادا کی
جائے تو ظہر سا قط ہو جائے گی یا مذہب حق رہے گی مصر یا قریہ بئیرہ کی وہ تعریف مذہب حنفی کے اصول
مقررہ کے موافق جمہور فقہاء حنفیہ کے نزدیک مسلم ہو تحریر فرمائی جائے صورت مسئولہ بالا میں محض
امام اعظم کا مذہب درکار ہے امت کے کسی دوسرے محقق کی تحقیق کی بنا پر رخصت اور گنجائش مقصود
نہیں علم فقہ کے مشہور معتبر متن قدوری میں ہے۔ لا تصح الجمعة الا في مصر جامع او في
مصرلي المصر ولا يجوز في القرى (۱) یعنی جمعہ کی نماز مصر جامع میں یا مصرلي مصر میں درست ہے اور
گاؤں میں درست نہیں ہوتی کیا مذہب حنفیہ کے اصول مقررہ کے موافق صحیح ہے اور ہم مقلدین
مذہب حنفیہ کو اس پر عمل کرنا لازم ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۷۰۷ شبیر احمد صاحب۔ نون (گورگانوں) ۲۰ صفر ۱۳۶۱ھ ۹ مارچ ۱۹۴۲ء

(۱) یہاں تہذیب و تمدن کے مسائل ہیں جو فقہاء نے بیان کیے ہیں اور یہ حضرت کی ذاتی رائے اور تقریر ہو جائے گا ضم۔
(۲) باب الجمعة ۳۱ طہ نور محمد (صح المطابع کراچی)

(جواب ۳۸۹) یہ صحیح ہے کہ حنفیہ کا مذہب یہی ہے کہ نماز جمعہ کے لئے مصر شطہ گاؤں میں نماز جمعہ نہیں ہوتی لیکن مصر کی تہذیب میں جو قدر بھی منزل فقہاء و مشائخ حنفیہ کرتے رہے ہیں وہ بھی ہمارے سامنے ہے پہلے ظاہر روایت کی بنا پر مصر کی تہذیب یہ تھی کہ مصر وہ مقام ہے کہ جہاں امیر اسلام ہو اور حد و شریعت حنفیہ اور احکام اسلام کا اجراء ہو ظاہر ہے کہ اگر اس تہذیب کا اعتبار کیا جائے تو آج دہلی لاہور اور ہندوستان کے کسی بڑے سے بڑے شہر میں بھی جمعہ جائز نہیں کیونکہ اس تہذیب کے بموجب کوئی شہر مصر نہیں اس لئے فقہاء کرام نے امام ابو حنیفہ کی دوسری تہذیب۔ مالا یسع اکبر مساجد اہلہ المکلفین بھاؤ معتبر اور معمول اور مفتی بہ دہلی اور فقہاء کا خود اقرار ہے کہ یہ تہذیب بہت سے قرنی پر صادق آتی ہے و هذا یصدق علی کلیر من القویۃ (رد المحتار) پس اگر مسئلہ عنہ موضع پر یہ تہذیب صادق آتی ہو کہ اس میں کم از کم دو مسجدیں ہوں اور ان میں سے بڑی مسجد میں موضع کے مکملین بالجمعہ نہ آسکیں تو اس میں مذہب حنفی مفتی بہ کے موافق نماز جمعہ جائز ہے (۱) اور امام ابو حنیفہ کے قول اور ان سے جو تہذیب مصر مروی ہے اس کے موافق تو دہلی و لاہور میں بھی جائز نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

(۱) متعدد مساجد میں جمعہ جائز ہے

(۲) جمعہ کے لئے کیا شرائط ہیں؟

(۳) نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہر کا حکم

(سوال) (۱) ایک گاؤں میں پڑھنا چاہیے (۲۰۵) حریفین دو جہد یا اس سے زائد جمعہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(۲) جمعہ باشرائط یا بلاشرائط پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(۳) جمعہ کی نماز کے بعد فرض احتیاطی پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۸۷۲ راجہ فیہ و زخان (جہلم) یکم جمادی الاول ۱۳۶۱ھ ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء

(جواب ۳۹۰) (۱) جس مقام میں جمعہ کی نماز پڑھنی جائز ہے وہاں دو جگہ بھی پڑھی جائے تو درست ہے (۲) لیکن اگر وہ مستی زیادہ ہو جائے تو پھر ایک مسجد میں نماز جمعہ ادا کرتے ہیں و شوریٰ نہ ہو تو آیت بنی بکہ ادا کرنا افضل ہے کیونکہ جمعہ کی صلاہ میں جہاں تک ممکن ہو قعدہ نہ ہونا چاہیے اور ضرورت قعدہ۔

(۱) (باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعید)

(۲) (المصر وهو مالا یسع اکثر مساجد اہلہ المکلفین بھاؤ معتبر وغلہ فتویٰ اکثر الفقہاء (الذکر المحتار) باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعید)

(۳) (وہو دی فی مصر واحد من جمیع کسبہ مضاعفا علی المذہب و علیہ الفتویٰ (الذکر المحتار) الجمعة ۲/ ۱۴۴ ط سعید)

کی ہو تو تعدد بلا کر اہت جائز ہے اور بلا ضرورت تعدد ہو تو خلاف افضل ہے۔

(۲) جمعہ کی شرطیں ہیں جب وہ شرطیں پائی جائیں تو جمعہ کی نماز پڑھنا فرض ہے (۱) اور اگر شرط نہ پائی جائے تو پھر جمعہ کی جگہ ظہر یا جماعت پڑھی جائے یہ سوال مبہم ہے جس شرط میں کلام ہو اس کو صاف صاف تحریر کر کے اور اس کی صورت بیان کر کے دریافت کرنا چاہیے۔

(۳) اگرچہ جمعہ کی نماز کے بعد ظہر احتیاطی کی بعض فقہاء نے اجازت دی ہے مگر صحیح اور قوی قول یہ ہے کہ ظہر احتیاطی کوئی ثابت شدہ نماز نہیں ہے اس لئے اس کا ترک اس کے فعل سے اوٹی ہے اور محققین کا اس پر توافق ہے کہ عام طور پر اس کا فوطی اور حکم نہ دینا چاہیے اور اگر کوئی اس کا قائل نہ ہو اور نہ پڑھے تو اس پر کوئی الزام اور اعتراض نہیں ہو سکتا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

۲۵ گھر والی آبادی میں جمعہ کا حکم

(سوال) اعظم پور میں قریب ۲۰-۲۵ گھر مسلم آباد ہیں قربانی برس لہوتی ہے چھوٹی سی مسجد ہے شیخ وقتہ نماز میں دو تین افراد اور نماز جمعہ میں دس بارہ افراد شرکت کرتے ہیں عیدین بھی وہیں ادا کرتے ہیں۔

المستفتی محمد اور لیس اعظمی ۱۱ اپریل ۱۹۵۱ء

(جواب ۳۹۱) اعظم پور چھوٹا سا موضع ہے اس میں جمعہ کی نماز نہ پڑھنی چاہیے اور اگر کوئی دینی مصلحت ہو کہ وہاں جمعہ پڑھنا مناسب ہے تو پھر حنفیہ کے نزدیک تو جمعہ جائز نہیں دیگر ائمہ کے قول کے موافق پڑھ لیں تو گنجائش ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

اقامت جمعہ کے متعلق ایک خط کا جواب

(سوال) متعلقہ اقامت جمعہ جواب مکتوب حضرت مولانا میرک شاہ صاحب کشمیری (جواب ۳۹۲) مکرئی محترمی و ام فاضلہم۔ بعد سلام مسنون۔ فتویٰ مرسلہ پہنچا مولانا اس مسئلے میں میرے پیش نظر یہ بات ہے کہ ہمارے فقہاء حنفیہ نے اقامت جمعہ کو اس قدر اہم سمجھا ہے کہ ظاہر روایت کی تمام شرائط کا گنا گھونٹ کے ان کو کالعدم بنادیا شرطیت مصریقہ متفق علیہ ہے یعنی متون اس پر متفق ہیں لیکن مصرکی تعریف ظاہر الروایۃ میں یہ تھی کہ وہاں امیر و قاضی ہو جو صغیر احکام و اقامت حدود کرتا ہو لیکن اسلامی زمانے میں ہی صغیر احکام و اقامت حدود میں سستی واقع ہوئی تو انہوں

(۱) ویشترط بصحتها سبعة أشياء الأول المصريح (الدر المختار باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید)

(۲) قال في البحر: "وقد أئبت مراراً عدم صلاة الأربع بعدما بية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة" وهو الاحتياط في زماننا الخ (الدر المختار باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید)

(۳) و فيما ذكرنا إشارة إلى انه لا تحوز في الصعرة التي ليس فيها قاص ومسر و حطيط الخ (رد المختار باب الجمعة ۲ ۱۳۸ ط سعید)

نے یہ دیکھ کر کہ جمعہ بند ہو جائے گا فوراً بنگلہ و یقیم کی جگہ بقدر علی التنفیذ والإقامة کر دیا۔ رجب
ہذا اسلامیہ پر کفار کی حکومت ہو گئی تو انہوں نے ملاذ علیہا ولایۃ کفار یجوز للمسلمین إقامة
الجمع والا عیاد فیہا ۱۰ کہہ دیا۔ حنفی ظاہر روایت کی تعریف کے 'موجب وہاں مصریت باطل
ہو جانے کے بعد بھی جمعہ قحمر حاسی طرح سلطان کی قید و شرط کا گلا گھونٹ دیا اور سب سے آخر میں
مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ ۲۰ کہہ کر اور ہذا محکمہ کفار میں اجازت دیکر دونوں شرطوں کو ممانہ
باطل کر دیا اس کے علاوہ شریعت مصر و جوہ جمعہ کے لئے کو صحیح لیکن جواز کے لئے بھی ہو یہ میں نہیں
سمجھ سکا اور اس زمانے کی نہ روایت اس کی مفتنی ہیں کہ اگر حنفی مذہب کی رو سے کسی طرح بھی اجازت
نہ نکلے تو دوسرے امر کے مذہب پر ہی عمل کر کے دیہات میں اقامت جمعہ سے نہ روکا جائے اور قائم
شدہ جمعہ کو بند کرنا تو بہت خطرناک چیز ہے کم از کم میں اس کی جرأت نہیں کر سکتا اور ایک مجتہد فیہ مسئلہ
میں ترک ظہر کی بناء پر مسلمانوں کو فاسق یا کافرانہ امر عظیم ہے امید ہے کہ مزاج مقدس ظہر ہو گا۔
محمد کثیت اللہ کان اللہ ۵ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ شنبہ ۲۹ فروری ۱۹۳۶ء

جمعہ میں کم از کم تین مقتدیوں کا ہونا ضروری ہے

(سوال) متعلقہ تعداد مقتدیوں نماز جمعہ

(جواب ۳۹۳) نماز جمعہ میں ۱۰ وہامہ کے اگر تین مقتدی ہوں تو نماز جمعہ جائز ہے جماعت کے لئے
تین مقتدیوں کا ہونا کافی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ ۵ ذی الحجہ

(۱) شرائط جمعہ پائی جائیں تو جمعہ پڑھا جائے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں

(۲) مصر اور فنائے مصر کی تعریف متعین ہے یا نہیں ؟

(المجمیعہ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۲۸ء)

(سوال) (۱) اگر شرائط و جوہ یاد آئے جمعہ میں اشتباہ واقع ہو تو کیا صلوٰۃ جمعہ کو ترک کریں گے اگر
ترک کریں گے تو ظہر پڑھیں گے یا نہیں (۲) ایک قصبہ کی آبادی دو دھائی سو تک ہے تو اس میں صلوٰۃ
جمعہ جائز ہے یا نہیں ؟ اگر جائز ہے تو اگر اس میں تین مسجدیں یا زیادہ ہوں تو سب مسجدوں میں پڑھیں
گے یا ایک میں ؟ (۳) وہ کون سا شہر ہو گا جو جامعہ اشراف ہو اور اس کے گھروں کی تعداد بھی معلوم و
مقدر شرعی ہو ؟ (۴) جس گاؤں میں تیس یا تیس گھر ہوں اس میں اقامت جمعہ ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ (۵)

(۱) (الدر المختار باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید)

(۲) (رد المحتار باب الجمعة ۱۴۴ ط سعید)

(۳) والسادس الجماعة وأقربها ثلاثة رجال ولو غير الثلاثة الذين حضروا الخطبة سوى الإمام بالنص لأنه لا بد من
الذكر وهو الخطيب وثلاثة سواء الخ والتوبر مع سرحه باب الجمعة ۱۵۹/۲ ط سعید

وہ کس قدر فاصلہ ہے جو فارق المصرین ہو؟

(جواب ۳۹۴) شرائط وجوب اور شرائط اداکا اور ایضاً کر کے رائے قائم کرنی چاہیے اور پھر صرف جمعہ یا صرف نذر پڑھنی چاہیے دونوں نمازیں پڑھنے کے کوئی معنی نہیں جس آیت میں تین مسجدیں ہوں اور بڑی مسجد میں وہاں کے مکلف بلکہ اشخاص نہ سانسکیں تو وہاں جمعہ پڑھنا ہے، نمبر ۳۳۳ کا جواب یہ ہے کہ نہ کوئی تعریف متفق حایہ ہے نہ کوئی تعداد اور نہ کوئی معین ہے نہ کوئی فاصلہ معین ہے، محمد کفایت اللہ غفرلہ

جس گاؤں کو مرکز حاشیت حاصل ہو، وہاں جمعہ کا حکم (المجموعہ موریہ ۵ مئی ۱۹۳۵ء)

(سوال) ایک قریہ میں ایک جامع مسجد زیر تعمیر ہے مسلم آبادی کا مرکز ہے یہ حصہ سے زائد دکانات کا بازار ہے نڈل اسکول، تھانہ، ڈاکخانہ وغیرہ واقع ہونے کی وجہ سے صد ہا نمازی موجود رہتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے شرعی حکم کیا ہے جو عدم جواز کے شبہ یا بہانہ سے جمعہ کے دن تارک الجماعہ رہتے ہیں؟

(جواب ۳۹۵) ایسے مقام میں جس کا ذکر سوال میں کیا گیا ہے نماز جمعہ جائز ہے (۲) جو لوگ کہ وہاں جمعہ کو ناجائز سمجھ کر نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوتے ان کے ساتھ کوئی سختی نہیں رہتی چاہیے کہ ان کا خیال بھی مذہبی وجود پر مبنی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) ایک موضع میں اقامت جمعہ کی تحقیق

(۲) مسلم بادشاہ نہ ہو مسلمان اپنا امیر بنالیں

(۳) ہندوستان میں جواز جمعہ کے لئے ”وقایہ“ سے استدلال

(۴) ”عمدہ الرعیۃ“ کی طرف منسوب عبارت کا مطلب

(سوال) (۱) زید ایک ایسے موضع میں جمعہ پڑھتا ہے جس میں نو مسجدیں ہیں اور تعداد کثیر مسلم عاقلان بالغان پر مشتمل ہے، چاہے لا بیع اکثر مساجد کا مصداق ہے زید پکا حنفی اور اسلامی درس گاہ سے سند یافتہ اور لوگوں میں معتد حایہ ہے کیا زید کو حق ہے کہ جمعہ قائم کرے (۲) بصورت نہ

۱۔ المصر وهو لا بیع اکثر مساجد، وجہ لسکنس بها و علیہ قوی، اکثر الفقہاء، الحج، الدر المختار، حصہ ۱۳۷/۲ ط سعید

۲۔ اعلم ان بعض المحققین اهل المرجح اطلق المقادیر عن تفسیرہ مسافرة والعرف احسن من التحديد لانه لا يوجد ذلك في كل مصر واسما هو محسب كبر المصر وصغره الحج (رد المحتار) باب الجمعة ۱۳۹ ط سعید

۳۔ ويقع في صافي المضائق ونظري لكثرة التي فيها، سواء، الدر المختار، باب الجمعة ۱۳۸ ط سعید، وعن

في حقه انه بلدة كبيرة فيها سكنت و سوق ونهار سائق و فيها اول بقدر على انصاف المطلوب من الظالم الحج، رد المحتار، باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید

ہونے بادشاہ اسلام کے جو ایک شخص پر اتفاق کیا جاتا ہے اس میں شر کے کل افراد کی رائے دینی ضروری ہے یا بعض کی؟ یا اکثر کی؟ (۳)۔ چونکہ ہونے بادشاہ اسلام کے اور تعریف اول مصر کہ کل موضع لہ امیر وقاض یفہذ الاحکام و یقیم الحدود زید پر مبتدع ہونے کا فتویٰ دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ صورت اول ہندوستان کے اہل سنت والجماعت اسی روایت و قایہ کو اختیار و یکسر ہر مصر میں نماز جمعہ کیوں پڑھا کرتے ہیں؟ (۴) نیز صاحب عمدہ الرعاۃ نے ہلاذ تحت الذی الکفرہ میں شرط سلطان کو ضروری جاننے والے کو فضل و افضل سے منصوب کیا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ حالانکہ سب کتب فقہ حنفیہ میں سلطان کا شرط بلا کسی قید کے موجود ہے۔

(جواب ۳۹۶) (۱) ایسے موضع میں اقامت جمعہ جائز ہے اس موضع میں اقامت جمعہ کرنے والے قابل اعتراض اور مستحق ملامت نہیں۔ (۲) موجود زمانے میں شرط سلطان کی جگہ مسلمانوں کا اتفاق کر لینا کافی سمجھا گیا ہے اور اتفاق کے لئے مسجد کے نمازیوں کا اپنے امام پر اتفاق کافی ہے کیونکہ بڑے شہروں میں متعدد جگہ مسجد میں جمعہ قائم ہوتا ہے اور تمام شہر یا اکثر شہر کے مسلمانوں کا اتفاق تمام ائمہ مساجد کے لئے نہ آسان ہے اور نہ اس کی کوئی ضرورت ہے۔ (۳) و قایہ کی روایت اکثر علماء کے نزدیک معمول اور مفتی بیہا ہے اور اس پر شبہ کرنے کی کوئی مضبوط اور مستحکم وجہ نہیں ہے۔ (۴) یہ تحقیق مولانا بحر العلوم کی طرف منسوب کرنی چاہیے کہ انہوں نے رسائل الارکان میں تحریر فرمائی ہے مولانا عبدالحی صاحب نے عمدہ الرعاۃ میں رسائل الارکان سے ہی نقل کی ہے اور ان کی یہ ذاتی رائے ہے جو اکثر علماء حنفیہ اور فقہاء کے خلاف ہے شرطیت سلطان کے لئے مولانا عبدالحی نے جو آثار اسی حاشیے میں نقل فرمائی ہے وہ کافی ہے۔ فقہ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

موضع پیر جی میں جمعہ کا حکم

(مجموعہ مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) ہمارے گاؤں موضع پیر غنی ایک مسلمان رئیس اعظم کی واحد ملکیت ہے جس کی تمام آبادی ایک سو ستر گھروں پر مشتمل ہے اور تمام آبادی سوائے چند ہندو کا گاندھاروں کے اہل اسلام کی ہے اور تین بستیاں اہل اسلام کے اس کے جوار میں ایک میل کے حدود کے اندر آباد ہیں خاص پیر غنی میں دو پختہ مسجدیں ہیں اور تمام آبادی حنفی لہذہب مسلمانوں کی ہے اس گاؤں میں ہندو اور مسلمانوں کی سات دکانیں ہیں

(۱) المصر وهو ملا یسوع اکثر مساحدہ اہلہ المکلفین بها و علیہ فتویٰ اکثر الفقہاء الخ (الدر المحار ۲/ ۱۳۷ ط سعید)

(۲) فلو الولاۃ کفاراً یحوز للمسلمین إقامۃ الجمعة و یبصر الفاضی قاصداً براضی المسلمین و یحب علیہم ان یلتزموا و الیہ مسلما الخ (رد المحتار باب الجمعة ۲/ ۱۴۴ ط سعید)

(۳) ایضاً

جن میں کافی خرید و فروخت ہوتی ہے اور جس کی ضرورت کی تقریباً تمام اشیاء ان میں میسر ہوتی ہیں ان حالت میں ہم کو جمعہ پر حنا بڑبڑانا نہیں؟

(جواب ۳۹۷) اس قسمی میں بعد پر حنا بڑبڑانے حنفیہ کے مذہب میں بھی اس کی گنجائش ہے کیونکہ حد مصر میں مالایسع اکبر مساحدہ پر بہت سے فقہائے حنفیہ نے فتویٰ دیا ہوا ہے،
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

ہندوستان کی ہستیوں میں جمعہ کا حکم

(المجمعیۃ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) حیدر آباد دکن بمبئی پال رامپور اور دیگر مسلمان ریاستیں جو ہندوستان میں ہیں انہیں کے جیسے اختیارات مثلاً ٹیکس پچاسی بڑبڑانہ وغیرہ ہندو ریاستوں و حتیٰ میں اور بڑی سے بڑی بڑوہ اشیمہ آلوایار اندور اور چمپور پھولی ریاستیں جو مشرقی شملہ میں ہیں مثلاً و بھار جس کی کل آبادی ۵۰۰ ہے اور اندور و حائی کیو تھل جس کی کل آبادی ۵۰۰ ہے حیور میڑھی اور نیمل وغیرہ بھی ایسے اختیارات رکھتے ہیں اب ان شملہ وں میں جو مسلمان آباد ہیں ان کے لئے نماز جمعہ ظہر سے راتچ ہے یا نہیں ان پہاڑی ریاستوں کی راجدھانی شریا قصبہ یا گاؤں کس چیز میں شمار ہیں۔

(جواب ۳۹۸) ہندوستان تمام کا تمام غیر مسلم یعنی انگریزوں کے زیر حکم ہے اسی طرح ہندو ریاستیں بھی ان ضلع میں ہیں جس ریاست میں مسلمانوں کو نماز جمعہ ادا کرنے سے ممانعت نہ کی جائے وہاں جمعہ پر حنا بڑبڑانے کی یہ بات کہ اس مقام کو شرمہ جائے تو یہ تو مصر کی مختلف تعریفوں کے تحت سے قدرے مختلف ہو سکتا ہے تاہم جس جگہ ہم لازم دو مسجدیں ہوں اور ان میں سے بڑی مسجد میں وہاں کے مسلمان مکلف جمعہ نہ سہیں، وہ شرمہ کا حکم رکھتی ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۲۰۰۰ سے زائد آبادی والے گاؤں میں جمعہ

(المجمعیۃ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) ہمارے ضلع میں چار موضعیت بڑے بڑے ہیں جنہوں نے ان موضعیت کی کل دوہزار سے زائد ہے اور مسلمانوں کی تعداد ہزار سے زائد ہے اور چار چار پانچ پانچ مسجدیں ہیں اور نماز جمعہ بھی سب سے

۱) مصر وهو لا یسع اکبر مساحدہ ہذا لکھنؤ بہا و علیہ فتویٰ اکثر الفقہاء الخ۔ لبر المحتار ۲/ ۱۳۷ ط سید۔ و تبع فی فی الفصائل و الفتاویٰ الکبیرہ الخ۔ سوال الخ۔ رد المحتار باب الجمعة ۲/ ۱۳۸ ط سید۔
۲) فیہ الولاء کفار، یحور للسلطان فیہ الجمعة و یصر الذی فیہا شرعی المسلمین و یحب علیہم أن یسوا والی مسما الخ۔ رد المحتار باب الجمعة ۱/ ۱۴۴ ط سید۔ مصر وهو لا یسع اکبر مساحدہ اہلہ لکھنؤ بہا و علیہ فتویٰ اکثر الفقہاء الخ۔ لبر المحتار باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سید۔

ہاری ہے اب چند روز سے پتہ دے دے کہ یہاں جمعہ جائز نہیں ہے۔؟

(جواب ۳۹۹) سو برس سے قنہ شدہ جمعہ کو بند کرنا مضاعف مہمہ اسلامیہ کے خلاف ہے اور جب کہ مواضع کی آبادی بھی زیادہ اور مساجد بھی متعدد ہیں اور مکلف باجمہ بڑی مسجد میں شامل ہو سکتے تو حنفی مذہب کے بموجب بھی ان مواضع میں جمعہ جائز ہے ایسی حالت میں منع کرنے والے غلطی کر رہے ہیں ہاں پڑھنے والوں کو بھی مانعین پر تشدد نہ کرنا چاہیے جو نہیں پڑھتے ان سے تعرض نہ کریں۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مصر کی تعریف میں ”مالا یسع اکبر مساجدہ“ کی شرط
(الجمعیۃ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) مصر کی مختلف تعریفوں میں سے کیا یہ بھی صحیح ہے کہ جس جگہ کم از کم دو مسجدیں ہوں اور ان میں سے بڑی مسجد میں وہاں کے مسلمان مکلف نہ سائیکل تو وہ شہر ہے۔

(جواب ۴۰۰) ہاں یہ تعریف بھی مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین بھا بہت سے فقہائے مضام کے نزدیک معتبر اور مثبت ہے اس لئے اس کے موافق عمل کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل سوم - خطبہ و اذان خطبہ

غیر عربی میں خطبہ خلاف سنت ہے

(سوال) خطبہ جمعہ عیدین میں اردو فارسی حتی غیر عربی نظم یا نثر بطور وعظ کے پڑھنا درست ہے یا نہیں اور اگر درست ہے تو فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب اور خالص عربی میں پڑھنا باوجودیکہ لوگ سمجھتے بھی نہ ہوں بہتر ہے مختص عربی اور غیر عربی سے خصوصاً جب کہ لوگ خالص عربی پڑھنے پر اعتراض کریں ورنہ خالص عربی پڑھنے والوں کو غیر مقتدی کا الزام لگائیں اور اس کو غیر عربی پڑھنے پر مجبور کرتے ہوں اور ناجائز ہے تو یہ حرام یا مکروہ تحریمی یا تنزیہی؟ مع حوالہ کتب فقہ تحریر فرمائیں۔ یو۔

توجروا۔

(۱) ولفع فرب فی القصات و لفری لکیرۃ النی فیہا سوی الح (رد المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۳۸ ط سعید
واستشهد لہ بما فی الشرح عن الحدیث ان کسالی العوام اذا صلو الفجر عند طلوع الشمس لا یسمعون لایہم
معوا لہ کوہا أصلاً و اذا ہوا مع تحویر عن الحدیث لیا اولی من یرکبھا اصلاً الح (رد المحتار) باب العیدین
۲ ۱۷۱ ط سعید (۲) رد المحتار باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید

(جواب ۴۰۱) سامعین خواہم ہیں زبان عربی بول یا نہ بول اردو فارسی یا کسی زبان کی نظم میں ڈھبہ پڑھ کر وہ ہے حضرت رسول مقبول ﷺ فد اوائی مابقی سے و نیز آپ کے صحابہ سے غیر عربی میں خطبہ پڑھنا منقول نہیں تھا تا کہ امام جو ڈھبہ کی عربی زبان سمجھنے سے قاصر تھے زمانہ صحابہ میں بشرت داخل و ازہ اسلام ہو گئے تھے لیکن کسی صحابی سے منقول نہیں کہ انہوں نے عربی کے سوا کسی اور زبان میں ڈھبہ پڑھا یا جو ڈھبہ پڑیہ۔ زم نہیں سامعین کو سمجھانے کے لیے غیر عربی میں خطبہ پڑھے یہ تو خواہ سامعین کی کمزوری ہے کہ عربی زبان سے واقف ہیں۔

فی مجموعة الفتاوى لمولانا المکوی فلاح عن اکادہ الفاس فی اداء الادکار بلسان الفارس الکراهة انما هی لمخالفة السنة لان السیاسة واصحابه قد خطوا دائما بالعربية ولم یقبل عن احد منهم انهم خطبوا خطبة ولو خطبة عبر الحصة بعبر العربية استہی وفيه الخطبة بالفارسية التي احدثوها واعتقدوها حسا لیس الباعت اليها الا عدم فهم العجم اللغة العربية وهذا الباعت قد کان موجودا فی عصر خیر البرية وان کان فيه استنساخ فلا استنساخ فی عصر الصحابة والمابعین ومن تعهم من الائمة المجتہدین حیث فتحت الا مضار الشاسعة والديار الواسعة واسلم اکثر الحش والروم والعجم وغيرهم من الا عجم وحضروا مجالس الجمع والا عیاد وغيرها من شعائر الاسلام وقد کان اکثرهم لا یعرفون اللغة العربية ومع ذلك لم یخط احد منهم بغير العربية ولما ثبت وجود الباعت حتی تلک الازمنة وفقد ان المانع والتکاسل وحوه معلوم بالنقواعد المرهنة لم یبق الا الکراهة التي هی ادنی درجات الضلالة ، انتهى

خطبہ میں حاکم وقت کا نام لیکر دعا کرنا

(سوال) کیا زیادہ کا یہ منشاء واجب ہے کہ اگر خطبہ جمعہ میں خلیفہ وقت یعنی سلطان معظم نرنی کا نام ہمراہ استہ پڑھا جائے تو وہ خطبہ ناقص ہے اور اس ناقص خطبہ کی وجہ سے نماز جمعہ فاسد ہو جاتی ہے ؟

(جواب ۴۰۲) زیادہ کا یہ قول کہ خطبہ جمعہ میں خلیفہ وقت کا نام نہ لینے سے خطبہ ناقص اور نماز فاسد ہو جاتی ہے صحیح نہیں ہے خلیفہ وقت کا خطبہ جمعہ و عیدین میں نام لینا خطبہ کی ضرورت میں سے نہیں ہے جسکے ترک سے خطبہ ناقص یا کالعدم ہو جائے ہاں عرصہ دراز سے خطبائے مسلمان کا تعامل اس طرح جاری ہے کہ خلیفہ وقت کا نام نہیں اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور نام لینا اور دعا پڑھنا یا پھر تعامل سے اس جواز کو اور زیادہ تقویت ہو گئی اس لئے خطیب کو خلیفہ کا نام سراجہ میں اور اس کے لئے دعا کرنا بھی مناسب ہے اور جب ترک ذکر میں کسی قدر کا اندیشہ ہو تو دعا کرنا ہو کہ ہو تو تاج شامی میں ہے وایضا فان الدعاء للسلطان علی المسامر قد صار الان من شعار السلطنة فمن ترکہ یحشی علیہ ولذا قال بعض العلماء لو قیل ان الدعاء له واجب لما فی ترکہ من الفتنة غالبا لم یعد

انتہی ۱۱) (رد المحتار شامی جلد ۱ مطبوعہ مصر) واللہ اعلم۔

کتبہ محمد کفایت اللہ شغلہ مدرسہ امینیہ دہلی

باتھ میں عصا لیکر خطبہ پڑھنا

(سوال) ہمارے شہر جاکر ہر تمام ۵۰ قدم کا ٹیڈار میں جمعہ کا خطبہ پڑھتے ہوئے ایک عصا نہایت مزین سے کرکھڑا ہونا ضروری سمجھا جاتا ہے اور بغیر ۵۰ عصا خطبہ پڑھنے کو خلاف سنت بتایا جاتا ہے اور تارک کو ۵۰ مرتبہ اور طعن کیا جاتا ہے اور شدت زید یہ ۱۰۰ ہے کہ شئی میں اور حدیث ابو ذر میں ایسا کرنا سنت کھاتے اور جو تارک کے کتبات کے ۱۰۰ شمار کیے گئے اس وقت تک ۵۰ سالے کر خطبہ پڑھا ہے جب تک منبر نہیں بنا تھا۔ حد میں ایسا کرنا منقول نہیں اور ۵۰ مینی میں خواہ اور محیط کے حوالہ سے قوس پر یا عصا پر سہارا لگنا۔ خطبہ پڑھنا مکروہ کھاتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ۵۰ کر اس ساتھ دلیل کے ہم کو اس کا فیصلہ دیں کہ ۵۰ مفتی یہ حنفیہ کے نزدیک کیا قرار پایا ہے اور ابو ذر اور شامی میں سنت ہونے کا جواب کیا ہے؟ یہ دعا تو جروا

(جواب ۴۰۳) ۵۰ عصا ۵۰ میں تارک خطبہ پڑھنا ثلاث تو ہے لیکن بغیر عصا کے خطبہ پڑھنا اس سے زیادہ ۵۰ سنت ہے پس حکم یہ ہے کہ ۵۰ باتھ میں مینا بھی جائز اور نہ مینا بہتر ہے اور حنفیہ نے اسی کو اختیار کیا ہے پس اس کو ضروری سمجھنا اور نہ لینے والے ۵۰ طعن ۵۰ شقیں ۵۰ زیادہ سنت نہیں اسی طرح لینے والے کو بھی ۵۰ سنت کرنا درست نہیں (۱) فقط

ارو زبان میں خطبہ خلاف سنت متواتر ہے

(سوال) مسلمانان ہند کی زبان معمولاً اردو ہے اور وہ زبان عربی ہے۔ کل واقف ہیں یہ اکثر مسلمان احکام ضروریہ سے بھی بے خبر ہیں خطبہ عربی میں پڑھا جاتا ہے تو وہ اس سے کچھ بھی مستفید نہیں ہو سکتے اس لئے ان کی خواہش ہے کہ عربی خطبہ پڑھنے کے بعد اس کا ترجمہ اردو زبان میں پڑھا جائے یہ جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی سید الحسن قادری مددگار صدقات العالیہ سرکار علی

(جواب ۴۰۴) خطبہ کا مسنون اور متواتر طریقہ یہی ہے کہ خالص عربی نثر میں ہر وقت ان لوگوں میں بدو شمر ہونے اور ان میں تبلیغ و تفسیر ضرورت آتی ہے بہت زیادہ تھی اور صحابہ کرام میں بھی زبان بننے والے بھی موجود تھے اس کے باوجود ان میں شہادت نہیں کہ انہی زبان میں خطبہ پڑھا گیا ہو تفسیر ضرورت سے انکار نہیں لیکن ہر وقت ماثورہ کی فصاحت بھی ضروری ہے اس کی اچھی صورت یہ ہے کہ خطیب ہادی

(۱) باب الجمعة ۱۹۹۲ طہ سعد

۲، ویکرہ ابیکو علی بن ابی طالب و غلبہ محمد بن ابی السامیہ فی روایۃ ابی داؤد ابی داؤد فی الحدیث سنوکت علی حدیث ابی قیس و بنی سہیب عن عبد سحیف ۵۰ حدیث العنایت کالقیام (۱) باب الجمعة ۱۹۹۲ طہ سعد

زبان میں خطبہ شروع کرنے سے پہلے تقریر کر دے۔ ورنہ روایات دینیہ بیان کر دے پھر خطبہ کی اذان ہو اور دونوں خطبہ عربی زبان میں پڑھتے۔ خطبوں میں انتظار کہہ نظر رکھے مثلاً باری زبان میں ۳۰ منٹ تقریر کرے اور دونوں عربی خطبہ پانچ سات منٹ میں ختم کر دے اسی طرح تبلیغ و تقسیم کی ضرورت بھی پوری ہو جائے گی اور خطبہ کی کیفیت منونہ طورہ بھی محفوظ رہے گی۔

کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولانا ۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۰ھ

اذان ثانی خطیب کے سامنے ہونی چاہیے

(سوال) جو اذان بروز جمعہ وقت خطبہ خطیب کے سامنے پڑھی جاتی ہے وہ مسجد کے اندر خطیب کے سامنے ہو یا ہر صحن میں؟

(جواب ۴۰۵) خطبہ کی اذان خطیب کے سامنے ہونا چاہیے خواہ مسجد کے اندر ہو یا باہر۔ احادیث میں دونوں طرح وارد ہوئے ہیں جدلول میں ہے۔ وقال ابن سعد بالسند الی ام زید بن ثابت کان یبني أطول بیت حول المسجد فكان یؤد من أول ما اذن الی ان ہی رسول الله ﷺ مسجده فكان یؤد بعد علی طہر المسجد وقد رفع له شنی فوق طہره ۲۰ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ مسجد کے اندر اذان دینا چاہئے اور خود آنحضرت ﷺ کی مسجد میں حضرت بلالؓ چھت پر اذان کہتے تھے۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ شہری مسجد دہلی

ڈھائی ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم

(سوال) ایک مسکنی آبادی ڈھائی ہزار تین مسجدیں ہیں آبادی کل مسلمانوں کی ہے ضروریات بھی میاں ہوتی ہے عرصہ دراز سے تینوں مسجدوں میں جمعہ ہو رہا ہے ایک بزرگ صاحب آج کل آئے ہوئے ہیں وہ جمعہ نہیں پڑھ رہے ہیں۔ المستغنی نمبر ۹۵ قدح حسین موضع شونت ڈاکخانہ کشور ضلع میرٹھ

۸ رجب ۱۳۵۲ھ ۸ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۰۶) جمعہ کی نماز اس مسکنی میں پڑھنی جائے عمر تینوں مسجدوں میں سے ایک مسجد میں جو بڑی ہو پڑھنی چاہیے اگر تینوں مسجدیں برابر ہوں تو جو مسجد سب سے قدیم ہو اس میں پڑھیں (۱۶)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

۱۔ لا شائت فی ان الحظیہ بعد نعیمہ خلاف نسہ سوارتہ عن النبی والصحابة فیکون مکروہا تحریماً لح
اعمالہ الرعایۃ علی ہامش شرح الوقایۃ باب الجمعة ۲۰۰۱ ط سعید
۲۔ باب الادان مطلب من ہی یسجد ثلاثاً ۳۸۷ ط سعید فی فی السور و شرحہ و یؤد ثانیاً من یدی
الحظیہ الخ وفي المنعہ ای من نسہ کما یظہر من کلامہ، باب الجمعة ۱۶۱ ط سعید
۳۔ وقع فرق فی القصد و لیس لکسر سی فیہ سب فی الخ (رد المحتار باب الجمعة ۱۳۸ ط سعید)

جمعہ وعیدین کا خطبہ فارسی میں پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) جمعہ کا خطبہ اردو فارسی نظم میں پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۷۱۷۱، مبداء بشیر ذیہ قصبہ دار النعمان، ضلع جالور، ۲۸ رجب ۱۴۵۲ھ ۱۸ نومبر ۱۹۳۳ء
(جواب ۴۰۷) جمعہ اور عیدین کے خطبوں میں نظم اردو فارسی پڑھنی مکروہ ہے کیونکہ قرآن کوئی میں پہنچو،
نہ موت شدیدہ کے عربی کے ساتھ کسی اور زبان میں خطبہ پڑھے جائے گا ثبوت نہیں ہے اور بشر کے ساتھ
نظم پہنچو، نہیں پس طریقہ مذکور متاثر دینی ہے کہ خطبہ فارسی میں پڑھنا جائز ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ له

(۱) مسجد میں آتے ہی سنت پڑھی جائیں

(۲) اذان ثانی کا جواب زبان سے نہ دیا جائے

(۳) خطبہ کا کچھ حصہ عربی اور کچھ اردو میں پڑھنا

(۴) اور ان خطبہ منبر سے ایک زینہ اتر کر پھر پڑھنا عت ہے

(سوال) یہاں کی جامع مسجد میں اکثر اصحاب اس حور پر نماز جمعہ کو افرماتے ہیں کہ جمعہ مسجد میں اگر بیٹھ
جاتے ہیں جب ایک بتا رہا ہے تو اقامت خطبہ سے پہلے ایک تکبیر کی جاتی ہے جب تکبیر کی پکاری جاتی ہے تو
اسی سنت کے لئے اگتے ہیں اور سنت، آکر لینے کے بعد خطبہ ہوتا ہے تکبیر و خطبہ کے ساتھ مصلیٰ و امام
نہیہ سے غلط و مثل ذیل نہ تہیہ کے دہرا کر دیا جاتے ہیں بعد خطبہ شروع ہوتا ہے جب امام خطبہ کوئی
عربی کے اندر پڑھ چکے ہیں تو اس کا ترجمہ اردو اشعار میں کر کے خطبہ کو ختم کرتے ہیں جس سے خطبہ
مکمل ہو جاتا ہے بعد اس کے خطبہ عربیہ میں جب الفاظ دہائیے حق سلطان المسلمین کے مقام پر آتے ہیں تو
منبر کے دو سرے زینے پر پہنچے آجاتے ہیں اور الفاظ دہائیے ختم ہونے پر پھر سابق مقام پر لوہر جاتے ہیں ایسی
صورت میں آپ نے فرمایا کہ ذیل صورتوں پر کتاب فتویٰ ہوں کہ ان صورتوں میں از روئے عقائد حنفیہ
بمقامہ کا یہ طریقہ صحیح مفصل مع جوابات جواب سے منع فرما کر ممنون فرمائیں۔

(۱) سنت قبل بعد و عت ہے یا نہیں؟ فرمایا: (یعنی تجویز صلوٰۃ پر سنت پڑھنا) کیسا ہے؟

(۲) صلوٰۃ خطبہ سے غلط و مثل غلط و لغت وہ الہ اور دھماکے چاہیے یا نہیں؟

(۳) خطبہ کے اندر خطبہ فارسی زبان میں پڑھ چکے ہیں بعد ترجمہ اردو اشعار میں پڑھنا جائز یا نہیں؟

(۴) خطبہ عربیہ میں متروکہ حق یا غلط مسلمین ایک زینہ نیچے آجائے اور پھر اوپر چلا جائے کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۳۰، محل مقام گوندی سی ٹی ۴ شعبان ۱۳۵۲ھ

(جواب ۸۰۸) (۱) سنتوں کو تنبیہ سے نہ کرنا نہیں چاہیے۔ حد زوال مسجد میں آنے والے آتے ہی سنتیں پڑھ لیں بعد ٹھٹھنے سے پہلے سنتوں کو شروع کر دین چاہیے یہی سنتوں ہے۔
(۲) اذان خطبہ کو دہرائامہ انتمہ کے نزدیک نہیں چاہیے (۱) اذان اول کی اجابت مسنون ہے نہ اذان خطبہ کی۔ نین امام محمد کے نزدیک اذان خطبہ کا جواب بھی دین جائز ہے اگر اس کے موافق دہرائیں تو آہستہ دل میں دہرائیں۔

(۳) اردو ترجمہ نثر الفلم میں کرنا سنت متواتر کے خلاف ہے (۲)

(۴) لاقت دعائے سلطان اسمین آیہ زینہ نیچے آتا اور پھر چڑھتا ہے دلیل ہے اور مکر وہ ہے (۱۰)

(۱) جو خطبہ پڑھے وہی نماز پڑھائے

(۲) امام کے ساتھ محراب میں کھڑے ہونا

(۳) خطبہ میں حاکم وقت کا نام لینا

(سوال) (۱) جمعہ کے دن ایک آدمی خطبہ پڑھے اور دوسرے آدمی سے نماز پڑھانے کو کہے تو جائز ہے یا نہیں؟

(۲) دو آدمی اگر محراب کے اندر کھڑے ہو جائیں اور ایک آدمی نماز پڑھائے اور دوسرا اپنی منی مقتدی بن کر کھڑا ہو اور باقی سب وہ پیچھے کھڑے ہوں جگہ بھی بہت ہے صفوں کے اندر اگر سو دو سو آدمی اور بھی ہوں تو آسکتے ہیں تو ایسی صورت میں امام کے ساتھ کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اگر ایک معمولی نواب کسی گاؤں کے اندر آجویں اور جمعہ کا دن ہو اور خطبہ پڑھنے کے وقت ان کا نام خطبہ میں شامل کر کے پڑھ لیں تو جائز ہے یا نہیں؟

(۴) ایک معمولی نواب نے مسجد سے نکلے وقت ایک آدمی پکار کر کہے کہ ان نواب کا نام زور سے لیں اور باقی سب لوگ آمین کہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۲ مولوی عبدالستار صاحب ٹول گڑھ

۳ شعبان ۱۳۵۲ھ ۲۳ نومبر ۱۹۳۳ء

۱۰۔ عن ابی فادۃ ان رسول اللہ - قال : اذا حاکم المسجد فیصل سجدتین من قبل ان یجلس ، ابوود
باب ما جاء فی الصلوة عند دخول المسجد ۷۴ ط مکتبہ امدادیہ ملتان
۲۰۔ قال فی السور ۱۵۰ حرج لا امام ولا صود ولا کلام الخ (باب الجمعة ۱۵۸ ط سعید) وفي الشامیہ یسعی
ان لا یجیب بلسانہ اتفاقا فی بدی الحظب الخ (باب الاذان ۱/۳۹۹ ط سعید)
۳۰۔ وانه لا یسئل فی ان الحظب معبر بعبارة خلاف المسئلة المتواترة من السی والمصححة فیکون مکروها تحریرا الخ
(عمدة الرعاية علی هامش شرح الوافیة) باب الجمعة ۲۰۰ ط سعید
۴۰۔ قال ابن حجر فی المحفة - ووجب ان یأخذ بعد الاذان من البروک فی الحظبة الثانية إلی درجة سفلی ثم العود
بدعة فبعضة شعبة (رد المحتار) باب الجمعة ۱۶۱ ط سعید

(جواب ۴۰۹) (۱) ایک شخص جمعہ کا خطبہ پڑھے اور اس کی اجازت سے دوسرا شخص نماز پڑھے تو یہ جائز ہے۔^(۱)

(۲) چھہ ہو تو امام کے ساتھ حیرانہ ہونا پڑیے جہہ کی سختی ہو تو ایسی صورت میں جائز ہے۔

(۳) معمولی نواب اُردو بھارتیہ ہو تو غیر مختار اور غیر حاکم کا نام لینا مکروہ ہے۔^(۲)

(۴) اس سوال سے یہ فرض ہے۔ مجاہد میں نہیں آئی۔ محمد کفایت اللہ کا لفظ اللہ۔

پہلے وعظ کر کے خطبہ عربی میں پڑھا جائے

(سوال) ایک فریق جمعہ کے عربی خطبے کے مفہوم کو اردو میں سننے اور سمجھنے پر مصرت ہے اور فریق دوسرا کہہ دیتا ہے کہ یہ عربی قرآن ہے۔ اور اپنی تائید میں متقدمین کے مسلک کو پیش کرتا ہے اختلاف و ممانعت اس امر سے تفریق نہیں۔ المستفتی نمبر ۲۴۶ حافظ عبد الشکور صاحب

۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۱۰) اس اختلاف و ممانعت میں طریقہ یہ ہے کہ خطیب منبر پر جا کر پہلے اردو میں وعظ و نصیحت جو کچھ کرنا ہو کر دے پھر خطبہ عربی قرآن مولانا اردو دونوں خطبے خالص عربی میں نہایت مختصر طور پر پڑھ دے کہ دونوں خطبوں میں پانچ منٹ صرف ہوں اس طرح دونوں فریق مطمئن ہو جائیں گے۔ محمد کفایت اللہ کا لفظ اللہ۔

خطبہ جمعہ سے پہلے وعظ

(سوال) خطبہ جمعہ سے قبل مولانا نہایت "المستفتی نمبر ۲۴۳ انوار الحق صاحب ناظم مدرسہ تبوید قرآن قادیانہ جو ضلع بہاولپور۔ ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۳ء (جواب ۴۱۱) خطبہ جمعہ سے قبل مولانا نہایت اس میں کوئی وجہ ممانعت کی نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کا لفظ اللہ۔

غیر عربی میں خطبہ درست نہیں

(سوال) پنجاب میں رہا ہے کہ جمعہ کو بعد اذان ثانی جمعہ خطبہ عربی میں پڑھ کر اردو میں شرا و اظہار کرتے ہیں بعض جہہ کی سختی تک وہاں کے خطبہ پورا کرتے ہیں کہیں کہیں دوران وعظ میں چندہ بھی جمع

۱۔ لا یجوز ان یصلی علی غیر الخطب لان لجمعہ مع لحصہ کفی واحد ولا یجوز ان یقسمہما باحد وان فعل حدیث ورد المختار باب الجمعة ۱۴۱ ط سعد
۲۔ فان الدعاء للسلطان علی المنابر قد صار الاذن من شعائر لسلطة فمن قراه بحشی علیہ الخ (رد المختار) باب الجمعة ۱۴۹ ط سعد

جمعہ کے نسب میں اردو فرقہ پانڈ خائف سنت ہے، عربی نثر میں خطبہ پڑھنا مستنون ہے خطبہ تہنہ اپنی زبان میں وحظ و نصحت کرتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(جواب ۴۱۵) (المستفتی نمبر ۵۲۷ مزاج سفینک) ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۹ جولائی ۱۹۳۵ء

جمعہ کی نماز میں مسندوں کے بیچ عظیم کے اجتماع اور اظہار شوکت اسلامیہ کو بڑا فضل ہے اجتماع عظیم کے سامنے خطبہ دینے کا مقصد ان کی دینی اجتماعی ضرورتوں کا رفع کرنا اور ان کے متعلق احکام اسلامیہ کی تبلیغ کرنا ایک جہانگیر کا اجتماعی حیثیت سے رب العالمین کی بارگاہ معنی میں سرانجام دینا ہے ایک خطبہ بیحدہ کے لئے معین کر لینا اور ہر جمعہ کو وہی پڑھا دینا اگرچہ خطبہ کی فرضیت کو پورا کر دینا ہے لیکن اس میں شبہ نہیں کہ مقصد خطبہ سے وہ رب ہاں جمعہ خطبہ میں نظم و اشعار پڑھنا غیر ضروری باتیں کرنا عربی نثر کے ساتھ کسی طرح خطبہ پڑھنا بھی سنت قدیمہ متوارثہ کے خلاف ہے (۱) بہتر صورت یہ ہے کہ اذان خطبہ سے پہلے مقامی زبان میں تمام ضروری باتیں بیان کر دی جائیں جن میں مسائل بھی ہوں اور دوسری اجتماعی اور سیاسی ضروری باتیں بھی ہوں اس کے بعد خطبہ کی اذان ہو اور زیادہ پختہ سنت میں دونوں خطبہ نازل عربی زبان میں اور نہ پڑھنا اس میں ضرورت بھی پوری ہو جائے گی اور خطبہ کی وضع مستنون بھی قائم رہے گی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

اذان ثانی کے بعد دعا زبان سے نہ پڑھی جائے

(سوال) اذان ثانیہ جو منبر سے سامنے دی جاتی ہے اس کے بعد دعا ہے جیسا کہ اذان اول میں مستنون ہے اللھم رب هذه الدعوة الخ یا حنی یا حبیبہ نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۳۱ (اثر ان سوال) ۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۱۹ جون ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۱۶) اذان ثانیہ کے بعد دعا اذان نہیں پڑھنی چاہیے لیکن اگر کوئی شخص دل ہی دل میں غیر ہاتھ اٹھائے نام کے خطبہ شروع کرنے سے پہلے پڑھ لے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اگرچہ نہ پڑھنا بہتر ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بوقت خطبہ ہاتھ میں عصا لینا کیسا ہے؟

(سوال) برقن ص ۵۵ بوقت خطبہ خواندن نماز جمعہ چھوٹا است؟

(۱) (بصاحو حوالہ صفحہ گزشتہ حاشیہ ۱)

(۲) (فائدہ لاشئ فی ان الحظہ بعد ثلثہ خلاف ثلثہ استوارتہ من الی ثلاث والصحاہ فیکون مکروہا بحریما الخ) (عمدة الراجح علی جمیع شرح الوادیۃ باب الجمعه ۲۰۰ ط سعید)

(۳) (و سعی الی محب فکسہ فکس من الی الخطب الخ) (الدر المختار باب الاذان ۱۰ ط سعید)

غلبہ حزلی میں اور مختصر ہونا چاہیے اور منبر پر پرہیز ہے

(سوال) ایک امام صاحب نماز جمعہ پڑھتا ہے خطبہ بہت طویل پڑھتے ہیں کہ ایک گھنٹہ ہو جاتا ہے خطبہ کا پورا ترجمہ بھی پڑھتے ہیں کیا خطبہ کا ترجمہ پڑھنا بھی ضروری ہے؟

ایک شخص کا بیان ہے کہ مسجد میں جو منبر ہوتا ہے وہ رسول کریم ﷺ کے وقت میں نہ تھا نہ
حضرت امیر معاویہؓ نے ایجاد کیا ہے۔ حقیقت اس کی کیا ہے؟

المستشفى نمبر ۵۲۳ شش شقیقہ (منع مؤخر) ۷ ربيع الثانی ۱۳۵۳ھ ۹ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۲۰) خطبہ زیادہ صویر: سنہ نہیں چاہیے (۱) اور خطبہ کا ترجمہ پڑھنا بھی طریقہ مسنونہ متواتر ہے کے خلاف ہے۔

ممبر آنحضرت: اُس کے زمانے میں ہمارا اور حضور اکرم ﷺ نے ممبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا ہے یہ بات ثابت ہے کہ ممبر کی یہی حضرت امیر مومنینؑ کے کی ہے۔ ”محمد کثرت اللہ کان اللہ“

(۱) خطبہ میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال مباح ہے

(۲) خطبہ عربی زبان میں: ہونا چاہیے

(سوال) (۱) کیلہ وز جمعہ مجمع کی کثرت کو شیش نظر رکھ کر ایذا دہانہ کلمہ کا استعمال کرنا شرعی ہے یا ناجائز؟ تاکہ اس کے ذریعہ دوردور کے لوگوں تک خطیب کا خطاب اور ضروری مسائل کی تقریر پہنچی جاسکے۔ غرضی قرآن اور تکبیرات کی تبلیغ ہرگز مقصود نہیں ہے۔

(۲) جمعہ کے خطبہ میں اردو زبان میں وعلیٰ آیا اردو میں خطبہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: نمبر ۲۸۹، مفتی: مولوی سید مران احمد صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ جامعہ ابھیل ضلع
سورت۔ ۲۳ رمضان ۱۳۵۳ھ ۲۱ مئی ۱۹۳۵ء

جواب ۴۶۱) (۱) وذا تیر (آلہ میجر الصوت) کا خطبہ اور وعظ میں استعمال کرنا جائز ہے کوئی وجہ عدم جواز کی نظر نہیں آتی۔ (۲) خطبہ جمعہ و عیدین میں خاصا عربی مثنوی خصبہ پڑھنا مسنون و متوارث ہے اس کے سوا کسی اور زبان میں خطبہ پڑھنا، عربی نظم میں پڑھنا سنت متوارثہ کے خلاف ہے لہٰذا خطبہ تو اس وجہ سے کائناتین خلاف متوارثہ ہونے کی وجہ سے کراہت ہوئی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(٦) والرابع عشر تحفظ الحصص بقدر مورد من طول الفصل ويكرر التطويل وعدم كفاية الباب الثامن عشر
صلاة الجمعة ١٤٧١ ط م حده ١٠٢١ وفي السنة ان تحذف عليه الفداء به ٢٢٢ ومرة ٢٢٢ كان ثلث درج
عمر الصبيات بالمستراح الخ ٢٢٢ شرح باب الجمعة ١٦١٢ م سيد عن عبد الله بن مسعود كان
رسول الله ﷺ إذا استوى على المنبر استقبلنا بوجهه ٢٢٢ م سيد باب في استقبال الامم اذا حلف ١٤٧١ ط
سيد (٣) وفي المسح ان لم يحل حلفه الخ ٢٢٢ م سيد باب الثامن عشر في صلاة الجمعة ١٤٧١ ط
حده ٢٢٢ وفيه لا شك في ان حلفه غير حلال لانه لا يملكه الا في الصلاة في اليقين والصحة
يكون مكرها وتحسين الخ ٢٢٢ م سيد باب في حلفه حلال لانه لا يملكه الا في الصلاة في اليقين والصحة
٢٢٢ م سيد باب الجمعة ٢٢٢ م سيد

(۱) خطبہ اردو میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) خطبہ کی حقیقت کیا ہے؟

(۳) وعظ خطبہ سے پہلے ہو اور خطبہ عربی میں

(۴) نماز کے بعد انتشار فی الارض کا حکم باحت کے لئے ہے

(سوال) خطبہ جمعہ و عیدین کس زبان میں ہونے چاہئیں؟ (۲) شریعت مطہرہ میں خطبہ کی حقیقت کیا ہے؟ (۳) لوگوں کا اشتقاقی اثر ہو تو کیا خطبہ کا ترجمہ خصب کو سنوین چاہیئے نہیں؟ اگر ترجمہ سنایا جائے تو کب؟ خطبہ کے بعد ہی منبر پر یا فراغ بعد کے بعد؟ (۴) بعض لوگ کہتے ہیں کہ جمعہ کے فرضوں کے بعد فوراً ہی مسجد سے چلے جانا چاہیئے اور کسی ضرورت شرعی (مثلاً لواٹیل سنن و نوافل سہا و وعظ تنبیہ و ذکر وغیرہ) کی وجہ سے بھی مسجد میں ٹھہرے رہنا جائز نہیں اور کہتے ہیں کہ آیت کریمہ فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا سے یہ حکم ثلاث اور منصوص ہے کیا اس انتشار سے یہی مراد ہے مسائل مذکورہ میں شوافع اور احناف کے نزدیک اگر کوئی غلط فہمی اور توسع ہو تو ظاہر کر دی جائے یہ اختلاف وہاں ہے جہاں حنفی اور شافعی دونوں قسم کے حضرات ہیں۔

المستفتی نمبر ۷۴۴۷ عبدالحمد کو کئی ڈائجیل ضلع سورت۔

۶ ازیل قعدہ ۱۳۵۳ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۲۲) (۱) خطبہ جمعہ و عیدین کا طریقہ مستونہ متواتر نہ ہو سکتا ہے کہ وہ عربی زبان میں ہو قرآن لونی میں باوجود ضرورت شدید کے کہ اس وقت تعلیم اور کمزور تبلیغ اسلام کی بہت زیادہ ضرورت تھی خطبہ کی حریت کو ترک نہیں کیا گیا۔ (۲) خطبہ کی حیثیت وعظ و تذکیر اور ذکر اللہ سے مرکب ہے۔ (۳) اگر خطبہ لڑان خطبہ سے پہلے متامی زبان میں پندرہ منٹ سے کچھ ضروری باتیں بیان کر دے اس کے بعد لڑان مکملوائے اور بقدر اوائلی فرض مختصہ طور پر عربی میں خطبہ پڑھ لے (اور خطبتین کے لئے پانچ سات منٹ کافی ہوں گے) تو یہ صورت بہتر ہوگی (۴) انتشار فی الارض کا حکم محض باحت کے لئے ہے نہ وجوب کے لئے اور اگر کوئی مسجد میں نوافل و من پڑھتے یا مسجد سے نہ نکلے شام تک نہ نکھرے تو وہ کسی قسم کا عداکار نہیں ہوگا جیسے کہ مسجد سے نکلنے والے اگلے حکم و ابوعوا من فصل اللہ کے ترک سے عداکار نہیں ہوں گے اس کے ساتھ وہ قضیت الصلوٰۃ و قوم فراغ من السن و نوافل تک و تنقہ۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لمہ

۱۰۔ فہ لا یشک فی ان الحظہ بعمر العربہ حریف سہ المواربہ من الی تک و الصلحۃ فیکون مکروہا تحریر
الح (عمدة الرعية علی هامش شرح الوقیۃ باب الجمعة ۲۰۰۹ ط سعید)
۲۰۔ لمرط الرابع الحظہ و حب حبیب و کب مصی ذکر اللہ لعدلی سہا لمح و سہا کوہا حطس مجلسہ
سہما تسمل کن مہما عنی حمہ۔ سہد و تصدۃ علی سہی تکہ احلی کسر فصل فی صلاۃ الجمعة ص
۵۵۵ ط سہیل اکیدمی لاہور

غیر عربی میں خطبہ سنت متوارثہ کے خلاف ہے

(سوال) خطبہ جمعہ کا مع عربی کے ترجمہ کرنا یا صرف اردو میں بطور وعظ و نیکچر پڑھنا امام شافعی و امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟ اگر اردو یا کسی غیر عربی زبان کو خطبہ میں شامل کیا جائے تو جمعہ ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۷۰ مولوی محمد حنی (جو بھاس برگ افریقہ) ۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲ جولائی ۱۹۳۶ء (جواب ۴۲۳) امام شافعی کے نزدیک خطبہ کا عربی زبان میں ہونا شرط ہے بغیر عربی زبان کے خطبہ صحیح نہیں اور جب خطبہ صحیح نہیں ہو تو جمعہ بھی صحیح نہیں ہوا آخر خطبہ کے عربی ہونے سے مراد یہ ہے کہ خطبہ میں جتنی چیزیں فرض ہیں وہ سب عربی زبان میں ہوں (دونوں خطبوں میں حمد و صلوٰۃ اور وصیت اور وصیت بآئینہ کا ہونا اور کسی ایک خطبہ میں قرآن مجید کی تم از م ایک آیت کی تلاوت کرنا اور دوسرے خطبہ میں مسلمانوں کے لئے دعا کرنا فرض ہے) ان کے علاوہ باقی خطبہ غیر عربی میں ہو تو سقوط فرضیت خطبہ کے منافی نہیں۔ ویشترط کونہا کلہا عربیۃ۔ قوله کلہا ای الخطبۃ ای کل ارکانہا فی الخطبتین ولا یضرب غیر العربیۃ فی غیر الارکان ۱ (شرح مباح الصلّٰب مع حاشیہ للعلامة المقسوسی) اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک عربیت شرط نہیں ہے جتنی غیر عربی زبان میں بھی خطبہ ادا ہو جائے گا لیکن غیر عربی زبان میں خطبہ پڑھنا مکروہ یا اعتق ہے کیونکہ قرون اولی مشہور لمہلک لغیر میں اس کا قتل نہ تھا، ۲

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

اردو یا فارسی میں خطبہ پڑھنے کا حکم

(سوال) جمعہ کا خطبہ عجمی زبان میں مثلاً اردو یا فارسی وغیرہ میں جائز ہے یا نہیں اور اگر عربی زبان میں ہو تو ترجمہ کرنا اور دو غیرہ میں کیسا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۰۸۳ اگل بادشاہ پشوری (پشاور)

۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۳۰ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۲۴) خطبہ جمعہ نہ میں عربی زبان میں پڑھنا چاہیے اور منبر پر یعنی خطبہ پڑھنے کے وقت ترجمہ نہ کریں یہ طریقہ مرضیہ اسلام و منہم اللہ و سنت سیدہ اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم واسوہ حسنہ حضرت سید امر سلیمان شفیع اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اور اس سے خلاف کرنا مذموم و مکروہ ہے۔ مخلصاً حررہ مولوی عبداللہ الطوروی عفی عنہ۔

ہوالموفق ہے شک سنت قدیمہ متوارثہ یہی ہے کہ خطبہ خالص عربی نثر میں ہو اس کے خلاف کرنا

(۱) (باب الجمعة ۲۷۸/۱ ط دار احیاء الكتب العربیۃ مصر)

(۲) (فامہ لا شک فی ان الخطبۃ بغير العربیۃ خلاف السنة الموارثۃ من السلف و الصحابة فیکون مکروہاً تحریر الح) عمدة الرعاۃ علی هامش شرح الوقایۃ باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعید

مکروہ ہے اگرچہ خطبہ ادا ہو جائے مگر خلاف سنت ہونے کی وجہ سے کراہت آئے گی،
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

خطبہ سے پہلے وعظ کرنا جائز ہے

(سوال) جمعہ کے روز جس وقت پہلی اذان جمعہ مسجد میں ہو جائے اس وقت کسی واعظ کو وعظ کھانا یا کہ خطیب جمع مسجد کو وعظ کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں کیونکہ اس وقت مسلمانوں کی آمد شروع ہو جاتی ہے اور وہ مسجد میں داخل ہو کر نماز سنت ادا کرتے ہیں وہ وعظ ہونے کی حالت میں نماز سنت ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۰۸۶ جناب قاضی محمد امجد علی صاحب (انہالہ چھوٹی)

۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م یکم اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۲۵) اذان بول ہو جانے اور سنتیں ادا کرنے کے لئے وقت چھوڑ کر اذان خطبہ سے قبل اگرچہ ضروری باتیں مسلمانوں کو مقامی زبان میں سنا دی جائیں تو مضائقہ نہیں لوگوں کو خیال رکھنا چاہیے سنتیں پڑھ کر فارغ ہو جایا کریں یا بعد جمعہ میں سنتیں ادا کر لیا کریں، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

اذان ثانی خطیب کے سامنے دی جائے

(سوال) بروز جمعہ خطیب کے سامنے جو اذان کی جاتی ہے وہ منبر کے سامنے قریب میں کھڑے ہو کر جیسا کہ مہم دستور ہے دینی چاہیے یا مسجد کے باہر صحن میں منبر سے دور تمام نمازیوں کے پیچھے کھڑے ہو کر دینی چاہیے۔
المستفتی نمبر ۱۱۶۵ عبدالرحمن و محمد حسین صاحبان (سورہ)

۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م یکم ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۲۶) لازم نہیں کہ اذان خطبہ منبر کے پاس کی جائے بلکہ منبر سے دور امام کے سامنے دوچار صفوں کے بعد یا تمام صفوں کے بعد بھی جہنمی جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۱) ولا يشترط كونها بالعمره فخر حنبل بالدراسة حار كذا قالوا والمراد بالحوار هو الحوار في حق الصلاة
سبحي انه يخفى لاداء الشرطه وصح بها لفظة لا الحوار بمعنى الإباحة المطلقة فيه لا شك في أن الحظية غير
العمره خلاف النسبة المتناوذة من السبي والصحابة فيكون مكروها محرمين وكذا قراءة الأشعار العارضة
والهجدية فيها (عمدة الرعاة على دمشق شرح الوافية باب الجمعة ۲۰۰ ط سعيد)

۲) ان تعبدوا الا الله است ان عمر في الخصص مسي فاني ان يدن له فاستاذني في يوم واحد فلما اكثر عليه قال له ما
تقول قل اقرا عليهم القرآن وامرهم بالحج وانها عن الشر فان عمر ذلك المدح ثم قل عطف قبل ان اخرج في الجمعة
فكان يفعل ذلك يوماً واحداً في الجمعة موضوعات كبير مقدمة ص ۲۰ نور محمد اصح المطابع كراچی
نور است معلوم: ان است ثمة است ثمة داري كود عطف كني ايات دي هي

۳) سفوف في قديم توكيس مسي في بانه تابت لفظ الفاعل امام المسر عند المنبر اور بين يدي المنبر وغيره من امت
تتبعه ان تابت من است و تابت من يديه و صرح به القسستاني حيث قال واذا جلس الإمام على المنبر اذن
دان تابت بين يديه (جمع الرموز فصل في صلاة الجمعة ۶۶۸ ط كريمة قرآن)

غیر عربی میں خطبہ سنت متواتر کے خلاف ہے

(سوال ۱) جمعہ کا خطبہ کوئی نہت میں پڑھنا جائز ہے اور زبان میں جمعہ کا خطبہ پڑھا جائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ (۲) جمعہ کے خطبہ کو الحمد للہ اور ورد شریف سے شروع کر کے الحمد فیہ السلام اس کے بعد سہرا مضمون اور ختیبہ اردو کی اور زبان میں بیان کر دے تو اس کے لئے فقہائے کرام کا کیا فتویٰ ہے۔
المستفتی نمبر ۱۴۳۷ امام عبد الصمد (جنوبی افریقہ)

۹ ربیع الاول ۱۴۵۶ھ ۲۰ م مئی ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۲۷) (۱) خطبہ جمعہ میں عربی زبان میں مسنون و متواتر ہے عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں خطبہ کل یا جزو پڑھنے سے خطبہ ادا تو ہو جائے گا مگر مکروہ ہوگا، (۲) نمبر ۱ کا جواب اس کا بھی جواب ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

حضرت شاہ اسماعیل کا خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) حضرت شاہ اسماعیل صاحب کا خطبہ جمعہ کیسا ہے اشعار خطبہ میں پڑھے جائیں یا نہیں؟ عربی اردو اشعار میں کیا کچھ فرق ہے؟ المستفتی عزیز محمد مدرس مکتب عبد اللہ پور (ضلع میرٹھ)
(جواب ۴۲۸) حضرت شاہ اسماعیل صاحب کا خطبہ جمعہ بہتر ہے اشعار خطبہ میں پڑھنا مکروہ ہے خواہ اردو ہوں یا فارسی یا عربی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

اذان ثانی کا جواب اور زبان سے نہ پڑھی جائے

(سوال) جمعہ کی اذان ثانی کا جواب اور دعائے وسیلہ کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بصورت جواز ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنی چاہیے یا بغیر ہاتھ اٹھا کر؟ نیز ان اذان کے جواب و دعائے وسیلہ میں امام و قوم کا ایک ہی شخص ہے یا پھر فرق ہے یہ کہ کتاب کے خطبہ کی دعا ہے۔ جمعہ حضور آرام بیٹھتے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتی ہے اور نہ مانگنے والا۔ اُمروں کے یہ زیادہ کیا یہ قول کیسا ہے اور جو دعا اذان خطبہ دعا نہیں، نکلے ان کا عمل کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۸۳۶ محمد بن حسین مدرس مدرسہ احیاء العلوم مبارکپور۔ اعظم غزہ

(جواب ۴۲۹) دو امام فقہاء ہر حنفیہ کے نزدیک خروج امام سے ختم خطبہ تک کوئی کام نہیں کرتا چاہیے ان کی دلیل بخاری شریف میں یہ روایت ہے عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ ﷺ من

اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ تَطَهَّرَ بِمَا اسْتَطَاعَ مِنْ طَهَرٍ ثُمَّ ادْهَنَ اَوْ مَسَّ مِنْ طِيبٍ ثُمَّ رَاحَ فَلَمْ يَهْرُقْ

۱۔ ہاتھ لاشست فی ال الحطیۃ بعد نعر۔ خلاف السبۃ المتواترۃ من النبی ﷺ و الصحابۃ فیکون مکروہا تحریمہ
الح (عمدۃ الرعاۃ علی هامش شرح المرقیۃ باب الجمعة ۶۰۹ ط سعید)

(۲) (ایضاً)

بین اثنین فصلى ما كتب له ثم اذا خرج الامام انصت عفر له ما بينه و بین الجمعة الاخرى ۱) (بخاری جلد اول ص ۱۲۳) کہ اس حدیث میں انصت کو خروج امام سے متعلق فرمایا ہے اور حدیث معاویہ کا جواب امام ابو حنیفہؒ کی طرف سے یہ ہو سکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اور حضرات امیر معاویہؓ چونکہ امام و خطیب تھے لہذا ان کی طرف سے اجابت اذان خارج نہیں کیونکہ انصت کا حکم غیر خطیب کے لئے ہے ہاں امام ابو یوسف و امام محمدؒ خطبہ شروع ہونے سے پہلے غیر خطیب کے لئے کلام دینی کو جائز فرماتے ہیں ۲) تو اجابت اذان اور دعائے وسیلہ ان کے نزدیک جائز ہے مگر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت ہمارے علم میں نہیں ہے زید جو اس بات کا مدعی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی ہے اس کا ثبوت پیش کرنا اس کے ذمہ لازم ہے ورنہ من کذب علی معمدائی و عید کا مستحق ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کا ن اللہ نہ دلی

خطبہ جمعہ زیادہ طویل نہ ہو

(سوال) جمعہ میں خطبہ کا حویل ہونا اور نماز کا قصیر ہونا شرعاً کیسے ہے بعض مساجد میں امام صاحب خطبہ جمعہ تقریباً پندرہ منٹ میں ختم فرماتے ہیں اور نماز جمعہ تقریباً چار منٹ میں پس ارشاد فرمادیں کہ ان امام صاحب کا یہ طرز عمل حضور اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق ہے یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۸۳۲ احادی و دو ہاشم یوسف صاحب (ردنمون) ۲۷ رجب ۱۳۵۵ھ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء (جواب ۴۳۰) خطبہ جمعہ کا حویل نہ کرنا بہتر ہے اور نماز میں امام کو خفت کا لحاظ رکھنا مامور بہ ہے۔ عن عمار بن یاسر قال سمعت رسول الله ﷺ يقول ان طول صلوة الرجل وقصر خطبته منة من فقهه فاطيلوا الصلوة وقصروا الخطبة وان من البيان لسحر ارواه مسلم ۳، (مشکوٰۃ ۴)، وعن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ اذا صلى احدكم للناس فليخفف فان فيهم السقيم والضعيف والكبير الخ متفق عليه ۵، (مشکوٰۃ ۱۱)۔

پس نماز کی تحویل کی ترغیب جو مسلم کی روایت نہ کو رہا لائیں ہے ابو ہریرہ کی روایت کی بنا پر اس حد کے اندر محدود ہے کہ جماعت پر مشقت نہ ہو ورنہ حد مستون سے آگے نہ بڑھے اور خطبہ کے اختصار سے غالباً یہ مقصد نہیں ہے کہ نماز کے وقت سے خطبہ کا وقت کم ہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ خطبہ ان خطبوں سے

(۱) (باب لا يفرق بين اثنین يوم الجمعة ۱/ ۱۲۴ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۲) قال " لا بأس بالكلام قبل الحصة وعدها وإذا جلس عبد الثاني " (الدر المختار باب الجمعة ۲/ ۱۵۹ ط سعید)

(۳) (فصل فی إيجاز الحطة وطوال الحطة ۱/ ۲۸۶ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۴) (باب الخطبة والصلاة الفصل الأول ص ۱۲۳ ط سعید)

(۵) (بخاری باب إذا صلى لنفسه فليطول ما شاء ۱/ ۹۷ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۶) (باب الإمامة ص ۱۰۱ ط سعید)

م ہو جو عرفا طویل اور بڑے خطبہ سمجھے جاتے ہیں خطبہ میں ضروری امور پر اکتفا کرنا چاہیے۔ اترمدی شریف کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی نماز بھی معتدل متوسط درجے کی ہوتی تھی خطبہ بھی معتدل اور متوسط درجہ کا ہوتا تھا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

(۱) خطبہ عبادت ہے یا نصیحت؟

(۲) غیر عربی میں خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) خطبہ جمعہ و میدان عبادت ہے یا نصیحت؟ (۲) خطبہ سامعین کی زبان میں پڑھا جاسکتا ہے؟
نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۰۷۷۷ فرزند علی صاحب (برما) ۲۳ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۴۳۱) (۱) عبادت بھی ہے اور نصیحت بھی ہے (۲) عربی عبارت میں سنت متواترہ قدیمہ کے موافق پڑھنا بہتر ہے لیکن اگر مدنی زبان میں پڑھا جائے گا تو خطبہ روا ہو جائے گا مگر سنت کے خلاف ہوگا۔ ۱۰۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

(۱) اردو زبان میں خطبہ پڑھنا مکروہ ہے

(۲) ترکی ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا

(۳) ابتدا خطبہ میں تعویذ و تسبیح آہستہ پڑھی جائے

(۴) خطبہ کے وقت ہاتھ میں عصا لینا جائز ہے

(۵) خطبہ میں منبر سے اترنا اور چڑھنا ثلاث نہیں

(۶) خطبہ کے سننے کے وقت درود دل میں پڑھا جائے

(۷) خطبہ کے درمیان سنتیں پڑھنا جائز نہیں

(۸) مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی حرام ہے

(سوال) (۱) ہمارے ملک جرات میں روان ہے کہ زبان اردو میں خطیب خطبہ جمعہ پڑھتا ہے جائز ہے یا نہیں؟

(۲) پیش امام نماز بعد ترک ٹوپی پکڑ کر بغیر صافہ نماز جماعت پڑھاتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۳) خطیب اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھتا ہے یا نہیں؟

(۱) (باب ما جاء في قصر الخطبة ۱۱۳ ط سعید)

(۲) و يبدأ أي قبل الخطبة لا أولي بعدهم و بدأ ثم حمد الله تعالى و الشاء عليه و الشهادتين و العظة و التذكير و الفراء قال (رد المحتار) باب الجمعة ۱۴۹/۲ ط سعید

(۳) فيه لا شك في أن الخطبة بعد التوبة خلاف السنة المتواترة من النبي ﷺ و الصحابة فيكون مكروها تحريماً الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الرواية) باب الجمعة ۲۰۱/۱ ط سعید

- (۳) خطیب کا وقت خطبہ عصا پڑنا یہ جائز ہے یا نہیں؟
- (۵) خطیب کا خطبہ ثانیہ میں ذکر سلاطین کے وقت نیز ہی سے اترنا جائز ہے یا نہیں؟ پھر واپس چڑھنا
- (۶) خطیب کا خطبہ ثانیہ میں آیت ان الله و ملائکته کا پڑھنا اور مصلیان کا خطبہ میں جر سے درود شریف پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
- (۷) دو رکعت نماز خطبہ ہے یا نہیں؟
- (۸) مردوں کو سونے کے بن اور سونے کی خالص انگوٹھی پہننا جائز ہے یا نہیں؟
- المستفتی نمبر ۲۱۲۵ سید محمد رشید ترمذی صاحب (مسی کا نمبر) ۱۳ شوال ۱۳۵۶ھ ۱۸ دسمبر ۱۹۳۷ء (جواب ۴۳۲) (۱) درود میں خطبہ پڑھنا خلاف اولیٰ ہے خطبہ ادا ہونا ہے (۱)
- (۲) ٹوپی اور ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا سے نماز ہو جاتی ہے۔ مگر اولیٰ یہ ہے کہ صاف باندھ کر نماز جمعہ پڑھائے۔ (۲)
- (۳) خطبہ کو الحمد للہ سے جر شروع کرنا چاہیے۔ الحمد للہ اور بسم اللہ خطبہ سے پہلے جرائیں پڑھنا چاہیے (۳)
- (۴) عصا ہاتھ میں لیکر خطبہ پڑھنا جائز تو ہے مگر لازم نہیں ہے (۴)
- (۵) خطبہ میں ذکر سلاطین کے وقت نیز ہی سے اترنا اور پھر چڑھنا جائز نہیں (۵)
- (۶) خطبہ میں جر اور درود شریف پڑھنا جائز نہیں جب خطیب آیت ان الله و ملائکته پڑھے تو سامعین دل میں درود شریف پڑھ لیں (۶)
- (۷) خطبہ کے درمیان میں سنتوں کا پڑھنا بھی جائز نہیں ہے (۷)

- (۱) ولا یشرط کونها بالعربیة فی حطبہ بالعربیة جار۔ فیہ لا شک فی ان الحطبة بعیر العربیة خلاف السنة المتوارثة من النبی ﷺ والصحابة فکون مکروها تحریمہ (عمدة الرعاية علی هامش شرح الوقایة' باب الجمعة ۶۰۰/۱ ط سعید)
- (۲) وقد ذکرنا ان المستحب ان یصلي الرجل فی قمیص وازرار و عمامة ولا یحرمه الا کساء بالقلنسوة الخ (عمدة الرعاية علی هامش شرح الوقایة' باب ما یصلی الصلاة وما یکره فیها' ۱/۶۹۹ ط سعید)
- (۳) ویبدأ بالعود سرا (در مختار) ای فی الحطبة الأولى بالعود سرا ثم بحمد الله تعالی والنسابة علیه (رد المحتار: باب الجمعة ۱۴۹/۲ ط سعید)
- (۴) وفي الحلاصة " یکره ان یشکی علی قوس أو عصا (در مختار) وفي الشامیة " وفي رواية أبی داؤد أنه ﷺ قام ای فی الحطبة متوکنا علی عصا أو قوس اه و نقل الفهستانی عن عبدالمحیط " ان أحد العصاة کالقمام" (رد المحتار: باب الجمعة ۱۶۳/۲ ط سعید)
- (۵) أما اعتیاد من الرسول فی الحطبة الثانية إلی درجة سفلی ثم العود بدعة قبیحة شنیعة (رد المحتار: الجمعة ۱۶۱/۲ ط سعید)
- (۶) وكذلك إذا ذکر النبی ﷺ لا یحوز ان یصلي علیه بالهجر" بل بالقلب" و علیه الفتوی (رد المحتار: باب الجمعة ۱۵۸/۲ ط سعید)
- (۷) إذا خرج الإمام فلا صلوة ولا کلام إلی تمامها الخ (تویر الأضواء: باب الجمعة ۱۵۸/۲ ط سعید)

(۸) مردوں کے لئے سوئے کی آٹو نخی حرام ہے (۱) اور خالص سوئے کے بٹن بھی مکروہ ہیں (۲)

خطبہ جمعہ عربی نثر میں پڑھنا چاہیے

(سوال) اشعار کا خطبہ جو بعد میں پڑھا جاتا ہے (ایسی انت یا مولیٰ اموالیٰ۔ مصورنا بقدر الکمال) پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۲۶۳ محمد عبدالوہاب (رام پور)

۲۳ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ ۲۵ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۳۳) خطبہ جمعہ میں عربی کے اشعار پڑھنا حذف اولیٰ ہے نثر عربی میں خطبہ ہو تو بہتر ہے (۳) محمد کفایت اللہ کلاں اللہ لہ ولی

عربی میں خطبہ مسنون ہے

(سوال) یہاں کی جامع مسجد میں یہاں کی دوسری مسجدوں کے مطابق یہ دستور چلا آتا ہے کہ بروز جمعہ اذان بول کے بعد اتنا وقفہ کیا جاتا ہے کہ چار سنتیں باطمینان پڑھ لی جائیں یعنی تقریباً نو دس منٹ کے بعد خطبہ بربان عربی شروع ہوتا ہے جامع مسجد مذکور کے امام صاحب کی بلات مقتدیوں کو خطبہ کی حوالیت کی شکایت پہلے سے تھی اور اس سے ان کو کرائی تھی مزید اہل انہوں نے کئی جمعہ سے یہ نیا طریقہ اختیار کیا کہ چار سنتوں کے بعد وقت مقررہ پر خصبہ شروع کرنے کے بجائے پہلے اردو زبان میں مضمون خطبہ کے علاوہ دوسری تقریریں شامل کر کے بیان کرتا شروع کیا جس میں مقتدیوں نے یہ محسوس کیا کہ ان تقریروں میں مسلمانوں پر چوت اور حق یہ سنت وغیرہ اور ذاتی جذبات نفسانیہ کا بھی شمول ہے ان تقریروں کے بعد اذان ثانی ہو کر مدح و عروج نے خطبہ عربی پر مسنون بیان مسجد وغیرہ کو پہلے ایک دفعہ کچھ خیال نہ ہوا لیکن بعد میں انہوں نے دیکھا کہ مقتدیوں میں اس کا چرچا ہو رہا ہے اور ان کو قوی اندیشہ ہوا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ آئندہ رفتہ رفتہ خطبہ عربی کے بجائے خطبہ اردو جاری کر دیں اس کے علاوہ چونکہ نمازیوں کی بہت سی تعداد بہت پہلے سے آجاتی ہے اور بعد فراغت از جمعہ صبح نہ آتی ہے اس لئے ناظر تاخیر و طوالت ان کو اور بھی زیادہ گرائی ہوئے لگی طوالت خطبہ کی بلات متولیوں نے امام صاحب موصوف کو پہلے ہی توجہ دلائی تھی کہ خطبہ جو لمبا پڑھتے ہیں

(۱) والتمتع بالذهب علی امرئ حرہ لما روى عن علیؑ الحج (هدایۃ کتاب البکراہیۃ ۴/ ۲۸۸ ط مکتبہ شریعہ علمیہ ملتان)

(۲) "بکن درمختار کی عبارت سے یہ ثابت ہوتا ہے" وہی المارحیۃ عن السیر الکبیر "لا یأس بأمرار الدینار والذهب" (کتاب الحظر والاحادیث فی نسب ۳۵۵ ط سعید وامداد الفتاویٰ ۴/ ۱۲۹ ط دار العلوم کراچی)

(۳) فإنه لا شک فی أن الخطبہ عبر العربیۃ خلاف السبۃ المتوارثۃ من النبی ﷺ والصحابة فیکون مکروہا تحریماً وکذا قرأۃ الأشعار الفارسیۃ والہندیۃ فیہا "وعمدۃ الرعاۃ علی هامش شرح البوقیۃ" باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعید

اس کو مستنون طریقہ کے مطابق مختصر نمازیں اور خطبہ اور تقریروں میں اپنے جذبات سے کام لیتے ہوئے کسی مسلمان پر حملہ اور طنز نہ کریں اور اب یہ صورت حال دیکھتے ہوئے اور مذکورہ وجوہ پر نظر رکھتے ہوئے ہدایت کی کہ آئندہ اذان اور کے بعد قدیمی دستور پر عمل کرتے ہوئے محض خطبہ عربی پر قناعت کریں کہ یہ نیا طریقہ مسجد مذکور کے نمازیوں میں تفرقہ اور جھگڑے کا باعث بن جائے گا اس لئے کہ گرائی مذکور کے مذہب غیر زبان عربی میں خطبہ کے قارئین کی تعداد بھی یہاں بہت کم اور برائے نام ہے متولیوں کی طرف سے امام صاحب کو اس کی بھی اطلاع دی گئی کہ اگر نمازیوں کے سامنے کچھ بیان فرماتا چاہتے ہیں تو شب جمعہ کو بعد نماز عشاء کے جس میں بھی صد ہا نمازیوں کی تعداد ہوتی ہے صحیح صحیح خطبہ کا مطلب سادگی کے ساتھ بیان فرمادیا کریں اور متولیوں نے بھی یہ آپس میں قرار دے لیا تھا کہ اگر امام صاحب کی خواہش ہوگی تو ان کو بعد فراغ نماز جمعہ بیان کرنے کا موقع دے دیا جائے گا اس صورت میں بہت پہلے سے آنے والے اور بھوک سے گھبرا جانے والے جو چاہیں گے چاہیں گے ان پر کوئی جبر نہیں پڑے گا بہر حال ان کی اختیار کردہ صورت کے کہ اس میں سب کو خیال ادا نہ ہو خطبہ خواہ مجبوراً رکنا پڑتا ہے پس ارشاد ہو کہ صورت مسئلہ میں متولیان مسجد کلام موصوف کو مل مذکور سے روک دینا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۴۳ عبد الرزاق صاحب۔ ۳۰ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۲۲ جنوری ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۴) میں اس سے قبل متعدد سوالات کے جوابات میں لکھ چکا ہوں کہ خطبہ جمعہ و عیدین کا خالص عربی زبان اور شعر میں ہونا طریقہ مستنون متواتر ہے اس سنت قدیمہ متواترہ کو محفوظ اور جاری رکھنا چاہیے معجزہ جو لوگ کہ مقامی زبان میں خطبہ کو ضروری اور مفید سمجھ کر اس کے اجرا کی حمایت کرتے ہیں ان کی یہ دلیل بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں کہ نمازیوں کی بڑی تعداد عربی زبان سے ناواقف ہوتی ہے بلکہ خطیبوں کی اکثریت میں بھی عربیت سے ناواقف خطیب ہوتے ہیں اور خطیبوں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ ایک مضمون کے پیچھے ہوئے خطبے ہوتے ہیں اور خطیب ان کو ہمیشہ سنا دیتا ہے نہ خود سمجھتا ہے کہ اس نے کیا کہا نہ سامعین سمجھتے ہیں کچھ ہمیں کیا سنایا گیا اس صورت میں خطبہ کی جہت تذکیر بالکل معطل ہو کر رہ گئی ہے (۱)

میں اس کے متعلق کئی مرتبہ یہ لکھ چکا ہوں کہ اگر خطیب مقامی زبان میں اذان خطبہ سے پہلے لوگوں کو وقتی ضرورت اسلام یہ سنایا کرے پھر اذان خطبہ کہلو کر عربی زبان میں خطبہ بقدر توانائی فریضہ خطبہ پڑھ دیا کرے تو مضائقہ نہیں کہ ضرورت تذکیر بھی پوری ہو جائے اور خطیب کی بیعت مسئلہ متواترہ بھی پوری طرح محفوظ رہے بقدر ضرورت عربی خطبہ میں زیادہ سے زیادہ چھ منٹ (خطبتین کے لئے کافی

(۱) فإنہ لا شک فی ان الحظیۃ بعد العربیۃ خلاف السنۃ المتواترۃ من السنۃ والصحاحۃ لیکون مکروہاً تحریراً (عمدۃ الرعاۃ علی هامش شرح الوافیۃ باب الجمعة ۶/۲۰۰ ط سعید)

ہوں گے۔

مگر لڑان خطبہ سے پہلے مقدمی زبان میں تذکیر کے لئے دو باتیں لازم ہیں اول یہ کہ لوگ اس وقت اس مقام پر منتظر نہ پڑھتے ہوں بعد کوئی علیحدہ جگہ سنتیں پڑھنے کے لئے ہو دوسرے یہ کہ لوگ اس تقریر کو رغبت سے سنیں کیونکہ یہ محض ایک مظلومہ نہ فعل ہے یہ فرض خطبہ نہیں ہے کہ کوئی راضی ہو یا نہ ہو وہ پڑھا جائے گا نیز اس تقریر میں صرف وہی باتیں بیان کی جائیں جن کا مذہبی لحاظ سے بیان کرنا ضروری ہو۔ تقریر میں طعن و تشنیع نہ ہو نہ لڑنے ہو نہ چہیے کہ اس سے آپس میں اختلاف اور بغض و عناد پیدا ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

(۱) خطبہ کا کچھ حصہ عربی میں اور کچھ اردو میں پڑھنا مکروہ ہے

(۲) خطبہ میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

(سوال) (۱) جمعہ و عیدین۔ خطبہ صرف اردو میں یا عربی خطبہ کا کامل ترجمہ یا محض عربی میں اور محض اردو میں پڑھنا جائز یا نہیں؟ اگر جازب تو براہ راست یا عبرت۔

(۲) نیز کیا شرعی مصداق پر نظر رکھتے ہوئے ان خطبوں میں الہ مجبر الصوت یعنی لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

ابستفتی نمبر ۲۵۶۱ جمیل ۲۵ دسمبر ۱۹۷۱ء ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ ۱۷ جنوری ۱۹۷۲ء

(جواب ۴۳۵) خطبہ جمعہ و عیدین میں سنت قدیمہ متوارثہ یہی ہے کہ عربی زبان میں ہو صحابہ کرام کے زمانہ میں بھی ممانک فتح ہوئے تھے اور اسلام کے حدیث الہم ہونے کی بناء پر اس وقت بہت زیادہ ضرورت تھی کہ ان کی زبانوں میں احکام اسلام کی تبلیغ کی جائے باوجود اس کے صحابہ کرام اور تابعین عظام اور ائمہ مجتہدین نے جمعہ اور عیدین کے خطبات کو خالص عربی زبان میں رکھا اور کسی غجبی زبان میں خطبہ نہیں پڑھا یہاں بذات خطبہ خالص عربی زبان میں پڑھنا سنت قدیمہ متوارثہ ہے اور اس کے خلاف اردو یا کسی دوسری مقامی زبان میں خطبہ پڑھنا یا عربی اور غجبی و مخلوط اردو یا سنت قدیمہ متوارثہ کے خلاف ہے (۱)

(۲) لاؤڈ اسپیکر کا خطبہ جمعہ و عیدین میں استعمال کرنا فی غرضہ مباح ہے کیونکہ یہ صرف ترفع الصوت یعنی آواز کو بلند کرنے کا آلہ ہے، لیکن اگر اس آلہ کے استعمال کو اس امر کا ذریعہ بنالیا جائے کہ خطبہ کی عربی زبان بدل کر کسی غجبی زبان میں خطبہ پڑھا جائے تو پھر اس آلہ کا استعمال بھی اس تسمیہ کی وجہ سے خلاف سنت کی مد میں داخل ہو جائے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی۔

(۱) لہذا لا شک فی ان الحظہ بعد العرہ خلاف المسأله المتوارثہ من السی سلفہ والصحابۃ لیکون مکروہا تحریمہ (عمدة الزیادۃ علی هامش شرح الرقابة باب الجمعة ۲۰۰/۱ ط سعید)

۲: ومن المستحب ان ترفع الصوت صوبہ یح العالمگیریہ الباب العاشر فی صلاة الجمعة ۱۶۷/۱ ط صاحبہ

خطبہ سے پہلے یا بعد میں خطبہ کا ترجمہ کرنا

(سوال) جمعہ کے پچیس خطبہ ترجمہ منبر پر پڑھ کر یا کھڑے ہو کر پڑھے اور بعد اِصلی عبادت خطبہ پڑھے تو یہ کیسا ہے؟ نیز جمعہ کا خطبہ پس پڑھتے اور بعد ترجمہ منبر پر کھڑے کھڑے پڑھتے تو یہ کیسا ہے؟
المستفتی نمبر ۲۶۷۷: جناب محمد بن صاحب (افریقہ)۔ ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۶۰ھ ۲۱ جولائی ۱۹۴۱ء (جواب ۴۳۶) اگر خطیب تو ان خطبہ سے پہلے منبر پر کھڑے ہو کر پڑھ کر مقامی زبان میں وعظ و تذکیر یا خطبہ کا ترجمہ سنا دے پھر خطبہ کی آذان ہی جائے اور خطیب دونوں خطبے عربی نثر میں پڑھے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں مگر یہ معاملہ خطبہ عربی کے بعد نہ کیا جائے تو ان خطبہ سے پہلے کر لیا جائے اور اذان خطبہ کے بعد عربی خالص کے بعد ۱۰۰ سی۔ ی زبان میں خطبہ پڑھنا یا ترجمہ کرنا سنت قدیمہ متواترہ کے خلاف ہے۔ خطبہ ادا ہو جاتا ہے مگر کراہت کے ساتھ۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

خطبہ غیر عربی میں سنت متواترہ کے خلاف ہے۔

(سوال) ماقولکم فی ترجمة خطبة الجمعة والحال ان الحاضرين جاهلون بالعربية.
المستفتی نمبر ۲۵۶۲ حاجی گل محمد منگھوری۔ ایس کے۔ ۸ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ ۲۸ جنوری ۱۹۴۰ء (ترجمہ) جمعہ کے خطبہ کا ترجمہ کرنے کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ جب کہ حاضرین عربی زبان سے ناواقف ہوتے ہیں۔

(جواب ۴۳۷) الخطبة فی العربية هی المسنونة المتواترة و ترجمتها فی لسان اخر مخالفة للسنّة المتواترة ومع هذا توب الترجمة باى لسان كان ماب الخطبة المفروضة وتصح الصلوة مع الكراهة (۲)۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ

(ترجمہ) عربی زبان میں ہی خطبہ دین سنت متواترہ ہے اور کسی دوسری زبان میں اس کا ترجمہ کرنا طریقت متواترہ کے خلاف ہے اس کے باوجود ترجمہ سے خطبہ کی فرضیت ادا ہو جائے گی اور نماز کراہت کے ساتھ صحیح ہو جائے گی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

الجواب صحیح۔ حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ

(۱) فإنه لا شك في أن الخطبة بغير العربية الخ (عمدة الرعاية ۲/ ۲۰۰)

(۲) ولا يشترط كونها بالعربية فلو خطب بالفارسية أو بغيرها حاراً كما قالوا والمراد بالحوار هو الحوار في حق الصلاة بمعنى أنه يكفي لإداء الشرطية ونصح بها الصلاة لا الحوار بمعنى الإباحة المطلقة فإنه لا شك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنّة المتواترة من السنيّة والصحة فيكون مكروهاً تحريمياً (عمدة الرعاية على هامش 'شرح وقاية' باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعيد)

خطبہ خالص عربی نثر میں پڑھا جائے

- (سوال) زید ایک مسجد میں امام ہے وہ خطبہ جمعہ پڑھتے وقت خطبہ لوئی میں چند جگہ عربی عبارت کا ترجمہ اردو زبان میں شرح و مفصل بطور وعظ کر دیتا ہے آیا یہ درست ہے یا نہیں؟
- (جواب ۴۴۱) خطبہ کا مسنون و متواتر طریقہ تو یہی ہے کہ وہ خالص عربی نثر میں ہو اگر خطبہ عربی میں پڑھا جائے مگر درمیان میں اس کا اردو ترجمہ کر دیا جائے تو یہ خلاف اولیٰ ہو گا لیکن خطبہ ادا ہو جائے گا (۱)
- محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

خطبہ میں بادشاہ اسلام کے لئے دعا

(المجمیعہ مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۲۷ء)

- (سوال) جمعہ کے خطبہ ثانی میں جب بادشاہ اسلام کا نام لیا جاتا ہے تو کیا ممبر کی ایک سیر بھی اتنا ضروری ہے؟ حیدر آباد کن کی اکثر بڑی بڑی مساجد جامع مسجد مکہ مسجد چوک کی مسجد وغیرہ میں خطیب صاحب منبر سے ایک سیر بھی نیچے نہیں اترتے مگر بعض مساجد میں ایک سیر بھی نیچے اترنے کا عمل ہوتا ہے۔؟
- (جواب ۴۴۲) خطبہ جمعہ میں بادشاہ اسلام کے لئے دعا کرنا جائز ہے (۲) اور اس کا نام لینے اور دعا کرنے کے وقت منبر کی سیر بھی اتنا ضروری نہیں ایک فضول بات ہے (۳)
- محمد کفایت اللہ غفرلہ

خطبہ سے پہلے وعظ کرنا درست ہے

(المجمیعہ مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۲۷ء)

- (سوال) ایک مسجد کا خطیب بعد اذان اول جب کہ کچھ لوگ جمع ہو جاتے ہیں مسجد سے ملے ہوئے مکان سے مسجد میں آتا ہے سلام کر کے کھڑی کے منبر کے پاس کھڑا ہو کر خطبہ وعظ یعنی الحمد لله نعمده الخ اما بعد فاعوذ باللہ الخ کہہ کر کوئی ایک یا چند آیات تلاوت کر کے اردو میں وعظ کرتا ہے پون گھنٹہ یا کم و بیش وعظ کے بعد چار سنت ادا کرتا ہے اور دیگر مردم کچھ تو اذان اول کے بعد وعظ سے پہلے فارغ ہو لیتے ہیں کوئی درمیان وعظ میں ہی پڑھ لیتا ہے باقی وعظ کے بعد پڑھتے ہیں خطیب سنت ادا کرنے کے بعد منبر پر بیٹھتا

(۱) ولا یشرط کونہا بالعربہ فی حطب بالماریسیہ او بعربھا حار: کذا قالوا والمراد بالجواز هو الحوار فی حق الصلاة بمعنی انه یمکنی لاداء الشرطیۃ ونصح بها الصلاة لا الحواز بمعنی الإباحۃ المطلقة فإنه لا شک فی ان الحطۃ بعرب العربیۃ خلاف النسۃ المتوارثۃ من السی تملک والصحابة فیکون مکروها تحریماً (عمدة الرایۃ علی هامش شرح وقایۃ باب الجمعة ۲۰۰/۱ ط سعید)

(۲) فإن سلطان هذا الرماد اوحى الى الدعاء له ولأمرء بالصلاح والصر على الأعداء فإن الدعاء للسلطان علی السابر قد صار الآن من شعائر السلطة الخ (رد المحتار باب الجمعة ۱۴۹/۲ ط سعید)

(۳) قال ابن حجر فی التحفة وبحث بعضهم أن ما اعتد الآن من الرول فی الحطۃ الثانیۃ إلی درجۃ سفلی ثم العود بدعۃ لیحۃ شیعۃ (رد المحتار باب الجمعة ۱۶۹/۲ ط سعید)

ہے اس کے سامنے لڑانے والی ہے پھر خطبہ مسنونہ پڑھ کر نماز پڑھاتا ہے اس صورت مذکورہ کو ایک مولوی صاحب شراف سنت مانتے ہیں اور تین خطبوں سے تعبیر کرتے ہیں؟

(جواب ۴۴۳) یہ صورت جائز ہے اور تین خطبے نہیں ہوئے بلکہ لڑانے والی کے بعد جو خطبہ وہ پڑھتا ہے وہی مسنون خطبہ جمعہ کے ہو جاتے ہیں اور پہلا وعظ وعظ ہی ہوگا خطبہ میں شامل نہیں ہوگا۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ

بوقت خطبہ درود دل میں پڑھا جائے

(سوال) دوران خطبہ میں کوئی شخص درود یا کوئی غنیفہ یا تسبیح اپنے دل میں پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اسلام حکیم یا ملیکم اسلام کہہ سکتا ہے یا نہیں؟ ذہیب جب محمد ﷺ کے تو خطبہ سننے والا تھا کہہ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۴۴) دوران خطبہ میں غنیفہ، تسبیح، درود پڑھنا، سلام کرنا، سلام کا جواب دینا، سب منع ہے صحیح حدیث میں ہے من قال یوہد الجمعة والخطیب یخطب انصت فقد لغا آنحضرت ﷺ کا نام مبارک سن کر دل میں غنیفہ کہے، زبان نہ لےئے نہ زور سے نہ آہستہ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) خطبہ میں "اللہم اید الإسلام" دعا پڑھنا

(۲) خطبہ میں بادشاہ کا نام لیکر دعا کرنا

(۳) جو صفات بادشاہ میں نہ ہوں بیان نہ کی جائیں

(۴) غیر موقع شریعت حاکم کے لئے دعا کرنا

(۵) بادشاہ کو خوش کرنے کے لئے نعرے لگانا

(۶) خطبہ میں دعائے کیسے الفاظ ہونے چاہئیں؟

(المجمیعہ مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) (۱) مندرجہ ذیل عبارت کو خطبہ جمعہ میں شامل کر کے پڑھنے کا حکم تمام مساجد بھوپال میں حکومت کی طرف سے جاری کر دیا گیا ہے اس سے نماز جمعہ میں کوئی نقص تو نہیں آئے گا؟

اللہم اید الاسلام والمسلمین بالامیر العادل والرئیس الفاضل الامیر الحاح محمد

حمید اللہ خان لا زالت رایات اقبالہ عالیہ وایات جلالہ تالیہ ظل اللہ علی العالمین والعالمین

(۱) ویسن خطبتان خفیفان وتکرہ زیادہما علی قدر سورۃ من طوال المفصل بحلۃ بیہما (التویر مع شرحہ باب الجمعة ۱۵۸/۲ ط سعید)

(۲) إذا ذکر النبی ﷺ لا یحضر ان یصلی علیہ بالجمہر بل بالقلب علیہ الصوی (رد المحتار باب الجمعة ۱۵۸ ط سعید)

خلد الله ملكه الى يوم الدين .

(۲) جس رئیس کا نام خطبہ میں لیا جائے اس کا عامل شروع ہونا لازم ہے یا نہیں ؟

(۳) خطبہ میں جو صفات بیان کئے جائیں وہ اس میں موجود نہ ہوں تو کیا حکم ہے ؟

(۴) اور اس حکومت میں قانون شرع بھی جاری نہ ہو بلکہ قانون انگریزی پر عمل درآمد ہوتا ہو اور صرف چند دفعات قانون موافق شرع ہوں تو کیا حکم ہے ؟

(۵) اور اگر رئیس کو خوش کرنے کی نیت سے کسی سرکاری آدمی نے یہ طریقہ اختیار کیا ہو ؟

(۶) جو الفاظ خطبہ میں شامل نہ جائیں وہ کیا ہوئے چاہیں یا متکبرانہ ؟

(جواب ۱۴۵) خطبہ میں بادشاہ وقت کے لئے نصرت و فتح مندی اور ثبات علی الشریعت کی دعا کرنا جائز

ہے، جن فقہانے منع کیا تھا ان کا منصب یہ تھا کہ بادشاہ کی تعریف میں مبالغہ کرنا جائز ہے جس وجہ سے کہ عامہ مومنین کے لئے خطبہ میں ممنوع نہیں تو اولی الامر کے لئے ممنوع ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے پھر یہ کہ سلف سے متواتر بھی ہے اس لئے جواز میں تردد نہیں ہے۔ ہاں بادشاہ کے ذکر میں ایسے الفاظ نہ کہنے چاہئیں جو اطرائے ممنوع یا مذہب صریح میں داخل ہو چائیں سوال میں جو عبارت مذکور ہے وہ عدم جواز میں داخل ہو سکتی ہے البتہ اگر اس کو اس طرح بدل دیا جائے تو زیادہ بہتر ہو جائے گی۔

اللهم انصر امیرنا امیر الاسلام والمسلمین الامیر محمد حمید اللہ خان نصرة ملك

توبة ووفقه لا قامة العدل و رفع اعلام الدين المسين وابد بدوام دولة الاسلام والمسلمين و

متعنا بظله الممدود علی العلمین امین یا رب العلمین.

اس عبارت میں کسی فقہی روایت کی مخالفت نہیں ہے اور کوئی مخدور شرعی نہیں ہے اور یہ

مقصد کہ رئیس کا نام خطبہ میں آجائے اور اس کے لئے دعا ہو جائے بوجہ اتم حاصل ہو جاتا ہے۔

باقی یہ بات کہ وہ واجب ہے یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ بادشاہ کے لئے خطبہ میں دعا کرنا فی حد

ذاتہ واجب تو کیا مستحب بھی نہیں ہاں اگر بادشاہ کسی مندوب یا مباح کا حکم کرے تو طاعت واجب ہو جاتی ہے کیونکہ جائز امور میں لوئی امر طاعت واجب ہے اور چونکہ لوئی الامر سے مراد مسلم بادشاہ ہیں اس لئے اس حکم کا اطلاق غیر مسلم امراء پر نہیں ہوگا۔

اس جواب نے بعد سوال کے باقی نمبروں کا جواب بھی سمجھ میں آجائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

والحکم۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له

(۱) وبدد ذکر الحدید۔ بر حدس و العین لا الدعاء للسلطان و حورہ الفہستائی ویکره تحریرا بما لیس فیہ الخ (درمحار) وفي الشامة۔ بر ما دعی من استحسانہ فیہا کما یذعی لعموم المسلمین۔ فان فی صلاحہ صلاح العالم فان سلطان هذا البلد۔ بر ما لیس فی الدعاء له ولا امرءه بالصلاح والصبر علی الأعداء۔ فان الدعاء للسلطان قد صار الآن من شعائر السنن۔ (باب الجمعة ۱۴۹/۲ طبع معید)

خطبوں کے درمیان ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

(سوال) جمعہ وعیدین کے دو خطبوں کے درمیان ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۱۳ محمد حناٹ حسین کھنور۔ ۲۶ رجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۶ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۴۶) خطبوں میں جسہ کے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل چہارم - تعطیل یوم جمعہ

جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو وہاں خرید و فروخت کی ممانعت نہیں

(سوال) جن جگہوں میں جمعہ جائز نہیں وہاں جمعہ کے روز بعد اذان ظہر خرید و فروخت بند کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۴۷) جن جگہوں میں جمعہ جائز نہیں ایسی جگہوں میں بعد اذان ظہر خرید و فروخت میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ جمعہ کے روز اذان کے بعد خرید و فروخت کے مکروہ ہونے کی علت استماع خطبہ ہے اور یہ علت ظہر میں مفقود ہے (۱) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

اذان جمعہ سے پہلے کاروبار جائز ہے

(سوال) مسلمان جمعہ کے دن جمعہ کی فضیلت و غسل و نماز کے لئے فجر سے نماز جمعہ کے بعد تک اپنی دکانوں کو بند رکھتے ہیں آیا یہ طریقہ جائز ہے یا نہیں؟ یہاں کے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ طریقہ بدعت بلکہ حرام ہے کیونکہ اس میں عیسائیوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے وہ لوگ بھی اتوار کے دن اپنی دکانیں بند کرتے ہیں دوسرے یہ کہ قرآن شریف میں سورہ جمعہ میں آیت اذنا نودی للصلوٰۃ الخ میں خدائے تبارک و تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ جب اذان ہو تو کاروبار بند کر دو کیا ان کا یہ کہنا صحیح ہے؟

(جواب ۴۴۸) جمعہ کے روز اذان جمعہ سے پہلے تجارت اور تمام کاروبار کرنا جائز ہے اذان جمعہ سے پہلے کوئی کام ممنوع نہیں پس اگر کاروبار بند کرنے والے اس خیال سے دکانیں اور کاروبار بند کریں کہ نماز جمعہ سے پہلے ان چیزوں میں مشغولی رحمانہ جائز اور گناہ سمجھتے ہوں تو بے شک یہ خیال ناجائز اور بدعت ہے کیونکہ ایک مباح شرعی کو مکروہ یا حرام سمجھنا خود موم اور بدعت ہے لیکن اگر وہ جمعہ کی اذان سے پہلے کاروبار کرنا جائز نہ سمجھتے ہوں بلکہ باوجود جائز اور مباح سمجھنے کے محض انتظام ضروریات نماز کے خیال سے دکانیں بند رکھیں کیونکہ

(۱) ولا يجوز للقوم دفع سبيل ولا تأمين باللسان جهراً الخ (رد المحتار باب الجمعة ۱۵۸/۲ ط سعید)

(۲) اذنا نودی للصلاة من ربه الجمعة فاسعوا الى ذكر الله الآية (سورة الجمعة ۹) ووجوب السعي إليها وترك البيع بالادان الأول في الأصح (رد المحتار باب الجمعة ۱۶۱/۲ ط سعید)

نفل وغیرہ کے لئے اور نماز جمعہ میں جبکہ یعنی جلدی سے حاضری کے واسطے اس صورت میں آسانی ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ موجب اجر ہے (۱) اور اس صورت میں یہ خیال کہ اس میں اہل کتاب کی مشابہت ہے اس لئے ناجائز ہونا چاہیے صحیح نہیں کیونکہ کاروبار بند رکھنا عیسائیوں کا تمام دن میں ہوتا ہے اور مسلمانوں کا صرف نماز تک دوسرے وہ اس کو نہ بھی سمجھتے ہیں اور مسلمان صرف آسانی کے لئے ایسا کرتے ہیں تیسرے نفس مشابہت کسی فعل میں ممنوع نہیں بلکہ جو مشابہت امر مذموم میں ہو یا بقصد مشابہت ہو اور امر مختص میں ہو وہ مذموم ہے اور یہاں ایسا نہیں ہے اور آیہ قرآنی سے لڑان کے بعد کاروبار کا عدم جواز ثابت ہوتا ہے وہ اس صورت میں بھی حالہ باقی ہے اور اس سے پہلے کے لئے کاروبار کرنے کا آیت میں حکم نہیں ہے کہ نہ کرنے کی صورت میں اس کی خلاف ورزی ہو۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ

اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت ممنوع ہے

(سوال) جمعہ کی نماز کے قبل خرید و فروخت کرنا کیسا ہے؟

المفتی نمبر ۶۳۶ عبد الاحد (شلع در بھٹہ)

۱۴ ارجب ۱۳۵۴ھ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۴۹) اذان جمعہ ہونے کے بعد خرید و فروخت کرنا منع ہے اس سے پہلے جائز ہے اور پھر نماز کے بعد جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

اذان جمعہ سے پہلے زبردستی بازار بند کرنا

(المجمیعہ مورخہ یکم مئی ۱۹۳۵ء)

(سوال) ہم مسلمانان اہل سنت والجماعہ شافعی اپنے وطن سے تقریباً ایک سو میل دور شہر منگور میں بغرض تجارت مقیم ہیں ہم نے یہاں ایک انجمن قائم کی ہے جس کا نام ”جماعت المسلمین اہل بھٹکل مقیمین منگور“ ہے اس جماعت کی مجلس عاملہ نے ایک قانون بنایا ہے کہ جمعہ کے روز نماز جمعہ کے بعد دکانیں بند رکھنا ضروری ہے جو ممبر اس کی خلاف ورزی کرے اس کو جرمانہ اوکرا ٹنڈے گا۔

(جواب ۴۵۰) جمعہ کے روز نماز جمعہ سے پہلے دکان کھولنا تجارت کرنا اذان لول سے پہلے تک جائز ہے اس لئے کوئی ایسا قاعدہ مقرر کرنا جس میں کسی کو زبردستی ایک مشروع کام سے روکا جائے درست نہیں ہے ہاں اگر سب لوگ باتفاق نماز سے پہلے دکانیں بند رکھنا منظور کریں تو جائز ہے ان کی اپنی مرضی پر منحصر

(۱) ما نصہ انه يوم الذي يستحب أن يتعز فيه للعبادة وله سائر الأيام مزية ما أوع العبادات واجبة مستحبة فائله سبحانه وتعالى جعل لأهل كل ملة يوماً يتعز فيه للعبادة ويتحلون فيه عن اشتغال الدنيا بيوم الجمعة يوم عبادة وهو في الأيام كشهر رمضان (زاد المعاد)

(۲) يا أيها الدين امرؤ إذا تودى للصلوة من يوم الجمعة فسمو إلى ذكر الله وذروا البيع الآية (سورة الجمعة ۹)

ہے 'جبر و اکراہہ ہونا چاہیے' (۱) محمد کفایت اللہ کا انشاء

فصل پنجم - مصافحہ بعد جمعہ و عیدین

بعد نماز جمعہ و عیدین مصافحہ سنت نہیں

(سوال) نماز جمعہ و عیدین کے بعد مصافحہ کرنا مکروہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو تحریمی یا تنزیہی ہے؟

المستفتی نمبر ۱۱۳ محمد عنایت حسین صاحب (کنہور) ۲۶ رجب ۱۴۵۲ھ ۶ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۵۱) نماز جمعہ و عیدین کے بعد مصافحہ کرنا اور اس کو اس وقت خاص سنت سمجھنا مکروہ ہے 'کرہیت تنزیہی ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ تنزیہی کو باک سمجھ کر مصافحہ کیا جائے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کا انشاء، دہلی

فصل ششم - امامت جمعہ

ہندو ریاست میں جمعہ کا قیام

(سوال) ایک ہندو ریاست میں ایک شہر ہے جہاں کے حکام اور والی ہندو ہیں کسی عالم قاضی یا امام کا جو متفق علیہ ہو قوم کی طرف سے انتظام نہیں خا انکہ روایات صحیحہ فقہیہ کتب معتبرہ اسی کو شرط بیان کرتے ہیں آئے ہیں۔ والی شرط لا داء الجمعة و کذا المصر الجامع (سراجیہ) حتی لا تجوز اقامتها بغير امر السلطان و امرنا نہ کذا فی المحيط السرخسی الصحيح فی زماننا ان صاحب الشرط و هو الذی یسمی شحہ والوالی والقاضی لا یقیمون الجمعة لا نهم لا یولون ذلك الا اذا جعل ذلك فی عہد ہم و مشور ہم کذا فی الغیاتیۃ فان لم یکن ثمہ واحد منهم واجتمع الناس علی رجل فصلی بہم جاز کذا فی السراجیہ۔ بلاد علیہا ولایۃ کفار یحوز للمسلمین اقامۃ الجمعة ویصیر القاضی قاضیاً بتراضی المسلمین و یجب ان یلتمسوا والیاً مسلماً کذا فی معراج الدراية۔ ایک صورت میں جب کہ وایت کفر میں صاف کسی ایسے شخص پر اتفاق یا قاضی بنانے کی ضرورت بیان کی ہے

(۱) و وجب السعی بالاداء الأول فی الاصحیح (الدر المختار) باب الجمعة ط سعید

(۲) و نقل فی تبیین المحارم عن الملقط: انه تکره المصافحة بعد أداء الصلاة بكل حال لأن الصحابة ما صافحوا بعد أداء الصلاة ولا یہ من سر الروافض ثم نقل ابن حجر عن الشافعیۃ: أنها بدعة مکروہة لا أصل له فی الشرع وانه یہ فاعلہ أولاً و یحوز ثانیاً ثم قال و قال ابن الحاج بن المالکیۃ فی المدخل أنها من البدع و موضع المصافحة فی الشرع إما هو عند لقاء المسلم لأحبه لالی اذ بار الصلاة فحیث وضعها الشرع یضعها فیہی عن ذلك ویر حر فاعلہ لہا حتی نہ من خلاف السنة الخ (رد المحتار) کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ ۳۸۱/۶ ط سعید

(جواب ۴۵۴) جمعہ کی نماز متعدد مساجد میں لو اکرنے سے تو سب مسجد والوں کی ہو جاتی ہے (۱) لیکن بلا ضرورت جمعہ کی نماز جہاں تک ہو سکے تعدد اور کثرت سے بچائی جائے یہ افضل اور مستحسن ہے اور سوال میں جو صورت کہ مذکور ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مجوزہ نماز جمعہ بلا ضرورت قائم کی جا رہی ہے اور اس سے پہلی مسجد کی جماعت میں کمی واقع ہوئی اس لئے یہ جدید اقامت جمعہ خلاف لوئی اور خلاف افضل ہوگی۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

متعدد جگہ جمعہ ہو تو مسجد محلہ افضل ہے

(سوال) خطیب صاحب جامع مکمل پورے فرمایا ہے کہ جمعہ صرف جامع مسجد میں ہونا چاہیے اگر جامع مسجد کے سوا کسی دوسری مسجد میں جمعہ پڑھا جائے تو جمعہ نہیں ہو تا مکمل پور شر میں مسلمانوں کی کبڈی تقریباً چار ہزار ہے اور تین مساجد ہیں اور تینوں کے درمیان کافی فاصلہ ہے اور جمعہ دو مساجد میں پڑھا جاتا ہے لیکن خطیب صاحب فرماتے ہیں کہ جمعہ صرف ایک مسجد میں جتنی صرف جامع مسجد میں ہو سکتا ہے جہاں وہ خود (خطیب جامع) امام ہیں سوال اب صرف یہ ہے کہ دوسری مسجد میں سوائے جامع مسجد کے اگر جمعہ پڑھا جائے تو ہو سکتا ہے یا نہیں؟ خطیب صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جامع مسجد کے سوا دوسری مسجد میں جمعہ نہیں بلکہ جمیام یا جمی پڑھی جاتی ہے اس پر بھی روشنی ڈالی جائے۔

خطیب صاحب جامع مکمل پورے فرمایا ہے کہ ہر ایک محلہ کے لوگ محلہ کی مسجد میں نماز پڑھیں اگر کوئی شخص اپنے محلہ والی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں نماز پڑھنے جائے گا تو اس کی نماز نہ ہوگی بلکہ الٹا گناہ ہوگا۔

المستفتی نمبر ۱۶۷۸ محمد شریف نمریکمیل پور (ضلع انک) ۹ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۷ اگست ۱۹۳۷ء (جواب ۴۵۵) ایک ہستی میں ایک جگہ جمعہ پڑھنا افضل ہے لیکن اگر ہستی بڑی ہو اور ایک جگہ سب لوگوں کا جمع ہونا دشوار ہو تو دو جگہ حسب ضرورت جمعہ پڑھنا جائز ہے (۲) اور بلا ضرورت بھی کئی جگہ جمعہ پڑھا جائے تو نماز ہو جاتی ہے البتہ خلاف افضل اور خلاف لوئی ہوتی ہے۔

اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا بہتر ہے مگر کوئی شخص دوسرے محلہ کی مسجد میں اس نیت سے جائے کہ دور جانے سے ثواب زیادہ ہو گا اور اس کے جانے کی وجہ سے اس کے محلہ کی مسجد کی جماعت کو نقصان نہ پہنچے تو یہ بھی جائز ہے ہاں اگر اس کے جانے سے محلہ کی مسجد کی جماعت ویران ہوتی ہو تو پھر نہ جانا

(۱) وتودی فی مصر واحد مواضع كثيرة مطلقاً علی المذهب' و علیہ الفتویٰ الح (التصویر و شرحہ باب الجمعة ۱۴۴/۲ ط سعید)

(۲) وتودی فی مصر مواضع كثيرة مطلقاً علی المذهب' و علیہ الفتویٰ الح (الدر المحتار) باب الجمعة ۱۴۴/۲ ط سعید (۳) ومسجد حیہ افضل من الجامع' والصحيح أما الحق بمسجد المدینة ملحق به فی الفضيلة الخ (الدر المحتار) باب ما یعقد الصلاة وما یکره فیها ۱ ۶۵۹ ط سعید

چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

شہر میں متعدد جگہ جمعہ جائز ہے

(سوال) مسافر پوربھون کے اندر ۴ بجے نماز وقت ہے اور اس میں ایک بڑا محلہ بعد چارہ جس میں دو گاہ میں دو مسجد ہے دونوں مسجد کے درمیان چار سو قدم ہیں اور نصف بعد ہے حرمات ایک مسجد میں بعد کی نماز قنہ ہے اگر وہ چند مصلحت پہنچاؤں نے دوسری مسجد میں بھی جماعت مسجد اول ترک کر کے نیا جمعہ قائم کیا ہے اور وہ مصلحت یہ ہے کہ پتہ ب نمازی جو نماز بعد نہیں پڑھتے تھے پڑھنے لگیں اور وہ مصلحت یہ کہ مسجد کے انتظام کے لئے پریشانی سے چند مہیا ہو تا تھا اس مصلحت سے بھی کہ بعد کے روز چند وہ اصول برکے مسجد کا انتظام کیا چاہے اور تیرہ قدم بعد میں وقف کی جائے اول مسجد کے بعد کی نماز میں چار بھی پانچ صفیں ہوتی تھیں اور دوسری مسجد میں بھی چار پانچ صف بعد کی جماعت سے ہوتی ہے اور یہی امید ہے تو ایسی صورت میں دوسری مسجد میں نماز جمعہ پڑھنا جائز ہو گا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۹۵ ان ذیل عبدالحق صاحب ریب مہنت (مفت پور)

۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۸ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۵۶) یہی مسجد میں بعد موقوف کر کے دوسری مسجد میں بعد قنہ کریں تو یہ بات مصلحت مذکور کی وجہ سے جائز ہے اور یہی میں بعد ہوتا رہے اور دوسری میں بھی جمعہ مقرر کر لیا جائے تو اس صورت میں صرف یہ بات ہونی کہ شہر کے معمول کی تعداد چارہ کے تیرہ ہونی اس کا حکم یہ ہے کہ متعدد مساجد میں جو جمعہ کی نمازیں ہوتی ہیں یہ سب ہوجاتی ہیں اگر لوگ اور افضل یہ ہے کہ بعد کی نماز جہاں تک ممکن ہو ایک جگہ ہو ورنہ سخت حاجت اور ضرورت میں دویا تین جگہ کی جائے بلا ضرورت زیادتی مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

نماز جمعہ مسجد محلہ میں افضل ہے

(سوال) (۱) زید کا بیان ہے کہ ہمارے یہاں زمانہ قدیم سے تمام مسلمان مشتقہ طور پر ایک ہی مسجد میں نماز جمعہ ادا کرتے تھے لیکن اب مذہبی اختلافات و عقائد کی بناء پر خوشی تین چار مسجدوں میں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے اب جناب تحریر کریں کہ کیا جمعہ کے فضائل ان چاروں مسجدوں میں یکساں ہوتے ہیں یا کم بیش؟ (۲) زید کے محلہ کی مسجد میں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے لیکن زید اپنے محلہ کی مسجد کو چھوڑ کر دیگر مسجد میں جائے نماز جمعہ لو اگر تائے آیا زید کا یہ فعل درست ہے یا نہیں؟

المسنفتی نمبر ۱۹۰۷ محمد علی ٹیوشن اہل مسجد آسیں (شعب خسار) ۱۷ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء (جواب ۴۵۷) (۱) افضل و برتر یہی ہے کہ جمعہ کی نماز ایک مسجد میں پڑھی جائے یا ضرورت متعدد مسجدوں میں نماز جمعہ ادا کرنا بہتر نہیں ہے لیکن نماز چاروں مسجدوں میں ہو چالی ہے۔
(۲) زید و دہ سے ملنے کی مسجد میں اگر اس خیال سے جاتا ہے کہ وہیں جماعت بڑی ہوتی ہے یا امام اچھا ہے یہ وہ قدیمت جمعہ کے لئے مخصوص ہے تو اس کے اس عمل میں کوئی برائی نہیں ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لا حولی

قریب قریب مساجد میں جمعہ کا ضم

(سوال) گورستان کے درمیان ایک مسجد عرصہ سے موجود ہے۔ جمعہ میں اس محلہ کے اندر دو مسجدیں اور بھی قیہ شدہ موجود ہیں یا بدلتی بدلتی گورستان والی میں نماز جمعہ و عیدین وغیرہ باقاعدہ پڑھتے جانتے ہیں اور یہ وہ خداتران میں سے ہیں کہ مسجد ہے۔ المسنفتی نمبر ۲۰۲۰ مولوی محمد عبداللہ شہ (میانوالی)
(جواب ۴۵۸) گورستان والی قدیم مسجد میں اگر نماز جمعہ و عید ہوتی تھی تو اب بھی پڑھی جاسکتی ہے البتہ اگر ان مساجد میں سے بڑی نہ ہو، قیوں کے لحاظ سے مناسب مسجد کو سب و کثرت کے ساتھ جمعہ کی مسجد میں جمعہ پڑھا کریں ورنہ ہرگز نہ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا حولی

ایک جگہ نماز جمعہ کا اجتماع افضل ہے

(المجمعیہ مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۳۷ء)

(سوال) موضع بانہ انجمنیں نمبر ۱۰۰۰ شیعہ چند حرم میں واقع ہے تمام گاؤں میں مسلمان ہی آباد ہیں یہاں دو مساجد ہیں جن کا درمیانی فاصلہ سب سے زیادہ ہے ان دو مساجد میں جمعہ کی نماز علیحدہ علیحدہ ہوا کرتی ہے اگر ایک ہی مسجد میں لوگ جائے تو اتنی گنجائش ہے کہ سب لوگ ایک ہی مسجد میں آجائیں گے؟
(جواب ۴۵۹) مسلمان قوم و زمین کے آپس میں اتفاق و محبت کے ساتھ ایک مسجد میں جوہ نول میں سے بڑی ہو جمعہ کی نماز پڑھیں کہ یہ اہل اور افضل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا حولی

۱. ابو دی فی مصر و حد سیر صحیح کثیر مطلق علی المذهب و علیہ الفتویٰ الحج (الدر المختار باب الجمعة ۱۴۴۲ ط سعید)
۲. ذکری لرحل مساجد و مذهب فی مکان عدم دان کہ سوء بھدھ الی مکان اقرب فی منزلہ و ہر مسجد میں جمعہ کی نماز ہوتی ہے کثیر مذهب حدیث احب و افویٰ فی حان علی ہامش العالمگیریہ فصل فی المساجد
۳. ابو دی فی مصر و حد سیر صحیح کثیر مطلق علی المذهب و علیہ الفتویٰ الحج (الدر المختار باب الجمعة ۱۴۴۲ ط سعید)
۴. ابو دی فی مصر و حد سیر صحیح کثیر مطلق علی المذهب و علیہ الفتویٰ الحج (الدر المختار باب الجمعة ۱۴۴۲ ط سعید)

دلی میں متعدد جگہ جمعہ کا حکم

(سوال) دلی میں نماز جمعہ خاڑو جامع مسجد و مسجد پوری کے متنی جگہ کتنے فصل پر لوائی جاسکتی ہے؟
(جواب ۴۶۰) جمعہ کی نماز جہاں تک ممکن ہو سخت نہ ورت کے مواقع میں قائم کرنی چاہیے یا نہ ورت
تقدیر ہو، دلی جیسے شہ میں ایک دن وہ نہ پڑھتے رہنا تو ممکن الوقوع نہیں مگر زیادہ سے زیادہ تمام شہ میں
پندرہ بیس جگہ جمعہ ہو سکتا ہے اس سے زیادہ فیہ نہ ورنی مواقع کے تحت نہ ورنی چاہیے نہ ہر جگہ
محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

فصل ہشتم - جمعہ کے نوافل مسنونہ

سنت جمعہ کے لئے ”الصلوة قبل الجمعة“ پکارنا

(سوال) بروز جمعہ قبل از وقت چار رکعت سنت قبل اجمعہ پڑھنے کے لئے مؤمن کا الصلوة قبل اجمعہ
وغیرہ کہہ کر صلوٰۃ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۸۳ محمد گھوڑوال صاحب (خلع و حارول)

۱۹ شوال ۱۳۵۵ھ ۳۰ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۶۱) نماز جمعہ سے پہلے الصلوة قبل اجمعہ پڑھنا آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام کے مبارک زمانہ
میں نہیں تھا اور نہ ائمہ مجتہدین نے اس کا حکم دیا اس لئے یہ رواج سنت کے خلاف ہے اسے ترک کرنا لازم
ہے (۱۰) محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

بروز جمعہ زوال کے وقت نوافل پڑھنے کا حکم

(سوال) جمعہ کے دن زوال ہوتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۲۵ محمد صدیق صاحب (سہرپور) ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۹ جون ۱۹۳۸ء
(جواب ۴۶۲) زوال جمعہ کے روز بھی ہوتا ہے غرض ان دن بعض فقہاء نے زوال کے وقت نوافل و سنن
پڑھنے کی اجازت دی ہے (۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

(۱) (ایضاً) حوالہ کتب صحیحہ کدشہ وہی الشامة ای سواء کان المصیر کبیرا اولا وسواء فصل بین حاسبہ بھر کبیر
اولا وسواء کان التعداد فی مسجدین او اکثر الحج (باب الجمعة ۲ ۱۴۴ ط سعید)

(۲) من أحدث فی امرنا هذا ما لیس فیہ فقیہ رد المحتار کتب الصلح باب اذا اصطبحوا علی صلح حوز فہو
مردود ۳۷۱/۱ ط قدیمی

(۳) ویکرہ تحریمہ مطلق ولو قف، او وجہ او بدلا علی حازفہ و سجدۃ تلاوۃ و سہو مع شروق واستواء الا یوم
الجمعة علی قول الثانی الصحیح المعتمد الحج الدار المختار کتب الصلوة ۱ ۳۷۰ ط سعید، وروی عن امی
یوسف انه حوز التطوع وقت الزوال یوم الجمعة (جسی کسر فروع ص ۲۳۷ مہمل اکبیدی)

فصل نہم۔ مسافر کا جمعہ

سفر میں جمعہ وعیدین واجب نہیں۔

(سوال) سفر میں جمعہ وعیدین کی نمازیں واجب تو نہیں یا واجب ہیں؟

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۶۳) سفر میں جمعہ کی نماز فرض نہیں اور عید کی نماز واجب نہیں پڑھ لے تو بہتر ہے نہ پڑھ سکے تو اجازت ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

فصل دہم۔ عورتوں کے لئے جمعہ وعیدین

عورتوں کا جمعہ میں شریک ہونے کا حکم

(سوال) کیا آج کل عورتوں کو متقین کرنا کہ وہ جمعہ کو آجر جماعت میں شریک ہوں اور ان کے لئے ایک مسجد کے حصہ میں عمارت تعمیر کرانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۲۳ ملک محمد امین صاحب (چاندھر) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۶۴) عورتوں کو جمعہ کی نماز میں شرکت کی ترغیب و تلقین اس حدیث کے خلاف ہے۔ عن ابی

عمرو الشیبانی انه رای عبد الله یخرج النساء من المسجد یوم الجمعة ویقول اخرجن الی بیوتكن خیر لکن (رواہ الطبرانی فی المعجم و رجالہ موثقون کذا فی مجمع الزوائد) یعنی ابو عمرو شیبانی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو دیکھا کہ جمعہ کے روز عورتوں کو مسجد سے نکالتے تھے اور فرماتے تھے کہ اپنے گھروں کو چلو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

یعنی عورتوں کے لئے حد میں نماز پڑھنا مسجد میں جانے اور جمعہ پڑھنے سے بہتر ہے صحابہ کرام کے زمانہ کا طرز عمل یہ تھا پھر آج فتنہ و فساد کے زمانہ میں اس کے خلاف مسجد میں آنے کی ترغیب دینا غلط ہے کہ غلط ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

سوال مثل بالا

(سوال) عورتوں کو جمعہ کی نماز میں مسجد میں جا کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱) فی السور و شرحہ " و شرط لا یشرأ صلیا إقامة بمصر " وفي الشامية " حرج به المسافر " الخ (ابن الحمعة ۱۵۳۲ ط سعید) قال فی الدرر الساجد " تحب صلاحهما علی من تحب علیہ الحمعة بشرائطها الخ (ابن العبدین ۱۶۶ ط سعید) (۲) باب حرج النساء الی المساجد ۳۵ ط بروكلسان

(جواب ۴۶۵) جائز ہے کہ بیڑہ نہیں۔ محمد کہتے ہیں کہ ان کا ان الله۔

چھٹا باب نماز عیدین

شرعی امام کے پیچھے حنفی کے لئے تکبیرات زوائد کا حکم

(سوال) عیدین نماز بارہ تکبیروں سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بالاضورت حنفی امام بارہ تکبیروں سے پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۶۶) بارہ تکبیروں سے حنفی امام کو عیدین نماز پڑھنا جائز نہیں ہاں اگر امام بارہ تکبیر کے مذہب کا قائل ہو تو حنفی مقتدی کو اس کی امتاعت نہیں چاہیے۔ قال محمد فی الجامع اذا دخل الرجل مع الامام فی صلوة العید وهذا الرجل یری تکبیر ابن مسعود فکبر الامام غیر ذلك اتبع الامام الخ (عالمگیری ص ۱۶۰ ج ۱) ۱۰

نماز عید میدان میں ادا کرنا سنت ہے

(سوال) ہمارے ہاں شہر و قریہ میں نماز عید کے لئے قاضی شہر ایک جگہ کے ساتھ بیرون شہر جائے نماز عید کو عید گاہ پر جماعت کثیف کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور بہت سے لوگ اپنے اپنے محلہ کی مسجدوں میں چھوٹی چھوٹی جماعت کے ساتھ نماز عید ادا کر کے اپنے اپنے کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں یا عید گاہ پر قماش کے تپتے پتے جاتے ہیں حالانکہ عید گاہ نہایت وسعت کے ساتھ بنائی گئی ہے جس وقت خطیب خطبہ پڑھ رہا ہے یہ لوگ یہ کہتے پھرتے ہیں پس جو لوگ محلہ کی مسجد میں نماز گزارتے ہیں اور جو لوگ ہمارا قاضی بیرون شہر عید گاہ میں نماز پڑھتے ہیں تو ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ دوسرے یہ کہ جب قاضی شہر نماز عید سے اٹھتے عید گاہ روانہ ہوا تو اس وقت غیر مذروروں کو محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا چاہیے یا نہیں؟

(جواب ۴۶۷) عید کی نماز شہر سے باہر جائے عید گاہ میں پڑھنا مسنون ہے۔ والخروج الیہا ای الحانۃ لصلوة العید سنة وان وسعہا المسجد الجامع وهو الصحيح (درمختار ص ۶۱۲ ج ۱) ۲۰ اور شہر میں باہر عید کی نماز پڑھنا مکروہ ہے اگرچہ نماز ہو جائے گی مگر ثواب کم ہوگا اور اگر عذر ہو

(۱) و مکروہ حضور ہی الحادہ ولو لجمعه و عذر مطلقا ولو عذرا لایلا علی المدف المفی بہ الخ (الدر المختار) باب الإمامة ۵۶۶/۱ ط سعید

(۲) (الباب السابع عشر فی صلاة العیدین ۱۵۹/۱ ط مکتبہ ماحدیہ کوئٹہ)

(۳) (باب العیدین ۱۶۹/۲ ط سعید)

تو بلا اہرابت جائز ہے۔ فی الحاقہ المسما ان یخرج الامام الی الجبانۃ و یتخلف غیرہ لیصلی فی البصر بالصغفاء والمرضى والا صراء و یصی ہو فی الحاقہ مالا قریاء والا صحاء وان لم یتخلف احدا کان لہ ذلك ۱۰ وفی عمدة الرعاة حاقیہ شرح الوقایۃ والا صل فیہ ان الی ۱۱ کان یخرج الی المصلی ولم یصل صلوة العبد فی مسجده مع شرفہ الامرة بعد المطر کما سطرہ ان القیہ فی زاد المعاد والقسطانی فی مواہب اللدنیہ وغیر ہما ۱۲

عورتوں پر عید واجب نہیں

(سوال) ایک شخص عیدین کی نماز باتماعت پر محتاج ہے یا کہ عورتوں کو عیدین کی نماز باتماعت کے ساتھ پر محتاج آیا اس طرح پتہ نماز جائز یا نہیں ؟
(جواب ۴۶۸) عورتوں پر عیدین کی نماز واجب نہیں ہے اگرچہ عیدین کی تو نفل ہو اور نفل میں باتماعت ضرور ہے۔ لا یصلی التطوع بالجماعة ما خلا قیام رمضان و کسوف الشمس الحج - (مدافع ص ۲۷۰ ح ۱) التطوع بالجماعة اذا کان علی سبیل التداعی بکروہ ۱ (ہدیہ ص ۸۷ ح ۱) و التطوع بالجماعة خارج رمضان ای بکروہ ذلك لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعة نواحد کما فی الدرر ۲ (درمحار) قال سمس الاسماء الحدوانی ان کان سوی الامام ثلثة لا یکرہ بالاتفاق و فی الاربع اختلف استبحر والاصح انه بکروہ هكذا فی الخلاصة (عالمگیریہ) -

نماز عید سے پہلے نوافل کا علم

(سوال) عید کے روز عید کاؤ میں یا مکان پر نماز عید سے قبل یا بعد دو رکعت یا چار رکعت نفل پر جو رکعت واجب ہے اس کے متعلق کوئی حدیث ہے یا نہیں ؟ اور یہ حضرت رسول مقبول ﷺ کے اس کے متعلق پتہ ارشاد فرماتے ہیں ؟

(جواب ۴۶۹) قبل از نماز عید حرم میں اور مسجد عید کاؤ میں نفل نماز پر حرم مکروہ ہے اور بعد اس نماز عید کاؤ میں نفل نماز پر حرم مکروہ ہے لیکن اگر عوام الناس میں سے کوئی شخص قبل از نماز یا بعد از نماز عید کاؤ میں ہی پڑھتا ہے تو منع کرنا بھی من سب نہیں۔ ولا یسفل قلبها مطلقا و کذا لا یسفل بعدها فی مصلایا فانہ

(۱) (حاشیہ علی هامش العالمگیریہ) "باب صلوة العیدین" ۱۸۳/۱ ط واحدہ

(۲) (باب العیدین) ۲۰۴/۱ ط سعد

(۳) (فصل فی صلوة الکسوف) ۲۸۰/۱ ط سعید

(۴) (الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الاول فی الجماعة) ۸۳/۱ ط واحدہ

(۵) (باب الوقت والوافل) ۴۸/۲ ط سعد

(۶) (الباب الخامس فی الإمامة الفصل الاول فی الجماعة) ۸۳/۱ ط واحدہ

مکروہ عند العامة وان تنقل بعدها فی البیت حرام یدب تنقل بارع وهذا للخواص . اما العوام فلا یمنعون من تکبیر ولا تنقل اصلا لقلة رغبتهم فی الخیرات . بحر (در مختار مختصراً) ، لیکن بخصوص ایصال ثواب کے لئے کوئی شخص عید کے دن خاص طور پر پڑھنا اور اسے مستحب یا سنت سمجھنا مکروہ بدعت ہے ۔

عید گاہ میں بلند آواز سے ذکر کرنا

(سوال) مساجد میں یا تھانہ ، میڈین مسجید جمع ہوتے ہیں اور یہاں فضائل اور خوبیاں کے ذکر میں مسرور رہتے ہیں اس طرح کہ ایک شخص تکبیر پڑھتا ہے دوسرے سننے والے ہاتھ آواز تکبیر بلند کرتے ہیں اور جب تک سب متصل تکبیر کرتے ہیں اسی طرح ذکر میں مشغول رہتے ہیں اور بعد نماز کے وقت معالم کے دعا پڑھتے ہیں سوال یہ ہے کہ اس طریقے کا حدیث شریف و فقہ سے ثبوت ہے یا نہیں ؟

(جواب ۴۷۰) صحیح و تمجید ہے اسے تو ایک شخص فعل و موجب اجر ہے لیکن صورت مسوومہ فی السوال میں جہر یا تکبیر بیت مذکورہ اور اجتماعی حالت کی وجہ سے بدعت اور ناجائز ہے کیونکہ جس بہت میں شارع فی طرفت کوئی تعیین نہ ہو اپنی طرف سے اس میں قینات و تصریحات کر لینا اس کو بدعت بدعتا و فیہل کے لئے حضرت عبداللہ بن مسعود کا یہ اثر ملاحظہ ہو ۔ اخر عبداللہ بن مسعود رضى الله عنه بالحماة الذین کانوا یجلسون بعد المغرب و فیہم رجل یقول کبر واللہ کذا و کذا سحوا للہ کذا و کذا و احمدا للہ کذا و کذا ففعلوا فحضرهم فلما سمع ما یقولون قام فقال اما عبداللہ بن مسعود فوالدی لا الہ عدا لہ فحدثہم بحدیثہ علی اصحاب محمد علیہ السلام علما (محالسا الاموار) ، جن حضرت عبداللہ بن مسعود کو خبر دی گئی کہ ایک جماعت ہے جو بعد مغرب بیٹھتی ہے اور ان میں سے ایک شخص کتابت کہ اللہ اکبر اتی مرتبہ پڑھتا ہے اور ان میں سے دوسرا دعا پڑھتا ہے اور ان میں سے ایک شخص کہ عبداللہ بن مسعود اس کے پاس گئے اور ان کی تسبیح و تمجید کو سن کر کہ یہ برفراہ ہے میں عبداللہ بن مسعود یوں اور قصہ ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ تم ایک سخت تاریک بدعت سے مرتب ہو یا اصحاب رسول اللہ ﷺ پر علم میں فوقیت حاصل کرتی ہے حضرت عبداللہ بن مسعود سے اس قول سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایسا طریقہ جس میں شارع کی طرف سے کوئی قصہ صحت ثابت نہیں اس کا ارتکاب بدعت ہے اور کتب فقہ حنفیہ میں یہ حکم

۱) باب العیدین ۲/ ۱۶۹ ج ۱

۲) مجلس شامی میں فی ۱۰۰ ج ۱ ، حوالہ درج ہے (مجالس الذکر الجمیل) نمبر ۸ بدعت اور اس کے اقسام و احکام ص ۱۱۵ ، ۱۱۶ ، ۱۱۷ ، ۱۱۸ ، ۱۱۹ ، ۱۲۰ ، ۱۲۱

۳) فی السور ولا یکر فی صریح و لا یسن فی مفید ص ۱۶۹ ج ۱ ، عبداللہ بن مسعود ، وفی التوبہ و سورہ و نکر جہر فی نظریہ فی رمی شخصی الخ ۱۷۶ ج ۱ ، عبداللہ بن مسعود ،

موجود ہے کہ عید بہارہ میں امام ابو حنیفہؒ نے نزدیک نہیں ہے اور عید الاضحیٰ میں تکبیر پانچ راتوں میں سے پہلی میں عید بہارہ اور دوسری اس اجتماع و اجتماع کے ساتھ فقہ حنفی کے خلاف ہے۔ والد اعم محمد غایت المدکان اللہ

نماز عید کے میدان میں پڑھنا سنت ہے

(سوال) کسی ایک چاروں مت میں فوتی چھوٹی ہے جموئی قباوی قریب تین ہزار ہے مسلمانوں کی آبادی قریب ایک ہزار ہے یہاں ایک ہی مسجد ہے عیدین کی نمازیں اسی مسجد میں پڑھی جاتی ہیں اس مرتبہ بعض مسلمانوں نے سنت نبوی کا تحقیق کرتے ہوئے نماز عید باہر میدان میں لوگوں کی اس پر بعض مسلمانوں نے یہ کہا کہ جن لوگوں نے نماز عید میدان میں لوگوں نے ان کا ہناؤ مسجد میں نہ آئے پائے؟

(جواب ۴۷۱) عیدین کی نماز باہر ہی سے باہر میدان میں یا اسی غرض سے نہائی ہوئی عید گاہ میں پڑھنی سنت ہے اگرچہ شہر کی مسجد میں پڑھنی بھی جائز ہے اور اعلیٰ و افضل و مسنون باہر پڑھنا ہے، ہناؤ کی نماز مسجد میں پڑھنی ضروری ہے۔ مگر مسجد میں نہ پڑھی جائے باہر پڑھی جائے عیدین کی نماز باہر پڑھنے کو سنت نہ سمجھا جاتا ہے اور اس کے متعلق اس قسم کے کلمات لہانت کرنا مذموم ہے۔

(۱) مسجد میں نماز عید پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) شہر سے باہر میدان میں نماز عید پڑھنی جائے

(۳) بلا عذر مسجد میں عید پڑھنا کیسا ہے؟

(۴) متعدد جگہ نماز عید جائز ہے یا نہیں

(۵) حدود شہر سے کیا مراد ہے؟

(۶) شہر کے اندر عید گاہ میں نماز کا حکم

(۷) فتاویٰ عبدالحی کی عبارت کی تحقیق

(سوال) (۱) عیدین کی نماز چار مسجد میں صحاف سنت ہے یا نہیں؟ (۲) میدان میں نماز پڑھنے سے کیا مراد ہے آپ مسجد سے باہر کسی میدان میں نماز پڑھنا مسنون ہے یا حدود شہر سے باہر کسی میدان میں؟ (۳) مساجد میں با عذر کے عیدین کی نماز پڑھنا کراہت کے بغیر جائز ہے یا نہیں؟ (۴) متعدد جگہوں میں عیدین اور عیدین جائز ہے یا نہیں؟ (۵) شہر کا حدود، میدان کیسے ہے؟ (۶) جو محلے میدان اور عید گاہ ہیں حدود میدان کیسے ہیں ان میں نماز عید بلا عذر کراہت ہو جاتی ہے یا نہیں؟ (۷) فتاویٰ

عبدالحمید جو خلاصۃ القتلہ کی کسٹھی پر چڑھا ہوا ہے اس کے صفحہ ۱۵۸ پر مولانا مرحوم تحریر فرماتے ہیں کہ "تمہ معظّمہ میں عیدین کی نماز ہمیشہ سے مسجد حرام میں پڑھی جاتی ہے اہل مکہ کبھی میدان میں نہیں گئے اور بعض ملہ کی یہ تحقیق ہے کہ آنحضرت ﷺ اس لئے مسجد نبوی میں عیدین کی نماز لڑا کہ انہیں فرماتے تھے کہ مسجد اہل مدینہ کے لئے کافی نہیں تھی اور جب سے مسجد نبوی وسیع ہو گئی ہے اس وقت سے اہل مدینہ عیدین کی نماز مسجد نبوی میں لڑا کرتے ہیں باہر میدان میں نہیں جاتے کیا مولانا کی یہ تحقیق صحیح ہے؟

المستقلی نمبر ۵۰۱ مولانا حبیب الرحمن لدھیانہ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۲۵ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۷۲) عیدین کی نماز لڑا کرنے کا طریقہ مسنون و متواتر ہے سناؤ خلفائیکم ہے کہ شہر کے باہر میدان میں لڑائی جائے (۱) اور تمام شہر کے لوگ جن کو کوئی عذر نہ ہو باہر جا کر ہی نماز لڑا کریں آنحضرت ﷺ نے جو ایک مرتبہ ہمیشہ شہر کے باہر نہایت ہی نماز عید لڑا فرمائی ہے اور حضور آرم ﷺ کے بعد خلفائے راشدین کے فعل سے بھی یہی سنت ہے اور ایک مرتبہ جو شہر میں حضور آرم ﷺ نے نماز عید پڑھی ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ بارش کی وجہ سے باہر جانا شوال تھا ہمیشہ شہر سے باہر عید کے لئے تشریف لے جانا ظاہر ہے کہ کوئی عادی فعل نہیں تھا بلکہ نماز باہر انفرادیت کی بنا پر تھا اس بنا پر مقتضی اہناف بلا حذر شہر میں نماز عید لڑا کرنے کو خلاف سنت اور ترکہ ہوتے ہیں لیکن یہ ضرر ہے کہ شہر کے تمام لوگ باہر جانے کے باقی نہیں ہوتے کیونکہ آبادی میں بڑھے اور غزور اور مرہ میں وغیرہ بھی ہوتے ہیں اس لئے یہ بھی سنت ہے کہ امام شہر کی جامع مسجد میں اپنے باب و نماز عید پڑھانے کے لئے چھوڑ جائے تاکہ معذورین کی نماز بھی آسانی سے ہو جائے اور اگر شہر بڑا ہو اور تمام معذورین کا ایک مسجد میں جمع ہونا بھی عداۃ اف شہر کی وجہ سے مشکل ہو تو دو تین مسجدوں میں نماز عید ہو سکتی ہے۔

میدان میں نماز پڑھنے سے یہی مراد ہے کہ شہر کی آبادی سے باہر جا کر میدان میں پڑھی جائے بعض جہات میں خط صحر لایع ہے جو آبادی سے باہر کے میدان پر ہی صادق آتا ہے ضرورت سے زیادہ تعدد باہر مسجد میں نماز عید قنہ کرنے کی کثرت اور غیر معذورین کا شہر میں نماز پڑھنا خلاف سنت اور مکروہ ہے کیونکہ عیدین کی نماز شہر سے باہر قائم کرنے کی حکمت یہی تھی کہ پوری جمیعت اسلامیہ کے اجتماع سے مسلمانوں کی شوکت ظاہر ہو اور غائب ہے کہ شہر میں بکثرت مقامات میں عید پڑھنے سے یہ غرض مفقود اور مختل ہو جائے گی۔

یہ قول کہ آنحضرت ﷺ نے مسجد نبوی میں قنہ پنجائش کی وجہ سے عید نہیں پڑھی بعض ۱۰۸۰ کے رائے ہیں اور مقتضی رائے است تیمم نہیں کیا مولانا عبدالحمید کی خود یہ رائے نہیں ہے انہوں نے

۱. نہ حروجه مدش الی الحدیث وہی لمضی العود لح والحرور البھا دی الحیاة لصلاة العید سنة وارسہم نسعد الجمع ہو الصبح ذر محذ ای فی الصبح مدلا علی العیاضة والحایة السنة ان یخرج الإمام الی بحدہ ویسجد غیرہ لصل فی المصبر بالصعداء مد علی ان صلاة العید بن فی موضع حذرة لا تقاوی واد له یستخلف لہ ذلک (رد المحتار باب العیدین ۱۶۹ ط سعید)

۱۰۰۔ تہوی جلد دوم میں ۱۰۰ جہ اور جلد سوم میں بھی اپنی رائے یہی لکھی ہے کہ عید کی نماز کے لئے باہر چنا سنت مؤکدہ ہے۔

اگر شہر میں معذورین کی ضرورت کا لحاظ کر کے ایک دو یا تین جگہ عید کی نماز ہو اور اس میں غرض غیر معذورین بھی شریک ہو جائیں تو اس میں مضائقہ نہیں اور لام اگرچہ خود غیر معذور ہے مگر معذورین کو نماز پڑھانا بھی اس کے لئے مذکور ہے اس کی نماز میں اور اسی طرح دوسرے متعلقین کی نماز میں جو غرض انتہی مشہر میں نماز پڑھیں کوئی کراہت نہیں ہوگی۔ محمد کفایت اللہ کا لفظ اللہ

عورتوں کا عید گاہ میں نماز کے لئے چنا کیسا ہے؟
(سوال) عورتوں کو عید گاہ میں نماز میں کسے جاننا نابت یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۵۱۲، ۳۵۱۲، ۱۱۳۵۲، ۶۱۳۵۲، ۱۹۳۵ء
(جواب ۴۷۳) نہیں کہ ان کے جانے میں فتنہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کا لفظ اللہ

دوران خطبہ چند و کا حکم

(سوال) عیدین کے خطبہ میں کسی عالم یا مسافر یا امام و مؤذن کے لئے بطور خوشی چند و کیا چاہئے مجبوراً اگر حد میں کرتے ہیں تو متصور نہیں آتا تو یہ جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۵۳۲، ۵۳۲، ۱۱۳۵۲، ۱۱۳۵۲، ۱۹۳۵ء
(جواب ۴۷۴) خطبہ کے اثناء میں چند و کرنا جائز نہیں خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد کر سکتے ہیں یعنی امام - غار ش کر دے اور رکعت میں تو یہ مثل خطبہ کے بعد ہو سکتا ہے (۲) محمد کفایت اللہ کا لفظ اللہ

خطبہ کے وقت تکبیر کے بارے میں حائیکہ کی عبارت کا مطلب

(سوال) ہم دونوں سے یہاں دیکھنا کہ امام میں اور کمال میں کمال جگہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے خطبہ میں تکبیر کے بارے میں ہے اور خطبہ کے خطبہ میں تکبیر کے وقت قوم بھی اس کے ساتھ با آواز بلند تکبیر کرتے ہیں اور یہ دستور تقریباً سو برس پہلے سے ہے امام کو خطبہ میں خواہ عید الفطر کا ہو خواہ عید الاضحیٰ کا تکبیر کے ساتھ مستحب ہے جیسے کہ فتاویٰ حائیکہ کی مع فتویٰ قاضی خاں مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵۰-۱۵۱ میں مذکور ہے نیز فتاویٰ حائیکہ میں یہ بھی ہے کہ اذا کبر الامام فی الحظۃ تکرر القوم معہ واذا صلی علی النبی یصلی

(۱) وبکرہ حضور من الجماعۃ ولو بجمعه ووعظ مضعفا ولو عجزوا الی الاعلی المدھب المعنی بد القصد در مال الدار المحتار باب الإمامۃ ۵۶۶، ۱ طبع سعید

(۲) امامیت میں ہے "من من الحسنى فند لہ" اسمہ کتاب الجمعة ۲۸۳، ۱ طبع دہلی قال فی الدرر لمجاہد وکل ما حرم فی الصلاۃ حرم فی فی الحظۃ وکب جمعه ۱۵۹، ۳ طبع سعید

(۱) دعا نماز عید کے بعد ہو یا خطبہ کے بعد؟

(۲) جمعہ و عید کے دن تقارہ بچانا

(۳) ہندوؤں سے مٹھائی خرید کر کھانا کیسا ہے؟

(سوال ۱) عید کی نماز کے بعد دو ہفتے یا خطبہ کے بعد؟ (۲) جمعہ اور عیدین کے دن تقارہ بنانے میں کوئی حرج تو نہیں؟ (۳) اہل بنود سے مٹھائی وغیرہ خرید کر کھا سکتے ہیں یا نہیں جب کہ وہ ہمیں کتوں جیسے خیال کرتے ہیں بلکہ کہتے تو ان کے برتنوں کو چٹ سکتے ہیں لیکن مسلمان ہاتھ نہیں لگا سکتا؟

المستفتی نمبر ۸۳۱ مووی شہر انور (ضلع چاندہر) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۷۷) (۱) عیدین کے خطبہ کے بعد دو ہفتے یا چھ ماہ (۲) تقارہ بنانے میں عیدین کے روز مضائقہ نہیں (۳) جمعہ کے دن نہیں چاہیے (۴) بنود سے مٹھائی وغیرہ خریدنا جائز ہے لیکن اگر مسلمان غیر مسلموں اور نہ خریدیں تو بہتر ہے۔ محمد کفایت اللہ کال اللہ لہ

جمعہ و عیدین میں سہو کا ضم

(سوال) نماز جمعہ و نماز عیدین میں اگر سجدہ سو ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

المستفتی ۱۰۰۰ عبدالستار (پ) ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۷۸) جماعت زیادہ ہو تو نہ ہو اور کسی گڑبڑ کا خوف نہ ہو تو جمعہ و عیدین میں بھی سجدہ سو کر لیا جائے البتہ شرکت جماعت کی وجہ سے گڑبڑ کا خوف نہ ہو تو سجدہ سو ترک کر دینا مباح ہے (۲) محمد کفایت اللہ کال اللہ لہ

(۱) عورتوں کا عیدین میں حاضر ہونے کا حکم

(۲) عمد نبوی ﷺ اور صحابہ کے زمانے میں عورتیں عید گاہ جاتی تھیں یا نہیں؟

(۳) موجودہ دور میں عورتوں کا جمعہ و عیدین میں جانا کیسا ہے؟

(سوال) مشکوٰۃ فیہ باب نماز عیدین میں حین کی یہ حدیث درج ہے۔ عن ام عطیہ رضى الله عنها قلت امرأ ان تلحرج الحیض یوم العیدین وذوات الخدور فیشہدن جماعة المسلمین ودعوتہم

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے یہ حدیث سنی۔ یہ مسمول ہو سکتا ہے (امداد الفتاویٰ ۱/ ۴۰۵ غیر الفتاویٰ ۳/ ۱۲۷ و دار العلوم دیوبند ۲۳۱/ ۵)

(۲) ومن ذلک صرح لکونہ لکشافہ فی لکونہ فلا یسبہ الیہ الذکر المختار کتاب الحظر والاماحہ ۶/ ۳۵ ط سعید

(۳) والسیو فی صلاة العید والحسنة والمکونة والطلوع سوان والمختار عند المتحرین عدمہ فی الاویس لدفع الفسدة کما فی جمعة البحر (التصویر و شرحہ باب سجد السهو ۱۲/ ۲ ط سعید)

و تعتزل الحيض عن مصلاهن قالت امرأة يا رسول الله احد لنا ليس لها جلباب قال لبسها صاحبها من جلبابها (۱) (متفق عليه) (۱) کیا کوئی دوسرا ایسا حکم شرعی موجود ہے کہ جس کے باعث یہ حدیث اور اس کا حکم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منسوخ ہو گئے ہوں۔ (۲) کیا عہد نبوی ﷺ اور عہد صحابہ میں اس پر عمل ہوتا رہا (۳) اگر کوئی عذر شرعی (مثلاً فتنہ وغیرہ) نہیں ہے تو کیا اب شرائط و احکام شریعت کے مطابق اس حکم کی تعمیل لازم نہیں ؟

المستفتی: جناب غلام ونگیر زشید ایم اے (عثمانیہ) حیدرآباد دکن

۱۶ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۳۰ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۷۹) (۱) اس حدیث کی تاح کوئی دوسری حدیث میری نظر میں نہیں (۲) عہد نبوی ﷺ میں اس پر عمل ہوتا رہا اور عہد صحابہ میں بھی عمل ہوا مگر صحابہ کرام میں سے بعض جلیل القدر صحابہ نے عورتوں کے خروج من البیت کو منع کرنا شروع کر دیا تھا اور ظاہر ہے کہ یہ ممانعت آنحضرت ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کے طور پر نہ تھی بلکہ عت ممانعت (خوف فتنہ) کے وجود کی بناء پر تھی یہ حدیث عید کے متعلق ہے اور عید کی تقریب میں عورتوں کی کثرت ابتدائے اسلام میں تکثیر سواہ مسلمین اور اظہار شوکت اجتماعیہ کے لئے مؤکد تھی اور ہجگانہ نمازوں میں شرست کی اجازت تھی۔ وضم معہ مقصد الآخر من مفاصد الشریعة وهو ان کل ملۃ لا بد لها من عرضۃ یجتمع فیہا اہلہا لتظہر شوکتہم و تعلم کثرتہم ولذلك استحب خروج الجميع حتی الصبیان والنساء وذوات الخدور الحيض ويعتزلن المصلى ويشهدن دعوة المسلمين (۲) (تجۃ اللہ البانڈ) عن ابن مسعود انه كان يحلف فيبالغ في اليمين ما من مصلى للمرأة خير من بيتها الا في حج او عمرة الحديث (طبرانی فی الكبير و رجالہ مؤثون کذا فی مجمع الزوائد) (۳) و عنه انه قال ما صلت امرأة من صلوة احب الى الله من اشد مكان في بيتها ظلمة (طبرانی فی الكبير و رجالہ مؤثون کذا فی مجمع الزوائد) (۴) و عن ابی عمرو الشيباني انه رأى عبد الله يخرج النساء من المسجد يوم الجمعة و يقول اخر جن الى بيوتكن خبر لكن (رواه الطبرانی فی الكبير و رجالہ مؤثون کذا فی مجمع الزوائد) (۵) عن ام حميد امرأة امي حميد الساعدي انها جاءت النبي ﷺ فقالت يا رسول الله اني احب الصلوة معك قال قد علمت انك تحبين الصلوة معي و صلاتك في بيتك خير

(۱) بحاری باب خروج النساء والحيض الى المصلى ۱۳۳ ط قدیمی کتب حنفیہ کراچی (مسلم) فصل فی احراج العواتق وذوات الخدور الح ۲۹۲ ط قدیمی کتب حنفیہ کراچی (مشکوٰۃ باب العیدین ص ۱۲۵ ط سعید)

(۲) (باب العیدین ۸۰/۴ ط بغداد)

(۳) (باب خروج النساء الى المساجد ۳۵/۲ ط دار الفکر بیروت لبنان)

(۴) (ایضاً)

(۵) (ایضاً)

صلاحتک فی حجر تلک وصلاحتک فی حجر تلک خیر من صلو تلک فی دارک وصلو تلک فی دارک
خیر من صلو تلک فی مسجد قومک وصلو تلک فی مسجد قومک خیر من صلو تلک فی مسجدی
قالت فامرت فبنی لها مسجد فی أقصى بیت فی بیتها واطلمه فکانت تصلى فيه حتى لقیته الله
عز وجل (رواه احمد و رجاله رجال الصحیح غیر عبد الله بن سوید الانصارى ثقہ ابن حبان
کذا فی مجمع الزوائد. ۱۰)

۱) ان احادیث پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ حدیث امر بالخروج لمعیدین میں امر
وچوٹی نہیں ہے اور مصلحت خروج اہل شہادت و کثرت مسلمین تھی کیونکہ ہاتھ عورتوں کو بھی نکلنے کے
علم کی اور کوئی مصلحت نہیں۔

(۳) فتہ کا وجود غالب ہے اور غالب بنی پر احکام شریعہ مبنی ہوتے ہیں (۱) محمد کفایت اللہ کا ائدہ۔

عید کے دن گلے ملنا رسم ہے

(سوال) کیا عید منابہ اصل چیز ہے؟ المستفتی نمبر ۱۳۳۳ محمد عزت علی خاں (ضلع ہروئی)

۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۶ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۸۰) عیدین میں معینہ رتایا عید کی تخصیص سمجھ کر مصافحہ کرنا شرعی نہیں بلکہ محض ایک
رسم ہے (۲) محمد کفایت اللہ کا ائدہ دہلی

عید الاضحیٰ جلد پڑھنا بہتر ہے

(سوال) عید الاضحیٰ کی نماز عید کا دس سب سے گیارہ بجے تک ہوتی ہے حالانکہ نماز عید الاضحیٰ بعد ہونا
چاہیے مگر اکثر اشخاص کہتے ہیں کہ دیہات کے لوگ چونکہ دیر سے پہنچتے ہیں اس وجہ سے نماز میں تاخیر
ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے نماز پڑھنے والے چند اشخاص ہو کہ قربانی کی جدی ضرورت کو محسوس کرتے
ہیں کہ ہم اسی میں سے کچھ پتو آ کر ہمیں تو ان کو اتنی دیر ہو جاتی ہے کہ کھانا بعد دوپہر ملتا ہے تو ایسی حالت
میں ان اشخاص کو کیا یہ اجازت ہے کہ وہ بول وقت کسی مسجد میں نماز ادا کر لیں اور بعدہ قربانی کریں ان دونوں

(۱) (باب خروج النساء إلى المساجد ۴/۳۴ ط دار الفکر بیروت لبنان)

۲. ویکبرہ حضور ہی الجماعة ولو لجمعة وعید ووعط مطلقاً ولو عحوراً لیلا علی المذهب المعنی بہ لصاد
الزمان (الفر المختار باب الإمامة ۱/۵۶۶ ط سعید)

(۳) وعل فی سبب المحارم عن المنعظ أنه نکره المصافحة بعد اداء الصلوة بكل حال لأن الصحابة ما صافحوا
بعد اداء الصلوة ولا بها من الروافض ثم نقل من ححر عن الشافعية أنها بدعة مکروهة لا أصل لها فی الشرع وانه
یسه داعیها أولاً وبعث ثابت نه دل وقال من الحاج عن المالک فی المذخلی أنها من البدع و موضع المصافحة فی
الشرع إما هو عند لقاء المسبب لاجله لا فی أديار الصلوة فحیث وضعها الشرع یضعها فیہی عن ذلك و برحر
دعہ لاتی بہ عن خلاف السنة ارد لمختار کتب الحظر والإباحة باب الاستبراء ۳۸۱/۶ ط سعید

صورتوں میں کون افضل ہے؟

المستفتی نمبر ۲۰۱۵ ظفر یار خان صاحب (بردوئی) ۱۰ رمضان ۱۴۵۶ھ ۱۵ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۴۸۱) کوشش کی جائے کہ نماز عید زیادہ سے زیادہ دس بے لوار کر لی جائے لیکن اگر اس میں کامیابی
نہ ہو تو علیحدہ نماز پڑھنا بہتر نہیں ہے قربانی میں تاخیر اور اس کی وجہ سے کھانے میں تاخیر برداشت کر لینا بہتر
ہے (۱) محمد کفایات اللہ کان اللہ لدہ دہلی

عید گاہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ نماز عید پڑھنا

(سوال) عید گاہ مقررہ کو چھوڑ کر دیگر جگہ سفید میں پڑھنا کیسا بہتر جگہ کوئی ہے؟

المستفتی نمبر ۲۱۱۴ شیخ محمد شفیع صاحب (فیروزپور) ۱۱ شوال ۱۴۵۶ھ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۴۸۲) عید گاہ آبادی سے اُس باہر ہو تو اس میں نماز پڑھنی جائز ہے اور آبادی کے اندر ہو اور آبادی
سے باہر نماز کے لئے زمین من سب موجود ہو اور مالک زمین کی اجازت ہو تو باہر عید کی نماز پڑھنی لولی
ہے (۲) محمد کفایات اللہ کان اللہ لدہ دہلی

عید گاہ میں نماز عید پڑھنا افضل ہے

(سوال) عید کی نماز عید گاہ میں پڑھنا افضل ہے یا جامع مسجد میں؟

المستفتی نمبر ۲۲۰۳ فرزند سی صاحب (برہا) ۷ اذیقندہ ۱۴۵۶ھ ۲۰ جنوری ۱۹۳۸ء
(جواب ۴۸۳) عید گاہ کی نماز باجماع میدان میں یا عید گاہ میں پڑھنا افضل ہے (۱) محمد کفایات اللہ کان اللہ لدہ

صحیح لفظ ”عید الاضحیٰ“ ہے

(سوال) کیا عید اضحیٰ کی نماز میں عید الاضحیٰ کی نیت کرنی ضروری ہے اور کیا اگر عید الاضحیٰ کی نیت نہ کی گئی بلکہ
عید الاضحیٰ کی نیت کی گئی تو کیا ہرج ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۷۴ حضرت علی خاں صاحب کوٹ (ضلع فتحپور)

۲۹ ربیع الاول ۱۴۵۶ھ ۳۰ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۸۴) عید الاضحیٰ صحیح ہے اور عید الاضحیٰ صحیح نہیں ہے مگر نیت نماز میں اُس کسی نے عید الاضحیٰ کا نام

(۱) وسبب تعجل الاضحی لتعجل الاضاحی و لاحقر العظرو لثوق ذی العظرة كما في الحر (رد المحتار) باب
العیدین ۱۷۱/۲ ط سعید

(۲) والحرج الى الحانة لصلاة العیدة وال وسعیم المسجد الجمع هو الصحيح (السير مع شرحه باب
العیدین ۱۶۹/۲ ط سعید)

(۳) ایضا (۳)

لے لیا جب بھی نماز ہو جائے گی (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) نماز عید آبادی سے باہر میدان میں پڑھنا افضل ہے

(۲) نماز عید کھلے میدان میں پڑھنا سنت متوارثہ ہے

(سوال) (۱) کیا حضور آرمیت نے بلا عذر نماز عید مسجد نبوی میں پڑھی ہے یا نہیں اور وجہ و علت انتہا عید گاہ میں تفریق بلا عذر شرعی جائز ہے یا نہیں؟

(۲) کیا خروج جہان نماز عید کے لئے سنت ہے یا نہیں اور شرط وجود عید گاہ تارک اس کا قابل ملامت ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۷۱۷ فیروز خان (جہلم) یکم جمادی الاول ۱۳۶۱ھ ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء

(جواب ۴۸۵) (۱) عید کی نماز آبادی سے باہر میدان میں یا عید گاہ میں پڑھنا مستنون ہے بلا عذر آبادی کے اندر مسجد میں عید کی نماز لو آرمیت کے رہتے ہر حال میں ایسی ہی کوئی عذر ہو کہ آبادی سے باہر جانا مشکل ہو یہ بڑھوں بڑھوں کمزوروں کے لئے شہ کے اندر مسجد میں لو آرمیت جائے تو خیر ورنہ باہر جا کر لو آرمیت مستنون ہے (۲)

(۲) ہاں عید کی نماز کے لئے خروج الی جہان سنت قدیمہ متوارثہ ہے عذر صحیح ہو تو اس سنت کا ترک قابل ملامت ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

سنت زندہ کرنے کا ثواب

(سوال) کیا اگر کوئی شخص اہیاء سنت کا مانع ہو مثلاً صورت اجتماع و خروج عید گاہ باوجود موجود ہونے عید گاہ یا وجہ و علت انتہا جمع وغیرہ کیا بانی امور مذکورہ قابل ملامت ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۷۱۷ فیروز خان صاحب (جہلم)

(جواب ۴۸۶) جو شخص اہیاء سنت سے مانع ہو وہ یقیناً قابل ملامت ہے اور جو شخص کہ کسی سنت متروکہ کو جاری کرنے اس کو شہیدوں کا ثواب ملے گا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

شر میں متعدد وجہ عید کا اجتماع

(سوال) ایک شر میں دو جگہ یا اس سے زائد عیدین کی نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۱) واحكامها احكام الاصحاح (توضیح الانصار) باب العیدین ۲/ ۱۷۶ ط (مسجد)
(۲) والحرع الى المصلیٰ وہی الحاة سنة الح فان ضعف القوم عن الحرواح امر الإمام من یصلی بهم فی المسجد (حنس کثیر) باب العیدین ص ۵۷۱ ط (سہیل اکینمی لاہور)
(۳) (بصا) (۴) من لم یسک بسنی عد فساد امتی فله آخر ماہ شہید (مشکوٰۃ) باب الاعتصام بالکتاب والسنة الفصل الثانی ص ۳۰ ط (مسجد)

المستفتی نمبر ۲۷۱۸ راجہ فیروز خاں صاحب (جہلم)

(جواب ۴۸۷) عید کی نماز آبادی سے ہر جا سر میدان میں یا عید گاہ میں لو کر ناست ماثورہ قدیرہ شہ کے اندر یا زحوں ننداروں کمزوروں کی خاطر پیدارش یا کسی اور عذر کی وجہ سے پڑھی جائے تو خیر منہا تہ نہیں ورنہ بلا عذر شہر میں عید پڑھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح بلا عذر تعدد بھی مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدولی۔

نماز عید میں سو کا حکم

(سوال) میدان کی نماز پڑھنے والوں کے ساتھ دو رکعت واجب ہے اگر پیش امام ایک تکبیر بحول جائے تو عیدہ سو کیا جائے یا نماز دہرائی جائے؟

المستفتی نمبر ۲۳۷۳ شمس المظہر شیخ معظم (دھواہ ضلع ننڈیس) ۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء (جواب ۴۸۸) عیدہ سو سے نماز ہو جائے گی۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدولی

تکبیر تشریق بلند آواز سے پڑھی جائے

(سوال) زید کہتا ہے کہ تکبیر ایام تشریق امام اور مقتدی کو بآواز بلند کن واجب ہے اور بحر کتاب کہ امام آواز سے کہے اور مقتدی آہستہ نہیں دونوں میں سے کون ٹھیک کہتا ہے؟

(جواب ۴۸۹) ایام تشریق کی تکبیریں امام اور مقتدی دونوں کو بآواز بلند کہنی چاہئیں کیونکہ بعض کے نزدیک بحر کرنا واجب ہے اور بعض کے نزدیک سنت ہے۔ والجمہر بہ واجب و قبل سنة کذا فی الفقہستانی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدولی مدرسہ امینہ دہلی

نماز عید کے بعد تکبیرات تشریق کا حکم

(المجمیعہ مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۲۸ء)

(سوال) عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد تکبیر پڑھنا مثل نماز جمعہ کے واجب ہے یا مستحب یا ممنوع؟

(جواب ۴۹۰) نماز عید کے بعد تکبیر پڑھنا جائز ہے واجب نہیں اور ناجائز بھی نہیں۔ ولا بأس بہ عقب العید لان المسلمین تواڑوہ فوجب اتعابہم و علیہ البلحیون (۱) در مختار۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

(۱) والحر ورج إليها أي الحانة لصلاة العیدة والتوضیر و شرحه باب العیدین ۱۶۹ ط سعید (و فی الشامیة إن السنة ان یخرج الإمام إلى الحانة یمتثل علیہ لیس فی المصر بالصعاء بناءً علی أن صلاة العیدین فی موضع حائرة لا تعاق و ان لم یمتثل فیه ذلك) باب العیدین ۱۶۹ ط سعید

(۲) والسهو فی صلاة العید و الجمعة والمکوبة والنظرة سواء والمختار عند المتأخرین عدمه فی الأولیس لدفع الغفلة والتوضیر و شرحه باب سجد السهو ۹۲ ط سعید

(۳) (رد المختار) باب العیدین ۱۷۸/۲ ط سعید

(۴) (باب العیدین ۱۸۰/۲ ط سعید)

شافعی امام کا دو مرتبہ نماز عید پڑھانا
(المجمیعہ مورخہ کیم اگست ۱۹۲۸ء)

(سوال) الامام الشافعی یصلی صلاة العید للأحاف أولاً. و یصلی هو ایضاً للشافعیین ثانیاً مع وسیع المسجد. بینوا وجوا
(ترجمہ) ایک شافعی امام نے عید کی نماز حنفیوں کو پڑھانی اس کے بعد اسی امام نے دوبارہ شافعیوں کو نماز پڑھانی جو دیکھ مسجد وسیع تھی (۱) ایک جہاں مت بھی ہو سکتی تھی

(جواب ۴۹۱) اذا اتمد الشافعی للحقیة فی صلوة العید حازت صلوتهم. ثم اذا اتم الشوافع فی هذه الصلاة حازت صلاتهم علی مدہم. نعم تکرار الصلاة فی مسجد واحد مکروہ عندنا وعند الشافعی رحمہ اللہ ، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(ترجمہ) جب کہ شافعی امام نے نماز عید میں حنفیوں کی امامت کی تو حنفیوں کی نماز ہو گئی اور پھر جب اسی شافعی امام نے دوبارہ شافعیوں کو عید پڑھانی تو شوافع کے مذہب کی رو سے ان کی بھی نماز ہو گئی البتہ ایک ہی مسجد میں ایک نماز کو دوبارہ جہاں مت ہمارے اور امام شافعی دونوں کے نزدیک مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ

نماز عید کے لئے قُزَّانِ مستنون نہیں
(المجمیعہ مورخہ کیم اگست ۱۹۲۸ء)

(سوال) ترمذی اور حیدر الشافعی میں جو قُزَّانِ پکاری جاتی ہے اس کا حکم حدیث و قرآن میں ہے یا نہیں؟
(جواب ۴۹۲) ترمذی عید میں کوئی قُزَّانِ مستنون نہیں ہے، محمد کفایت اللہ غفر لہ

نماز عید کے بعد مصافحہ کا حکم
(المجمیعہ مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۱) وكذا تذكره حنف، بر د س ب ق ، و زاد اس ملت و مخالف كشافعي لكن في وتر الحيران يفسر المراءى به بكرة (الدر المختار باب الامامة ۵۶۲ ط سعيدي ، وفي لسانه - " واما الاقضاء بالمخالف في الفروع كشافعي فيجوز ولم يعمم منه ما يفسد الصلاة على اعتقاد المفتي عليه الإجماع " و باب الإمامة ۵۶۳ ط سعيدي " شافعيان في الصلاة في وقتها من قبله " و في حاشيته " فترشيد في اقتداء رست " و هو جواب بما استدل به الشافعي على حوار الفرائض بالمثل " و هو ما في الصحيحين ان معاذ كان يصلي مع رسول الله سنة عشاء الاخره ثم يرجع في فريضة يصلي بهم تلك الصلاة " و باب المختار باب الامامة ۵۷۹ ط سعيدي ، و بكرة تكرر الجماعة رداً و اقامة في مسجد محلة الخ (الدر المختار باب الإمامة ۵۵۲/۱ ط سعيدي)

(۲) عن ابن حريح قال أحسرتي عطف، عن ابن عباس و حمر بن عبد الله قال لم يكن يؤذن يوم الفطر ولا يوم الاصحى نه مدالنه بعد حين عن ذلك في حبري و ابن حبري حابر بن عبد الله الانصاري أن لا أذان للصلاة يوم الفطر حين يخرج الامام ولا بعد ما يخرج ولا اقامة ولا اذان ولا شيء لانه يومه ولا اقامة و مسلم " كتاب الصلاة العيدين ۲۹۰ ط قديمي كتب حاتم كراچی)

(سوال) نماز عید کے بعد عید کا وہ میں سب انھیں ترغیب دے رہا ہوں؟
(جواب ۴۹۳) نماز عید کے بعد عید کی ترغیب دینا بہت مستحب ہے۔
(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عورتوں کا نماز عید کے لئے جانا جائز نہیں
المجمعیہ مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۳۵ء

(سوال) عورتوں کو عید کا وہ میں نماز کے لئے جانا جائز ہے یا نہیں؟
(جواب ۴۹۴) نہیں۔ ان کے جانے میں قہر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز عید شہر سے باہر پڑھنا سنت ہے
(المجمعیہ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۷ء)

(سوال) شہر سے باہر پڑھنا یعنی آخر غارہ شہر، بیرون شہر، بیرون شہر میں عید کا وہ سنت ہے یا نہیں؟
(جواب ۴۹۵) عید کی نماز تو شہر سے باہر پڑھنی افضل ہے اور جمعہ کی عید کے اندر بہتر ہے۔ شہر کے باہر
نماز شہر میں بعد پڑھنا ہے تو جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عید الفطر کے دن سویاں پکانا محض رسم ہے

(سوال) اس طرف عید الفطر کے روز رسم طور پر یہ رواج جاری ہے کہ عید نماز سویاں تھانے کے ساتھ
کھاتے کھاتے ہیں یہ کیسا ہے؟
(جواب ۴۹۶) سویاں کھانا کھانا کوئی شے عبت نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مید اور نکاح پڑھانے کی اجرت لینے والے کی امامت

(سوال) قاضی صاحبان میدان کی نماز پڑھاتے ہیں تو چندہ فقیر کے اجرت لیتے ہیں اور نکاح پڑھانے کو

(۱) نقل فی نہیں المحتار عن الملخص بہ بکروہ المضاحیة بعد اداء الصلوة بکون حال لأن الصحابة ما صلحوا بعد اداء الصلوة ولأنها من سنن الروافض الح رد المحتار کتاب الحظر وراحۃ باب الاستبراء وغيرہ ۳۸۱ ط سعید
(۲) وبکروہ حضورہ الحمداع ولو لحمعة وعبود وعط مضط ولو عجورا لیل علی المذهب المعنی بہ لعماد الرمان (التوبیر مع شرحہ باب الإمامة ۵۶۹ ط سعید)
(۳) والحجوج الیہا ای الحائزہ نضالہ بعد سہ وان وسعیہ مسجداً جامع السویر و شرحہ باب العینیں ۱۶۹/۲ ط سعید

پہلے چار روپے ٹب کرتے ہیں اور جو شخص انکار کرتا ہے انکا نہیں پڑھاتے اور خود تارک الصلوٰۃ ہیں۔
المستفتی محمود خان (میرپور)

(جواب ۴۹۷) عید کی امامت کی اجرت لینا جائز ہے انکا کی اجرت بقدر وسعت یعنی جائز ہے (مغرب نماز کو امام بنانا مکروہ ہے) محمد کفایت اللہ کان اللہ

نماز عید کے بعد تکبیر تشریق پڑھنا جائز ہے
(سوال) عید کی نماز میں پچیس رکعت بعد تکبیر تشریق پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی مولوی عبدالرؤف خان جٹن پور ضلع فیض آباد
(جواب ۴۹۸) ہاں پڑھنی جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

ساتواں باب سنن و نوافل فصل اول۔ سنت فجر

جماعت کے وقت سنت فجر کا حکم

(سوال) نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ سنت فجر بعد اقامت فرض اسی مقام پر ادا کرنا کیسا ہے صف کے برابر پڑھنا یا صف کے پیچھے مگر بغیر کسی حاجز و جائل کے پڑھنا کیسا ہے یا مقفوت انجام اور در صورت حاجز نہ ہونے کے اس مقام پر پڑھ لینا بہتر ہے یا چھوڑ دینا؟ بیوا تو جروا

(جواب ۴۹۹) عن النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اذا اقمیت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ ، (ترمذی) حضرت رسول آرمینت سے مروی ہے کہ جب نماز کی تکبیر کہی جائے پھر کوئی نماز سوائے فرض کے نہیں (پڑھنی چاہیے) اس معمول سے سنت فجر کی ممانعت بھی ثابت ہوتی ہے مگر چونکہ اس حدیث کو ابن عیینہ و حمد بن زید و حمد بن سلمہ نے ابویہ سے روایت کیا ہے اور سنت فجر اکدا اسلمن ہے اور صحابہ سے سنت فجر کا بعد اقامت فرض پڑھ لینا بھی ثابت ہے۔ وروی الطحاوی عن ابن مسعود انه دخل

(۱) (امداد الفتاویٰ ۲/۲۶۳ ط مکتبہ دار العلوم کراچی و حیر الفتاویٰ ۴/۵۸۶ ۵۸۷ ط مکتبہ الحیر جامعہ حیر المدائیس ملتان)

(۲) (فتاویٰ السوبر و یکوہ مدہ عبد اعرابی و فسق الحج باب الامامة ۱/۵۵۹ ط سعید)
(۳) (ولا یأثم بہ عقب العید لان المسلمین مواز یوہ فوجت اب عہم و علیہ التحیود ولا یصح العامة من النکر الحج (رد المحتار) باب العیدین ۲/۱۸۰ ط سعید)

(۴) (بحاری باب اذا اقمیت الصلوٰۃ لا یسکونہ ۱/۹۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

المسجد وقد اقيمت الصلوٰۃ فصلی رکعتی الفجر فی المسجد الی اسطوانة وذلك بمحضصر
 حديفة وابی موسیٰ وروی مثله عن عمر بن الخطاب وابی الدرداء وابی عیاس ذكره ابن بطل
 فی شرح البخاری عن الطحاوی و عن محمد بن كعب قال خرج عبدالله بن عمر من بينه
 فاقیعت صلوٰۃ الصبح فرکع رکعتین قبل ان یدخل المسجد ثم دخل فصلی مع الناس وذلك مع
 علمه باقامة الصلوٰۃ و مثله عن الحسن و مسروق و الشعی . انتهى کذا فی غنیة المستملی ۱ .
 پس ان وجوه ثلاثہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت فجر عموم حدیث سے مستثنیٰ ہے اس لئے فقہائے حنفیہ اس کے
 پڑھ لینے کی اجازت بعد اقامت فرض دیتے ہیں لیکن اسی مقام پر بغیر کسی حائل کے پڑھنا مکروہ ہے اور مخاط
 صف لو کرنا سخت مکروہ ہے اس لئے کہ ان صورتوں میں مخالفت جماعت . زم آتی ہے اور صحابہ کرام جن سے
 سنتوں کا پڑھنا ثابت ہے وہ اسی صورت سے ثابت ہے کہ یا تو خارج مسجد یا اسطوانہ یا ساریہ کے پیچھے پس
 انہیں صورتوں سے جائز ہوگا۔ فی غنیة المستملی ۲ . ثم السنة المؤکدة الی بکرہ خلافہا فی سنة
 الفجر و کذا فی سائر السنن هو ان لا یاتی بها مخالطاً للصف بعد شروع القوم فی الفریضة ولا
 خلف الصف فی غیر حائل وان یاتی بها اما فی بینہ و هو الا فضل او عند باب المسجد ان امکنہ
 ذلك بان کان ثمہ موضع یلیق للصلوة وان لم یمکنہ ذلك ففی المسجد الخارج ان کانوا
 یصلون فی الداخل او فی الداخل ان کانوا فی الخارج ان کان هناك مسجد ان صیفی و شتوی
 وان کان المسجد واحداً فحلف اسطوانة ونحو ذلك کالعمود و الشجرة وما اشبهها فی کونہا
 حائلاً والا تیان بها خلف الصف من غیر حائل مکروہ و مخالطاً للصف کما یفعلہ کثیر من
 الجهال اشد کراهة لما فیہ من المخالفة للجماعة . خد صہ اس عبارت کا یہ ہے کہ جب نماز فرض
 شروع ہو جائے تو سنت یہ ہے کہ سنت فجر کو مکان میں پڑھے اور افضل یہی ہے یا دروازہ مسجد پر پڑھے (یعنی
 مسجد سے باہر۔ کما صرح بہ التہستانی و سیاتی ذکرہ) اگر وہاں پر کوئی جگہ نماز کے لائق ہو اور اگر دروازہ مسجد پر
 ممکن نہ ہو تو باہر والے درجہ میں پڑھے اگر جماعت فرض اندر ہو یا اندر پڑھے اگر جماعت باہر ہو اور اگر مسجد کا
 ایک ہی درجہ ہو تو ستون کے پیچھے یا اور کسی آڑ والی چیز کے پیچھے پڑھے اور صف کے پیچھے بغیر حائل کے پڑھنا
 مکروہ ہے اور صف کے برابر مخاط صف ہو کر پڑھنا جیسا کہ اکثر جاہل کرتے ہیں سخت مکروہ ہے اس عبارت
 سے خوب معلوم ہو گیا کہ افضل مکان میں پڑھنا ہے پھر مسجد کے باہر مسجد کے دروازہ پر اگر جگہ ہو پھر باہر
 والے درجہ میں اگر جماعت اندر ہو یا اندر والے درجہ میں اگر جماعت باہر ہو پھر کسی ستون یا آڑ کے پیچھے پڑھنا
 چاہیے رہا یہ کہ اگر درجہ بھی ایک ہو اور کوئی آڑ بھی نہ ہو تو کیا کرے اس کا حکم یہ ہے کہ سنت کو چھوڑ دے
 فرض میں شریک ہو جائے۔ فی الدر المختار ۳ . بل یصلوہا عند باب المسجد ان وجد مکاناً والا

(۱) (فروع فی شرح الطحاوی ص ۲۴۲ ط سہیل اکیدمی لاہور)

(۲) (فروع ص ۳۹۶ ط سہیل اکیدمی لاہور) (۳) (ماب أدراك الفریضة ۲ ۵۶ ط سعید)

ن رکھا لان ترك المكروه مقدمه على فعل السنة وفى رد المحتار قوله عند باب المسجد اى خرج المسجد كما صرح به القيساني وقال فى العاية لانه لو صلاها فى المسجد كان متفلا فيه عند اشتغال الامام بالفريضة و هو مكروه فان لم يكن على باب المسجد موضع للصلاة يصلبها فى المسجد حذف سارية من سوارى المسجد واشد ها كراهية ان يصلبها مخالفا للصف مخالفا للجماعة والذى يلى ذلك حلف الصف من غير حائل و متله فى النهاية والمعراج قوله والا تركها قال فى الفتح و على هذا اى على كراهة صلاحها فى المسجد يصى ان لا يصلب فيه اذا لم يكن عند بابه مكان لان ترك المكروه مقدم على فعل السنة غير ان الكراهة متفاوت فان كان الامام فى الصفي فصلاته اياها فى الشتوى اخف من صلاحها فى الصيفى و عكسه واشد ما يكون كراهة ان يصلبها مخالفا للصف كما يفعله كثير من الجهلة انتهى. پس ان عبارتوں سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ اگر مسجد کے دروازہ پر جگہ نہ ہو اور مسجد میں کوئی موقع آڑکانہ ہو تو ایسی صورتوں میں سنتوں و چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ آڑنہ ہونے کی صورت میں یا تو محاذ صف نہ کر پڑتے گا اور یہ سخت مکروہ ہے یا صف کے پیچھے بغیر حائل کے پڑھے گا اور یہ بھی مکروہ ہے اور کراہت کے ساتھ لو اگر نہ سے چھوڑ دینا چاہئے۔ لان ترك المكروه مقدم على فعل السنة واللہ اعلم بالصواب كعبه العبد الضعيف الراحى رحمة مولاه محمد كفايت الله اوصله الله غاية ما يتمناه

حرر الاربع خلون من شوال المکرم ۱۳۱۹ھ

بواب صحیح درست ہے۔ سنت فخر مودہ ہے۔ حتی الامکان مطابق سنت ادا کرے۔ فی النہایۃ اما انہ یصلی فی المسجد وان قامب الجماعة فلان سنة الفجر اکدها قال النبی ﷺ صلوهما وان طرد نکم الخیل واما عند باب المسجد فلان الاشتغال بالفل عند اشتغال الامام مکروه واللہ اعلم و حکیمہ احکم کنہ و صدقہ محمد اعظم غفرلہ اللہ ما احرم

۲۰ شوال ۱۳۱۹ھ فی بلدہ شاہ جاناپور۔ البواب صواب جید اتحق عنی عند۔

الجواب صحیح محمد ریاست علی خاں

جماعت ہو رہی ہو تو سنتیں کمال پڑھی جائیں

(سوال) فجر کی سنت اگر جماعت ہو رہی ہو تو انگ ہو کر پڑھنی چاہئیں یا جماعت میں شامل ہو جا چاہیے اگر نہ جائیں تو جماعت کے بعد ہی پڑھ لی جائیں یا سورج نکلنے پر پڑھی جائیں یا بالکل نہ پڑھی جائیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۹ شباز خاں سب انسپکٹر پولیس۔

۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۳ء

(جواب ۵۰۰) فجر کی سنتیں جماعت نہ ہو جانے کے بعد صحیحہ مقام میں جا کر پڑھی جائیں اور صحیحہ

کوئی جگہ نہ ہو تو جماعت میں شریک ہو جانا چاہیے اور جماعت کے بعد آفتاب نکلنے سے پہلے نہیں پڑھنا چاہیے آفتاب نکلنے کے بعد پڑھ لی جائے تو بہتر ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

جماعت شروع ہونے کے بعد آنے والے کے لئے سنت فجر کا حکم

(سوال) ایک شخص بوقت فجر مسجد میں آتا ہے اور آگے جماعت ہو رہی ہے اب وہ پہلے سنتیں پڑھ کرے یا جماعت میں شریک ہو جائے؟ المستفتی ۳۱۱ سید محبوب حسن (نرائن گدھ ضلع انبالہ)

۲۶ جمادی الثانیہ ۱۳۵۳ھ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۵۰۱) فجر کی جماعت شروع ہونے کے بعد کسی علیحدہ جگہ میں سنتیں پڑھ کرے گا اتنا موقع مل جائے کہ سنت پڑھ کرے فرض ایک رکعت مل سکے تو سنتیں پڑھ کرے جماعت میں شریک ہو اور اگر کوئی علیحدہ جگہ میسر نہ ہو یا ایک رکعت فرض ملنے کی امید نہ ہو تو جماعت میں شریک ہو جائے اور جماعت کے بعد سورج نکلنے سے پہلے سنتیں نہ پڑھے سورج نکلنے کے بعد چاہے تو پڑھ لے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

سنت فجر رہ جائیں تو کب پڑھی جائیں

(سوال) زیر کتابت ہے کہ اگر فجر کی سنتیں قضاء ہو جائیں تو بعد لائے فرض سنتیں پڑھ لے کوئی حرج نہیں بحرکت ہے کہ طلع آفتاب سے قبل بہتر سنتیں پڑھیں کر سکتا ہے پڑھ لے گا تو گناہ گار ہوگا کس کا قول صحیح ہے؟

المستفتی نمبر ۵۴۴ فتیہ احمد (سندر) ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۰۲) فرض فجر پڑھنے کے بعد طلع آفتاب سے پہلے سنتیں پڑھنا ممنوع ہے طلع آفتاب کے بعد پڑھی جائیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ

بوقت جماعت آنے والوں کے لئے سنتوں کا حکم

(سوال) صبح کی جماعت ختم ہونے کے بعد ایک شخص مسجد میں داخل ہوا جس نے صبح کی سنتیں نہیں

۱۔ بل یصلیہا عند باب المسجد ان وجد مکاناً ولا ترکھا لأن ترکہ مکروہ مقدم علی فعل السنة الخ و فی لیس فی عند باب المسجد ی حرج المسجد کف صرح به القسیمی وقال فی العیابة ولأنه لو صلاھا فی المسجد الخ (باب إدراك الفریضة ۲، ۵۶ ط سعید)

۲۔ انما إذا دلت وحدها فلا تقصی قبل طلوع الشمس بالاحداع (رد المحتار) باب إدراك الفریضة ۲، ۵۷ ط سعید

۳۔ بل یصلیہا عند باب المسجد ان وجد مکاناً ولا ترکھا الخ (رد المحتار) باب إدراك الفریضة ۲، ۵۶ ط سعید و لو صلاھا بعد صلاة فجر الخ (رد المحتار) کتاب الصلاة ۱، ۳۷۵ ط سعید

۴۔ انما إذا دلت وحدها فلا تقصی قبل طلوع الشمس بالاحداع (رد المحتار) باب إدراك الفریضة ۲، ۵۷ ط سعید

پڑھی تھیں اب یہ شخص جماعت میں بغیر سنت پڑھے شریک ہو جائے یا سنت پڑھ کر؟

المستفتی نمبر ۹۶۱ رحمت علی (دہلی) ۸ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۳۰ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۰۳) فجر کی سنتیں فرض نماز شروع ہو جانے کے بعد ان شرائط کے ساتھ ادا کی جاسکتی ہیں

(۱) سنتیں ادا کرنے کے بعد جماعت میں شریک ہو کر ایک رکعت ٹٹنے کی قوی امید ہو۔

(۲) مسجد میں جماعت کے مقام پر سنتیں نہ پڑھی جائیں (۳) مسجد سے خارج کسی دالان میں یا حجرہ میں یا

روانہ کے باہر کسی جگہ میں ادا کی جائیں (۴) مسجد میں ادا کی جائیں تو جماعت سے آڑ کی جگہ ہو۔ اگر ان

شرطوں میں سے کوئی ایک شرط بھی پوری نہ ہو تو سنتیں چھوڑ کر فرضوں میں شریک ہو جانا چاہئے، فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

فجر کی سنتیں رو جائیں تو سورج نکلنے کے بعد پڑھی جائیں؟

(سوال) عن ابن عباس قال سمعت غیر واحد من اصحاب النبی ﷺ منہم عمر بن الخطاب

وكان من احبہم الی ان رسول اللہ ﷺ نہی عن الصلوة بعد الفجر حتی تطلع الشمس و عن

الصلوة بعد العصر حتی تعرب الشمس، ترمذی ۱۰۰ ص ۲۵ تہذیبی دہلی۔

صبح کی سنتیں آ رہ جائیں تو یا فرض سے فارغ ہو کر سورج نکلنے سے پہلے پڑھی جاسکتی ہیں، من

وہ روزانہ اس میں تہذیب ہیں حالانکہ یہ بالکل واضح حدیث موجود ہے یہ بھی جناب شی واضح فرمادیں۔

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۵۰۴) صبح کی سنتیں اگر فرض سے پہلے نہ پڑھی جائیں تو پھر آفتاب نکلنے کے بعد پڑھی جائیں

فرض کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے پڑھنا حنفیہ کے نزدیک اسی حدیث کی وجہ سے جو آپ نے نقل کی ہے

منع ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

فصل دوم۔ احکام سنن ونوافل

بوقت جماعت آنے والوں کے لئے سنتوں کا حکم

(انجمیہ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

۱، ۱۰، ۱۵، ۲۰، ۲۵، ۳۰، ۳۵، ۴۰، ۴۵، ۵۰، ۵۵، ۶۰، ۶۵، ۷۰، ۷۵، ۸۰، ۸۵، ۹۰، ۹۵، ۱۰۰، ۱۰۵، ۱۱۰، ۱۱۵، ۱۲۰، ۱۲۵، ۱۳۰، ۱۳۵، ۱۴۰، ۱۴۵، ۱۵۰، ۱۵۵، ۱۶۰، ۱۶۵، ۱۷۰، ۱۷۵، ۱۸۰، ۱۸۵، ۱۹۰، ۱۹۵، ۲۰۰، ۲۰۵، ۲۱۰، ۲۱۵، ۲۲۰، ۲۲۵، ۲۳۰، ۲۳۵، ۲۴۰، ۲۴۵، ۲۵۰، ۲۵۵، ۲۶۰، ۲۶۵، ۲۷۰، ۲۷۵، ۲۸۰، ۲۸۵، ۲۹۰، ۲۹۵، ۳۰۰، ۳۰۵، ۳۱۰، ۳۱۵، ۳۲۰، ۳۲۵، ۳۳۰، ۳۳۵، ۳۴۰، ۳۴۵، ۳۵۰، ۳۵۵، ۳۶۰، ۳۶۵، ۳۷۰، ۳۷۵، ۳۸۰، ۳۸۵، ۳۹۰، ۳۹۵، ۴۰۰، ۴۰۵، ۴۱۰، ۴۱۵، ۴۲۰، ۴۲۵، ۴۳۰، ۴۳۵، ۴۴۰، ۴۴۵، ۴۵۰، ۴۵۵، ۴۶۰، ۴۶۵، ۴۷۰، ۴۷۵، ۴۸۰، ۴۸۵، ۴۹۰، ۴۹۵، ۵۰۰، ۵۰۵، ۵۱۰، ۵۱۵، ۵۲۰، ۵۲۵، ۵۳۰، ۵۳۵، ۵۴۰، ۵۴۵، ۵۵۰، ۵۵۵، ۵۶۰، ۵۶۵، ۵۷۰، ۵۷۵، ۵۸۰، ۵۸۵، ۵۹۰، ۵۹۵، ۶۰۰، ۶۰۵، ۶۱۰، ۶۱۵، ۶۲۰، ۶۲۵، ۶۳۰، ۶۳۵، ۶۴۰، ۶۴۵، ۶۵۰، ۶۵۵، ۶۶۰، ۶۶۵، ۶۷۰، ۶۷۵، ۶۸۰، ۶۸۵، ۶۹۰، ۶۹۵، ۷۰۰، ۷۰۵، ۷۱۰، ۷۱۵، ۷۲۰، ۷۲۵، ۷۳۰، ۷۳۵، ۷۴۰، ۷۴۵، ۷۵۰، ۷۵۵، ۷۶۰، ۷۶۵، ۷۷۰، ۷۷۵، ۷۸۰، ۷۸۵، ۷۹۰، ۷۹۵، ۸۰۰، ۸۰۵، ۸۱۰، ۸۱۵، ۸۲۰، ۸۲۵، ۸۳۰، ۸۳۵، ۸۴۰، ۸۴۵، ۸۵۰، ۸۵۵، ۸۶۰، ۸۶۵، ۸۷۰، ۸۷۵، ۸۸۰، ۸۸۵، ۸۹۰، ۸۹۵، ۹۰۰، ۹۰۵، ۹۱۰، ۹۱۵، ۹۲۰، ۹۲۵، ۹۳۰، ۹۳۵، ۹۴۰، ۹۴۵، ۹۵۰، ۹۵۵، ۹۶۰، ۹۶۵، ۹۷۰، ۹۷۵، ۹۸۰، ۹۸۵، ۹۹۰، ۹۹۵، ۱۰۰۰، ۱۰۰۵، ۱۰۱۰، ۱۰۱۵، ۱۰۲۰، ۱۰۲۵، ۱۰۳۰، ۱۰۳۵، ۱۰۴۰، ۱۰۴۵، ۱۰۵۰، ۱۰۵۵، ۱۰۶۰، ۱۰۶۵، ۱۰۷۰، ۱۰۷۵، ۱۰۸۰، ۱۰۸۵، ۱۰۹۰، ۱۰۹۵، ۱۱۰۰، ۱۱۰۵، ۱۱۱۰، ۱۱۱۵، ۱۱۲۰، ۱۱۲۵، ۱۱۳۰، ۱۱۳۵، ۱۱۴۰، ۱۱۴۵، ۱۱۵۰، ۱۱۵۵، ۱۱۶۰، ۱۱۶۵، ۱۱۷۰، ۱۱۷۵، ۱۱۸۰، ۱۱۸۵، ۱۱۹۰، ۱۱۹۵، ۱۲۰۰، ۱۲۰۵، ۱۲۱۰، ۱۲۱۵، ۱۲۲۰، ۱۲۲۵، ۱۲۳۰، ۱۲۳۵، ۱۲۴۰، ۱۲۴۵، ۱۲۵۰، ۱۲۵۵، ۱۲۶۰، ۱۲۶۵، ۱۲۷۰، ۱۲۷۵، ۱۲۸۰، ۱۲۸۵، ۱۲۹۰، ۱۲۹۵، ۱۳۰۰، ۱۳۰۵، ۱۳۱۰، ۱۳۱۵، ۱۳۲۰، ۱۳۲۵، ۱۳۳۰، ۱۳۳۵، ۱۳۴۰، ۱۳۴۵، ۱۳۵۰، ۱۳۵۵، ۱۳۶۰، ۱۳۶۵، ۱۳۷۰، ۱۳۷۵، ۱۳۸۰، ۱۳۸۵، ۱۳۹۰، ۱۳۹۵، ۱۴۰۰، ۱۴۰۵، ۱۴۱۰، ۱۴۱۵، ۱۴۲۰، ۱۴۲۵، ۱۴۳۰، ۱۴۳۵، ۱۴۴۰، ۱۴۴۵، ۱۴۵۰، ۱۴۵۵، ۱۴۶۰، ۱۴۶۵، ۱۴۷۰، ۱۴۷۵، ۱۴۸۰، ۱۴۸۵، ۱۴۹۰، ۱۴۹۵، ۱۵۰۰، ۱۵۰۵، ۱۵۱۰، ۱۵۱۵، ۱۵۲۰، ۱۵۲۵، ۱۵۳۰، ۱۵۳۵، ۱۵۴۰، ۱۵۴۵، ۱۵۵۰، ۱۵۵۵، ۱۵۶۰، ۱۵۶۵، ۱۵۷۰، ۱۵۷۵، ۱۵۸۰، ۱۵۸۵، ۱۵۹۰، ۱۵۹۵، ۱۶۰۰، ۱۶۰۵، ۱۶۱۰، ۱۶۱۵، ۱۶۲۰، ۱۶۲۵، ۱۶۳۰، ۱۶۳۵، ۱۶۴۰، ۱۶۴۵، ۱۶۵۰، ۱۶۵۵، ۱۶۶۰، ۱۶۶۵، ۱۶۷۰، ۱۶۷۵، ۱۶۸۰، ۱۶۸۵، ۱۶۹۰، ۱۶۹۵، ۱۷۰۰، ۱۷۰۵، ۱۷۱۰، ۱۷۱۵، ۱۷۲۰، ۱۷۲۵، ۱۷۳۰، ۱۷۳۵، ۱۷۴۰، ۱۷۴۵، ۱۷۵۰، ۱۷۵۵، ۱۷۶۰، ۱۷۶۵، ۱۷۷۰، ۱۷۷۵، ۱۷۸۰، ۱۷۸۵، ۱۷۹۰، ۱۷۹۵، ۱۸۰۰، ۱۸۰۵، ۱۸۱۰، ۱۸۱۵، ۱۸۲۰، ۱۸۲۵، ۱۸۳۰، ۱۸۳۵، ۱۸۴۰، ۱۸۴۵، ۱۸۵۰، ۱۸۵۵، ۱۸۶۰، ۱۸۶۵، ۱۸۷۰، ۱۸۷۵، ۱۸۸۰، ۱۸۸۵، ۱۸۹۰، ۱۸۹۵، ۱۹۰۰، ۱۹۰۵، ۱۹۱۰، ۱۹۱۵، ۱۹۲۰، ۱۹۲۵، ۱۹۳۰، ۱۹۳۵، ۱۹۴۰، ۱۹۴۵، ۱۹۵۰، ۱۹۵۵، ۱۹۶۰، ۱۹۶۵، ۱۹۷۰، ۱۹۷۵، ۱۹۸۰، ۱۹۸۵، ۱۹۹۰، ۱۹۹۵، ۲۰۰۰، ۲۰۰۵، ۲۰۱۰، ۲۰۱۵، ۲۰۲۰، ۲۰۲۵، ۲۰۳۰، ۲۰۳۵، ۲۰۴۰، ۲۰۴۵، ۲۰۵۰، ۲۰۵۵، ۲۰۶۰، ۲۰۶۵، ۲۰۷۰، ۲۰۷۵، ۲۰۸۰، ۲۰۸۵، ۲۰۹۰، ۲۰۹۵، ۲۱۰۰، ۲۱۰۵، ۲۱۱۰، ۲۱۱۵، ۲۱۲۰، ۲۱۲۵، ۲۱۳۰، ۲۱۳۵، ۲۱۴۰، ۲۱۴۵، ۲۱۵۰، ۲۱۵۵، ۲۱۶۰، ۲۱۶۵، ۲۱۷۰، ۲۱۷۵، ۲۱۸۰، ۲۱۸۵، ۲۱۹۰، ۲۱۹۵، ۲۲۰۰، ۲۲۰۵، ۲۲۱۰، ۲۲۱۵، ۲۲۲۰، ۲۲۲۵، ۲۲۳۰، ۲۲۳۵، ۲۲۴۰، ۲۲۴۵، ۲۲۵۰، ۲۲۵۵، ۲۲۶۰، ۲۲۶۵، ۲۲۷۰، ۲۲۷۵، ۲۲۸۰، ۲۲۸۵، ۲۲۹۰، ۲۲۹۵، ۲۳۰۰، ۲۳۰۵، ۲۳۱۰، ۲۳۱۵، ۲۳۲۰، ۲۳۲۵، ۲۳۳۰، ۲۳۳۵، ۲۳۴۰، ۲۳۴۵، ۲۳۵۰، ۲۳۵۵، ۲۳۶۰، ۲۳۶۵، ۲۳۷۰، ۲۳۷۵، ۲۳۸۰، ۲۳۸۵، ۲۳۹۰، ۲۳۹۵، ۲۴۰۰، ۲۴۰۵، ۲۴۱۰، ۲۴۱۵، ۲۴۲۰، ۲۴۲۵، ۲۴۳۰، ۲۴۳۵، ۲۴۴۰، ۲۴۴۵، ۲۴۵۰، ۲۴۵۵، ۲۴۶۰، ۲۴۶۵، ۲۴۷۰، ۲۴۷۵، ۲۴۸۰، ۲۴۸۵، ۲۴۹۰، ۲۴۹۵، ۲۵۰۰، ۲۵۰۵، ۲۵۱۰، ۲۵۱۵، ۲۵۲۰، ۲۵۲۵، ۲۵۳۰، ۲۵۳۵، ۲۵۴۰، ۲۵۴۵، ۲۵۵۰، ۲۵۵۵، ۲۵۶۰، ۲۵۶۵، ۲۵۷۰، ۲۵۷۵، ۲۵۸۰، ۲۵۸۵، ۲۵۹۰، ۲۵۹۵، ۲۶۰۰، ۲۶۰۵، ۲۶۱۰، ۲۶۱۵، ۲۶۲۰، ۲۶۲۵، ۲۶۳۰، ۲۶۳۵، ۲۶۴۰، ۲۶۴۵، ۲۶۵۰، ۲۶۵۵، ۲۶۶۰، ۲۶۶۵، ۲۶۷۰، ۲۶۷۵، ۲۶۸۰، ۲۶۸۵، ۲۶۹۰، ۲۶۹۵، ۲۷۰۰، ۲۷۰۵، ۲۷۱۰، ۲۷۱۵، ۲۷۲۰، ۲۷۲۵، ۲۷۳۰، ۲۷۳۵، ۲۷۴۰، ۲۷۴۵، ۲۷۵۰، ۲۷۵۵، ۲۷۶۰، ۲۷۶۵، ۲۷۷۰، ۲۷۷۵، ۲۷۸۰، ۲۷۸۵، ۲۷۹۰، ۲۷۹۵، ۲۸۰۰، ۲۸۰۵، ۲۸۱۰، ۲۸۱۵، ۲۸۲۰، ۲۸۲۵، ۲۸۳۰، ۲۸۳۵، ۲۸۴۰، ۲۸۴۵، ۲۸۵۰، ۲۸۵۵، ۲۸۶۰، ۲۸۶۵، ۲۸۷۰، ۲۸۷۵، ۲۸۸۰، ۲۸۸۵، ۲۸۹۰، ۲۸۹۵، ۲۹۰۰، ۲۹۰۵، ۲۹۱۰، ۲۹۱۵، ۲۹۲۰، ۲۹۲۵، ۲۹۳۰، ۲۹۳۵، ۲۹۴۰، ۲۹۴۵، ۲۹۵۰، ۲۹۵۵، ۲۹۶۰، ۲۹۶۵، ۲۹۷۰، ۲۹۷۵، ۲۹۸۰، ۲۹۸۵، ۲۹۹۰، ۲۹۹۵، ۳۰۰۰، ۳۰۰۵، ۳۰۱۰، ۳۰۱۵، ۳۰۲۰، ۳۰۲۵، ۳۰۳۰، ۳۰۳۵، ۳۰۴۰، ۳۰۴۵، ۳۰۵۰، ۳۰۵۵، ۳۰۶۰، ۳۰۶۵، ۳۰۷۰، ۳۰۷۵، ۳۰۸۰، ۳۰۸۵، ۳۰۹۰، ۳۰۹۵، ۳۱۰۰، ۳۱۰۵، ۳۱۱۰، ۳۱۱۵، ۳۱۲۰، ۳۱۲۵، ۳۱۳۰، ۳۱۳۵، ۳۱۴۰، ۳۱۴۵، ۳۱۵۰، ۳۱۵۵، ۳۱۶۰، ۳۱۶۵، ۳۱۷۰، ۳۱۷۵، ۳۱۸۰، ۳۱۸۵، ۳۱۹۰، ۳۱۹۵، ۳۲۰۰، ۳۲۰۵، ۳۲۱۰، ۳۲۱۵، ۳۲۲۰، ۳۲۲۵، ۳۲۳۰، ۳۲۳۵، ۳۲۴۰، ۳۲۴۵، ۳۲۵۰، ۳۲۵۵، ۳۲۶۰، ۳۲۶۵، ۳۲۷۰، ۳۲۷۵، ۳۲۸۰، ۳۲۸۵، ۳۲۹۰، ۳۲۹۵، ۳۳۰۰، ۳۳۰۵، ۳۳۱۰، ۳۳۱۵، ۳۳۲۰، ۳۳۲۵، ۳۳۳۰، ۳۳۳۵، ۳۳۴۰، ۳۳۴۵، ۳۳۵۰، ۳۳۵۵، ۳۳۶۰، ۳۳۶۵، ۳۳۷۰، ۳۳۷۵، ۳۳۸۰، ۳۳۸۵، ۳۳۹۰، ۳۳۹۵، ۳۴۰۰، ۳۴۰۵، ۳۴۱۰، ۳۴۱۵، ۳۴۲۰، ۳۴۲۵، ۳۴۳۰، ۳۴۳۵، ۳۴۴۰، ۳۴۴۵، ۳۴۵۰، ۳۴۵۵، ۳۴۶۰، ۳۴۶۵، ۳۴۷۰، ۳۴۷۵، ۳۴۸۰، ۳۴۸۵، ۳۴۹۰، ۳۴۹۵، ۳۵۰۰، ۳۵۰۵، ۳۵۱۰، ۳۵۱۵، ۳۵۲۰، ۳۵۲۵، ۳۵۳۰، ۳۵۳۵، ۳۵۴۰، ۳۵۴۵، ۳۵۵۰، ۳۵۵۵، ۳۵۶۰، ۳۵۶۵، ۳۵۷۰، ۳۵۷۵، ۳۵۸۰، ۳۵۸۵، ۳۵۹۰، ۳۵۹۵، ۳۶۰۰، ۳۶۰۵، ۳۶۱۰، ۳۶۱۵، ۳۶۲۰، ۳۶۲۵، ۳۶۳۰، ۳۶۳۵، ۳۶۴۰، ۳۶۴۵، ۳۶۵۰، ۳۶۵۵، ۳۶۶۰، ۳۶۶۵، ۳۶۷۰، ۳۶۷۵، ۳۶۸۰، ۳۶۸۵، ۳۶۹۰، ۳۶۹۵، ۳۷۰۰، ۳۷۰۵، ۳۷۱۰، ۳۷۱۵، ۳۷۲۰، ۳۷۲۵، ۳۷۳۰، ۳۷۳۵، ۳۷۴۰، ۳۷۴۵، ۳۷۵۰، ۳۷۵۵، ۳۷۶۰، ۳۷۶۵، ۳۷۷۰، ۳۷۷۵، ۳۷۸۰، ۳۷۸۵، ۳۷۹۰، ۳۷۹۵، ۳۸۰۰، ۳۸۰۵، ۳۸۱۰، ۳۸۱۵، ۳۸۲۰، ۳۸۲۵، ۳۸۳۰، ۳۸۳۵، ۳۸۴۰، ۳۸۴۵، ۳۸۵۰، ۳۸۵۵، ۳۸۶۰، ۳۸۶۵، ۳۸۷۰، ۳۸۷۵، ۳۸۸۰، ۳۸۸۵، ۳۸۹۰، ۳۸۹۵، ۳۹۰۰، ۳۹۰۵، ۳۹۱۰، ۳۹۱۵، ۳۹۲۰، ۳۹۲۵، ۳۹۳۰، ۳۹۳۵، ۳۹۴۰، ۳۹۴۵، ۳۹۵۰، ۳۹۵۵، ۳۹۶۰، ۳۹۶۵، ۳۹۷۰، ۳۹۷۵، ۳۹۸۰، ۳۹۸۵، ۳۹۹۰، ۳۹۹۵، ۴۰۰۰، ۴۰۰۵، ۴۰۱۰، ۴۰۱۵، ۴۰۲۰، ۴۰۲۵، ۴۰۳۰، ۴۰۳۵، ۴۰۴۰، ۴۰۴۵، ۴۰۵۰، ۴۰۵۵، ۴۰۶۰، ۴۰۶۵، ۴۰۷۰، ۴۰۷۵، ۴۰۸۰، ۴۰۸۵، ۴۰۹۰، ۴۰۹۵، ۴۱۰۰، ۴۱۰۵، ۴۱۱۰، ۴۱۱۵، ۴۱۲۰، ۴۱۲۵، ۴۱۳۰، ۴۱۳۵، ۴۱۴۰، ۴۱۴۵، ۴۱۵۰، ۴۱۵۵، ۴۱۶۰، ۴۱۶۵، ۴۱۷۰، ۴۱۷۵، ۴۱۸۰، ۴۱۸۵، ۴۱۹۰، ۴۱۹۵، ۴۲۰۰، ۴۲۰۵، ۴۲۱۰، ۴۲۱۵، ۴۲۲۰، ۴۲۲۵، ۴۲۳۰، ۴۲۳۵، ۴۲۴۰، ۴۲۴۵، ۴۲۵۰، ۴۲۵۵، ۴۲۶۰، ۴۲۶۵، ۴۲۷۰، ۴۲۷۵، ۴۲۸۰، ۴۲۸۵، ۴۲۹۰، ۴۲۹۵، ۴۳۰۰، ۴۳۰۵، ۴۳۱۰، ۴۳۱۵، ۴۳۲۰، ۴۳۲۵، ۴۳۳۰، ۴۳۳۵، ۴۳۴۰، ۴۳۴۵، ۴۳۵۰، ۴۳۵۵، ۴۳۶۰، ۴۳۶۵، ۴۳۷۰، ۴۳۷۵، ۴۳۸۰، ۴۳۸۵، ۴۳۹۰، ۴۳۹۵، ۴۴۰۰، ۴۴۰۵، ۴۴۱۰، ۴۴۱۵، ۴۴۲۰، ۴۴۲۵، ۴۴۳۰، ۴۴۳۵، ۴۴۴۰، ۴۴۴۵، ۴۴۵۰، ۴۴۵۵، ۴۴۶۰، ۴۴۶۵، ۴۴۷۰، ۴۴۷۵، ۴۴۸۰، ۴۴۸۵، ۴۴۹۰، ۴۴۹۵، ۴۵۰۰، ۴۵۰۵، ۴۵۱۰، ۴۵۱۵، ۴۵۲۰، ۴۵۲۵، ۴۵۳۰، ۴۵۳۵، ۴۵۴۰، ۴۵۴۵، ۴۵۵۰، ۴۵۵۵، ۴۵۶۰، ۴۵۶۵، ۴۵۷۰، ۴۵۷۵، ۴۵۸۰، ۴۵۸۵، ۴۵۹۰، ۴۵۹۵، ۴۶۰۰، ۴۶۰۵، ۴۶۱۰، ۴۶۱۵، ۴۶۲۰، ۴۶۲۵، ۴۶۳۰، ۴۶۳۵، ۴۶۴۰، ۴۶۴۵، ۴۶۵۰، ۴۶۵۵، ۴۶۶۰، ۴۶۶۵، ۴۶۷۰، ۴۶۷۵، ۴۶۸۰، ۴۶۸۵، ۴۶۹۰، ۴۶۹۵، ۴۷۰۰، ۴۷۰۵، ۴۷۱۰، ۴۷۱۵، ۴۷۲۰، ۴۷۲۵، ۴۷۳۰، ۴۷۳۵، ۴۷۴۰، ۴۷۴۵، ۴۷۵۰، ۴۷۵۵، ۴۷۶۰، ۴۷۶۵، ۴۷۷۰، ۴۷۷۵، ۴۷۸۰، ۴۷۸۵، ۴۷۹۰، ۴۷۹۵، ۴۸۰۰، ۴۸۰۵، ۴۸۱۰، ۴۸۱۵، ۴۸۲۰، ۴۸۲۵، ۴۸۳۰، ۴۸۳۵، ۴۸۴۰، ۴۸۴۵، ۴۸۵۰، ۴۸۵۵، ۴۸۶۰، ۴۸۶۵، ۴۸۷۰، ۴۸۷۵، ۴۸۸۰، ۴۸۸۵، ۴۸۹۰، ۴۸۹۵، ۴۹۰۰، ۴۹۰۵، ۴۹۱۰، ۴۹۱۵، ۴۹۲۰، ۴۹۲۵، ۴۹۳۰، ۴۹۳۵، ۴۹۴۰، ۴۹۴۵، ۴۹۵۰، ۴۹۵۵، ۴۹۶۰، ۴۹۶۵، ۴۹۷۰، ۴۹۷۵، ۴۹۸۰، ۴۹۸۵، ۴۹۹۰، ۴۹۹۵، ۵۰۰۰، ۵۰۰۵، ۵۰۱۰، ۵۰۱۵، ۵۰۲۰، ۵۰۲۵، ۵۰۳۰، ۵۰۳۵، ۵۰۴۰، ۵۰۴۵، ۵۰۵۰، ۵۰۵۵، ۵۰۶۰، ۵۰۶۵، ۵۰۷۰، ۵۰۷۵، ۵۰۸۰، ۵۰۸۵، ۵۰۹۰، ۵۰۹۵، ۵۱۰۰، ۵۱۰۵، ۵۱۱۰، ۵۱۱۵، ۵۱۲۰، ۵۱۲۵، ۵۱۳۰، ۵۱۳۵، ۵۱۴۰، ۵۱۴۵، ۵۱۵۰، ۵۱۵۵، ۵۱۶۰، ۵۱۶۵، ۵۱۷۰، ۵۱۷۵، ۵۱۸۰، ۵۱۸۵، ۵۱۹۰، ۵۱۹۵، ۵۲۰۰، ۵۲۰۵، ۵۲۱۰، ۵۲۱۵، ۵۲۲۰، ۵۲۲۵، ۵۲۳۰، ۵۲۳۵، ۵۲۴۰، ۵۲۴۵، ۵۲۵۰، ۵۲۵۵، ۵۲۶۰، ۵۲۶۵، ۵۲۷۰، ۵۲۷۵، ۵۲۸۰، ۵۲۸۵، ۵۲۹۰، ۵۲۹۵، ۵۳۰۰، ۵۳۰۵، ۵۳۱۰، ۵۳۱۵، ۵۳۲۰، ۵۳۲۵، ۵۳۳۰، ۵۳۳۵، ۵۳۴۰، ۵۳۴۵، ۵۳۵۰، ۵۳۵۵، ۵۳۶۰، ۵۳۶۵، ۵۳۷۰، ۵۳۷۵، ۵۳۸۰، ۵۳۸۵، ۵۳۹۰، ۵۳۹۵، ۵۴۰۰، ۵۴۰۵، ۵۴۱۰، ۵۴۱۵، ۵۴۲۰، ۵۴۲۵، ۵۴۳۰، ۵۴۳۵، ۵۴۴۰، ۵۴۴۵، ۵۴۵۰، ۵۴۵۵، ۵۴۶۰، ۵۴۶۵، ۵۴۷۰، ۵۴۷۵، ۵۴۸۰، ۵۴۸۵، ۵۴۹۰، ۵۴۹۵، ۵۵۰۰، ۵۵۰۵، ۵۵۱۰، ۵۵۱۵، ۵۵۲۰، ۵۵۲۵، ۵۵۳۰، ۵۵۳۵، ۵۵۴۰، ۵۵۴۵، ۵۵۵۰، ۵۵۵۵، ۵۵۶۰، ۵۵۶۵، ۵۵۷۰، ۵۵۷۵، ۵۵۸۰، ۵۵۸۵، ۵۵۹۰، ۵۵۹۵، ۵۶۰۰، ۵۶۰۵، ۵۶۱۰، ۵۶۱۵، ۵۶۲۰، ۵۶۲۵، ۵۶۳۰، ۵۶۳۵، ۵۶۴۰، ۵۶۴۵، ۵۶۵

(سوال) نماز فجر کی جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد ایک شخص مسجد میں داخل ہوا جس نے سنتیں نہیں پڑھی تھیں اب وہ بغیر سنتیں پڑھے جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۰۵) فجر کی سنتیں فرض نماز شروع ہو جانے کے بعد ان شرائط کے ساتھ ادا کی جاسکتی ہیں :-

(۱) سنتیں ادا کرنے کے بعد جماعت میں شریک ہو کر ایک رکعت ملنے کی قوی امید ہو (۲) مسجد میں جماعت کے مقام پر سنتیں نہ پڑھی جائیں۔ (۳) مسجد سے خارج کسی دالان یا حجرے میں یا دروازے کے باہر کسی جگہ ادا کی جائیں۔ (۴) مسجد میں ادا کی جائیں تو جماعت سے آڑ کی جگہ ہو اگر ان شرطوں میں سے کوئی ایسی شرط بھی پوری نہ ہو تو پھر سنتیں چھوڑ کر فرضوں میں شریک ہو جانا چاہئے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سلام کے بعد امام کے لئے محراب سے ہٹ کر سنتیں پڑھنا مستحب ہے

(سوال) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ منقول از الجواب التین مصنفہ مولانا سید اصغر حسین صاحب مطبوعہ احمدی پریس ص ۱۹ حدیث لولہ پر برہنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ جب فرض کے بعد سنت و نفل پڑھو تو ذرا آگے پیچھے یا دائیں بائیں کو ہٹ جاؤ (یو ڈو وائٹ ماچ) حدیث دوم حضرت طلحہؓ نے فرمایا کہ مسنون ہے یہ کہ امام نفس و سنت نہ پڑھے جب تک کہ اپنی جگہ سے ہٹ نہ جائے (لن ائی شیعہ ولیہ او ذواؤذ مغیرہ مقطعا) سوال یہ ہے کہ کیا احادیث مذکورہ سے بعد فرضوں کے جگہ بدل کر سنت و نفل پڑھنا مسنون ہے اور یہ مسجد کے لئے ہے یا گھر میں نماز پڑھنے والوں کے لئے بھی ہے؟

(جواب ۵۰۶) فرض کی جگہ سے علیحدہ ہو کر سنن و نوافل پڑھنے کا انتخاب اس بناء پر ہے کہ نماز پڑھنے والے کے لئے دو مقام گولہ بن جائیں یا فرائض و نوافل میں امتیاز ہو جائے اور اس بناء پر یہ انتخاب مسجد کے ساتھ خاص نہیں بلکہ مکان و مسجد دونوں میں پایا جائے گا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سنن و نوافل گھر میں پڑھنا مسنون ہے

(سوال) مافر لکم رحمکم اللہ کہ یہاں دو فرقہ ہو گیا ہے۔ ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ فرضوں کے بعد سنتوں کی تاخیر اللہ انت السلام و منک السلام الخ اس کے برابر کوئی دعا سے زائد مکروہ ہے۔ دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ حدیث سے جو دعائیں اور اذکار ثابت ہیں ان کا بعد فرضوں کے پڑھنا سنت ہے چاہے طویل ہو اور

(۱) واداء حاف فوت رکعتی الفجر لا شعاله مستحباً ترکھا لکون الجماعة اکمل والايمان رجا اذراك رکعة فی طاهر المذهب لا ینکر کمال ینصليها عبد باب المسجد إن وحد مکاناً والا ترکھا لأن ترکها مکروه مقدم علی فعل السنة (الفتاویٰ مع شرحه باب اذراك الفريضة ۵۶/۲ ط سعید)

(۲) ویکره للإمام التتیل فی مکانه لا للمؤتمن (در مختار) و فی الشامیة "أما المقتدی و المفرد فانهما إن لسا أو قما إلى الطوع فی مکتهما الذی صلیا فيه المكتوبة حار والأحسن أن یطوع فی مکان آخر إلح (فصل فی تالیف الصلاة ۵۳۱/۱ ط سعید)

بعد دعا کے سنت اور نفل ٹہر میں جائز پڑھنا افضل ہے اگرچہ گھر دور ہو غرضکہ اس مقدار سے زائد تاخیر و کوئی مکروہ کہتا ہے اور کوئی سنت سوال یہ ہے کہ شام کی عبارت (اذا تردد الحکم بین سنة و بدعة کان ترک السنة راححاً علی فعل البدعة) ۱ کے مطابق یہ مقدار سے زائد تاخیر بدعت ہو گیا نہیں؟ یہ تو جروا

(جواب ۵۰۷) اذا تردد الحکم الخ سے مراد یہ ہے کہ کسی فعل کے سنت یا بدعت ہونے میں ایسا تردد ہو کہ کسی جہت کو ترجیح نہ ہو سکے تو ایسی حالت میں احتیاطاً ترک سنت رائج ہوگا فعل بدعت سے۔ لیکن اگر دلیل سے کسی جانب کی ترجیح ثابت ہو جائے تو اس رائج امر کو اختیار کرنا متعین ہے اور صورت مذکورہ فی اسوال میں روایات صحیحہ کثیرہ سے صراحت حدیث ہے کہ فرانسس کے بعد اللہم انت السلام الخ سے زائد مقدار کی دعائیں آنحضرت ﷺ نے پڑھی ہیں اسی طرح نوافل کو گھر میں پڑھنے کا استحباب احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور اس خصوص میں کوئی حدیث اس کے معارض بھی نہیں ہے تو قیہاً رائج یہی ہے کہ بعد فرانسس التکاوید وغیرہ ثورہ پڑھ کر گھر جا کر سنن و نوافل پڑھنا مستنون ہے (۱)

نماز مغرب سے پہلے نوافل کیوں مکروہ ہیں

(سوال) بعد غروب آفتاب قبل نماز مغرب حدیث صحیح سے دو رکعت نفل نماز پڑھنا ثابت ہے مگر حنفیہ کے نزدیک مکروہ لکھا ہے لہذا اس کے مکروہ ہونے کی کیا دلیل ہے؟

المستفتی ممتاز علی کا انور ضلع ریتنگ

(جواب ۵۰۸) بے شک صحیح حدیث سے بعض صحابہ کا اذان مغرب کے وقت دو رکعت نماز پڑھنا ثابت ہے مگر خود حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے کبھی نہیں پڑھی ہیں۔ عن منصور عن ابیہ قال ما صلی ابو بکر ولا عمر ولا عثمان الرکعتین قبل المغرب (عب و مسدد) کذا فی کنز العمال۔ یعنی حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے مغرب سے پہلے دو رکعتیں نہیں پڑھی ہیں اور فتح الباری میں حافظ ابن حجرؒ نے تسلیم کیا ہے کہ حضور ﷺ نے کبھی نہیں پڑھی ہیں اما کوہہ ﷺ لم یصلھما فلا یفی الاستحباب الخ (فتح الباری) حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں یہ بھی لکھا ہے وروی عن ابن عمر قال ما رأیت احداً یصلھما علی عهد النبی ﷺ و عن الحنفاء الاربعة و جماعة من الصحابة اہم کانوا لا یصلونھما، یعنی حضرت ابن عمرؓ سے

(۱) (باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۱/۶۴۲ ط سعد)

(۲) عن حاتم قال قال رسول اللہ ﷺ: "إذا قضی احدکم الصلاۃ فی مسجدہ فلیجعل لہ نبیہ من صلاتہ و ان اللہ حافل فی نبیہ من صلاتہ حبر" (مسند باب استحباب لافلہ فی بیہ ۲۶۵۰ قذیمی کتب خانہ کراچی)

(۳) (باب المغرب وما یتعلق بہ ۵۰۸ ط بیروت لبنان)

(۴) (باب کون من الأذان والإقامة ۲/۹۰ ط مصر)

(۵) (ایضاً)

مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں کسی کو یہ دور کعتیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا اور خائفانہ ارعہ اور صحابہ کرام کی ایک جماعت سے مروی ہے کہ یہ سب دور کعتیں نہیں پڑھتے تھے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کان رسول اللہ ﷺ یخرج علينا بعد غروب الشمس و قبل صلاة المغرب فيأمرنا نصلي فلا يأمرونا ولا يهناؤنا، (کنز العمال عن ابن الجار) یعنی آنحضرت ﷺ (حجرہ سے) باہر تشریف لاتے تھے تو ہم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے نہ تو ہم کو منع فرماتے تھے اور نہ نماز پڑھنے کے لئے حکم دیتے تھے۔

خفیہ اس خیال سے کہ اس وقت نوافل کی اجازت سے فرض مغرب میں تاخیر ہوئی خلاف لوئی یا مروی ہوئی کہتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے

(۲) مغرب اور عشاء کی سنتیں اور نوافل ثلاث ہیں یا نہیں

(سوال) (۱) وتر کے بعد جو دو رکعت نفل پڑھی جاتی ہیں اس کو بیٹھ کر پڑھنا چاہیے یا کھڑے ہو کر؟ ابھشتی زیور میں جناب مولانا شرف حق صاحب نے کھڑے ہو کر پڑھنے کو کھانے اور مقابحہ الجنت میں کھانا ہوا ہے کہ بیٹھ کر پڑھنا چاہیے (۲) ظہر کی نماز فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ جو پڑھی جاتی ہے اس کے بعد دو رکعت اور بیٹھ کر جو لوگ پڑھتے ہیں اس کی سند ہے یا نہیں؟ نیز مغرب کی دو رکعت سنت مؤکدہ اور عشاء کی دو رکعت سنت مؤکدہ کے بعد بھی لوگ دو رکعت اور بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔

المستغنی نمبر ۱۲۳ حبیب اللہ ضلع مازی پور۔ یکم شعبان ۱۳۵۲ھ ۲۰ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۵۰۹) وتر کے بعد کی سنتیں کھڑے ہو کر پڑھنی بہتر ہیں تاکہ پورا ثواب ملے بیٹھ کر پڑھنے میں آج ثواب ملے گا۔ (۲) ہاں دو رکعت کی بھی سند ہے اور مغرب اور عشاء کے بعد دو سنت مؤکدہ ان کے بعد دو رکعت نفل کی بھی سند ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سنتوں اور نوافل کی نیت کس طرح کریں؟

(سوال) سنتوں اور نفلوں میں وقت کی پابندی ہے یا نہیں ہے مثلاً دو رکعت سنت سنت رسول اللہ ﷺ کی

(۱) باب المغرب وما يتعلق به ۵۳۸ ط بیروت

(۲) وكذا بقاء بعد الشروع بلا كراهة في الأصح بحر - وفيه أثر عبر السلي ﷺ على الصفح إلا بعدد (الدر المختار) باب الوتر والوافل ۳۶۱ ط سعید

۳، عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ من قام على نسي عشر ركعة من السنة من الله له بها في الحجة أربع ركعات قبل الطهر و ركعتين بعد ها و ركعتين بعد المغرب و ركعتين بعد العشاء و ركعتين قبل الفجر (ترمذی باب ما جاء في نوم و ليلة مني عشرة ركعة من السنة ۹۴ ط سعید) ومن مؤكداً أربعاً قبل الطهر و ركعتان قبل الصبح و بعد الظهر بعد المغرب والعشاء، السور و شرحه باب الوتر والوافل ۱۳۲ ط سعید

وقت نہر کتنا چاہیے یا نہیں؟ یا صرف دو رکعت سنت رسول اللہ ﷺ کی منہ طرف کعبہ شریف کے کتنا چاہیے؟

المستفتی نمبر ۲۲۳ شہباز خاں سب انسپٹر پولیس ضلع کرناٹ۔ ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ ۳ مارچ ۱۹۳۳ء
(جواب ۵۱۰) سنتوں اور غلوں میں وقت کا کام لینے کی ضرورت نہیں اور سنت رسول اللہ کی یہ لفظ کہنے کی بھی ضرورت نہیں صرف یہ کتنا چاہیے نیت کی میں نے دو رکعت نماز سنت واسطے خدا کے (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

وتر کے بعد نوافل بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر
(سوال) نوافل بعد وتر میں خصوصاً دوسرے نوافل میں عموماً کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پڑھنے میں افضلیت کا کوئی درجہ ہے یا نہیں؟ قیام کو فضیلت ہے یا قعود کو؟
المستفتی نمبر ۵۰۹ حاجی قاسم احمد سوہی۔ ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۶ جولائی ۱۹۳۵ء
(جواب ۵۱۱) نوافل کھڑے ہو کر پڑھنے میں پورا ثواب ملتا ہے اور بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب ملتا ہے اس میں تمام نوافل برابر ہیں وتر کے بعد کی غلوں کا اس حکم سے تخصیص کا ثبوت نہیں ہے آنحضرت ﷺ کو بیٹھ کر پڑھنے میں پورا ثواب ملتا تھا آخر حضور اکرم ﷺ نے وتر کی غلطی بیٹھ کر پڑھی ہیں تو ہم اپنے کو حضور ﷺ پر قیاس نہیں کر سکتے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سنتوں کے لئے اذان کا انتظار ضروری نہیں

(سوال) سنت پڑھنے کے واسطے اذان کا انتظار ضروری ہے یا نہیں؟ جیسا کہ جمعہ وعشاء و ظہر کے وقت چار رکعت پہلے پڑھی جاتی ہیں بغیر اذان ہوئے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۵۲۳ شیخ شفیق احمد (ضلع مونگیر)۔ ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۹ جولائی ۱۹۳۵ء
(جواب ۵۱۲) سنت پڑھنے کے واسطے اذان کا انتظار ضروری نہیں جمعہ اور ظہر اور فجر کی سنتیں اذان سے پہلے پڑھی جاسکتی ہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سنتیں گھر میں پڑھ کر آنے والے کے لئے تحیۃ المسجد کا حکم

(سوال) زید نفل و سنت پڑھ کر گھر سے مسجد آئی تو کیا یہ تحیۃ المسجد بھی پڑھ سکتا ہے؟ یعنی سنتوں اور فرض

(۱) وکھی مطلقاً یہ الصلوة وان لم یقل لله لعل وسنة راقية الحج (الدر المختار: بحث البیة ۱/۱۷۶)
(۲) وینقل مع قدرته علی القيام قاعداً آخر عمر السی یتم علی الصفح إلا بعد (التبویر و شرحه) باب التور
والوافل ۳۶/۲ ط سعید
(۳) فرطیک وقت ہو چکا ہو۔

کے درمیان؟

المستفتی نمبر ۶۵۸ مجیدی دواخانہ بمبئی ۲۷ رجب ۱۳۵۳ھ ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۵ء
(جواب ۵۱۳) نماز کی مؤکدہ سنتیں گھر سے پڑھ کر آنے اور فرض نماز میں دیر ہے تو مسجد میں آکر تحیۃ
المسجد پڑھ لینا سنت ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فرضوں سے پہلے اور بعد سنتوں کی کیا حکمت ہے؟

(سوال) فرضوں سے پہلے یا بعد جو سنتیں پڑھی جاتی ہیں یہ کس لئے قرار دی گئیں؟

المستفتی نمبر ۶۹۹ حکیم مولوی سید عبداللہ شاہ ۹ شوال ۱۳۵۳ھ ۵ جنوری ۱۹۳۶ء
(جواب ۵۱۴) ان سنن مؤکدہ کا حکم ہمارے لئے تو اتنا کافی ہے کہ حضور ﷺ نے پڑھی ہیں اور پڑھنے
کی ہم کو بھی تعلیم اور تاکید فرمائی ہے اس کے علاوہ ایک حکمت بھی حدیث سے ہمیں معلوم ہو گئی ہے کہ
فرائض میں اگر کچھ نقصان رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ ہماری سنن و نوافل سے پورا کر دیا
جائے گا اور یہ بہت بڑا فائدہ اور بڑی اہم مصلحت ہے (۱) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) جمعہ کی پہلی سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھے؟

(۲) ظہر کی چار سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھیں؟

(۳) فجر کی سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھ سکتے ہیں؟

(سوال) (۱) جمعہ کی چار رکعت سنت اگر کسی کو نہیں ملی تو فرض کے بعد اس کو ادا کرے یا اس سنت کو پہلے ادا
کرے جو فرض کے بعد پڑھی جاتی ہے؟ (۲) ظہر کی سنتوں کا کیا حکم ہے؟ (۳) فجر کی سنت اگر کسی نے نہیں
پڑھی اور فرض پڑھ چکا ہے تو سنت کس وقت ادا کرے اور نیت کس طرح کرے؟ سنت کی قضاء پڑھے یا
نہ پڑھے؟ المستفتی نمبر ۷۷۷ محمد رفیع سوداگر چرم - ضلع میدانی پور

یکم ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ ۲۵ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۱۵) جمعہ سے پہلے کی چار سنتیں نماز کے بعد پڑھ لے اور چاہے انہیں پہلے پڑھ لے یا بعد
والی پہلے پڑھے دونوں جائز ہیں (۱) (۲) یہ بھی دونوں طرح جائز ہے (۳) بعد تطلوع آفتاب پڑھ

(۱) وین تحیۃ رب المسجد وہی رکعات الحج (توسیع شرحہ) وہی الشامیہ والحاصل ان المطلوب من داخل
المسجد ان یصلی فیہ الحج (باب الترتیب والوافاق) مطلب تحیۃ المسجد ۱۸ ط سعید

(۲) عن عبد اللہ بن شقیق قال "سئلت عائشۃ عن صلوة رسول اللہ ﷺ عن تطوعہ فقالت "کان یصلی فی بیئ
قل الطھر اربعاً ثم یحرج فیصلی بالاس ثم یدخل فیصلی رکعتین وکان یصلی بالاس المغرب ثم یدخل فیصلی
رکعتین و یصلی بالاس العشاء و یدخل بیئ فیصلی رکعتین الحج (مسلم) باب حوار النافلة قائماً و قاعداً و فعل بعض
الرکعة قاعداً و بعضها قائماً ۲۲/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۳) بحلاف سۃ الطھر و کذا الجمعة بہ ینرکھا و ینقذی ثم یاتی بها فی وقۃ الحج (الدر المختار) باب إدراک
الفریضة ۵۸/۲ ط سعید

(۴) (ایضاً)

سکات ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

وتر سے پہلے دو رکعت نفل کا ثبوت

(سوال) وتر کے قبل جو دو رکعت نفل نوافل پڑھتے ہیں ان کا کیسے ثبوت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۴۱ مولوی عبدالقدوس صاحب امام مسجد (ترکمان دروازہ دہلی)

۱۶ ربیع الثانی ۱۴۵۵ھ ۷ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۱۶) عشاء کے بعد دو رکعتیں تو سنت موکدہ ہیں اور دو نفل ہیں آنحضرت ﷺ سے ان کا ثبوت ہے۔ بخاری ۱۰۱ میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ صلی رسول اللہ ﷺ العشاء ثم جاء فصلى اربع ركعات ثم نام ثم قام الى جنب آنحضرت ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر گھر میں آکر چار رکعتیں پڑھیں پھر سوئے پھر (تہجد کے لئے) اٹھے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

وتر کے بعد دو رکعت نفل ثابت ہیں یا نہیں؟

(سوال) وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۲۱ عبد الحمید صاحب (مارواڑ) ۸ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۴ دسمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۱۷) وتر کے بعد دو رکعت نفل حضور اکرم ﷺ سے بیٹھ کر پڑھنا ثابت ہے ابو داؤد شریف میں یہ روایت کہ حضور اکرم ﷺ وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے تھے موجود ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے

(سوال) وتر کے بعد جو دو رکعت نفل نماز پڑھی جاتی ہے اس کو بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر؟

المستفتی نمبر ۱۴۱۷ شمس الدین صاحب (مانڈلے برما) ۱۵ صفر ۱۳۵۶ھ ۲۷ اپریل ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۱۸) وتر کے بعد دو رکعتیں نفل کی کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) إذا قامت سنة الفجر وحده فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالإجماع وقال محمد "أحب إلى أن يقضيها إلى الرواق" كما في الدرر قبل هذا قريب من الاتفاق لأن قوله "أحب إلى" دليل على أنه لو لم يفعل لا لوم عليه وقال "لا يقضى وإن قضي فلا بأس به" ورد المحتار "باب إدرائه الفريضة ۵۷/۲ ط سعید

(۲) (باب الوتر ۱۳۵/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۳) عن عائشة أن رسول الله ﷺ كان يوتر تسع ركعات ثم أو تر سبع ركعات وركعتين وهو جالس بعد الوتر يقرأ فيهما فاتحة الكتاب ثم يركع فيه يركع ثم يسجد (باب في صلاة الليل ۱۹۸/۱ ط مكتبة المنداديه ملتان)

(۴) وسئل مع فترته على الفهم وعدا لا مصطحفا إلا معذر آخر غير السلي ﷺ على الصف إلا بعدد الوتر (التنوير مع شرحه 'باب الوتر والوافل ۳۶/۲ ط سعید)

سنت مؤکدہ کے تارک کا حکم

(سوال) امام مسجد لوگوں کو بتاتا ہے کہ سنت مؤکدہ کا ادا کرنا حلالا کوئی ضروری نہیں ہے پڑھنا نہ پڑھنا مسدود ہے اس کا حکم شرعی فرما کر مسئلہ کو روشن فرمادیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۲۱ اسراج الدین صاحب ملتان ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۱۹) سنن مؤکدہ کا تارک علی الدوام گناہ گار اور تارک علی الاستخفاف کافر ہے اور اگر ترک ادیان یا ضرورت یا کسی مذربے ہو جائے تو جائز ہے۔ الذی یظهر من کلام اهل المذهب ان الاثم منوط بترك الواجب او السنة المؤکدة علی الصحيح لتصریحهم بان من ترك سنن الصلوٰۃ الخمس قبل لا یأثم والصحيح انه یأثم ذكره فی فتح القدیر (کذا فی رد المحتار) ۱، محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

نوافل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے

(سوال) نوافل کا کھڑے ہو کر پڑھنا تو یقیناً بیٹھ کر پڑھنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے لیکن کسی وقت کی نفل کو بیٹھ کر پڑھنے میں کھڑے ہو کر پڑھنے جیسے ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۵۱ حبیب حسین (بہار) ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۹ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۳۰) تمام نوافل کا یہی حکم ہے کہ بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے مگر آدھا ثواب ملتا ہے اس سے کوئی نفل مستثنیٰ نہیں ہے (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

نفل کا ثواب فرض کے برابر نہیں

(سوال) اگر کوئی شخص پہنچانہ نماز کا پابند نہ ہو اور وہ عید میلاد النبی ﷺ کے روز یا شب میں نوافل ادا کرے تو کیا نوافل دو گانہ سے کوئی فائدہ یا ثواب حاصل نہ ہوگا؟

المستفتی نمبر ۲۰۸۵ شیخ عبداللہ مولانا صاحب ممبئی نمبر ۸۔

۲۶ رمضان ۱۳۵۶ھ یکم ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۲۱) نوافل جو ادا کئے جائیں گے اس کا ثواب خدا تعالیٰ کی طرف سے ملے گا یہ دوسری بات ہے کہ ترک فرائض کے عتاب سے مقابلہ میں وہ کچھ فائدہ بھی پہنچا سکتے ہیں یا نہیں؟ محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

چند احادیث کا مطلب

(سوال) حسب ذیل احادیث کا کیا مطلب ہے؟

(۱) (کتاب الطہارۃ مطلب فی السنۃ و تعریفہا ۱/۱۰ ط سعید)

۲. و یستعمل مع قدرته علی التمام فعدہ لا مصطحفاً إلا بعد السور مع شرحہ باب الوتر والوافل ۳۶/۲ ط سعید

آخر عبر الی علی النصف لا بعد الح

(الف) (۱) اذا اقيمت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة، (۲) عن ابن عمر انه ابصر رجلا يصلي الركعتين والمؤذن يقيم فحصبه وقال اتصلي الصبح اربعا (۳) وروينا عن عمر بن الخطاب رضى الله عنه انه كان اذا رى رجلا يصلى وهو سمع الاجابة ضربه (۴) ووقع نحو هذه القصة ايضا لابن عباس رضى الله تعالى عنهما قال كنت اصلى واخذ المؤذن فى الاقامة فجذبني النسي ^{بني} وقال اتصلي الصبح اربعا. اخرجه ابن حزيمة وابن حبان والبيهقي والحاكم وغيرهم.

(ب) اور مسجد کے دالان میں جس میں جماعت ہو رہی ہو یا صف کے پیچھے ستون کی آڑ کافی ہوگی یا جماعت میں شریک ہو جائیں اور جماعت ہونے کی حالت میں اسی دالان میں سنت پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۳۵۵۳ عبدالحق صاحب دہلی۔ ۹ ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ ۳۱ دسمبر ۱۹۳۹ء

(جواب ۵۲۲) حدیث نمبر اکا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب (فرض) نماز کی تکبیر ہو جائے تو سوائے فرض کے اور کوئی نماز نہیں حدیث نمبر ۲ کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے دیکھا کہ مؤذن تکبیر کہہ رہا ہے اور ایک آدمی سنتیں پڑھتا ہے (یعنی پڑھنا چاہتا ہے) تو انہوں نے اس آدمی پر کنکری پھینکی اور فرمایا کہ کیا فجر کی چار رکعتیں پڑھے گا۔ حدیث نمبر ۳ کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ جب دیکھتے کہ کوئی آدمی تکبیر سن رہا ہے اور پھر (اپنی علیحدہ) نماز پڑھتا ہے تو اسے دہاتے۔ حدیث نمبر ۴ کا مطلب یہ ہے کہ ایسا واقعہ حضرت ابن عباسؓ کو بھی پیش آیا کہ وہ نماز پڑھنے لگے اور مؤذن نے تکبیر شروع کی تو آنحضرت نے انہیں کھینچ لیا اور فرمایا کہ کیا تم صبح کی چار رکعتیں پڑھو گے ان روایتوں کا مطلب یہ ہے کہ فرض نماز کی تکبیر ہونے کے بعد اس جگہ سنتیں پڑھنے کی ممانعت ہے کیونکہ اس جگہ سنتیں پڑھنے سے صورتہ جماعت کی مخالفت لازم آتی ہے نیز صبح کی چار رکعتیں اکٹھی ہو جانے کی شکل پیدا ہو جاتی ہے لیکن اگر مسجد سے خارج یا آڑ کی جگہ میں سنتیں ادا کی جائیں تو بشرطیکہ ایک رکعت فرض مل جائے کا ظن غالب ہو تو یہ جائز ہے کیونکہ صحابہ کرامؓ سے یہ عمل مروی ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا یہ عمل کہ اقامت ہو جانے پر سنتیں پڑھنے والے کے کنکری ماری اور فرمایا کہ کیا فجر کی چار رکعتیں پڑھے گا حدیث نمبر ۲ میں مذکور ہے اور انہیں سے یہ عمل بھی ثابت ہے کہ اقامت ہو جانے کے بعد انہوں نے حضرت حمادؓ کے گھر میں جا کر سنتیں پڑھیں اور پھر اگر جماعت میں شامل ہوئے۔ وصح عہ (ای ابن عمر) انه قصد المسجد فسمع الاقامة فصلى ركعتي الفجر في بيت حفصة ثم دخل المسجد فصلى مع الامام، (۱) (بخاری ص ۳۶۹ ج ۳ طبع ہند) اسی طرح حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابو الدرداءؓ اور حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے فرض کی اقامت ہو جانے کے بعد مسجد سے باہر یا مسجد میں جماعت کی جگہ سے آڑ میں ہو کر سنتیں پڑھ لیں پھر جماعت میں شامل ہوئے ان

(۱) بخاری، کتاب اذا اقيمت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة ۹/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۲) (باب اذا اقيمت الصلاة فلا صلوة الا المكتوبة ۲/۲ ط مصر)

روایات سے ثابت ہوا کہ یہ ادا حزم فتناء صحابہؓ ممانعت کو اسی صورت پر محمول سمجھتے تھے کہ سنتیں جماعت فرض کی جگہ پڑھی جائیں اور مسجد سے خارج یا آڑ کی جگہ میں اقامت ہو جانے کے بعد بھی پڑھنے کو جائز سمجھتے تھے اور پڑھ لیتے تھے۔ (۱)

(۲) جس جگہ جماعت ہو رہی ہو اسی جگہ سنتیں پڑھنا جائز ہے یا تو خارج مسجد پڑھی جائیں یا جماعت کی جگہ سے بیحدہ کسی آڑ کی جگہ میں پڑھے اور ایک رکعت فرض کی مل جائے گا پورا بخیر و سر ہو ورنہ جماعت میں شامل ہو جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ و ولی

جماعت کے وقت سنتیں پڑھیں یا نہیں؟

(سوال) جماعت شروع ہو جانے کے بعد سنتوں کی نیت باندھنا کیسا ہے؟

(جواب ۵۲۳) جب فرض نماز کی جماعت شروع ہو جائے اس کے بعد سنتوں کی نیت نہ باندھی جائے صرف فجر کی سنتیں جماعت کی جگہ سے علیحدہ کسی جگہ پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جائے ایک رکعت ملنے کا یقین ہو تو ایسا کرے ورنہ فرض نماز میں شریک ہو جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ و ولی

ظہر کی سنتیں پڑھتے وقت جماعت کھڑی ہو جائے تو کیا کرے؟

(سوال) متعلق سنن ظہر

(جواب ۵۲۴) ظہر کی سنتیں جو فرض شروع ہونے سے پہلے پڑھ رہا تھا اگر درمیان فرض شروع ہو جائیں تو سنتیں پوری کر کے سلام پھیرے اور فرض میں شامل ہو جائے لیکن اگر دو رکعت پر سلام پھیر کر فرض میں شریک ہو جائے اور پھر چاروں رکعتیں فرض کے بعد ادا کر لے تو یہ بھی جائز ہے پہلی صورت بہتر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ و ولی

سنت پڑھے بغیر امامت کر سکتا ہے

(سوال) ایک امام صاحب وقت ظہر ٹھیک جماعت کے مقررہ نام پر تشریف لائے مقتدی دوسرے

(۱) لما روی الطحاوی وغيره عن ابن مسعود انه دخل المسجد واقامت الصلاة فصلی رکعتی الفجر فی المسجد الی الا سطوامة وذلك بمحضر حذیفہ وانی موسی و مثله عن ابی الدرداء و ابن عباس و ابن عمر کما سبده الحافظ الطحاوی فی شرح الآثار و مثله عن الحسن و مسروق و الشعمی "شرح المصنف" (رد المحتار) کتاب الصلاة ۳۷۸/۱ ط سعید

(۲) وکذا یکره الطلوع عند إقامة الصلاة المكتوبة لحدیث إذا أقبلت الصلاة فلا صلوة إلا المكتوبة إلا سنة فجر إن لم یحضر فرت جماعتها الح (التبویر و شرحه) کتاب الصلاة ۱ ۳۷۸ ط سعید

(۳) قال فی التبویر و شرحه "والشارع فی المل لا یقطع مطلقا وینمہ رکعتین وکذا سنة الظهر و سنة الجمعة إذا أقيمت أو خطب الإمام ینمها لربما علی القول الرابع" لأبها صلاة واحدة (باب إدراك الفريضة ۲ ۵۸ ط سعید)

صاحب کو نماز پڑھانے کے لئے کھڑا کر کے گدائے میں امام صاحب آگے اور بغیر سنت مؤکدہ پڑھے امام نے فرض پڑھا دیئے عمرو وقت تک کہ اس طرح بغیر سنت پڑھے فرض نماز پڑھانا جائز نہیں اور نماز نہیں ہوتی عمرو کا یہ کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۲۵) بغیر سنت پڑھے فرض پڑھا لینے سے نماز ہو جاتی ہے یہ کہنا کہ نماز جائز نہیں ہوئی نہ! ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

سنتیں کس وقت تک مؤخر کر سکتا ہے؟

(سوال) بعد فرض کے سنتوں کی تاخیر کس مقدار تک اچھا ہے اور کس مقدار سے زائد تاخیر مکروہ ہے؟ (جواب ۵۶۲) زیادہ تاخیر کو حنفیہ نے مکروہ فرمایا ہے اور زیادہ تاخیر سے مراد یہ ہے کہ اذکار ماثورہ کی مقدار سے زائد ہو (۲) والفصل فی رسالتنا الفانسی المرغوبہ واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

سنتوں اور نفلوں کے بعد دعا

(سوال) سنتوں اور نفلوں کے بعد بھی دعا کرنا ہر شخص کے لئے خواہ امام ہو یا مقتدی سنت ہے یا مستحب ہے؟ کیا؟

(جواب ۵۲۷) انفرادی دعا مانگنا امام و مقتدی ہر ایک کے لئے سنتوں اور نفلوں کے بعد بھی جائز ہے اور اجتماعاً بھی۔ بشرطیکہ التزام، احتیاط، سیرت نہ ہو اور اجتماعی دعا کا افضل طریقہ یہ ہے کہ بعد فراغِ سنن اور نوافل ہو (۳) وقد حققنا ذلك فی رسالتنا الفانسی المرغوبہ واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

سنن و نوافل گھر میں پڑھنا بہتر ہے

(سوال) بعد فرضوں کے سنتیں، پنے گھروں میں جا کر پڑھنی چاہئیں یا مسجد میں؟

(۱) لحديث عائشة ان النبي ﷺ كان اذا قسده الأربع قبل الظهر فصبه من بعده" (رد المحتار" باب ادراك الفريضة ۵۸/۲ ط سعید)

(۲) ويكره ما حرم الله الا بقدر اليهم انت السلام الخ من الحلولي " لا بأس بالفصل بالأورد واحتار الكمال الخ والتمز المحتار" فصل في تأليف الصلاة ۵۲۰ ط سعید (۳) ان الدعاء المعمول في زمان بعد الفريضة والعصر أهداهم على الهيئة الكداسة لم تكن المواظبة عليه في عهده عليه السلام" مع الدعاء بعد الفريضة ثالثة كثيراً بلا رفع اليدين وبدون الاحتراع وتوحيد صوت أو ثبت الدعاء متواتراً مع رفع اليدين بعد الفريضة في الواقعين وقال بعض الاحناف من أهل العصر " لا رفع أصداً لما نلت في مواضع الأخر بعد الدعاء إلى الدعاء بعد المكنونة أيضاً واستند بالعموم أيضاً (العرف الشدي على سرمدی باب ما جاء في كراهية البعض الإمام نفسه بالدعاء ۸۹ ط سعید)

(جواب ۵۲۸) سنن و نوافل کا حرر میں اور نماز افضل ہے کی اصل حکم ہے اور یہ صحیح ہے اور فقہ حنفی سے ثابت ہے۔ الافضل فی السنن والنوافل المنزل۔ لقوله عليه السلام صلوة الرجل في المنزل افضل الا المكنوبة المح (فتاویٰ عالمگیری) ۱۔ عموم حدیث میں فرضوں سے پہلے اور بعد کی سنتیں داخل ہیں ہاں تراتوت وجہ سے یہ ثابت ہوا کہ مستثنیٰ ہے۔ ذکر الحلواني الافضل ان يؤدى كله في البيت الا التراويح (فتاویٰ عالمگیری) ۲۔ واللہ اعلم کہتہ محمد کفایت اللہ نفر ۱ سنن فی مسجد دہلی

ظہر کی سنتیں نہ رہ جائیں تو پہلے دو پڑھے یا چار
(المجمیعہ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۳۲ء)

(سوال) ظہر کی نماز جماعت سے پڑھی جائے اور پہلی چار سنتیں رہ گئی ہوں تو پہلے دو سنت پڑھے یا چار؟
(جواب ۵۲۹) ظہر کے فرضوں سے پہلے کی سنتیں اگر جماعت میں شریک ہو جائے کی وجہ سے نہ رہ جائیں تو فرضوں کے بعد اختیار ہے چار پڑھنے یا چار سنتیں پڑھنے اور پھر دو پہلے دو پڑھنے پھر چار۔ دونوں طرح جائز ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جہاں سنتیں پڑھیں وہاں فرض پڑھنا جائز ہے
(المجمیعہ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۳ء)

(سوال) جس جگہ سنت پڑھی جاتی ہے اس جگہ سے بہت دوسری جگہ فرض نماز پڑھنا کیا شرعی حکم ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۳۰) جس جگہ سنت نماز پڑھی جائے فرض کے لئے اس جگہ سے بہت ضروری نہیں ہے (۱)۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) (الباب التاسع فی الوافل ۱/۱۱۳) (ماحدیہ)
(۲) (ایضاً)

(۳) بخلاف سنة الظهر وكذا الجمعة فيه من خلاف فثبت ركعة بركعة وبغدي ثم يأتي بها على أنها سنة في وقتها في الظهر قبل شعبة عند محمد و نه يعني (درمختار) القول "وعليه السنون لكن رخص في الفتح تقديم الركعتين" قال في الإمداد "وفي فتاوى العاصي انه المختار وفي مسوط شيخ الإسلام انه الأصح لحدث عائشة إنه عليه الصلاة والسلام كان إذا قاله لأربع قبل الظهر يصلهن بعد الركعتين وهو قول أبي حنيفة وكذا في جامع قاضي حان (رد المختار) باب إدراك الفريضة ۵۸/۲ ط معبد

(۴) اما المقيد والمفرد فلهما ان لهما أو قدم إلى الطوع في مكانهما الذي صلوا فيه المكنوبة حذر الح (رد المختار) فصل في تأليف الصلاة ۵۳۱ ط معبد (جس فرض پڑھے میں وہ سنت پڑھ سکتا ہے تو سخت کی جگہ پر پڑھیں اولیٰ فرض پڑھنا جائز ہے۔

فصل سوم۔ تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد

نماز فجر اور مغرب سے پہلے تحیۃ الوضو و تحیۃ المسجد کا حکم
(سوال) تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد فجر اور مغرب کی نماز سے قبل پڑھنا کیسا ہے؟
المستفتی نمبر ۵۳۴ محمد متھو، احمد ناس (تانبوے) ۲۹ صفر ۱۳۵۵ھ ۲۱ مئی ۱۹۳۶ء
(جواب ۵۳۶) تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد فجر یعنی صبح صادق ہو جانے کے بعد اور غروب شمس کے بعد
فرض سے پہلے پڑھنا حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل چہارم۔ نماز استسقاء

استسقاء نماز ہے یا صرف دعاء استغفار
(سوال) استسقاء کے لئے نماز یا صرف دعاء استغفار اُسر نماز ہے تو باجماعت و باخطبہ ہے یا فردا فردا؟
المستفتی نمبر ۱۶۳۳ مظفر احمد صاحب (ضلع رتھ پور) ۲۲ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۳۱ جولائی ۱۹۳۷ء
(جواب ۵۳۲) استسقاء کے لئے نماز ہے اور صرف دعاء استغفار بھی کافی ہے نماز باجماعت و باخطبہ کا بھی
ثبوت ہے اور فردا فردا پڑھ لی جائے تو وہ بھی مشائتہ نہیں۔ لہ صلوٰۃ بلا جماعۃ مسنونۃ بل ہی
حائزۃ و ملا خطبۃ و هذا قول الامام و قال محمد بصلى الامام او نائبہ رکعتین کما فی الجمعة
ثم یخطب ای یسن لہ ذلك (خلاصۃ ما فی الدر المختار و رد المحتار) وان صلوا فرادی جار
فی مشروعة للمفرد (در مختار) قوله هو دعاء وذلك ان يدعوا الامام قائماً مستقل القبلة
وارفعا یدیه و الماس قعود مستقبلین القبلة یؤمنون علی دعاء الخ (رد المحتار) ۲۰
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

نماز استسقاء کا طریقہ

(سوال) موجودہ اسباب بارش سے دہلی اور اس کے اطراف میں سخت بے چینی ہو رہی ہے اس کے واسطے
سوائے باری عزوجل کی بارگاہ میں نہ ضرر اور انصاری کے کوئی چارہ نہیں اس لئے عرض ہے کہ نماز استسقاء
کے روز اور کس وقت اور کس صورت میں لڑائی جائے آیا اس میں عورتیں اور بچے جانور اور ان کے پتوں کی

(۱) و کذا الحکم من کراہہ یق و واجب لعیبرہ لا فرض و واجب لعیبرہ بعد طلوع فجر سوی سنہ لشعل الوقت بہ
تقدیراً حتی لو ہو ی نطوعاً کان سنہ الفجر ملا یسین و قبل صلاۃ المغرب کراہۃ تاحیرہ إلا یسیراً (التوہید و شرحہ
کتاب الصلاۃ ۱/۳۷۵ ۳۷۶ طبع)

(۲) (رد المحتار باب الاستسقاء ۲ ۱۸۴ طبع)

ماضری بھی افضل ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۸۳ حاجی عبدالغنی صاحب طہ مبارک (دہلی) ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۱ اگست ۱۹۳۷ء (جواب ۵۳۳) امساک بارش بھی ٹہلنا ان مصائب کے ہے جو اعمال شنیعہ اور معصی کے ارتکاب پر بطور انتقام کے حضرت حق جس شے کی طرف سے مخلوق پر نازل ہوتی ہیں ان مصائب کا اصل علل تو ان گناہوں سے باز آجانا استغفار تضرع ہے، صدقہ و خیرات کرنا پھر حضرت حق کی بارگاہ رحمت سے حاجت طلب کرنا ہے بارش طلب کرنے کے لئے بھی ضروری ہے کہ پہلے فق و فقر اور طرح طرح کی معصیوں سے جن میں جتا ہیں توبہ کریں مومن کے مظالم اور حقوق لو اکریں اور عوف کرائیں ٹیکو کاری اور صلاحیت اختیار کریں اور یہ سب کام جلدت جلد کر کے بارش کی دعا مانگنے کے لئے میدان میں نکلیں اور وہاں بھی توبہ و استغفار تضرع و زکری کے ساتھ کریں اور دو رکعت نماز بھی لو اکریں زینت اور تقاضا کا لباس پہن کر نہ جائیں بدعہ پرانہ پھنسا پیوند لگا ہوا لباس پہنیں تو بہتر ہے یا رسول اللہؐ کو ساتھ لے جانا بھی بہتر ہے تین روز تک باہر نکلن اور استغفار و تضرع کرنا نماز اور امرنا چاہیے دو رکعتیں پڑھی جائیں پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلیٰ دوسری میں هل اناک حدیث العاصیہ پڑھی جائے پھر لام مختصر سا خطبہ پڑھے جس میں لوگوں کو سنہوں سے توبہ کھنکھانے اور اپنے اور حقوق العباد اور اکرنے کی نصیحت کرے اسی درمیان میں چادر پٹ لے پھر قبدرح کھڑا ہو جائے لوگ پیچھے رہیں اور سب مل کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگیں ہاتھوں کو سر سے اونچا نہ کریں سامنے کو زیادہ پھیلائیں بتیمیدیں حسب بارش کے موقع پر آسمان کی طرف اور رفع مصیبت کی دعا کے موقع پر زمین کی طرف کریں دمانہایت خشوع و خضوع اور تضرع کے ساتھ کی جائے اور آنحضرت ﷺ سے جو دعائیں ماثور ہیں وہ افضل ہیں ان میں سے ایک دعا یہ ہے۔

اللهم اسقنا غيثاً مغنياً نافعاً غير ضارٍ عاجلاً غير آجلٍ اللهم اسق عبادك و بهائمك وانشر رحمك واحي بلدك الهيئ اللهم انت الله لا اله الا انت العی و نحن الفقراء انزل علينا العیث وجعل ما انزلت لنا قوة و بلاغاً الی حیث غیر مسلم کو ساتھ نہ لے جائیں۔
محمد کفایت اللہ کال اللہ دہلی

نماز استسقاء پر آنے پڑھوں کے ساتھ میدان میں پڑھی جائے

(سوال) (۱) قط سائے کے موقع پر نماز استسقاء کے لئے بنگل میں چکر دوام غنی افضل ہے یا نہیں؟ (۲)

(۱) بحرح الإمام و یصلی بہم رکعتین یحیر فیہما بقراءۃ کدائی المصمرات الافصل ان یقرأ مسح اسم ربك الاعلیٰ فی الاولیٰ وھل اناک حدث العاصیہ فی الثانیۃ کدائی العی شرح الہدایۃ و یحط حطین بعد الصلاۃ و یدعو اللہ یمسحہ و یتضرع للمومی و المومناۃ فودا مصی صدر من حطین قلب رداء ہ ثم یشعل بدعاء الاستسقاء فانما و الناس فعود مسفلون و یحرجون مشاة فی نایب حلقہ أو عسیلہ أو رفعة متدللین حاشعین متوصعین للہ تعالیٰ د کسی روز سہم ولا یحرج اھل الدماۃ فی ذلک مع اھل الاسلام و عالمگیریۃ الباب التاسع عشر فی الاستسقاء ۱/۱۵۴ ط ماحدہ کوئٹہ

نہ نماز استقراء کے لئے ننگے سر پہ بندہ جانا افضل ہے یا نہیں اگر نہیں تو حاجی عبدالغنی متولی عید گاہ نے کیوں یہ فتویٰ جاری کیا کہ ننگے سر پہ بندہ جانا افضل ہے (۲) ایک شخص اپنے آپ کو اللہ کی درگاہ میں عاجزانہ ننگے سر پہ بندہ پیش کرتا ہے دوسرا شخص اپنے آپ کو لباس سے قرستہ و چیرا ستہ پیش کرتا ہے لہذا ان دونوں میں سے اللہ کے نزدیک کس کا عمل پسندیدہ ہے۔ فقط

المستفتی نمبر ۱۷۲۶۔ ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۴ شہر ربیع الثانی ۱۹۳۷ء

(حواہ ۵۳۴) (۱) برہنہ سر پہ بندہ نماز استقراء کے لئے جانے کا حکم میں نے کہیں نہیں دیکھا۔ حاجی عبدالغنی صاحب سے دریافت کیا جائے کہ انہوں نے کس بنا پر یہ لکھا تھا اور اگر کسی فتویٰ کی بنا پر انہوں نے لکھا ہے تو اس فتویٰ کیسے والے سے دریافت کیا جائے (۲) پرانے اور پیوند لگے ہوئے کپڑے پہن کر جانا سہجائے ہوئے جانا پیدل جانا عاجزی اور خشوع و مسکنت ظاہر کرتے ہوئے جانا تو بے شک مستحب ہے جنگل میں جانا اور استغفار کرنا نماز پڑھنا تو بالکل یہ سب ثابت ہے (۳) فقر و حاجت و تواضع و خشوع و خیر کرنے کے موقع پر پہنے پرانے کپڑے پہن کر جانا مناسب ہے اور کتب فقہ میں اس کی ترغیب بھی موجود ہے اور ننگے سر پہ پاؤں نہ لگانے کی ترغیب بھی کسی جگہ موجود ہو تو مضائقہ نہیں غرض میں نے نہیں دیکھی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

(۱) نماز استقراء سے پہلے تین روزے رکھنا مستحب ہے

(۲) نماز استقراء کے لئے کوئی وقت مقرر ہے یا نہیں؟

(۳) نماز استقراء میں تکبیرات زائد میں یا نہیں؟

(سوال) (۱) زید کہتا ہے کہ جب بارش کی قلت ہو تو سب مسلمان پچیس تین روزے رکھیں اور چوتھے دن جنگل کی طرف نماز کے لئے نکلیں اور اپنے دعوے کی دلیل میں شافعی لفظ ہب ہونے کی وجہ سے "مشرقاہ لیلین و عداہ لطفین" تالیف ابوالحسن ناصر الدین زکریا یحییٰ بن شرف النوی کی عبارت ذیل کا حوالہ پیش کرتا ہے۔ و یا امر الامام بصام تالحة ایام اول الخ

مر و کہتا ہے کہ استقراء کے روزوں کے متعلق صحاح ستہ میں کوئی حدیث نہیں لہذا روزے رخصت بہ عت ہے جب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا جواز صیم کے متعلق کوئی حدیث نہیں ہے اور ہاں شافعی نے ہما یا قیاس سے یہ مسئلہ مستطاف کیا ہے؟ اگر کوئی حدیث ہو تو تحریر فرمائیں

(ب) زید کہتا ہے کہ صلوٰۃ استقراء کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں استدلال کتاب مذکور کی عبارت "ولا تختص بوقت العید فی الاصح" سے پیش کرتا ہے مر و کہتا ہے کہ صبح (وقت عید) کے واسطہ

فصل پنجم - صلوة الحاجہ

صلوة الحاجہ کا طریقہ

(سوال) قول جمیل میں حضرت شاہ ولی اللہ ایک جہد صلوة اناجہ کی چار رکعت اس ترکیب سے ارقام فرماتے ہیں کہ اول رکعت میں فاتحہ کے بعد آیہ کریمہ سو بار پڑھے دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد رب امی مسی الضر وانت ارحم الراحمین سو بار تیسری رکعت میں بعد فاتحہ افوض امری الی اللہ چوتھی میں بعد فاتحہ حسبنا اللہ و نعم الوکیل سو بار پڑھے سوال یہ ہے کہ اس نماز میں دوسری رکعت کے اندر فاتحہ کے بعد بغیر سورۃ فاتحہ رب انی مسی الضر وانت ارحم الراحمین کا پڑھنا قنم مقام سورۃ کے ہونا چاہیے؟ جب کہ قرآن شریف کے اندر وہ انی مسی الضر آیات یہ دعا ہوگئی یا آیت قرآنی ہی رہی اسی طرح وافوض امری کے پڑھنے افوض امری پڑھنا اس میں کچھ برج تو نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۸۶۷ محمد حبیب الرحمن سیوہارہ ۳۰ دسمبر ۱۹۴۳ء

(جواب ۵۳۶) اس نماز میں نیز صورت یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد قل حوالہ پڑھے پھر پہلی رکعت میں آیہ کریمہ سو بار دوسری میں رب امی مسی الضر وانت ارحم الراحمین سو بار تیسری میں افوض امری الی اللہ سو بار چوتھی میں حسبنا اللہ و نعم الوکیل سو بار ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پڑھے اس صورت میں رب کا اضافہ اور وافوض میں سے واو کی کمی سے کوئی شبہ نہیں رہے گا۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ

فصل ششم - تحیۃ الوتر

وتر کے بعد دو رکعت نفل ثبات ہے

(التمحیۃ مورخہ نیم دسمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) بعد دو رکعت نفل اس تحیۃ وترتے ہیں اس کا ثبوت ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۳۷) وتر کے بعد دو رکعت نفل کا ثبوت ہے تردی شریف میں روایت موجود ہے (۱۰)

محمد کفایت اللہ عفا عنہ رہہ

۱. واربعة صلاة الحاجة (درمختار) وفي السنية ' وذكر انها اربع ركعات بعد العشاء وأن في الحديث المعروف بغرافي الأولى الفاحة مرة ثانية تكريماً لئلا وفي كل من الثلاثة الثانية بقراء الفاحة والإخلاص والمعوذتين مرة (رد المحتار) باب الوتر والوافل' مطلب في صلاة الحاجة ۲/ ۲۸ ط سعید
۲. عن أم سلمة ' أن النبي ﷺ كان يصلي بعد الوتر ركعتين فذكر في نحو هذا عن أبي امامة وعائشة وغير واحد من النبي ﷺ (ابواب صلاة الوتر) باب ما جاء لا وتر أن في ليلة ۱۰/ ۸/ ۶ ط سعید

آنھواں باب دعا بعد نماز

سنن و نوافل کے بعد اجتماعی دعا ثلاث نہیں

(سوال) ہماری مسجد میں ایک پیش امام صاحب سنت و نفل کے بعد جماعت کے ساتھ دعا مانگنے کو بدعت کہتے ہیں اور ہماری طرف کے آثر علماء کا بھی یہی خیال ہے کہ ثانی دعا نہیں مانگنی چاہیے؟

المستفتی نمبر ۳۲۸ حاجی عبدالصمد (ضلع ستارا) ۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۱۹ جون ۱۹۳۳ء

(جواب ۵۳۸) سنت اور نفل کے بعد اجتماعی طور پر دعا مانگنے کا طریقہ نہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں تھا نہ صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں اس لئے اسے سنت و مستحب سمجھنا صحیح نہیں اس کے لئے رسالہ ٹائٹس مرغوبہ میں میں نے پوری تفصیل لکھ دی ہے اسے ملاحظہ کیا جائے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سوال مثل بالا

(سوال)

(جواب ۵۳۹) (۵۴۱) موجودہ ثانی کا کوئی ثبوت شریعت میں نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ

سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف پھرنے کی کیا وجہ ہے؟

(سوال) حدیث سنن میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب فرض نماز سے سلام پھیرتے تو آپ دائیں یا بائیں طرف ہو جاتے اور قبلہ سے رخ پھیرے جیسے تھے حالانکہ اولاب دعا سے ہے کہ بوقت دعا قبلہ رخ ہو کر دعا کی جائے؟

المستفتی نمبر ۶۵۰ ابو محمد عبدالجبار (رنگون) ۲۳ رجب ۱۳۵۳ھ ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۴۰) جماعت کے مسلمانوں کا احترام کہ ان کی طرف پھینکے ہوئے نہ بیٹھے رہیں قبلہ کے احترام سے زیادہ ہے نماز میں تو مجبوری تھی کہ استقبال قبلہ فرض ہے دعا میں استقبال قبلہ مستحب تھا مگر اس میں مسلمانوں کا احترام اس کے منافی تھا اس لئے احترام مومن کو احترام قبلہ پر ترجیح دی تھادعا کرنے والا رو قبلہ ہو کر دعا مانگے اس کے لئے یہ بہتر ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) سی مسلسل سے جواب نمبر ۵۵۹ میں آ رہی ہے

(۲) ایضاً

(۳) عن سمرۃ بن حداد قال "کان رسول اللہ ﷺ إذا صلی صلاة اقل علیا یوحہد" (بخاری: يستقبل الإمام الناس إذا سلم ۱۱۷۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی) قال الأنصری "والصحيح ان معناه انه عليه الصلاة والسلام كان إذا فرغ من الصلوة استقبل المأمومين (مرآة لقاری باب الدعاء فی الشہد ۳۰ ط مکتبہ حبیبہ کاسمی روڈ "کوئٹہ")

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کا حکم

(سوال) فرض نماز کے بعد امام ہند نواز سے دعا ملتا ہے اور مقتدی آمین کہتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں؟ یہ تو ٹھیک ہے کہ سنن و نوافل کے بعد انتظار کرنا اور اجتماعی دعا ملنا سنت کے خلاف ہے مگر فرضوں کے بعد دعا ملنا تو ثابت ہے۔

المستفتی نمبر ۷۹۱ محمد نور (ضلع جندھ) ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ ۲ مارچ ۱۹۳۶ء
(جواب ۵۴۱) اس طریقہ کو نہ مری اور لازمی نہ سمجھا جائے تو مباح ہے مگر سنن و نوافل کے بعد سب کا موجود رہنا اور پھر اس طریقہ سے دعا ملنا یہ واجب الترتیب ہے محمد کفایت اللہ کان اللہ

نماز فجر و جمعہ کے بعد فاتحہ پڑھنے اور مصافحہ کرنے کا حکم

(سوال) یہاں اکثر مقامات پر بعد نماز فجر اور بعد نماز جمعہ وقت دعا پڑھنا اور بعد فاتحہ پڑھنا جاتا ہے اور بعد نماز ایک دوسرے سے مصافحہ کیا جاتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۸۵۶ قاضی حکیم محمد نور الحق (پیرانہ گجر) ۲۱ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۵۴۲) نماز فجر اور نماز جمعہ کے بعد پڑھنا اور بعد فاتحہ پڑھنے اور بعد نماز ایک دوسرے سے مصافحہ کرنے کا کوئی شرعی ثبوت نہیں ہے محمد کفایت اللہ کان اللہ

نماز کے بعد تین مرتبہ دعا کرنا بدعت ہے

(سوال) نماز کے بعد تین، پندرہ، مانگنے سے روکنا کب صحیح ہے؟ ایسا ہی جمعہ کی رات سورۃ الملک پڑھنے سے روکنا اور اس کو بدعت کہنا نیت اجتماعی کے ساتھ ٹھیک ہے؟

المستفتی نمبر ۹۵ مولوی عبدالحلیم (ضلع پشاور)

۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۴۳) نماز کے بعد تین تین بار دعا مانگنے کا اتنا اہم بدعت ہے سورہ ملک کو ہمینست اجتماعی پڑھنے کو رسمہا لینا بھی بدعت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

۱، ولتعلم ان الدعاء المعمول في زماننا من لدعاء بعد لفريضة وافعين ايديهم على الهيئة الكلدانية لم تكن المماثلة عليه في عهده عليه الصلاة والسلام الخ والعرف الشدي على الترمذي ما جاء في كراهية ان يحض الإمام بنفسه بالدعاء ۸۶/۱ ط سعيدي

۲، فراءة الفاتحة بعد الصلاة جبراً يستبعد بدعة الخ، الدر المختار كتاب المحطروا والإباحة فصل في سبع ۴۲۳ ط سعيدي

۳، وقد صرح علمائنا وغيرهم بكونه المصافحة المعادة عقب الصلوات مع ان المصافحة سنة وما ذلك الا لتكرير له لئلا يترك في خصوصه هذا النوع فلمواظبه عليها فيه توهم العواذ بأنها سنة فيه ولذا معوا عن الإحصاء صلاة لرغائب التي أحدثها بعض السعديين الخ ودر المختار باب صلاة الحاضر ۲۳۵ ط سعيدي

ہر نماز کے بعد فاتحہ و اخلاص پڑھ کر ایصال ثواب کرنا

(سوال) ملک دکن میں اکثر مقامات پر جو پیش امام ہوتے ہیں وہ بعد ختم ہو جانے نمازوں کے اس الفاظ کے ساتھ (الفاتحہ) کتاب آخر کے حاضرین مقتدی امام مسجد کے برابر فاتحہ کے لئے ہاتھ اٹھا کر سورۃ الفاتحہ و سورۃ الاخلاص و درود پڑھ کر حضرت سرور کائنات ﷺ کی روح پاک پر ثواب پہنچا کر جمع مومنین و المؤمنات و المسلمین و المسلمات کی روحوں کو بظلیل سرور کائنات جنت جنت میں اس فعل پر ایک شخص مسکن زید انکار کرتا ہے کہ یہ فعل مدامت کرنے کی وجہ سے بالکل ناجائز اور غلط الفاتحہ کا لفظ ہر وقت استعمال کرنا فعل شیطانی ہے؟ المستفتی نمبر ۱۲۱۰ ایم اے رشید۔ ۱۳ رجب ۱۳۵۵ھ یکم اکتوبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۴۴) ہاں نماز کے بعد الفاتحہ کہہ کر مذکورہ سوال عمل کا التزام طریقہ سلف صالحین نہ تھا اور نہ کسی حدیث یا قول صحابی یا قول مجتہد سے ثابت ہے اس لئے اس کو ترک کر دینا ہی لازم ہے ہر شخص کو ہر وقت اختیار ہے کہ وہ جس نقلی عبارت یا نیک کام کا ثواب حضور اکرم ﷺ کو پہنچانا چاہے وہ عمل کرے اور ثواب پہنچائے نہیں اس کو ایک طریقہ لازمہ نہ لینا اور پھر نہ کرنے والے کو طعن و تشنیع کرنا اس کو بدعت اور ناجائز نہایتا ہے (واللہ الموفق) محمد کفایت اللہ کان اللہ

سوال مثل بالا

(سوال) یہاں اس ضلع میں دستور ہے کہ اکثر مساجد میں پیش امام صاحب بعد ختم نماز بگنانہ کے باعوم اور نماز صبح اور مغرب کے باخصوص سورہ فاتحہ اور تین مرتبہ سورہ اخلاص جسکو عام طور سے فاتحہ کہتے ہیں پڑھ کر اس کا ثواب مسلمانوں کی ارواح کو پہنچاتے ہیں تو اس طرح تخصیص کے ساتھ نماز کے بعد فاتحہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۲۸۳ محمد حوزہ خاں صاحب (ضلع دھارواڑ)

۱۹ شوال ۱۳۵۵ھ ۳ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۴۵) فرائض بگنانہ یا ان میں سے کسی خاص نماز (مثلاً نماز فجر یا عصر) کے بعد یہ مروجہ فاتحہ جس کا سوال میں ذکر ہے اس باتم کے ساتھ اصل ہے اس کے لئے آپ رسالہ نفائس مرغوبہ ملاحظہ فرمائیں اس رسالہ میں اس مسئلہ کی پوری تحقیق ہے (۱۰)

و عابعد نماز عید ہے یا خطبہ کے بعد؟

(سوال) ہمارے اطراف میں یہ بات جاری ہے کہ بعض جگہ بعد نماز عیدین امام مع جماعت دعا کرتے ہیں اور بعض مقامات میں خطبہ عیدین کے دعا کرتے ہیں یہ کہتا ہے کہ یہ دعا نہ کرنا چاہیے اور

دیسے لئے کتاب علم فقہ کی یہ عبارت پیش کرتا ہے۔ بعد نماز عیدین کے یا بعد خطبہ کے دعا مانگنا بھی جائز اور ان کے اصحاب اور تاحین سے منقول نہیں اور ان حضرات نے کبھی دعا مانگی ہوئی تو ضرور نقل کی جاتی لہذا غرض اتباع دعا مانگنا دعا مانگنے سے بہتر ہے (علم فقہ جلد دوم ص ۷۳) معتمد مولوی عبدالشکور صاحب لکھنؤ (نیز کتاب مذکور کے اسی صفحہ پر حاشیہ پر یہ عبارت بھی مندرج ہے مولانا شیخ عبدالحی اور مولانا محمد نعیم صاحب مرحوم نے بھی اپنے فتوے میں ایسا ہی لکھا ہے اب سوال یہ ہے کہ ہم حسب حدیث عمل کریں یا نذر کے قول پر۔

المستفتی نمبر ۱۳۱۵، ۱۵ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ ۲۷ جنوری ۱۹۳۷ء
(جواب ۵۴۶) یہ صحیح ہے کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام سے یہ بات منقول نہیں ہوئی کہ نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد دعا مانگتے تھے اس سے ان دونوں موقعوں میں سے کسی کو دعا کے لئے اس خیال سے متعین نہ کرنا کہ اس موقع پر دعا مسنون ہے درست نہیں لیکن بخاری شریف اور دیگر صحاح ستہ کی کتابوں سے یہ ثابت ہے کہ کوئی عام اور اجتماعی دعا ہوتی تھی جس میں تمام عورتیں بھی شریک ہوتی تھیں حالانکہ حائضہ عورتیں نماز سے علیحدہ رہتی تھیں اس لئے دعا کو کل ترک کر دینا اس حدیث صحیح کے خلاف ہو گا پس راجح یہ ہے کہ امام اور جماعت ایک اجتماعی دعا مانگیں خواہ نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد اور جس موقع پر بھی مانگیں اس کو دعا کے لئے مخصوص اور مسنون نہ سمجھیں اور نماز کے بعد دعا مانگنے والے خطبہ کے بعد دعا مانگنے والوں کو دعا مانگنا نہ کریں اور اسی طرح خطبہ کے بعد دعا مانگنے والے نماز کے بعد دعا مانگنے والوں پر طعن نہ کریں۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

دعا نماز کے بعد ہو یا خطبہ کے

(سوال) بعد نماز عید خطبہ دعا مانگنا چاہیے یا نہیں حضور اکرم ﷺ صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا کیا معمول تھا؟ المستفتی نمبر ۱۳۳۳ محمد عزت خاں صاحب (ضلع برہوئی)

۲۲ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ، ۶ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۴۷) عیدین کے اجتماع میں ایک بار اجتماعی دعا مانگنا تو ثابت ہے مگر یہ ثابت نہیں کہ یہ اجتماعی دعا نماز کے بعد یا خطبہ سے پہلے ہوتی تھی یا خطبہ کے بعد اس لئے ایک دعا مانگنا جائز ہے خواہ نماز کے بعد مانگی جائے یا خطبہ کے بعد ان میں سے جس موقع پر مانگی جائے خاص اسی موقع کو دعا کے لئے مخصوص اور مسنون نہ سمجھنا چاہیے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

(۱) عن ام عطیۃ قالت "امرنا ان نخرج فنحرج الحیض والعواتق ودوات الحدور فاما الحیض فیشہدن جماعة المسلمین ودعوتھن وبعزلن مصلاہن (بخاری) باب حروج النساء والحیض الی المصلی ۱۳۳ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۲) عن ام عطیۃ قالت "امرنا ان نخرج فنحرج الحیض والعواتق ودوات الحدور فاما الحیض فیشہدن جماعة المسلمین ودعوتھن (بخاری) باب حروج النساء والحیض الی المصلی ۱۳۴ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

فرض نماز کے بعد امام کس طرف منہ کر کے بیٹھے

(سوال) امام کے لئے بعد فراغ فرائض انحراف عن القبلة ایمن وایسر پہلو پر ہو کر دعا مانگنی ہر ایک پہچکانہ فرض کے بعد مستحب ہے یا محض کے بعد۔ زید کہتا ہے کہ ہر ایک پہچکانہ فرض کے بعد انحراف عن القبلة کرنا مستحب ہے خالد کہتا ہے کہ صرف عصر و فجر کی نماز کے بعد مستحب ہے۔ دلیل میں فتاویٰ در مختار مطبع احمدی کی یہ عبارت پیش کرتا ہے۔ وفي الخاتبة يستحب للامام التحول يمين القبلة يعني يسار المصلي للشفل. نیز نور! یناح نزل الثوی تقریر وحاشیہ ترمذی شریف حوالہ فتح القدیر شرح منیہ کبیری وغیرہ پیش کرتا ہے عبارت مذکورہ بالا کا واضح مطلب و اہناف فقہاء کرام کا محقق و مفتی یہ قول مع حوالہ کتب نقل عبارت کے ساتھ تحریر فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی نمبر ۱۵۵۱ محمد حبیب حسین و محفوظ اسریم (صوبہ بہار)

۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۹ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۴۸) فرائض کے بعد دعا کے لئے دائیں یا بائیں مڑ کر بیٹھنا دونوں طرح جائز ہے خواہ کوئی نماز ہو عصر و فجر کی تخصیص نہیں ہے عبارت منقول سوال تو جگہ بدلنے کے متعلق ہے اس میں للشفل کا لفظ اس کی دلیل ہے کہ وہ سنن و نوافل کے لئے تحول کو مستحب بنانے کے متعلق ہے اور یہ قول ملاحظہ و مکرہ للامام الشفل فی مکانہ لا للمؤتم کے بیان کیا گیا ہے اور منیہ سے رد المحتار میں یہ عبارت منقول ہے۔ ان کان فی صلوٰۃ لا تطوع بعدها فان شاء انحراف عن یمنہ او یسارہ او ذهب الی حوائجہ او استقبل الناس بوجہہ وان کان بعدها تطوع وقام یصلیہ یقدم او یتا حراو ینحرف یمنہ او شمالا او یدہب الی بیتہ فیطوع ثمہ. ۱۰۵. یعنی اگر ایسی نماز ہو جس کے بعد نفل میں مثلاً عصر و فجر تو چاہے دائیں جانب مڑے چاہے بائیں جانب یا چاہے تو اٹھ کر اپنے کام کو چلا جائے یا لوگوں کی طرف منہ کرے اور اگر ایسی نماز میں ہو جس کے بعد سنن و نوافل ہیں اور کھڑے ہو کر سنت یا نفل شروع کر دے تو آگے بڑھ جائے یا پیچھے ہٹ جائے یا دائیں جانب یا بائیں جانب بھر جائے یا گھر میں جا کر سنن و نوافل پڑھے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

مغرب کی نماز کے بعد دعا مختصر او عام مانگی جائے

(سوال) زید کہتا ہے کہ ہر نماز کے بعد خلوص دل سے اور حضور قلب کے ساتھ گزرا کر دعا مانگنی چاہیے اور بحر کا کہنا ہے کہ مغرب کی نماز میں زیادہ دعا مانگنا ضرور ہے بلکہ سلام پھیر کر منہ پر ہاتھ پھیر لینے چاہئیں دونوں میں سے کون سی صورت بہتر ہے دعا مانگنی چاہیے یا صرف سلام پھیر کر منہ پر ہاتھ پھیر لینے چاہئیں۔

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی۔

(جواب ۵۴۹) ”غرب کے بعد نیتہ دعا، تکبیر وغیرہ دعا کے صرف ہاتھ منہ پر پھیر لینا فضول ہے۔“
محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

نماز کے بعد بآواز بلند کلمہ کا ورد
(سوال) ایک شخص جو نیت کا پابند نہیں ہے اور جب کبھی وہ نماز پڑھتا ہے تو بآواز بلند کلمہ توحید پڑھتا ہے وہی شخص فرض یا جماعت کے فوراً بعد کلمہ توحید پڑھے تو مستحب ہے یا بدعت؟
المستفتی نمبر ۲۰۵۱ ظفر پیر خاں صاحب (بردوی) ۱۰ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۵ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۵۵۰) ”آواز بلند کلمہ شریف پڑھنا صحیح ہے مگر اس کو لازم کر لینا درست نہیں۔“
محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

بعد نماز عید و عائلت ہے یا نہیں؟

(سوال) بعد نماز عیدین نبی کریم ﷺ سے دعا ثابت ہے یا نہیں بر تقدیر عدم ثبوت دعا جائز یا مستحسن ہے؟
نہیں اگر جائز ہو تو کیوں اور ناجائز ہے تو کس بناء پر۔ نیز اگر بعد خطبہ کے بھی دعا کی جائے تو کیا حرج ہوگا؟
المستفتی نمبر ۲۰۶۶ مولوی شیر احمد صاحب (سورت) ۱۹ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۴ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۵۵۱) عیدین کی نماز یا خطبہ کے بعد خصوصی طور پر دعا مانگنے کا کوئی صریح ثبوت نہیں ہے لیکن بخاری اور دیگر صحیح ست کی اس حدیث میں جو عورتوں کو عیدین میں جانے اور لے جانے کے متعلق ہے یہ الفاظ وارد ہیں۔ فلیشهدن الحیر و دعوة المؤمنین ولیعزلن المصلی، یعنی عورتیں بھی جائیں اور بچی اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہو جائیں ہاں نماز سے علیحدہ رہیں اسات اتنا نکلتا ہے کہ ایک اجتماعی دعا مانگا لیا جوتی تھی لیکن نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد اس کا پتہ کسی روایت سے نہیں ملا پس ایک اجتماعی دعا نماز یا خطبہ کے بعد کر لینا تو ٹھیک ہے لیکن جہاں پر کی جائے اس جگہ کی خصوصیت کو مسنون نہ قرار دیا جائے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

دعائیں ”حینا ربنا بالسلام“ کا اضافہ

(سوال) نماز کے بعد جو دعائیں ”مستون اللہم انت السلام میں جو جملہ حینا ربنا بالسلام عوام پڑھا

(۱) ویکره تأخیر السجۃ إلا بقدر اللہم انت السلام الخ (الدر المحتار باب صفة الصلاة ۱/ ۵۳۰ ط سعید)

(۲) وإذا کبر وابتعد الصلاة علی اثر الصلاة فإنه یکره وانه بدعة (عالمگیری۲ الباب الرابع فی الصلاة والدکرو التسلیم ۳۱۹/۵ ط عابدیہ)

(۳) (بخاری باب حروک البدن والحیض إلی المصلی ۱۳۳ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

کرتے ہیں آنجناب کو معصوم ہے کہ حدیثوں میں اس دعا میں یہ جملہ نہیں ہے حینا بمعنی احینا (بمیں زندہ رہے) لیتے ہیں کیا اس کا کوئی ثبوت جناب کی تحقیق میں کتب سنت سے ملتا ہے دنیا کی کافی نسخہ اس قسم کا جملہ یعنی حینا کے ساتھ بالسلام کا ہونا عربیت میں صحیح اور ثابت ہے؟

المستفتی نمبر ۲۱۵۶ مولوی غلام قادر صاحب مظفر گڑھ۔

۲۶ شوال ۱۳۵۶ھ ۳۰ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۵۲) حینا ربنا بالسلام روایت تو محدث نہیں مگر معنی اور عربیت کے لحاظ سے غلط نہیں ہے۔ قال الفراء حیاك الله ابقاك الله و حیاك الله اى ملكك الله و حیاك الله اى سلمه عليك (لسان العرب) ۱، وفی موضع آخر یقال احياء الله وحياء بمعنی واحد اس تصریح سے ثابت ہوا کہ حینا دسا بالسلام کے معنی احینا و ابقا کے صحیح ہیں۔ وفی المروئیة تحینی بالسلام اخر عمر الخ محمد کفایت اللہ کان اللہ ولہ دہلی

امام سلام کے بعد کس طرف منہ کر کے بیٹھے؟

(سوال) امام کو بعد نماز صبح و عصر نہیں از سلام دووں جانب شمالی مڑ کر بیٹھنا چاہیے یا گاہے شمال رولور کا ہے سمت جنوب اور کبھی پشت بقبعد بیٹھنا لازم ہے ایک ہی رخ کے اختیار کر لینے کی نسبت کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۳۲۹ مولوی محمد درانی صاحب۔ گورکھ پور چھاتی۔

۲۲ شوال ۱۳۵۷ھ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۵۳) امام کو تینوں صورتوں پر گاہے عمل کرنا چاہیے کبھی دائیں طرف مڑے، کبھی بائیں طرف اور کبھی مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے کسی ایک بیت کو اعتقاد یا عملاً لازم کر لینا مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ ولہ دہلی

نماز کے بعد دعا کتنی دیر تک مانگی جائے؟

(سوال) نماز کے بعد امام کو دعا کتنی دیر مانگنی چاہیے؟

(جواب ۵۵۴) دعا اتنی مانگی جائے کہ مقتدیوں پر شق نہ ہو اور ان کو تطویل ناگوار نہ ہو (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ ولہ دہلی

(۱) ۲۱۷/۴ ط دار صادر بیروت لندن

(۲) ان کد فی صلاة لا تطوع بعدها فان شاذ الحرف عن سببہ از سببہ او دھب الی حو نھ او اسفل الناس لوجھہ وان کد بعدھا تطوع و فادہ یصلیہ ببقدم او بناحر او یحرف یمناً و شمالاً الخ (رد المحتار باب صفة الصلاة ۵۳۱/۱ ط سعید)

(۳) ویکرہ ناحیر الا یقدر اللھم است السلام الخ (رد المحتار باب صفة الصلاة ۵۳۰ ط سعید)

بعد نماز دعائیں ”ربنا و تعالیٰ“ کی زیادتی

(سوال) بعد نماز کے جو دعائیں پڑھی جاتی ہے اس میں تبارک کے بعد ربنا و تعالیٰ بھی شامل ہے یا نہیں؟
(جواب ۵۵۵) نماز کے بعد یہ اغاظ ثلاث ہیں۔ اللھم انت السلام و منك السلام تبارک یا ذو الجلال والاكرام (کذا فی المشکوٰۃ ص ۸۸)، اگر لفظ و تعالیٰ بھی ملا لیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ اسے مسنون اور ماثور اعتقاد نہ کرے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ، دہلی

فرض نماز کے بعد کتنی دیر تک دعا مانگی جائے؟

(المجمیعہ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ہر ایک فرض نماز کے بعد دعا کتنا پڑھے اور نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے یا نہ پڑھے اور فرض نماز کے بعد دعا سے پہلے آیت الکرسی پڑھنا ہے یا کہ نہیں؟

(جواب ۵۵۶) جن نمازوں کے بعد سنت مؤکدہ ہے ان کے بعد مختصر دعا کرنی چاہیے اور جن کے بعد سنت نہیں ان کے بعد جتنی دعا کرے اختیار ہے آیت الکرسی دعا سے پہلے پڑھ لینے میں بھی مضائقہ نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ

”اللھم یا واجب الوجود“ کہہ کر دعا کرنا

(المجمیعہ مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۳۵ء)

(سوال) اللھم یا واجب الوجود سے خدا کو مخاطب کر کے دعا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۵۷) اللھم یا واجب الوجود دعائیں کہنا جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

سنن و نوافل کے بعد دعا کے بارے میں مفصل بحث

(سوال) (ماخوذ از مجموعۃ التفاسیر الخ) غویہ فی حکم الدعاء، حد المکتوبہ۔ مرتبہ حضرت مفتی اعظم مطبوعہ ۱۳۳۳ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض شہروں میں یہ طریقہ ہے کہ نماز کے سلام کے

(۱) ”مسلم“ باب استحباب الذکر بعد الصلوة و بیان صفتہ ۱ ۲۱۸ ط قدیمی کتب خانہ کراچی (مشکوٰۃ) باب الذکر بعد الصلوة الفصل الاول ص ۸۸ ط سعید

(۲) ”القیام إلى اداء السنة التي تلي الفرض متصلاً بالفرض مسنون غير أنه يستحب الفصل بينهما كما كان عليه السلام إذا سلم بمكث قدر ما يقول "اللهم انت السلام و منك السلام ... ثم يقوم إلى السنة و يستحب أن يستقبل بعده أى بعد التطوع و عقب الفرض إن لم يكن بعده نافلة يستقبل الناس و يستغفرون الله العظيم ثلاثاً و يقرؤون آية الكرسي و يقرؤون المعوذات الخ (مرآة العلال) فصل في صفة الأدكار الواردة بعد صلاة الفرض و فصلها و غیرہ“ ص ۱۸۶ نو ۱۸۸ ط مصر

بعد لام صرف اللهم انت السلام الخ پڑھ کر کھڑے ہو جاتا ہے پھر سنتیں پڑھ کر لوگ مع لام کے دعا مانگتے ہیں امام اگر سنن و نوافل سے فارغ بھی ہو جائے اور وہ پڑھ رہا ہو تو اسے انتظار کرنا پڑتا ہے پھر سنتا ہے کہ کہہ کر امام زور زور سے دعا مانگتا ہے اور وہ کہتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اس طریقہ دعا کا حدیث شریف و فقہ سے ثبوت ہے یا نہیں؟ اور اگر ضروریہ امام میں اس طرح ہوتا ہے کہ فرض کے بعد ہم اللهم انت السلام الخ کے ساتھ وہ جنس اور بھی سنتے دعا میں پڑھتا ہے اور یہ حویہ نہیں پڑھتا اس پر جنس لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ فرض اور سنتوں کے درمیان میں سوائے اللهم انت السلام الخ کے اور دعاؤں کو فقہانے مکرہہ سمجھتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ آیا یہ اعتراض صحیح ہے یا غلط؟ اور فرض کے بعد جمعی طور پر دعا مانگنا افضل ہے یا سنتوں اور نفلوں سے فارغ ہونے کے بعد؟ جن کے پاس یہ مسئلہ نہ ہو تو جواب دہ ہو کر فرمائیں۔
المستفتی: خاں خاں حاجی دلاور بخش و سلف نمبر ۴۸۸ مرچنٹ اسٹریٹ۔ رتھون

(جواب ۵۵۸) اللهم ارما الحق حقا وارزقنا اتباعه وارما الباطل باطلا وارزقنا احتسابه سوال مذکور میں کئی باتیں جواب طلب ہیں (۱) اس لیے کہ سنتوں میں سے دعا لوگوں کا اجتماعی طور پر دعا کرنا عادت ہے یہ سنتیں (۲) دور سے یہ کہ فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے دعا مانگنے کا احادیث و فقہ سے ثبوت ہے یا نہیں (۳) تیسرے یہ کہ فرضوں کے بعد اس قدر دعا چاہنا اور نہ نہ ہے۔

ان باتوں کی توضیح تفصیل تین فصلوں میں کی جاتی ہے۔ باب فی التوفیق
فصل اول

سنن و نوافل کے بعد دعا۔ اجتماعی ثبوت ہے یا نہیں؟
جانب چاہیے کہ احادیث و فقہ سے کہیں یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ قرآن مجید میں دعا کا یہ طریقہ تھا کہ سنتیں پڑھ کر ساری جماعت دعا مانگتی ہو اور سب اس پر یہ قیود اور بڑھ جائیں کہ امام لوگوں کے فارغ ہونے تک ان کا انتظار کرے اور پھر اتحاد پند آواز سے کہہ کر دعا شروع کرے تو اس طریقہ کا طریقہ جدید و محدث ہونا اور بھی پختہ ہو جاتا ہے۔

پھر اس پر اگر اس انداز میں دعا مانگنا بھی کر لیا جائے جو بعض اطراف میں مشاہد ہے کہ اس طریقہ دعا کو ضروری سمجھتے ہیں اور نہ کرنے والے کو مامت کرتے ہیں تو پھر اس سے بدعت ہونے میں کسی طرح کا شک و شبہ باقی نہیں رہتا کیونکہ شریعت مقدمہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی امر میں یہ مستحب و بھی ضروری سمجھ لیا جائے اور اس پر اصرار کیا جائے تو وہ بدعت ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہونے کے بعد دائیں اور بائیں دونوں جانبوں کو مڑ کر بیٹھتے تھے کبھی دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص سیدھی جانب مڑنے کو ضروری سمجھے تو اس نے اپنی نماز میں شیطان کا حصہ بھی ہاویا (ترندی شریف میں یہ روایت موجود

(ب) دیکھو سیدھی طرف مڑنا تو آئینہ تہمت ہے لیکن باوجود اس کے اسے ضروری سمجھنے کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ شیطان کا حصہ فرماتے ہیں۔

طیبی نے حاشیہ مشکوٰۃ میں اسی حدیث پر لکھا ہے۔

فيه ان من اصر على امر مدوب وجعله عزمًا ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال فكيف من اصر على بدعة او مكر انتهى. (كذافي السعاية).

یعنی اس حدیث میں اس بات پر ولایت ہے کہ جو شخص امر مشدوب پر اصرار کرے اور اسے لازم سمجھے۔ اور رخصت پر عمل نہ کرے۔ و شیطان اس کے گمراہ کرنے میں کامیاب ہو گیا پھر اس کا تو ذکر ہی کیا ہے جو کسی بدعت یا منکر پر اصرار کرے۔ انھیں

یعنی جب کہ ان امور میں جو بلاشبہ یا اجتہاد میں التزام کرنا اور ضروری سمجھنا ان امور کو ناجائز اور بدعت مانا ہے تو جن کا ثبوت بھی نہ ہواں کا التزام ادا کرنا اعلیٰ درجہ کی بدعت ہوگی اور اس طریقہ وہ کاحديث وقتہ میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ومن ادعى فعلية البيان بليغ الحديث في غور کرنے سے اس طریقہ کی نفی ثابت ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں افضل الصلوة المرء فى بيته الا المكتوبة (رواہ ابن ماجہ، ابوداؤد، ترمذی، بیہقی، مسلم، ابو یوسف، بن ماجہ) یعنی آدمی کی افضل نماز وہ ہے جو گھر میں پڑھے سوئے فرض نماز کے یعنی فرض نماز کے سوا باقی تمام نمازیں گھر میں پڑھنا افضل ہے۔

و عن عبد اللہ بن سعد الانصاری رضی اللہ عنہ قال سألت رسول اللہ ﷺ ایما افضل الصلوة فی البیت او الصلوة فی المسجد قال لان اصلی فی بیتی احب الی من ان اصلی فی المسجد الا ان تكون صلوة مکتوبة (رواه ابن ماجہ ۶ والترمذی ۷ فی شمانہ)

(ترجمہ) عبد اللہ بن عبد الصمدی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ نماز مسجد میں افضل ہے یا گھر میں فرمایا۔ مجھے گھر میں نماز پر مستحیضہ محبوب ہے مسجد میں نماز پڑھنے سے۔ گھر پر نماز فرض ہو (لکن ماجہ نے سنن میں پور ترمذی نے شامل کی روایت کیا)

و عن عبد الله بن شقيق قال سألت عائشة عن صلاة رسول الله ﷺ فقالت كان يصلي في بيتي قبل الظهر اربعاً ثم يخرج فيصلّي بالناس الظهر ثم يدخل فيصلّي ركعتين ثم يخرج فيصلّي بالناس العصر و يصلي بالناس المغرب ثم يدخل فيصلّي ركعتين ثم يصلي بالناس

(۱) (باب صفۃ الصلاة ۲ ۲۶۳ ط سہیل اکیڈمی، لاہور)

(٢) (داعاءاء فى فصل صلافة النطوع فى البيت ١٠١٠ ط سعيد)

۳. باب ما یکرده من کثرت سب و کثف ملا بهید ۲ ۱۰۸۳ ط قدیمی کتب حایه کراچی ۱

۱. (باب اسحاب صلوة اللہ علیہ منہ وحوارہ فی المسجد ۱ ۲۶۵ ط قدوسی کتب خانہ کراچی)

(٥) (ابو داؤد) باب صلاة الرجل استطوع في بيته ١٥٦/١ مكتبة المصاحف، ملتان)

(۶) (باب ماحاء فی التطوع فی البیت ص ۹۸ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(٧) (عاب صلاة التطوع في البيت من ٢٠ ط سعد)

العتاء ویدخل فی بیئ فیصلی رکعتین (رواہ مسلم، ابوداؤد، والامام احمد (۳))

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن شفیق روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے آنحضرت ﷺ کی نماز کا حال پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ میرے گھر میں مکہ سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ پھر باہر تشریف لے جاتے اور لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھاتے پھر اندر تشریف لاتے اور دو رکعتیں پڑھتے پھر (عصر کے وقت) باہر جاتے اور عصر کی نماز پڑھتے اور (مغرب کے وقت) مغرب کی نماز پڑھتے پھر اندر آدو رکعتیں پڑھتے پھر دو رکعتیں اور (عشاء کی نماز پڑھتے اور میرے گھر میں آدو رکعتیں پڑھتے۔

پہلی دونوں حدیثیں اس امر کی تصریح دیکھیں کہ سنن و نوافل گھر میں پڑھنا مسجد میں پڑھنے سے افضل ہے اور تیسری حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ فرض نمازوں کے بعد وائی سنتیں جی گھر میں تشریف لے جاتے پڑھتے تھے اور جب کہ رسول اللہ ﷺ کا خود اس پر عمل تھا اور صحابہ کرامؓ کو بھی آپ نے یہ فرمایا اور تعلیم فرمائی تھی کہ سنن و نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے تو حاجب یحییٰ نے کہ صحابہ کرامؓ بھی سنتیں ظہر کے لئے گھر میں پڑھتے تھے ان کے لئے شہداء اور کوئی شخص مسجد میں سنتیں پڑھتا تو گناہ پھر کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت ﷺ گھر میں سنتیں پڑھ کر دوبارے لئے مسجد میں تشریف لاتے ہوں یا صحابہ اپنے گروں سے سنتیں پڑھ کر دوبارے لئے مسجد میں دوبارہ آتے ہوتے ہوں اور حاجب نے نظر بھی اس دوبارہ جمع ہونے و جمع ہونے اور مشکل سمجھتی ہے بہر حال جب کہ روایتوں سے صراحت اور اشارہ یہ بات ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ سنتیں مکان میں پڑھتے تھے تو سنتوں کے بعد پھر مسجد میں تشریف لائے اور دعا کرنے کا جو دعویٰ کرے اس کا ثبوت اس کے ذمہ ہے نیز امام کا زور زور سے دعا مانگنا بھی مکرہ ہے اگرچہ تنزیہی اور خلاف اوقاف ہے لیکن اس کے اختیار کرنے اور بدعت نہ کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے مکرہ بہر حال مکرہ ہے اسے چھوڑنا ہی بہتر ہے اور لوگوں کو یہ بات اور بہتری اس کے خلاف میں ہے۔

بہذہ الاخبار اجمع العلماء علی استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ لکھم احتلوا فی موضعین الاول فی انہ ہل یجہر بیا ام یسر فاختار ابن حزم الجہر اخذاً بحديث ابن عباس الصریح فی الجہر واختار غیرہ السرو حملوا حدیث ابن عباس علی الجہر احبانا بیاناً للجوازو بعضهم حملوه علی انہ کان فی سفر العزوة لا رهاب العدو کدافی عمدۃ القاری وغیرہ انتہی (سعیۃ) (۱)

(۱) باب حوار النافعة قانما وعدۃ ۱ ۲۵۲ ط قدیمی

(۲) ابواب الطلوع و رکعات السنة ۱/۱۹۵ ط امدادیہ ملتان

(۳) مسند الامام احمد ۶/۳۰ ط دار صادر للطباعة والنشر بیروت لبنان

(۴) باب صفة الصلوة لکل جہر الذکر لا ۲۶۰ ط سہیل اکیڈمی لاہور

یعنی ان حدیثوں کی وجہ سے (جو راویوں بعد الصلوة کے بارے میں منقول ہیں) ہمارے اس پر اتفاق کیا ہے کہ نماز کے بعد اگر وہ مستحب ہے پھر دو باتوں میں اختلاف ہوا ایک یہ کہ آیا اذکار اور دعاؤں کو جہاں یعنی زور سے پڑھا جائے یا آہستہ تو ان حزمہ میں ان عباسی حدیث کی وجہ سے جہر کو اختیار کیا اور ان کے علاوہ لوگوں نے سرائقی آہستہ کو پڑھنے کو اور انہوں نے حضرت ابن عباسؓ کی حدیث کا جواب یہ دیا کہ آنحضرت ﷺ کبھی کبھی بغرض تعلیم جہر فرمایا کرتے تھے یا یہ کہ جہاد کے سفر میں دشمنوں کو خوف دلانے کے لئے جہر فرماتے تھے عمدۃ القاری شیخ بخاری میں حادہ یعنی نے اس طرح ذکر کیا ہے اور ان کے علاوہ اور ۱۰۰ نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے۔

اذا دعا بالدعاء المستور حبرا و حبر معد القوم ايضا ليتعلموا الدعاء لانس به واد تعلموا يحكون الحبر مدعة انتہی (منازیہ کدافی السعایۃ) ۱۰

یعنی قہری ہزارہ میں یہ ہے کہ اگر امام دعا پڑھتا ہے اور وہ بھی زور زور سے پڑھتا ہے اور اس لئے کہ وہ کوئی چیز میں تو پتہ مضائقہ نہیں اور جب کہ لوگ سیکھ جائیں پھر زور زور سے پڑھنا بدعت ہے۔

پس واضح ہو گیا کہ منقول ووافل کے بعد دعا مانگنے کے طریقہ مذکورہ سوال کا حدیث و فقہ میں کوئی ثبوت نہیں۔

رہا اس کا حکم تو وہ یہ ہے کہ اگر اس میں کسی طرح کا استہزام نہ ہو اور اسے بیخبر اور افضل نہ سمجھا جائے اور اس کے تدارک پر ملامت نہ کی جائے اور اہل حق کا اتمام نہ کیا جائے اور امام کو اس کے لئے مقید نہ کیا جائے تو حد سنتوں کے جو لوگ اتفاقاً سو پر موجود ہوں اور وہ دعا مانگ لیں تو جائز ہے۔ لیکن نماز کے حد سنتوں سے پہلے سب کو دعا مانگنا بیخبر اور افضل ہے۔

فصل دوم

(فروضوں کے بعد دعا مانگنے کا ثبوت)

اس بارے میں حدیث و فقہ سے اس امر کی شدت ملتی ہے کہ فرائض کے بعد دعا مانگنا ہر طریقہ نہ صرف جائز بلکہ افضل ہے۔

(حدیث دعا بعد فرائض)

حدیث (۱) ای الدعاء اسمع فقال رسول اللہ ﷺ حوف الليل الاخرو دبر الصلوة المکونات (رواہ الترمذی)

یعنی اس وقت میں نماز کے بعد دعا مانگنا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات کے آخری حصہ کی دعا

نور قریش نمازوں کے بعد کی دعا۔ (ترمذی)۔

حدیث (۲) عن المغيرة بن شعبه قال ان رسول الله ﷺ كان اذا فرغ من الصلوة وسلم قال لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منع ولا ينفع ذا الحد منك الحد ولفظ البخارى فى كتاب الاعتصام انه ﷺ كان يقول هذه الكلمات دبر كل صلوة ولفظ البخارى فى كتاب الصلوة فى دبر كل صلوة مكتوبة ارواه البخارى ۰ ومسلم ۰ وابوداؤد ۱ والنسائي ۰

مفید ۰ بن شعبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو اور سلام پہنچتے تو یہ دعا پڑھتے تھے لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منع ولا ينفع ذا الحد منك الحد بخارى میں کتاب الاعتصام میں اس روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ یہ کلمات ہر نماز کے بعد کہتے تھے اور بخارى کی کتاب اصولوں میں یہ روایت ان غلوں سے ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد یہ الفاظ کہتے تھے۔

اس حدیث سے ہر فرض نماز کے بعد دُعا مانگنا ثابت ہوتا ہے خواہ اس کے حد نہیں ہوں یا نہ ہوں۔ اسی طرح الفاظ اسم سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سنتوں سے پہلے یہ دعا پڑھتے تھے۔

حدیث (۳) وعن ابى امامه انه قال ما دنوت من رسول الله ﷺ فى دبر كل صلوة مكتوبة ولا نطوع الا سمعته يقول اللهم اعف عني ذنوبي وخطاياي كلها اللهم اعسنى واجرنى واهدني لصالح الاعمال والا حلاق انه لا يهدي لصالحها ولا يصرف سيئها الا انت. (احرحه اس السى فى عمل اليوم والليلة كذا فى التحفة المروغية ۶)

مفید ۰ ابوامامہ سے روایت ہے کہ میں جب کبھی کسی فرض یا نفل نماز کے بعد آپ کے قریب ہوا تو میں نے آپ سے نہ سنتی نہ نہی نہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی نہ اللہ تعالیٰ سے شکریاں ادا کیں (باقی حدیث میں پڑھو)

(تتمہ نمونہ میں ہے کہ اس حدیث میں ان السی سے اپنی کتاب عمل اليوم والليلة میں ذکر کیا ہے)

حدیث (۴) وعن عبد الله بن الربيع ان السى ﷺ كان يقول فى دبر الصلوات لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير لا حول ولا قوة الا بالله لا اله الا الله ولا بعد الا اياه له العزة وله الفضل وله الثناء الحسن الحميل لا اله الا الله محليصين له الدين

(۱) (باب احاديث شتى من ابواب الدعوات فى دعاء المريض ۱۸۷/۲ ط سعید)

(۲) (باب الذكر بعد الصلاة ۱۱۷ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۳) (باب استحباب الذكر بعد الصلاة ۲۱۸ ط قدیمی)

(۴) (باب ما يقول الرجل اذا سلم ۲۱۸ ط امدادیہ ملتان)

(۵) (نوع آخر من القول عند انقضاء الصلاة ۱۵۰/۱ ط سعید)

(۶) (ص ۹ ط لجنة التصيف والتأليف لدار العلوم العتبة الكراتشي لمر ۳۸)

ولو کره الکافرون . (رواه مسلم) ۱۰

حضرت عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازوں کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔ لا الہ الا اللہ الخ (باقی دعا حدیث میں دیکھو)

حدیث (۵) وعن ابن السی تکتہ کان اذا صلی و فرع مسح بيمينه علی راسه وقال بسم اللہ الذی لا الہ الا هو الرحمن الرحیم اللہم اذهب عني الهم والحزن .

(رواه الطبرانی والبیہقی . کذا فی السعیۃ) ۲۱

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے اور فارغ ہوتے تو سیدھا ہاتھ اپنے سر پر ملے اور یہ دعا پڑھتے۔ بسم اللہ الذی لا الہ الا هو الرحمن الخ .

حدیث (۶) وعن ابن السی قال ما صلی رسول اللہ ﷺ ہا الا قال حی اقبل علینا بوحبہ اللہم ابی اعوذک من کل عمل یحزنی واعوذک من کل صاحب یردنی واعوذک من کل عمل یلہی عنی واعوذک من کل فقر یشی واعوذک من کل غی یطغی .

(رواه البیہقی وابو یعلی . کذا فی السعیۃ) ۳۱

حضرت انس سے روایت ہے کہ اسوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب کبھی ہمیں نماز پڑھانی تو ہماری طرف منہ رہے یہ دعا پڑھتے۔ اللہم ابی اعوذک من کل عمل الخ

حدیث (۷) وعن علی قال کان السی تکتہ اذا سلم من الصلوٰۃ قال اللہم اغفر لی ما قدمت وما احثرت وما اسررت وما اعلمت وما انت اعلم بہ منی انت المقدم والمؤخر لا الہ الا انت . (رواه ابو داؤد) ۱

حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کا سلام پکھیتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اللہم اغفر لی الخ

حدیث (۸) وعن ثوبان ان السی تکتہ کان اذا اراد ان یصرف من صلوٰۃ استغفر ثلاث مرات ثم قال اللہم انت السلام الخ (رواه ابو داؤد) ۵۱

حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے لوٹنے پر تھے تو تین مرتبہ گفتار پڑھتے۔ چہ فرماتے۔ اللہم انت السلام الخ

حدیث (۹) وعن رید بن ارمہ قال کان رسول اللہ ﷺ یقول فی دبر کل صلوٰۃ اللہم ربنا ورب

(۱) (باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ) ۱/۲۹۸ ط قدیمی

(۲) (باب صفۃ الصلاۃ) ۲/۲۵۹ ط سیل اکیمی لاہور

(۳) (باب صفۃ الصلاۃ) ۲/۲۶۰ ط سیل اکیمی لاہور

(۴) (باب ما یقول الرجل اذا سلم) ۱/۲۹۸ ط امدادیہ ملتان

(۵) (باب ما یقول الرجل اذا سلم) ۱/۲۹۸ ط امدادیہ ملتان

کل شی انا شهید انک الرب لا شریک لک اللهم ربنا و رب کل شی انا شهید ان محمدا عبدک و رسولک اللهم ربنا و رب کل شی انا شهید ان العباد کلهم احوة اللهم ربنا و رب کل شی اجعلنی محلصا لک و اهلی فی کل ساعة من الدنیا والاخرة یا ذا الجلال والاكراد اسع واستجب الله الاکراه الاکبر الله یور السموت والارض الله اکبر الاکبر حسی الله و نعم الوکیل الله اکبر الاکبر (رواه ابو داؤد ، و الترمذی ، و السانی ، و احمد . ۳)

زید بن رقیب نے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔ اللهم ربنا و رب کل شی الخ۔

(۱۰) و عن عقیة بن عامر قال امرنی رسول الله ﷺ ان اقرأ للمعوذات ذبر کل صلوة (رواه ابو داؤد) (۱۰)

حضرت عقیب بن عامر فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہر نماز کے بعد معوذات پڑھا کر دوں۔ (معوذات سے مراد تین صورتیں ہیں۔ قل اعوذ برب الناس قل اعوذ برب الفلق قل هو الله احد)

(۱۱) اخرج الطبرانی من رواية جعفر بن محمد الصادق قال الدعاء بعد المكتوبة افضل من الدعاء بعد النافلة كفصل المكتوبة على النافلة انتهى (کذا فی السعابة ، نقلاً عن المواهب للقسطلانی نقلاً عن الحافظ ابن حجر)

طبرانی نے حضرت امام جعفر بن محمد صادق کی روایت سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ فرضوں کے بعد نافلة نوافل کے بعد نافلة افضل ہے جس قدر نوافل نوافل سے افضل ہیں۔

پور نماز کے بعد انکار اور دعا کے بارے میں بے شمار روایات کتب احادیث میں موجود ہیں ہم نے صرف ان چند احادیث پر اکتفا کیا کہ طہیب حق کے لئے اس قدر بھی کافی ہیں ان احادیث سے یہ باتیں ثابت ہو گئیں۔

(۱) رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد فرماتے: مرد عانتے۔ دیکھو حدیث نمبر ۲۳۴
(۲) نماز فرض کے بعد دعا کی مقبولیت کی زیادہ امید ہے کیونکہ یہ وقت خاص مقبولیت و ماکابہ دیکھو حدیث نمبر ۱۱۱۔

(۱) (ایضاً حوالہ صفحہ مگر ششہ حاشیہ ۵)

(۲) (ایضاً)

(۳) مسند الإمام احمد ۴: ۳۹۹ دار صادر للطباعة والنشر بیروت لبنان

(۴) (باب فی الاستعانة ۱: ۲۲۰ طبع امدادیہ ملتان)

(۵) (باب صفة الصلاة ۲: ۲۵۸ طبع مہل)

(۳) فرض نماز کے بعد وہاں ان فرضوں سے مخصوص نہیں ہے جن کے بعد سنتیں نہ ہوں بلکہ تمام فرضوں کے بعد دعا ثابت ہے انہوں ان کے بعد سنتیں ہوں یا نہ ہوں۔ دیکھو حدیث نمبر ۱۰۳ و ۱۰۶ و ۱۰۸ و ۱۰۹ کہ ان حدیثوں میں کل صلوٰۃ کا نظام موجود ہے جو ہر نماز کو شامل ہے۔

(۴) آنحضرت ﷺ کی حدیث شریفہ یہی نہ تھی کہ اللھم انت السلاۃ و ملک السلام الخ پڑھتے ہوں بلکہ اور وہاں میں بھی آپ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہیں دیکھو حدیث نمبر ۲ سے ۱۰ تک۔

(۵) وہاں جو آنحضرت ﷺ سے فرائض کے بعد ثلث ہیں وہ مقدار میں بھی اللھم انت السلام الخ سے بڑھی ہوئی ہیں بعض کم بعض زیادہ دیکھو حدیث نمبر ۲-۳-۳-۶-۹-۱۰۔

(۶) فرضوں کے سلام کے بعد سنتوں سے پہلے آنحضرت ﷺ سوائے اللھم انت السلام الخ کے اور وہاں بھی جو اس سے بڑی ہیں پڑھتے تھے دیکھو حدیث نمبر ۲-۳-۴-۵-۸۔

الحاصل ان تمام روایات سے یہ بات صراحت کے ساتھ ثابت ہو گئی کہ فرائض کے بعد وہاں آنحضرت ﷺ کا طریقہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی سنت ہے اور اس کی مقبولیت کی امید بھی زیادہ ہے اور یہ کہ اللھم انت السلاۃ الخ سنن قد رزیہ و قد رآہ وہاں بھی پڑھتے اور خود سرور کو نین شیع الذین انت سے ثابت ہے۔

روایات فقہیہ شیوت و عابعد فرائض

(۱) قال فی شرحہ الاسلاۃ و بعنہ ای المصلی الدعاء بعد المكتوبة

(انتہی کذا فی التحفة المرغوبہ) (۱)

شرحہ الاسلام میں ہے۔ اور تنہیت کہتے نماز پڑھنے والا دعا کو بعد نماز فرض کے

(۲) فی مفتاح الجنان . قوله بعد المكتوبة ای قبل السنة . انتہی

(کذا فی التحفة المرغوبہ ۲ . والسعاية ۴)

من حق ابنان شرح شریعت اسلام میں ہے بعد فرض کے یعنی سنتوں سے پہلے (وعلمائے)

۳. فی نور الاتساع و شرحہ المسمی مداد الفتح ثم بعد الفراغ عن الصلوٰۃ يدعو

لاماہ لنفسه و للمسلمین و فی یدہم حد و الصدور و بطوبها مما یلی الوجه بخسوع و سکون ثم یمسحون بها و وجہہم فی اخرہ ای بعد الفراغ من الدعاء انتہی.

(کذا فی التحفة المرغوبہ ۵ . والسعاية ۵)

نور ایضاً اور سنن حدیث میں ہے۔ پھر نماز سے (یعنی فرض سے) فارغ ہو کر امام

(۱) ص ۱۷ طبعہ المصنف و المؤلف لدار العبود - لعمدہ کراچی سہ ۳۸

(۲) ایضاً

(۳) عابعد بہرہ تہذیب

(۴) ص ۱۷ طبعہ المصنف ۵۱، ۱۰۱ ص ۱۵۷ طبعہ المصنف ۲۵۷ طبعہ المصنف ۱۵۷

اپنے لئے اور مسلمانوں کے لئے دعا کرے سینہ کے برابر ہاتھ اٹھائیں اور بتبیلیل منہ کی طرف رکھیں خشوع اور سکون سے دعا کریں۔ پھر جتنی دعا سے فارغ ہو کر ہاتھ منہ پر پھیر لیں۔

(۴) قد اجمع العلماء علی استحباب الذکر والدعاء بعد الصلوٰۃ وجاءت فیہ احادیث

کثیرۃ انتہی (تہذیب الاذکار للرملی کذا فی التحفة المرغوبۃ) ۱۰۱

یعنی جبکہ اس پر اتفاق ہے کہ نماز کے بعد ذکر اور دعا مستحب ہے اور اس میں احادیث کثیرہ وارد ہیں

(ناظرین احادیث کو ملاحظہ فرمائیے) (مولف)

(۵) عن البستی اذ قل فی تفسیر قوله تعالیٰ فاذا قضیت الصلوٰۃ فاذکروا اللہ قیاما و

قعودا و عنی حوکم الایہ ای اذکروا اللہ تعالیٰ وادعوا بعد الفراغ من الصلوٰۃ انتہی

(فتاویٰ صوفیہ کذا فی التحفة) ۲۱

یعنی یعنی خدا تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں یہ ہے۔ (فاذا قضیت الصلوٰۃ الایہ) یعنی

نماز سے فارغ ہو کر خدا کا ذکر اور دعا کرو۔

(۶) من فوائد هذا الحديث استحباب الذکر عقب الصلوٰۃ لانها اوقات فاضلة

یرتجى فیہا احیاء الدعاء انہی (عمدة القاری شرح صحیح البخاری) *

یعنی عدم یعنی نہ بیان کیا اس حدیث کے فوائد میں سے یہ ہے کہ نماز کے بعد ذکر مستحب ہے

کیونکہ وہ ایک عمدہ وقت ہے جس میں مقبولیت دعا کی امید ہے۔

(۷) ان الدعاء بعد الصلوٰۃ المكتوبة مسنون وكذا رفع الیدین و مسح الوجه بعد

الفراغ انتہی مہیج العمال والعقائد السنیۃ کذا فی التحفة) ۱۰

یعنی مہیج العمال اور عقائد سنہ میں مذکور ہے کہ فرض نماز کے بعد دعا مسنون ہے اور اسی طرح

ہاتھ اٹھانے اور منہ پر ہاتھ پھیرنا بھی مسنون ہے۔

(۸) فاذا فرغت من الصلوٰۃ فارغب للدعاء الی اللہ تعالیٰ فانہ اقرب الی الاجابة انتہی

(کذا فی التحفة المرغوبۃ ۵ نقلاً عن المبسوط)

یعنی مبسوط میں ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہو تو خدا سے دعا مانگو کیونکہ یہ مقبولیت کے زیادہ

قریب ہے۔

احاصل یہ روایت فقہیہ میں جن سے یہ بات ثابت ہوتا ہے کہ فرض نماز کے بعد امام اور

(۱) (ص ۱۷ ط لحة النصف)

(۲) (ایضا)

(۳) (باب الذکر بعد الصلوٰۃ ۲ ۱۳۲ ط بیروت لبنان)

(۴) (ص ۱۹ ط لحة النصف)

(۵) (ص ۱۸ ط لحة النصف)

مقدمہ سب مل کر دعا مانگیں اور دعا سے فارغ ہو کر ہاتھ منہ پر پھیریں۔

شرعۃ الاسلام اور مفتاح الجنان کی عبارتوں (نمبر ۱۰۸ نمبر ۲) سے یہ بات صراحت ثبوت ہو گئی کہ فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے دعا مانگنا چاہیے اور یہی بہتر اور افضل ہے۔

اور نور الابینح اور اس کی شرح اعدوا لاحتاج کی عبارت (نمبر ۳) سے یہ بات ثبوت ہو گئی کہ اس دعا میں ہاتھ اٹھانا اور منہ پر ہاتھ پھیرنا بھی جائز ہے اور مفتاح العمل اور عقائد سنیہ کی عبارت (نمبر ۷) سے یہ ثبوت ہو گیا کہ ہاتھ اٹھانا اور منہ پر پھیرنا مستنون ہے۔

اور علامہ عینی کی شرح بخاری اور مہموک کی عبارتوں (نمبر ۶ و نمبر ۸) سے یہ ثبوت ہو گیا کہ فرضوں کے بعد دعا مانگنے میں مقبولیت کی زیادہ امید قوی سے اور یہ کہ یہ وقت دعا کے لئے نہایت عمدہ اور افضل وقت ہے۔

فصل سوم

(فرائض کے بعد دعا کی مقدار کیا ہے)

ناظرین! فصل دوم میں وہ حد پیش آپ ما، حنفہ فرما چکے ہیں جن میں فرائض کے بعد دعا مانگیں منقول ہیں ان سے فی الجملہ ان دعاؤں کی مقدار معلوم ہوتی ہے جو فرضوں کے بعد آنحضرت ﷺ پڑھا کرتے تھے۔

پس ان دعاؤں میں سے کوئی دعا پڑھ لینا یا ان کی برابر اور دعا مانگنا جائز ہے جو دعائیں آنحضرت ﷺ سے منقول ہیں ان کے پڑھنے میں کسی قسم کی آراستہ اور ممانعت نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔

پہلے شبہ: بعض لوگ یہ شبہ کرتے ہیں کہ اللھم انت السلام الخ سے زیادہ دعا پڑھنا حدیث کے خلاف ہے کیونکہ حضرت عائشہ کی روایت اس کے خلاف ہے اور وہ یہ ہے۔

عن عائشۃؓ قالت کان رسول اللہ ﷺ اذا سلم لم یقعد الا مقدار ما یقول اللھم انت السلام و ملک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاكرام (رواہ ابن ماجہ کذا فی السعیۃ ۱ و رواہ مسلم ۱۰، کذا فی غنیۃ ۳، المستملی)

یعنی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے تو نہ بیٹھتے مگر اتنا کہ اللھم انت السلام و ملک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاكرام کی مقدار دعا پڑھیں۔ اتھن۔

جواب۔ اس شبہ کا جواب دوسرا ہے۔ اور یہ کہ یہ روایت ان روایات صحیحہ کے خلاف ہے جو بشارت آنحضرت ﷺ سے اس کے خلاف میں منقول ہیں جیسے کہ فصل دوم میں ناظرین ما، حدیث

(۱) (ص ۲۶۱ ص ۲۶۱ ط سہیل)

(۲) (باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ ۱ ۲۱۸ ط قدیمی)

(۳) (صفۃ الصلاۃ ص ۳۴۲ ط سہیل)

فرماتے ہیں اور وہ روایات باوجود اپنی کثرت کے صحیح بھی اس روایت سے زیادہ ہیں بلکہ اس کی تو صحت میں بھی کلام ہے کیونکہ ابو معویہ جو اس حدیث کے راویوں میں سے ہیں انہیں ابو داؤد نے مرید کہا ہے اور یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ ابو معویہ عبد اللہ بن عمر سے منکر راوی ہیں کرتے ہیں پس اس روایت سے ان روایات صحیحہ کثیرہ کے مقابلہ میں استدلال کرنا اور حجت پکڑنا صحیح نہیں۔ (کذا فی النصف المرعوبہ)

دوم۔ یہ کہ قطع نظر اس کی صحت و تعارض کے خود اس کے یہ معنی ہیں کہ میں بیٹھتے مگر بعد اللھم انت السلام الخ کے یعنی اس روایت سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت ﷺ اللھم انت السلام الخ ہی پڑھا کرتے تھے بلکہ اتنی مقدار کی کوئی دعا پڑھا کرتے تھے خواہ وہ دعائی ہو یا اس کے علاوہ اور کوئی اور پھر مقدار سے مراد بھی حقیقی مقدار نہیں ہے بلکہ تقریبی ہے تو اس سے اگر کچھ زیادتی بھی ہو تاہم وہ تقریبی مساوات میں داخل ہوگی اور اس طرح یہ روایت ان روایتوں کے ساتھ جمع ہو سکتی ہوگی۔

فصل دوم میں ہم نے ذکر کر لی ہیں۔

(دوسرا شبہ) بعض روایتیں ہیں کہ حضرت عائشہ کی روایت ان مزیثہ روایتوں کے مخالف نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ فرض کے بعد صرف اللھم انت السلام الخ پڑھا کر خڑے ہو جاتے ہوں اور پھر سنتوں سے فارغ ہو کر یہ دعائیں پڑھتے ہوں جو حدیثوں میں آئی ہیں۔

جواب۔ اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ روایت نمبر ۲ میں یہ لفظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے اور سلام پھیرتے تو یہ پڑھتے لا الہ الا اللہ الخ (دیکھو فصل دوم کی روایت نمبر ۲) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سنتوں سے پہلے فرض کا سلام پھیرتے ہی آپ اللھم انت السلام الخ کے علاوہ اور بھی دعائیں بھی پڑھتے تھے اور اسی روایت نمبر ۲ میں دہر کل صلوٰۃ مکتوبہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ فرض کے بعد خواہ اس کے بعد سنتیں ہوں یا نہ ہوں یہ لمبی دعا پڑھتے تھے اور اسی طرح روایت نمبر ۷ میں بھی تصریح موجود ہے کہ سلام پھیرتے ہی اللھم اعفر لی ما قدمت وما احثرت الخ پڑھتے تھے اور حدیث نمبر ۸ میں اس امر کی تصریح ہے کہ تین مرتبہ استغفار پڑھا کر اللھم انت السلام الخ پڑھتے تھے پس حدیث عائشہ لا محالہ ان روایات کے معارض اور مخالف ہے اور اس لئے کہنا پڑا کہ یہ روایت چہ اپنی کثرت اور قوت صحت کے حدیث عائشہ سے راجح ہیں اور قابل عمل ہیں۔

دوم یہ کہ فصل اول میں ہم یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ آنحضرت ﷺ فرائض میں پڑھا کرتے تھے اور لوگوں کو بھی حکم میں پڑھنے کا یہی ارشاد فرماتے تھے اور اسی کو افضل فرماتے تھے پس دعائوں کی یہ روایت جن میں راوی آپ کی حدیث شریفہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب آپ نماز فرض سے فارغ ہوتے تو یہ دعائیں پڑھتے یا یوں بیان کرتے ہیں کہ ہم آپ کو یہ دعا میں پڑھتے ہوئے سنتے تھے (دیکھو روایت نمبر ۳) یا یوں کہتے ہیں کہ جب آپ ہمیں نماز پڑھاتے تو یہ دعا پڑھتے (دیکھو روایت نمبر ۶) یہ بالکل واضح ہیں اس

امر یہ کہ آپ سنتوں سے پہلے یہ دعا میں پڑھیں کرتے تھے پھر مکان میں تشریف لے جاتے اور سنتیں پڑھتے۔
 سوم یہ کہ حضرت عائشہؓ کی روایت کا یہ مطلب لینا کہ فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے صرف
 اللھم است السلام الخ پڑھ کر رکعے بوجہ تھے صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ یہ نہیں فرماتی
 ہیں کہ یہی دعا پڑھتے تھے بلکہ وہ یہ فرماتی ہیں کہ اتنی مقدار کی دعا پڑھتے تھے۔

(تیسرا شبہ) بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ سنتوں سے پہلے آنحضرت ﷺ سے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا
 ثلاث نہیں ہے۔ اس لئے ایب نہیں کرنا چاہیے اور دلیل میں یہ عبارت پیش کرتے ہیں۔ ذکر الشیخ
 عبدالحق المحدث الدھلوی فی سرحد علی الصراط المستقیم لما ین دعا کہ امر مساجد بعد از امام
 نماز میں کہند و مقتدیان آمین آمین ملو یند چنانکہ آن در دیر عرب و ثمم متعارف است از حدیث جعفر بن
 محمد باب ششم حدیث ثانیہ ۱۰۰ ہجرت است مستحسن اتنی (کذا فی التحفة المروغی) یعنی ششم حدیث
 ۱۰۰ ہجرت میں حدیث مستقیم میں آیا ہے کہ یہ دعا جو مسجدوں کے امام نماز کے سلام کے بعد کرتے ہیں
 اور مقتدی آمین آمین کہتے ہیں جو امام اتنی کل دیر عرب و ثمم میں متعارف ہے آنحضرت ﷺ کی حدیث ایسی
 نہ تھی اور اس بارے میں کوئی حدیث ثلاث نہیں ہوئی اور یہ بدعت مستحضر ہے اچھی۔

جواب۔ اس شبہ کے بھی کئی جواب ہیں اول یہ کہ حضرت عائشہؓ حدیث دھلوی کی امر مروی ہے
 کہ کس دعا آنحضرت ﷺ سے سلام نماز کے بعد ثلاث نہیں تو اس کے جواب کے لئے حدیث نمبر ۲۰ نمبر
 ۷۰ نمبر ۸۰ ملا نظر ہوں کہ ان سے امام کے بعد دعا مانگنا ثابت ہوتا ہے اسی وجہ سے امام احمد فتح محمد شطاری نے
 فتوح البیرونی میں لکھا ہے۔ ششم ہذا حق نے اس دعا کو بدعت اس لئے کہہ دیا ہے کہ ان کو ان احادیث کی
 اطلاع نہ ہوئی جو اس باب میں مروی ہیں۔

دوم یہ کہ ششم ۱۰۰ ہجرت میں بوا کہ ہاتھ اٹھانا اور آمین آمین مناجات نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ
 احادیث میں اس کا ثبوت نہ ہوا اس میں آپ ہاتھ اٹھاتے تھے اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ ہاتھ نہیں
 اٹھاتے تھے کئی شے کا ثبوت نہ ہونے کا حکم نہیں۔ فان عدم الثبوت لا یستلزم ثبوت العدم
 وهذا ظاہر جدا جیسا کہ روایت ہے یہ ثابت نہیں بوا کہ ہاتھ اٹھاتے تھے اسی طرح یہ بھی کسی روایت
 میں نہیں کہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے اور جب کہ اس کا ماننا کیا جائے کہ ہاتھ اٹھانا مطلق دعا کے آداب میں
 سے ہے تو ہاتھ اٹھانے کی تائید ثابت ہوتی ہے۔

عن السائب بن یزید عن ابيه قال كان رسول الله ﷺ اذا دعا رفع يديه ومسح وجهه

(رواہ ابو داؤد) ۱

سائب بن یزید اپنے والد یزید سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب دعا
 مانگتے تو ہاتھ اٹھاتے تھے اور منہ پر ہاتھ پھیرتے تھے۔

و عن ابن عباسؓ ان رسول الله ﷺ قال المسئلة ان ترفع يديك حذو مكبيك او نحوهما (رواد ابو داؤد) (۱)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوال (یعنی دعا) یہ ہے کہ تو اپنے ہاتھ مونڈھوں تک یا ان کے قریب تک اٹھائے۔

ان من اداب الدعاء رفع يدين (حصن حصين) ۱

علامہ ابن جزری حسن حصین میں فرماتے ہیں کہ ہاتھ اٹھانا آداب دعا میں سے ہے۔

غرض کہ یہ روایت اس بات پر دلیل واضح ہیں بالخصوص پہلی روایت کہ آنحضرت ﷺ دعا مانگنے کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے لہذا اپنے مومن کی وجہ سے فرضوں کے بعد کی دعا کو بھی شامل ہے اور یہی رائج ہے مولانا عبدالحی کسٹوی رحمۃ اللہ علیہ میں حدیث بیان کے کہ اس دعا میں ہاتھ اٹھا، صراحتاً نہیں تحریر فرماتے ہیں۔

الا انه لما ندب اليه في مطلق الدعاء استحبه العلماء في خصوص هذا الدعاء ايضا -
یعنی چونکہ مطلق دعا میں ہاتھ اٹھانے کو فرمایا گیا ہے تو علمائے خاص اس دعا (یعنی فرضوں کے بعد کی دعا) میں بھی ہاتھ اٹھانے کو مستحب کہا ہے۔

سوم یہ کہ شیخ کا یہ کہنا کہ یہ بدعت مستند ہے اس کے جواز کی دلیل ہے اگرچہ بدعت کا اطلاق بہتار معنی غوی کے شیخ نے اس پر کیا ہے لیکن مستند کہہ کر بتادیا کہ یہ بدعت شریعہ نہیں ہے اور اس کی اصل شریعت میں ثابت ہے اور وہ اصل میں احادیث میں جن سے مطلق دعا میں رفع یدین کی فضیلت معلوم ہوتی ہے پھر شیخ کے اس قول سے عدم جواز پر استدلال کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

چہر م یہ کہ سنتوں کے بعد اجتماعی طور پر دعا مانگنے کا عدم جواز بھی اسی قول سے اور اسی دلیل سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس کا احادیث سے ثابت نہ ہونا اس سے زیادہ اظہر ہے پس معترض کا سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کو جائز اور فرضوں کے بعد کی دعا کو ناجائز کہنا قصص و تحکام ہے۔

چشم یہ کہ روایت ترمذیہ مذکورہ فصل دوم سے خاص اس دعا میں بھی رفع یدین ثابت ہے و شیخ روایات فقہیہ نمبر ۳۰ نمبر ۷۰ اور اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ فقہاء کے نزدیک بھی عدم ثبوت رفع سے عدم رفع لازم نہیں اور یہ کہ انہوں نے رفع یدین کو رائج سمجھا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ فرضوں کے بعد اللهم انت السلام الخ سے زیادہ دعا پڑھنے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے اور دلیل میں یہ عبارتیں پیش کرتے ہیں۔

ان كان بعد الفريضة تطوع يقوم الى التطوع بلا فصل الا مقدار ما يقول اللهم انت

السلام الخ ويكره تاحير السنه عن حال اداء الفريضة باكثر من نحو ذلك القدر انتهى (كذافي

(۱) (كتاب الصلاة) باب الدعاء ۱/۲۹۶ ط امداديه ملان

(۲) (آداب الدعاء) ص ۳۹ ط ناح كمبي

(۳) (باب صفة الصلاة ۲/۲۵۸ 'سہیل)

شرح المنیة للحلی) (۱)

ترجمہ یعنی اگر فرض کے بعد سنتیں ہوں تو سنتیں پڑھنے کے لئے بغیر تاخیر کھڑا ہو جائے یا
بگذر اللہم انت السلام الخ کے تاخیر جائز ہے اور اس سے زیادہ تاخیر کرنا فرض و سنت کے درمیان میں
مکروہ ہے اور اسی کے قریب قریب فرض و رکعات میں بھی مذکور ہے۔

جواب - اس شبہ کے بھی کئی جواب ہیں اول یہ کہ یہ عبارتیں معارض ہیں فقہ کی دوسری
مبارتوں سے جن سے ثبوت ہوتا ہے کہ فرائض کے بعد اوعیہ ماثورہ پڑھنا جائز ہے بلکہ اولیٰ ہے۔

وینسحب له ای للامام بعد السلام ان يستغفر الله ثلاثا و يقرأ آية الكرسي و المعوذات
و يقول اللهم انت السلام و ملك السلام تباركت يا ذا الجلال و الاكرام و يقول ما ورد بعد
كل صلوة مكتوبة و هو لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد و هو على كل شئ
قدير اللهم لا مانع لما أعطيت و لا معطى لما معت و لا ينفذ ذا الجند منك الجند الى قوله تم
يدعو ای الامام لنفسه و للمسلمين من الادعية الجامعة الماثورة و افعا يديه حذاء صدره جاعلا
باطن الكف مما يلي وجهه بخشوع و سكوت و يمسح بهما وجهه في اخره ای في اخر الدعاء
(مواهب الرحمن و شرحه البرهان كذا في التحفة) (۲)

ترجمہ یعنی امام کے لئے مستحب ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ استغفر پڑھے اور آیت
اخریٰ اور معوذات پڑھے اور پھر سے اللہم انت السلام و ملك السلام تبارکت یا ذا الجلال
والاكرام۔ پھر یہ الفاظ پڑھے جو فرض کے بعد وارد ہوئے ہیں یعنی لا اله الا الله وحده لا شريك له له
الملك وله الحمد و هو على كل شئقدير اللهم لا مانع لما اعطيت و لا معطى لما معت و لا
ينفذ ذا الجند منك الحد (الی قولہ) پھر امام اپنے لئے اور مسلمانوں کے لئے اوعیہ ماثورہ میں سے کوئی
دعا مانگے سین کے برابر ہاتھ اٹھا کر اور ہتھیلیاں منہ کی طرف کر کے خشوع و سکوت کے ساتھ پھر فارغ
ہو کر منہ پر ہاتھ پھیرے۔

اس عبارت سے صراحت معلوم ہو گئی کہ اوعیہ ماثورہ میں سے کوئی سی دعا پڑھنا اور اذکار ماثورہ
سنتوں سے پہلے پڑھنا جائز ہے کیونکہ اس عبارت میں سلام کے بعد ہی اذکار و اوعیہ کا پڑھنا صریحاً مذکور
ہے۔

و فی شرح منظومة ابن وهبان للعلامة الشر نبلالی انه ذکر شمس الانمة یعنی
الحلواني جواز تاخير السعة بعد الفرض للاستغفار بالدعاء و الورد انتهى (كذا في التحفة) (۳)

(۱) (صفة الصلاة ص ۲۴۹ ط سہل)

(۲) (ص ۲۸ ط لحة النصف کراچی نمبر ۳۸)

(۳) (ص ۳۰)

وفی الذخيرة والمحیط البرہانی ویکوہ لہ تاخیر التطوع عن حال اداء الفریضة الی قوله . قال الامام شمس الائمة الحلوانی هذا اذا لم یکن من قصدة الاشغال بالدعاء الخ انتہی مختصرا (کذا فی التحفة باختصار) (۱)

ترجمہ یعنی علامہ شربنائی نے شرح منظومہ لن و بہان میں ذکر کیا ہے کہ شمس الائمہ حلوانی نے فرمایا کہ فرضوں کے بعد دعا اور ذکر میں مشغولی کے وجہ سے سنت کی تاخیر جائز ہے۔
یعنی ذخیرہ اور محیط میں ہے کہ فرض سے سنتوں کو مؤخر کرنا مکروہ ہے (ابی قول) امام شمس الائمہ حلوانی نے فرمایا کہ یہ تاخیر جب مکروہ ہے کہ جب اس کا ارادہ دعا مانگنے کا نہ ہو یعنی دعا مانگنے سے جو تاخیر ہو وہ مکروہ نہیں ہے۔

دوم یہ کہ اگر اس تعرض سے قطع نظر کی جائے تاہم ان عبارتوں کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہم انت السلام کے علاوہ اور دعا مکروہ ہے کیونکہ ان عبارتوں میں بھی اتنی مقدار کی تصریح ہے نہ بالخصوص ان الفاظ کی۔ اور یہ بھی مطلب نہیں ہے کہ اس دعا یعنی اللہم انت السلام کی حقیقی مقدار کے مساوی ہونا شرط ہے بلکہ اس سے تقریبی مساوات مراد ہے یعنی امام خواہ اللہم انت السلام پڑھے یا کوئی اور دعا جو تقریباً اس کے مساوی ہو یا اللہم انت السلام کے ساتھ کوئی چھوٹی اور دعائیں پڑھ لے جو احادیث میں وارد ہوئی ہیں یہ سب جائز بلکہ کراہت ہے۔

حقیقی مساوات مراد نہ ہونے اور تقریبی مقدار مراد ہونے کے لئے یہ دلائل ہیں۔

ان ما فی صحیح مسلم (۲)

عن عائشة ان رسول الله ﷺ كان اذا صلى لم يقعد الا مقدار ما يقول اللهم انت السلام ومنك السلام الخ يفيد ان ليس المراد انه كان يقول ذلك بعينه بل كان يقعد زمانا يسع ذلك المقدار ونحوه من القول تقريبا فلا ينافي ذلك ما في الصحيحين عن المغيرة انه ﷺ كان يقول في دبر كل صلاة لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير اللهم لا مانع لم اعطيت ولا معطي لما معت ولا ينفع ذا الجند منك الجند وكذا لا يافى ما روى مسلم وغيره عن عبد الله ابن الزبير كان رسول الله ﷺ اذا سلم من الصلوة قال بصوته الاعلى لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير ولا حول ولا قوة الا بالله ولا نعد الا بآيه له النعمة وله الفضل وله الثناء الحسن لا اله الا الله مخلصين له الدين ولو كره الكافرون لان المقدار المذكور في حديث عائشة يعتبر من حيث التقريب والتخمين دون التحديد الحقيقي انتہی . (کبير شرح منية للحلبی) ۳.

(۱) (ص ۳۰، ۳۱ ط لحة النصف کراچی)

(۲) باب اسباب الذكر بعد الصلوة ۱ ۲۱۸ ط قدیمی (۳) (صفة الصلوة ص ۳۴۲ ط سہیل)

ترجمہ علامہ حبیبی شریعہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے جو روایت مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نماز کے بعد نہیں بیٹھتے تھے مگر اتنی مقدار کہ اللھم انت السلام الخ پڑھیں اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ مراد نہیں ہے کہ خاص یہی دعا پڑھتے تھے بلکہ مقصود یہ ہے کہ اتنی دیر بیٹھتے تھے جس میں یہ دعائیں اتنی کوئی اور ذکر پڑھا جائے اور اس سے بھی تقریبی مقدار مروی ہے اور اس صورت میں حضرت عائشہؓ کی یہ روایت اس حدیث کے مخالف نہ ہوگی جو بخاری اور مسلم میں مغیرہ بن شعبہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ لا الہ الا اللہ وحدہ الخ اور اسی طرح حضرت عائشہؓ کی روایت اس روایت کے خلاف نہ ہوگی جو صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے تو بآواز بلند یہ دعا پڑھتے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لا الملک ولہ الحمد وهو علی کل شئی قذیر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الشاء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکفرون۔ (اور حضرت عائشہؓ کا ان حدیثوں کے مخالف نہ ہوتا) اس لئے ہے کہ حضرت عائشہؓ کی روایت میں مقدار سے مراد تقریبی اور تخمینی مقدار ہے نہ حقیقی۔ اکتے۔

اور فتح القدیر میں ہے ومقتصر العارۃ ح ان السۃ ان یفصل بذكر قدر ذلك وذلك یكون تقریبا فتدبیر ذیل و قد یفصل قلیلا الخ کذا فی السعیۃ (۱)۔

یعنی عدم ان بنیام فتح القدیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی روایت کا مقتضی یہ ہے کہ فرض و سنت میں فصل کیا جائے کسی ذریعہ کے ساتھ جو مقدار اللھم انت السلام الخ کے ہو یہ مساوات تقریبی ہے پس بھی گم ہو جائے بھی اس سے زیادہ ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔

و فی فتاویٰ الحجۃ الامام اذا فرغ من الظهر والمغرب والعشاء یشرع فی السنۃ ولا یشغل بادعیۃ طویلۃ انتہی (کذا فی السعیۃ) (۲)۔

یعنی فتاویٰ میں ہے کہ لام جب ظہر اور مغرب اور عشاء کی نماز سے فرغ ہو تو لمبی لمبی دعا نہیں نہ کرے اور سنت میں مشغول ہو جائے۔

و فی حزانۃ الفقہ عن البقالی الا فضل ان یشغل بالدعاء ثم بالسنۃ الخ

(کذا فی السعیۃ) (۳)۔

نیز لایۃ الفقہ میں ہے کہ بتالی نے فرمایا کہ افضل یہ ہے کہ (فرض کے بعد) دعا میں مشغول ہو پھر

سنتیں پڑھے۔

(۱) (باب صفة الصلوة ۲/۲۶۲ ط سہیل)

(۲) (۲۶۱)

(۳) (ایضا)

اور اشعۃ المعات میں شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں
 باید دانست کہ فقہ سنت مبنی نیست مخواندن آیت اُخری و امثال آں را چنانکہ در حدیث صحیح
 وارد شدہ است کہ بعد از نماز فجر، مغرب، و بعد لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملك ولہ الحمد
 وهو علی کل شئی قَدِیر حوالہ (کدافی التحفۃ) ۱۰

ترجمہ یعنی ہاں پہلے کہ سنتوں میں جدی کرنے کا حکم اس کے مخالف نہیں ہے کہ آیہ
 اُخریٰ اور اس جہتی دعائیں (سنت سے پہلے) پڑھ لی جائیں جیسا کہ حدیث صحیح میں آیات کہ فجر اور مغرب
 کے نماز کے بعد دس مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الح پڑھے۔
 ان عبارتوں سے یہ امور بصر احث ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) حضرت شاذلیؒ روایت اور فقہاء کی عبارت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ فرضوں کے بعد
 سنتوں سے پہلے بالتخصیص اللہم انت السلاہ الخ پڑھنا چاہئے بلکہ اتنی مقدار کی کوئی دعا بھی ہو جائز ہے۔
 (۲) مقدار سے مراد بھی تقریبی اور تخمینی مقدار ہے جس میں تھوڑی سی کمی بیشی کا کوئی مضائقہ
 نہیں ہے۔

(۳) علامہ صبیح شاذلیؒ کی عبارت اور شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی کی اشعۃ المعات کی
 عبارت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملك ولہ الحمد وهو علی
 کل شئی قَدِیر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ العمۃ ولہ الفضل ولہ الساء الحسن
 لا الہ الا اللہ محلصین لہ الدین ولو کرہ الکفر ونیہ و سری دعا جو مغیرہ بن شعبہؓ کی روایت میں ہے یا
 آیہ اُخریٰ یا لا الہ الا اللہ لہ الملك ولہ الحمد وهو علی کل شئی قَدِیر دس بار۔ یہ سب اس
 تقریبی مقدار میں داخل ہیں اور اتنی بڑی دعا میں پڑھنے سے سنتوں کی تعمیل کے حکم کی مخالفت لازم نہیں
 آتی۔

(۴) اور قدامت حجۃ کی عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ لمبی لمبی دعائیں مکروہ ہیں پس بکری اور شرح
 مشکوٰۃ کی عبارتوں کے ساتھ ماننے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ لمبی دعائوں سے وہ دعائیں مراد ہیں جو
 مغیرہؓ اور عبد اللہ بن زبیرؓ کی روایت کی ہوئی دعائیں اور آیت اُخریٰ لا الہ الا اللہ لہ الملك ولہ الحمد
 وهو علی کل شئی قَدِیر دس بار سے زیادہ لمبی ہوں۔

(۵) ذرا غور کرنے سے انہیں عبارتوں سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ یہ بڑی بڑی دعائیں
 جو تقریبی مقدار میں داخل کی گئی ہیں ان کے داخل کرنے کی وجہ صرف یہی ہے کہ یہ دعائیں صحیح حدیثوں
 سے ثابت ہیں پس احادیث میں تطبیق دینے کے خیال سے حضرت ماکشہؓ کی حدیث میں مقدار سے تقریبی

(۱) (باب الذکر بعد الصلاۃ ۱/۱۸۸ ط مکتبہ رضویہ، مسکو پاکستان)

(۲) (ص ۴۰۔ ۴۱ ط لجنۃ التصیف، کراچی نمبر ۳۸)

اور تینینی مقدمہ مراد اولیٰ اور ان دعویٰ کو جو صحیح طور پر آنحضرت ﷺ سے ثابت ہوئیں اس تقریبی مقدار میں داخل رکھائیں فقہ کی وہ روایتیں جن میں یہی دعاؤں کی کراہت مذکور ہے وہ بھی اس معنی پر لا محالہ محمول کی جائیں گی کہ اوعیہ منقولہ اور انکار ماثورہ سے زیادہ لمبی دعائیں مکروہ ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ یہ حکم فقہی احادیث صحیحہ کے خلاف ہو۔

تکملہ مفیدہ

یہ بھی بتادینا ضروری ہے کہ یہ کام انہیں فرائض کے بعد دعائے گننے کے متعلق ہے جن کے بعد سنتیں ہیں اور جن فرائض کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان کے بعد دعائے گننا اور ذکر طویل اتفاقاً جائز ہے۔ نیز یہ بھی معبود مہرچ ہے کہ فتیلاء نے اوعیہ طویلہ کو جو مکروہ کہا ہے اس کراہت سے مراد بھی کراہت تنزیہی ہے جس کا مرجع خلاف اولیٰ ہے فتح القدیر میں ہے۔

قولہم یکرہہ الآخر الطویل للسنة عن الفرض مراد ہم بها الکراہیۃ التزیہیۃ الیٰ مرجعہا الیٰ خلاف الاولیٰ انتہیٰ (کذا فی التحفۃ) (۱)
اور اوعیہ طویلہ سے ۱۰۰ دعائیں مراد ہیں جو روایات صحیحہ سے ثابت شدہ دعاؤں سے بڑی ہوں۔

الحاصل

احادیث صحیحہ اور روایات فقہیہ سے نہایت واضح طور پر یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ فرائض کے بعد سنتوں سے پہلے دعائے گننا اور اوعیہ ماثورہ کی مقدار تک دعائیں پڑھنا اور ذکر کرنا بلا کراہت جائز ہے بلکہ اس وقت دعائے گننا افضل ہے اور اس دعا میں مقبولیت کی زیادہ امید ہے۔
(واللہ اعلم و علمہ اتم واحکم)

کتبہ الراحی رحمۃ مولانا محمد کفایت اللہ اوصلہ اللہ الیٰ ما یتمناء مدرس اول و مفتی مدرسۃ العالیہ عربیہ امینیہ دہلی

جمادی الاخریٰ ۱۳۳۳ھ

الصحائف المرفوعة

فی جواب
اللطائف المطبوعہ

ماخوذ از مجموعہ نفائس مرغوبہ مرتبہ حضرت مفتی اعظم مطبوعہ ۱۳۴۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ العلیٰ العظیم

و نصلیٰ علیٰ رسولہ الکریم

لہذا۔ نفائس مرغوبہ کے طبع ثانی کے وقت بعض احباب رنگون نے میرے پاس ایک رسالہ بھیجا جس کا نام اللطائف المطبوعہ فی جواب اللطائف المرفوعہ ہے۔

یہ رسالہ جناب مولانا مولوی مفتی عبدالہاری صاحب مرحوم و مغفور کی جانب سے منسوب ہے مگر اس کی صورت یہ ہے کہ مولوی محمد یعقوب صاحب نے حضرت مولانا عبدالہاری صاحب مرحوم کے انتقال کے بعد ان کے مسودات میں سے چند تحریرات نکالیں اور خود انہیں ترتیب دیکر اللطائف المطبوعہ کے نام سے رسالہ بنا کر شائع کر دیا یہ خیال ہے کہ اگر مولانا عبدالہاری صاحب مرحوم زندہ ہوتے تو وہ اس کو اس صورت میں شائع کرنا ہرگز پسند نہ فرماتے۔ کیونکہ اس کی موجودہ ترتیب اور صورت ان کے مرتبہ علم اور فقہات کے خلاف ہے۔

بہر حال اب کہ رسالہ ان کے بعد ان کے نام سے شائع کر دیا گیا اور واقف حضرات کے لئے ایک اشتباہ کا موقع پیدا ہو گیا کہ یہ مولانا مرحوم کے خیالات ہیں اس لئے رفع اشتباہ کے لئے ضروری معلوم ہوا کہ رسالہ کے مضامین کا مختصر جواب بھی شائع کر دیا جائے تاکہ طالبین حق کے لئے چراغ ہدایت کا کام دے اور جو اشتباہ کہ پیدا ہو گیا ہے وہ رفع ہو جائے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

خاکسار محمد کفایت اللہ غفرلہ

شعبان المعظم ۱۳۴۸ھ

واضح ہو کہ اصل مسئلہ جو زیر غور ہے وہ یہ ہے کہ بعض اطراف ہندوستان میں معمول یہ ہے کہ جن فراموشی کے بعد سنتیں ہیں ان کے سلام کے بعد لام اور مقتدی اللہم انت السلام کے علاوہ بھی ایک دو مختصر ماثور دعائیں ساتھ اٹھا کر پڑھتے ہیں اور دعا سے فارغ ہو کر سنتیں نہیں پڑھتے ہیں پھر ہر شخص اپنی اپنی دعائیں مانتا ہے اور اس کے چھا جاتا ہے کوئی پہلے کوئی پیچھے۔ یعنی سنن و نوافل سے فارغ ہونے کے بعد سب اجتماعی طور پر دعائیں گنتے گئے لئے انتظار نہیں کرتے۔

اس کے خلاف بعض مقامات (مثلاً ہماچل وغیرہ) میں یہ رواج ہے کہ فرض نماز کے بعد سلام کے بعد لام اور مقتدی صرف اللہم انت السلام الخ پڑھتے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور سنتیں

نفلیں پڑھ کر امام اور مقتدی سب مل کر دعا مانگتے ہیں اور اس رواج کی بھی مختلف مقامات میں مختلف صورتیں ہیں۔

کسی جگہ تو اللھم انت السلام الخ پڑھتے وقت ہاتھ اٹھاتے ہیں اور کہیں نہیں اٹھاتے اور کسی جگہ سنن و نوافل کے بعد امام زور سے الفا تح کہہ کر صرف ایک بار مقتدیوں کے ساتھ دعا مانگتے اور کسی جگہ ایک بار دعا ختم کر کے اور منہ پر ہاتھ پھیر کر پھر دوسری بار الفا تح کہہ کر دعا مانگی جاتی ہے اور کسی جگہ دوسری دعا ختم کر کے اور منہ پر ہاتھ پھیر کر پھر تیسری مرتبہ امام الفا تح کہہ کر دعا مانگتا ہے پھر سنن و نوافل کے بعد اس مروج دعا کو اس قدر ضروری سمجھا جاتا ہے کہ اگر کوئی امام سنن و نوافل کے بعد دعا مانگنے کے لئے نہ بیٹھے اور پہلے ہی اٹھ کر چلا جائے تو نہیں ٹھہر دعا نہ مانگے تو امام کو برا بھلا کہن نامت سے معزول کر دیتا اور ایک جھڑا فساد برپا کر دینا مسلمانوں میں ناقہ قی اور پھوٹ ڈال دینا سب و شتم کرنا یہ معمولی باتیں جو پیدا ہو جاتی ہیں اور تسمیوں مث میں کسی موجود ہیں انہیں امر غوبہ میں یہ مکھا گیا تھا۔

دوسرے طریقہ کا احادیث و فقہ سے ثبوت نہیں ہے یعنی کسی حدیث یا آثار صحابہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور انور ﷺ یہ سب براہ یا ائمہ مجتہدین کے زمانہ میں لوگ سنن و نوافل کے اجتماعی دعا کے لئے بیٹھے انتظار کیا کرتے تھے ورنہ خود حضور انور اور تمام مقتدی سنن و نوافل سے فارغ ہو جاتے تھے تو سب مل کر دعا مانگتے تھے پھر دعا طریقہ بھی یہی ہوتا تھا کہ حضور اکرم ﷺ زور سے الفا تح فرماتے اور تمام مقتدی حضور کے ساتھ دعا میں شریک ہو جاتے پھر صرف ایک مرتبہ دعا فرماتے یا دو دو تین تین مرتبہ دعا کرتے ان میں سے کسی بات کا ثبوت نہیں ہے قاعدہ کے موافق ہمیں اتنی ہی کہہ دینا کافی تھا کہ ان میں سے کسی بات کا ثبوت نہیں ہے اور جو کہ اس طریقہ کو ثابت کرنا چاہتے ہیں ان پر لازم تھا کہ وہ ان باتوں کا ثبوت پیش کرتے اور وہ روایات بیان کرتے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ سنن و نوافل کے بعد تمام صحابہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ مل کر دعا مانگتے تھے حضور الفا تح فرما کر دعا شروع کرتے تھے اور ایک بار دعا مانگتے تھے یا دو مرتبہ یا تین مرتبہ مگر ہم نے ان خیال سے کہ عوام عام منظرہ کے اس قاعدے سے توافقت نہیں ہوتے کہ ثبوت پیش کرنا کسی کے ذمہ ہوتا ہے وہ تو ہر فریق سے خواہ دی ہو یا منکر دلیل پیش کرنے کے منتظر رہتے ہیں طوعاً اپنی حرفت و ادب بھی پیش کر دیئے تھے جن میں سے ایک دلیل یہ تھی کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے نوافل کو گھروں میں پڑھنے کی ترغیب دی ہے اور گھر میں پڑھنے کا ثواب مسجد میں پڑھنے سے زیادہ فرمایا ہے اور خود بھی عام طور پر حضور اکرم ﷺ نوافل گھر میں پڑھتے تھے ان کے لئے انھیں امر غوبہ نے صفحہ ۳ میں حضرت عبداللہ بن سعد کی حدیث اور صفحہ ۴ میں حضرت عائشہ کی حدیث پیش کی یہ حدیثیں نہایت صاف و درست اور صحیح ہیں۔

ان سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ عام طور پر سنن و نوافل گھر میں پڑھتے تھے اور چونکہ صحابہ کرام کو بھی گھروں میں سنن و نوافل پڑھنے کی ترغیب دی تھی اور صحابہ کرام حضور کی ترغیب پر دل و جان

سے عمل کیا کرتے تھے اور افضل و بہتر صورت کو ہی اختیار کرتے تھے تو ضرور ہے کہ وہ بھی عام طور پر سنن و نوافل گھروں میں ہی جا کر پڑھتے ہوں گے۔

پس اس سے سنن و نوافل کے بعد اجتماع دعا کا حضور انور ﷺ کے اور صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں رواج نہ ہونا روز روشن کی طرح واضح ہو گیا۔

اطائف مطبوعہ کا مضمون

اطائف مطبوعہ صفحہ ۱۰ میں اس روشن اور واضح ثبوت کا جواب دیا گیا ہے کہ جو حدیثیں نفاکس مرغوبہ میں پیش کی گئی ہیں ان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور اکرم ﷺ نے ہمیشہ سنتیں مکان میں پڑھی ہیں کبھی باہر مسجد میں نہیں پڑھیں نہ سفر میں نہ حضر میں پس ممکن ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کبھی فرض کے بعد اسی جگہ سنتیں پڑھی ہوں اور سنتوں کے بعد دعا مانگی ہو۔

اس مضمون کا جواب

مجھے حیرت ہے کہ مولانا مہدیاروی مرحوم جیسا فاضل ایسا کمزور اور بد جواب کیسے لکھ سکتا تھا میں نے تو وہ حدیثیں پیش کی ہیں جن سے حضور اکرم ﷺ کی عادت شریفہ یہ ثابت ہوتی ہے کہ سنن و نوافل گھر میں پڑھا کرتے تھے اور ان کو افضل فرماتے تھے اور اسی بناء پر صحابہ کرامؓ کا گھروں میں جا کر سنتیں پڑھنا غالب اور رائج بنایا تھا۔ تو ان کا فرض یہ تھا کہ وہ کوئی ایسی حدیث بیان کرتے جس سے حضور ﷺ کی عادت شریفہ ثابت ہوتی کہ سنن و نوافل مسجد میں پڑھا کرتے تھے اور صحابہ کرامؓ بھی سنن و نوافل مسجد میں ادا کیا کرتے تھے انہوں نے کوئی ایسی روایت تو پیش نہیں کی صرف یہ کہہ دیا کہ ممکن ہے کبھی آپ نے سفر میں یا حضر میں مسجد میں بھی سنتیں پڑھی ہوں۔

میں نے یہ کب کہا تھا کہ حضور اکرم ﷺ نے ساری عمر میں کبھی مسجد میں سنن و نوافل نہیں پڑھے میں نے تو یہ ثابت کیا تھا کہ حضور ﷺ کی عادت شریفہ گھر میں پڑھنے کی تھی اس عادت کے خلاف کوئی روایت پیش نہیں کی نہ کرتے تھے۔

اب میں کہتا ہوں کہ اگر حضور اکرم ﷺ نے کبھی سفر میں یا حضر میں سنتیں باہر پڑھ لی ہوں اور ان کے بعد دعا بھی مانگی ہو تو آپ کو کیا فائدہ ہوگا کیا اس سے حضور ﷺ کے زمانے میں اس روایت دعا کے رواج کا ثبوت ہو جائے گا کہ نہیں اور جب کہ یہ ثابت ہے کہ عادت شریفہ آنحضرت ﷺ کی یہی تھی کہ سنن و نوافل گھر میں جا کر پڑھتے تھے اس لئے روایت دعا کے عامیہ یعنی سنن و نوافل کے بعد اجتماع دعا کا حضور ﷺ کے زمانہ میں نہ ہونا روز روشن کی طرح ثابت رہے گا۔

اطائف مطبوعہ کا مضمون

اسی صفحہ ۱۰ میں آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ممکن ہے حضور ﷺ گھر میں سنن و نوافل کے بعد دعا مانگ لیا کرتے ہوں۔

جواب : یہ قول پہلے قول سے بھی زیادہ تعجب خیز ہے میں کہتا ہوں کہ صرف ممکن ہی نہیں بلکہ غالب ہے کہ آپ گھر میں سنتوں اور نوافل سے فارغ ہو کر دعا مانگتے ہوں گے مگر اس سے اجتماعی دعا جو سنتوں اور نفلوں کے بعد مساجد میں خاص اہتمام کے ساتھ رواج پذیر ہے وہ تو ٹھٹھ نہیں ہوئی۔

کاش مودنا عبادہ پاری مرحوم اور ان کے ہم خیال علماء کی تعلیم دیتے کہ امام اور مقتدی گھر میں چار سنتیں نفلیں پڑھا کریں اور سنن و نوافل کے بعد دعا مانگا کریں تو یہ ایک طریقہ مسنونہ کی تعلیم بھی ہو جاتی اور سارا مجھڑا ہی ختم ہو جاتا مسلمان بھی اتفاق و اتحاد سے رہتے اور کوئی ناگوار قصہ ہی پیش نہ آتا۔

الطائف مطبوعہ کا مضمون

تیسرا جواب الطائف مطبوعہ صفحہ ۱۰ میں یہ دیا گیا ہے کہ جب کہ احادیث قولیہ سے دعا بعد سنت کا ثبوت ہو گیا جیسا کہ اوپر مذکور تھا پس یہ مثل کرنا چاہیے گوہ آپ کے فعل سے اس کا ثبوت نہ سہی۔

اس مضمون کا جواب

الطائف مطبوعہ میں چار قولی حدیثیں بیان کی گئی ہیں جو یہ ہیں۔

(۱) حدیث اس۔ ما من عبد بسط کفیه فی دبر کل صلوٰۃ الخ

کوئی بندہ ایسا نہیں جو ہر نماز کے بعد ہاتھ پھیلائے الخ

(۲) حدیث فضل بن عباس۔ الصلوٰۃ تخشع و تضرع و تمسک ثم تقنع یدیک الخ

کمال نماز خشوع اور خضوع اور عاجزی ہے پھر دونوں ہاتھوں کو اٹھائے۔

(۳) حدیث ابی ہریرہ۔ اب الدعاء اسمع قال جوف اللیل ودبر الصلوات المکتوبہ

اس وقت کی دعا زیادہ مقبول ہے فرمایا آخر شب کی اور فرض نمازوں کے بعد کی دعا۔

(۴) حدیث معاذ بن جبل۔ یا معاذ لا تدعن ان تقول فی دبر کل صلوٰۃ

اے معاذ! نہ چھوڑنا چھوڑ اللھم اعنی الخ کا کہنا ہر نماز کے

میں نے بدرستہ روایت ان حدیثوں کے الفاظ نقل کر دیئے ہیں جو الطائف مطبوعہ کے صفحہ ۵

صفحہ ۶ میں مرقوم ہیں تاہم ان حدیثوں کو پوری عبادت کے ساتھ مکرر نہ کر

پڑھیں اور دیکھیں کہ ان احادیث میں اس کی تفسیر یہ نہیں ہے کہ لوگ سنن و نوافل مسجد میں پڑھیں اور پھر

سب مل کر دعا مانگیں جو پست و ذلیل ہو جائیں وہ دوسروں سے فارغ ہونے تک بیٹھے انتظار کیا کریں۔

بلکہ ان حدیثوں پر عمل کرنے کی بہتر اور افضل صورت یہی ہے کہ فرضوں سے فارغ ہو

مختصر دعا مانگی جائے اور حدیث "یا اللہ" دعا و حدیث "اللھم اعنی اللہ تعالیٰ غفصا کے بموجب سنن و نوافل

گھر میں چار پڑھیں اور وہاں ہی فراغت کے بعد دعا مانگی جائے۔

پس ان قولی حدیثوں میں اور حضور اکرم ﷺ کے اس فعل میں کہ سنن و نوافل گھر میں پڑھتے

تھے اور مسجد میں اجتماعی دعا نہ کرتے تھے کے فعل سے ثابت نہیں ہوئی تعارض اور مخالفت نہیں ہے۔

دونوں باتیں یعنی قول و فعل باہم مطابق و موافق ہیں۔

تنبیہ (۱)

یہاں پر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگرچہ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کی عادت شریفہ اور اکثری طرز عمل تو یہی تھا کہ سنن و نوافل میں پڑھتے تھے لیکن حضور اکرم ﷺ سے احیاناً یہ بھی ثابت ہے کہ مسجد میں بھی آپ نے سنن و نوافل پڑھی ہیں اس لئے اگر لوگ فرضوں کے بعد سنتیں نقلیں مسجد میں پڑھ لیں تو یہ ناجائز یا مکروہ نہیں ہے مگر سنن و نوافل سے بعد دعائے اجتہادی کا مروجہ طریقہ ہرگز ثابت نہیں ہے اس لئے اس کا التزام یقیناً لائق ترک ہے۔

تنبیہ (۲)

یہ بھی واضح رہے کہ فقہاء حنفیہ میں سے ایک جماعت نے ان فرضوں کے بعد جن کے بعد سنتیں ہیں وہاں مکروہ کتابت یا دعاغت نے ان احادیث کی تاویل کی ہے جن میں لفظ دبر الصلوات المکتوبات اور اسی قسم کے الفاظ آئے ہیں کہ ان سے مراد سنن و نوافل کے بعد دعا مانگنا ہے۔

مگر خود فقہاء معتزلیین حنفیہ نے یہ دیکھ کر کہ لول تو کراہت ایک حکم شرعی ہے اس کے لئے کوئی دلیل درکار ہے اور احادیث آئمہ میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ فرضوں اور سنتوں کے درمیان میں دعا مکروہ ہے۔ دوسرے غلط دبر الصلوٰۃ یا دبر الصلوات المکتوبات کے ظاہری اور متبادر معنی یہی ہیں کہ فرض کا سلام پھیرے ہی وہاں پڑھنے چاہئے جس کی تعمید دی گئی ہے اور اس کی کوئی وجہ نہیں کہ ان ظاہری اور متبادر معنی کو چھوڑ کر سنن و نوافل سے بعد کا وقت مراد لیا جائے یہ تصریح کی کہ فرض نماز کے سلام کے بعد ہی دعا مانگنا بہتر اور افضل ہے اور یہی راجح اور صحیح ہے۔

اور اس صورت میں تمام احادیث اپنے ظاہری اور متبادر معنی پر محمول ہو سکتی ہیں اور حدیث ابن ابراہیم جو نفاس مرغوبہ کی فصل ۱۰ میں نمبر ۳ پر مرقوم ہے اور جس کے الفاظ یہ ہیں۔

عن ابی امامۃ انه قال ما دوت من رسول اللہ ﷺ فی دبر کل صلوٰۃ مکتوبۃ ولا تطوع الا سمعته یقول اللھم اعترلی ذنوبی و خطایای کلھا اللھم انعشنی واجبرنی و اھدنی لصالح الاعمال والا خلاق انه لا یھدی لصالحھا ولا یصرف سینھا الا انت (اخرجہ ابن السی فی عمل الیوم والیلۃ کذا فی السلفۃ المرعوبہ) ۱

(ترجمہ) ابوامامہ فرماتے ہیں کہ جب میں حضور ﷺ سے قریب ہوا تو بر نماز فرض اور نفل کے بعد حضور اکرم ﷺ کو یہ دعا پڑھتے دیکھی۔ اللھم اعترلی ذنوبی الخ

اس حدیث میں تہمت ثابت ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد بھی اور نفل نماز کے بعد بھی حضور اکرم ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے اور اس میں غلط دبر کی صلوٰۃ مکتوبۃ سے اس کے ظاہری اور متبادر معنی ہی مراد ہیں کہ

فرض کے بعد متصل دعا پڑھتے ہیں یہ وہ نذر ہے۔ کل صلوٰۃ مکتوبہ میں یہ معنی مراد ہوئے اور وہی تاویلی معنی مراد ہوتے کہ نوافل کے بعد پڑھتے تھے تو پھر آگے ولا تقطع فرماتے کی ضرورت نہ ہوتی اور فرضوں اور نفلوں دونوں کی تصریح نہ کی جاتی۔

علامہ حلی کی وہ عبارت جو فرائض النعمیہ کے صفحہ ۱۹ میں مرقوم ہے اور جس میں انہوں نے حضرت عائشہؓ کی حدیث لہ یقعد الا مقدار ما یقول اللہم انت السلام الخ کے معنی بتائے ہیں پڑھے اور دیکھے کہ علامہ نے تینوں کی دعا کو لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وهو علی کل شئی قدير اللہم لا داع لما اعطیت ولا معطى لما معت ولا ینفع ذا الحد منک الحد

اور صحیح مسلم کی اس دعا کو

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وهو علی کل شئی قدير ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا بعد الا بایہ لہ العمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکفرون۔

یہ فرما کر کہ یہ دعا کبھی بھی اللہم انت السلام کے ساتھ تھیں اور تقریبی مقدار میں برابر ہیں اس لئے ان دعاؤں کی حدیثوں اور حدیث عائشہؓ میں کوئی منافات نہیں ہے یعنی فرضوں کے بعد متصل یہ دعا میں اسی طرح پڑھی جاسکتی ہیں جس طرح اللہم انت السلام الخ

اس سے صاف معلوم ہے کہ علامہ حلی بھی فرض و سنن کے درمیان اللہم انت السلام کے سوا اور سے اذکار و اوعیہ کی راہیت کے قابل نہیں ہیں اور ظاہر ہے کہ جب صحیح و معتبر روایات حدیث موجود ہیں تو محققین حنفیہ راہیت کے قابل کیسے ہو سکتے تھے اسی وجہ سے امام شمس الامجد خلواک نے راہیت کی روایت کو قابل قبول نہیں سمجھا اور اسی وجہ سے علامہ ابن ہائم نے بھی تقریبی مقدار میں ان دعاؤں کو داخل کرنے سے انکشاف نہیں کیا اور سی۔ ۱۰ پر مفتاح البیان میں قبل اس کے کہ تصریح کر دی یعنی اذکار ماورہ سنتوں سے پہلے پڑھتے ہیں۔

اور اسی ساقطہ سنت امام الشاذلی بن عبد صاحب محدث دہلوی نے یہ فرمایا والا ولی ان یاتی بحدہ الا ذکار قبل الواجب الخ (بیتہ العابدہ) یعنی بہتر اور افضل یہ ہے کہ ان اذکار ماورہ کو سنن راجحہ سے پہلے پڑھے۔

پس حاصل یہ ہے کہ سنتوں اور فرضوں کے درمیان دعا مانگنے کو کمرہ کتا قوی اور راجح نہیں ہے بلکہ فقہاء محققین کی تصریح ہے کہ مفتاح راجح یہ ہے کہ سنتوں سے پہلے اذکار و اوعیہ ماورہ پڑھی جائیں اور یہی قول ظاہر حدیث کے مفتاح ہے باب زیادہ فتاویٰ میں لکھا ہے کہ اذکار و اوعیہ پڑھنے کو کمرہ کتا ہے

توجہ کی گئی ہے۔

تنبیہ (۳)

جن فقہاء نے فرضوں اور سنتوں کے درمیان دعا کو مکروہ فرمایا ہے ان کا مطلب بھی یہ ہے کہ اگر فرض پڑھنے کی جگہ پر ہی سنتیں پڑھنے کا ارادہ ہو تو پھر سنتوں کے پڑھنے میں تاخیر مکروہ ہے لیکن فرضوں کے مقام میں سنتیں اور اگر تاخلاف لوٹی ہے۔

لوٹی اور افضل یہ ہے کہ اگر اپنے حجرے یا مکان میں جا کر سنتیں پڑھے اور اسی طرح لوگ بھی اپنے مکانوں میں جا کر سنتیں پڑھیں آخر امتدادی سب ایسا نہ کر سکیں تو جو کر سکتے ہوں وہ کر لیں اور تمام کے تمام نہ کر سکیں تو وہ امام کو اس لوٹی اور افضل عمل سے نہ رو میں اگر امام فرض پڑھا کر مختصر ماثور ذکر و دعا پڑھ کر حجرے میں چلا جائے تاکہ مسنونہ و نافل کو اپنے حجرے میں افضل اور مسنون طریق پر اور کرے تو جانے دو اس کو ایک غیر ثلاث اور غیر مسنونہ دعا کے ساتھ ایک مسنونہ عمل سے کیوں روکا جاتا ہے۔ ان الکلام فیما اذا صلی السنة فی محل الفرض لا تفاق کلمة المشایخ علی ان الافضل فی السنن حتی سعة المغرب المنزل ای فلا یکره الفصل بمسافة الطريق، (رد المحتار ج ۱ ص ۱۱۱)

یعنی تاخیر سنت کے مکروہ ہونے یا نہ ہونے میں جو کام ہے وہ اسی صورت میں ہے کہ جب کوئی سنتوں کو وہیں پڑھے جہاں فرض پڑھے ہیں کیونکہ تمام مشایخ کا اس پر اتفاق ہے کہ تمام سنتوں کو یہاں تک کہ مغرب کی سنتوں کو بھی جہاں میں جہاں پڑھنا افضل ہے تو پھر تک جانے میں جو فاصلہ اور تاخیر لوائے سنت میں ہو یہ اتفاق مکروہ نہیں ہے۔

اطراف مطبوعہ میں باب بول صرف اس غرض کے لئے منعقد کیا گیا تھا کہ سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کو طاعت کیا جائے مؤلف نے اس مقصد کے لئے سب سے پہلے نور الایضاح اور اس کی شرح مراقی الفوائد کی عبارت پیش کی ہے مگر مجھے افہام سے ممتا پڑتا ہے کہ یا تو مؤلف نے نور الایضاح اور مراقی الفوائد کا مطلب ہی نہیں سمجھا یا بعد ان کتابوں کی عبارتوں میں قصہ برید کے اپنا مطلب نکالنا چاہا ہے اس لئے میں ذرا تفصیل سے اس کو بیان کئے دیتا ہوں۔

سب سے پہلے یہ بیت کہ نور الایضاح میں یہ بحث جس فصل میں ذکر کی گئی ہے اس کے عنوان کے الفاظ یہ ہیں۔

فصل فی الاذکار الواردة بعد الفرض

یعنی یہ فصل نماز کے بیان میں ہے جو نماز فرض کے بعد وارد ہوئے ہیں مصنف پہلے نماز کے افعال کی ترکیب بیان کر چکا ہے اس فصل و باب تک پہنچ کر ختم کر دیا تھا اس کے بعد باب الایضاح اور اس کے

متعلق فصل ذکر کیں پھر یہ فصل منعقد کی اس میں یہ بتانا تھا کہ نماز فرض کے سلام کے بعد کیا کیا ذکر اور دعائیں وارد اور منقول ہیں اسی سے عنوان میں بھی بعد اقرض کا لفظ صراحت ذکر کر دیا۔
پہلا مسئلہ یہ بیان کیا کہ نماز فرض کے بعد سنتوں کو فوراً شروع کر دینا چاہیے یا کچھ توقف بھی جائز ہے اس میں مصنف نے پہلی روایت یہ ذکر کی۔

القیام الی اداء السنة التي تلي الفرض متصلاً بالفرض مسنون غير انه يستحب الفصل بينهما كما كان عليه السلام اذا سلم يمكث قدر ما يقول اللهم انت السلام و منك السلام واليك يعود السلام تباركت يا ذا الجلال والاكرام ثم يقوم الى السنة (مراقی الفلاح) ۱۰

ترجمہ: یعنی فرضوں کے سلام کے بعد ان سنتوں کو ادا کرنے کے لئے جو فرضوں کے بعد پڑھنی جاتی ہیں بلا توقف کھڑا ہو پڑا چپٹ کر یہ کہ فرضوں اور سنتوں میں علیحدگی کر دینی مستحب ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ جب فرض یا یا یا پچیس سے تواتنی مقدار ٹھہرتے کہ اللهم انت السلام و منك السلام واليك يعود السلام تبارکت يا ذا الجلال والاكرام پڑھ لیتے۔ پھر کھڑے ہوتے اور اس سنت کے لئے اس کے بعد مصنف نے علامہ ابن ہمام کا یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ذکر اللهم انت السلام وہ ذکر ہے جو حضور اکرم ﷺ سے عمت سے منسلک ان اذکار کے جن سے لواء سنت مؤخر کیا جاتا ہے اور جن کے ذریعہ سے فرضوں اور سنتوں میں فصل اور علیحدگی کی جاتی ہے چونکہ علامہ ابن ہمام کا مطلب یہ تھا کہ جو اذکار نماز فرض کے سلام کے بعد سنتوں سے پہلے پڑھے جائے منقول ہیں ان میں سے اللهم انت السلام کا ثبوت پختہ ہے اس لئے صرف اسی کو پڑھنا چاہیے۔

مگر چونکہ اس ذکر کے علاوہ بعض ذکر و سرے اور دعائیں بھی علامت تھیں اور ان کا ثبوت بھی پختہ تھا اس لئے صاحب مراقی الخانی نے علامہ ابن ہمام کا قول نقل کرنے کے بعد یہ فرمایا۔

قلت و لعل المراد عبر ما ثبت ايضا بعد المغرب وهو ثلث رجله لا اله الا الله الخ عشر او بعد الجمعة من قراءة الفاتحة والمعومات سعا سعا (مراقی الفلاح) ۱۰

ترجمہ: میں آیتوں نے ہا ہا ہم کی مراد یہ ہے کہ اللهم انت السلام کی طرح اور توبہ رحمت ہیں وہ بھی سنتوں سے پہلے پڑھنا مستحب ہے جیسے کہ ایک حدیث میں نماز مغرب کے بعد اسی طرح بیٹھ ہوئے لا اله الا الله الخ دس مرتبہ پڑھنا ثابت ہے اور دوسری حدیث میں نماز کے بعد سنتوں سے پہلے سورت فاتحہ اور معوذات سات سات مرتبہ پڑھنا ثابت ہے۔ اکتبے۔

پس صاحب مراقی الخانی کی اس تفسیر سے علامت تھیں کہ ان کے نزدیک فرض نماز کے سلام کے بعد اللهم انت السلام کے علاوہ اور اذکار ثلاثہ ماوراء پڑھنا بھی جائز ہے اور ان کی وجہ سے جو تائید لواء

سنت میں ہوگی وہ تاخیر کروہ یا خلاف لوٹی نہیں ہے۔

ترجمہ : اس پر مرقی الفلاح کے محشی امامہ سید احمد طحطاویؒ نے یہ تحریر فرمایا ہے۔

وفی رواية عائشة قالت كان رسول الله ﷺ لا يقعد الا مقدار ما يقول اللهم انت

السلام الخ

یعنی حضرت عائشہؓ کی روایت میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نہیں بیٹھتے تھے مگر اتنی مقدار جس

میں اللهم انت السلام پڑھ سکیں۔

وہی تنقید کا لڈی ذکرہ المؤلف ابہ لیس المراد انہ کان يقول ذلك بعينه بل كان

يقعد زمانا يسع ذلك المقدار ونحوه من القول تقریباً۔

(حاشیہ طحطاوی بر مرقی الفلاح) (۱)

یہ روایت یہی بتاتی ہے جو مؤلف نے ذکر کیا ہے کہ اس سے مراد یہ نہیں کہ حضور ﷺ اللهم

انت السلام ہی پڑھتے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اتنی دیر بیٹھتے تھے کہ اس میں اللهم انت السلام یا

اس کی تقریبی مقدار کا لور کوئی ذکر پڑھا جاسکے۔

اس سے معلوم ہوا کہ امامہ طحطاویؒ کے نزدیک حضرت عائشہؓ کی روایت سے یہ بھی ثابت نہیں

کہ حضور ﷺ ہر فرض نماز کے بعد ضرور اللهم انت السلام پڑھتے تھے بلکہ اتنی مقدار کا ذکر پڑھتے تھے

خواہ یہی پڑھتے ہوں یا لور کوئی ذکر و دعا۔

لور یہی مطلب ہے۔ مہ علی نے بھی بیان کیا ہے پھر ان دونوں بزرگوں نے یہ تصریح کی ہے کہ

صحیحین یعنی بخاری اور مسلم رحمہما اللہ کی کتابوں میں فرض کے بعد جو دعائیں منقول ہیں وہ بھی اللهم انت

السلام کے ساتھ تقریبی مقدار میں شامل ہیں اس لئے حضرت عائشہؓ کی روایت میں لور ان اذکار کی

روایتوں میں کوئی تعارض لور منافات نہیں ہے یعنی ان بزرگوں کے نزدیک فرض لور سنتوں کے درمیان ان

دعائوں کا پڑھنا اسی طرح جائز اور عبادت اور مستحب ہے جس طرح اللهم انت السلام کا پڑھنا بت بخاری

اور مسلم کی وہ روایتیں یہ ہیں جو طحطاویؒ اور ترمذیؒ دونوں میں منقول ہیں۔

عن المغيرة انه سمعته كان يقول في دبر كل صلاة لا اله الا الله وحده لا شريك له له

الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت ولا

يسع ذا الجد منك الحد وكذا لا يافى ما روى مسلم وغيره عن عبد الله بن الزبير كان رسول الله

ﷺ اذا سلم من الصلوة قال بصوته الاعلى لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله

الحمد وهو على كل شئ قدير ولا حول ولا قوة الا بالله ولا نعبد الا اياه له النعمة وله الفضل

وله التاء الحسن لا اله الا الله محلصين له الدين ولو كره الكافرون .

ترجمہ یعنی یہ ہے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ ہر نماز کے بعد پڑھتے تھے۔ لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطي لما معت ولا ينفذ الا الحد ملك الجدد (بخاری و مسلم) اور اس طرح حدیث مائتہ مسلم کی اس روایت کے بھی منافی نہیں ہے جو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ جب نماز (فرض) کا سلام پچھتے تھے تو بلند آواز سے فرماتے تھے۔ لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل سى قدير ولا حول ولا قوة الا بالله ولا نعبد الا اياه له العمة وله الفضل وله التاء الحسن لا اله الا الله محلصين له الدين ولو كره الكافرون .

میں نہیں سمجھتا کہ امام محمد بن عمرؓ امام طہی کی اس تصریح کے بعد کہ۔

(۱) حدیث نہ کہہ کی حدیث نام صحیح یہ نہیں کہ حضور اکرم ﷺ ضرور فرض نماز کے سلام کے بعد اللهم انت السلام ہی پڑھتے تھے۔

(۲) اور یہ کہ اللهم انت السلام والی روایت دوسرے ماثور ذکروں کے پڑھنے کے خلاف نہیں ہے۔

(۳) اور یہ کہ مذکورہ بالا دونوں۔ اللهم انت السلام کے ساتھ تقریبی مقدار میں ہر بار ہیں۔

(۴) اور یہ کہ ان حدیثوں میں ان آدمیوں کا مقولہ ہے پچھتے پڑھنا مراد ہے۔

(۵) اور یہ کہ مسلم کی روایت میں ادا سلم سے نماز فرض کا سلام ہی مراد ہے۔

(۶) اور متین کی روایت میں دہر کل صلوة سے نماز فرض کے بعد اس کے متصل سنتوں سے پہلے وقت ہی مراد ہے۔

اب آؤں کہ ساتبات کے اندر اس غلوہ میں تقریبی مقدار کی جو توضیح کی گئی تھی وہ فتساء حنفیہ کی تصریح کے موافق نہ تھی اور کس کو یہ جرات ہو سکتی ہے کہ وہ فرض نماز کے بعد اللهم انت السلام کے علاوہ دوسرے ازکارہ ابو عیہ ماثورہ کو ناجائز یا مکروہ کہہ سکے۔

تنبیہ

دہر مرق الفیاضی عبارت میں اللهم انت السلام کو اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ اس میں والیک يعود السلام بھی شامل ہے، من سائیں میں يعود کی جگہ يرجع ہے۔ اس پر امامہ طحاوی تحریر فرماتے ہیں۔

قال فی شرح المستکوة عن الجزری وامامہ راد بعد قوله و ملک السلام من نحو والیک يرجع السلام فحیثما بالسلام وادخلنا دار السلام فلا اصل له بل مختلف بعض

القصاص انتهى^(۱) (حاشیہ طحاوی پر مراقی الفلاح)

ترجمہ: یعنی شرح مشکوٰۃ میں جزری سے منقول ہے کہ اس ذکر میں جملہ ومنک السلام کے بعد جو اس قسم کے جیسے پڑھائے ہیں۔ والیک یرجع السلام فحینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام تو ان جملوں کی کوئی اصل نہیں ہے بلکہ بعض واعظوں کے گھڑے ہوئے ہیں۔
مطلب یہ ہے کہ یہ ذکر صحیح روایات سے اس قدر ثابت ہے اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاكرام۔

اس فصل کے اس پہلے مسئلہ میں کہ فرض کے بعد سنتوں میں کتنی تاخیر ہو سکتی ہے امام مقتدی منفرد سب شریک تھے اس لئے اس کو تو صاحب نور الایضاح و مراقی الفلاح نے عام الفاظ سے بیان کیا اس کے بعد اس فصل میں دوسرے مسئلہ سے بیان کرنا مقصود تھا کہ آیا فرض کے بعد سنتیں اسی جگہ پڑھی جائیں جس جگہ فرض پڑھے ہیں یا اس سے دائیں یا بائیں یا آگے یا پیچھے ہٹ کر تو نور الایضاح میں امام کے لئے اس صورت کا یہ حکم ذکر کیا گیا ہے عبارت متن کی یہ ہے۔

و يستحب للامام بعد سلامه ان يتحول الى جهة يساره لتطوع بعد الفرض^(۲)۔

(نور الایضاح)

ترجمہ: یعنی امام کے لئے مستحب ہے کہ سلام فرض کے بعد اپنی بائیں جانب ہٹ جائے فرض کے بعد کی سنتوں یا نفلوں کے لو اکرنے کے لئے۔

اس عبارت میں صرف یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ سنتیں فرض کی جگہ پڑھی جائیں یا ہٹ کر یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سلام پھیرتے ہی بغیر کچھ ثناء یا دعا پڑھے فوراً ہٹ جائے بلکہ مراد یہ ہے کہ اللھم انت السلام ومنک السلام الخ یا اس کے مثل دوسرے اذکار و ادعیہ یا ثورہ پڑھ کر جب سنتوں کے لئے کھڑا ہو تو مستحب یہ ہے کہ بائیں جانب ڈراہٹ کر کھڑا ہو۔

سنتوں کے لئے جگہ بدل کر کھڑا ہوتا اس لئے مستحب ہے کہ (۱) اول تو باہر سے آنے والے کو یہ شبہ نہ ہو کہ امام فرض پڑھا رہا ہے اور وہ دھوکا کھا کر اقتدا کی نیت نہ کر لے (۲) دوسرا فائدہ یہ کہ جگہ بدلنے سے وہ دوسری جگہ بھی اس کے لئے نمازی کو راہنہ بن جائے گی۔

اپنی بائیں جانب ہٹنے کی وجہ یہ بیان کی کہ امام کی بائیں جانب قبلہ کی دہائی جانب ہوتی ہے اور قبلہ کی دہائی جانب کو اس کی بائیں جانب پر شرف حاصل ہے۔ (مراقی الفلاح) (۳)۔

مترجمہ: یہ سید احمد طحاوی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ ابعجز احدکم ان يتقدم او يتاخر او عن يمينه او عن شماله في الصلوٰۃ یعنی

(۱) (فصل فی صفۃ الأذکار الواردة بعد صلاة الفرض ص ۱۸۶ ط مصر)

(۲) (صفۃ الأذکار الواردة بعد الفرض ص ۸۰ ط سعید کمپنی کراچی)

(۳) (فصل فی صفۃ الأذکار الواردة بعد صلاة الفرض ص ۱۸۷ ط مصر)

فی السبحۃ (رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ کذا فی طحاوی) (۱)

ترجمہ: یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ سنتوں، غلوں کے لئے آگے بڑھ جویا پیچھے ہٹ جائیادانیں طرف یانہیں جانب کو ہو جاؤ۔

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے جگہ بدلنے کے لئے چاروں صورتوں کا ذکر فرمادیا ہے مگر یہ حکم اسی وقت ہے جب وہیں سنتیں پڑھنے کا ارادہ ہو ورنہ ان چاروں صورتوں سے افضل یہ ہے کہ مسجد سے جا کر اپنے مکان یا حجرے میں سنتیں پڑھے۔

وقد مناعن الحلیۃ ان الاحسن من ذلك كله تطوعه فی منزله (رد المحتار) (۲)

ترجمہ: یعنی ہم پہلے حلیہ سے نکل کر چکے ہیں اور ان سب صورتوں سے بہتر یہ ہے کہ اپنے گھر جا کر سنن و نوافل پڑھے۔

تیسرا مسئلہ۔ پھر ماتن نے تیسرا مسئلہ یہ بیان کیا کہ اگر امام اپنی جگہ بیٹھ کر اؤکار مارو پڑھنا چاہے تو اس کی بیعت کیا ہو اس کے لئے یہ عبارت ذکر کی۔

وان یستقبل بعدہ الناس۔ (نور البیان) اور مستحب ہے کہ امام فرضوں یا سنتوں کے بعد لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے یعنی آروہ نہ نہن چاہے تو مستحب یہ ہے کہ لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے یعنی قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھا رہنا نہیں چاہیے۔

وکذا یکرہ مکنتہ فاعدا فی مکانہ مستقبل القبلة فی صلوٰۃ لا تطوع بعدہا

(انتہی، رد المحتار) (۳)

ترجمہ: یعنی امام کا اپنی جگہ پر قبلہ رخ بیٹھا رہنا ان نمازوں کے بعد جن کے بعد سنتیں نہیں ہیں مکروہ ہے۔ خلاصہ یہ کہ جن فراموشی کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان کے بعد تو امام اپنی جگہ نہ پھوڑے اور سوائے اس ذکر کے جس میں یہ مذکور ہے کہ بغیر پاؤں موڑے ہوئے پڑھا جائے باقی اؤکار و اوعیہ اگر پڑھنا چاہے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے اور اؤکار و اوعیہ پڑھ لے متن میں تو یہی صورت ذکر کی تھی مگر شرح میں اس پر یہ اضافہ کیا۔

یستقبل الناس ان شاء ان لم یکن فی مقابلہ مصل (الی قولہ) وان شاء الامام انحرف عن یسارہ وجعل القبلة عن یمینہ وان شاء انحرف عن یمینہ وجعل القبلة عن یسارہ (الی قولہ) وان شاء ذهب لحوادثہ (مراقی الفلاح) (۴)

(۱) (ایضاً حوالہ صفحہ گزشتہ حاشیہ ص)

(۲) باب صلوٰۃ ۵۳۱/۱ ط سعید

(۳) باب صلوٰۃ مطلب فیما لو رد علی العدد الوارد فی النسخ عقب الصلوٰۃ ۵۳۱/۱ ط سعید

(۴) (فصل فی صلوٰۃ الاذکار ص ۱۸۸، ۱۸۷ ط مصر)

ترجمہ : یعنی اگر چاہے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے بھر طیکہ اس کے سامنے کوئی نماز نہ پڑھ رہا ہو اور اگر امام چاہے تو بائیں طرف مڑ جائے کہ اس کی داہنی طرف قبلہ ہو اور اگر چاہے تو داہنی طرف مڑے کہ قبلہ اس کی بائیں جانب ہو اور اگر چاہے تو اٹھ کر اپنے کام کاج کے لئے چلا جائے۔ چونکہ مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کے لئے یہ شرط ہے کہ سامنے کوئی نماز نہ ہو اور نہ تن سے صرف ایک ہی صورت ذکر کی تھی کہ مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا مستحب ہے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں لوگ سنتیں پڑھنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کوئی نہ کوئی امام کے مقابل بھی نماز پڑھتا ہوتا ہے اس لئے مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کے مسئلے کو شرح میں اس طرح مقید کر دیا۔

ان يستقبل بعده اى بعد التطوع و عقب الفرض ان لم يكن بعده نافلة

(مراقی الفلاح) (۱)

ترجمہ : یعنی امام کو دونوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا اس وقت بہتر ہے جب سنتوں غلوں سے فارغ ہو جائے۔

تاکہ کسی نماز کا سامنہ ہونے کی صورت نہ ہو اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان میں فرض کے بعد بھی لوگوں کی طرف منہ کر سکتا ہے بھر طیکہ سامنے کوئی نماز (مبوق وغیرہ) نہ ہو اس سے معلوم ہوا کہ سنتوں سے پہلے داہنی طرف یا بائیں طرف مڑ کر بیٹھ جائے یا داہنی طرف یا بائیں طرف یا آگے پیچھے ہٹ جائے یا اٹھ کر اپنے مکان یا حجرے میں چلا جائے تو یہ سب جائز ہے اور اٹھ کر چلا جانا اور اپنے گھر یا حجرے میں جا کر سنتیں نقلیں پڑھنا سب سے زیادہ افضل اور بہتر ہے۔

چوتھا مسئلہ۔ پھر ماتن نے اس فصل میں چوتھا مسئلہ وہ بیان کیا جس کے لئے فصل منعقد کی ہے یعنی یہ کہ نماز فرض کے بعد کیا کیا اذکار و اوعیدہ ماثور اور مروی ہیں اس مسئلہ کے بیان کے لئے اس نے یہ عبارت لکھی ہے۔

و يستغفرون الله ثلاثا و يقرؤن اية الكرسي و يقرؤن المعوذات الخ

(نور الايضاح) (۲)

ترجمہ : یعنی لوگ نماز کے بعد تین مرتبہ استغفار پڑھیں اور آیہ اکرسی پڑھیں اور معوذات پڑھیں۔ اس مسئلہ کی دلیل کے لئے یہ حدیث ذکر کی ہے۔

يقول ثوبان كان رسول الله ﷺ اذا انصرف من صلوته استغفر الله تعالى ثلاثا وقال

اللهم انت السلام و ملك السلام تباركت يا ذا الجلال والاكرام (رواه مسلم) (۳)

(۱) فصل في صفة الأذكار ص ۱۸۷ ۱۸۸ ط مصر (۲) فصل في الأذكار الواردة بعد الفرض ص ۸۰ ط
مر محمد كتب حاشیہ کراچی (۳) باب استغفار الذكر بعد الصلوة ۱ ۲۱۸ ط قدیمی کتب حاشیہ کراچی

(مراقی الفلاح) ۱۱

ترجمہ یعنی ثوبان بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار پڑھتے اور فرماتے اللھم انت السلام و منک السلام تبارک انت یا ذا الجلال والاكرام اسی ثوبان کی حدیث کے دوسرے طریق میں یہ لفظ ہیں۔
 کان النبی ﷺ اذا سلم الخ (جمع الفوائد)
 ترجمہ یعنی آنحضرت ﷺ جب سلام پھیرتے تو تین بار استغفار کرتے اور اللھم انت السلام الخ پڑھتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مصنف نور ایضاً نے فرض کے سلام کے بعد ہی سے اذکار ماثورہ کا بیان شروع کیا ہے کیونکہ حدیث ثوبان کا مطلب یہی ہے کہ فرضوں کے سلام کے بعد تین مرتبہ استغفار پڑھ کر اللھم انت السلام پڑھا کرتے تھے ۱۰ چ یہ کہ اللھم انت السلام الخ کا فرض کے بعد سنتوں سے پہلے پڑھنا متفق علیہ ہے۔

اور چونکہ فرائض کے بعد جو اذکار مصنف نے ذکر کئے ہیں ان میں امام مقتدی منفرد مسبوق وغیرہ کا کوئی فرق نہ تھا اس لئے جمع کے سیغ سے اس کو ذکر کیا مطلب یہ کہ تمام نمازی فرائض کے بعد یہ اذکار پڑھا کریں اور جب اذکار سے فارغ ہوں تو

ثم يدعون لا نفسهم وللمسلمين والفعی ایدیہم ثم یمسحون بها وجوہہم فی اخرہ ۱۰
 ترجمہ نمازی اپنے لئے اور مسلمانوں کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا کریں پھر اخیر میں اپنے ہاتھ منہ پر پھیر لیا کریں۔

یہ مصنف نے ذکر اور دعا کا مسنون اور مستحب طریقہ ذکر کیا ہے اس میں کہیں پر کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس سے یہ سمجھا جائے کہ یہ تمام کام سب مل کر اجتماعی طور پر کریں اور یہ تو ہو بھی نہیں سکتا اس لئے کہ یہ ذکر اور دعا نہیں اس شخص کے لئے بھی اسی طرح مستحب ہیں جو تنہا نماز پڑھے اور مسبوق کے لئے بھی اور ظاہر ہے کہ ان سب کی فراغت آگے پیچھے ہوگی۔

الطائف مطبوعہ میں اس عبارت کا جو ترجمہ کیا گیا ہے اس میں اصل عبارت کے خلاف یہ الفاظ اپنی طرف سے بڑھادیئے گئے ہیں (اور سب مل کر) حالانکہ اس معنی کا کوئی لفظ مراقی الفلاح میں نہیں ہے۔ پھر الطائف میں لکھا ہے :-

”عبارت مندرجہ بالا سے صاف طور پر ثابت ہے کہ امام اور مقتدی سب کامل کر اجتماعی طور پر دعا مانگنا بعد از سنت تالیہ و اذکار ماثورہ مستحب ہے“

(۱) (فصل فی صلاۃ الاذکار ص ۱۸۸ ط مصر)

(۲) (فصل فی الاذکار الواردة بعد الفرض ص ۸۰ ط میر محمد کتب خانہ کراچی)

یہ نتیجہ بھی اسی غلطی پر مترتب ہے کہ مراقی الفلاح کی عبارت میں (سب مل کر اجتماعی طور پر) کے الفاظ اپنی طرف سے بڑھادیے گئے ہیں۔

لور یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ یہ تمام اذکار اور دعائیں وہ ہیں جو سنتوں کے بعد پڑھی جائیں حالانکہ مراقی الفلاح میں اس کی بھی تصریح نہیں ہے لور اس کے جملہ بعدہ ای بعد التطوع کا تعلق صرف استقبال ہاں کے مسئلے سے ہے نہ قرأت اذکار و اوعیہ سے۔

لطائف مطبوعہ میں یہی ایک عبارت تھی جس سے لوگوں کو کچھ اشتباہ ہو سکتا تھا مگر اب ان کو معصوم ہو جائے گا کہ اس عبارت میں بھی مروجہ اجتماعی دعا کی کوئی دلیل نہیں ہے لور جو الفاظ کہ اجتماع پر دلالت کرتے ہیں وہ اپنی طرف سے بڑھائے ہوئے ہیں۔

لور یہ کہ یہ سب کچھ اسی غیر افضل صورت میں ہے کہ فرضوں کے بعد سنتیں بھی مسجد میں پڑھی جائیں ورنہ افضل یہی ہے کہ گھر میں یا حجرے میں جا کر پڑھے اور اگر لوگ اس افضل پر کسی وجہ سے عمل نہ کر سکیں لور لوہم اس پر عمل نہ کرنا چاہیے لور سنتوں کے لئے اپنے حجرے میں جائے تو اسے کیوں روکا لور مجبور کیا جائے کہ وہ ایک غیر افضل صورت کو زبردستی اختیار کرے۔

اس کے علاوہ لطائف مطبوعہ میں لور کوئی چیز لائق جواب نہیں ہے بعض عبارتیں جو سنتوں کی تاخیر کرنے کے بارے میں مروی ہیں وہ اسی اختلاف پر مبنی ہیں کہ آیا اللھم انت السلام کے علاوہ اور اذکار ماثورہ اور اوعیہ مرویہ سنتوں سے پہلے پڑھنا جائز ہے یا نہیں تو اس کے بارے میں طحاوی اور علامہ حلبی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی اشعۃ الممعات کی عبارتیں اس بارے میں صاف و صریح ہیں کہ جائز ہے لور کراہت یا عدم اولویہ کی روایت مروجہ ہے۔

لور اس صورت میں تمام احادیث جن میں دبر الصلوات المکتوبات کا لفظ ہے اور وہ احادیث جن میں اذا سلم یا اذا انصرف کا لفظ ہے ان سے یہی مراد لینا بہتر ہے کہ فرض کے بعد سنتوں سے پہلے پڑھنا مروجہ ہے لور ان کی وہ تاویل جو علامہ لنن ہمام نے کی ہے بالکل غیر ضروری ہے لور اسی وجہ سے علامہ طحاوی اور علامہ حلبی اور دوسرے محققین حنفیہ نے اسے پسند نہ کیا اور اذکار ماثورہ کی معتبر روایتوں کو اللھم انت السلام واپلی روایت کے ساتھ غیر معارض لور غیر منافی قرار دیکر ان کے پڑھنے کی اجازت دی۔ وائدہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ شعبان ۱۴۲۸ھ

فائدہ نفیسہ

ہم نے مسئلے کی جو تحقیق گزشتہ طور میں تحریر کی ہے اس کی تائید حضرت بقیدہ السلف حجتہ الخلف شاہ ولی اللہ نور اللہ مرقدہ کی مندرجہ ذیل عبارت سے ہوتی ہے حجتہ اللہ الباقہ میں شاہ صاحب لول وہ اذکار و اوعیہ جو خاکسار نقل کر چکا ہے اور جن میں اللھم انت السلام کے اور بھی قدرے طویل دعائیں شامل ہیں تحریر فرما کر لکھتے ہیں۔

والاولیٰ ان یاتی بهذه الاذکار قبل الرواتب فانه جاء فی بعض الاذکار ما یدل علی ذلك نصا کقولہ "من قال قل ان یتصرف و ینتجی رجليه من صلوٰۃ المغرب والصبح لا اله الا الله وحده لا شریک له الخ" و کقول الراوی کان اذا سلم من صلوٰۃ یقول بصوته الا علی لا اله الا الله الخ احره و فی بعضها ما یدل طاهر اکقولہ دبر کل صلوٰۃ . اما قول عائشہ کان اذا سلم لم یقع الا مقدار ما یقول اللهم انت السلام فیحتمل وجوهاً منها انه کان لا یقعده بهیئۃ الصلوٰۃ الا هذا القدر ولكنه کان یبیا من اوبتیا سراویقل علی القوم بوجهه فیأنی بالا ذکار لنلا یظن الظان ان الاذکار من الصلوٰۃ .

ومنها انه کان حینا بعد حبس یتروک الاذکار غیر هذه الکلمات یعلمهم انہا لیس فریضۃ . والا صل فی الرواتب ان یاتی بہا فی بیتہ . والسرفی ذلك کله ان یقع الفصل بین الفرض والوافل بما لیس من حسہا وان یکون فصلا معندہ یدرک بادی الرأی . وهو قول عمر لمن اراد ان یتسمع بعد السکونۃ احلس فانه لم یهلك اهل الکتاب الا انه لم یکن بین صلوٰۃ فصل فقال السی : اصاب الله بک یا ابن الحطاط وقوله صلعم اجعلوها فی بیوتکم والله اعلم . (حجة الله البالغة) ،

(ترجمہ) اور اوں یہ ہے کہ ان لاکار کو سنن موکدہ سے پہلے اور امرے کیونکہ محض لاکار میں تو اس کی تصریح ہے جیسے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد کہ "جو شخص نماز مغرب اور نماز صبح کے بعد اونے اور پانچ موزوں سے پہلے یہ لے لا اله الا الله الخ اور بیت راوی کا یہ قول کہ آنحضرت ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے تو اپنی ہند آواز سے فرماتے لا اله الا الله الخ۔ اور محض لاکار میں ظاہر اس پر دل سے ہے جیسے یہ قول کہ نماز کے بعد یہ پڑھتے تھے۔ رہ حضرت عائشہ کا یہ قول کہ جب آنحضرت ﷺ سلام پھیرتے تو اس سے زیادہ نہیں پڑھتے کہ اللهم انت السلام الخ پڑھیں تو اس قول کے کئی احتمال ہیں ازاں جملہ یہ ہے کہ آپ نماز کی بیت پر اس مقدار سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے بلکہ دائیں یا بائیں مڑ جاتے تھے یا لوگوں کی طرف منہ کر لیتے تھے تاکہ کسی کو یہ نہ ہو کہ لاکار یا حیدہ بھی نماز میں داخل ہیں اور ازاں جملہ یہ ہے کہ آپ سوائے اللهم انت السلام کے اور لاکار یا حیدہ پڑھتے تھے چھوڑ دیتے تھے چھوڑنے سے یہ تعلیم مقصود تھی کہ لاکار یا حیدہ فرض نہیں ہیں اور سنتوں میں اصل حکم یہ ہے کہ گھروں میں ادا کی جائے اور اس سب کا راز یہ ہے کہ فرضوں اور سنتوں میں ظاہر طور پر فصل اور فرق ہو جائے جو ظاہری نگاہ سے معلوم ہو سکے اور یہی مطلب ہے حضرت عمرؓ کے اس فرمانے کا اس شخص سے جو فرضوں کے بعد متصل سنتیں پڑھنا چاہتا تھا کہ بیٹھ جا۔ کیونکہ پہلی امتوں کو ایسی بات نے ہلاک کیا کہ فرض اور نوافل میں ان کے فرق نہ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابن خطاب خدا نے تمہیں درست طریقہ ہدایت فرمایا اور یہی مطلب ہے آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کا کہ سنتیں گھروں میں پڑھا کرو۔ اتنی

کتبہ العبد الضعیف محمد کفایت اللہ غفرلہ شری مسجد دہلی ، شعبان ۱۳۳۳ھ

تمہ (مخطوطہ)

ایہا الکرام! کیف تعرفون مسئلہ دعاء الاحتماعیہ برفع الیدین دبر الصلوٰۃ المکتوبات و تamen المامومین علی دعائہ؟ هل الدعاء بهذه کیفیۃ جازر شرعا ام لا؟ ان جارما الاستدلال علی ذلك "و الا ما الحجة ما علی عدہ الحواز" فقی صورۃ عدہ الحواز احبر و فی ما الجواب عن کثرۃ علماء اهل السنۃ فی زماننا هذا یدعون اللہ تعالیٰ دعاء احتماعیۃ دبر الصلوٰۃ المکتوبات برفع الیدین کتوی مولانا اشرف علی تھانوی فی کتابہ بہشتی ربور وان لم یسد بالقران ولا بالحديث ولا بالفقه و کتوی مولانا مفتی کفایت اللہ الدہلوی کان اللہ تعالیٰ لہ حیت حت عندہ حتا عظیما فی کساد البقاس المرعوبۃ فی حکم الدعاء بعد المکتوبۃ و عن حدیث اسود العامری عن ابیہ احرحہا ان امی تنیبۃ قال صلیت خلف رسول اللہ ﷺ الفجر فلما سلم احررف و رفع یدیه و دعا (الحديث) وان حاز ما الجواب عن حدیث رسول اللہ ﷺ احرحہا البقی فی سنن الکبریٰ ص ۱۸۲ ج ۲ عن اس قال صلیت خلف النبی ﷺ کان اذا سلم یقوم (الحديث) و عہ صلیت خلف امی بکر کان اذا سلم و تب کانه علی رصف سنن الکبریٰ ص ۱۸۲ ج ۲ و عن حدیث عائشۃ کما فی مسلم کان السی ﷺ اذا سلم من الصلوٰۃ لم یقعہ الا مقدار ما یقول اللہم انت السلام الخ و عن عدم تعامل الصحابۃ فی وقت ما فحینئذ ما الحکم علی حدیث اسود العامری المار؟ هل هذه من احار الا حاد العدول النی کان الامام ابو حنیفۃ یروہا فیما تعہ بہ البلوی ام کیف و ایضا ما للکلام علیہا من جهة الاسناد؟

ضیاء الحسن انصاری۔ ایل۔ ایل۔ ایم ایف پنجاب میڈیکل انسٹیٹیوٹ الحکومت (مفتخر نژاد)
(جواب) حدیث حضرت اس کان اذا سلم یقوم الخ اور دوسری حدیث صلیت خلف امی بکر کان اذا سلم و تب کانه علی رصف الخ یہ دونوں روایتیں تو حدیث عائشۃ کے بھی حذف ہیں جس میں اذا سلم من الصلوٰۃ لم یقعہ الا مقدار ما یقول الخ موجود ہے حضرت عائشۃ سلام کے بعد تصوراً ساقیہود بیان فرماتی ہیں اور حضرت انس کی دونوں روایتیں قعود کی مطابقت نگی کرتی ہیں اور مسئلہ کی تفصیل رسالہ نفاس مرغوبہ میں کردی نگی ہے اسود عامری کی روایت مجموعہ فتاویٰ عبدالحی سے نقل کی نگی ہے مصنف ابو جریز ابی شیبہ کا نسخہ موجود نہیں ہے ورنہ اس کے صفحہ کا حوالہ دے دیا جاتا۔ اور یہ روایت اثبات احتجاب کے لئے کافی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نواں باب

مسافر کی نماز (قصر)

وطن اصلی کب باطل ہوتا ہے؟

(سوال) ایک شخص کا وطن اصلی لاہور تھا پھر اس نے لاہور کو چھوڑ کر دہلی کو اپنا وطن بنالیا اور وہیں اس کے بال بچے اور اہلیہ ہے غرض کہ مدت سے وہ شخص دہلی میں مع اہل و عیال قیام کر رہا ہے اور لاہور میں اس کے بھائی حقیقی اور ماں نہیں مکان اور پتہ زمین بھی ہے اور رہتا وہ مدت سے دہلی میں ہے اس شخص کو لاہور میں جانے کے لئے سوانیت ۵ ایوم کے ٹھہرنے کے لئے نماز قصر پڑھنی پڑے گی یا کہ پوری؟ اگر سالہ رکن دین اردو مؤلف مولوی رکن الدین ادری میں تحریر ہے کہ اگر پہلے وطن میں زمین یا مکان وغیرہ ہوں تو کم نیت اقامت ۵ ایوم کے بھی نماز پوری پڑھنی پڑے گی حوالہ عالمگیری۔ اور حلالانکہ شرح وقیہ (۱) میں عبارت یوں ہے۔ فاذا كان للانسان وطن اصلي ثم اتخذ موضعاً اخر وطناً اصلياً سواء كان بينهما مدة السفر اولم يكن يبطل الوطن الاصلی الاول حتى لو دخله لا يصير مقيماً الا بنية الإقامة اور لفظ يبطل پر شیعہ عمدة الرعاۃ میں حدیث منقول ہے يدل عليه ان النبي ﷺ واصحابه لما دخلوا مكة وغزوة الفتح وحجة الوداع قصر وفيها مع انها كانت مولدهم ومسكنهم وما ذلك الا لبطلان وطنه باتخاذ المدينة وطناً بالهجرة. عبارت مذکورہ سے ثابت نہیں ہوتا ہے کہ اول وطن میں اگر مکان یا زمین وغیرہ ہو تو نماز قصر نہیں ہوگی۔ یہ بات تو جروا۔

(جواب ۵۵۹) وطن اصلی اگر اس طرح چھوڑ جائے کہ اس سے تمام تعلقات منقطع کر دیئے جائیں نہ کچھ زمین و مکانات ہوں اور نہ کوئی اہل و عیال میں سے وہاں ہو تو وہ وطن باقی نہیں رہتا اور پھر وہاں نماز پندرہ دن سے کم مدت میں قصر کرنا چاہیے ورنہ وہ وطن باقی رہتا ہے۔ فی العالمگیریہ. و يبطل الوطن الاصلی بالوطن الاصلی اذا انتقل عن الاول باهله و اما اذا لم ينتقل باهله ولكنه استحدث اهلاً ببلدة اخرى فلا يبطل وطنه الاول و يتم فيهما (ص ۱۵۱) ولو انتقل باهله و مناعه الى بلد و بقي له دور و عقار في الاول قبل بقي الاول و طاله و اليه اشار محمدؑ في الكتاب كذا في الزاهدی (عالمگیری ص ۱۵۱) ۰ اور شخص کسی شہر کا مولد و مسکن ہو یا وطن اصلی کے ثبوت کے لئے کافی نہیں اور آنحضرت ﷺ کا مکہ میں قہر کرنا اس وجہ سے تھا کہ وہاں آپ کا کوئی گھر وغیرہ باقی نہ تھا۔ يدل عليه قوله عليه السلام هل ترك لنا عقل منزلاً (رواہ بخاری)۔

(۱) بیان الوطن الاصلی والإقامة ۲۳۸ ط مکتبہ حقیقیہ ملتان

(۲) الباب الخامس عشر في صلاة المسافر ۱۴۲/۱ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۳) (باب ترویث دور مکة و بيعها و شرائها كتاب المناسك ۲۱۶/۱ ط قدیمی)

(۱) جہاز کے ملازم کے لئے نماز کا حکم
(۲) کارڈرائیور کے لئے نماز کا حکم

(سوال ۱) ایک شخص جہاز میں نوکری کر رہا ہے اور ایک شہر میں جاتا ہے دو دن جہاز وہاں ٹھہرتا ہے پھر وہاں سے لوٹتا ہے غرض جہاز کی بی نوکری سے اور یہی کام ہے۔
(۲) موٹر میں سیر کرنے کے لئے سو پچاس میل تک جاتے ہیں اور چارپانچ گھنٹے میں جاتے ہیں اور اسی مقدار میں لوٹتے ہیں راستہ میں نماز کا وقت ہو گیا تو قصر پڑھیں یا پوری 'خولہ سیر کی غرض سے جائیں یا کسی کام سے۔

(جواب ۵۶۰) ان دونوں صورتوں میں قصر نماز پڑھنی چاہیے کیونکہ مسافت قصر کا ارادہ کر کے ٹکنا قصر کے ثبوت کے لئے کافی ہے، خواہ وہ ٹکنا دوامی طور پر ہو یا گاہے گاہے اور خواہ ملازمت کے صیفے میں ہوا تجارت و سیاحت کے اور خواہ وہ مسافت کئی گھنٹے میں طے ہو جائے جیسے کہ ریل اور موٹر وغیرہ کے ذریعہ سے دنوں کی مسافت گھنٹوں میں طے ہوتی ہے۔ وھذا کلہ ظاہر واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔
کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

قریب قریب آبادیوں میں نماز کا حکم

(سوال) موضع سھلیوہ تحصیل جانشہ ضلع مظفر گڑھ میں واقع ہے اور موضع دھانسری و کمبہوہ و تیوڑہ وغیرہ موضع مذکور سے دو دو تین تین میل کے فاصلے پر آباد ہیں اور مواضع مذکورہ شہر دہلی کے ماتن پچان کو سیاس سے زائد کافی صلہ ہے مولوی فاروق صاحب کی پیدائش موضع سھلیوہ مذکور کی ہے اور اسی موضع میں پرورش ہوئی ایک بھٹی ماں، محمد یعقوب صاحب وہیں رہتے ہیں اب مولوی فاروق صاحب دہلی سے مواضع مذکورہ کو سفر کرتے ہیں اور کسی موضع میں پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت بھی نہیں کرتے مگر مانند مقیم نماز پڑھتے ہیں قصر نہیں کرتے اگر کہا جاتا ہے تو کسی کو یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ سب گاؤں میرے وطن کے ہیں اور کہیں یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں قصر نماز نہیں آئی اور کسی سے کہتے ہیں کہ مجھ پر نماز قصر واجب نہیں کیونکہ میں ہمیشہ سفر میں رہتا ہوں تو صورت مسئولہ میں مولوی فاروق صاحب کا وطن دہلی ہے یا سھلیوہ اور ان پر قصر واجب ہے یا نہیں؟ اگر واجب ہے تو جن مقیم مقتدیوں نے مولوی صاحب کے پیچھے نماز پڑھی ہے ان کی نماز ہو گئی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی تو بخشی نمازیں مولوی صاحب کے پیچھے پڑھی ہیں ان کا لوٹنا واجب ہے یا نہیں اور مولوی فاروق کا یہ کہنا کہ یہ سب گاؤں میرے وطن کے ہیں اور حدیث میں نماز قصر نہیں آئی جس پر موضع تیوڑہ میں احقر کے سامنے روایت ابن عباس سے بحوالہ مشکوٰۃ استدلال کرنا چاہا اور

مشکوٰۃ نکات پر جان چڑھ کر شیخ شمس الدین پرچہ چھپت ہوئے اور یہ کہ میں ہمیشہ سفر میں رہتا ہوں اس واسطے مجھ پر قصر واجب نہیں بنتا؟ اور کذب صریح؟ اور یہ شخص امام ابو حنیفہ کا مقلد ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۶۲۰۱۱۲ ہجری محمد حنیف صاحب خلع مظفر نگر۔

۸ شوال ۱۳۵۲ھ ۲۳ جنوری ۱۹۳۳ء

(جواب ۵۶۱) بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے سٹھلیزہ سے ترک وطنیت اور دہلی کو وطن بنانے کی نیت نہیں کی تھی اس سے وہ دہلی سے سٹھلیزہ جاتے ہوں گے تو وہاں جاتے ہی وہ مقیم ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ ان کا وطن اسمعیل بن وہاں پندرہ دن کی نیت کریں یا نہ کریں پھر سٹھلیزہ سے اس کے پاس کے موضع میں پھرتے ہوں گے اور چونکہ وہ مقدار سفر کی مسافت کے اندر اندر ہوتے ہوں گے اس لئے وہ مسافر نہیں ہوتے اور پاری نماز پڑھتے ہوں گے یہ ایک مسلمان اور عالم کے فعل کی توجیہ ہو سکتی ہے باقی حقیقت حال اللہ بہتر ہے ان کا یہ کہنا کہ سب گاؤں میرے وطن کے ہیں صحیح ہے جب کہ وہ وطن سے چھین اور آس پاس مسافرت میں رہتے ہیں اور وہاں جو مدت سفر کے اندر اندر ہوں تو ان کا خیال کہ ان پر قصر نہیں پڑتا درست ہے اور یہ قول کہ حدیث میں نماز قصر نہیں آئی اس کا مطلب بھی یہی ہوگا کہ اس قدر کم مسافت کے اندر مسافر نہیں ہوتے۔ حدیث سے نماز قصر ثلاث نہیں اور یہ کہنا کہ مجھ پر نماز قصر اس لئے واجب نہیں کہ میں ہمیشہ سفر میں رہتا ہوں اس میں غلط فہمی ہوئی ہے اس کے متعلق ان کا تحریری بیان سے کر میرے پاس کچھ تو میں اس پر غور کروں ہمیشہ سفر میں رہنے سے تو ہمیشہ قصر پڑھنی پڑے گی نہ یہ کہ قصر واجب نہ ہو بہر حال سوال میں جو حجت اختیار کیا ہے یہ علماء کے لئے مناسب نہیں ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مقیم مقتدی مسافر کے پیچھے بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(سوال) امام اگر قصر پڑھ رہا ہے مقتدی دو رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھے یا نہ پڑھے؟

المستفتی نمبر ۹۹۔ مدیر فیض صاحب سوہر (ضلع میدانی پور)

جمادی الثانیہ ۱۳۵۵ھ ۲۵ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۶۲) مقتدی اپنی سورہ فاتحہ نہ پڑھے بقدر فاتحہ کے قیام کر کے رکوع کرے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ریلوے ڈرائیور کے لئے نماز کا حکم

(سوال) ہم لوگ انجن ڈرائیور کا کام کرتے ہیں برہم ریشم کے اندر اور ہم لوگوں کا کام ہمیشہ سفر کا ہے اور پانچ چھ روز کا سفر ہوتا ہے اور فوری ہم لوگوں کی بارہ گھنٹہ کی ہے بارہ گھنٹہ کام کرتے ہیں اور بارہ گھنٹہ آرام سے سوتے ہیں لمبے سفر کا یہ حال ہے چھوٹا سفر بارہ گھنٹہ کا ہوتا ہے وہاں پر ہم لوگوں کو ایک مکان ملا ہے سونے کے واسطے اور ایک بارہ پتی خانہ ملا ہے گمانہ نے کے واسطے ہم لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہے اب ہم لوگ اس بات کے خواستکار ہیں کہ ایسی حالت میں ہم لوگ نماز قصر پڑھیں یا پوری نماز پڑھیں ؟

(المستفتی نمبر ۱۰۵۹ محمد رؤف صاحب (رتلون))

(جواب ۵۶۳) اگر آپ لوگ ایب، مرقین ون کے سفر یعنی ۴۸ میل چاہتی ہیں تو آپ مسافر ہیں، بلور اُمریت رہا آپ کے اختیار میں نہیں تو آپ مسافر نہیں ہوں گے اور اس صورت میں پوری نماز پڑھیں گے اور روزہ میں کوئی مشکل نہیں کیونکہ روزہ تو ہر حالت میں (خواہ مقیم ہو یا مسافر) رکھنا جائز ہے فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

انگریزی میل کے حساب سے مسافت سفر

(سوال) سفر کی وہ مسافت جس کے ارادت قصر ہوتی ہے انگریزی میل کے اعتبار سے مفتی کہتے میل ہیں المستفتی نمبر ۱۳۴۹ محمد یونس صاحب (مقرر ۱) ۲۷۷؛ یقعدہ ۲۵۵ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۵ء (جواب ۵۶۴) انگریزی میل سے چھتیس میل کی مسافت قصر نماز کے لئے کافی ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

(۱) نماز کن صورتوں میں قصر کریں؟

(۲) جس راستے پر چلے اس کا اعتبار ہوگا۔

(۳) وطن اقامت سے دور رہنے والے کا علم

(سوال ۱) قصبہ نمازکن کن سورتوں میں واجب ہے (۲) ایک مقام ایسا ہے جہاں سے ریل پر سفر کرنے سے فیصلہ زدہ ہوتا ہے اور قصبہ واجب ہوتا ہے اور اگر خشکی سے چاہا جائے تو فیصلہ کم از کم ۳۰ کوسوں کی صورت

۱، ومن خرج من موضع الفم فوجد مسروراً قد انقلبها من الفم إلى اليد اليمنى صلى الفروض الرباعي ركعتين (الح) (التوضيح مع شرحه باب صلاة المسافرين ۱۶۱ ۱۶۲ صعيد کراچی)

١٢. والمعتبر في المتنوع لأحد الأصل لا سبع كما مرأه في عهد واجبر اليه (التبوير و شرحه باب صلاة المسافر)

اعتیار کرنا چاہیے آسانی ریل و سورت ریل کے درمیان میں ہے یہ مقام خشکی سے ۲۷ میل اور ریل سے ۵۳ میل پر ہے (۲) ایک شخص ملازم پیشہ ہے اور مکان سے اس کی مازمت فاصلہ پر ہے اور ہیڈ کوارٹر میں جہاں قیام ہے رہنا پڑتا ہے اور وہیں سے دور کرنا ہوتا ہے اس صورت میں قعر کہاں سے شمار ہوگا اور دورہ کے سفر میں کیس مسافت بعیدہ ہو جاتی ہے اور کہیں تم ایسی صورت میں سفر کے متعلق کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۳۳۳۳ احادی محمد ذکریا صاحب (جو پور) ۶ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ کے ۷ مئی ۱۹۳۷ء
(جواب ۵۶۵) جس رات سے سفر کرے اس کی مسافت کا اعتبار ہے جب ۳۶ میل یا اس سے زیادہ
مسافت کا سفر شروع کرے تو اپنی ہستی سے نکلے ہی قصر پڑے چاہیے ہیڈ کو اگر نہ جہاں قیام رہتا ہے وہاں سے
مسافت سفر کا اعتبار ہو گا وہاں سے ۳۶ میل کا رلوہ کر کے چلنے پر مسافر ہو جائے گا۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

سفر کے ارادے سے اسٹیشن پر پہنچنے والا پوری نماز پڑھے
(سوال) زید سفر کے لئے اپنے گھر سے چلا آئی گئے، دہلی اسٹیشن پر ریل میں بیٹھارہا کہ نماز کا وقت آگیا تو نماز قصر پڑھے یا پوری پڑھنی چاہیے، دہلی کا اسٹیشن بستی میں شمار ہوگا یا نہیں؟
المسئفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی
(جواب ۵۶۶) دہلی کا اسٹیشن شہر کے اندر ہے یہاں نماز پوری پڑھنی چاہیے (۱)

میشہ سفر میں رہنے والے کے لئے نماز کا حکم

(سوال) ہم جس پچیس آدمی بہار سے مروا نگر ضلع میرٹھ پہنچا فروخت کرنے آتے ہیں یہ مقام ایک سو میل ضلع بہار سے ہے جب ہم نہار سے چلے تو یہ نیت تھی کہ دو مہینے مروا نگر اس طرح قیام کریں گے کہ آخر رات کو مروا نگر میں رہیں گے اور ان کو وہاں سے دو چار کوس پر پہنچا فروخت کرنے چلے جائیں گے کبھی جائے قیام پر آجائیں گے اور کبھی نہیں کا نڈل میں رہ جائیں گے مروا نگر ۱۵ یوم مستقل ٹھہرنے کی شروع ہی سے نیت نہ تھی اس پاس آتے جاتے رہنے کا پسے سے قصد ہے اور ایسا ہی ہوتا ہے اس صورت میں قصر کرے یا پوری نماز پڑھے۔

(١) فإذا قصد بقراءة والى مقصده غرضه أحد جماعة مسيرة ثلاثة أيام ولي لها والأحر دورها فسلك الطريق الأبعد كان مسافراً عداً وإن سلك الأقصر سمح، مستحبية الباب الخامس عشر في صلاة المسافر ١٣٨٩ ط ماحيه (٢) ومن خرج من موضع إقامته قاصداً مسيرة ثلاثة أيام ولي لها من قصر أيام السنة صلى الفرض الرباعي ركعتين الحج والتأخير وشرحه باب صلاة المسافر ١٢٩٢/٢ تا ١٢٣٣ ط سعيد (٣) وإن كان قصره على أقل من ثلاثة أيام لم يشرط له قصره، كذا غرضت من خرج من عمارة موضع إقامته من جانب حروجه وإن لم يجر من الجانب الآخر إلى اليوم وشرحه باب صلاة المسافر ١٢١٢ ط سعيد

المستفتی نمبر ۱۵۹۷ اصغر حسین (ضلع جنور)

۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۶۷) یہ لوگ گھر سے سو میل کی مسافت کا قصد کر کے چلنے سے مسافر ہو گئے اب جب تک کسی ایک مقام میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کریں مسافر ہی رہیں گے لہذا یہ اس حالت میں نماز قصر پڑھتے رہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

(۱) مقیم کے پیچھے مسبوق مسافر بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(۲) مغرب کی نماز میں قصر نہیں

(سوال) (۱) مسافر مقتدی کو نلہ 'عسریا مغرب کی جماعت میں دو رکعتیں طیس امام کے سلام پھیرنے کے بعد بقیہ رکعتیں کیونکر پوری کرے ان میں سورہ فاتحہ پڑھے یا نہیں؟

(۲) مغرب کی نماز سفر میں قصر پڑھیں اور رات کو پونے گیارہ بجے اپنے گھر پہنچ گیا تو اس کو نماز قصر پڑھنی پڑے گی یا وہ عشاء کی پوری نماز پڑھے؟ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۵۶۸) (۱) اب دو رکعتیں پڑھیں یعنی سورہ فاتحہ اور سورہ پڑھ کر نماز پوری کرے (۱)

(۲) مغرب کی نماز میں قصر نہیں ہے اس کی تین رکعتیں مقیم اور مسافر دونوں کے لئے ہیں (۲) اور جب عشاء کے وقت سفر ختم ہو گیا تو عشاء کی پوری نماز پڑھے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) مقیم مقتدی مسافر امام کے سلام کے بعد بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(۲) سفر میں فوت شدہ نماز کس طرح ادا کرے؟

(۳) سفر میں سنتوں کا حکم

(سوال) (۱) امام مسافر ہے اس نے قصر نماز پڑھی اور دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو مقیم مقتدیوں کو بقیہ دو رکعت کس طرح پوری کرنی چاہیے سورہ فاتحہ پڑھے یا خاموش رہے؟

(۲) سفر میں نماز قضا ہو گئی گھر پہنچ کر قصر کرنی چاہیے یا پوری نماز پڑھنی چاہیے؟

(۳) سفر میں سنتیں پڑھنی لازم ہیں یا نہیں اور سنت قصر پڑھے یا پوری؟

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(۱) بولا برال علی حکم السفر حتی یروی الإمامة فی بلدة او قرية خمسة عشر يوم او أكثر، كما فی الهدایة (عالمگیریہ باب صلاة المسافرين ۱۳۹/۱ ط ماحدیہ)

(۲) وأما قضاء المسافر بالمقیم فیصحب فی الوقت و ینم الح (الدر المحتار باب صلاة المسافرين ۱۳۰، ۲ ط سعید) والمسوق من سفر الإمام بها او معتب وهو مفرد حتی ینمی و یعود و یقرأ و یقضى أول صلاته فی حق الفرائض و آخرها فی حق التشهد الخ (الدر المحتار باب الإمامة ۵۹۶/۱ ط سعید)

(۳) واحترز بالغرض عن السس والوتر والردی عن المحر والمغرب (رد المحتار باب صلاة المسافرين ۱۲۳/۲ ط سعید)

- (جواب ۵۶۹)؛ (۱) مسافر امام کے مقتدی مقیم ہوں تو امام کے دور کعت پر سلام پھیرنے کے بعد وہ کھڑے ہو جائیں اور اپنی دو رکعتیں پڑھ لیں کریں ان رکعتوں میں سورہ فاتحہ نہ پڑھیں خاموش رہیں (۱)۔
 (۲) سفر کی قضا نماز قصر لو اگر نی چاہئے (۲)۔
 (۳) سفر میں سنتیں پڑھنی لازمی نہیں اگر موقع ہو تو پڑھ لے سنتوں میں قصر نہیں چار رکعتوں کی نماز چار رکعتیں ہی پڑھے (۴)۔ محمد کفایت اللہ کا اللہ دہلی

ریلوے ڈرائیور سفر میں قصر پڑھے

(سوال) ملازمین ریلوے یعنی انجن ڈرائیور وغیرہ جن کا کہ سفر تقریباً ساٹھ میل سے فائیت ایزہ سو میل تک ہوتا ہے اور وہ لوگ دوسرے یہ تیسرے یہ چوتھی روز تک اپنے مکان پر واپس آجاتے ہیں ایسی حالت میں قصر واجب ہے یا نہیں؟ المفتی نمبر ۲۳۶۰ نبی احمد خاں (آگرہ)

۷ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۶ جولائی ۱۹۳۸ء
 (جواب ۵۷۰) ہاں حالت سفر میں قصر کریں گے (۱)۔ محمد کفایت اللہ کا اللہ دہلی

- (۱) سفر سے وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے
 (۲) مقیم نے مسافر امام کے ساتھ سلام پھیر کر باتیں کیں
 (۳) مقیم نے مسافر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟
 (۴) سفر میں فوت شدہ نمازیں کس طرح ادا کریں؟

(سوال) (۱) ایک شخص لکھنؤ کا رہنے والا جو کافی عرصے سے جتنی دس پندرہ سال سے دہلی میں رہتا ہے اب وہ دہلی سے ٹکٹ لے کر دہلی جا رہا ہے اور وہ نماز پڑھتا ہے چار پانچ روز کے بعد صرف ایک روز کے لئے دہلی آتا ہے تو کیا اس کو دہلی میں نماز قصر پڑھنی چاہئے؟
 (۲) جس پر قصر نماز واجب ہے وہ شخص امام کی موجودگی میں نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں جب کہ اس نے اعلان نہ کیا ہو کہ میں مسافر ہوں اور رات پڑھ کر اس نے دونوں جانب سلام پھیر اور مقتدیوں نے بھی سلام

(۱) وصح القضاء المقيم بالمسافر في الوقت بعد ما قدم المقيم الى الإتمام لا يقرأ (التنوير) و شرحه كتاب صلاة المسافرين ۱۲۹/۲ ط سعید
 (۲) والقضاء بحكي أي يشاهد الإتمام سفر و حصر الإتمام بعد ما تقرر لا يتغير الخ و في الشبهة " أي لو فاتته صلاة السفر وقضا في الحضر (باب صلاة المسافرين ۱۳۵ ط سعید)
 (۳) وبأن المسافر بالسنة إن كان في حال من وقراء ولا يأنكأ في خوف و فرار لا يأتي بها الخ (التنوير) و شرحه كتاب صلاة المسافرين ۱۳۱ ط سعید
 (۴) ولا يراد في حكم السفر حتى يترك الإقامة في بلدة أو قرية الخ (عالمگیری) الباب الخامس عشر في صلاة المسافرين ۱۳۹/۱ ط ماجدیه

پھیر کر اور آپس میں بات چیت کرنے گئے کہ دور کعت ہوئی ہیں امام نے کہا کہ تم اپنی دور کعت پوری کر لو میں مسافر ہوں اس نیت سے مقتدیوں کی نماز بغیر سجدہ سو کے ہو گئی یا نہیں؟

(۳) امام جو مقیم تھا اس سے نمازیوں نے پوچھا کہ ہم نے سجدہ سو نہیں کیا نماز ادا ہو گئی یا نہیں تو مسافر امام نے کہا کہ نماز ہو گئی سجدہ سو کی ضرورت نہیں؟

(۴) زید جو کہ دہلی کا رہنے والا ہے وہ کسی کام کی وجہ سے سارنپور جاتا ہے اور وہاں اس نے بالکل نماز نہیں پڑھی وہ ایسے دہلی آکر وہ اتنے ایام کی نماز سفر میں گزرے قصر پڑھے گایا پوری لو آکرے گا؟

المستفتی نمبر ۲۷۹۵ غیاث الدین، ج ۱، ص ۲۷۳ اشانی ۳۲۳ھ

(جواب ۵۷۱) (۱) دہلی میں اُس نے وطن اختیار نہیں کیا جب ایک روز کے لئے دہلی آئے گا تو قصر پڑھے گا (۱)

(۲) جن مقتدیوں نے سلام سے بعد باتیں نہیں کیں اور اپنی نماز کے آخر میں سجدہ سو کر لیا ان کی نماز ہو گئی اور جنہوں نے باتیں کر لیں ان کی نماز نہیں ہوئی (۱)

(۳) اگر مقتدیوں نے امام کے سلام سے متلفظ کے بعد سلام پھیرا تو ان کو سجدہ سو کرنا واجب تھا (۱)

(۴) سفر کی نماز حضر میں دور کعت قضا کر جائیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

بحری جہاز کے ملازمین کے لئے نماز کا حکم

(سوال) جو آدمی سمندر میں ہمیشہ جہاز پر نوٹری کرتے ہیں اور ان کے واسطے کوئی گھر مقرر نہیں ہے اور جہاز بارہ میل کے اندر اندر دروازہ بند کرنا بتا دیا اور ان لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کب ان کو اس جگہ سے بدل کر دوسری جگہ لے چوے تو وہ نماز قصر پڑھیں گے یا نہیں؟

(جواب ۵۷۲) اگر بارہ میل کے اندر ہی دروازہ رہتا ہے تو وہ ہمیشہ مقیم ہیں کبھی مسافر نہ ہوں گے مسافر ہونے کے لئے ایک دم چھتیس میل سے سفر کا ارادہ کرنا ضروری ہے (۱) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(جواب) (از مولانا سید عظیم الحسن صاحب مجددی سنی دارالافتاء جامع مسجد ناخدا اہلکت) ہو الموفق۔

(۱) یونہی وہ وطن اقامت سفر شروع کرنے سے پہلے وہ وطن والا ہے ووطن الإقامة یصل لوطن الإقامة و بإشاء السفر ھکذا فی النبی (عالمگیریہ صلاة المسافر ۱/۱۴۲ ط ماحدہ)

(۲) و یصلھا التکلم وهو الظن بحرین و حرف معھم الح (التوبیر و شرحہ باب ما یصلد الصلاة وما یکرہ فیہا ۱/۶۱۳ ط سعید)

(۳) و إذا سلم الإمام قام إلى القضاء و إذا کان عادماً فسدت و إلا لا ولا سجود علیہ إن سلم سہواً قبل الإمام او معہ و ان سلم بعدہ لزمہ لکن نہ مفرداً الح (د المحتار باب سجود السہو ۸۲۲ ط سعید)

(۴) و القضاء یحکمی فی یسارہ بالاداء سفر حصر الا أنه بعد ما تقور لا یبصر الح (التوبیر و شرحہ باب صلاة المسافر ۱/۱۳۵ ط سعید) (۵) من حرج من مریع الإقامة فصداً مسرة ثلاثة ایام ولما لیها من أقصر ایام السنة الح (التوبیر و شرحہ باب صلاة المسافر ۱/۱۲۲، ۱۲۱ ط سعید)

حبیب صاحب کو جواب میں غلط فہمی ہو گئی کہ انہوں نے دریا کو محل اقامت سمجھا لیا تاکہ دریا محل اقامت نہیں درخشاں ص ۷۷ ج ۱ میں ہے۔ فیقصر ان نوی الاقامة فی اقل من نصف شهر اونوی فیہ لکن فی غیر صالح کبحر اسہی۔ لہذا صحیح یہ ہے کہ جہاز پر نوکری کرنے والے ملازم وغیرہ جن کی رہائش بھی جہاز پر ہی ہوتی ہے ہمیشہ قصر پڑھیں گے خواہ بارہ میل کے اندر جہاز ہے یا ایک ہی جگہ کچھ زیادہ مدت تک رہنے کا اتفاق ہو جہاز کی روانگی کی تاریخ معلوم ہو یا نہ ہو چنانچہ رد المحتار (۱) ص ۷۷ ج ۱ اقل فی المعجبی والملاح مسافر الا عند الحسن و سفیة لیست بوطن آہ بحر۔ وظاہرہ ولو کان ماله واهله معہ فیہا ثم رایتہ صریحا فی المعراج النہی واللہ اعلم۔

کتبہ السید محمد تمیم: احسان التجدیدی عفا اللہ عنہ۔ ۲۹ رمضان ۱۳۵۵ھ

(جواب الجواب ۵۷۳) (الاحکامات مفتی اعظم) میرے جواب کا مدار تو اس امر پر تھا کہ جب تک مسافر قرار پا کر قصر کی شرط پوری نہ کرے وہی شخص نماز قصر نہیں پڑھ سکتا اور مسافر قرار پانے پر قصر کے جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ تین دن کی مسافت قطع کرنے کی یکدم نیت کرے اگر یکدم تین دن کی مسافت قطع کرنے کی نیت نہ ہو تو پختہ ساری عمر چلتا رہے اور ساری دنیا کا سفر کر لے مگر نہ وہ مسافر قرار پائے گا نہ اس کے لئے قصر جائز ہو گا اس کی دلیل یہ ہے۔ واما الثانی (ای شرط القصر) فہو ان یقصد مسیرة ثلاثة ايام فلو طاف الدنيا من غیر قصد الی قطع مسیرة ثلاثة ايام لا یتخص انتہی (بحر الواقع) ۱۰، سوال میں بھی اس امر کی تہہ متحقی کہ جن لوگوں کے متعلق سوال ہے وہ مسافر میں روزانہ بارہ میل کے اندر سفر کرتے ہیں اور میں نے جواب میں بھی اس صورت کو صراحتاً ذکر کر دیا تھا کہ اگر بارہ میل کے اندر ہی دور رہتا ہے تو وہ ہمیشہ مقیم ہیں۔

جہازوں کے ملازم جو گودیوں میں کام کرتے ہیں اور جہازوں پر دس دس بارہ بارہ میل تک روزانہ آتے جاتے ہیں وہ ملازمت کے وقت بھی مسافر ہوتے ہوں تو محل تعجب نہیں لیکن ایسے ملازمین کی بڑی تعداد ایسی بھی ہوتی ہے جو ملازمت ملنے کے وقت مسافر نہیں ہوتے مثلاً کلکتہ کے باشندے یا کلکتہ کے گروہ نواح (مسافت سفر کے اندر) کے باشندے کلکتہ کی گودی میں آکر ملازم ہوں اور ان کو ان جہازوں میں جو کنارے پر کھڑے ہوتے اور ہمیشہ کھڑے رہتے ہیں اور ملازمین کی رہائش کے لئے ہی استعمال کئے جاتے ہیں جگہ دیدی گئی اور وہ اس میں رہنے لگے اور جہازوں پر کام کرنے لگے اور روزانہ دس بارہ میل کے اندر چلنے آئے لگے تو ایسے لوگ کسی وقت مسافر نہیں ہوئے اور ان کو ہمیشہ نماز پوری پڑھنی چاہیے اور تا وقتیکہ وہ کسی وقت یکدم تین دن کی مسافت کا قصد کرے نہ چلیں نہ مسافر ہوں گے اور نہ ان کو قصر پڑھنا جائز ہوگا

(۱) (باب صلاة المسافر ۱۲۵/۲ ط سعید)

(۲) (باب صلاة المسافر ۱۲۶/۲ ط سعید)

(۳) (باب المسافر ۱۳۹/۲ ط بیروت لبنان)

میرے جواب کا یہی مطلب تھا اور میں اسی کو صحیح سمجھتا ہوں لیکن اگر مولانا عظیم الاحسان ان لوگوں کو بھی محض اس وجہ سے کہ وہ سمندر میں جہاز میں رہتے ہیں بغیر اس کے کہ وہ مدت سفر کی نیت کر کے چلیں مسافر قرار دیتے ہیں تو یہ بات میرے خیال میں صحیح نہیں ہے۔

دریا کے کنارے کشتی میں رہن حکم سفر لگانے کے لئے کافی نہیں ہے۔ و اشار المصنف الی ان النية لا بدان تكون قبل الصلوة ولذا قال فی التجنيس اذا افتتح الصلوة فی السفينة حال اقامة فی طرف البحر فقلها الريح وهو فی السفينة ونوی السفر یتیم صلوة المقیم عند ابی یوسف خلافا لمحمد انتہی (۱) اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ محض کشتی میں چلا جانا کسی کو مسافر بنانے کے لئے کافی نہیں ورنہ اس شخص پر جو کشتی میں نماز شروع کرے قصر لازم ہو تا خواہ مزید سفر کی نیت کرے یا نہ کرے حالانکہ اس جزئیہ میں اس کی نیت سفر جو اثنائے نماز میں کی گئی غیر معتبر قرار دیکر پوری نماز اس پر لازم کر دی گئی۔

پور تمام فقہانے مسافر بننے کے لئے تین دن کی مسافت کا قصد کرنے کے بیان میں بھی مسافت فی البر وفی البحر دونوں کا ذکر کیا ہے۔ من حاوڑ بیوت مصرہ مرید اسیر اوسطا ثلاثة ایام فی براو بحراو جبل انتہی۔ یہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ کشتی میں جانا اور رہنا ہی مسافر بنانے کے لئے کافی نہیں ورنہ سمندر میں تین دن کی مسافت کی شرط جواز قصر کے لئے نہ ہوتی۔ (اتمام)

دسواں باب قضا نمازیں

قضائے عمری صحیح ہے یا نہیں اس کا طریقہ کیا ہے؟

(سوال) قضائے عمری نماز کب اور کس طرح پڑھی جائے؟

(جواب ۵۷۴) قضائے عمری کے نام سے جو نماز مشہور ہے کہ رمضان المبارک کے آخر میں ایک نماز باجماعت یا علیحدہ علیحدہ قضائے عمری کے نام سے پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ نماز عمر بھر کی قضاء نمازوں کے لئے قائم مقام ہو جاتی ہے یہ توجہ غلط اور بے اصل ہے شریعت مطہرہ میں اس کی کوئی اصل نہیں (۱) یہاں اگر کسی کی کچھ نمازیں رہ جاتی رہی ہوں تو ان کو پڑھ سکتا ہے اگر ان کا شمار معلوم ہو تو اس کے موافق اور صحیح

(۱) (باب المسافر ۱۳۹/۲ ط بیروت لبنان)

(۲) وما نقل أن الإمام قضی صلاة عمره أنه لم یصح دللت عن الإمام فلو حقه كراهة القضاء لوههم الفساد (رد المحتار باب الوتر والوافل ۳۷ ط سعید) قل فی التبر المحتار "كثر القوائت وی اول طهر علیه أو آخره" الخ (باب قضاء القوائت ۷۶/۲ ط سعید)

تعداویاد نہ ہو تو اندازہ سے ان کا شمار متعین کر لے اور پھر ان کو ایک دفعہ یا آہستہ آہستہ لو اکرتا رہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ زمانہ بلوغ کے اندر چھوٹی ہوئی نمازوں کا پورا کرنا فرض ہے ہر نماز کو قضاء کرتے وقت مثلاً اگر فجر کی نماز پڑھتے ہو تو اس طرح نیت کرے کہ فجر کی جتنی نمازیں میرے ذمہ ہیں ان میں سے پہلی نماز پڑھتا ہوں اسی طرح روز فجر کی قضا کرتے وقت یہی نیت کرے یہاں تک کہ سب نمازیں پوری ہو جائیں۔

فوت شدہ نمازوں کی قضاء ضروری ہے توبہ کافی نہیں

(سوال) زید نے بڑی عمر میں نماز روزہ شروع کیا تو کیا نماز روزہ قضاء کرے یا خالی توبہ سے معافی ہو جاتی ہے؟ المستفتی نمبر ۶۵۸ مجیدی، وانہ بعینی ۲۷ رجب ۱۳۵۳ھ ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۵ء (جواب ۵۷۵) جتنی نمازیں روزہ قضا ہوئے ہیں تخمینہ کر کے ان کی قضاء کرے صرف توبہ کافی نہیں ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فوت شدہ نمازوں کو کس طرح لو اکریں؟

(سوال) فائزہ نماز کو ہر نماز کے ساتھ لو اکرتا ضروری ہے یا نہیں اگر ہر نماز کے ساتھ لو انہ کرے اور پھر ترتیب لو اکرتے تو جائز ہو گیا نہیں؟ المستفتی نمبر ۹۴۳ محمد مقصود احمد خاں (۳۱ نومبر) ۲۹ صفر ۱۳۵۳ھ ۲۱ مئی ۱۹۳۶ء (جواب ۵۷۶) فائزہ نمازوں کو ہر نماز کے ساتھ ساتھ لو اکرتا اہم نہیں مگر جس قدر جلدی لو اکرنے کے لئے ایک وقت میں متعدد نمازیں قضا پڑھ سکتا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

قضائے عمری کی کوئی اصل نہیں۔

(سوال) رمضان شریف میں آخری جمعہ کو قضائے عمری بارہ رکعت باجماعت پڑھتے ہیں یہ نماز کس کے لئے ہے شیخ وقت نمازی کے واسطے ہے یا کہ ہر ایک کے لئے اور یہ نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱) فی حکم الواجب بالامر وهو بوعان أداء وهو تسليم عين الواجب بسببه إلى مستحقه وقضاء وهو إسقاط الواجب بمثل من عبده (حسامی) فصل فی حکم الواجب ص ۳۷ ط "التأخير بلا عذر كبيرة لا تترال بالقضاء بل التوبة (درمختار) قال الشامي: "أى بعد القضاء" أما بدونه فالتأخير باقى فلم تصح التوبة منه لأن من شرطها الإقلاع عن المعصية (باب قضاء التوائت ۶۲/۲ ط سعيد)

(۲) لأنه عليه السلام أحرها يوم الحديق ثم الأداء ذلك أن المشركين شعلوا رسول الله ﷺ عن أربع صلوة يوم الحديق حتى ذهب من الليل ما شاء الله فامر بلالا فأذن ثم أقام فصلى الظهر ثم أقام فصلى العصر ثم أقام فصلى المغرب ثم أقام فصلى العشاء الخ (رد المحتار) باب قضاء التوائت ۶۲/۲ ط سعيد

المستفتی نمبر ۱۳۷۸ شیخ اعظم شیخ معظم ماجی صاحب۔ ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ ۱۱ مارچ ۱۹۳۷ء
(جواب ۵۷۷) یہ قضائے عمری کی نماز ہے اصل ہے اور جماعت سے پڑھنا جائز ہے (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

عمر بھر کی نمازیں کس طرح ادا کریں؟

(سوال) زید اپنی عمر بھر کی نمازیں جو قضا ہو چکی ہیں ادا کرنا چاہتا ہے وہ کونسا طریق اختیار کرے وہ پتہ میں کچھ نمازیں پڑھتا بھی رہا ہے۔ المستفتی نمبر ۶۲۳ الملک محمد امین صاحب (جائیدھر)

۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۷۸) جس قدر نمازیں یکدم میاں نہ رہنا پڑھ سکتا ہو پڑھتا رہے ہر نماز کے ساتھ اول یا آخر ہی نماز قضا پڑھ لیا کرے یہ بھی جائز ہے عمر یہ صورت جب ہے کہ قضائے قیامی ہو ورنہ عصر و فجر کے بعد اور فجر طلوع ہونے کے بعد نہیں پڑھ سکے گا۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

عصر کے بعد فوت شدہ نمازوں کو پڑھنا جائز ہے

(سوال) ایک شخص کی چھ نمازوں سے زیادہ نمازیں قضا ہوئی ہیں تو اس کو بعد نماز عصر وہ نمازیں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نظیر الدین امیر الدین (اسلمیزہ ضلع مشرقی خاندیس)
(جواب ۵۷۹) فرض نماز کی قضا عصر و فجر کے بعد بھی جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

قضائے عمری کا حکم اور فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی کا طریقہ

(سوال) متعلقہ قضائے عمری

(جواب ۵۸۰) قضائے عمری جو عام طور پر پڑھی جاتی ہے یہ بیکار ہے (۱) قضا شدہ نمازوں کا تخمینہ کر لیا جائے اور اس کے موافق ادائیگی جائیں ہر قضا نماز کی نیت اس طرح کرے کہ میرے ذمہ جتنی فجر یا عصر کی

(۱) ولا تعاد عند توهم الفساد للهي وما نقل ان الإمام قصي صلاة عمره الخ (المختار) باب الوتر والوافل ۳۷/۲ ط (معید)

(۲) قضاء یعنی نہ ہونے کی صورت میں یہ نفس ہو، ان نفس ان وقت میں پڑھا کرے ہے ویکره ان یصل بعد الفجر حتى تطلع الشمس و بعد العصر حتى تعرب الخ (ہدایہ باب مواظبات الصلاة ۸۵۱ مکتبہ شریکۃ علمہ ملتان) کثرت الفوات موی اول طهر علیہ او آخرہ الخ (المختار) باب قضاء الفوات ۳۷۲ ط (معید)

(۳) ویکره نقل بعد صلاة فجر و صلاة عصر ولا یکره قضاء فاتتہ ولو وترًا (التبویر و شرحہ کتاب الصلاة ۳۷۵/۱ ط (معید)

(۴) ولا تعاد عند توهم الفساد (المختار) باب الوتر والوافل ۳۷ ط (معید) کثرت الفوات موی اول طهر علیہ او آخرہ الخ (المختار) باب قضاء الفوات ۳۷۲ ط (معید)

نمازیں ہیں ان میں سے پہلی یا پچھلی نماز ادا کرتا ہوں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

پانچ سال کی نمازیں کس طرح ادا کریں؟

(المجمیعہ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص کے ذمہ پانچ چھ سالہ نمازیں قضاء ہیں اب وہ اس نیت سے فائزہ نمازیں ادا کر چکا ہے کہ اول فجر و ظہر و عصر و مغرب و عشاء کے فرائض و واجبات سے جو میرے ذمہ ہیں وہ نمبر وار ادا کرتا ہوں کیا یہ صورت ٹھیک ہے؟

(جواب ۵۸۱) وہ گزشتہ قضا شدہ نمازیں اس طرح ادا کر سکتا ہے کہ جو نماز لو اکرے اس کی نیت اس طرح کرے کہ یہ نماز جو میں پڑھ رہا ہوں مثلاً فجر تو فجر کی تمام نمازوں میں سے جو میرے ذمہ ہیں سب سے پہلی یا سب سے پچھلی نماز فجر پڑھتے ہوں اسی طرح ہر نماز کی نیت کرے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

قضائے عمری کی حقیقت

(المجمیعہ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) بلاد خراسان میں ایک نماز مروج ہے جس کو قضائے عمری کہتے ہیں طریقہ او مختلف ہے بعض پانچ نمازیں باذان و جماعت پڑھتے ہیں اور بعض چار رکعت نماز نفل باجماعت ادا کرتے ہیں اور نفل کی نیت یہ کرتے ہیں۔ نوبت ان اصلی اربع رکعات تقصیر او تکفیر المافات منی من جمیع عمری صلوٰۃ نفل الخ اور جواز کے ثبوت کے واسطے جو عبارت نفل کرتے ہیں ان کتبوں کا نام فتاویٰ واجدین لکھے ہے جس میں لکھا ہے کہ ”ہر کہ با کند ازیں نماز ضل و مضل است و از دائرہ اسلام خارج است“ اور حدیث شریف نفل کرتے ہیں کہ ”یہ سات سو نمازوں کا کفارہ بلکہ آباؤ اجداد کی نمازوں کا کفارہ ہوتا ہے“

اور ایک حدیث شریف ابوودود ص ۱۴۵ مطبوعہ قدوری واقعہ دہلی کی نقل کرتے ہیں۔ ”کل صلوٰۃ لا یتیمھا صاحبھا تتم من تطوعہ“ اور نفل باجماعت جائز ہونے کے لئے حوالہ تفسیر روح البیان سے نقل کرتے ہیں اور یہ بھی دلیل پیش کرتے ہیں کہ نفل باجماعت چونکہ مکروہ تنزیہی ہے اور ہمارے ملک یعنی غم نہیں چونکہ آیہ انکرسی انا اعطیناک الکوثر کا پڑھنا نہیں جانے اس لئے غم کے واسطے اس میں جماعت لوٹی ہے اور دوسرا یہ ہے کہ نفل باجماعت احیاناً مکروہ ہے یہ تو سال میں ایک دفعہ ہوتا ہے اس لئے جائز ہے۔ (جواب ۵۸۲) یہ نماز جس کو قضائے عمری کے نام سے ادا کیا جاتا ہے اور اس کی مختلف صورتیں رائج ہیں کہیں پانچ نمازیں اذان و اقامت کے ساتھ اور کہیں چار رکعت نفل باجماعت ادا کی جاتی ہے محض بے اصل اور اختراعی ہے شریعت مقدسہ میں اس کی اصل نہیں نہ کسی حدیث میں آئی نہ صحابہؓ کے قول یا فعل سے

ثابت ہے نہ جہتدین امت سے منقول فتویٰ واجہدین نسلی کوئی غیر مشہور اور غیر معتبر کتاب ہے اس میں اگر واقعی یہ لکھا ہے کہ ”ہر کہ لاکندازیں نماز نفل و مفضل است و از دائرہ اسلام خارج است“ تو وہ کتاب یقیناً غلط اور خود اس حکم کی مستحق ہے کیونکہ دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا حکم قطعیات کے انکار پر دیا جاسکتا ہے اس نماز کا ابھی ثبوت ہی نہیں: واپس چائیکہ اس کے منکر کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا جائے۔

کوئی ایسی حدیث کہ یہ نماز سات سو نمازوں کا کفارہ ہوتا ہے ہماری نظر میں نہیں ہے جو صاحب ایسی حدیث بیان کرتے ہیں وہ اس کی سند اور حوالہ بتائیں اور یہ بھی بتائیں کہ اس حدیث میں اس قضائے عمری کی مختلف صورتوں میں سے کس صورت کا ذکر ہے؟ اور دوسری صورت جو گھڑی گئی ہے وہ کہاں سے لی گئی ہے کیونکہ روایت سے اس نماز کا کوئی تعلق اور لگاؤ نہیں وہ تو تمام عبادات میں فراکس کے نقصان کو حضرت حق تعالیٰ اپنی رحمت سے نوافل سے پورا فرمادے گا نماز ہو یہ روزہ حج و زیارت و غیرہ اور وہ نوافل سال بھر کے نوافل کو شامل ہیں کسی خاص تاریخ کے نفلوں میں یہ خاصیت کہ وہ عمر بھر کی نمازوں کا کفارہ ہو جائے گا یہ اس حدیث سے کہاں ثابت ہے؟

نفل باجماعت حنفیہ کے نزدیک سوائے ان چند نمازوں کے جن کی تصریح کر دی گئی ہے (مثلاً ترویج و نماز کسوف) مکروہ ہیں کسی فقہ حنفی کی کتاب میں قضائے عمری کا تذکرہ کیا گیا ہے نہ اس کی جماعت کو رابست کے حکم سے مستثنیٰ کیا گیا۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ مکروہ خواہ تحریمی ہو یا تنزیہی ہو بہر حال وہ ممنوع شرعی ہے اور جو چیز شرعاً ممنوع ہے اس میں ثواب کی امید رکھنی اکام شریعت کو نہ سمجھنے پر مبنی ہے جس چیز کو شریعت منع کرتی اور مکروہ بتاتی ہے اس میں ثواب کیسا؟ اگر ثواب ہوتا تو وہ ممنوع اور مکروہ کیوں ہوتی؟ کیا شریعت ثواب کے کام کو بھی منع کر سکتی ہے؟ نیکی کا کام دینی ہے جو اصول شریعہ کے موافق ہو ورنہ تو تمام عبادات اظہار نیکی کے کام ہی ہوتے ہیں لیکن چونکہ شرعاً اصل ہوتے ہیں اس لئے وہ ناجائز اور ممنوع قرار دیئے جاتے ہیں۔

پس اس مصنوعی قضائے عمری کو ترک کرنا ہی شریعت کے موافق ہے کہ یہ بدعت ہے اور ہے اصل اور ناقابل اعتدال اور فساد عقیدہ کو مستلزم ہے انکار کرنے والے ہی حق پر ہیں اور کوئی نفل نماز فرض کے قائم مقام نہیں ہو سکتی نہ چار رکعت نفل سے چار رکعتیں ظہر یا عصر کی معاف ہو سکتی ہیں چہ جائیکہ سیکڑوں یا ہزاروں نمازوں کی قضاء کے قائم مقام ہو جائے نیز معاملہ تو توقیفی ہے جس کے لئے صاف و صریح آیت یا حدیث ہونی چاہیے محض قیاسی طور پر یہ جہت نہیں ہو سکتا اور حق تو یہ ہے کہ کوئی قیاسی دلیل بھی اس نماز کے لئے نہیں ہے۔ (۱) واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

قضائے عمری کا مروجہ طریقہ اصل ہے

(المعینہ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۵ء)

(سوال) اخیر جمعہ رمضان میں قضائے عمری کے طور پر بوقت خمسہ کی نماز کے بعد نماز جمعہ پڑھنا اور یہ خیال کرنا کہ یہ نماز تمام قضاء نمازوں کا غارہ ہے یہاں تک صبح ہے؟

(جواب ۵۸۳) یہ نماز جسکو قضائے عمری کے نام سے لو اکر کے یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ ایک نماز تمام عمر کی قضاء شدہ نمازوں کے قائم مقام ہوئی ہے۔ اصل ہے اور اصول شرعیہ کے خلاف ہے لہذا واجب الترمک ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

کنویں سے مرا ہوا جانور نکالا تو کچھلی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

(سوال) کنویں میں سے کوئی بوز پھو پھنا نکالتے تو سر اپنی نکالا جائے اور تین دن تین رات کی نمازوں کا اعادہ کیا جائے تو ان نمازوں کا اعادہ کرتے وقت کس طرح نیت کی جاوے آیا قضا کے غلط کے ساتھ یا خود اعادہ کا لفظ نیت کرنے میں کے؟

المستفتی مولوی عبدالرؤف خاں۔ بنگلہ پور

(جواب ۵۸۴) تین دن کی نمازوں کا حکم مفتی بہ نہیں ہے جس وقت سے مردہ جانور نکلے اسی وقت سے کنواں ہٹا کر قرار دیا جائے گا کہ وہ رات کی نیت میں لفظ اعادہ کننا لازم نہیں ہے قضا کی نیت کافی ہے محمد کفایت اللہ کان اللہ

گیارہواں باب

(نماز و ترودعائے قنوت)

لامدعائے قنوت بھول گیا پھر رکوع کے بعد پڑھ کر سجدہ سو کیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) وتر میں لامدعائے قنوت پڑھنے کے بجائے بھولے سے رکوع میں چلا گیا مقتدی کھڑے رہے اور اللہ اکبر کہا تو لامرکوع سے واپس دو اور دعائے قنوت پڑھ کر پھر رکوع کر کے آخر میں سجدہ سو کر لیا تو لامرکوع مقتدی دونوں کی نماز ہو گئی یا نہیں؟

(جواب ۵۸۵) رائج یہی ہے کہ نماز سب کی ہو گئی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) قال فی العنایۃ عن ابی النضر: فیس بعضی صلوات عمرہ من عبر آفاتہ شیئ برید الا حیاط فان کان لأجل القصاص والکرامۃ فحس وإن لم یکن لذلت لا یفعل غانسیگیرۃ باب قضاء الفوات: ۱ ۱۲۴ ط ماحدہ

(۲) و یحکمہ سحا سنیا من وقت الترفع ان غمہ: "ولا یفعل یوم ولیلہ ان لم یتبع ولم یفسح ومن ثلاثۃ آیام ولبا لیا: ان یفسح أو یفسح استیجابا، وقال: من وقت لعنہ فلا یلزمہ شیئ من قبلہ قبل" "وہ یعنی" (التوبہ) و شرحہ کتاب الطہارۃ فصل فی البئر ۲۱۹/۱ ط سعید

(۳) کما لو سہا عن القنوت لرفع یدہ لو عاد وقت لا تصد عنی (رد المحتار) باب سجد السهو ۲ ۸۴ ط سعید

وتر میں دعائے قنوت سے پہلے رفع یدین کا ثبوت

(سوال) وتر کی نمازیں قبل قنوت رفع یدین کا کیا سبب ہے؟

(جواب ۵۸۶) رفع یدین قنوت کا سبب شرعی یعنی دلیل قطعی دریافت کرنا مقصود ہے تو جواب یہ ہے کہ بخاری نے جزء رفع الیدین میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے یہ روایت کی ہے عن الاسود عن عبد اللہ انہ کان یقرأ فی اخر رکعة من الوتر قل هو اللہ ثم یرفع یدیه فیقبت قبل الركعة (انار السنن) ۱، اور بخاری نے اسی جزء رفع الیدین میں حضرت نمر سے بھی قنوت میں ہاتھ اٹھانا روایت کیا ہے۔ عن ابی عثمان قال کما وعمر یوم الناس ثم یقنت بما عد الركوع یرفع یدیه حتی ید و کفاه ویخرج ضعیہ (انار السنن) ۲، اور اگر رفع یدین کی حکمت یعنی وجہ عقلی دریافت کرنا مقصود ہے تو جواب یہ ہے کہ رفع یدین سے مقصود تہریع ماسوی اللہ ہے اور قنوت کے معنی دعائے ہیں اور دعائے موعر ض حاجت موی المولیٰ ہے پس قنوت یعنی عرض حاجت سے پہلے ماسوی المولیٰ سے تہریع کر لینا خلاص عبودیت کی علامت اور مفضی الیٰ! ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم واحکم۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے

(سوال) وتر کے بعد نفل دو رکعتیں پڑھ کر پڑھنا افضل ہے اور بہتر ہے یا کھڑے ہو کر؟ اور ان دونوں میں سنت کیا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۶ محمد رفیق صاحب مورخہ ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۳۳ء (جواب ۵۸۷) وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھ کر پڑھنا آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے (۱) مگر حضور ﷺ کو تھک کر پڑھنے میں پوری نماز کا ثواب ملتا تھا اور ہم کو تھک کر پڑھنے میں آدھا ثواب ملتا ہے (۲) لیکن اگر کوئی شخص ان غلوں کو بیٹھ کر ہی پڑھے تاکہ ختمہ اور مصیبت کے فعل کی مطابقت رہے اور آدھے ثواب کو ہی پسند کرے تو اسے اختیار ہے اور جو کھڑے ہو کر پڑھے وہ پورے ثواب کا مستحق ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) (باب رفع الیدین عند قنوت الوتر) ص ۱۶۹ مکتبہ امدادیہ ملتان

(۲) (باب رفع الیدین عند قنوت الوتر) ص ۱۶۸ مکتبہ امدادیہ ملتان

(۳) عن عائشہ قالت "کان رسول اللہ ﷺ نہ یرکع رکعتین بقرأ فیہما" وهو جالس" فإذا أراد ان یرکع قام فركع الحديث (انار السنن) باب الركعتین بعد الوتر ص ۷۲ ط امدادیہ ملتان) وعن ابی امامۃ قال السی قال کان یصلیہا بعد الوتر" وهو جالس الحديث (انار السنن) باب الركعتین بعد الوتر ص ۱۷۳ ط امدادیہ

(۴) و یتم مع قنوته علی القيام قعما حر غیر السی علی النصف إلا بعدد الح (الدر المختار) باب الوتر والوافل ۳۷/۲ ط سعید

فرض امام کے ساتھ نہیں پڑھے تو وتر میں شامل ہو سکتا ہے۔

(سوال) ایم رمضان میں عشاء کی نماز کے وقت اگر کوئی فرض میں امام کے ساتھ شامل نہ ہو سکا تو اس کو وتر واجب امام کے ساتھ پڑھنے ہوں گے یا الگ؟

المستفتی نمبر ۷۰۲ شاہ محمد (ڈوگر پور) ۱۱ اشال ۱۳۵۴ھ ۷ جنوری ۱۹۳۶ء
(جواب ۵۸۸) اگر تراویح کی نماز جماعت سے پڑھے تو وتر کی جماعت میں شرکت جائز ہے،
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

وتر کی تیسری رکعت میں دُعاے قنوت کیوں پڑھی جاتی ہے؟

(سوال) وتر کی تیسری رکعت میں بھی سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ پڑھ کر پھر تکبیر کہہ کر دُعاے قنوت پڑھنے کا کیا سبب ہے؟ المستفتی نمبر ۱۵۴۲ خواجہ عبدالجبار شہ صاحب (کمال)

۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۸۹) وتر کی نماز میں تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ و سورت کے بعد تکبیر کہہ کر دُعاے قنوت پڑھنا ثابت ہے اسی طرح پڑھنی چاہیے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

کچھ رکعات تراویح کر رہے ہیں تو وتر کے بعد پڑھے

(سوال) جماعت سے پچھ رکعت تراویح کر رہے ہیں اور کچھ باقی رہ گئیں کہ امام نے وتر پڑھائے تو امام کے ساتھ وُتروں میں شامل ہو جانا چاہیے یا پہلے تراویح پوری کرنی چاہیے۔ بعد میں وتر پڑھنے چاہئیں؟

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۵۹۰) وتر میں شامل ہو جائے بغیر رکعات تراویح کی بعد میں پڑھ سکے (۱۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

وتر کی پہلی رکعت میں سورۃ نصر اور دوسری میں سورۃ اخلاص پڑھنا

(سوال) اگر امام وتر کی نماز پڑھائے اور اس میں پہلی رکعت میں انا انزلنا دوسری میں اذا جاء لور تیسری

(۱) بقی لو ترکھا کلھ یصلون الوتر بحمدہ میراج قولہ فلیراجع قصبة العلیل فی المسئلة السابقة بقولہم لاہما
مع ان یصلی الوتر بحمدہ فی حدہ شہودہ لہ لیس یصح للتراویح ولا للعشاء عند الإمام (طحطاوی علی الدر المختار)
باب الوتر والواقل بحث فی التراویح ۲۹۷/۱ ط بیروت

(۲) عن ابي عبد الله عن رسول الله ﷺ ان كان لم يركب قبل الركوع (آثار السنن ص ۱۲۷ ط امدادیہ ملتان) و یکر
قبل رکوعہ لانا والاعبادیہ و قبل رکوعہ سورۃ نصر (در الوتر والواقل ۶ ط سعید)

(۳) وفيها بعد صلاة العشاء التي يوتر فيها سورۃ نصر بعدہ فی الاصح فهو لانه بعضها وقام الإمام الى الوتر أو بر معہ ثم صلى
ما فاتہ الخ (التبوير و شرحه باب الوتر والواقل ۲ ط سعید)

میں قل هو الله احد پڑھتا ہے تو نماز میں کسی قسم کی کراہت تو واقع نہیں ہوتی؟
المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۵۹۱) درمیان میں صرف تست چھوڑنا بہتر نہیں خلاف لوٹی ہے دوسری میں ثبت پڑھے اور تیسری میں قل هو الله احد۔ (۱) محمد کا خیت اندکان اللہ لہ ولی

(۱) تارک واجب گناہ گار ہے

(۲) وتر واجب ہے یا نہیں؟

(۳) کوتر کا تارک گناہ گار ہے

(۴) عیدین کی نماز واجب ہے یا فرض؟

(۵) عیدین کا تارک گناہ گار ہے

(سوال) (۱) واجب کا تارک گناہ گار ہے یا نہیں؟ (۲) نماز وتر واجب ہے یا نہیں (۳) کوتر کا تارک گناہ گار ہے یا نہیں (۴) عیدین کی نماز واجب ہے یا فرض؟ (۵) عیدین کی نمازوں کا تارک گناہ گار ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۱۲ محمد ولی اللہ صاحب (پنڈت سنی) ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۰ م جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۹۲) (۱) واجب کا تارک اس شخص کے نزدیک گناہ گار ہے جو اس فعل کو واجب قرار دیتا ہے۔ (۲) نماز وتر میں امام ابو حنیفہ سے تین روایتیں ہیں۔ (۱) یوسف بن خالد نے امام ابو حنیفہ سے یہ روایت کی کہ وتر

واجب ہیں اور نوح ابن ابی مریم نے یہ روایت کی کہ وتر سنت ہیں اور حماد بن زید نے یہ روایت کی کہ وتر فرض ہیں اور امام محمد اور امام یوسف کے نزدیک وتر سنت ہیں۔

(۳) ہاں امام ابو حنیفہ کے مذہب رائج ہیں وجوب وتر کے لحاظ سے تارک وتر گناہ گار ہے۔ (۴) مگر دوسری روایت حدیث اور قول صاحبین پر گناہ گار نہیں ارچہ مستحق طاعت ان کے نزدیک بھی ہے۔

(۵) عیدین کی نماز میں بھی امام ابو حنیفہ سے وجوب اور حدیث کی دونوں روایتیں ہیں اور امام محمد نے بھی اس کے متعلق سنت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ (۵)

(۱) ویکره تربہا إجماعاً إن ثلاث آیات إن تصدبت صولاً وقصراً وإلا اعتبر الحروف والكلمات ویکره الفصل سورة قصيرة وأن یقرأ مکرراً مع التوبیر وشرحہ فصل فی القراءة ۵۴۲ ط سعید

(۲) إن السنة المؤکدة والواحد متساویان ونہ فی استحقاق الإثم بالترك الح (رد المحتار) باب العیدین ۱۷۷ ط سعید (۳) هو (الواحد) فی عرف الفقهاء عبارة عن ترك وجوبه بدلیل فيه شبهة ويستحق تركه عقوبة لولا العذر قواعد الفقه ص ۵۳۹ ط الصدف پلشرز کراچی

(۴) عن أبی حنیفہ فی الزور ثلاث روایات فی روبة فربصة و فی رواية سنة مؤكدة و فی رواية واجب (عالمگیریہ) الباب الثامن فی صلاة الزور ۱۱۰/۱ ط ماجدیہ

(۵) إن السنة المؤکدة والواحد متساویان ونہ فی استحقاق الإثم بالترك الح (رد المحتار) باب العیدین ۱۷۷/۲ ط سعید (۶) قال فی التوبیر "تحب صلاحهما علی من تحب علیه الجمعة الح (باب العیدین ۱۶۶/۲ ط سعید)

(۵) "میرین نماز کا تارک واجب کی روایت کی بنا پر گناہ گار ہو گا اور سہیت کی روایت کی بنا پر گناہ گار نہ ہو گا (اگر تارک نہ ہو)۔" (مستحق ملامت ہو گا)

خامد یہ کہ جس چیز سے واجب اور سہیت ہونے میں اختلاف ہو اس میں تارک پر گناہ گار ہونے کا حکم بھی مختلف فیہ ہو گا۔ اس کے واجب ہونے پر تحقیق ہو گا اس کے تارک پر گناہ گار ہونے کا حکم بھی متفق علیہ ہو گا۔ یہ سب کا مہذب النبی کے تحت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم! و علی

(۱) فرض و واجب کی تعریف کیا ہے اور ان کے تارک کا کیا حکم ہے؟

(۲) کوتر کے تارک کا حکم

(سوال) (۱) واجب کا تارک نہ ہوتا ہے یہ نہیں فرض ہے واجب و مستنون کی یہ تعریف ہے ان تینوں کا تارک گناہ گار ہو گا یہ نہیں اور ان تینوں کے گناہ میں فرق ہے یہ نہیں اس کا جواب قرآن و حدیث سے مدلل چاہیے (۲) ایک شخص کوتر کی نماز ادا کرے تو وہ گناہ گار ہو گا یا نہیں؟

المستفتی: فقہ ۱۶۳۲ مجد المجید صاحب ضلع پٹنہ (بہار)

۹ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۵ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۹۳) واجب کا تارک اس شخص کے نزدیک گناہ گار ہے جو اس واجب قرار دیا ہے اور واجب ہونے میں اختلاف ہو گا۔ گناہ گار ہونے کا حکم بیان میں اختلاف کو پیش نظر رکھتے ہوئے مختلط طریقہ اختیار کرنا لازم ہے۔

فرض امتحانی اس وقت ہے جس کا ثبوت میں قطعی سے ہو واجب اس وقت میں جس کی قطعیت سے خلاف ولی شہید ہو جائے۔ مستنون ان افعال کو کہتے ہیں جو آنحضرت ﷺ کے فعل یا ترغیب یا تقریر سے متضمن قرار پاتے ہوں پھر اگر ان میں موانعت مع ترتب احیاناً ثابت ہو تو مگر گناہ گار نہ ہونے والا کہ میں فعل میں (۲) کوتر کی نماز قصد ادا کرنے والا ہو مگر قصد کے منکراج (جو واجب وتر) کے تحت گناہ گار ہو گا اور جو ادا کرے وتر و سہیت کے دونوں میں اختلاف ہے وہ امام حنفی امام ابو یوسف امام محمد بھی شامل ہیں (اور خود امام شافعی بھی سہیت و وتر کی یہ روایت ہے) کوتر جو واجب ہے ان کے نزدیک گناہ گار تو نہیں مگر مستحق ملامت ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم! و علی

۱۔ البیہقی نے کہا کہ وہ لو جب مسجد میں رہے فی مسجدی لا یجوز لہ ان یرد المحاربات لعنہ ۱۷۷۲ طبع

۲۔ فی بعض ما سئل عنہ فی سبب عدم کمالہ و ذکر کتاب الاربعہ مکتوب واحد و یفسر بکتاب لا غیر والواجب ما ثبت لدلیل فیہ شبهة کصدقة الفطر والأضحية لا یکفر واحدہ و یفسر بکتاب لا یرد المحاربات (رد المحتار) کتاب الاضحية ۳۱۳ طبع سعید، البیہقی الطریقۃ المسموٰۃ فی الدس من غیر ہر ارض ولا حوت و البیہقی ما صدر عن لسی من قول او فعل و تقریر علی وجه الدس ومن السلس سے حدیثی ہی ما اصعب علیہ لسی مع البرکات احسن احسن من بعدہ و ما کتب علی سنن بعدہ فی السلس لزم بعدہ و علی حدیثہ ص ۳۲۸ طبع تصدیر سنن کبر احسن

وترکائوت

(سوال) ہری حق نے اپنے نبی کی معرفت عوام الناس کو ارشاد فرمایا ہے۔ فاستنوا اهل الذکر ان کتمہ لا تعمون۔ سو اس آیت کے تحت میں ہم پوچھتے ہیں اہل الذکر سے کہ وہ کوئی احادیث مرفوعہ یا آثار مقبولہ ہیں جن سے یہ پتہ چلے کہ آنحضرت ﷺ نے جب کہ تین وتر پڑھے دوسری رکعت میں تشہد کے لئے آپ ﷺ تھکتے ہوں اور تیسری رکعت میں قیام کے قوت کے رفع یدین کی اور اس کے متعلق اگر کوئی روایت ہے تو حجت فرمائی جائے کہ اس کتاب کے دن سے سنہ ۱۰۰۰ھ میں صحابہ سے نہایت ہی یونکہ اہل حق نے فرمایا ہے جس نے میرا میرے صحابہ کا طریقہ اختیار کیا وہ وہ فرقہ بنادیا ہے میں سے ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۸۷ مسند احمد اعجازی جامع مسجد اہلی ۸ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ ص ۷۷ اپریل ۱۹۴۰ء (حوالہ ۵۹۴) صحیح مسلم شریف میں مندرجہ ایک طویل روایت ص ۱۹۳ ج ۱ میں ہے جس کا ایک تمل یہ ہے وہاں بقول فی کل رکعتین التحیۃ وہاں یعرض وحلہ الیسری وبسبب وحلہ المصی الح ، یعنی آنحضرت ﷺ فرماتے تھے کہ ہم دو رکعتوں پر تحیۃ جتنی تشہد ہے اور حضور باہل پڑھتے تھے اور یہاں پاؤں کھڑے رکھتے تھے۔

اور ترمذی شریف ص ۵۰ ج ۱ میں ہے۔ قال رسول اللہ ﷺ الصلوة منی متی تشهد فی کل رکعتین الح ، یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا نماز دو رکعت سے (یعنی نوافل) ہم دو رکعتوں پر تشہد ہے۔

ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ ہر دو رکعتوں پر تشہد پڑھنا نماز کا عام قاعدہ ہے اور حضور ﷺ نے میں ہم کو تعلیم فرمائی اور بخاری شریف میں حضرت عائشہ کی روایت میں آنحضرت ﷺ کی صلوۃ تہجد دو ترکی گیارہ رکعتیں اس تفصیل سے بیان فرمائی گئی ہیں کہ پہلے پانچ پڑھتے تھے آخری تین رکعتیں وتر کی ہوتی تھیں اور مسلم شریف حدیث کے وہ جب اس میں وہ مرتبہ تشہد ہوتا تھا دوسری پر پھر تیسری پر جس روایت میں یہ جو یہ آیا ہے کہ نہیں تھکتے تھے مگر آخر میں اس کی تفسیر حضرت عائشہ کی روایت سے آئی ہے جو نسائی اور مستدرک حاکم میں ان الفاظ سے آئی ہے۔ کان رسول اللہ ﷺ لا یسلم فی رکعتی الوتر (کدھانی آثار المس) ، یعنی آنحضرت ﷺ دو ترکی دو رکعتوں پر سلام نہیں پھیلتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ جن حدیثوں میں دو رکعت پڑھنے کی آئی ہے اس میں تین سے سلام پھینکے گئے تھے نہ نماز ہر ادب اور یہ مصعب اس سے کہ تاکہ حضور ﷺ کا فعل حضور آرم پڑھنے کے اس قول کے خلاف نہ ہو جو مسلم کی روایت میں فی کل رکعتین التحیۃ کے الفاظ سے موجود ہے اور ترمذی میں تشهد فی کل

۱. باب جمع صفۃ الصلاۃ وما یصح بہ ۱۹۴۱ حدیسی کتب جامعہ کراچی

(۲) (باب ما جاء فی التحنن فی الصلاۃ ۸۷ ط سعید)

۳. باب قد لیس باللیل فی رمضان وغیرہ ۱۵۴۱ حدیسی کتب جامعہ کراچی

۴. باب کف نوتر ثلاث ۱۹۱۱ ط سعید در النیس باب لونی ثلاث رکعات ص ۱۶۹ ط امدادیہ ملک

دو رکعتیں کے الفاظ سے موقوف ہے باقی تیسری رکعت میں قنوت سے پہلے رفع یدین کرنا تو یہ حضرت
عبداللہ بن مسعود اور حضرت عمرؓ نے اس بات پر اجماع کیا ہے۔ عن عبداللہ انہ کان یقرأ فی آخر
رکعتہ من الوتر فی ہذا اللہ احد نہ یرفع یدہ فیکسب قال الوکعہ رواہ البخاری فی جزء رفع
الیدین و اسادہ صحیح (انار السن) ۱۰

بخاری نے جزء رفع یدین میں حضرت عمرؓ سے بھی قنوت سے پہلے رفع یدین روایت کیا ہے۔
اور بخاری نے معمر بن عوف سے روایت کی ہے کہ ان مسعود اور ابو ہریرہؓ سے قنوت وتر میں رفع یدین کرنا روایت کیا ہے۔
کنز الدقائق آثار السن، مطبعہ احسن المطبع پٹنہ ص ۱۹ ج ۲۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا علی

ہائے قنوت رکعت سے پہلے پڑھنی جائے یا بعد میں؟

انصاریہ مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۷ء

سوال (۱) نماز وتر میں اہل حدیث جمعہ دونوں باتوں اور دوعائے قنوت پڑھتے ہیں اور احناف تیسری
رکعت میں تہنہ و رفع یدین کے بعد فاتحہ پاندھ کر دوعائے قنوت پڑھتے ہیں ان دونوں میں کونسا فعل مدلل
ہے۔

(جواب ۵۹۵) قنوت رکعت سے پہلے پڑھنی چاہیے نہ کہ بعد تسمیع۔ لماروی عن انس ابن سہل عن
النسوت فقال قال الوکعہ رواہ البخاری۔ باتحہ فی کتبہ عنہ لہ کسی حدیث سے ثابت نہیں۔
انصاریہ نے یہ قیام میں اس میں: مسنون طویل ہو باتحہ پاندھنے کو مستحب کہا ہے۔ انصاریہ اس سے قنوت
پڑھنے سے امر مایہ و یاف سے یہ روایت میں باتحہ اسی پر بھی قنوت پڑھنے کی موقوف ہے لیکن باتحہ پاندھنے
کی راجح امر ہے۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ غفر لہ لہ درہ امینیہ دلی

باب بارہواں نماز تراویح

تراویح میں کتنے قرآن پڑھنا و وتر کی چند آیات پر سننا

سوال (۱) دو رمضان میں تراویح میں قرآن کریم نے ایک شہ خطبہ کا دستور ہے کہ انیسویں رات
میں امیر شریف سے حد باقی پاندھ سورتیں مثلاً صافات و فیہ و پھر برواق راہیتہ میں اور تہاویں رات

(۱) باب رفع الیدین عند قنوت الوتر ص ۱۶۹ ط امدادیہ املان

(۲) انصاریہ

۳ بخاری باب قنوت فی رکوع و بعدہ ۱۳۶ ص ۱۳۶ درہ انس باب قنوت الوتر قبل لکون ص ۱۶۶
ط امدادیہ املان

میں الحمد شریف پڑھ کر سورہ بقرہ کی ابتدا لئی آیتیں پڑھ کر رکوع کرتے ہیں بعض حفاظ اس کے بجائے انیسویں رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل ہو اللہ پڑھ کر ختم کر کے ہی رکوع میں چلے جاتے ہیں اور پھر بیسویں رکعت میں الحمد شریف کے بعد مودعہ تین پھر الحمد شریف پھر سورہ بقرہ کی ابتدائی آیت پڑھتے ہیں پھر رکوع کرتے ہیں مذکورہ دونوں طریقوں میں سے کون سا طریقہ زیادہ صحیح ہے ؟

(جواب ۵۹۶) ختم قرآن مجید کے بعد سورہ بقرہ کی ابتدائی آیتیں پڑھنا مستحب ہے، انوار بیسویں رکعت میں سورہ ناس کے بعد پڑھنے یا انیسویں رکعت میں ناس تک پڑھ کر بیسویں میں اُمّہ سے پڑھنے یا بیسویں رکعت میں الحمد اور مودعہ تین پڑھ کر پھر فاتحہ پڑھنا اور آلم کی آیتیں پڑھنا نہیں چاہیے۔ **یعنی الحمد کی تکرار کے کوئی معنی نہیں ہیں۔**

حمد کفایت اللہ کان اللہ!

(۱) جماعت کے ساتھ فرض نہ پڑھنے والا تراتلوت میں امام بن سکتا ہے

(۲) تراتلوت کے بعد آنے والا وتر میں شریک ہو سکتا ہے

(سوال) جس نے وفاتے عشاء کے فرض جماعت سے نہ پڑھے ہوں وہ ان لوگوں کو تراتلوت پڑھا سکتا ہے یا نہیں جو عشاء کے فرض جماعت سے پڑھ چکے ہوں۔

ایک شخص نے عشاء کے فرض جماعت سے پڑھے پھر کسی حاجت یا کسی کام سے باہر چلا گیا جب وہ شخص کام سے فارغ ہو کر مسجد میں آیا تو وتر کی جماعت ہوئے ولی تھی اس نے وتر جماعت سے پڑھ کر اور تراتلوت پھر پڑھ کر اپنے پڑوسی کی ریفت طلب کر لیا کہ اس کو وتر جماعت سے پڑھنے چاہیے تھے یا نہیں اور وتر تراتلوت کی ضرورت ہے یا نہیں ؟

(جواب ۵۹۷) جس نے وفاتے عشاء کے فرض جماعت نہیں پڑھے وہ تراتلوت میں امامت کر سکتا ہے یعنی اس کے پیچھے تراتلوت پڑھنی جائز ہے۔

جس نے تراتلوت کی نماز جماعت سے نہیں پڑھی، سے وتر کی جماعت میں شریک نہ ہونا چاہیے لیکن اگر شریک ہو گیا تو اس کے وتر ہوئے ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ **محمد کا حیات اللہ کان اللہ!**

(۱) تراتلوت کی دوسری رکعت میں قعدہ کے بغیر تیسری پر سلام پھیر دیا تو واجب ہے

۱۔ اگر مسکوت لا نہ ہو فقہر من بعدہ، درمجر، فی شرح السنہ، فی ابولولحیۃ من معنی القراء فی صلاۃ فرج من بعدہ فی رکعۃ الاولیٰ سے پھر، فی لایہ بالمدحۃ وشی من سورۃ البقرۃ لا الہ الا انت قال حب لاس لحد لمر نعل ی لحاتم النصح الخ (رد المحتار) فصل فی القراءۃ ۵۴۷ ط سعید

۲۔ نہ صلب جماعۃ اقرض وکان رجل قد صلی القرض وحده لا ان یصلھا مع ذلك الإمام لان جماعتهم مشروعة لہ الذہول فیہا معہم لعدم المحذورۃ (رد المحتار) بحث التراويح ۴۸۰ ط سعید

۳۔ قال فی البیرو و سرحدہ وولہا بعد صلاۃ العشاء لی الفجر فی البیرو و بعدہ فی الاصلح فلو قالہ بعضہا وقد الاممہ فی بصرہ و بعدہ فی صلی ما قالہ الخ و فی لایہ فی غنی وجہ لا قصصہ، صاحب الترویج ۴۴ ط سعید،

ایک سلام کے ساتھ بیس رکعت تراویح

(سوال) ایک شخص نے تراویح کی بیس رکعت نماز ایک سلام سے اس طرح پڑھی کہ ہر دو رکعت کے بعد قعدہ لولی کیا اور اخیر میں سلام پھیر لے یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۷۹۷-۵۰ مارچ ۱۹۵۳ء اول شوال ۱۳۵۳ھ ۶ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰۴) نماز تو ہوئی لیکن رات کی نماز میں آخر رکعت سے زیادہ رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا خلاف سنت ہے اس لئے نماز میں کراہت آتی ہے۔ محمد کثیث اللہ کان اللہ

بیس رکعات تراویح کا ثبوت

(سوال) عن جابر قال صلى رسول الله ﷺ في رمضان ثمان ركعات ثم اומר (فتح الباری مضوعہ دہلی) گزارش ہے کہ مندرجہ بالا حدیث کی صحت یا عدم صحت تحریر فرما کر مشہور فرما میں اگر صحیح یا حسن ہو تو لفظ صحیح یا حسن لکھ دیں اور اگر ضعیف ہو تو ضعیف تحریر فرمائیں اور یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ ان عباس بن روایت اور مذکورہ روایت میں سے کون سی صحیح ہے؟

المستفتی نمبر ۸۷۹۷-۵۰ مارچ ۱۹۵۳ء اول شوال ۱۳۵۳ھ ۶ جون ۱۹۳۶ء

(جواب) (الزناہب مفتی صاحب) یہ حدیث حضرت جابر کی تراویح کے بارے میں صحیح ہے لہذا آخر رکعت تراویح تو آخرت کی سنت حقیقہ ہے اور بیس رکعات تراویح بھی آنحضرت ﷺ کی سنت نبوی ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے علیکم بسنی و سنة الخلفاء الراشدين اور اسی بیس رکعت تراویح پڑھنے کا قول و عمل ہم مورعہ کا شہ قند غریب ہے اور اسی بیس رکعت سے پڑھنے میں آخر رکعت بھی پڑھی جاتی ہیں جو کہ عید آنحضرت ﷺ کی سنت حقیقہ ہے قنوی شامی میں ہے۔ بقولہ وہی عسرون رکعة) ہو قول الجمهور و علیہ عمل الناس شرقا و غربا الحج جلد اول ص ۵۲ فقط واللہ اعلم

حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی

سوال مثل بالا

(سوال) بندہ نے حضور سے ایک سوال کیا تھا جو کہ ۶ اپریل ۱۹۳۶ء کو آپ کا نمبر ۹۷۳ ہے جواب

۱۰ فی النور و سرحہ وہی عسرون رکعة عشر تسلمات فو لغتها تسلمة فو فعد لكن سبع صحب بكرة هـ صح وفي الشامة لا یعنی ما فيه لئلا يخلط المتوارب مع مضربهم بكرة الرادة على شان في مضرب الشويع لئلا يخلط (مبحث صلاة التراويح ۴۵۲ ط سعید) ۲، ان حدیث باب ما یقع من لحن، تراویح التمسیم ص ۵ ط سرحہ

کتاب حانہ کراچی

(۳) (مبحث صلاة التراويح ۴۵۲ ط سعید)

پہلے آپ کے احتیاط نہیں ہیں بلکہ وہ آپ کو تکلیف دینے والوں غالب مفتی صاحب نے حضرت چہرانی حدیث کے صحیح فرمایا ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے؟

اس مسئلہ نمبر ۱۰۱۵ اشیر امدان (سینکھٹ) ۲۲ مئی ۱۳۵۵ھ ۲۳ جون ۱۹۳۶ء (جواب ۶۰۵) (از غالب مفتی صاحب) حضرت چہرانی روایت کی تصحیح غلطی سے ہوئی ہے ہم کو معلوم نہیں کہ فقہ الباری کے اس باب میں یہ حدیث ہے آپ پورا پورا تحریک کیجئے حبیب ام سلیمان مفتی منہ۔ حضرت چہرانی روایت منقولہ فی اسماں فقہ الباری میں سبب میں ہے؟ پورا پورا تحریک کیجئے؟

محمد کفایت امدان امدان

تراویح کے بارے میں چند احادیث کا ثبوت

(سوال) ہمارے ہاں تراویح کی تعداد میں اختلاف پایا ہے جو کیا ہے محض آخر رکعت کو سنت سمجھتے ہیں اور محض بیس رکعت کو۔ فریقین نے غالب نے فیحد پر نامہ مندی لکھا ہے کہ امید ہے کہ آپ امدان مستند ہوں۔ مختصر جواب ارسال فرما کر چند مذکورہ حدیثوں کے مشورہ ہوں گے

(۱) نماز تراویح آپ کی تحقیق میں کس رکعت سنت ہے یا آخر رکعت؟ (۲) حدیث عائشہؓ ماکان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ الحدیث آپ کی تحقیق میں تہجد کے بارے میں ہے جیسا کہ شاہ ابداہ نے اپنے فتویٰ میں لکھا ہے تراویح کے بارے میں (۳) حدیث چہرانی میں آخر رکعت نماز اور تراویح اسے جس میں عیسیٰ بن جریہ مکرر حدیث اور ضعیف راوی ہے آپ کی تحقیق میں صحیح ہے یا ضعیف؟ (۴) حدیث ابن عباسؓ جس میں بیس رکعت تراویح کا ذکر ہے آپ کی تحقیق میں صحیح ہے یا ضعیف؟ (۵) حدیث سائب بن یزید جس کو شعبی نے افران کیا جس میں حضرت عمرؓ کے زمانے میں بیس رکعت تراویح پڑھنے کا ذکر ہے جس کو ابویہ و فیہد محدثین نے صحیح کہا ہے آپ کی تحقیق میں صحیح ہے یا ضعیف؟ یہ دو اقوال جو المستغنی نمبر ۳۷۷۱ و ۳۷۷۲ تحت محمد شریف (ضعیف راوی)

۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰۶) (۱) تراویح کی کس رکعتیں مسنون ہیں میرے نزدیک رائج ہیں ہے (۲) حدیث عائشہؓ صلوٰۃ لیل میں تہجد کے ساتھ متعلق ہے (۳) حدیث چہرانی کو صحیح لکھنا ہمارے نقل کیا گیا ہے اور

۱، وہی عشرون رکعة عشر سمعت ابو نعیم، نسیمہ فان بعد لكل شفع صاحب بکر حدیثی الشافعیہ وهو قول لجمهور وعبه عمل الناس شرق وغرب الخ. مسند صلوٰۃ تراویح ۴۵۲ طبع مسند
۲، قال ابن حجر "وظهر لی ان الحکمہ فی عدم الریادة عنی احدی عشرة ان الیحد والوتر محض مصلاة امیہ وغرض الباری الظہر وہی اربع والعصر وہی اربع والعرب وہی ثلاث والیحد فاس ان تكون صلوٰۃ اللیل کصوٰۃ الباری فی العدد حمله ونفیلا، فاح الباری ما کیف صلوٰۃ اللیل؟" وکذا کان الی... بعضی ما قبل ۱۷۳ ط (مصر)

اس کو صحیح بتایا ہے میرے خیال میں وہ متکلم فیہ بن ابی ہان کے عدوہ اس کو صبرانی اور صحیح ابن خزیمہ اور قیام اللیل لمروزی کی طرف بھی منسوب کیا گیا ہے، (۴) حدیث ابن عباسؓ آخرچہ ضعیف ہے مگر اس کی تائید دوسری روایت سے اور عمل امت سے ہوتی ہے، (۵) صاحب بن یزید کی روایت صحیح ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ تعالیٰ

حضرت ابن عباسؓ اور حضرت جابرؓ کی حدیث کی تحقیق

(سوال) بندہ کا بھائی شیر احمد خاں آپ سے تلوٹ کے متعلق سوال کرے جواب پانچواں ہے آخری جواب آپ کی طرف سے مکمل نہیں ہوا اور آپ نے دریافت فرمایا ہے کہ حضرت جابرؓ کی روایت فتح الباری میں کہاں ہے؟ چونکہ بھائی صاحب وزین چمکتے ہوئے ہیں تو ان کا ذکر آپ میں تلوٹ کا ذکر تھا اور آپ سے متعلق بھی لہذا دوبارہ عرض کرتا ہوں۔ حدیث ابن عباسؓ قال کان رسول اللہ ﷺ یصلی فی رمضان فی غیر جماعہ عشرين رکعة والوتر (بیہقی) حدیث جابرؓ عن جابر قال صلّی بنا رسول اللہ ﷺ فی رمضان ثمان رکعات ثم اوتر فتح الباری مجبوعہ دہلی ج ۱ ص ۵۹ المستفتی نمبر ۱۱۷۹ ح ۱۱۷۹ نمبر ۱۱۷۹۔ یہ موت۔ ۲۲ ہجری اشانی ۱۳۵۳ھ ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۶۰۷) حدیث ابن عباسؓ جسکو ابو بکر ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور بخاری اور طبرانی اور شافعی نے روایت کیا ہے ضعیف ہے (کذا فی آثار السنن)۔ اور حدیث جابرؓ بن عبد اللہ جس کو صبرانی اور مروزی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے روایت کیا ہے اس کی سند میں عیسیٰ بن جابر یہ ایک راوی ہے جس کو ابو داؤد نے منکر الحدیث اور ابن معین نے عمدہ میں یہ اور نسائی نے منکر الحدیث اور متروک بتایا ہے اور ابن ماجہ نے تقریب میں فیہ لین کہا ہے لہذا خرقائی نے ان حبان سے توثیق نقل کی ہے اس طرح ابو زرہ سے یہ مقبول ہے (کذا فی آثار السنن)۔ اس پر حدیث جابرؓ کو بھی صحیح سے درجے میں نہیں سمجھا جاسکتا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ تعالیٰ

- ۱۔ رواہ الطبرانی فی المعجم و محمد بن نصر السنوری فی قدس السنن و ابن حبان فی صحیحہما و فی مسندہ لیس (التعلیق الحسن علی آثار السنن) باب التراويح بثمان رکعات ص ۲۰۲ ط امدادیہ ملتان
- ۲۔ وہی کتاب صغیرہ لکچہ نقری حدیث ابن عباسؓ فلا شئ فی کتبہ حسن لا بعد ان نقالہ صحیح لعمروہ التعلیق الحسن علی آثار السنن ص ۱۹۹ ط امدادیہ
- ۳۔ عن صاحب بن یزید ثم صالحہ قلت رجل اسدہ کہیہ ثمان رکعات علی آثار السنن باب التراويح عشرين رکعات ص ۲۰۴ ط امدادیہ ملتان
- ۴۔ وقد اخرجہ عن ابن حبان لکسی فی مسندہ و سعوی فی معجمہ و الطبرانی فی معجمہ الکبیر و بیہقی فی مسند کہیہ عن طریق ابی شیبہ ابو اہم عن عثمان بن حماد عن احمد بن یحییٰ عن ابی بکر بن ابی شیبہ و هو صغیر (التعلیق الحسن علی آثار السنن) باب فی التراويح عشرين رکعات ص ۲۰۶ ط امدادیہ ملتان (۵) قال ابن معین: "عدوہ ماکبر" وقال النسائی: "منکر الحدیث" وجاء عدوہ متروکاً" وقال ابو داؤد: "منکر الحدیث" وعلی الحافظ ابن حجر فی "التقریب فیہ لین" الخ (۶) آثار السنن باب التراويح بثمان رکعات ص ۲۰۲ ط امدادیہ ملتان

ایک اشکال اور اس کا جواب

(سوال) گزارش ہے کہ آپ کا جواب نمبر ۹۷۱ اصول ہوا جو با معروض ہے کہ جس حدیث و جنب صحیح تحریر فرماتے ہیں اس کو دوبارہ نہ شیخ لورنہ صحیح فرماتے ہیں جب ایک دفعہ دارالافتاء سے ہمیں یہ الفاظ پہنچی تھے ہیں کہ ”یہ حدیث حضرت جبریلؑ ترویج کے بارے میں صحیح ہے“ تو پھر یہ وجہ ہے کہ دوبارہ آپ بات سے کام چلانا چاہتے ہیں اور آپ فرمادیں کہ میرے دستخط نہیں تو اس کے متعلق غور و خوض کا ہم سے محتاج ہے۔ آپ کے نام جہاں اسلام کا ہم آپ کا پتہ پس دوسرا کون جو دخل در معقولات نہ ہے بالغرض اگر آپ نے مندرجہ بالا حدیث کے بعض روایات کے متعلق کام فرمایا ہے تو ہماری گزارش سن کر جواب مرحمت فرمائیں۔

اول آپ کا مندرجہ بالا فتویٰ۔ دوم اختلاف نظر نے مقدمہ فتح الباری مطبوعہ دہلی صفحہ ۴ میں اس مسئلہ میں فرمادی ہے کہ ہم جو حدیث فتح الباری میں ذکر کریں گے اس شرط سے ذکر کریں گے کہ وہ حدیث یا تو صحیح ہوگی یا حسن ہوگی۔ الفاظ ملاحظہ ہوں بشرط الصحة والحسن سوم۔ مد ذہبی نے میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۲۸۰ میں انی حدیث کو ہی سند سے نقل فرمایا ہے جس سند سے امام محمد بن نضر نے روایت کیا ہے فرق دونوں میں صرف اسی قدر ہے کہ اس سند میں جبریلؑ محمد بن حنفیہ کے جعفر بن حمید ہیں اس کے بعد۔ مد صاحب نے اس کی سند کی نسبت فرمایا ہے۔ سند دوسرے۔ چہارم مولانا مہداحی ٹکنوی نے مولانا محمد کے حاشیے (التحقیق النجد) میں حضرت جبریلؑ کی روایت تحریر فرمائی ہے۔ حدیث صحیح۔ مولانا محمد باب قیام رمضان (۱)

المستفتی نمبر ۱۹۶ الحافظ محمد شریف (سیالکوٹ) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء (جواب ۶۰۸) مد رسرہ امینیہ کے دارالافتاء میں تمام اساتذہ میرے نام ہی آتے ہیں میں جتنے فتویٰ کا جواب خود لکھتا ہوں کہتے ہوں ہفتی جواب نام مفت مولانا حبیب الرحمن صاحب کہتے ہیں یہ فتویٰ جس کا آپ ذکر کرتے ہیں ان کا لکھا ہوا تھا میں نے دید بھی نہیں تھا جب آپ کا وہ خط آیا تو میں نے ان سے دریافت کیا لورنہ جنرل بقول پر اس کی نقل دیکھنی اور حدیث جبریلؑ کی سند کی تحقیق کی تو یہ بات مجھے تحقیق سے معلوم ہوئی جو میں نے آپ کو بھیج کر بھیج دی۔

حدیث جبریلؑ کی سند کے متعلق جب شک میزان الاعتدال میں یہ لفظ لکھا ہے۔ اسنادہ و وسط مد اسنادہ صحیح و نہیں کہ اور اختلاف نظر نے جبر کے فتح الباری میں ذکر کرنے سے بھی صحت لازم نہیں ہو سکتا وہ حدیث حسن بھی اس میں۔ کہتے ہیں لورنہ اس کی سند میں ایک مجروح رولوی موجود ہے، تو

(۱) باب قیام رمضان ص ۱۳۸ ط مبر محمد تک جانا بکراچی

۲۰. وفی اسنادہ فی قلب مدارہ علی عسی من حذرہ وفی مدھی اول من معی عددہ مکتوب وفی السامی مکتوب الحدیث وحید مد مروتہ وفی موزعہ لا من مد وفی لوداود مکتوب الحدیث وفی من حذرہ فی السامی مکتوب الحدیث علی مد السامی مد لبروح بعدد رکعت ص ۲۰۲ ط امدادہ

ت کا حکم مشکل ہے مولانا عبدالحی کے ہذا اصح کہنے سے بھی اصرار نہیں کہ فی حدیث بھی صحیح ہے
نکہ اصح میں صحت اضافی مراد ہوتی ہے ہاں ان زبان نے اس کو اپنے صحیح میں درج کیا اس سے اتنا سمجھ
جاتے کہ ان کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہوئی راوی کے جرح و تعدیل میں اختلاف ہونے کی بنا پر حدیث
صحت و ضعف میں بھی یہ اختلاف ہو جاتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان امداد دہلی

نور اکریم رضی اللہ عنہ سے کتنی رعات ثلاث ہیں؟

سوال (۱) کیا حضور ﷺ سے نماز تراتوں کے رمضان شریف میں پیارہ رعات مع تراویح ثلاث ہیں یا نہ ہیں
انت؟ المستفتی نمبر ۱۸۸۱ عبدالحزیز مشین والا (شیخ سیبکوت)

۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

جواب (۶۰۹) تراتوں کی رکعات کی تعداد میں ایک روایت سے قس اور دوسری روایت سے کیا رہ
فتیں معلوم ہوتی ہیں امت کا عمل صحابہ کرام کے زمانے سے قس یا اس سے زیادہ رکعتوں پر رہا ہے ۱۱
محمد کفایت اللہ کان امداد دہلی

اعت مقتدیوں کے حال کے مطابق کی جائے

۱۰۔ (۱) قصبہ سرحد میں حضرت مختلفہ طور پر ایک کمپنی قائم کر کے یہ وجہ بتاتے ہوئے کہ اس سے
بشریف چلتا رہا ہوگا۔ کیا یہ پاس کیا ہے اس سال ہم واک روزانہ وہاں پر تراتوں میں نما میں اور وہ
طریقے سے کہ فی مسجد دو نماز مقرر ہو اور ہر ایک حافظ ایک ہی سوا پارہ دوس و اس تراتوں میں سنا دے
ایک حافظ کا پڑھنے میں سوا پارہ دو نماز مقرر ہو اور مقتدیوں کے لئے ڈھائی ہو جائیں اگرچہ اکثر مقتدی اپنی ناقولنی
بنا پڑھائی پارہ روزانہ تراتوں میں سننے پر راضی نہیں ہیں اور یہ سنتے ہیں کہ اگر تم واپنا قرآن شریف یاد کرنا
ظور ہے تو اس کی اور صورتیں ہو سکتی ہیں پارہ سینہ اور مرہ دو تراتوں کے انصوں میں وقت تہہ سے
بایک دو دو کو سناؤ مگر حفاظ ان صورتوں کو نہ دانتے ہوئے اور زبردستی کرتے ہوئے سنتے ہیں کہ اگر تم کو سننا
بہ تو ہرے ٹٹے سنتے ہوئے کے موافق وہاں پارہ ہی سنو رہے ہم نہیں سنا تہر چند ان کو بھیستی زیور
یہ وہ حکم سمجھا جاتا ہے کہ تمہاری اس صورت میں جماعت کم ہوتی ہے اوجہ مسجدیں بغیر قرآن
یف کے رہ جاتی ہیں مگر وہ نہیں دانتے کسی صورت میں اگر مقتدی اللہ عزوجل سے تراتوں پر سننا نہ
دیں تو کیسا ہے؟ ترک سنت قرآن لازم آتا ہے یہ نہیں اور ثواب میں کمی ہوتی ہی نہیں؟ نیز ان حفاظ
سے بعض وائز بھی منڈاتے ہیں اور بعض ہنگامہ نماز کے پوری طرح پابند نہیں ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ

جو وہ چپے سے کرتے ہیں ان کی امامت ترویج میں کیسی ہے ان صورتوں میں حفاظ کی ضمانت کر دینی چاہیے۔
 نہیں عقلمن جماعت کا خیال نہ کریں یا جماعت کا خیال کرتے ہوئے اہم تو کیف سے پڑھ لیں۔

المستفتی نمبر ۱۲۳۵ امیر الدین صاحب۔ قصبہ سرحد۔ ضلع میرٹھ

۷ رمضان ۱۳۵۵ھ ۲۳ نومبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۱۰) حفاظ یہ ضمانت مقتدیوں کی مرضی کے خلاف جو اہل بیروت پر حنا اور ہنامت سے تفرق اور منتشر کی پہلوئے برہانہ و بات ہے وہ اس میں یقین کنوے مرعوب ہوں کے بلکہ مقتدیوں کی رضامندی کے خلاف امامت کرنے کے حق میں حنت کی وعید بھی وارد ہے اور ضعیف و ناتوان اس حذر عمل کے خلاف اہم تو کیف سے ترویج کو اگر لیں تو ان کے حق میں کوئی گارانت نہ ہوگی اور اسی منڈاے والے اور نماز فرض کے تارک اور پیچھے سے کر کے لینے والے حافظوں کی امامت مکر وہ ہے (۱) ان کے پیچھے قرآن سننے سے نہ سنا اور صورت ترویج پڑھنا بہتر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان احمدی

شبینہ جانتے یا نہیں؟

(سوال) یہاں کی جامع مسجد میں ہر سال ۷ رمضان کی ایسی بیسویں اور پندرہویں شب ان دوروں میں شبینہ پڑھنا چاہیے۔ بعض لوگ اعتقاد کرتے ہیں کہ شبینہ ایک نئی رات میں پڑھنا توں میں ہونا چاہیے۔
 المستفتی نمبر ۱۲۳۶ قاضی کمال الدین صاحب (کاشمیر)

۷ رمضان ۱۳۵۵ھ ۲۳ رمضان ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۱۱) شبینہ کوئی شے شدہ چیز نہیں ہے۔ مسجد میں جماعت کے ساتھ یا جاتا ہو اگر سننے والے اور پڑھنے والے شوق سے نہیں اور پڑھیں تو قیام میں منتظر رہنا بہتر ہے اس پر ہے ہر روز پڑھتے جائیں۔ محمد کفایت اللہ کان احمدی

مروجہ شبینہ کا حکم

(سوال) ایک زمانہ میں ایک شب میں پندرہ کوئی قرآن شریف ختم کرتے ہیں جس کا نام شبینہ رحابہ اور اس میں غور میں بھی شامل ہوتی ہیں آیا یہ فعل حضور اکرم ﷺ نے یا کسی صحابی نے یا امام نے یا نبی

۱۔ فی السورۃ ویکوہ مدعہ عدو اعمری وفسق فتح باب الامامة ۵۵۹ ط سعید ، والنسور مع سورہ ومن اولیاء وہو لہ کرمون ب نکرہ لہ لمدفہ کزوہ لہ دلت بحربہ لحدیث امی دود لا یصل الہ صلاۃ من قدہ فیمادوہ لہ کرمون ب باب الامامة ۵۵۹ ط سعید : لہو مرفۃ سلا و لا یرون لہو نکس بقوم لکن فی لاجبہ لافس فی مدعہ لہ من عیبہ ب لہ لحدیث صحابہ صلاۃ مروجہ ۵۶۴ ط سعید ،
 ۲۔ ولا یجمہ فی کل من مدعہ مدعہ ب ب عسکری باب مروجہ فی لہو و لقصود : مسیح ۳۱۷ ط
 حاجدہ لکیرہ

پس رکعت تراویح پر ائمہ اربعہ کا اتفاق

(سوال) زید و بکر کا جھگڑا یہ ہے کہ زید کہتا ہے کہ تراویح کی نماز صرف آخر رکعت میں حضرت عمرؓ نے نہ تو پندرہ رکعتیں پڑھیں اور نہ پڑھنے کا حکم یا شریعت سے ثابت دینے پر میں بھی پندرہ رکعت پڑھوں گا اب آپ کی خدمت میں بکر کی عرض یہ ہے کہ مذکور سوال کا جواب شریعت میں کوئی حدیث تحریر فرمائیں تو کتاب کا ہمارا صفحہ بھی درج فرمائیں؟ المستفتی نمبر ۲۱۷۱ مبداء من صاحب گاندھوہ ضلع کنوار (مدراں)

۲۱ ذی قعدہ ۱۳۵۹ھ ۵ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۶۱۹) تراویح کی پندرہ رکعتیں ہیں جس سے کم کا پڑوں لاموں میں سے کوئی قائل نہیں۔ جس سے زیادہ کے امام مالک اور امام شافعی قائل ہیں (۱)

آخر رکعت والی روایت نماز تہجد کے متعلق ہے اور نماز تہجد تراویح سے جدا ہے۔ مباح امام مالک میں یہ روایت ہے۔ عن یزید بن رومان انه قال کان الناس یقومون فی رمان عمر بن الخطاب فی رمضان ثلاث و عشرين رکعة ۱۰ یقین یزید بن رومان فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے تہجد کے زمانے میں پندرہ رکعتیں پڑھتے تھے (یقیناً تراویح اور تہجد میں فرق) محمد کفایت اللہ کان اللہ لا ولی

پندرہ سال والے ترک کے پیچھے تراویح کا حکم

(سوال) پندرہ سال سے کم اور پندرہ سال سے زیادہ عمر والے اپنے کے پیچھے نماز تراویح پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۴۱ حافظ محمد اسماعیل صاحب (آگرہ)

۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ ۲۶ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۶۲۰) پندرہ سال سے کم عمر کا ترک اگر باغی ہو جائے (مثلاً استقامت نہ ہوئے) تو اس کے پیچھے تراویح جائز ہے اگر کوئی علامت بلوغ ظاہر نہ ہو تو پندرہ سال کی عمر پوری ہونا ضروری ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لا ولی

حضور ﷺ سے کتنی رکعت تراویح ثابت ہے؟

(سوال) حضور اکرم ﷺ نے ہر رمضان المبارک میں نماز تراویح کتنی رکعتیں پڑھنی ہیں؟ ثبوت مستند حدیث سے ہو؟

۱۰ دہی عشرون رکعة الحج (الموسم) قال لسانی "وهو قول الجمهور و عليه عمل الناس شرقا و غربا الحج (باب التوبہ والوافاء) مسند صلاۃ التراویح ۴۵۲ طبع سعید

(۲) موطا الامام مالک باب ما جاء فی قیامہ رمضان ص ۹۸ طبع محمد کتب حدیث کبرجہ (۳) بلوغ العلاء بالا حلالہ و الاحول لا یزال یح و ان لم یوجد فہیبت نسبی لحدیثی یتبع یکن مہلما حقن عینہ منہ بہ بنی داسر المحاضر کتب المحاضر فیمن بلوغ العلاء بالا حلالہ ۱۵۳۶ طبع سعید

[illegible]

(جواب ۶۶۹) نماز تراویح میں امام مسیحی نے صرف تین دن جماعت سے پڑھائی ہے چونکہ وہ بدلتے صحابہ کے اجتماع اور اس کو شش کے یہ حضور ارمیہ حجرت سے نکلیں اور نماز پڑھائیں حضور تشریف نہیں لے کر فرمایا۔ مجھے یہ خوف ہو کہ یہ نماز تقریر فرض نہ ہو جاوے چنانچہ تراویح کی نماز میں جماعت کے ساتھ نہ اس رمضان کے باقی ایام میں حضور ارمیہ سے پڑھائی نہ حضرت ابوہریرہؓ نے نماز کے زمانہ مبارک میں جماعت سے پڑھائی اور حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں بھی کسی سال ایک جماعت اہتمام نہیں ہوا پھر حضرت عمرؓ نے جماعت تراویح کا اہتمام یہ اور حضرت اہل بیت علیہ السلام پر خاصاً متعین فرمایا۔

رہا اے۔ اے تیرے وہ ذہن صادق۔ قریب تک تلوٹن کی نماز چھانی اور اس بات پر اختلاف ہے کہ چشمہ اللہ سے ملنے پر عقیقے پر چٹائیں مگر یہ بات متفق علیہ ہے کہ تیسری رات قریب تر صادق تک نماز چھانی صحابیات کرتی ہیں کہ ہمیں یہ خوف پیدا ہو گیا کہ آج آخری صبح کا موقع ہے، تائب ہائیں۔

آشہ راتوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور عین شہادت و تائید ہر اہل سنت و اہل حق و روایت سے عین رشتہ بنی ہوئی ہیں۔ اہل سنت ان میں سے روایت کو محمد شہین ضعیف بتاتے ہیں ہر اس ضعیف خاندان راشدین اور باہور امت محمدیہ کے عمل سے دور ہو جاتا ہے (۲) حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ کے زمانہ ہائے مبارکہ میں قرآن مجید کی تیس رشتیں جاری رہیں اور اس پر تمام امت کا عمل رہا۔ اب تک ہے کہ جس سے عمر عین تیس تیس سے زیادہ و تمام صواب قول بھی ہیں۔ غرض تیس رشتہ والی روایت کو تلقی ائمہ القبول و قوت حاصل سے اور اس وجہ سے ضعف ہند منہ نہیں۔

محمد کثیبت احمد خان احمد - اعلیٰ

(١٩) عن عائشة: أنه صلى الله عليه وسلم صلى في المسجد فصلى بصلواته ثم صلى ثم قال: «يا أيُّها الناس! ثم اجتمعوا من قبلي» فخرج بهم فلبس خيما من ثياب بني سعد ثم بعثهم من الخروج الكواكب إلى حيث يشاء ثم بعثهم من حيث يشاء.

[illegible]

٤. قال في لسانه: وهي عسرون، وكذا: "وقب المني" وهو قول الحميد بن عيسى، وعليه عن أبيه: "شرب و غر و ح" مالك مست و لا يهون له (مبحث صلاة النواحيه ٤٥٧، ط سعيد)

سامنے ختم کرنے سے اس دوسری قوم کا سنت ختم ہوا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۲۷) ہاں اگر کوئی حافظ قرآن دس روز آیت جماعت کو تراویح میں قرآن مجید سنا دے اور دس روز دوسری جماعت کو اور دس روز تیسری جماعت کو تو تینوں جماعتوں کو سنت ختم کا ثواب مل جائے گا^(۱)۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) تراویح میں تسبیحات معمولی آواز سے پڑھی جائیں

(۲) وتر کے بعد ”سبحان الملك القدوس“ بلند آواز سے پڑھنا

(المجمیعہ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۵ء)

(سوال ۱) ماہ رمضان میں تراویح کی نماز میں تسبیحات بہ بلند آواز سے پڑھتے ہیں کیا آیتہ نہیں پڑھ سکتے؟
(۲) اور کیا بعد نماز وتر کے سبحان الملك القدوس اونچی آواز سے پڑھنا ضروری ہے؟
(جواب ۶۲۸) (۱) تسبیحات آیتہ پڑھنا بہتر ہے معمولی آواز سے پڑھنے میں مضائقہ تو نہیں لیکن آیتہ پڑھنا افضل ہے (۲) وتر کے بعد سبحان الملك القدوس ذرا اونچی آواز سے پڑھنا مستحب ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ

تراویح میں نابالغ کی امامت

(المجمیعہ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۳۶ء)

(سوال) ایک نابالغ لڑکا فہم و بویا ہے اور ایک مسجد میں تراویح پڑھا رہا ہے سوال یہ ہے کہ نابالغ کے پیچھے تہن تن ہو سکتی ہے یا نہیں؟
اثر و قیہ کے مخالف نے لکھا ہے کہ نابالغ عورت یا مرد کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں اور آگے جائز یہ تشریح میں ہے کہ نابالغ کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہوتی کہ نماز بھی اس پر فرض نہیں ہوتی جو بچے کو باطل و درست ہے کہ نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی نماز نہ ہوگی لیکن اب سوال یہ ہے کہ تراویح جو نوافل میں داخل ہے نابالغ کے پیچھے ہوں کی یا نہ ہوں کی اس سے کہ مخالف مذکور نے صاحبی کے حوالے سے نماز تراویح کو نابالغ کے پیچھے پڑھنا جائز بتایا ہے لیکن بعض علماء کا خیال یہ ہے کہ تراویح بھی نابالغ کے پیچھے نہیں ہوتی ہیں اب صورت اس یہ ہے کہ اس نابالغ کے

۱۔ النجۃ مرقۃ سۃ و مرتین قصہ و ثلث افضل الحج (الدر المختار، محدث صلاح القلندر ایچ ۴/۲ ط سعید)

۲۔ عن سی موسیٰ الاشعری قال احمد السیاحی عقبہ و قال فی سہ قال قلنا علا علیہا و حق ہادی فرج صوبہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، قال رسول اللہ ص علی عقبہ قال ”وہیکہ لا تدعون اسمہ ولا تدع الحدیث“ (بخاری ص ۲۷۱)
قول لا حول ولا قوۃ الا باللہ ۲-۹۴۸-۹۴۵ ط قدسی کتب حدیث کراچی

۳۔ عن سعید بن عبد الرحمن بن سہری عن عبد قیس قال کان رسول اللہ ص یوتر مع سہر بن ربیع الا علی و فی ہذا یکتوبون و فی ہر اللہ حد و الا معہ قال سبحان الملك القدوس ثلث مراتب بعد صوبہ فی ثلثہ ثم یقرع و سببی تسبیح حد یقرع من الوتر ۱۹۶ ط سعید

۱۰۔ مرنے والا جو جو، نہیں اُترائے چیتے نماز نہ پڑھی تو یا مسجد سوئی پڑی رہے گی یہ کسی کو معوضہ دیکھ کر ہنسنے سے روک دیتا ہے۔

(حواص ۶۲۹) حق کو راجح مانتے ہیں کہ نابغ کے چیتے نماز نہیں ہوتی، اگر نابغ کا فائدہ اس سے زیادہ ضرورہ جرت میں پڑے تو ساری تراویح پڑھ لی جاتی ہیں۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

- (۱) پیچھے بیکر تراویح پڑھانا
 - (۲) موقوفہ دکان کی آمدنی سے امام مسجد کو تنخواہ دینا
 - (۳) تنخواہ دار امام کے چیتے نماز
 - (۴) تراویح کی اجرت میں ناجائز نہیں
- (اتحادیہ مورخ ۱۶ اگست ۱۹۳۱ء)

(سوال ۱) ایک مسلمان خواہ نماز پڑھنا یا تراویح نہیں پڑھتا لیکن بغرض حصول ثواب روپیہ دینا پسند کرتا ہے۔ نماز تراویح پڑھتا ہے تو اسے ثواب ملے گا نہیں؟ (۲) کسی مسلمان نے ایک مسجد پر اپنا موقع یا مکان وغیرہ غرض حصول ثواب وقف کر دیا ہے تاکہ اس کی آمدنی سے فقیر، مسکین، صلوٰۃ، صوم، زکوٰۃ وغیرہ دینی و دنیوی سبب وقف کنندہ کو ملتی ہو۔ پھر نماز تراویح پڑھتا ہے اس مسجد میں کوئی امام ہر ایک نماز پڑھتا ہے۔ نماز تراویح میں جو تراویح میں غرضی ہو وقف کنندہ کو اس کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ (۳) کسی مسجد میں ایک امام ہے تنخواہ نہیں دیتے۔ فقیر، غرضی، موقوفہ نماز پڑھتا ہے۔ مقرر رہا کہ نماز تراویح بھی پڑھتا ہے تو ایسی نماز تراویح سے امام و مقررہ کو ثواب ملے گا یا نہیں؟ (۴) ایسا روپیہ جو امام صاحب نماز تراویح میں ضابطہ میں دیتے ہیں تو وہ قمر حائل ہے یا حرام؟

(حواص ۶۳۰) (۱) روپیہ دینا جب تراویح کے معوضہ میں جائز ہی نہیں ہے تو اس کا ثواب کیا ہے؟
(۲) اگر اس مسجد میں امام کوئی مقرر نہیں فرض نمازوں کے پڑھانے کے لئے تو یہ ہوسکتا ہے کہ صرف رمضان المبارک کی امامت کے لئے کسی شخص کو پیش وقت نمازوں کے لئے ہر نماز تراویح پڑھانے کے لئے امام مقرر کر دیا جائے تو وقف و ثواب ہو گا یا نہیں؟ بلکہ ایسی صورت وقف نہ کر میں ضروری ہے کہ بارہ مہینوں کے لئے امام مقرر کر لیا جائے تاکہ بارہ مہینے نماز باجماعت ہوتی رہے اور بارہ موقوفہ کی آمدنی میں سے پیش امام کو تنخواہ دی جائے تو اس تنخواہ دینے کا وقف کو بھی ثواب ملے گا؟ (۳) ب

(۱) ولا یصح اقتداء رجل بامر أو وحی وی صلی مطلقاً ولو فی حارۃ و نفل علی الاصح الخ (المسحار ص ۵۷۷ ط سعید)

۲۔ وان القرآن فی نفسی عن حد لا محذور واحد و لم یضی حد لا مذمت لہ (المسحار ص ۵۷۷ ط سعید) لا محذور فیکون حد لا مذمت لہ (المسحار ص ۵۷۷ ط سعید) لا محذور فیکون حد لا مذمت لہ (المسحار ص ۵۷۷ ط سعید)

(۳) ویدنا من علینہ بمعاریتہ لہ ما هو العرب بمعاریتہ کما هو مسجد و مدرس و مدرسہ عظیمہ بدمشک کما سہم الخ (المسحار ص ۵۷۷ ط سعید)

شب کی نماز تراویح سے لے کر مقتدرین وقتی ثواب کے کا یہ رقم جو ناجائز طریق پر دین سے ان کے لئے
مکروہ تحریمی ہوگی۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لہ

تیسرے سوال باب سجدہ تلاوت اور نفلی سجدہ

بعد نماز سجدہ کی حالت میں دعا کرنا ثلاث نہیں

(سوال) آج کل مجھے آدمی جب نماز سے فارغ ہوتے ہیں تو وہ نوافل کی دعا کرتے ہیں یہ میرے لئے
مکروہ و مذہب میں اور جاہل کرتے ہیں اور تراویح میں بعد نماز میں دو حدیث پیش کرتے ہیں جو حضرت
عائشہ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ خواب راحت فرماتے تھے اتفاق سے شب بیدار
تھی توڑی رات کے بعد جو میں چلی نکلتی ہوں کہ آپ ستر پر نہیں ہیں تو میں آپ کو تلاش کرنے کے
والے نکلیں نہیں سے کہ شاید آپ کسی کو نہ ملے یہی کہ گھر گئے ہوں کہ اور میں نے سب گھر میں
تلاش کیا نہیں آپ کا پتہ نہ تھا آخر میں جنت البقیع میں صرف گئی کہ شاید آپ وہاں سے ہوں آپ میں
وہاں ہی تو دیکھتی ہوں کہ آپ سجدے میں پڑے ہوئے ہیں اور اپنی امت کی تلاش کی جا رہے ہیں اور
رو رہے ہیں اور کڑھ رہے ہیں اور ایک حدیث جو حضرت ابن عباس سے روایت ہے اس میں پیش کرتے
ہیں قال قال رسول اللہ ﷺ الا انی ہیبت ان افرا القراں و اکھا و مساجدا و ما الرکوع فعضوا فہ
انرب و اما السجود فاحتجوا فی الدعاء فقص ان يستجاب لکم رواہ مسلم کذا فی المسکوۃ
• عاب الرکوع اب سوال یہ ہے کہ اس طرح نماز کے بعد رکوع دو رکعتوں اور اپنی دعا میں مانگنا جائز
ہے یا نہیں ؟ اور ان دونوں حدیثوں سے استدلال پکڑنا صحیح ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(جواب ۶۳۱) سوال میں دو حدیث منقول ہیں ان سے یہ فیہ ثبوت نہ ہے کہ نفل نماز کے اندر
بعد میں دعا مانگنی کی ہے یا نہ کی جاتی ہے۔ بعد نماز سے دعا مانگنے سے ثبوت ان حدیث سے نہیں
ہوتا اور حقیقت یہ ہے کہ نماز کے بعد تلاش مانگنے سے بعد نماز کے بعد نماز کے بعد نماز میں نہیں
بیشک سجدہ شکر جو کسی نعمت کے حصول پر کیا ہے وہ تمام مفتی پر جائز ہے اور نہ فدا کے بعد
رہنے سے نعمت ان سے منع کرتے ہیں۔ اس سے جہاں کا تئید فاسد ہوتا ہے۔ وسجدة الشکر مستحبہ
یہ نفسی لکھنا مکروہ بعد الصلوٰۃ لان الحیثیۃ یعقدونہا سجدۃ اور وجہ دیکھ کر صحیح بودی الیہ
فسکوۃ (درمختار) - اقوالہ لکھنا مکروہ بعد الصلوٰۃ الخ التفسیر للسجدة مضنی فی شرح

(۱) یعنی یوم شنبہ یوم جمعہ اور وسجدة الشکر مستحبہ اور وجہ دیکھ کر صحیح بودی الیہ

(۲) (الفصل الأول ص ۸۲ ط سعید)

۳ - سجدہ تلاوت مضی فی سجدہ الشکر ۱۱۹۲ - ۱۲۰ ط سعید

السیة احر الكتاب عن شرح القدوری للراہدی اما بعد سب فلبس بقربة ولا مکروه وما يفعل عقب الصلوٰۃ مکروه کان الحیلة یعتمد وبها سد اذراحة وکن صاحب یودی البد فمکروه انتهى و حاصله ان ما لیس لها سب لا تکرر ما لم یؤد فعیب انی اعتقاد الحیلة سبها کانی یعملها بعض الناس بعد الصلوة وراہب من یواطئ علیها بعد صلوة الوتر ویدکران لها اصلا وسدا فذکرت له ماها فمرکها تم قال فی شرح السیة واما ما ذکرنا فی المضرب ان السیة یصح قال لقاطمة ما من مؤمن ولا مؤمنة یسجد سجدة ین الی احر ما ذکر فحذیر موضوع باطل لا اصل له انتهى (رد المحتار) ۱. والله اعلم

نماز کے بعد تہجد دعا کیے کا حکم

(سوال) نماز پڑھنے کے بعد تہجد میں قرآن کی تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں؟
 (جواب) نماز کے بعد تہجد میں قرآن کی تلاوت کرنا جائز ہے۔

المستفتی: الشیخ الاسلامی محمد صالح المنجد

(جواب ۶۳۲) نماز کے بعد تہجد میں قرآن کی تلاوت کرنا جائز ہے۔
 وما یفعل عقب الصلوة مکروه کان الحیال یعتمدون سبہ او واجبة وکل صاحب یودی البد فمکروه انتهى جو تہجد کے نماز کے بعد یا تہجد میں قرآن کی تلاوت کرنا جائز ہے۔
 میں امر جو میں کہ اعتقاد جو یہ سبہ پیدائش کر وہ جو تہجد میں قرآن کی تلاوت کرنا جائز ہے۔
 تہجد میں قرآن کی تلاوت کرنا جائز ہے۔
 میں امر جو کوئی نہ خواہ ایسا سمجھتا ہو اور نہ کوئی کے سامنے کرنا جائز ہے۔
 تہجد میں قرآن کی تلاوت کرنا جائز ہے۔

محمد سعید رحمہ اللہ

سورہ ص میں کوئی آیت پر تہجد کیا جائے؟

(سوال) سورہ ص کا تہجد کیا جائے؟

المستفتی: الشیخ الاسلامی محمد صالح المنجد

(جواب) (الزموا انما تعبدوا) سورہ ص کا تہجد کیا جائے؟
 فقیر احمد سعید رحمہ اللہ

(جواب ۶۳۳) (از حضرت مفتی اعظم) حسن صاب پر تجدد کرنا وہی اور احوال ہے اور یہی قول راجح ہے اور دوسرا قول کہ امام پر تجدد ہے مگر چونکہ کئی حدیث مرقیٰ غلامی ملخصہ وی محمد کفایت اللہ فقہ -

رکوع میں تجدد تلاوت کی نیت کی تو لوگوں؟

(سوال) زید نے ترویج پڑھتے ہوئے آیت تجدد پڑھ کر فوراً ہی رکوع نیا اور تجدد تلاوت و تجدد نماز میں ادا کیا تو تجدد ثابت بھی ہو گیا یا نہیں؟^۱ یقیناً زید کا یہ فعل یا نیت یا نیت کا اثر تجدد تلاوت و تجدد نماز میں ادا کرنا ناجائز خیال کرتے ہیں تو وہاں تجدد تلاوت و مستقل کرنا باہر ہے یا تجدد نماز میں ادا کرنا باہر ہے؟

المستفتی نمبر ۲۰۷۲ محمود علی صاحب (سرپرست)

۲۳ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۶۳۴) آیت تجدد پڑھ کر رکوع میں پہلے چلے اور تجدد تلاوت کی نیت کر لیتے تے تجدد تلاوت دہاؤ جاتا ہے۔ وگرنہ کو مسئلہ معلوم نہ ہو تو ان کو دریافت کر لینا چاہیے خواہ مخواہ امام صاحب کے خلاف حقائق پڑنا کوئی دانشمندی نہیں ہو اذیت اور جرات اپنی اور امتراض امام پر یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے امام جی تجدد تلاوت مستقل طور پر ادا کرے تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ کہ دہلی

نماز صبح کے بعد تجدد تلاوت ادا کرنا جائز ہے

(۱۰ محرم ۱۳۵۷ھ ۱۰ اپریل ۱۹۳۸ء)

(سوال) صبح کی نماز پڑھ کر نے کے بعد جب کہ سوچنے میں پندرو منٹ باقی ہیں تجدد تلاوت جو ایک روز پہلے کی وقت نرشتہ میں واجب ہو چکا ہے ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۳۵) صبح کی نماز کے بعد آفتاب نکلنے سے پہلے تجدد تلاوت کر لینا جائز ہے خواہ پہلے کا واجب ہو یا نہ وقت آیت تجدد تلاوت کی ہو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ کہ

۱۔ (وص) وحش دود سلفہ سعید، وہ و حوزہ کعب و باب لغیر رہ دعت و نہ نہ عہدہ برقی و حسن صاب و ہمد
ہو لاوی صافن الربعی صاب عبد فوہد و حوزہ کعب و باب و عبد عشیہ عبد فوہد علی و حسن صاب صاب
سجود التلاوة ص ۲۸۹ ط مصر

۲۔ (وہد دی رکوع صلاۃ) کان لکوع غنی الطور من فرء وہد۔ اس نواہی کنون لکوع لسجود التلاوة عفی
ترجیح اصح التور و شرحہ باب سجود التلاوة ۱۱۱-۱۱۲ ط سعید

۳۔ لا بکرو فضاء فاسد و لو و ترا و سجود التلاوة و صلاۃ حذرہ اصح۔ النور لمصاحف کتاب التلاوة ۱۶۵ ص سعید

الشیات کے بجائے الحمد للہ یا جمی تو جہد ہو و واجب ہوگا

(سوال) تہیت ہے یا ائمہ پر حرج؟ یہ تہدہ ہے

المستقى: ٦٥١ مجلد ١٠، الجزء ٢ - ٢، باب ٣٥٣، ٢٦ أكتوبر ١٩٣٥.

(جواب ۶۳۸) اَللّٰہِ تَعَالٰی بِہٖ اَمْرٌ یَّخْلُقُ مَا یَشَاءُ لَہٗ فَاکْرٌ مَّا یُعِیْنُ ۝ تہذیب و اصلاح ہوگا ۝ محمد کفایت اللہ کا اللہ لہ فیہ

جمعہ وغیرہ میں تہجد و نوا کا حکم

(اس سوال) نماز بوقت نماز عیدین میں اگر نہ ہو تو پھر بھی صحیح ہے۔

المستشفى في سنة ١٠٠٠ مبدئاً (٢٩ ربيع الأول ١٣٥٧) إلى ٢٠ كانون الأول ١٩٣٦.

(جواب ۶۳۹) جماعت زیاد ہو چکی ہے ہمارے رہبر کا خوف ہے کہ وہ قریب و بعد میں بدعتوں میں مبتلا ہو جائیں۔

جب البیت کثرت بیانات کی وجہ سے مزید کا خوف ہو تو پھر اس وقت کہ یہ مہین ہے ، محمد حیات احمد

كان المتدبر هو علي

جہری نماز میں سہ اقرأت کی توجہ دینا واجب ہوتا

(سوال) فرض نماز جمروالی میں ایک رکعت پڑھ کر روئے کی رات میں امام جمعہ بحال بیچ و نماز ماشی سے سورا

فاتحہ پڑھی اور سورۃ بھی پڑھی سورۃ پڑھنے کے دوران میں جب کہ قرآن سے نیا دم پڑھتا ہے تو یہ بات قوی

سرت کو جہ سے پڑھی پاپ نہیں کر پڑا تے۔ جدہہ نہیں پاتا تو نماز اقسٹ ہونی اور جدہہ سو سہریہ

نور علی ہوئی پ شمس کرابت در پیا کرابت مسله نمبر ۳۸ ہشتی زیور حصہ دوم تجدید امور بیان میں

فرض کی دونوں چٹکیں رعیتوں میں یا ایک میں احمد پڑھتی تھیں۔ ان کی پچھلے حصے کی رو سے روع میں چھٹی تھی تو چھٹی

تجدد سہو واجب نہیں؟

المستفتي: نمبر ۳۵۸۹ انعامی صاحب (دبلی) ۹ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ ۸ ابریل ۱۹۴۰ء۔

حواہ ۶۴۰) اگر جہنمی نماز میں قنڈھرا اپنے دل سے توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ سے نماز درست ہو جاتی ہے (۴۰)

کافی ہو درست یہ ہے کہ پڑھ کر پڑھ کر نماز کو فاقہ اور سورۃ جہت پر ہے اور بعد سو کرے یہ کہ
کرے کہ جہاں پڑھ آیا ہے وہاں نہ پڑھ کرے۔ محمد کا خیریت اللہ کان بعد۔ دینی

قعدہ اون میں "اللہم صل علی محمد" تک پڑھ لیا تو بعد سو واجب ہوگا
(سوال) تین یا چار رکعت والی نماز کے درمیانی قعدہ میں اتیت کے بعد اگر وہ شریف اللہم صل علی
محمد پڑھ لیا ہے تو بعد سو واجب ہے یا نہیں؟ اور ایسا امام جو درود پڑھنے کے بعد بعد سو نہ کرتا تو
اس نے پیچھے نماز پڑھنی چاہیہ یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۷۹۵ غایت مدین دینی۔ ۲۷۹۵ اثباتی ۱۳۹۶ھ

(جواب ۶۴۱) فرض نماز کے درمیانی قعدہ میں تشہد پر اکتفا کرنا واجب ہے اور شریف اللہم صل علی
صلی علی محمد تک پڑھ لیا ہے تو بعد سو واجب ہوگا اور بعد سو نہ کیا جائے تو نماز غرہ ہوگی۔
محمد کا خیریت اللہ کان بعد۔ دینی

عیدین کی تکبیرات زوائد میں میمنہ تو کیا کسم ہے؟
(سوال) عیدین کی نماز چوتھی رکعت کے بعد اگر وہ رکعت واجب ہے اگر بیش امام ایک تکبیر بخوں ہے تو
بعد سو کیا جائے نماز دوبارہ پڑھنی ہے؟
المستفتی نمبر ۲۷۹۵ غایت مدین دینی۔ ۲۷۹۵ اثباتی ۱۳۹۶ھ
(جواب ۶۴۲) بعد سو سے نماز ہو جائے گی (۱) محمد کا خیریت اللہ کان بعد۔ دینی

تاخیر واجب سے بعد سو واجب ہوتا ہے
(سوال) تاخیر واجب سے بعد سو واجب ہوتا ہے یا نہیں؟
(جواب ۶۴۳) تاخیر واجب سے بعد سو واجب ہوتا ہے (۱) امامین میں موجود ہے۔ ولا
بح السجود الا بترك الواجب او تاخیر او تاخیر رکع الح + واللہ اعلم۔ سوال۔
محمد کا خیریت اللہ شرف۔ بعد سو سے عیدین دینی

۱۔ حررہ فی سالہ ۱۰۰۰ عی لشہد بقدر رکع و فی بحرف و فی الربعی الاصح وحوہ باللہم صل علی
محمد (سورۃ شرحہ باب سجود تسبیح ۸۱ طبعہ)
۲۔ ویکٹر بکس فی فی مدینہ ۵ ترکیب و نفس مپ او ران غیبہ ۵۰۰ باب عبد السجود و فی روی
نحس علی ہی حنفہ ان سب الامم علی مکتوبہ واحده فی صلاة بعد بسجود تسبیح و علی مکتوبہ "الباب الثاني عشر فی
سجود التسبیح ۱۲۸، طبعہ)
(۳) (الباب الثاني عشر فی سجود تسبیح ۱۲۹، طبعہ)

امام نے مغرب کی دو رکعتوں پر سلام پھیرا، اتنا ہے پر
تیسری رکعت ملا کر تجدید ہو گیا نماز ہوئی یا نہیں؟

(انجمیہ مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) امام نے مغرب کی نماز میں دو رکعت اقامت پر سلام پھیرا اور دعا کے ساتھ اذان پر سحر
عرف کے مقتدیوں نے کہا نماز اور وقت ہوئی ہے اور اس وقت میں شامہ شہرہ شغب ہو گیا ہے۔ جب
امام نے پھر ایک رکعت نماز پڑھ کر تجدید ہو کر سلام پھیرا یہ نماز ہوئی یا نہیں؟ امام کا جواب ہے کہ جب
تک امام کا سینہ قبلہ سے نہ پھرے اس وقت تک وہ نماز تجدید ہوا کہ اس نے دعا کے بعد جن مقتدیوں نے
نکلیا ان کی نماز کا کیا حکم ہے؟ (امام کا جواب ہے مقتدیوں میں کئی کئی قسمی اور غیر متشدد تھے)

(جواب ۱۶۴۴) میں کہتا ہوں کہ امام نے یہ کہہ کر قبلہ سے منفرج ہوا تو ایک رکعت پڑھ کر پھر
دعا پڑھنے سے نماز ہوئی اور جن مقتدیوں نے امام نہیں یہ (اور امام سے کہہ کر تیسری وقت پڑھ لی) ان کی
جی نماز ہو گئی اور جن لوگوں نے کلام کیا ان کی نمازیں پاس ہوئیں ان کو پٹی نمازیں لازم ہوئی تو پھر کئی
چاہیں۔

دوسری رکعت میں قنوت ہی اقامت پھیرا دیا تو نماز صحیح ہوئی

(انجمیہ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک شخص نے دو رکعت کی نماز پڑھ لی بعد ازاں وہ میں قنوت ہی سلام ہو گیا یا اتنا ہے اور وہ
پھر نہیں پڑھا؟

(جواب ۶۴۵) نماز نہیں ہوئی۔ اور اگر ضروری ہے۔

محدثیت احمد خٹک۔

سوال نمبر ۶۴۴ کا دوسرا جواب

(انجمیہ مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۲۸ء)

(سوال) سوال مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۲۷ء کا دوسرا جواب

(جواب ۶۴۶) امام کی وہ ان مقتدیوں کی باتوں نے بات نہیں کی اور قبلہ رخ رہے نماز ہوئی اور جن
مقتدیوں نے بات کی تھی یہ بعد ازاں کہ دو رکعت نماز ہوئی ہے اور وہ کئی ہیں تو مذہب کئی کے موجب

۱. وسجد لیسو ولو مع سلامہ و لا یقطع مالہ سجد علی لیسو و سجد لیسو الحرمہ الخ : سورہ و سجدہ باب
سجد لیسو ۹۱/۲ ط سعید

۲. ولہ واجبات لا یسجد سجد و بعد و وجوب فی بعد و سجدہ الخ : سورہ و سجدہ باب صفہ صلاة
۹۵۶/۱ ط سعید

ان کو اپنی نماز دہرائینی چاہیے (۱) رب شافی اور غیر مقلد تو اگر وہ اس کو مقصد نماز نہ سمجھیں تو خفیوں کو ان سے تعرض نہ کرنا چاہیے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ

جمعہ وعیدین میں سجدہ سو کیا جائے یا نہیں؟
(المجمیعہ مورخہ ۲۸ فروری و یکم مارچ ۱۹۳۲ء)

(سوال) اگر ہم کو نماز عیدین میں سو ہو جائے اور واجب کو بحول کرنا ضرر کر دے تو اس کو سجدہ سو کرنا چاہیے یا نہیں؟

(جواب ۶۴۷) عید اور جمعہ دن نماز میں جبکہ مقتدیوں کی بہت بڑی جماعت شریک نماز ہوں اور سجدہ سو کرنے سے تمہیں کا قوی اندیشہ ہو تو سجدہ سو کرنا تو بے تا کہ نماز اختلال و انتشار سے محفوظ رہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) پہلی رکعت میں بیٹھ کر ہڑاہو تو سجدہ سو واجب ہو یا نہیں؟

(۲) سجدہ سو کے بغیر سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟
(المجمیعہ مورخہ یکم فروری ۱۹۳۶ء)

(سوال) (۱) اگر لوگ کی نماز میں پہلی رکعت کے دو سجدے سے اس خیال میں کہ دو رکعت کی رکعت کا سجدہ ختم ہو اقعہ میں بیٹھ کر سجدہ کی تکمیل سے فوراً تانخہ ہڑاہو اور دوسری رکعت پوری کر کے سجدہ سو کے بغیر جس پر مقتدیوں میں ایک مندی عالم نے کہا کہ سجدہ سو واجب ہوا تھا جس کو ترک کیا ہے یہ نماز کو ناقص و ناجائز کیا ہے (۲) امام پر سجدہ سو واجب تھا لیکن یاد نہ رہنے سے سلام پھیر کر نماز سے باہر آیا تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

(جواب ۶۴۸) (۱) اگر وہ دوسری رکعت میں بیٹھ کر فوراً تانخہ ہڑاہو تو سجدہ سو واجب نہیں۔
(۲) جب سجدہ سو واجب ہو اور بحول کر بغیر سجدہ کے سلام پھیر دیا جائے تو نماز کا اعادہ واجب ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) یسجدھا الفکھہ هو البطل بحر فین او حرفہ مفہم الحج (لمو المحتار) باب ما یفسد الصلوة وما یکرہ فیہا ۶۱۳ ط (سجد)

(۲) السہو فی صلاۃ العید والجمعة والکونۃ والنطوع سواء والمحتار عبد المحسن عبد المحسن عبد فی الاولین لرفع الفتنہ کما فی جمعة البحر الحج فی الشامة فہو محشیہا الوابی بما اذا حضر جمع کثیر والا فلا داعی الی التبرک (ب) سجد السہو ۹۲ ط سجد (۳) والحر لیسیر وهو مادون رکن معنی عہ رد المحتار باب صفة الصلوة مطلق فی واجبات الصلوات ۴۶۰ ط سجد (۴) ولہ واجبات لا تصد ترکہا وتغاثروا حوا فی العمد والسہو اب لم یسجد واب لم یعدھا یكون فسف وهي قراءة فصحہ النکات وصہ سورۃ و بعدہ لاری وتنفید ان الحج سورۃ و سرحہ باب صفة الصلوة ۴۵۶ ۴۵۷ ط سجد

پندرھواں باب رکوع و سجدہ اور قعدہ

نماز میں دونوں سجدے فرض ہیں

(سوال) نماز میں دو سجدے فرض ہیں یا ایک؟ اگر کسی مقتدی کا کسی وجہ سے ایک سجدہ رہ جائے یا نہ وہ دونوں سجدے کرے تو مقتدی کی نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۶ - ۲۷ ہجری: خری ۱۳۵۲ھ مطابق ۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۶۴۹) دوسرا سجدہ بھی فرض ہے۔ المسحود الثانی فرض کمالاً ول باجماع الامة کذا فی الزاہدی (فتاویٰ عالمگیری) ، اگر مقتدی کو یک سجدہ نہ ہو تو جس رکعت کا ایک سجدہ رہ گیا وہ رکعت محسوب نہ ہوگی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھ جانے کا حکم

(سوال) ایک مسجد کے امام صاحب سجدے کی حالت میں دونوں پاؤں زمین سے نہ دیتے ہیں؟

(جواب ۶۵۰) سجدے کی حالت میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھانے سے نماز نہیں ہوتی (۱۰)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

امام کا درمیانی قعدہ میں دیر کرنا

(سوال) ایک امام صاحب قعدہ ہونی میں ہمیشہ دیر تک بیٹھے رہتے ہیں مقتدی اگر اعتراض کریں تو جواب

دیتے ہیں کہ یہ تو میری عادت ہے میں نے موش قھوڑی دیر بیٹھا رہتا ہوں؟

(جواب ۶۵۱) مقتدیوں کی رعایت سے ایسا کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں (۱۰)

رکوع میں ”رئی العظیم“ کی بجائے ”رئی الکرم“ پڑھنا

(سوال) رد المحتار شمی جلد اول ص ۳۶۵ باب مطلب فی احوال الرکوع میں ہے کہ رکوع میں اگر صبحان

ربی العظیم کی طہ برابر اواز ہو سکے تو اس کی جگہ صبحان ربی الکرم پڑھنے والے نماز کی سہ ہو جائے گی

کیونکہ طہ برابر نہ اواز ہونے سے ”کرم“ پڑھا جاتا ہے اور ”عظیم“ کے معنی شیطان کے ہیں لہذا ابھر یہ ہے کہ

(۱) (الباب الرابع الفصل الأول فی فرائض الصلاة ۶۰، ۶ ط ماحدہ)

(۲) ومیما المسحود مہیة وقیمہ ووضیع صبح و حدة مہ سرحد لبح ، در مختار ، افادہ لولہ یصح شب من القدم لہ یصح المسحود الخ (رد المحتار باب صفة الصلاة ۴۷، ۱ ط سعید)

(۳) وتاجیر قیام الی الثالثة مہیة علی لشہد بشر رک لبح ، السور و سرحد باب مسح و السور ۸۱، ۲ ط سعید

سبحان ربی الکریم۔ پڑھنا چاہیے یہ مسئلہ ایک مولوی صاحب نے بیان کیا ہے اب عام و کول۔
سبحان ربی الکریم رکوع میں پڑھنا شروع کر دیا ہے کیونکہ سنہ ۱۱۰۰ میں لکھا گیا ہے اس سے متعلق
شراک کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۶۸ (حیدر آباد سندھ) ۵ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ ۲۵ جولائی ۱۹۳۶ء
(جواب ۶۵۲) اس شری ہمدانی ص ۳۶۲ میں یہ تجزیہ درالبحر سے منقول ہے اور یہ اکتیوٹی بیان ہے
یہ کہ اگر کسی شخص کو آن پاس میں جہاں نماز کی تدبیر ذات ہو جائے جاری ہوگا یعنی نماز کا سد ہونی یا نہیں
تجزیہ قول پندرہ پر مبنی ہے اور متاخرین کے نزدیک مفتی ہے یہ ہے کہ نماز کا سد نہیں ہوتی شمسہ عام
جن و حروف میں فرق کرنا دشوار ہے پس عوام کو سبحان ربی العظیم کی جگہ سبحان ربی الکریم کا
یہ فتویٰ اختیار کرنا ہوگا اس سے امت کو بچانا لازم ہے۔ لہذا محمد کفایت اندکان امداد دینی
جواب صحیح ص ۱۱۲ میں مفتی عبدالباق مفتی مدرسہ امینیہ دینی

مرکی پر نماز پڑھنے کا حکم

(سور) عرض خدمت ہے کہ میں فوجوں و تندرست آدمی ہوں چاہے مداری وغیرہ نہیں مگر جس وقت
بعد نماز میں جاتا ہوں تو شخص میں پندرہ مرنی محسوس ہوتی ہے مرنی پیٹ میں پتھر لگی سی محسوس ہوتی ہے۔
تھی یا کیا عرفا قہر نماز ادا کرتے ہیں یا نہیں عرض چاہتا ہوں کہ اگر جواب تو اندری قہر بھی ہو
پہلے مفتی زمین پر نماز پڑھنا ہے اور شمسہ عام ہو جائے اس سے عرض خدمت ہے کہ یہ میں مرنی پر قہر
اور پندرہ مرنی ٹیبل پر چھوڑ کر نماز پڑھوں یا نہیں مفتی مرنی پر قہر کر میں پر سر پہنچانا چاہئے یا ناچاہئے
المستفتی نمبر ۱۳۹۳ محمد فضل احمد الفضل صاحب (مدراں) ۱۵ محرم ۱۳۵۶ھ ۲۹ مارچ ۱۹۳۷ء
(جواب ۶۵۳) مرنی پر یاں پہلے اگر قہر تھا اور میں پر چھوڑ کر اس سے بچنا چاہئے نہیں
سمت میں زمین پر قہر کر زمین پر بعد نماز وقت سے ہم جو چاہے زمین پر قہر کر مرنی پر قہر کر
میں سے ایسا وقت نہ آیا ہو مرنی پر چھوڑ کر یا چاہے قہر کر مرنی سے میں چاہئے کہ محمد کفایت امداد

تشمید میں حضور ﷺ کا تصور کرنا

(نمبر ۱۱۰۰ نمبر ۶ جولائی ۱۹۳۵ء)

سوال اہل ثلکم خمس نفول بصورہ السی فی الدھن عند قولہ "السلام عینک انہا

۱۔ سہ فی سحر لکھنؤ سبحان ربی العظیم لا انا کان لا یحس الضاء فیدل بہ الکریم لایا یحری عینی لسانہ العبر
فیسبہ بصلوات کدی شرح درو الحدیث (رد المحتار) فصل فی بیان تألیف الصلاۃ مطلب فی اطلالہ الرکوع للحرم
۱۹۴۱ ط سعید

۲۔ د بعد عینی لکھنؤ سہ خمس عند رکوع سبحان ربی العظیم لکھنؤ و سبحان ربی العظیم لکھنؤ و سبحان ربی العظیم لکھنؤ
احص عن الرکوع ولا یبرق الی وجہہ شبایا سبحان عبدہ العظیم و فی باب الصلاۃ السربین ص ۵۹ ط سعید

دوسری رات کے لئے اچھے ہوئے زمین پر ماتھ بیٹنا

(سوال) سارا ایسا جدید ہے کہ اتنے وقت بالآخر شیعہ و اعراس وغیرہ پر نکتہ یہ تیار ہوا کہ انھوں نے سارا دنیا (مقتدا علی اربعہ) ترجمہ پر نکتہ پر انھوں نے سارا ایسے وقت کرنا اور بغیر کسی سہارے کے حوالہ دیا۔ مستحب ہے یہ نہیں؟ قوی یا مہیئی میں ہے لا يعتمد علی الارض بل يعتمد علی الرکۃ و تولاہ الاعتماد مستحب لمن لیس بہ عذر عندنا علی ماہو طاہر فی کثیر الکتب المشہورۃ کذا فی البحر الرائق و نیز نہ المذاق کے ترجمہ میں کہ ہے کہ کسی چیز پر سہارا نہ لے کر اپنے تئیں میں اس بات پر غور وغیرہ و صحابہ سے بھی کسی تاہید میں حدیثیں بیان کی ہیں و نیز ابن دین و متناہد میں بھی غیر حکیم کے دور کی رحمت میں انھیں کہتا ہے اس مستحب کے روکنے میں جو شخص سعی کرے وہ یہ حکم رحمت ہے اور اس کے روکنے کو ماننا ہے یا نہیں؟ چوتھا ترجمہ

[illegible]

پور قوس کے لئے نماز گاہ

(سوال) عورتیں اگر نماز میں دھرت پر خٹیں تو میں یہ منہ نقہ ہے

المستضي به ٢٤٥ والمدون له رجب ٢١ محرم ١٣٥٣ هـ ٦ مني ١٩٣٢ء

(جواب ۶۵) عورتوں کی نماز مردوں کی طرح ہے نہ کہ ایک دو باتوں میں فرق ہے تو وہ عورتوں سے
 "میں حق پرست ہوں" کے بارے میں محمد کا خلیفہ امجدان علیہ السلام

نہاڑ میں، تھکے اور بدن کا پینا نمرووت

(سوال) یہ پیش نامہ سب نماز پر حیات و قوت کا تھوڑا بوجھ رکھتا ہے جس سے جتنے ہیں ان کے پیچھے نماز کا

محققین اور محدثین نے اسے سنت قرار دیا ہے اور یہی صحیح و راجح ہے حضرت مجدد الف ثانی نور اللہ ضریحہؑ نے اس مسئلہ میں ان فقہاء کے قول کو نیا ہے جو اشارہ کے مخالف ہیں حضرت شیخ محمدؒ کی اس بارے میں اتباع کے وجہ سے نہیں کی جاسکتی۔ محققین فقہاء اشارہ کی حیثیت پر دلائل قویہ رکھتے ہیں شرح وقایہ میں بھی حضرت امام شافعیؒ سے اشارہ کا قول اور وضع نقل کر کے صاحب شریعت وقایہ نے ومنہ ہذا حدیث عن علماء ماوراء النہر ہے اور حضرت امام محمدؒ نے مؤطا میں حضرت ابن عمرؓ سے یہ روایت نقل فرمائی ہے۔

کان رسول اللہ ﷺ اذا جلس وضع كفه اليسى وقض اصابعه كلها وأشار باصبعه اليمى لا يباهه ووضع كفه اليسرى على فخذة اليسرى . اس کے بعد امام محمدؒ نے فرمایا: وضع رسول اللہ ﷺ واحد وهو قول ابي حنيفة اور امام ابو یوسفؒ نے اہل بیتؑ میں بھی ایسی ہی اشارہ کا ذکر فرمایا ہے۔

انہی پر مبنیہ بعضی دیگر راویوں نے منہ فقہاء عرب اور متقدمین اور متاخرین کے قول کو رد کیا ہے۔ اور یہ کہ یہ قول فقہاء میں اس کی تحقیق پر اختلاف فرمائی جائے اس کے منسوخ ہونے کی وجہ سے نہیں ہے کوئی حدیث اس کے خلاف اور اس موقع پر نہ ہونے کی وجہ سے اور فقہاء میں مسی الصلوٰۃ علی السکینۃ والوفار سے یہ سنت ثابت صحیحہ نہیں کی جاسکتی اور بعض کتاب میں مذکور نہ ہونے میں حرمت یہ ثابت نہیں ہوسکتی۔

محمد شافیت احمد کان اللہ

تشہد میں انگلی کس وقت اٹھائی جائے؟

(سوال) کلمہ کی انگلی تشہد میں اٹھانے پر ہی ہے اگر نہ ہو تو کب تک اٹھائے رکھے؟

المصنفی مولوی محمد رفیع صاحب ہونی

(جواب ۶۶۲) کلمہ کی انگلی تشہد میں اٹھانے پر اس کے اور الا اللہ پر اگر کوئی یہ فقہاء کا قول ہے اور خیر تمام احباب رکھے تو یہ جہی جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دلی

(۱) باب صفة الصلاة ۱ ۱۴۸ ط سعید

(۲) باب الغبث بالحصى في الصلاة ص ۱۰۸ ط مبر محمد کتب خانہ کراچی

(۳) باب صفة الصلاة ۱ ۳۱۳ ط مصر

(۴) (صفة الصلاة ص ۳۳۶ ط سہیل)

(۵) باب صفة الصلاة ۱ ۳۴۲ ط دار المعرفة بیروت

(۶) (باب صفة الصلاة مطلب عقد الأصابع عند التشهد ۱ ۵۰۹ ط سعید)

(۷) (فصل في كيفية تركب أفعال الصلاة ص ۱۷۰ ط مصر)

(۸) قال في الذر المحذر: وفي السرايا عن أبي الرواح: "الصحاح بشر بمسححة وحدها يرفعها عبد الله في يضعف عند الإلتفات" وفي المعنى عن النخلة: "الصحاح أي مستحبة" وفي المحقق: "وفي التذمة" "فبعد عند و رفع لسانه عبد الله يضعف عند الإلتفات وحدها عبد الله حرون سونه عن أبي" "لاحدیث الصحاح الخ باب صفة الصلاة مطلب عند الأصابع عند التشهد ۱ ۵۰۹ ط سعید

(۹) وفي المحقق: "ابن سیرین یضعف عند الإلتفات" وهو قول أبي حنيفة ومحمد وكثير من الأماة ولا يرفع يده دلي: "الذو المحذر" باب صفة التشهد مطلب في عقد الأصابع عند التشهد ۱ ۵۰۸ ط سعید

نمازی کے سامنے چراغ ہونا

(سوال) نمازی کے سامنے کچھ چراغ ہو تو نماز اس کی ہوگی یہ نہیں شر ہوگی ہو تو تربت کے ساتھ یہاں تربت؟
ترہبت؟ المستفتی نمبر ۱۰۴۱ مولوی عبدالقدوس امام مسجد (ترکمان دروازہ دہلی)

۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۷ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۶۶) نماز ہو جائے گی اور اگر چراغ اپنی جگہ پر رہے تو شرعی کے ساتھ یہاں تو تربت بھی نہیں ہاں اگر نمازی کے سامنے ایسی تربت سے رکھا ہو کہ وہ اس کو تہذیباً یا تہذیباً تو کسی تربت نہ ہوگا۔
محمد کفایت مددکان احمد دہلی

عصر کی تیسری رکعت پر سلام پچھ دیا تو کیا حکم ہے؟

(سوال) امام نے سوا عصر کی تین رکعت پر سلام پچھ دیا جب لوگوں نے ان سے کہا تو کہا ہم نے نماز کے بعد نماز کا اعادہ کیا اور پوری عصر نماز پڑھائی کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ایک رکعت پوری کر کے تہذیباً سو کرینا کافی تھا امام نے بالکل غلط کیوں دریافت طلب امر یہ ہے کہ امام صاحب کا یہ فعل درست تھا کہ نہیں کیا قبلہ کی جانب سے منہ پچھرنے کے بعد اور کلام کرنے کے بعد تیسری رکعت پوری کر کے تہذیباً سو کرینا کافی ہے۔

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۶۶۷) امام کا فعل درست تھا کلام کرنے کے بعد نماز کا اعادہ ہی نہ پڑھنا چاہیے۔

محمد کفایت اللہ مددکان احمد دہلی

جالی کی ٹوپی کے ساتھ نماز مکروہ نہیں

(سوال) بعض لوگ سید کی ٹوپی اوڑھتے ہیں اس ٹوپی میں جالی ہے اور اس کے سوراخوں میں سے سر کے بال دھاتی دیتے ہیں اس ٹوپی کو اوڑھ کر امامت کرنا اور نماز پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں نمازی حیات میں سر کے بالوں کے کھٹے سے تربت نہ آتی ہے یا نہیں؟ فقط

المستفتی نمبر ۲۲۴۱ ضیاء الحق پورنی بران دہلی۔ ۷ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۸ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۶۸) اس ٹوپی کو پہن کر نماز پڑھنا یا شہد چڑھنا اور امامت میں بھی کوئی تربت نہیں۔

۱۔ قل فی النہر و شرحہ "ولا یکرہ صلاۃ الی ظہر فاعلم بحدت ولا یلی مصحف او سف مظن و شمع او سراج النہر (باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا) ۶۵۲ ط سعید

۲۔ وسجدہ لیسو "ولو مع سلام امامہ دنیا للقطع مالم یحوں عن الصلوۃ او یتکلم لطلان الحریمۃ النہر (باب سجدۃ السجود ۹۶/۲ ط سعید)

۳۔ والمستحب "ان یصلی الرجل فی ثلاثۃ اوقات فیصلی "ویرا" و غمامہ ما لو صلی فی نوب واحد مترجما بہ جمیع ندہ کازار البیت نحور صلاۃ من غیر کراۃ و تفسیرہ ما یفقدہ الفقد فی المقصرۃ (حمی کسر فروع ص ۲۱۶ ط

سجمتی ادنیہ و تابعہ فیہ الا انہ لم یقبض بیدہ الیسی یدہ الیسی ولہ یضعہما تحت السرة ولہ بات ہشیء من النشاء ولہ یکر نایا عبد الرکوع محافۃ ان تفوتہ الرکعة الاولی

(۲) او رجلا اخر رای الامام فی الرکوع فکبر و رفع یدہ الا ان قول اللہ کان فی قیامہ واکبر وقع فی الرکوع محافۃ ما ذکر۔ فکل واحد منهم یكون شارعا بالصلوة ام لا؟

(ترجمہ) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص جمعہ میں شریک ہونے کے لئے آیا اور اس نے لام کور کون میں پڑھیں اس شخص نے تکبیر کی اپنے ہاتھ کاٹوں تک اٹھائے اور رعون میں شریک ہو گیا لیکن نہ تو اپنے ہاتھ ناف سے نیچے بندھے نہ ٹاپڑ تکی نہ رکوع میں جائے کے لئے دوسری تکبیر کی چونکہ اس کو اس پہلی رکعت کے فوت ہوجانے کا اندیشہ تھا یہاں تک نماز صحیح ہوگئی یا نہیں۔

(۲) ایک شخص نے لام کور کون میں تکبیر کر ہاتھ اٹھاتے ہوئے تکبیر کی اور چونکہ رکعت کے فوت ہونے کا اندیشہ تھا اس لئے جلدی میں یہ ہوا کہ خداوند تعالیٰ قیام میں اور خداوند تعالیٰ رعون میں واقع ہوا تو اس کی نماز صحیح ہوگئی یا نہیں؟

(جواب ۶۷۱) الرجل الذی اتی بتکسرة الحریمۃ فی حال القیام لکنہ لم یضع یدہ تحت السرة ولہ یکر نایا للركوع صحت صلوتہ و یكون شارعا فی الصلوة۔

واما الذی قال اللہ فی القیام واکبر فی حالہ الا بحاء فان کان بحیب لا نال بدہ الی الرکبة یصیر شارعا فی الصلوة و نصح صلوٰتہ وان کان بحیب نال بداء الی الرکبة لم یصح صلوٰتہ ولا یكون شارعا فی الصلوة

قال فی الدر المختار ادرك الامم راكعا فقال اللہ فی القیام واکبر راكعا لم یصح فی الاصح الخ

قوله قانما ای حقیقہ و هو الانتصاب او حکما و هو الا بحاء القبل ل لا نال بدہ رکعتہ۔ (رد المحتار)۔

(ترجمہ) جس شخص نے حالت قیام میں تکبیر کی اور اس نے یمن کے ہاتھ بندھے اور دوسری تکبیر رکوع میں پڑھتے وقت نہیں کی اس کی نماز صحیح ہو جائے گی اور اس کو شرعاً فی الصلوة سمجھا جائے گا۔

(۲) اور جس شخص نے تکبیر کی اور اس نے رکوع میں قیام میں اور غلط آہ کو رکعت کی حالت میں کہا تو اس کے ہاتھ ابھی کھنکھوں تک نہیں پہنچے تھے تو اس کی نماز صحیح ہوگئی اور اس کو شرعاً فی الصلوة سمجھا جائے گا اور امر فقہاء کہتے وقت اس کے ہاتھ کھنکھوں تک پہنچ چکے تھے تو اس کی نماز صحیح نہ ہوگی اور وہ شرعاً فی الصلوة نہ

۱۔ و منها القدح محب لو مدیدہ لا س رکعتہ۔ ہو کبر و نماز رکوع و لم یقف صح (الدر المختار) بات صفة الصلوة
 ۱۔ ۴۴۴ ط سعید (۱) و حد الامام و کعبہ فکر محب ان نظام قرب صح و لغت فہ تکسرة الرکوع (الدر المختار) بات
 صفة الصلوة ۱۔ ۴۸۰ ط سعید
 (۲) (فصل فی بیان مالک الصلوة ۱۔ ۴۸۰ ط سعید)

نوٹا۔

درمختار میں ہے کہ جو شخص ہمارے درون میں پائے اور ہمیں تحریر اس طرح سے کہ حالت قیام میں قضاۃ اللہ اور سنت رکوع میں غنائم سے توسیع یہی ہے کہ اس کی نماز نہ ہو۔
اور قیام سے مراد یہ تو حقیقی قیام ہے یعنی بالکل سیدھا کھڑا ہو یا جسمی قیام یعنی معموں جھکنا کہ اس کے ساتھ کھنوں تک نہ پائیں۔ (رد المحتار)

جن کا امام کے پیچھے رکوع چاہئے ان کی یہ رکعت فوت ہوئی

(سوال) امام کے قنوں میں جب رکوع پڑھی اور جبکہ امام نے رکوع کر دیا اور مقتدی جو امام کے قریب تھے وہ رکوع میں چلے اور وہ مقتدی امام سے دور تھے جن کو یہ معلوم تھا کہ یہاں جبکہ رکعتوں سے وہ لوگ جبہ میں چلے جب امام نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا۔ تب ان کو پتہ چلا کہ امام رکوع میں تھا ان میں سے چند وہ سرے دور رکوع میں سے دور پھر امام کے ساتھ جبہ میں مل گئے اور کچھ لوگ جبہ میں سے ٹٹھ کر امام کے ساتھ جبہ میں چلے گئے۔

ب دریافت صاحب یہ امر ہے کہ جو رکوع امام کے رکوع کرنے کے بعد رکوع کر کے امام کے ساتھ جبہ میں شامل ہوئے ان کی نماز ہوئی نہیں؟ اور یہ جو رکوع میں نہیں گئے باوجود کہ ان کی امام کے ساتھ جبہ میں شامل ہوئے ان کی بھی نماز ہوئی نہیں؟

(جواب ۶۷۲) جو لوگ امام کے ساتھ رکوع میں شامل نہیں ہوئے ان کی یہ رکعت جاتی رہی پھر جب وہ رکوع کر کے امام کے ساتھ جبہ میں مل گئے تو ان کی نماز صحیح ہو گئی اور جو لوگ بغیر رکوع ادا کئے ہوئے جبہ میں مل گئے ان کی یہ رکعت فوت ہو گئی اگر وہ امام کے سلام کے بعد اپنی رکعت پوری کر لیتے تو نماز ہو جاتی جب انہوں نے سلام پیچھے دیا تو نماز نہیں ہوئی۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لہ

مقیم مسبوق مسافر امام کے پیچھے بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(سوال) زید مسافر ہے مسر کی نماز دو رکعتیں پڑھ کر قعدہ پڑھیں تو اتنی ایک شخص مقیم تشدد میں شریک ہو گیا یہ شخص کون سی رکعتیں پڑھے گا؟ قعدہ والی یا قعدہ سورت دونوں؟

(جواب ۶۷۳) جب کہ کوئی مقیم شخص چار رکعت والی نماز میں امام مسافر کے پیچھے قعدہ میں شریک ہو تو وہ مسبوق بھی ہے اور حق بھی اس کو چار رکعتیں پڑھنی ہیں پس وہ دو رکعتیں پڑھے جن میں حق ہے

۱۔ و لا یحرم من قائلہ لہ رکعات کثیرا و یحکمہا لکن بعد قضاہ بعدہ بال سبق امامہ فی رکوع و سجود قضاہ بخشی رکعت بد قضاہ امامہ عکس لیسوی بعد امامہ ان ممکنہ شرکاء والا تبعہ تہ ما دم قضاہ لا قراءۃ لیسوی و شرکاء باب الامانة ۵۹۴/۱ طبع

تہیٰ تخرولیٰ ان میں نہ فاتحہ پڑھے نہ سورت کیونکہ ان رکعتوں میں وہ حکم نام کے پیچھے ہے پھر وہ رکعتیں پڑھے جن میں مسبوق ہے یعنی پہلی دو رکعتیں ان میں فاتحہ اور سورت دونوں پڑھے (۱) وائدہ امم محمد کفایت اللہ کاں اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

مغرب کے قعدہ اولیٰ میں شریک ہونے والے کے لئے کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک شخص مغرب کی نماز ادا کرنے جماعت میں اس وقت شامل ہوا جب کہ امام دوسری رکعت میں بیٹھ کر التیات پڑھ رہا تھا اب مقتدی جو جماعت میں شامل ہوا ہے اس کو امام کی اتباع کرنی لازم ہے تو وہ مرتبہ جماعت کے ساتھ امام کے پیچھے اس نے التیات پڑھ لی اور پھر اپنی پوری نمازی کرنے کو دو مرتبہ اس کو التیات پھر پڑھنی لازم ہے یا جماعت میں جب مقتدی شامل ہو گا تو اس کو خاموش ٹھہرنا ہو گا۔

المستفتی نمبر ۲۴۸ محمد صالحین صدر بازار دہلی ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۳ء

(جواب ۶۷۴) ہاں جب کہ نماز مغرب کی دوسری رکعت کے قعدہ میں امام کے ساتھ شریک ہو تو اس کو چار مرتبہ التیات پڑھنی ہوتی ہے اور اس میں کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے چاروں مرتبہ التیات پڑھنی چاہئے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کاں اللہ لہ دہلی

مقتدی کا درمیان نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو کس طرح کرے؟

(سوال) اگر ایک شخص جماعت میں پچھلی دو رکعتوں میں شامل ہوتا ہے تو اس کی یہ رکعتیں بھری ہوں گی یا نہی؟ المستفتی نمبر ۲۴۹ شب زین (ضلع کرنال) ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۳ء (جواب ۶۷۵) پچھلی دو رکعتیں جو امام کے ساتھ پڑھی ہیں یہ خالی ہوں گی جب اپنی دو رکعتیں پوری کرنے لگے تو ان کو بھری پڑھے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کاں اللہ لہ

آخری دو رکعت پانے والا ہتھیلی نماز کس طرح پڑھے؟

(سوال) ایک شخص صف اول میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے دو رکعت نماز ادا کر چکا ہے دو رکعت

(۱) واللاحق من فاتہ الرکعات کما او بعضھا مقیم انتم بمسافر حکمہ حکم المؤمن ولا یاتی بقرآن و یدأ غصاء مفاہاتہ عکس المسوق (توبہ و شرحہ) هذا بیان للقسم الرابع وهو المسوق واللاحق ثم یصلی الرکعة الی من یها بقرآن الفاتحة و سورة (رد المحتار باب الإمامة ۱/ ۵۹۴ ط سعید)
(۲) و میا آنہ یقتضی اول صلاتہ فی حق القراءۃ و آخر ہا فی حق الشہد حی لو ذکر رکعہ من المعرب فقصی رکعتیں و فصل بقعدۃ فیکون ثلاث قعدات الخ (عالمگیریۃ) باب الجماعة فصل فی المسوق واللاحق ۹۱۶ ط ماحدہ
(۳) والمسوق من سقہ الإمام یها او بعضھا وھر مفرد حتی ینشی ویعود و یقرأ وإن قرأ مع الإمام لعدم الاعتداد بها لکبر اھھا فیما یقصبہ ویقتضی اول صلاتہ فی حق قراءۃ و آخر ہا فی حق الشہد الخ (التبویر و شرحہ) باب الإمامة ۵۹۶/۱ ط سعید

پڑھنے کے بعد اس کا وضو ٹوٹ گیا۔ اب وہ نماز میں سے نکل کر کس طرح وضو کرے اور نماز پوری کرے جو دو رکعت امام کے ساتھ لو کر چکا ہے وہ دوبارہ اس کو پڑھنی پڑیس گی یہ وضو کرنے کے بعد بقیہ دو رکعت ادا کر لے اور جس جگہ سے یہ مقتدی وضو کے لئے جائے اس جگہ دوسرا مقتدی کھڑا ہو سکتا ہے یہ وہی مقتدی وضو کر کے صفوں کے اندر گھس کر اپنی جگہ پہنچ کر نماز پوری کرے۔

المستفتی نمبر ۵۱۹ عبد الغنی (دہلی) ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۸ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۷۶) یہ شخص وضو ٹوٹ جانے کے بعد پیچھے کی صفوں کو شق کرتا ہوا وضو کرنے کے لئے نکل جائے اور وضو کر لینے کے بعد اس کا امام اگر نماز سے فارغ نہ ہوا ہو تو اس مقتدی پر لازم ہے کہ اپنی جگہ پر اگر باقی ماندہ نماز کو ادا کرے۔ شرط یہ وضو کی جگہ کے متصل و قریب کوئی مانع اقتداء کا موجود نہ ہو ورنہ اس کو اختیار ہو گا کہ وضو کی جگہ کے متصل باقی ماندہ نماز کو ادا کرے یا پہلی جگہ پر جا کر باقی ماندہ نماز پڑھ لے۔ (وینظر صلوٰۃ ثمہ) وهو اولی تقلیلاً للمشی (او یعود الی مکانہ) لیتحدا مکانہ (کمفرد) فانہ محیر و هذا کله (ان فرغ خلیفہ والا عاد الی مکانہ) حتما لو بیہما ما یسمع الاقضاء (کالمقتدی اذا سبقہ الحدیث) الخ (تنویر الابصار علی هامش رد المحتار و درمختار) ۱۰ فقہ وائد علم۔
حبیب الرحمن عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔ اجواب صحیح محمد کفایت اللہ کان اللہ

مبسوق بقیہ نماز میں قراءت کرے یا نہیں؟

(سوال) نماز جماعت ہو رہی ہے اگر کوئی آدمی بعد کو آیا اور اس کو تین رکعت ملی یہ وہ میں یادہ نہیں ملی یا چار میں ایک رکعت ملی تو تباہ رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھے یا نہ پڑھے؟
المستفتی نمبر ۷۹۷ محمد رفیق سوادر چرم (ضلع میدانی پور) ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ ۲۵ فروری ۱۹۳۶ء
(جواب ۶۷۷) ہاں مبسوق اپنی نماز کی رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھے اور اس کی ترتیب وہ ہے جو اپنی ایسی نماز کی ہے (۱)

مبسوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) مبسوق اگر امام کے ساتھ سلام پھیر دے تو اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۴۱ مولوی عبدالقدوس امام مسجد (دہلی)

۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۷ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۷۸) فوراً کھڑا ہو کر اپنی نماز پوری کرے اور اگر سلام امام کے بعد پھیرے اب تو مسجد و مسجد میں

میں " المستغنی نمبر ۳۵۱ ان فقہ مشائخ صاحب سودا ارحمہ فی چشمہ چاندنی پوک دہلی

۱۲۷۷ قمری ۱۲۵۵ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(حرات ۶۸۰) مسبوق تہہ سودا ارحمہ فی توہام فی متابعت کرے یعنی تہہ سودا ارحمہ کے ساتھ
برے عمر سلام میں متوقف نہ کرے یعنی مسبوق بغیر سلام پھیرے امام کے ساتھ تہہ میں چلا جائے۔
المسوق انما يتابع الامام في السهو ای فی سجدة السهو بان سجد ہو) دون السلام بل یسط
الامام حتی یسلم فیسجد فیتابعه فی سجود السهو لا فی سلامه ۱۔

(۲) اگر مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو :-

(الف) اگر قصد اسلام پھیرے تو اس کی نماز فاسد ہوگی۔ وان سلم فان كان عامدا ففسد صلوٰتہ
(ب) اور اگر سو اسلام پھیرے اب تو نماز فاسد نہ ہوگی وان كان سهوا لا تفسد ۲۔ اور تہہ سو بھی اپنی
نماز کے آخر میں لازم نہ ہوگا۔ ولا سهو عليه لانه مقتد و سهو المقتدی باطل انتهى ۱۔ (هذا كله في

البدائع) ص ۱۷۶ ج ۱

(۳) جب امام نماز ختم کرے گا سلام پھیرے۔ اس سلام میں بھی مسبوق امام کی متابعت نہ کرے ورنہ
یسلم اذا سلم الامام (ای للخرج عن الصلوة) لان هذا السلام للخرج عن الصلوة وقد بنی
عليه او كان الصلوة ۲۔

(۴) اگر اس آخری سلام میں مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو :-

(الف) اگر قصد بات یا رکعت نہ کرے کہ میری نماز باقی ہے سلام پھیرے اب تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔
فذا سلم مع الامام فان كان ذا كرا لما عليه من القضاء فسدت صلوٰتہ لانه سلام عس

(ب) اور اگر یہ بات یا نہ تھی اور سو اسلام پھیر دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ وان لم يكن ذا كرا له لا تفسد
لانه سلام سهو فلم يخرجه عن الصلوة ۷ اور یہ سلام جو سو پھیرا کی منہ نماز تو نہیں لیکن یہ سلام
امام کے سلام سے کچھ پہلے یا کچھ ساتھ واقع ہو واجب تو مسبوق پر اپنی نماز کے آخر میں اس سو کی وجہ
سے بھی تہہ سو لازم نہیں ہوگا اور امام کے سلام کے بعد اس نے سلام پھیرا تو اپنی نماز کے آخر میں اس
پر اس سو کی وجہ سے تہہ سو لازم ہوگا۔ وهل يلزمه سجود السهو لاجل سلامه بظن ان سلم قبل
تسليم الامام او سلما معا لا يلزمه لان سهو سهو المقتدی و سهو المقتدی تعطل وان سلم بعد

(۱) فصل فی بیان من یجب علیه سجود السهو ۱ ۱۷۶ طبع بعد

(۲) -----

(۳) -----

(۴) -----

(۵) -----

(۶) -----

(۷) -----

سليم الامام لزمه لان سهوه سهو المنفرد فيقضى ما فاتته ثم يسجد للسهو في آخر صلوته
تهی۔ (هذا كله في البدائع ۱، ص ۱۷۶ ط ج ۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

سبق بقیہ نماز پڑھنے کے لئے کب کھڑا ہو؟

سوال (بخروج میں جماعت میں شریک ہو ایک رکعت امام پڑھ چکا تھا امام جب پہلے سلام پچھلے سے جب
رکعت پوری کرنے کے لئے اٹھتا ہے دوسرا سلام پچھلے سے اس وقت کھڑا ہو؟

مستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلی

جواب (۶۸۱) دوسرا سلام امام شروع کر دے تو کھڑا ہو کیونکہ پہلے سلام کے بعد ممکن ہے کہ امام سجدہ
سو کرے تو کھڑے ہونے والے کو سجدہ سو کے سنے پس آنا ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

غرب کی ایک رکعت پانے والا بقیہ رکعتوں میں قراءت کرے

سوال (مغرب کی آخری رکعت امام کے ساتھ لوگی۔ بقیہ دو رکعتوں کو پھر اپڑھنا چاہیے یا نہی؟

مستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلی

جواب (۶۸۲) مغرب کی ایک رکعت امام کے ساتھ پانے والا بقیہ دو رکعتیں پھر ہی پڑھتے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

لمیر تحریرہ رکوع میں جا کر ختم کی تو نماز نہیں ہوئی

سوال (اگر کوئی امام رکوع میں پائے، تحریرہ کرتے ہوئے رکوع میں چلا جائے اور تحریرہ تحریرہ
ات رکوع (نہایت قیام) ختم کرے تو یہ شخص نماز میں شامل ہو گیا یا نہیں اور اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟

مستفتی نمبر ۳۰۳۹ دہلی محمد صاحب کاٹھیاواڑ ۲۲ رمضان ۱۳۵۶ھ مے انومبر ۱۹۳۷ء

جواب (۶۸۳) اگر تکبیر تحریرہ نہ ہو تو اس کا نماز میں شمول صحیح نہیں ہوا۔ فلو درک الامام

کعاً فکبر محباً لم تصح تحریرہ (شامی) ؛ (بقلاً بالمعنی) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

(۱) (فصل فی بیان من یحب علیہ سجود السهو ۱۷۶/۱ ط سعید)

(۲) (و یسعی أن یصور لمسوق حی یبهم أنه لا سهو علی الامام) (درمختار) : أي لا یقوم بعد تسلیمة أو سیمین بل یبصر
اع لاماد بعدہ۔ قول فی الحجة و لیس هذا الملازم بل المقصود ما یبهم أن لا سهو علی الإمام أو یوحده له ما یقطع
رمة الصلاة الخ (رد المحتار) باب الإمامة ۵۹۷ ط سعید

(۳) (لو درک رکعة من السجود فکبر رکعتی و فصل بقعدة فکبر ثلاث قعدات وقرأ فی کل قعدة و سورة الخ ؛
لمگیره) (الفصل السابع فی المسوق واللاحق ۹۱/۱ ط ماجدیه)

(۴) (الدر المحتار) باب صفة الصلاة ۴۸۰/۱ ط سعید

پڑھے یا غیر سورت کے؟

(جواب ۶۸۶) جس شخص کو جماعت میں آخری دور رکعتیں ملیں اور امام کے سلام کے بعد وہ اپنی دور رکعتیں پوری کرنے کھڑا ہو تو اس کو ان رکعتوں میں فتح اور سورت دونوں پڑھنا چاہیے، محمد کفایت اللہ کان اللہ

جماعت کی ایک رکعت پانے والا بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(المجمیعہ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۳۷ء)

(سوال) جماعت میں آخری ایک رکعت ملی۔ اب پچھلی تین رکعت میں سے کونسی رکعت میں قرائت پڑھے؟
(جواب ۶۸۷) چار رکعت والی نماز کی جماعت میں آخری رکعت ملی تو امام کے ساتھ سلام کے بعد تین رکعتوں میں سے پہلی دور رکعتوں میں (جن کے درمیان قعدہ بھی کرے گا) قرائت کرے۔ (۱) محمد کفایت اللہ

بیسواں باب قنوت نازلہ

نماز فجر میں قنوت نازلہ کا حکم

(سوال) ایک مسجد میں امام صبح کی نماز میں مدح و ثناء کے ساتھ قنوت نازلہ پڑھتا ہے اور خفی ہونے کے باوجود ہاتھ چھوڑ کر پڑھتا ہے کیا قنوت ہمیشہ پڑھنا جائز ہے یا خفی امام کا ہاتھ چھوڑ کر پڑھنا جائز ہے؟ کیا جس مقتدیوں کا ہاتھ چھوڑ کر پڑھنا جائز ہے؟ المستفتی مولوی محمد رفیع صاحب دہلوی
(جواب ۶۸۸) قنوت نازلہ کسی سخت منیبت عامہ کے وقت پڑھی جاتی ہے اور امام کے نزدیک کوئی ایسی منیبت عامہ باقی ہے تو وہ قنوت نازلہ پڑھ سکتا ہے۔ بلکہ ہاتھ باندھنا لوں ہے تاہم اس سے جھڑنا اچھا نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دلہ

قنوت نازلہ جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) قنوت نازلہ جو حدیثات کے مواقع پر پڑھی جاتی ہے اور آج کل بھی اکثر مساجد میں پڑھی جا رہی

۱) والمسلوق من سلفہ لامام بناؤ بعضہا وهو مفرد حتی نلی وبعث وینرا فیما یفصیہ اول صلاۃ فی حق قراءۃ و آخر ہا فی حق تشہد الحج (التبوی و شرحہ) باب الامامۃ ۱ ۵۹۶ ط سعید

۲) ویفصی اول صلاۃ فی حق قراءۃ و آخر ہا فی حق تشہد الحج

۳) قال ابو جعفر الطحاوی: ما لا یقت عدہ فی صلاۃ الفجر من غیر مبیۃ فہی وقعت فضا أو بلیۃ فلا بأس بہ فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رد المحتار) باب الوتر والوافل مطلب فی قنوت النازلۃ ۱۱۴ ط سعید

بہ زیادہ کتر ہے کہ قنوت نازل اب نہیں پڑھنی چاہیے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے قنوت پڑھی۔ پھر اللہ پاک نے لیس لک من الامر شنی آیت نازل فرما کر منع کر دیا تو آپ نے پڑھنی چھوڑ دی۔ ثبوت میں زیادہ مالک ابنی کی حدیث پیش کرتا ہے۔ عن ابی مالک الاشجعی قال قلت لابی یاسر قد صلیت حلف رسول اللہ ﷺ وابی بکر و عمر و عثمان و علی ھما بالکوفۃ نحواً من خمس سنین اکانوا یفتنون قال ای بنی محدث۔ راوہ الترمذی ۱۰ والسانی و ابن ماجہ اس کے علاوہ بڑے بڑے محدثات ہوئے حضرت حسین کا حضرت عثمان ذوالنورین کا اور بھی شہید ہوئے کسی نے قنوت نازل نہیں پڑھی۔ المستفی فی ۶۹۶ ۲ مولوی نور الحسن۔ دہلی۔ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۶۲ھ بمطابق ۱۹۴۳ء (جواب ۶۸۹) قنوت نازل رسول اللہ ﷺ نے پڑھی اور خلفاء راشدین نے حضور آرم ﷺ کے بعد پڑھی ہے اس سے عمت ہے کہ قنوت نازل منع یا منسوخ نہیں ہوئی آیہ کریمہ لیس لک من الامر شنی کے نزول سے قنوت نازل کی ممانعت نہیں ہوئی آنحضرت ﷺ نے قنوت نازل میں محض کفار کے نام لیکر بدعا کی تھی اس کی ممانعت ہوئی تھی کہ مخصوص طور پر کسی کا نام لیکر بدعت کی جائے بخاری شریف (۱) میں یہ روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں اذہ سمع رسول اللہ ﷺ اذا رفع راسہ من الركوع فی الوکعۃ الاخرۃ من الفحرقیقول اللھم العن فلانا و فلانا و فلانا بعد ما یقول سمع اللھ لمن حمدہ رسا لک الحمد و یرسل اللھ لیس لک من الامر شنی الی قولہ فانھم ظالمون (ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمر نے سنا کہ حضور ﷺ جب فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے سر اٹھاتے تو جمع اللہ من حمدہ رسا لک الحمد کے۔ حدیث عبداللہ بن عمر اور فضل بن فضال نے یہ روایت کرتے ہیں (۲) بخاری (۱) میں دوسری روایت میں ان لوگوں کے نام بھی مذکور ہیں جن کے لئے بدعات فرماتے تھے کہ وہ صفوان بن امیہ اور اسلم بن ثمرہ و جابر بن بشار تھے اور اخیر میں یہ قتیول امین لے آئے تھے شاید اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو کسی کا نام لیکر بدعات کرنے کی ممانعت فرمائی تھی اس کے بعد حضور آرم ﷺ نے کسی کا نام لیکر قنوت میں بدعات نہیں کی کسی کافر قوم کے لئے یا عموماً کافروں کے لئے بدعات کرنی منع نہیں ہے یہی بدعات تو قرآن مجید میں موجود ہے الا لعنة اللہ علی الظالمین۔ اور حضرت ابو مالک اشجعی کی روایت قنوت نازل کے متعلق نہیں ہے وہ تو نماز فجر میں دوامی قنوت کے متعلق ہے وہ بے شک جمہور کے نزدیک بدعت ہے قنوت نازل جس کا ثبوت آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین سے ہے اس کو بدعت کیسے کہا جاسکتا ہے۔ حضور ﷺ سے ثبوت تو بخاری کی روایتوں میں ہے جس میں سے حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت اوپر بیان کی جا چکی ہے اور خلفاء راشدین کے متعلق فقہ ائمہ میں حافظ بن ہمام نے ذکر کیا ہے۔ قد روی عن

(۱) مشکوٰۃ باب القنوت: الفصل الثانی ص ۱۱۴ ط سعید

(۲) باب قولہ لیس لک من الامر شنی ۶۵۵، ۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۳) وعن حقیقہ بن ابی سعید سمعت سالم بن عبداللہ یقول کان رسول اللہ ﷺ یعدو علی صفوں من امہ و سہل من عمر و الحارث بن ہشام الحدیث (عروۃ ائحد: باب لیس لک من الامر شنی ۶۵۵، ۲ ط قدیمی)

صدق^۱ انه قت عند محاربة الصحابة مسيلمة و عند محاربة اهل الكتاب و كذلك قت عمرو و كذا على في محاربة معاوية و معاوية في محاربتہ ۲ اور غزال احمد ۳ میں ہے۔ عن ابی رافع ان النبی ﷺ و ابا بکر و عمر و عثمان و علیاً قتلوا بعد الركوع ۴ یہ قنوت نازلہ کا بیان ہے اور خفائے راشدین نے جب حضور اکرم ﷺ کے بعد قنوت نازلہ پڑھی تو غلامت ہوا کہ قنوت نازلہ منسوخ نہیں ہے نیل ابوطر میں قنوت نازلہ فجر کی نماز میں پڑھنے کا جواز خفائے راشدین اربعہ اور بہت سے صحابہ کرامؓ سے نقل کیا ہے ہذا یہ جواز صحیح اور غلامت اور قبل عمل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ ۵

(۱) قنوت نازلہ میں باو شاہ کا حاضر ہونا ضروری نہیں

(۲) جواب دیگر

(سوال) ایک شخص کہتا ہے کہ قنوت نازلہ ائمہ مساجد کو پڑھنے کی اجازت نہیں ہے بعد امام سے مروی خلیفہ المسلمین ہے جیسا کہ فعل رسول اللہ ﷺ اور عمل خفائے راشدین سے ثابت ہوتا ہے اور اسی قول کی روایات فقہیہ قنوت امام سے تائید بھی ہوتی ہے کیونکہ امام کا لفظ مشترک ہے جس میں تصریح مع حوالہ عمل غیر خلیفہ کی ضرورت ہے۔

المستفتی نمبر ۷۷۵۷۷۵ امام محمد امجد قدر پوراں ضلع ملتان ۶ شوال ۱۳۶۲ھ

(جواب ۶۹۰) قنوت امام میں امام سے مروی خلیفہ اسلام امیر المؤمنین نہیں ہے بعد امام جماعت مروی ہے اس کی دلیل یہ ہے جو شری میں مذکور ہے۔ و ظاہر تفسیر ہم بالامام انه لا یقت المنفرد و اهل المقتدی مثله ام لا ۶۔ یعنی فقہ کی روایات میں قنوت کو امام کے ساتھ اس لئے مقید کیا گیا ہے کہ منفرد قنوت نازلہ نہ پڑھے اور آیا مقتدی بھی اسی کی طرح یعنی منفرد کے مثل ہے یا نہیں؟ دیکھئے غلط امام کو منفرد اور مقتدی کو مقابل سمجھا ہے نہ خلیفہ المسلمین نے معنی میں ورنہ یوں کہتے کہ خلیفہ المسلمین کے علاوہ کوئی نہ پڑھے اور پھر مقتدی کے لئے قنوت پڑھنے کو ترجیح دی ہے جب کہ امام سر اپڑھے اور امام جبر سے پڑھے تو مقتدی آمین کہتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ ۷ و علی

(جواب دیگر ۶۹۱) قنوت نازلہ کسی مصیبت کے دفعیہ کے لئے پڑھنا جائز ہے ۸ وہ فجر کی نماز میں رکوع کے بعد کھڑے ہو کر پڑھی جاتی ہے مگر اس میں امام اور مقتدیوں کو ہاتھ چھوڑے یا نہ چھوڑے ہر جے ہاتھ اٹھا کر پڑھنا آمین پھر کمن بہتر نہیں ہے مگر ناجائز بھی نہیں ہے (د) محمد کفایت اللہ کان اللہ ۹

۱، (فتح القدیر 'باب صلاة الوتر' ۴۳۴ ط مصر) (۲)، (الموت ۸۳۸ ط مکتبة التراث الاسلامی حنف) (۳)، (باب الوتر والوافل' مطلب فی قنوت الدلہ' ۱۱۲ ط سعید، (۴)، (الروحاح والارالة الشریعة من شدہ الدلہ ولا شت ان الطعون من شدہ الوتر' رد المحتار' باب الوتر و الوافل' مطلب فی قنوت الدلہ' ۱۱۲ ط سعید) (۵)، (إسما لا یقت عند مافی صلاة الفجر من غیر بدیة والدی یظهر لی ان المقتدی ینتاع إمامه إلا إذا جهر فیؤم وبہ یقت بعد الركوع' لا قله الخ' رد المحتار' باب الوتر و الوافل' مطلب فی قنوت الدلہ' ۱۱۲ ط سعید)

(۱) قنوت نازلہ پڑھنے کا طریقہ

(۲) جواب دیگر

(سوال) آج کل جو روح فرسا مصائب مسلمانوں پر آرہے ہیں ان کے دفعیہ کے لئے نماز میں قنوت نازلہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو اس کا طریقہ اور دعائے قنوت بھی تحریر فرمادیں؟

المستفتی محمد عبدالرؤف چمن پوری معلم مدرسہ امینیہ سنہری مسجد دہلی۔ ۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۸ھ (جواب ۶۹۲) اس وقت کہ دنیا کی واحد اسلامی سلطنت کو جز سے اٹھیر دینے اور صدیوں کی قائم شدہ اسلامی حکومت کو سرزمین یورپ سے منہ دینے کی تجویزیں یورپی موری میں یورپ کی خود غرض اور مصعب مسیحی حکومتیں خجالت مآب خلیفہ المسلمین سلطان المعظم کو مستقر خلافت (قططنیہ) سے نکال دینے اور خلافت اسلامیہ کا اقتدار منہ دینے کی کوششیں کر رہی ہیں اسلام اور مسلمانوں کے دشمن مسیحی پادری اور شپ مذہبی تعصب سے دیوتے ہوئے یورپی جیسی آبادی کو خلیفہ المسلمین کے خلاف بھڑکارتے ہیں انسانیت اور آزادی اور سچائی کا خون کرنے پر آمادہ ہیں تو ظاہر ہے کہ اسلامی سلطنت اور خلافت اسلامیہ کی وقعت اور اسلام اور اہل اسلام کی عزت کا خدا تعالیٰ ہی محافظ ہے۔ یہ وقت مسلمانوں کے لئے شدید ترین مصیبت کا وقت ہے ہر شخص جس کے سینے میں منصف دل ہے اور دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہے خون کے آسور تپے عورتیں اور بچے نہ بے فکر ہیں نہ بے فہم ہندوستان بدمقام تمام کے مسلمانوں میں ایک سلام برپا ہے اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس موقع کی نزاکت اور اہمیت کو پورے طور سے سمجھیں اور آپس کے بغض اور کینوں حسد اور منقشوں غیبتوں اور عیب جوئیوں کو قطعاً ترک کر دیں باہمی اختلافات کو بھول جائیں اور اپنے فرض کو محسوس کریں۔ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضا مندی حاصل کرنے اور اسلام کی مدد کرنے کے لئے تیار ہو جائیں اور حقیقی شہنشاہ عرب العالمین انصاری مین کی مقدس ہار گاہ میں اپنے سناہوں سے توبہ و استغفار کریں۔ اور بچے دل سے دوا کر کر کر مقامات مقدسہ اور جزیرۃ العرب کے غیر مسلموں سے پاک رہنے اور خلافت اسلامیہ کے اقتدار اور اسلامی سلطنت کی عزت قائم رہنے کی دعا مانگیں یہی نمازوں کی آخری رکعت میں رکوع کے بعد قوسے میں قنوت نازلہ پڑھیں اہل مازورست قنوت پڑھتے اور مقتدی آیتہ آئین آتے چاہیں۔ ہاتھ باندھے رکھیں قنوت نازلہ کے اٹھنے پر ہیں۔

اللہم اھد فی سبیل ھدیت و عاف فی سبیل عافیت و تولنا فی سبیل تولیت و نارك لا یسنا اعطیت و قنا شرما قضت انت تقضی ولا یفرض علیک و اہ لا یذل من والیت ولا یعزم عادی تبارکت ربنا و تعالیٰ و نستعفرك و نتوب الیک و صلی اللہ علی السی الکریم اللہم اغفر لنا و للمؤمنین و المؤمنات و المسلمین و المسلمات و الف بین قلوبہم و اصلح ذات بیہم

وانصرنا على عدوك وعدوهم اللهم العن الكفرة الذين يصدون عن سبيلك ويكذبون رسلك
ويقاتلون اولياءك اللهم حالف بين كلمتهم وزلزل اقدامهم وانزل بهم بأسك الذي لا تروده عن
القوم المجرمين - ۱

کتبہ محمد کفایت اللہ نگرانہ مدرسہ امینیہ دہلی - ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۳۸ھ
(جواب دیگر ۶۹۳) خواجہ ادر مصائب کے پیش آنے پر حنفی نے بھی فرائض میں قنوت پڑھنے کو
مسنون کہا ہے اور اس مسنونیت سے بڑھ کر مسلمانوں پر اور یہ آفت ہوئی جو آج کل جبکہ پاکستان پیش
آ رہی ہے تمام مسلمان خدائے پاک کی جناب میں گریہ و زاری کریں اور فجر کی نماز میں آخر رکعت کے رکوع
کے بعد وہاں قنوت پڑھیں اور اپنے اسلامی بھائیوں کی عزت و وقار کے ساتھ اس مسنونیت سے نجات
پانے کی دعا مانگیں اور جہاں تک ممکن ہو حجر و صین و بنائی اور یہ اذان کی مدد و اعانت کے لئے چندہ جمعیں
حضرت قنوت کا یہ ہے کہ امام عجمی رکعت کے رکوع کے بعد قنوت میں یہ دعا پڑھیے -

(یہاں مذکور جانا الفاظ دعا کے قنوت کے درج ہیں)

اگر مقتدیوں کو یاد ہو تو بہتر ہے کہ امام ادر مقتدی سب آہستہ آہستہ پڑھیں اور مقتدی نہ پڑھ سکیں
تو بہتر ہے کہ امام زور سے یہ دعا پڑھے اور مقتدی آہستہ آہستہ آئین کہتے رہیں امام اور مقتدی دونوں ہاتھ
باندھے رہیں۔ (۲) کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مدرسہ امینیہ دہلی

الجواب صحیح فقہ حنفیہ الدین احمد - الجواب صواب ندہ محمد قاسم عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی
الجواب ندہ فتیاء الحق عفی عنہ - الجواب صحیح انظار حسین عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی (مہ) بیٹالہ
برائیم۔ (مہ) ۱۰ محمد عبدالحق۔ (مہ) محمد سیف الرحمن۔ الجواب صحیح محمد امجد رشید مستمدرسہ نعمانیہ
دہلی۔ (مہ) ۱۱ انس سید محمد طاہر حسین۔ الجواب صحیح محمد کرامت اللہ عفی عنہ۔ (مہ) امجد ابراہیم
پوری۔ (مہ) سید محمد عبد السلام عفی عنہ۔ (نوٹ) جو صاحبان حجر و صین کے لئے چندہ جمع کرنا چاہیں ان کو
چاہیے کہ وہ زور سے کونھی طہان حاتی امجد ادر صاحب خزانہ بیٹالہ احمد کے نام روانہ کریں۔ (اشتہار از
طرف طالبانہ مدرسہ امینیہ دہلی)

.....

۱. (جلسہ کبیر: صلاة التوثر ص ۴۱۷-۴۱۸ ط سہیل اکیڈمی لاہور)
۲. قول الشیخ: "انزلہ لیسیدہ من شدائدہ لدھر ولا شئت لک الضاعون من شدائد الواب" باب التوثر والوقوف مطلب فی
قوت النافۃ ۱۱۲ ط سعید
۳. لہذا رواہ الامام ابو حنیفہ عن اس مسعود لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یفت فی الفجر قط الا شبرا واحدا لم یزل دلت
ولا عده وانما قلت شبرا بعد عنی فود من لغوت بہ بركة الخ والحق لم یفت فی الفجر قط الا شبرا واحدا لم یزل دلت
سروا لسانہ انما لا یفت عندہ فی صلاة الفجر من غیر ملہ وولفت فنتہ اولیۃ لا یأس بہ فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لیفتی بضع اجمعہ الا اذا جہر فومن وہ یفت بعد التوثر الخ (رد المحتار: باب التوثر والوقوف مطلب فی
قوت لہ ۱۱۲ ط سعید)

قنوت نازلہ منسوخ نہیں ہوئی

(سوال) قنوت نازلہ جو مصائب کے پیش آنے پر نمازوں میں پڑھی جاتی ہے اس کے متعلق بعض وک چند شبہات بیان کرتے ہیں کوئی کتاب کہ حنفیہ کے نزدیک یہ منسوخ ہے کوئی کتاب کہ صرف فخری نماز میں پڑھنی چاہیے کوئی کتاب ہے کہ رکعت سے پہلے پڑھنی چاہیے کوئی کتاب ہے کہ قنوت پڑھتے وقت ہاتھ چوڑے رکھنا چاہیے اور کرم ان امور کے متعلق تحقیقی جوابات مرحمت فرمائیں

(جواب ۶۹۴) قنوت نازلہ معصیتوں کے وقت فرض نمازوں میں پڑھنا جائز ہے اور اس کا جواز عموماً جمہور ائمہ اور ائمہ صاحبہ حنفیہ کے نزدیک منسوخ نہیں ہے بلکہ جب کوئی امام معصیت پیش آئے تو معصیت کے زمانہ تک قنوت نازلہ پڑھنا جائز ہے۔ ماں قنوت دوامی جو فخری نماز میں امام شافعی کے نزدیک منسوخ ہے وہ حنفیہ کے نزدیک منسوخ ہے فقہ حنفی کی کتابوں میں جہاں قنوت فخری کو منسوخ کہا ہے اس سے مراد یہی ہے کہ قنوت دوامی فخری نماز میں پڑھنا منسوخ ہے قنوت نازلہ کا منسوخ نہ ہونا ان روایات حدیث و تفسیر سے صریح ثابت ہوتا ہے۔ عن ابی ہریرۃ قال قلت رسول اللہ ﷺ فی صلوۃ العتمة شہراً (الی قولہ) قال ابو ہریرۃ واصبح رسول اللہ ﷺ ذات یوم فله یذکر ذلک لہ فقال وما تراعہ قد قلتموا (ابوداؤد) (ترجمہ) نہایت ہی ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمان قیدیوں کی نجات اور کافروں کی ہلاکت کے لیے ایک مہینہ تک عشاء کی نماز میں قنوت پڑھی (الی قولہ) ابو ہریرہ نے فرمایا کہ ایک دن آپ نے دعا نہیں پڑھی تو میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ مسلمان قیدی چھوٹ آئے (ابوداؤد)

اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ کا ایک مہینہ تک قنوت پڑھ کر چھوڑ دینے قنوت کی نہ مرتبہ نہ رہنے کی وجہ سے نہ کہ منسوخ ہونے کی وجہ سے۔

عن اس بن مالک ان السی ﷺ قلت شہراً ثم ترکہ (ابوداؤد) (ترجمہ) حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مہینہ کے قنوت پڑھی پھر چھوڑ دی۔ عن ابن عباس قال قلت رسول اللہ ﷺ شہراً متابعاً فی الظهر والعصر والمغرب والعشاء وصلوۃ الصبح فی دہر کل صلوۃ اذا قال سمع اللہ لمن حمدہ من الركعة الاخرة يدعو علی احياء من ہی سلیم علی رعل و رکوان وعصبة و یؤمن من خلفہ (ابوداؤد) (ترجمہ) حضرت انس بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے متواتر ایک مہینہ تک ظہر عصر مغرب عشاء اور فخری نمازوں میں قنوت پڑھی۔ ہر نماز کے آخر میں جب کہ آخری رکعت میں سمع اللہ من حمدہ فرماتے تو یہی سیم کے قیدیوں رعل و رکوان و عصبة پر پڑھا اور مقتدی آئین کرتے رہتے۔ اوامہ لعدم وقوع نازلہ

(۱) إسماعیل لا یقتل عدداً فی صلاة الصبح من غیر عتمة فان وقعت عتمة اوسمة لا یاس فیہ رسول اللہ ﷺ صلح و رد المحجر باب التور والوالمی مطلب فی قنوت النازلہ ۱۱ ط سعید

(۲) (باب القنوت فی الصلاة) ۲۰۴ ط سعید

(۳) (ابصار) (۴) (باب القنوت فی الصلاة) ۲۰۴ ط سعید

تستدعی القوت بعدھا فتكون شرعيته مستمرة وهو محمل قوت من قس من الصحابة بعد وفاته عليه الصلوٰۃ والسلام وهو مذهبنا وعليه الجمهور (کبریٰ) ۱۰ (ترجمہ) یہ حضور کا قوت کو چھوڑنا اس وجہ سے ہو کہ کوئی ضرورت بعد کو قوت پڑنے کی پیش نہ آئی پس قوت نازل کی مشروعیت مستمر ہے اور جن صحابہؓ نے حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد قوت پڑنے کی ان کا پڑھنا اسی پر محمول ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی کے جمور قائل ہیں۔ قال ابن الہمام فی شرح الہدایۃ ان ہذا یسئلی لما ان القوت للدارۃ مستمر لم ینسخ (الی قولہ) وما ذکرنا من احبار الحنفیاء یعید تقرره لعلہم ذلك بعدہ (فتح القدیر) ۱۰ (ترجمہ) ان ہمارے فرمایا کہ مذکورہ بیان ہمارے لئے ظاہر کرتا ہے کہ قوت نازلہ کا جواز مستمر ہے منسوخ نہیں ہوا (الی قولہ) اور حنفیہ راشدین کی جو روایتیں ہم نے ذکر کی ہیں ان سے قوت نازلہ کا منسوخ نہ ہوا ثابت ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد قوت نازلہ پڑھی ہے۔ اذا طبق علماءنا علی جوار القوت عند النازلۃ (مرقاۃ) ۲۰ (ترجمہ) ۲۰: اسی قاری فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء (ائمہ حنفیہ) کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی منیبت کے وقت قوت نازلہ پڑھنی جائز ہے۔ روی عن ابی بکرؓ انہ قت عند محاربة مسلمة وکذا قت عمرؓ وکذا علیؓ و معاویہؓ عند تحاربہما (غنیۃ المستملی) ۱۰ (ترجمہ) حضرت ابو بکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے مسید کذاب سے جنگ کے زمانے میں دعائے قوت پڑھی اور اسی طرح حضرت عمرؓ نے بھی پڑھی ہے اور ایسی ہی حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ نے بھی اپنی جنگ کے زمانے میں دعائے قوت پڑھی ہے۔

ان روایات سے ثابت ہے کہ قوت نازلہ ائمہ حنفیہ اور جمور کے نزدیک جائز ہے اس کا جواز اور مشروعیت مستمر ہے منسوخ نہیں ہے کیونکہ اگر منسوخ ہوتا تو حنفیہ راشدین حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد کیوں پڑھتے فتح القدیر کبیریؒ معنی شرح ہدایہؒ تلویٰ اوراق الاخلاص اور مختار الشیخہ ونگارہ بخر اوراق حایہ شرح قدیہ مرآۃ شرن مشکوٰۃ والجمار وغیرہ بہت سی کتابوں میں حنفیہ نے قوت نازلہ کے جواز کی تصریح کی ہے یہ بات کہ حنفیہ کے نزدیک صرف فجر کی نماز میں ہے یا تین جہری نمازوں میں یا پانچوں نمازوں میں؟ تو اس کے متعلق یہ تفصیل ہے کہ علامہ محمدی کی عبارت میں صرف فجر کی نماز میں قوت پڑھنے کا ذکر ہے (۱) اور اسی کو صاحب شامیؒ نے ترجیح دی ہے لیکن علامہ محمدی نے شرح ہدایہ میں صلوٰۃ

(۱) (صلوٰۃ النور ص ۴۲۰ ط سہیل)

(۲) (باب صلوٰۃ النور ۱/۴۳۴ ط بیروت لسان)

(۳) (باب القوت ۳/۱۷۸ ط امدادیہ ملتان)

(۴) (صلوٰۃ النور ص ۴۲۰ ط سہیل لاہور) (۵) قال ابو جعفر محمد بن حمرہ ان یكون عني كل يوم القوت في صلاة الفجر سائر الدهر وقد يحور ان يكون فعل ذلك في وقت خاص للمعنى الذي كان فعله عمر من اجله الخ (شرح معاني الآثار) باب القوت في الفجر وغيره ۱/۱۷۲ ط سعيد، قال ابو جعفر "فذهب القوم إلى ان القوت في صلاة الفجر الخ (شرح معاني الآثار) باب القوت في الفجر وغيره ۱/۱۶۸ ط سعيد

لکھ کر لکھا ہے اور اسی طرح بحر الرائق و مرآۃ الفلاح میں شرح فقہیہ سے صلوٰۃ الجہر نقل کیا ہے (۱) اور در مختصر میں وقیل فی الصلوات کلھا بھی لکھا ہے۔ یعنی کہ یہاں یہ ہے کہ تمام نمازوں میں پڑھنی چاہئے اور احادیث میں بھی قنوت کا ذکر مختلف طریقوں سے آیا ہے کسی حدیث میں صرف نماز فجر کا ذکر ہے اور کسی میں نماز عشاء کا اور کسی میں دو تین نمازوں کا اور کسی میں پانچوں نمازوں کا جس میں صرف نماز فجر میں پڑھنے کی روایت اور جہری نمازوں میں پڑھنے کی روایت توفیق حنفی کی مختلف روایتوں کی معیبر کتابوں میں بھی موجود ہے ان دونوں صورتوں میں توفیق حنفی کی روایت بھی تاہل کی گنجائش نہیں رہا پانچوں نمازوں میں پڑھنا تو بدیع الزمان بموجب حدیث ابن عباس پانچوں نمازوں میں قنوت نازلہ کے جواز کے قائل ہیں اور یہی مطلب ہے در مختصر کے اس قول کا وقیل الصلوات کلھا عکرانہ حنفیہ سے پانچوں نمازوں میں پڑھنے کی کوئی فقہی روایت نہیں ہے جہری نمازوں میں پڑھنے کی فقہی روایتیں یہ ہیں۔ ان نزل بالمسلمین مارلۃ قنوت الامام فی صلوٰۃ الجہر وہ قال الاکثرون واحمد الخ (یعنی شرح ہدایہ) ۲ (ترجمہ) اُم مسلمانوں پر کوئی منہیت آجائے تو جہری نمازوں میں اُم قنوت پڑھے اسی کے اکثر عالم اور امام احمد قائل ہیں۔ وفی الغایۃ ان نزل بالمسلمین مارلۃ قنوت الامام فی صلوٰۃ الجہر وهو قول التوری واحمد الخ (مرآۃ الفلاح) ۲ (ترجمہ) خلیہ میں ہے کہ اُم مسلمانوں پر کوئی منہیت آجائے تو اُم جہری نمازوں میں قنوت پڑھے اُم ثوری اور امام احمد کا یہی قول ہے۔ اسی طرح بحر الرائق و شری میں بھی منقول ہے۔

رکون سے پہلے پڑھنی چاہئے بعد رکون؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قنوت نازلہ کو بعد رکون پڑھنا ہی باعتبار دلیل کے قوی ہے کیونکہ جن روایات حدیث سے قنوت نازلہ کے جواز پر حنفیہ نے استدلال کیا ہے اس میں تصریح ہے کہ یہ قنوت حضور اکرم ﷺ نے رکون کے بعد پڑھی ہے اسی کو شری نے رد الجہار میں ترجیح دی ہے اور اسی کو مرآۃ الفلاح میں اختیار کیا گیا ہے (۱) اور طحاوی قرنی نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں کہا ہے۔ قال البیہقی صحابہ علیہ السلاۃ قنوت قبل الركوع لکن رواۃ القنوت بعدہ اکثر واحفظ فیہ اولی (مرقاۃ) ۵ (ترجمہ) امام ذہبی نے فرمایا کہ حضور ﷺ سے قبل اگر کون قنوت پڑھتا بھی ثابت ہے لیکن بعد رکون قنوت کے روایت کرنے والے زیادہ بھی ہیں اور حافظہ کے بھی قوی ہیں پس یہی کوئی ہے۔

۱۔ ص ۱۱۱ امام فی صلوٰۃ الجہر لدی فی البحر عن الشیخ فی شرح الغایۃ (مرآۃ الفلاح) باب الوتر ص ۲۲۶ ط (مصر)

(۲) (باب صلاة الوتر) ۲، ۵۲۴ ط دار المعرفۃ بیروت لبنان

(۳) (باب الوتر ص ۲۲۶ ط مصر)

(۴) وہ ہفت بعد الركوع لا قبلہ بدل لہ ما استدلل بہ الشیخ علی قنوت الفجر و فیہ الصریح بالقنوت بعد الركوع حمہ غسولہ علی القنوت للنازلہ ثم رمت الشیخ سلالی فی مرآۃ الفلاح الخ (رد المحتار) باب الوتر والوجل مطلب فی القنوت للنازلہ ۱۱/۲ ط سعید

(۵) (باب القنوت ۳ ۱۷۸ ط امدادیہ مکتبہ)

باتھ باندھ لیں یا چھوڑے رکھیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایسے قیام میں جس میں کوئی ذکر مسنون ہو باتھ باندھنا سنت ہے اور امام محمد کے نزدیک جس قیام میں قراۃ ہو یعنی قرآن مجید پڑھا جائے اس میں باتھ باندھنا مسنون ہے پس یہ نماز میں مسحاک اللہم کے ختم تک اور قنوت کے وقت اور نماز جنازہ میں امام محمد کے نزدیک باتھ چھوڑے رکھنا چاہیے۔ اور امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ان سب مواقع میں باتھ باندھنا چاہیے جیسے کہ تمام حنفیہ کا معمول ہے اور ثناء اور قنوت و ترور نماز جنازہ میں باتھ باندھ رہے ہیں پس قنوت نازل بھی چونکہ ذکر مسنون ہے اس لئے اس کے پڑھنے کے قیام میں بھی باتھ باندھنا ہی حضرت امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے مذہب کے موافق مسنون ہو گا لہذا باتھ باندھنا ہی لولی اور رائج ہے۔ مراقی الخصال کے حاشیہ میں امام شافعی رحمہ اللہ کی نکتہ ہیں و یضع فی کل قیام من الصلوة ولو حکما فدخل المقاصد ولا بد فی ذلك القیام ان یکون فیہ ذکر مسنون وما لا فلا کما فی السراج وغیرہ وقال محمد لا یضع حتی یشروع فی القراءة فهو عندهما سة قیام فیہ ذکر مشروع و عنده سة للقراءة فیرسل عنده حالة النساء والقنوت و فی صلوة الجنائز و عندهما یعتمد فی الكل الخ (طحطاوی علی مراقی الخصال) ۱۰ (ترجمہ) نماز کے ہر قیام میں باتھ باندھنے اور چھوڑنے کا حکم صحیح ہو تو اس میں بیٹھ کر نماز پڑھنا بھی داخل ہو گیا مگر یہ شرط یہ کہ اس قیام میں کوئی ذکر مسنون ہو اور جس میں ذکر مسنون نہ ہو نہ باندھتے جیسا کہ سران وغیرہ میں مرقوم ہے اور امام محمد نے فرمایا کہ جب تک قراۃ شروع نہ کرے باتھ نہ باندھتے پس باتھ باندھنا امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ہر ایسے قیام کی سنت ہے جس میں کوئی ذکر مسنون نہ ہو اور امام محمد کے نزدیک قراۃ کی سنت ہے لہذا امام محمد کے نزدیک حالت ثناء اور قنوت اور نماز جنازہ میں باتھ چھوڑے رکھنا چاہیے اور امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ان تمام حالتوں (یعنی ثناء قنوت نماز جنازہ) میں باتھ باندھنا چاہیے۔ انتہی

اگر کوئی باتھ اٹھا کر پڑھے تو حدیث شریف سے اس کی بھی گنجائش نکلتی ہے اور ایک فتنی روایت امام ابو یوسف سے بھی منقول ہے کہ قنوت و ترانہوں نے باتھ اٹھا کر پڑھی ہے۔ حدیث شریف یہ ہے۔ عن اسی ہرویة قال کان رسول اللہ ﷺ اذا رفع رأسه من صلوة الصبح فی الركعة الثانية یرفع یدیه فیہا فیدعو بهذا الدعاء اللہم اھدنی فیمن ھدیت الخ ۱۰ (ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز میں جب رکعت سے سر اٹھاتے تو قنوت میں باتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھتے اللہم اھدنی فیمن ھدیت الخ (زاد المعاد) حافظ ابن قیم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے لیکن حالت اس کی تصحیح بھی ذرا ہی غفل فرمائی ہے البتہ اس میں یہ تہمت نہیں ہے کہ باتھ اٹھانے سے کیا مراد ہے آیا

ابتداء میں دعا شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھائے تجزیہ یا قنوت وتر کے وقت انھاتے میں یا تمام پڑھنے اور آخر ختم کرنے تک اٹھائے رکھنا جیسے دعا میں ہاتھ اٹھاتے ہیں پھر بھی چونکہ حدیث میں یہ احتمال بھی ہے اس لئے ہاتھ اٹھا کر پڑھنے والوں سے بھی جھگڑنا مناسب نہیں ہے اسی طرح جو لوگ ہاتھ چھوڑ کر پڑھیں ان کے لئے بھی امام محمد کے مذہب کے موافق گنجائش ہے اس لئے ان سے بھی جھگڑنے کا موقع نہیں ہے اگر دعائے قنوت مقتدیوں کو یاد ہو تو بہتر ہے کہ امام بھی آہستہ پڑھے اور سب مقتدی بھی آہستہ پڑھیں اور مقتدیوں کو یاد نہ ہو جیسے کہ اکثری تجربہ اسی کا شاہد ہے تو بہتر یہ ہے کہ امام زور سے پڑھے اور سب مقتدی آہستہ آہستہ امین کہتے رہیں حضرت ابو ہریرہؓ نے حضور اکرم ﷺ سے قنوت نازلہ کا زور سے پڑھنا روایت کیا ہے۔ (بخاری) ۱۱

مغرب کی تیسری رکعت عشاء کی چوتھی رکعت فجر کی دوسری رکعت میں رکوع کے بعد مع اللہ لمن حمد کہ کر امام دعائے قنوت پڑھے مقتدی آمین کہتے رہیں۔ دعا سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جائیں دعائے قنوت کے الفاظ یہ ہیں۔ اللہم اھدنا فیمن ھدیت الخ۔

جو شخص نماز پڑھے وہ اپنی نماز میں اور عورتیں اپنی نماز میں قنوت پڑھیں یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی اجازت یہ ممانعت کی تصریح میں نہیں دیکھی بجز فقہائے اس قول کے کہ قنوت الایام۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ حکم باعتبار اصل ہے کیونکہ فرض میں اصل یہی ہے۔ وہ تبعات سے ادا ہے جائیں اور منفرد کے حکم سے سوت ہے تاہم ممانعت کی کوئی وجہ بھی معلوم نہیں ہوتی واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۳۸ھ

الجواب صواب محمد انور عفا اللہ عنہ دار العلوم دیوبند۔ محمد اعجاز علی خفر لہ۔ خاسارہ ابن احمد رشیدی حبیب الرحمن عفی عنہ۔ فقیر اصغر حسین حسنی خفی۔ بندہ ضیاء الحق عفی عنہ۔

موجودہ یاس انگیز حالت میں قنوت نازلہ ہر مسجد میں ہونی چاہئے اس کے مسنون ہونے میں ائمہ اربعہ متفق ہیں پانچوں نمازوں میں جائز ہے مگر جبری نمازوں میں مقدار اکثرین سلف ہونا ثابت ہے اور نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ہاتھ باندھے ہوئے دعا کرنا حدیث سے ثابت ہے۔ فاتحہ میں دعائے اھدنا اور آیت ترغیب و ترہیب میں دعائے من سب دست بستہ منقول ہے قنوت میں امام ابو یوسفؒ سے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بھی منقول ہے من سب ہے کہ ان جزوی امور میں اس وقت اختلاف نہ ہو۔ دست بستہ ہو۔ قنوت جبری نمازوں میں کیا کریں اگر اہل محد پانچوں نمازوں میں بائیں اٹھق سے کریں تو ان پر انکار نہ کریں قرآن پاک میں ہے۔ وما یفعلوا من خیر فلن یكفروه۔ ولکل وجهہ قھو مولیھا فاستبقوا الخیرات۔ فقط حررہ محمد ناظر حسین نعمانی نقشبندی دیوبندی صدر مدرس مدرسہ عالیہ فکلتہ۔

حامد المصلیٰ۔ قنوت عند النصیبت والحولوت العامہ شروع ہے جزوی و فرعی اختلاف کی وجہ سے

زنا من سب نہیں۔ فقط کتبہ اختر مجدد شریف ملفد مد مدرس منہج علوم سہارنپور۔

حاجہ او مصلیٰ و مسلما۔ قنوت وقت نازلہ۔ احناف کے نزدیک بجز نزلہ اور احد روح آنحضرت
ﷺ کے اس کو اختیار فرمایا ہے احناف کے نزدیک قنوت نماز صبح میں علی الدوام بیعت نہیں یہ قنوت جس کی
بابت سوال ہے اس کے جواز میں چون و چرا کرنا غیبت جواب جو مجیب نے تحریر فرمایا یہ عاجز اس سے
متفق ہے۔ واللہ اعلم۔ احمد علی عفی عنہ مدرس مدرسہ عربیہ میرٹھ۔

الجواب صحیح۔ محمد ادریس (کاتب الحلوی) مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ محمد شفیع مدرس مدرسہ عبد الرب
دہلی۔ کریم بخش عفی عنہ مدرس مدرسہ عبد الرب۔ حبیب الرحمن علی عفی عنہ دہلی۔ محمد عبد المطفی سیکنی مدنی
اللہ عنہ مدرس مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی۔ محمد عبد الرحمن مدرس مدرسہ فتح پوری دہلی۔ سلطان محمود غفر
مدرس مدرسہ فتح پوری مدہ احمد سعید غفر۔ واعظ دہلوی۔ محمد میاں عفی عنہ مدرس مدرسہ مسین بخش دہلی۔
محمد کرامت اللہ عفا اللہ عنہ دہلی۔ محمد عبدالرحیم مہتمم مدرسہ رحیمیہ دہلی۔

حد حد و صلوة کے معلوم ہو کہ وقت سخت مصیبت کے قنوت ناپا کرنا ہمیشہ رسالہ امر مبینہ
در غنائہ راشدین سے پایہ گیب اور حضرت ابو بکرؓ نے صحابہ مسیہ کذاب میں دہانے قنوت پڑھنا ہی نہیں
صرح حضرت عمر فاروق اور حضرت علیؓ سے ثابت ہوا چنانچہ صحابہ کبار پر محض نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔
حرر والسید ابوالحسن عفی عنہ۔

قنوت نازلہ پر اشکال اور اس کا جواب

(سوال) محبت نامہ جواب عریضہ حقیر آید۔

مونا! اپنی تحریر میں آنجناب نے تحریر فرمایا ہے کہ ”جیسا کہ میرے لئے عہدہ یعنی وصاحب
جز و مراقب اخلاص کی عبارت، دلیل ہے ”الحق یعنی شرح بدایہ میرے پاس موجود نہیں ہے ورنہ اس کو بھی غور
سے مطالعہ کر کے عرض کرتا۔ صاحب جز نے اس مسئلے کو شرح القنوت سے لیا ہے اور شرح القنوت اور صاحب
مراقب اخلاص نے غایہ سے نقل کیا ہے اور دونوں نے نقل میں غلط صلاۃ الخیر لکھی ہے اور صاحب اشہد نے جو
غایہ سے نقل کیا ہے اس میں غلط صلاۃ الخیر لکھی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ غایہ کے بعض نسخہ میں صلاۃ
الخیر ہے اور بعض دیگر میں صلاۃ الخیر ہے اور عدم ابو سعید نے عہدہ میں شرح القنوت سے جو
عبارت نقل کی ہے اس میں غلط صلاۃ الخیر ہے ان کی عبارت حینہ یہ ہے۔ وفی تروح البقایہ عن العابد
وان نزل بالمسلمین نازلۃ قنوت الامام فی صلاۃ الفجر آہ۔ جس سے یہ معلوم ہوا کہ شرح القنوت
کے بعض نسخہ میں صلاۃ الخیر ہے اور بعض دیگر میں صلاۃ الخیر ہے ان دونوں میں سے ایک ہی صحیح ہو سکتا ہے اور
کوئی بھی صلاۃ الخیر والے نسخہ کی صحت کی تصریح نہیں کرتا نہ اشارۃ اس کی صحت کو بیان کرتا ہے مخالف صلاۃ

انجبر والے نسخہ کے کہ اس کو عدم شائی نے صحیح مانا ہے اور اس کی تائید میں علامہ صبیحی کی عبارت شرعیہ سے نقل کی پس حقیقت میں تخصیص بالفجر پر غایہ کے ایک نسخہ صلاۃ انجبر والے سے استدلال ہے اور عدم طہی کی عبارت اس نسخہ کی صحت کی مؤید ہے اسی وجہ سے عدم اس کے تصریح کر دی کہ وهو صریح فی ان قوت النازلة عندنا محتص لصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية او السرية آء ۱۰ اور اسی طور سے علامہ طحطاوی نے درمقدار کے حاشیہ میں پتے بحر اور مراقی الفلاح کی عبارت نقل کر کے یہ کہ والذی فی ابی السعود عن الشرح المذکور ان نزل بالمسلمین نازلة قست الامام فی صلاة الفجر آء ۱۰ جس سے مقصود بیان مغلغث منقول عن صاحب النسخ ان دون نسخوں میں سے صلاۃ انجبر والے نسخہ کی صحت وترجیح کے لئے عبارت امام طحطاوی سے اسی کو متبادر لکھ کر دونوں نسخوں کی موافقت کے لئے یہ تحریر کر دیا کہ والذی یتظهر لی ان قوله فی المحر وان نزل بالمسلمین نازلة قست الامام فی صلاة الفجر تحریف من النساخ و صوابه الفجر آء ۱۰ اس سے صاف واضح ہو گیا کہ احتمال تحریف صرف موافقت نسخ کے لئے ہے نہ یہ کہ احتمال تحریف تخصیص بالفجر پر دلیل بلکہ تحریف محتمل نہیں ہے کیونکہ عدم شائی نے بحر کے حاشیہ میں بعد نقل عبارت طہی یہ نص فرمایا کہ ومقتضى هذا ان القنوت لنازلة خاص بالفجر ۱۰ اس کے بعد یہ کہا کہ وبخالفه ما ذكره المؤلف معز یا الى العاية من قوله فی صلاة الفجر ولعله محرف عن الفجر وقد وحدته بهذا اللفظ فی حواشی مسکین وکذا فی الاشياء وکذا فی شرح الشيخ اسماعیل لکھ عزاء الى غاية البيان الخ ۱۰ اور طحطاوی نے تخصیص بالفجر پر بطور دلیل عدم طہی کی عبارت کو نقل کر کے یہ فرمایا کہ فهذا صریح فی تخصیص القنوت للوازل بالفجر آء ۱۰ اور آں کتاب نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ صوات جریہ میں قنوت نازلہ کا جواز عدم یعنی نے شرع مدئی میں اور سید طحطاوی نے مراقی الفلاح میں نقل فرمایا ہے الخ مولانا طحطاوی میں مجھے نہیں ۱۰ بلکہ عام طحطاوی نے شرح مراقی الفلاح میں جو عبارت شرح التہذیب کی نقل کی ہے اس میں صلاۃ انجبر لکھا ہے اور مراقی الفلاح کے قول وهو منجبتا و علیہ الجمهور پر یہ تصریح فرمائی ہے ای القنوت للحادثة والخصصناه بالفجر لفعله ^ص و عممه الجمهور فی کل الصلوات آء ۱۰ جس سے صاف معلوم ہو کہ احناف کے نزدیک قنوت نازلہ نماز فجر میں مخصوص ہے خلاصہ یہ کہ علامہ طحطاوی اور شمشی نے تائید اثبات میں عدم طہی کی عبارت کو تحریر فرمایا اور لفظ کانہم لہ کو صرف احتمال کے طور پر حمل نہیں یہ

(۱) (رد المحتار باب الوتر والواقل مطلب فی القنوت للنازلة ۱۱/۲ ط سعید)

(۲) (باب الوتر والواقل ۲۸۳/۱ ط دار المعرفة للطباعة والنشر بیروت لبنان)

(۳) (باب الوتر والواقل ۲۸۳/۱ ط دار المعرفة بیروت لبنان)

(۴) (باب الوتر والواقل ۴۷/۲ ط دار المعرفة بیروت لبنان)

(۵) (حاشیہ الطحطاوی علی الدر المحتار باب الوتر والواقل ۲۸۳/۱ ط بیروت)

(۶) (باب الوتر ص ۲۲۷ ط مصر)

بلکہ خود علامہ حلبی نے شرح منیہ صغریٰ میں یہ تحریر فرمایا ہے و یجوز عدنا ان وقعت فتنۃ او بلیۃ ان یقت فی الفجر قالہ الطحاوی پس عبارت بر مرقی افواج جو نایہ سے نقل کر کے صلاۃ جبریہ کے قائل ہوئے ہیں سبب اختلاف شیخ کے مفید مجموعہ صلاۃ جبریہ کی نہیں ہوئی تاکہ دلیل ہو سکے گو وہ عبارت قبل ترجیح کے مفید تخصیص بالفجر کو بھی نہیں اور تخصیص بالفجر کے لئے امام حنفی کا قول بلا کسی معارض و مخالف کے دلیل ہے جیسا کہ ان کو صغریٰ میں کہا قالہ الطحاوی اور کبیری میں اس کی وجہ سے احتمال نسخ کو ذکر کیا علاوہ ازیں ان جناب بھی تخصیص صلوٰۃ جبریہ کے یہ سبب روایات احناف کے قائل ہیں پس مسمیٰ شریف کی حدیث کا جس میں غلطی واقعہ فتنۃ فی صلاۃ الظهر ہے احناف کی طرف سے یہ جواب ارشاد فرمائیں گے پس کانہم الخ کا احتمال ہونا تخصیص بالفجر کے لئے مضمر نہیں ہے جیسا کہ آنجناب کے نزدیک تخصیص بصلاۃ الفجر کے لئے مضمر نہیں علاوہ ازیں مسمیٰ ہے کہ امامہ حلبی نے اس کو بطور احتمال کے بیان کیا ہے مگر علامہ نوح آفندی نے جزم و قطع بیان کیا ہے جیسا کہ مدد شرمی نے حواشی ج ۱ میں تحت قولہ ولہما انہ منسوخ کے لکھا ہے قال العلامة نوح آفندی ہذا علی اطلاعہ مسلم فی غیر الوازل واما عند الوازل فی القنوت فی الفجر فینبغی ان یتابعہ عند الكل لان القنوت فیہا عند الوازل لیس بمنسوخ علی ما هو التحقیق کما مروا ما فی القنوت فی غیر الفجر عند الوازل کما هو مذهب الشافعی فلا یتابعہ عند الكل فان القنوت فی غیر الفجر منسوخ عندنا اتفاقاً ۱۰ والسلام

مشتاق احمد عقاد نے الصمد بقلم خود۔ مورخہ ۲۳ رجب ۱۳۴۰ھ

مدرسہ دارالعلوم مسجد رنگیناں۔ کانپور

(جواب ۶۹۵) بعد سلام مستنون عرض ہے کہ نامہ سامی کئی روز ہوئے کہ موصول ہوا تھا نہ مدرسہ کے طلبہ کے امتحان میں مشغول تھا اس لئے جواب نہ لکھ سکا۔

صاحب جرنے شرح تہذیب سے اور مرقی افواج میں نایہ سے صلاۃ الفجر نقل کیا ہے اور امامہ شرمی نے حواشی ج ۱ میں شرح شیخ اسماعیل کے حوالے سے نایہ شرح بدایہ بمعنی سے نقل کیا ہے اذا وقعت نازلة قست الامام فی الصلوٰۃ الجہریۃ وقال الطحاوی لا یقت عدنا فی صلوٰۃ الفجر فی غیر بلیۃ اما اذا وقعت فلا بأس بہ ۱۰ اور ظاہر ہے کہ نایہ کی عبارت میں لفظ فی الصلاۃ الجہریۃ میں صلاۃ الفجر سے تحریف ہوئے کا احتمال نہایت بعید ہے اسی لئے امامہ شرمی نے اس کے بعد فرمایا و لعل فی المسئلۃ قولین فلیراجع ۳۔ سید لطیف نے حاشیہ مرقی افواج میں قست الامام فی صلاۃ الجہر پر لکھا ہے۔ الذی فی البحر عن الشمس فی شرح القایۃ معزنا للغایۃ اذا نزل بالمسلمین نازلة قست فی صلوٰۃ الفجر ۱۰۵، حالانکہ جرنے کے موجودہ مطبوعہ نسخ میں لفظ صلوٰۃ الفجر ہے نہ کہ صلوٰۃ الفجر

پس میرا خیال اب تک یہی ہے کہ حنفیہ کے یہاں صلوٰۃ النہر کی روایت بھی ہے اور صلوٰۃ الفجر کی بھی اور صلوٰۃ النہر کی روایت چونکہ موجد بالا حدیث ہے اس لئے اس پر عمل کرنے میں 'حنیت' کی رو سے بھی مفسر کتبہ نہیں رہا ہے کہ سری نمازوں کے لئے بھی قنوت کی روایتیں حدیث کی موجود ہیں تو میں 'حنیت' کے لحاظ سے ان پر عمل کی رائے نہیں رکھتا۔ اگرچہ قطعاً اس کو بھی منسوخ نہیں سمجھتا کیونکہ نسخ کی کوئی دلیل نہیں اور علامہ فوج قندی یا مثل ان کے دیگر متاخرین کی تفسیر میں پہنچے وہاں اختلاف نقل کی صورت میں کافی سمجھتا ہوں تاوقتیکہ یہ متقدمین سے تفسیر میں نقل نہ فرمائیں۔ اہم محدثوں کی عبارت بھی تخصیصاً بالفجر میں نہ ہے نہیں ہے۔

محمد کتبیت اللہ کان اللہ!

ایک سوال باب قراءت اور تلاوت

فجر اور ظہر میں طوالت مفصل پڑھنا سنت ہے

(سوال) فجر اور عصر میں سورہ نجات سے سورہ بروج تک اور عصر و عشاء میں سورہ البقرہ سے سورہ لم یکن الذین تک اور مغرب میں سورہ الزلزال سے سورہ ناس تک اور وتروں میں تک اسمر ربک سورۃ القدر سورہ کافرون سورہ اخلاص (اور آخر میں سورہ اخلاص خاص کر) ان سورتوں کا اس طرح پڑھنا سنت ہے یا مستحب؟ اگر کوئی امام مندرجہ بالا سورتوں سے پہلے دوسری کوئی چیز پڑھتا ہے تو وہ امام متاخر کی سنت ہے یا نہیں؟ اور ان سورتوں سے نہ پڑھنے میں نماز کے ثواب میں کمی ہوتی ہے یا نہیں؟

(نوٹ) قراءت مندرجہ بالا سورتوں سے بھی نہیں ہوتی۔

(جواب ۶۹۶) ہاں اس ترتیب سے سورتیں نمازوں میں پڑھنا سنت ہے مگر سنت مؤکدہ نہیں ان سے خلاف دوسرے رکوع پڑھ لینے میں کوئی گناہ نہیں ہے ہاں خلاف اولیٰ ہے

محمد کتبیت اللہ کان اللہ! ولی

نماز میں خلاف ترتیب قراءت کا حکم

(سوال) زید نے مغرب کے وقت اول رکعت میں سورہ قلن اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھی۔ نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ احمد حسین صاحب سلطان پور ۱۶ محرم ۱۳۵۳ھ

(جواب ۶۹۷) قرآن مجید کی ترتیب بدل کر الٹا کرنا مکروہ ہے یہ کراہت قصداً پڑھنے کی صورت میں

(۱) ویس فی الحصر لإمامہ و مفرد طوالت المقتضی من الحجاب الی حرم الخروج فی حجر و الطیور و صیابی حر + یکن او ساطع فی العصر و الغت و دافقہ قصرد فی المعرب (السور و شرحه فصل فی المقر ۱۶ ۵۳۹ ۵۴۰ طبعہ)

یہ نماز تو ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور بلا قصد پڑھ لی جائے تو کراہت بھی نہیں اور نماز بلا کراہت درست اور صحیح ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

”فمن تبعنی“ کی جگہ ”فمن تبعہ“ پڑھا تو کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک امام نے نماز میں رب انھیں اضلل کثیرا من الناس فمن تبعنی فانہ منی کی جگہ فمن تبعہ فانہ منی پڑھ دیا آیا نماز درست ہوئی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۶۳ مدونی، شیعہ اللہ و آخرہ۔ ۸ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۹۸) نماز ہوئی کیونکہ فمن تبعنی بمعنی منسوب کا مرتب رب و قرآن یہاں تو معنی بھی صحیح رہتا ہے اور متاخرین کے اصول کے موافق یہ ان میں سے بھی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ محمد کفایت اللہ

درمیان میں چھوٹی سورت چھوڑنا مکروہ ہے

(سوال) زید نے رکعت اول میں اداء بیت الذی پڑھی رکعت ثانیہ میں قل یا ایہا الکفروں اور تین آیت یا تین آیت سے تم درمیان میں چھوڑ دی یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۷۸۔ ۵ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۶ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۹۹) قصد ایسا کرنا مکروہ ہے اور بلا قصد ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

”بیرا“ کے وقف پر نون کی بیوی

(سوال) جو امام بیرا پر وقف کرتے ہوئے نون کی بیوی پڑھتا ہو اس کے اس فعل سے نماز فاسد ہوئی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جلد لدین (شیعہ حصار پنجاب) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۰۰) جو امام کہ وقف بھی پر نون کی بیوی پڑھتا وہ غلطی کرتا ہے مگر اس سے نماز فاسد نہ ہوتی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

”لہ الصد“ پڑھنے میں نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) امام اللہ الصد کی جگہ لہ الصد پڑھا۔ فتی بد کے نماز ہوئی کہ نہیں ہوئی؟

۱. ویکوہ الفصیح سورۃ قصصہ وان یتر حکوہ لا ۱۵ حتم الخ، الدر المختار: فصل فی القراءۃ ۵۴۶ ۱ ط سعید

۲. وہب ذکر کلمۃ مکن کلمۃ غنی وجہ اللہ ان کانت الکلمۃ الی فراھا مکن کلمۃ یقرّب معاھا وہی فی القرآن لا یسد صلاحہ الخ اعلم لکبریۃ الفصل الخامس فی رلۃ القاری ۸۰ ۱ ط ماحدیہ کوہہ

۳. ویکوہ الفصیح سورۃ قصصہ وان یتر حکوہ لا ۱۵ حتم الخ، الدر المختار: فصل فی القراءۃ ۵۴۶ ۱ ط سعید

۴. والفوی غنی عنہ الفسد یکل حال وهو قول عامة علماء المتأخرین (بوز الاصحاح ص ۸۵ ط سعید کمیی کراچی)

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب (دہلوی)

(جواب ۷۰۱) اللہ الصمد پڑھتا ہے یا احد اللہ الصمد پڑھتا ہے اگر اللہ الصمد پڑھے تو نماز نہ ہوگی اور احد اللہ الصمد پڑھے تو صحیح ہے نماز ہو جاتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی

تراویح میں دیکھ کر قرآن پڑھنا

(سوال) تراویح میں قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا جائز ہے یا ناجائز امام صاحب کی فرمائے ہیں مساجد کا یہ مسلک ہے حدیث عائشہ کا کیا جواب ہے ؟

المستفتی نمبر ۲۰۹۶ چودھری حاجی شیخ اللہ بخش صاحب (گوالیار)

۴ شوال ۱۳۵۶ھ ۸ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۰۲) امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نماز میں امام کا قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا مفسد ہے یعنی نماز درست نہیں ہوتی اور صاحبین و دیگر آئمہؒ نے نزدیک نماز درست ہو جاتی ہے اگر یہ شخص جس نے یہ اشتہار دیا ہے اور دیکھ کر قرآن شریف پڑھتا ہے خفی ہے تو اس کا یہ فعل صحیح نہیں اور خفی نہیں ہے تو حنیفوں کو اس سے تعرض کرنے کی ضرورت نہیں حضرت عائشہؓ کا غلام زکونؓ قرآن مجید دیکھ کر پڑھتا تھا حافظ ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نماز کی نیت باندھنے سے پہلے قرآن مجید دیکھ کر پڑھ لیتا تھا تاکہ یاد ہو جائے پھر نماز میں پڑھتا تھا اور آنحضرت ﷺ سے اس بارے میں کوئی تصریح موجود نہیں اس سے امام ابو حنیفہؒ نے احتیاط اسی میں سمجھی کہ یہ پڑھنا جائز ہے۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی

پہلی رکعت میں ”سورہ اعلیٰ“ اور دوسری میں ”سورہ غافہ“ پڑھنا

(سوال) اگر لوگ نماز میں پہلی سورہ اعلیٰ رکعت اول میں اور سورہ غافہ دوسری رکعت میں پڑھتے ہیں موافق ترتیب کی ہے مگر سورہ اسی چوتھی سورت ہے اور سورہ غافہ بڑی سورت ہے۔

المستفتی نمبر ۲۸۱۲ محمد عبد الشکور فیض آباد۔ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ

(جواب ۷۰۳) یہ دونوں سورتیں ایک نماز میں پڑھنا جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی

۱. والحال فی ہذا معنی ذلک اللفظ بعد معنی لفظ القرآن معنی لفظ القرآن نہ تعریفاً بحشا قولہ صحت لام سبب المعین اتصالاً بقصد صلاتہ ایضاً الخ. حلی کبیر احکام ریلۃ القاری ص ۴۷۶ طبع سہیل کبیدی لاہور
۲. ویسندہ قراءۃ من مصحف عبد بنی حنیفہ وقلاً لا یفسد. لہذا حمل المصحف وقلبت الاوزار والنظر فیہ عمل کبیر وللصلاۃ عہد الخ (عالمگیریۃ الذاب السامع فیہ یفسد الصلاۃ ومیکروہ فیہ ۱۰۱ ط ماحدہ)
۳. روى انه عليه السلام قرأ فی الارلی من الجمعۃ سبع اسماء ربک الاعلیٰ وفی الثانیۃ حل اسمک حبیب العشیۃ الخ ورد المختار فصل فی القراءۃ ۵۴۳/۱ ط سعید

(جواب ۷۱۱) لقمہ دینے والے کی نماز مکروہ نہیں ہوگی امام صاحب کا یہ فرما درست نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ^۱

(۱) ہر رکعت کی ابتداء میں ”بسم اللہ“ پڑھنا

(۲) تیسری رکعت میں ملنے والا شپڑھے یا نہیں؟

(سوال) (۱) حالت نماز میں ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنی چاہیے^۲ نیز سورۃ فاتحہ کے بعد جب دوسری سورت شروع کریں تب بھی بسم اللہ پڑھیں^۳ (۲) اگر جماعت میں تیسری رکعت میں شپڑھ ہو، امام خاموشی سے قرأت کر رہا ہے تب اول شروع کی شپڑھنی چاہیے یا خاموش رہا ہو؟
المستفتی نمبر ۱۶۱۸ محمد یوسف صاحب (پانی پت ضلع کرنال) ۱۲ جمادی الثانی ۱۴۱۶ھ۔

(جواب ۷۱۲) (۱) ہر رکعت میں فاتحہ اور سورت پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہیے قرأت کرنا جائز ہے۔
سے نہیں^۴ (۲) خاموش کھڑا ہو جائے^(۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ^۶

سورہ نہل کے بعد درود پڑھنا ثابت ہے یا نہیں؟

(انجمیہ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) زید کہتا ہے کہ سورہ نہل میں لفظ نہلین کے بعد درود شریف پڑھنا ضروری ہے؟

(جواب ۷۱۳) زید کا قول صحیح نہیں ہے قرآن مجید میں لفظ نہلین کے بعد درود نہیں ہے اور نہ کسی حدیث سے ثابت ہے کہ زید کا قول سب دلیل ہے تلاوت میں نظم قرآنی کے درمیان یہ قرآن و احادیث نہیں کرنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ^۷ مدرسہ مینیہ دہلی

خارج از صلوٰۃ کے لقمہ سے فسود نماز کا حکم

(انجمیہ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۶ء)

(سوال) ماہر مضان المبارک میں اکثر ایسا موقع ہوا کرتا ہے کہ جہز اس حافظ کے جو تلاوت پڑھتا ہے کوئی

۱) بحلافہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقا لدفع و احد بكل حال الخ (التنویر و شرحہ) باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ لہا ۶۲۲ ط سعید

۲) رکعہ بعد سنی غیر اسوہ بنقطہ نسیمہ سر فی و ب کن رکعہ الخ : سورہ و شرحہ فصل فی بیان تالیف الصلاۃ ۴۹۰ ط سعید

۳) وفقر: کما کبر مسجودات اللہ۔ الا اذا شرع الایمان فی لفرایہ سو، کن مسو و مدرک و سو، کن مدعہ محیر بالقرآن و لا یفسد لا یاتی بہ الخ (التنویر و شرحہ) فصل فی بیان تالیف الصلاۃ ۴۸۸ ط سعید

۴) من احادیث فی امر ما حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ فی رد المحتار کتاب الصلح باب اذا اصطحوا علی صلح حوزہ فہرہ مردود ۳۷۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

اور ان سے سماع نہیں ہوتا اگر ایسی صورت میں کسی مقتدی نے جو غیر حافظ ہے قرآن کھول کر قاری کاٹ اور اس کی غلطی پر ٹوکا اور نماز پختی رکعت میں بوجہ مجبوری مذکور سے شامل نہ ہوا تو جائز ہے یا نہیں؟

العاجز ظفر عالمؒ برز لوہ مولوی محمد لوریس صاحب۔ الوفی وارو حال میرٹھ
(جواب ۷۱۴) جو شخص امام کی نماز میں شریک نہیں ہے وہ امام کو قرأت وغیرہ میں لقمہ نہیں دے سکتا
اگر لقمہ دے گا اور امام اس کو لے گا تو امام کی اور جماعت کی نماز فاسد ہو جائے گی،
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

پہلی رکعت میں اخلاص اور دوسری رکعت میں فلق پڑھنا

(اتحادیہ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۲ء)

(سوال) زید نے مغرب میں پہلی رکعت میں سورہ اخلاص اور دوسری رکعت میں سورہ فلق پڑھی یہ لقمہ نہیں کیا بلکہ بھول ہو گئی بکھرے سلام پھیرنے کے بعد کہا کہ نماز نہیں ہوئی اور آج سے تم امامت سے ملیدہ ہو چکا؟

(جواب ۷۱۵) اس صورت میں کہ پہلی رکعت میں سورہ اخلاص اور دوسری رکعت میں سورہ فلق پڑھی نماز درست ہوئی نماز نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

قد فلق کو قد فلق پڑھنا

(اتحادیہ مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

(سوال) زید جو ایک مسجد امام جمعہ ہے وہ سورہ اعلیٰ میں قد افلح من توکی اور سورہ والشمس میں قد افلح من زکھابر وہ تمام میں قد کی وال کو مفتوح کر کے افح کی فالت مکرر ہمزہ کو نہ کرے پڑھتا ہے جب اس سے مبالغہ و کثرت ہے کہ دونوں طرح جائز ہے بقدر وسعت و یومی اخذ

(جواب ۷۱۶) اگرچہ بعض علماء عہد نے اس صورت میں حذف ہمزہ کو جائز رکھا ہے مگر قرآن مجید میں جواز کے قیاس کے ساتھ قرآن ثورہ کی متواتر بھی ضروری ہے پس اگر قرآن ثورہ مفتوحہ میں یہ قرأت ہو تو پڑھنے میں حرج نہیں ورنہ قرآن ثورہ کا اتباع نہ پائیے۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) فتح علی غیر امامہ و کذا لاحد لا بد مذکور فلا قل تمام الفتح الخ و فی الشیخہ "أحد المصلي غير الإمامه
من فتح عليه مفسد أيضا" أو أحد الإمام يفتح من ليس في صلاته الخ (باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها)
۶۲۲/۱ ط سعید

۲. ولو زاد كلمة أو نقص كلمة أو نقص حرف أو قدمه و بدله و حذر له تعدد ما له يعبر المعنى الخ (بدر المحرر
باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها) ۶۳۲، ۱ ط سعید

(۱) جہری نماز میں مفرد کے لئے قراءت کا حکم

(۲) ہر رکعت کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے

(۳) سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو سجدہ سو واجب ہوگا

(۴) سورہ فاتحہ قرآن کا جزو ہے یا نہیں؟

(المجمیعہ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) (۱) ایک شخص نے نماز فجر اکیلے پڑھی اور قراءۃ الجہری کی کیا اس کی نماز ہو گئی؟

(۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم ہر ایک نماز میں اور ہر ایک رکعت میں پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(۳) ایک شخص نے نماز فرض یا واجب یا سنت پڑھی ہے تو سورہ فاتحہ پڑھنی بھول گیا ہے اور باقی قراءت پڑھی

اس کی نماز ہو گئی یا نہیں؟

(۴) سورہ فاتحہ قرآن کی سورۃ ہے یا وعاء ہے؟

(جواب ۷۱۷) (۱) نماز درست ہو گئی فجر مغرب اور عشاء کی نماز تیار پڑھنے والا ابھی بہتر پڑھ سکتا

ہے

(۲) ہر نماز میں اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ آہستہ پڑھنی چاہیے

(۳) سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کی صورت میں سجدہ سو کر لینے سے نماز ہو جاتی ہے سجدہ سو نہ کرے تو لوٹنا واجب

ہے

(۴) سورہ فاتحہ قرآن مجید کی سورت ہے اس میں مضمون دعا کا بھی ہے ۱۰۱ محمد کفایت اللہ کا ن اللہ

امام بھول جائے تو لقمہ دینا جائز ہے

(المجمیعہ مورخہ یکم اگست ۱۹۲۹ء)

(سوال) نماز فرض ہو رہی ہو اور امام سے قراءت میں سو ہو جائے اور امام تین آیت پڑھ چکا ہو تو مقتدی لقمہ

دے سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۱۸) تین آیتیں پڑھ چکے کے بعد بھی امام کو لقمہ دینا جائز ہے اور لقمہ دینا یا لینے سے نماز فاسد

(۱) قال فی التوبیر و شرحہ ' وبحیر الإمدادی فی البحر وأولی العاشین 'د' و قضاء ' وبحیر المصرد فی البحر وهو أفضل إلح (باب صفة الصلاة ۴۳۳/۱ ط سعید)

(۲) وکما تعود سبی سر فی أول کل رکعة إلح التوبیر و شرحہ باب صفة الصلاة ۴۹۰ ط سعید

(۳) فیہ قراءۃ الفاتحة والسورة إذا ترک الفاتحة فی أولین أو أحدھما یلزمہ السجود (عالمگیریہ الباب الثانی عشر فی سجود السجود ۱/۲۶ ط ماجدیہ)

(۴) قال رسول اللہ ﷺ ' والذی یغسی یدہ ما سرت فی التورۃ ولا فی الإنجیل ولا فی الزبور ولا فی الفرقان مثلھا وانھا سبع من المتانی والقرآن العظیم الذی 'عظیمہ' ہذا حدیث حسن صحیح (ترمذی فصل فائحة الکتاب ۱۱۵ ط سعید)

(سوال) نماز میں مقتدی کو لہرائی خوش الحانی سن کر سبحان اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟
(جواب ۷۲۰) لہرائی خوش الحانی پر مقتدی کو نماز میں سبحان اللہ کہنا جائز نہیں، محمد کفایت اللہ نفلہ

سورہ فاتحہ کتنی رکعتوں میں پڑھی جائے؟

(الجمعیتہ مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۳۲ء)

(سوال) تعلیم الاسلام تیسرا حصہ نماز کے دوسرے رکن قراءت کا بیان تیسرے سوال۔ سورہ فاتحہ تمام نمازوں کی ہر رکعت میں پڑھنا واجب ہے۔ فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت کے دوہ نماز کی۔ الخ اس کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا؟

(جواب ۷۲۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ فرض نماز کی تیسری رکعت اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا مستحب ہے واجب نہیں۔ باقی تمام نمازوں کی تمام رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔
محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ

قراءت مسنونہ کے بعد امام کو لقمہ دینا مفید نماز

(الجمعیتہ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۳ء)

(سوال) اگرچش امام ساتویں آیت کے بعد بھول گیا اور پھر پانچویں آیت سے امام کی حالت میں مقتدی نے لقمہ دے دیا امام نے قبول کر کے سجدہ سو کے ساتھ نماز ختم کی تو یہ نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ دوہ امام ضروری ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۲۲) نماز صحیح ہوئی۔ دہرائی ضروری نہیں، محمد کفایت اللہ کا اللہ

غیر عربی زبان میں نماز پڑھنا جائز نہیں

(سوال) کیا سوئٹزر لینڈ کے باشندے جو سبب حدیث الغرستی وغیرہ عربی زبان و تلفظ کو سیکھنا دشوار سمجھتے ہیں سوئس زبان میں نماز ادا کر سکتے ہیں؟

(جواب ۷۲۳) نماز کے لئے عربی تحریر آئی کی حدود ضروری ہے بشرطیکہ اُسے نماز قرآن مجید سیکھ لینا نہ

۱۔ فلو عجزه فراء ولا مد فعلن سکی و یقول علی و نعم او ری لا یفسد سرحدہ بدلائلہ علی جملہ و درمجان، وہی کتبیہ و ذلک من کذلک سدا فاحس سجدہ بکون مفسدا باب ما یفسد الصلاۃ و ما یکرہ فیہا ۶۵۹/۱-۶۶۰ ط سعید

۲۔ واجب قراءۃ الفاتحۃ و صم السورۃ او ما یقوم مقامہا من سبب بات قصدا و اذ طویلہ فی لاولس بعد الفاتحۃ و فی جمیع رکعات الباقی و لولہ الخ عالمگیری نقص الدی فی واحد الصلاۃ ۷۱۹ ط مکہ محدثہ کوئٹہ

۳۔ خلاف فہمہ علی امامہ وہ لا یفسد مطلقا لحد و حد یکن حد الخ و سبب و سرحدہ باب ما یفسد الصلاۃ و ما یکرہ فیہا ۶۶۲ ط سعید

دشوار ہے نہ اس کے لئے زیادہ وقت کی ضرورت ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دو سورتوں کے درمیان چھوٹی سورت کا فاصلہ مکروہ ہے

(المعنیۃ مورخہ ۹ فروری ۱۹۳۵ء)

(سوال) زید نے پہلی رکعت میں ”سورہ الم تر کیف“ اور دوسری رکعت میں ارایت اندی یعنی درمیان میں ایک سورت چھوڑ کر پڑھی تو نماز ٹھیک ہو گئی یا نہیں؟

(جواب ۷۲۴) درمیان میں ایک چھوٹی سورت چھوڑ کر قصد اپڑھنا تو مکروہ ہے، لیکن اگر بلا قصد اتفاقاً ایسا ہو جائے تو مکروہ نہیں ہے اور نماز میں کوئی نقصان نہیں آتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بغیر معنی سمجھے تلاوت کرنا بھی ثواب ہے

(المعنیۃ مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) زید کہتا ہے کہ بغیر معنی سمجھے اور مضرب سمجھے ہوئے قرآن پاک کی تلاوت کتاب سو دلو رب ثواب ہے آیا زید کا یہ قول درست ہے؟

(جواب ۷۲۵) قرآن مجید کا نظم یعنی عبارت کی حفاظت بھی ایک مقصود اور مقصد ہے۔ قرآن مجید کے اپنی طرف سے نازل فرمائے کو ذکر کرنے کے ساتھ اس کی حفاظت کا بھی خود ہی ذمہ لیا ہے اور عالم اسباب میں حفاظت کا ذریعہ یہ قرار دیا کہ مسلمان اپنے سینوں میں اس کی حفاظت کریں اور ظاہر ہے کہ اس حفاظت کے لئے اس کی عبارت اور نظم کو پڑھنا اور یاد کرنا لازمی تھا اس لئے شریعت مقدمہ نے نفس عبارت کی تلاوت کو بھی موجب اجر و ثواب قرار دیا ہے حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص نظم قرآنی میں سے ایک حرف کی تلاوت کرے وہ دس نیکیوں کے اجر کا مستحق ہوتا ہے اور پھر یہ نہیں کہ آلم ایک حرف قرار دیا جائے پس اس کے تین حرف الف لام میم جدا جدا معتبر ہوں گے اور تیس نیکیاں ملیں گی (۲)

کتاب یہ میں تبدیل و تحریف سے محفوظ رہنے میں کوئی کتاب قرآن مجید کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی اور اس خاص تنوع کی اصل وجہ یہی ہے کہ مسلمانوں نے نظم قرآنی کی تلاوت اور حفظ ساتھ والہانہ شغف رکھا اور یقیناً ان کا یہ فعل موجب اجر و ثواب ہے کہ اس سے قرآن پاک کا تحفظ مرہط

(۱) وأما القراءة لقادر عليها كما سيجي (المحاضر) وقراءة الفاتحة والسورة أو ثلث آيات فهي واجب أيضاً (رد المحتار) باب صفة الصلاة فصل في القراءة ۴۴۶/۱ ط سعید

(۲) وبكره الفصل سورة قصصه وأبقره كونه لا إله إلا الله حم الح والمحم المحارر فصل في القراءة ۴۴۶/۱ ط سعید

(۳) (سورة الحجر ۹)

(۴) (ترمذی فصل القرآن ۱۱۹/۲ ط سعید)

ہے۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ نزول قرآن کا اصل مقصد اس کی ہدایت پر عمل کرنا ہے تو وہ اس کو مستنیر نہیں کہ عبارت کی تلاوت موجب اجر نہ ہو یہ جوئے خود ایک ثواب کا عمل ہے اور عمل سرہانے خود دوسرا عمل ہے اور موجب اجر ہے اور وہ رائج و فائق بھی ہے اور عمل نہ ہو تو معنی و مطلب سمجھ کر پڑھنے اور بوجھے پڑھنے میں کوئی بوافرق نہیں۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لہ

باب بائیسواں فاتحہ خلف الامام، رفع یدین، آمین بالجہر، بسم اللہ بالجہر

(۱) نماز میں ہاتھ سینے پر رکھیں یا ناف کے نیچے؟

(۲) امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کا حکم

(۳) مقتدی آمین سر اٹکے یا جہراً؟

(۴) نماز میں رفع یدین کا حکم

(سوال) (۱) نماز میں ہاتھ سینے پر رکھے یا ناف پر؟ اور ناف پر ہاتھ رکھنا ہے یا سینے پر؟ حدیثیں کس مسئلے کی صحیح اور قوی ہیں جواب حدیث صحیح ہے۔

(۲) امام کے پیچھے مقتدی سورۃ فاتحہ پڑھے یا نہ پڑھنا لوٹی ہے؟ جواب حدیث صحیح ہے۔

(۳) نماز جہری میں آمین آہستہ کنسی چاہیے یا آواز بلند؟ آہستہ کہنا لوٹی ہے یا آواز۔

(۴) نماز میں رفع یدین قبل الکرکوع اور بعد الکرکوع کرنا چاہیے یا نہیں؟

المستفتی قادر بخش از بھرت پور

(جواب ۷۲۶) (۱) ہاتھ ناف کے نیچے رکھے۔ اس کے سنے مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ صریح روایت موجود ہے۔ حدثنا وکیع عن موسیٰ ابن عمیر عن عقیمة بن وائل ابن حجر عن ابیہ قال رايت السی یضع بیمہ علی شمالہ تحت السرۃ انتہی کذا فی اتار السنن، بخاری و مسلم میں نہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایت ہے نہ ناف کے نیچے باندھنے کی۔

(۲) امام کے پیچھے کسی نماز میں فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے اس کے سنے یہ صحیح حدیثیں موجود ہیں۔ عن امی موسیٰ قال علمنا رسول اللہ ﷺ قال اذا قمتم الی الصلوۃ فلیأمرکم احدکم واذا قرأ الامام فانصتوا رواہ احمد و مسلم (اتار السنن) و عن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ من کال لہ

(۱) (باب وضع الیدین تحت السرۃ ص ۶۹ ط اعدادیدہ ملتان)

(۲) (باب فی ترک القراءۃ خلف الإمام فی الجہریۃ ص ۸۶ ط اعدادیدہ)

امام فقراء الامام له قراءۃ رواه الحافظ احمد بن مبيع في مسنده و محمد بن الحسن في الموطا والطحاوي والدارقطني واسنده صحيح (آثار السنن) ۱
(۳) آمين آيتہ نمازوں کے لئے اور اس کے لئے یہ حدیث صحیح ہے۔ عن وائل بن حجر قال صلى بنا رسول الله ﷺ فلما قرأ عبر المعصوب عبيهم ولا الضالين قال آمين واحمى بها صوته الحديث رواه احمد والترمذي وابوداؤد الطيالسي والدارقطني والحاكم وأحرون واسنده صحيح (آثار السنن) ۲

(۴) شیخین روایت میں ہے وقت اور رکوع کے اٹھتے وقت نہیں کرنا چاہیے اور اس کے لئے یہ حدیث نہیں ہے۔ عن علقمة قال قال عبدالله بن مسعود الا اصلى بكم صلوة رسول الله ﷺ فصلی ولم يرفع يديه الا في اول مرة رواه التلمذ وهو حديث صحيح (آثار السنن) ۳ وفي التعليق قلب صححه ابن حزم وقال الترمذي حديث ابن مسعود حديث حسن۔ انتہی واللہ اعلم
کتبہ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فاتحہ خلف الامام کا حکم

(سوال) زید کتا ہے کہ غیر سورہ فاتحہ کے امام نے پیچھے نماز نہیں ہوتی ہے اور استدلال میں مہدوین مامت والی حدیث پیش کرتا ہے بجز کتا ہے کہ جائز نہیں اور استدلال میں سورہ اعراف والی آیت کریمہ پیش کرتا ہے کہ کا دعویٰ حق ہے "المستفتی نمبر ۳۲۵ قاضی منیر الحسن صاحب دادہ

۹ شعبان ۱۳۵۳ھ ۸ نومبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۷۲۷) حنفیہ کے نزدیک مقتدی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے سنت عبادت والی حدیث امام اور منکر کے حق میں ہے مقتدی کے واسطے من کان له امام فقراء الامام له قراءۃ وہ وائل روایت ہے اور مسلم شریف میں روایت واد قرأوا فاستوا کی روایت ہے میں سورہ فاتحہ امام کے پیچھے نہیں پڑھتا۔ اس کا قائل ہوں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۱) باب فی ترک القراءۃ خلف الإمام فی الصلوات کتبا ص ۸۸ ط امدادیہ

۲) باب ترک الجهر بالتہن من ص ۹۷ ط امدادیہ

۳) باب ترک رفع الیدین فی غیر الا جناح ص ۱۰۴ ط امدادیہ

۴) باب رفع الیدین عند الركوع ص ۵۹ ط سعید

۵) باب فی ترک القراءۃ خلف الإمام فی الصلوات کتبا ص ۸۸ ط امدادیہ

۶) باب الشہد فی الصلاۃ ۱/۱۷۴ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۱) صحابہ کرامؓ نے رفع یدین اور آمین بالہجر کیا یا نہیں؟

(۲) امام کے پیچھے فاتحہ پڑھی جائے یا نہیں؟

(سوال ۱) کیا حضور آرم نہتے کے بعد صحابہ کرامؓ نے آمین بالہجر اور رفع یدین کی تھی؟

(۲) کیا امام کے پیچھے الحمد للہ پڑھنا جائز ہے؟ المستفتی نمبر ۱۵۶۳ جناب سید عبدالعزیز صاحب

قادر آباد (ضلع ایوان) ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۴ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۲۸) (۱) آمین بالہجر اور رفع یدین کا مسئلہ صحابہ کرامؓ کے زمانہ سے مختلف فیہ ہے حضور آرم نہتے کے وصال کے بعد بعض صحابہ آمین بالہجر نہتے تھے اور بعض بالہجر اور بعض صحابہ رفع یدین کرتے تھے اور بعض نہیں کرتے تھے اسی وجہ سے مجتہدین امت میں بھی اختلاف ہوا بعض مجتہدین آمین بالہجر کو پسند کرتے ہیں اور بعض نہیں بالہجر اور اہل حنفیہ اور امام شافعی بالہجر کو پسند کرتے ہیں اور امام ابو حنیفہؒ نے ترک رفع یدین کو راجح قرار دیا ہے (۱)

(۲) حنفیہ کے نزدیک امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت فاتحہ نہ کرنی چاہیے حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ صحیح مسلم میں آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث طویل مروی ہے جس میں وادافوا فانصتوا موجود ہے یعنی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو اور دوسری حدیث جو موطا امام محمد میں ہے من کان له امام فقرأه الامام له فقرأه یعنی امام کے پیچھے جو شخص نماز پڑھتے تو امام کی قرأت سے کان لے بھی قرأت ہے پس حنفیہ کے مذہب میں امام کے پیچھے مقتدی کو فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ دلی

احناف کے نزدیک فاتحہ خلف الامام جائز نہیں

(سوال ۲) فاتحہ خلف الامام کا احناف و اہل حدیث کے نزدیک کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۶۳۰ میں محمد صدیق صاحب (فیروزپور) ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ ۱۰ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۲۹) اہل حدیث کے نزدیک مقتدی پر امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے اور حنفیوں کے نزدیک امام کے پیچھے مقتدی کو خاموش کھڑا رہنا چاہیے حنفیوں کی دلیل یہ ہے کہ مسلم (۱) شریف میں حضرت ابو موسیٰ اشعرئ کی ایک طویل حدیث مروی ہے جس میں یہ الفاظ موجود ہیں وادافوا فانصتوا یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو اور موطا امام محمد میں روایت ہے

۱۔ عن وائل بن حجر قال: "كان رسول الله ﷺ إذا قرأ ولا اتصال قال: "من رافع يده صوته يسمع من الجهر بالأمس ص ۹۳ ط اعمد، و ر عه قال: "صلى رسول الله ﷺ فقرأوا غير المعصوب عليهم ولا اتصال قال: "ومن صوته الحديث، انظر امس ص ۱۰۲ الجهر بالأمس ص ۹۷ ط مدينه

(۲) باب التشهد في الصلاة ۱/ ۱۷۴ ط قديمي

(۳) باب القراءة في الصلوات خلف الإمام ص ۹۸ ط مير محمد كعب حانہ كراچی

(۴) باب التشهد في الصلاة ۱/ ۱۷۴ ط قديمي

من كان له امام فقراء الإمام له قراءة ، (انتهی بمعناه) یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کا کوئی امام ہو تو امام کی قرات مقتدی کے لئے بھی قرات ہے یعنی امام کے قرات مقتدی کے لئے کافی ہے۔
محمد کفایت اللہ کا اللہ کا ولی

- (۱) آمین بالجہر کا حکم
 - (۲) آمین بالجہر والے کو مسجد سے روکنا
 - (۳) کیا آمین بالجہر بدعت ہے
 - (۴) آمین بالجہر والے کو موذی کہنا
 - (۵) جماعت اہل حدیث کو گمراہ کہنا اور ان سے قطع تعلق کرنا کیسا ہے؟
- (سوال) (۱) ایک مسجد میں حنفی اور اہل حدیث باہم نماز باجماعت لو اکرتے ہیں لیکن حنفی صاحبان آمین بالجہر کی سخت مخالفت کرتے ہیں اور اہل حدیث کو مسجد میں آنے سے روکتے ہیں نیز آمین بالجہر کو باعث ایذا رسائی سمجھتے ہوئے اہل حدیث کو موذی قرار دیتے ہیں اور موذی قرار دیکر نواہ در مختار جلد اول ص ۳۸۹ مسجد سے مانع ہوتے ہیں۔

اہل حدیث صاحبان آمین بالجہر کو سنت سمجھتے ہیں اور مسجد سے روکنے پر آیت کریمہ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ پڑھتے ہیں اور منع کرنے سے روکتے ہیں لیکن باہمی کشیدگی اتنی بڑھی کہ عدالت تک معاملہ پہنچ گیا اب سوال اس امر کا ہے کہ زور سے آمین کہنا از روئے حدیث کیسا ہے؟

(۲) آمین بالجہر کی بنا پر مسجد میں آنے سے روکنا از روئے قرآن وحدیث کیسا ہے؟ کیا آیت مذکورہ میں داخل ہے۔

(۳) کیا آمین بالجہر باعث ایذا وفساد ہے؟

(۴) نیز زور سے آمین کہنے کو موذی قرار دیکر مسجد میں آنے سے روکنا شرعاً جائز ہے؟

(۵) بدعت اہل حدیث کو گمراہ کہنا کے پاس اٹھ تینے سے روکنا شرعاً کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۶۶۸ عبدالحق (ملزم) کیم، ہمدانی، ۱۱/۱/۱۳۶۰ھ ۲۹ مئی ۱۹۳۱ء

(جواب ۷۳۰) آمین بالجہر حنفیہ اور امام شافعی کے قول جدید کے موافق مسنون ہے اور آمین بالجہر امام شافعی کے قول قدیم اور دیگر امام کے نزدیک مسنون ہے۔ (۱) صحیحہ کرامت میں بھی یہ اختلاف موجود تھا لہذا یہ

(۱) (باب القراءۃ فی الصلوات حلف الإمام ص ۹۸ طبع محمد)

(۲) عن وائل بن حجر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "اقرأ ولا تصلي" قال ابن عباس: "رفع يده صوتاً وعسى أن يهرق دماً" قال ابن عباس: "إذا فرغ من قراءة الفراء رفع يده صوتاً" قال ابن عباس: "أما المفسر باب الجهر بالصلاة ص ۹۳ ۹۴ طبع دار الفکر، وقد قال الله تعالى: "ادعوا ربكم تضرعاً وخفية" (حزري ہے)

مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے باہم مسلمانوں میں اشتقاق و اختلاف اور عدوت و دشمنی ہو جس حدیث کے آئین باہر کہنے سے حنفیوں کی نماز خراب نہیں ہوتی اور اس وجہ سے کسی تین پہلو والے کومجد میں آنے سے روکا نہیں جاسکتا اس حدیث کا بھی یہ فرض ہے کہ ”روہ آئین باہر کو سنت سمجھتے ہیں تو محض اپنی سنت کے لحاظ سے عمل کریں محض حنفیوں کو چرنے کے ارادے سے ایسا نہ کریں جیسے بعض متاہلہ میں امام کے ولا الفالیین پڑھنے پر بعض اہل حدیث جو ثانی پر وضو کرتے ہوتے ہیں زور سے آئین پکڑ دیتے ہیں یہ جماعت میں اتنے زور سے آئین پکارتے ہیں کہ قریب والے شخص چونکہ پڑتے ہیں فریقین کو نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ اپنے مسئلے پر عمل کرنا پڑے یہ ہم اتفاق و اتحاد اور رواداری سے زندگی بسر کرنی چاہیے۔ فقط محمد کفایات اللہ کان اللہ اعلم“

بسم اللہ سورہ فاتحہ کا جزو ہے یا نہیں؟

(سوال) بسم اللہ الرحمن الرحیم سورہ فاتحہ اور دوسری سورتوں کا جزو ہے یا نہیں؟ ”آخر جزء ہے تو جن نمازوں میں سورہ فاتحہ جہ کے ساتھ پڑھی جاتی ہے ان میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کا جہر کیا جائے گا یا نہیں؟ رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کا عمل کیا تھا نمازیں قرأت الحمد تہ سے شروع کرتے تھے یا بسم اللہ سے۔ اسی طرح اور سورتوں کے ساتھ بھی نماز میں بسم اللہ جہرا پڑھی جائے یا سراپا یا کل نہیں جواب میں احادیث صحیحہ تحریر فرمائیں۔ المستفتی نمبر ۲۶۹۰ مولانا محمد صدیق صاحب صدر مدرس محمد سرہ صدیقیہ دہلی

۲۶ یقعدہ ۱۳۶۰ھ ۱۶ دسمبر ۱۹۴۱ء

(جواب ۷۳۱) بسم اللہ اور سورہ فاتحہ اور دوسری سورتوں کا جزو ہے یا نہیں یہ مسئلہ ہند سے مختلف فیہ ہے۔ ائمہ حنفیہ کے اصح اور راجح قول یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کا جزو ہے اور نہ کسی سورت کا (سوائے سورہ نمل کی درمیانی بسم اللہ کے) ان کی دلیل یہ ہے صحیح مسلم کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ قسمت الصلوٰۃ بینی و بین عبدی نصفین و لعبدی ما سال فاذا قال العبد الحمد لله رب العالمین الحديث. اس حدیث میں صلوٰۃ سے مراد سورہ فاتحہ ہے حضرت حق کا فرمان ہے کہ سورہ فاتحہ نصف میرے لئے ہے اور نصف میرے لئے ہے اور نصف اول کو بیان فرماتے ہوئے الحمد تہ سے بتا دیا فرمائی۔ معوم ہوا کہ سورہ فاتحہ الحمد تہ سے شروع ہوتی ہے بسم اللہ اس میں داخل نہیں ہے اور ترمذی، ۱۳ میں

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ ”بسم یقول لا تدرؤا لامہ ذکر کفر و ذکر“ و لا الصالحین فقولوا آمین و اذا رکع فزککو و ذکر قال لیموی يستعد من ان لامہ لا یحجر من“ و عن وائل بن حجر قال ”صلی ما رسول اللہ ﷺ فمما قرأ غیر المعبوض علیہم ولا الصالحین“ قال ”آمین“ و حتی یہا صورۃ رسول اللہ احمد والترمذی و ابو داؤد الخ (آثار السنی باب ترک الجہر بالتغیین ص ۹۵ تا ۹۷ ط امدادیہ)

(۱) وھی ای بسم اللہ الخ آیۃ واحدۃ من القرآن کلہ امرت للفصل بین السور فہی فی العمل بعض آیۃ اجماعاً و لیست من الفاتحۃ ولا من کل سورۃ فی الاصح الخ السور و شرحہ فصل فی بیان تألیف الفاتحۃ ۱۹۹ ط سعید

(۲) باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ ۱۷۰ ط حسنی، (۳) باب ما جاء فی سورۃ الملتک ۱۹۲ ط سعید

مسند حسن یہ روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ان سورۃ من القرآن تلائون آیت الی قولہ وہی تبارک الذی بیدہ المملک یعنی قرآن مجید کی تمیں آیتوں والی ایک سورت ہے پھر فرمایا کہ وہ تبارک الذی بیدہ المملک ہے اور تبارک الذی میں اسم اللہ کے عدہ تمیں آیتیں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اسم اللہ سورت کا جزو نہیں ہے۔

ہاں اسم اللہ قرآن مجید کی ایک آیت ضرور ہے جس کا فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے سورتوں کی ابتدا اور ابتدا معلوم ہو جائے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ کے اس ارشاد سے ثابت ہوتا ہے یہ قال کان النبی ﷺ لا یعرف خاتمة السورة حتى تنزل بسم الله الرحمن الرحيم فاذا نزل بسم الله الرحمن الرحيم عرف ان السورة قد ختمت واستقبلت او ابتدئت سورة اخرى (رواه الترمذی) باسنادین رجال احدهما رجال الصحيح - کذا فی مجمع الروائد، یعنی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سورتوں کی ابتدا نہیں پہنچتے تھے یہاں تک کہ اسم اللہ نازل ہو جب اسم اللہ نازل ہوئی تو حضور ﷺ اس بات کو پہنچنے لگے کہ ایک سورت ختم ہوئی اور دوسری شروع ہوئی۔

جبری نمازوں میں اسم اللہ بھی جبراً پڑھی جائے یہ نہیں ہے یہ مسند بھی اللہ سے مختلف فیہ ہے نہ میں صحیح اور قوی یہ ہے کہ جبر سے نہ پڑھی جائے آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین سے مسند صحیح جبر سے پڑھنا ثلاث نہیں یعنی سنت اچھے وائے کے طور پر جبراً نہیں بلکہ سراپڑھتے تھے۔ اس کی دلیل میں مسند شریف (۱) کی یہ روایت ہے عن ابن مالک انه حدثه قال صلیت خلف النبی ﷺ و ابی بکر و عمر و عثمان فکانوا يستفتحون بالحمد لله رب العالمین لا یذکرون بسم الله الرحمن الرحيم اول قراءة ولا فی آخرها۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ اور ابوبکر و عمر اور عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی یہ سب قرأت الحمد لله رب العالمین سے شروع کرتے تھے۔ بسم الله الرحمن الرحيم نہ ابتدا۔ قرأت میں پڑھتے تھے نہ آخر میں۔ یعنی فاتحہ کے ختم اور سورت کے شروع پر بھی نہیں پڑھتے تھے۔ صحیح مسلم (۲) میں حضرت انسؓ کی یہ حدیث بھی ہے۔ صلیت مع رسول الله صلی الله علیہ وسلم و ابی بکر و عمر و عثمان فلم اسمع احدا منهم یقرأ بسم الله الرحمن الرحيم یعنی میں نے حضرت ﷺ اور ابوبکر اور عمر و عثمانؓ کے ساتھ نماز پڑھی ہے تو ان میں سے کسی کو اسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے میں نے نہیں سنا۔ خبر الی غیر اور بواسطہ میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے تھے تو مشرکین بطور استہزاء کہتے تھے کہ محمد تو میرے خدا (یعنی مسلمان) کا نام

(۱) (باب بسم الله الرحمن الرحيم ۱۱۱، ۲ ط 'بیروت' لبنان)

(۲) (باب حجة من قال "لا یحیر بالسملة ۱۷۲/۱ ط قدیمی)

(۳) (ایضاً)

لیتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو رحمن و رحیم کہلاتا تھا پھر جب یہ آیت (یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم) نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے لوگوں کو یہ امر فرمایا کہ اسے جہرا نہ پڑھیں یہ حدیث بھی مجمع الزوائد میں نقل کر کے مصنف نے کہا ہے۔ ورحالہ موثقون یعنی اس کے راوی معتبر اور قوی ہیں۔

صاحب فتح القدیر (۱۰) نے طبرانی سے حضرت انسؓ کی یہ روایت بھی ذکر کی ہے عن انس ان رسول اللہ ﷺ کان یسر بسم اللہ الرحمن الرحیم و ابا بکر و عمرو و عثمان و علیاً یعنی حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر و عمرو و عثمان و علیؓ بسم اللہ الرحمن الرحیم اذکار کرتے تھے مجمع الزوائد (۱۱) میں حضرت انسؓ سے یہ روایت طبرانی نے روایت اس طرح منقول ہے عن انس ان رسول اللہ ﷺ کان یسر بسم اللہ الرحمن الرحیم و ابوبکر و عمرو اور مصنف نے اس کی سند کے متعلق فرمایا ہے۔ ورجالہ موثقون یعنی اس حدیث کے راوی معتبر ہیں اور اسی مجمع الزوائد (۱۲) میں حضرت ابو داؤدؒ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ اور عبداللہ (ابن مسعودؓ) بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اعوذ باللہ اور آمین جہر سے نہیں پڑھتے تھے اور ترمذی (۱۳) میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مغفل صحابی نے اپنے چچے کو بسم اللہ الرحمن الرحیم جہر سے پڑھتے ہوئے سنا تو ان کو سختی سے منع فرمایا اور کہا کہ یہ بدعت ہے میں نے آنحضرت ﷺ اور حضرت ابو بکر و عمرو اور عثمانؓ کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور کسی کو بسم اللہ الرحمن الرحیم جہر پڑھتے نہیں سنا تو پتا تم بھی نہ پڑھا کرو جب نماز پڑھو تو الحمد للہ رب العالمین سے پڑھو زندگی نے یہ بھی لکھا کہ اکثر صحابہؓ کا مذہب یہی ہے کہ بسم اللہ جہر سے نہ پڑھی جائے چاروں خلفائے راشدین اسی کے قائل تھے (۱۴) مذکورہ احادیث کے علاوہ اور بھی بہت روایات ہیں جن سے بسم اللہ کا آہستہ پڑھنا ثابت ہے یہ حدیثیں اس بات کی بھی دلیل ہیں کہ بسم اللہ سورۃ تھکا جائز نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلیلی

(۱) مرض وفات میں حضور ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے یا نہیں؟

(۲) اس وقت آپ ﷺ نے آمین جہر کی یا سراً؟

سوال (۱) رسول اللہ ﷺ نے آخر یا مرحلت میں حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے کتنے وقت کی نماز پڑھی؟

(۲) آپ نے حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے جب نماز پڑھی تو بعد آواز سے خود رسول اللہ ﷺ نے آمین کہی یا

(۱) (باب بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱۱۱/۲ ط بیروت)

(۲) (باب صفة الصلاۃ ۲۹۲/۱ ط مصر)

(۳) (باب بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱۱۱/۴ ط بیروت)

(۴) (ایضاً)

(۵) (باب ما جاء فی ترک الجہر بسم اللہ ۵۷/۱ ط سعید)

(۶) (والعمل علیہ عند اکثر أهل العلم من أصحاب النبی ﷺ، مبہم، ابوبکر و عمر و عثمان و علی و عمرہم ومن بعدهم من التابعین)

(باب ما جاء فی ترک الجہر بسم اللہ ۵۷/۱ ط سعید)

نہیں^۱ المسنفی نمبر ۱۳۷۱ خشی جمال احمد (رتلام) ۹ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۳ مارچ ۱۹۳۷ء
(جواب ۷۳۲) آنحضرت ﷺ نے شدت مرض کے وقت جب کہ حجرہ شریفہ سے مسجد میں تشریف
لے کر صحت نہ تھی اپنی جہد حضرت ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کا امر فرمایا تھا اس اثناء میں ایک وقت
حضور ﷺ کو تخفیف محسوس ہوئی تو حضور ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور صفوں میں سے نزلتے ہوئے
حضرت ابو بکرؓ کے پاس جا کھڑے ہوئے حضرت ابو بکرؓ نے پیچھے بنایا پایا اور حضور ﷺ نے ان و
اشارے سے فرمادیا کہ اپنی جگہ حڑے رہو اور ان کی اقتدا میں نماز شروع کروئی مگر حضرت ابو بکرؓ حضور ﷺ
کی موجودگی میں نماز نہ پڑھا سکے اور پیچھے ہٹ گئے اور حضور ﷺ نے اہمیت شروع کر دی^(۱) اس واقعہ میں
میں یہ بات میری نظر سے نہیں نزل رہی کہ حضور ﷺ نے آمین زور سے نہی ہو کر نوبی یہ کہتا ہے کہ
حضور ﷺ نے آمین زور سے ہی تھی تو اس کا ثبوت اس سے حسب سنجہ دو روایت اور کتاب اور باب نام
باتا تو اس کی تحقیق ہوسکتی ہے۔
محمد خلیفہ احمد کان مدہ ذیل

(۱) غیر مقلدین خفیوں کی جماعت میں آمین باہر اور رفع یدین کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) اہل السنۃ والجماعت کسے کہتے ہیں؟

(۳) غیر مقلدین اہل السنۃ والجماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟

(۴) سابقہ دور میں آمین بالخبر اور اخذ والوں کا کیا معمول تھا؟

(جمعیت مورخہ ۲۴ جون ۱۹۳۷ء)

(سوال) (۱) اگر کوئی شخص اپنی دوا کے ساتھ شریک جماعت ہو کر نماز میں آمین باہر سے اور رفع

یدین کرے تو اس شخص سے آمین باہر اور رفع یدین سے خفیوں کی نماز میں کوئی خلل آئے گا یا نہیں؟ (۲)

اس سنت و جماعت سے یہ مراد ہے "حق سنت سے کیا مراد ہے اور جماعت سے کون سی جماعت مراد ہے

" (۳) اس حدیث میں کوئی مقلد بھی آجائے گا تب یہ اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟ (۴) زور نہ

سلف حق صحابہ اور ائمہ مجتہدین سے نہانے میں نہ تو آمین کہنے والے اور باہر آمین کہنے والے ایک ہی

مسجد میں شامل نماز پڑھا کرتے تھے یہ تین تہہ تہہ وہ "راج کل مکہ معظمہ وغیرہ میں شریک ہو کر پڑھتے ہیں یہ

تین تہہ مسجدوں میں؟

(جواب ۷۳۳) (۱) کسی شریک جماعت سے آمین باہر کہنے سے خفیوں کی نماز میں نقصان نہیں ہے (۲)

اہل سنت والجماعت وہ آروپ جو حضور ﷺ اور صحابہ کرام سے مراد ہے چلتا ہے (۳) اس حدیث

(۱) (بحاری) باب حد المریض الی شہید الجماعۃ ۹۱ ط لمعی

۲ دس اسرائیل تفرقت علی نسر، م حسن مدو و تصرفی امی علی ثلاث وسبعین مہ کہیہ فی سار لامذ و حدو و نو
من ہی برسول اللہ قال "ما انا علیہ واصحابی الحدیث (ترمذی) باب افتراق هذه الأمة ۹۳ ط سعید

جماعت کمال سنت و انجمن عت میں داخل ہے۔ (۴) اس قسم کے فروعی اختلاف رکھنے والے سب شریک ہو کر نماز ادا کرتے تھے اور آج کل بھی مملکت اسلامیہ میں اسی طرح نماز ادا کرتے ہیں۔

محمد کثرت اللہ خیر لہ

اقتباس از تقریر ترمذی ماخوذ از تقریر ترمذی ضبط کردہ حضرت مفتی اعظم

۱۰ باب ما جاء في ترك الجهر بسم الله الرحمن الرحيم قوله فقال لي ابي بنی محدث الخ - بنی عبد اللہ بن مغفل فرماتے ہیں کہ مجھ کو میرے باپ نے نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہوئے سن لیا تو انہوں نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے یہ نواہی یعنی بدعت ہے اور پھر فرماتے ہیں کہ ابناک والحدث - یعنی تم حدیث یعنی بدعت سے ہمیشہ چھٹے رہنا اور پھر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور ابو بکر و عمرو عثمان کے ساتھ نماز پڑھی اور کسی کو بسم اللہ جہر اکتے ہوئے نہیں سنا۔

جاننا چاہیے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک بسم اللہ آیت نہ چاہیے اور امام شافعی صاحب جہر کے قائل ہیں پس یہ حدیث حنیفہ کی جہت امام شافعی پر ہے لہذا یہ صاف دلیل بنت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر و عمرو عثمان یہ سب حضرات آیت نہ بسم اللہ کہتے تھے۔ اب اس سے زیادہ اور کیا جہت ہوگی کہ عبد اللہ بن مغفل کس زور شور سے جہر کا انکار کرتے ہیں باقی رہی وہ حدیث جس سے امام شافعی نے جہر پر استدلال کیا ہے اور اس کو ترمذی نے اگلے باب میں ہائیں الفاظ نقل کیا ہے۔ عن ابن عباس قال کان النبی ﷺ یفتتح صلوٰتہ بسم الله الرحمن الرحيم تو اس کی بول تو سند ہی پہلی حدیث کی طرح قوی نہیں امام ترمذی نے خود و لیس اسنادہ بذاک فرمادیا ہے لیکن اس جواب سے قطع نظر اگر کے ہم یوں کہتے ہیں کہ اس سے جہر ثابت ہی نہیں ہوتا کیونکہ اس سے یہ معوم ہوتا ہے کہ آپ بسم اللہ سے نماز شروع کرتے تھے جہر کہاں سے معوم ہوتا ہے ہاں اگر یوں کہا جائے کہ اگر آپ آیت نہ کہتے ہوں گے تو ان جوابوں کو کہاں سے معوم ہو گیا کہ آپ نے بسم اللہ سے نماز شروع کی تو ان میں سے جہت نہ دینا چاہیے کہ معوم ہونے کا صرف ایک طریقہ ہی ہے کہ جب امام جہر اپنے جہر سے ہی معوم ہو کہ امام نے بسم اللہ سے نماز شروع کی۔ و ہذا لیس ثابت فالوقوف علیہ بالطریق الاولیٰ اسی وجہ سے محققین شوافع نے بھی اقرار کر لیا ہے کہ امام شافعی صاحب کا یہ مذہب بلا دلیل ہے کوئی حدیث صحیحہ میں اس پرے میں موجود نہیں پس اب حنیفہ کو جواب دینے کی کیا وجہ ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱) بین جو تھمید و شکر کے ہیں اور ان میں سے بعض جہر سے ہیں اور بعض بی جہر سے ہیں۔

(۲) بین و لیس دار العلوم دیوبند ۲۹۱۳ طبع مسدود، ۲، ۱، ۵۷۱، مسدود،

باب فی افتتاح القراءة بالحمد لله رب العلمین قوله كانوا یفتتحون القراءة بالحمد لله رب العلمین اس کے یہ معنی تو ہر نہیں کہ ہم الحمد نہیں پڑھتے تھے ہاں یہ معنی ہیں کہ ہم الحمد کو جہرا نہیں پڑھتے تھے جہر قتلین قراءۃ الحمد بدت ہوتا تھا اور ہم شافعی نے جو اس کی تاویل کی ہے وضح ان معنوں کو یہ حدیث محتسب نہیں ہے۔ اس کا مطلب بلا تکلف بن سکتا ہے تو کیا ضرورت ہے کہ اس سے خواہ مخواہ وجود من غایت حدیث صحیحہ ہم الحمد کا جہر ثابت کیا جائے۔

۱. باب ما جاء انه لا صلوة الا بفاتحة الكتاب قوله لا صلوة من لم یقرأ بفاتحة الكتاب مونا نے فرمایا کہ تمام ان مسئلوں میں سے جن میں امام ابو حنیفہ والہم شافعی صاحب میں خاص مختلف ہوئے ہیں تو بن تحقیق بحث یہ مسئلہ ہے کیونکہ امام شافعی تو فرماتے ہیں کہ قراءۃ فاتحہ نہ ہوگی تو نماز بنی نہ ہوگی اور امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ اگر مقتدی امام کے پیچھے قراءۃ کرے گا تو اس کی نماز مکروہ تحریمی ہوگی اسی وجہ سے ایک عالم تھے وہ بھی مقتدی ہو کر نماز نہ پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ مجھ کو امام ابو حنیفہ والہم شافعی سے خوف آتا ہے کہ ایک صاحب میری نماز کو مکروہ تحریمی بتاتے ہیں اور ایک صاحب باطل نماز ہی کا آثار فرماتے ہیں ہذا میں ہمیشہ امام ہی ہوں تاکہ دونوں کے نزدیک میری نماز ہو جائے اب سیکے کہ امام شافعی کی مسئلہ حدیث مذکور ہے اور اس سے دوسرے نکلتے ہیں اول تو جو قراءۃ فاتحہ دوسرے کی فضیلت سے خواہ عام و مفاد و مقتدی کوئی ہو سب کے واسطے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے امام ابو حنیفہ کی دونوں مسئلوں میں مخالف ہیں پس امام شافعی نے مسئلہ اول میں استدلال لفظ لا صلوة سے کیا کہ اس سے معوم ہوتا ہے کہ ہر احمد نے پڑھی جائے تو نماز بنی نہ ہوگی اور یہ شان کی فضیلت کی ہے نہ کہ وجوب کی پس اس کا جواب حنیفہ نے اسی طور پر دیا ہے اول تو ان روایات سے جن میں تارک فاتحہ کی نماز کو خداج وغیرہ فرمایا ہے جس سے معوم ہوتا ہے کہ نماز تو ہوئی مگر ناقص ہوئی مریخی شان وجوب کی ہے نہ انیہ کہ الصلوٰۃ سے مراد انی کمال ہے کہ نماز کمال نہیں ہوتی ناقص رہتی ہے اور یہ صیغہ نفی کمال میں مستعمل ہے پس یہاں بھی یہی معنی مراد ہیں نہ یہ روایات دیگر کے۔ اور اسی روایت میں کہ جس کو ترمذی نے باب ما جاء فی تحریم الصلوٰۃ و تحلیلہا میں روایت کیا ہے یہ زیادتی موزوں ہے لیس لم یقرأ بالحمد و سورۃ فی فیصلۃ او غیر ہا اور اسی روایت میں مسلم میں غلط فضا حدیثیہ کی زیادتی ہے اور زیادتی شد کی مقبول ہے تو اب شوافع بتائیں کہ معنی اس حدیث کے کیا ہوئے اس سے قویہ ثابت ہوتا ہے کہ سورت بھی نہ پڑھے اس کی نماز نہ ہوگی تو اس سے فضیلت سورت بھی درست ہوتی ہے تو ان دو بھی پر اس جملہ میں وہی تاویل کرنا پڑتی ہے جو حنیفہ نے دونوں ہموں میں کی ہے بلکہ حنیفہ کے نزدیک تو نماز صلوٰۃ وجوب ثابت ہوتا تھا اور ان کے نزدیک سورۃ کے بارے میں اس سے انتہا وسیت ثابت ہوتی ہے تو وہی غلط الصلوٰۃ کہ جس سے بڑے زور و شور سے فضیلت ثابت کرتے تھے اسی کو اتنا کھٹایا کہ اس سے سیت ثابت کی اور حنیفہ نے تو اب بھی اس کو متغیر نہیں کیا بلکہ فاتحہ

سورہ دونوں کا وجوب اسی سے ثابت کیا تو اب شواہد کا استدلال فریضہ فاتیحہ پر جملہ الصلوٰۃ سے یہ چیز بدلتی غلط
و سورۃ ولفظ فصاعدا کے نہ رہا۔

اور بھی حنفیہ نے وجوب فاتیحہ و عدم فریضہ پر آیہ فاقرا و اما تبسّر من القرآن اور حدیث
اعراضی ثلث اقرأها تبسّر سے استدلال کیا ہے کہ غلط تاہم عام ہے فاتیحہ وغیرہ فاتیحہ و شمل سے مر یہ شمل
فریضہ ہے پس وجوب غایت ہو گا نہ کہ فریضہ اور باقی رہا اس میں امام شافعی نے اسی حدیث کے غلط المعنی
لہ یقرأ سے استدلال کیا ہے کہ لفظ "من" عام ہے جیسے کہ اصول طرفین میں مبرہن ہے پس وہ عمومہ امام و
مقتدی سب کو شامل ہو گا تو اگر مقتدی فاتیحہ نہ پڑھے گا تو اس کی نماز نہ ہوگی حنفیہ کہتے ہیں کہ اس سے
مقتدی مخصوص ہے اور یہ خصوصیت یہ حد روایت دیگر کے۔ محمدؐ کہتی پڑتی ہے یونکہ بعض روایات میں غلط
و سورۃ معها و فصاعدا بھی مروی ہے اور ظاہر ہے کہ مقتدی کے واسطے سورۃ پڑھنے کو سب کا زمانہ
جس میں پس جو وجہ کہ ممانعت سورۃ کی ہو وہی ممانعت فاتیحہ کی اور یہ یوں کہا جائے کہ قراءۃ مقتدی خلف
الامم ممنوع ہے حد آیت قطعاً ہے اور و اذا قرئ القرآن فاستمعوا له و انصتوا الخ ہے یونکہ یہ مطلق
اشرفیہ است کرتی ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو سنو اگرچہ پڑھا جائے اور چپ رہو اگرچہ ابو
لہ یہ معنی ان کے موافق جنہوں نے آیت کا شان نزول قرآن فاتیحہ خلف الامم کو نسخہ الایات بلا تعلق ہے جس
لہ اکثر ائمہ مفسرین شمل صاحب معالم التزمیل وغیرہ نے تسلیم کیا ہے کہ شان نزول اس آیت کا قرأت
مقتدی خلف الامم ہے اب کوئی وجہ اس کو خطبہ پر عمل کرنے کی نہیں اگرچہ بعضوں نے اس کا شان نزول
خطبہ کو بھی کہیں ہے لیکن اول تو اس کا شان نزول خطبہ ہونا محذوہ ہے یونکہ یہ آیت سورہ عرفہ میں ہے اور
وہ باقی مفسرین علی ہے اور کسی نے اس کو اس میں سے مستثنیٰ نہیں کیا اور دوسرے بھی معنویات کے جمعہ مدینہ
میں فرض ہوا ہے علی حسن احوال اور بعضوں نے ماکہ میں فرض ہوا ہے لیکن اس پر سب متفق ہیں کہ
آپ کو لو اب بعد کی نوبت مکہ میں نہیں آئی مدینہ میں بعد پڑھا کیا پس اس آیت کے نزول کی وجہ کا مافی
الخطبہ کو ماننا عجیب نہیں اگر کسی نے برکت علی الخطبہ کہا ہو گا تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ یہی حکم جو قرآن
مقتدی میں ہے فاتیحہ ممانعت قراءۃ و کلام نبوی خطبہ میں ہے اور نزالت کے یہ معنی محدثین و مفسرین صحابہ
من بعد ہم میں سنت رائج ہے۔ کما لا یخفی علی من لد نظر علی تفسیراتہم جس جب اس کا شان
نزول خطبہ ہونا ممنوع ہوا تو وہی قراءۃ فاتیحہ خلف الامم ماری پس اس کی ممانعت پر نفس صحت ہے بعض صحابہ
نے اس میں منع دیا ہے کہ یہ قول گذر نقل کرتے ہیں عمرؓ علیؓ پر خوب ظاہر ہے کہ جب ائمہ مفسرین و
محدثین نے اس کا شان نزول قراءۃ مقتدی کو کہا ہے تو اب اس کو قول گذر پر بدلائل محض اہل سنت و عمل
نہا جائے یا نہ پڑھیں یوں کہا جائے کہ لا صلوة الا مفتاحہ الکتاب موافق ہمارے لئے کہ مقتدی کو
بھی شمل ہے عمرؓ یہ بتاؤ کہ مقتدی اصابت پڑھیں یا اعلان کی طرف سے کوئی اب ہو کر پڑھ لے تو بھی کافی
ہو جائے گی اگر شریعت اول مر لو ہے تو اس کے لاپس کیا۔ بل ہے و اگر شریعتانی مر لو ہے تو ہمارا مطلب شد

ہے کیونکہ ہم قراءۃ امام کو مقتدی کے واسطے کافی کہتے ہیں ہر چند کہ ہم کو اس پر دلیل! نے کی ضرورت نہیں رہی مگر خیر! زیادتِ وضوح کے لئے بیان کرتے ہیں کہ قراءۃ امام مقتدی کے واسطے کافی ہونے کی دلیل حدیث رسول اللہ ﷺ من كان له امام فقرأ له الامام له قراءة ہے کہ یہ مطلقہ صاف و البتہ سرتی ہے کہ امام کی قراءۃ مقتدیوں کے واسطے کافی ہے بعض عامین بالحدیث یوں کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے جواب یہ ہے کہ یہ حدیث بہت سے طرق سے مروی ہے بعض ان میں سے ضعیف ہیں اور بعض قوی ہیں پس جب کہ ایک طریقہ سے قویہ ثابت ہوگئی لب اس میں کام کی گنجائش نہیں رہی اور اگر بالفرض اس کا کوئی طریقہ قوی نہ ہو تا سب کے سب ضعیف ہوتے تاہم طرق متعددہ سے مروی ہونا حسن وغیرہ ہونے کے واسطے کافی تھا جیسا کہ اصول حدیث میں مذکور ہے اور اسی کے مؤید ہے قول رسول اللہ ﷺ کا الامام ضامن کیونکہ یہ بھی بفتحوا لله الشویف و است کرتا ہے اس پر کہ مقتدی کی نماز امام کی نماز میں شریک آتی ہے جتنی نماز مقتدی نماز امام کے ضمن میں متحقق ہے اور اس پر قرینہ لولویت امام و اختلاف وغیرہ شاہد ہیں جس کو فہم سلیم ہوگی وہ خود سمجھ لے گا پس جب ان آیات و اشارات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امام و مقتدی کی ایک ہی نماز ہے پھر اس میں ایک کی قراءۃ دوسرے کے واسطے کافی نہ ہونے کی کیا وجہ ہے کیونکہ در صورت قراءۃ امام و مقتدی تکرار قراءۃ لازم آئے گی اور اس پر آثار صحابہ بہت سے وال ہیں امام محمدؒ نے مؤطا میں نقل کئے ہیں پس ترمذی کا اس پر یہ منہ کہ حضرت عمرؓ وغیرہ کا یہی مذہب تھا ممنوع ہے کیونکہ حضرت عمرؓ سے دونوں طرح کی روایتیں مروی ہیں بعض سے اثبات قراءۃ للمقتدی اور بعض سے ممانعت ثابت ہوتی ہے پس ان کی تعیین مذہب ایک جانب پر ٹھیک نہیں۔ هذا ما حضری من تقریر مولانا الاعظم اسنادا المکرم المولوی محمود حسن المحدث الدیوبندی ادام الله طله علی رؤس الطالبین وقد بسط الکلام فیہ مولانا المقدس۔

تیسواں باب ستر عورت

کافر کا ستر دیکھنا بھی ناجائز ہے

(سوال) قصد کافر کا ستر دیکھ کر کیا ہے؟ المسفتی نمبر ۵۳ شیخ محمد بن عبدالحق (خاندن)

۱۹ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۳۴) قصد کافر کا بھی ستر دیکھنا ناجائز نہیں بلکہ قصد نظر پڑ جائے اور فوراً نظر ہٹائے تو گناہ نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

سر پر رومال باندھ کر نماز پڑھنا

(سوال) ایک بزرگ مذہب اہل حدیث ہیں بہت زیادہ پابند سنت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں کبھی کبھی اہمیت کرتے ہیں لباس من کا یہ ہوتا ہے کہ لوگ دیکھ کر یہ دانت اور سر پر ایک رومال لپیٹے ہوئے ایک روز ایک شخص نے کہا کہ اگر آپ ٹوپی پہن کر آتے تو اچھا ہوتا۔ اس پر وہ بہت ناراض ہوئے۔

المسفتی نمبر ۵۲۴ شیخ شفیق احمد (ضلع موچھی) ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ جو ۱۱ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۳۵) قیاساً سر پر رومال باندھا ہو تو یہ نماز کے لئے کافی لباس ہے اس میں

نماز پڑھا کر اہمیت جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

ٹنگے سر نماز کا حکم

(سوال) ٹنگے سر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المسفتی نمبر ۶۱۱ خیم محمد قاسم (ضلع میانوالی) ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۳۶) ٹنگے سر نماز پڑھنا جائز ہے اگر تو وضو خشوع ہو تو کوئی کراہت نہیں اور اگر بے پروائی و

اہلی پن سے ہو تو کراہت نماز ہو جائے گی۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

دھوئی باندھ کر نماز پڑھنا

(سوال) اگر کوئی شخص دھوئی منظر پر باندھے کہ ستر عورت چاہے منظر پر شہوات کے لئے اسی حالت

۱) و یحظر من لاجبہ ولو کافراً فی وجہہ و یتکب لفظ للنسوة و السور و شرح کتاب الحظر و الاباحہ فصل فی النظر و المسح ۳۶۹/۶ ط سعید

۲) و المستحب ان یصلی الرجل فی ثلثة احوال فحسب و ازاد و عدمہ الخ حلی کسر فروع فی الستہ ص ۲۱۶ ط سہل اکیڈمی لاہور

۳) و صلاۃ حسنہ ی کسب راسہ للکس و لا مانع من لیسئل و اما لایاۃ ہذا فکفر الخ (السور و شرحہ کتاب منہجہ لصلاة و ما یکرہ فیہا ۶۴۱/۱ ط سعید)

سے نہ کہ پھر آئے تو کوئی نہ کہ یہ نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۲۴ حبیب اللہ (ضلع غازی پور) ۸ محرم ۱۳۵۵ھ میں پریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۷۳۷) اُترے چھپ جانے اور اٹھانے نماز میں ستر کھینے کا احتساب نہ رہے تو نماز ہو جاتی ہے۔
لیکن یہ بیعت مشابہت بنو کی وجہ سے مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

و حق تعالیٰ یا ساڑھی باندھ کر نماز پڑھنا
(سوال) عورت کی نماز و حق تعالیٰ ستر سڑھی پہن کر جائز ہے یا نہیں؟
(جواب ۷۳۸) اگر ستر عورت کامل ہو تو عورت کی نماز ساڑھی پہن کر بھی ہو جاتی ہے۔ (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

مرد کا ستر کہاں سے کہاں تک ہے؟
(سوال) زید کہتا ہے کہ ستر عورت مرد کے لئے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک اور ایسی در
المختار، شرح الوقایہ، احسن المسائل ترجمہ کنز الدقائق، فتاویٰ مجموعہ سلطانی فتاویٰ
برہنہ اور مفتاح الجنۃ میں لکھا ہے اور اس کی مؤید ایک حدیث بھی آئی ہے روایت ہے عمرو بن العاصؓ سے
کہ فرمایا نبی ﷺ نے ناف کے نیچے سے گھٹنوں تک ستر ہے روایت کیا اس کو دلو قطنی نے اور بحر کہتا ہے کہ
ناف ستر میں داخل ہے پس صحیح مسئلہ کیا ہے۔
(جواب ۷۳۹) قول رائے ناف مرد کے لئے ستر عورت کے حکم میں داخل ہے زید کا یہ کہنا صحیح ہے کہ
ستر کا ستر ناف کے نیچے سے شروع ہوتا ہے بالکھنایہ ستر کے حکم میں داخل ہے بحر کا خیال درست نہیں
اللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دلی

پانچامہ کے اندر لنگی پہن کر نماز پڑھنا
(سوال) لہو کوئی مقتدی لوگ پانچامے کے اندر دھلی و نیم باندھ کر نماز پڑھے تو ہو جاتی ہے یا نہیں؟
(جواب ۷۴۰) پانچامے کے اندر یا لنگی کے نیچے اُتر وئی عورت باندھ کر پانچامے سے نماز نہ ہونے کی
کوئی وجہ نہیں ہے نماز ہو جاتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

۱۔ والربع من عورته ووجود عدد ونر فی الحوضۃ علیٰ نصیح السوبر و شرحہ باب شروط الصلاۃ ۱: ۴۵۴ ص
سعید، (۲) والربع من عورته ولمحمد جمع مدینہ حتی شعرہ الدل فی الاصح حالہ الوحۃ والکعب والقدمین الخ
(السوبر و شرحہ باب شروط الصلاۃ ۱: ۴۵۵ ط سعید)

۳۔ العورة من الرجل ما تحت السرة مہ الی: کتبہ و عمہ بہدات السرة لیست بعورة ولكن الرکبة غایۃ و دخولہا
والرکبة عورة ایضا (حلی کبیر الشرط الثالث) ص ۲۰۹ ط سہیل اکینمی لاہور

سستی کی وجہ سے ننگے سر نماز مکروہ ہے

(اخبار الجمعۃ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) ایک شخص ننگے سر نماز پڑھتا ہے اور منع کرنے سے باز نہیں آتا ایک روز نماز میں اس کو منع کر رہے تھے کہ اچانک ایک غیر مقدمہ موافق صاحب آگئے انہوں نے فرمایا کہ تمہارے پاس تو ننگے سر نماز پڑھنی جائز ہے امام اعظمؒ نے ننگے سر نماز پڑھنے کو منع نہیں فرمایا اور صحابہؓ کرام نے ننگے سر نماز پڑھی ہے پھر تم اس کو کیوں منع کرتے ہو؟

(جواب ۷۴۱) اگر ننگے سر نماز پڑھنا بالہی بن اور بپردائی کی وجہ سے ہو تو مکروہ ہے اور اگر فی الحقیقت انکسار و تدلل کی نیت سے ہو تو جائز ہے صحابہؓ کرام نے یا تو تدلل کی نیت سے ننگے سر نماز پڑھی ہے یا تو بی عمدہ ہوئے کی وجہ سے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

گھٹنا ستر میں داخل ہے

(الجمعۃ مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) آن کل قریب قریب عام دستور ہوتا جا رہا ہے کہ طلباء مدرسہ وقت نماز وغیرہ کے ایت پا جائے استعمال کرتے ہیں جن سے کھٹنے نہیں ڈھکتے اور اس کی نسبت میں نے سنا تھا کہ کھٹنے سے رکھنا ٹھیک نہیں ہے مگر ہمارے شیخ امام احمد جامعہ مدینہ اسلامیہ قمر بنی کو اس کی بذات کس تہا میں کا جواب فرض ملا کھٹنے اور سال کرتا ہوں آپ اپنی رائے سے مطلع فرمائیں (جامعہ مدینہ کا جواب یہاں منقول نہیں)

واصف عقی عنہ

(جواب ۷۴۲) اس بارے میں کہ گھٹنا ستر میں داخل ہے یا نہیں؟ علماء و فقہاء کا اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک گھٹنا ستر میں داخل ہے اس کے اس کو چھپا ہوا رکھنا چاہیے طہار کرنے کی عادت ڈالنا درست نہیں ہے یہ ضرور ہے کہ بوجہ اختلاف فقہاء کے اس میں شدت اور تخفیف برتنی بھی منہ سے نہیں ہے جیسا کہ جبر الراق میں ہے۔ وحکمہ العورة فی الركعة احف مد فی الفخذ حتی لورای رجل عبورہ مکشوف الركبة یسکر علیہ برفق ولا یتارعه ان لیح وان راہ مکشوف الفخذ یسکر علیہ بعف ولا یصرہ ان لیح ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) وصالہ حسرائی کاسفار اسہ لمکس ولا س لمدلل وادہ سہ لہا فکمر الخ نسو و شرحہ باب ما یسد الصلاة وما یکرہ فیہا ۶۴۱/۱ ط سعید

(۲) (باب شروط الصلاة ۲۸۴/۱ ط بیروت)

اُدھی آستین والی بچیاں میں نماز

(انجمیہ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۳۸ء)

(سوال) گرمی کے موسم میں لوگ عموماً جتنی پہنا کرتے ہیں اور اسی پر نماز بھی لو اُترتے ہیں اور وہ نواں کہیاں کھلی رہتی ہیں ایسی حالت میں نماز درست ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۴۳) اُترتا ہوتے ہوئے صرف نیم آستین بچیاں پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے نماز ہو جاتی ہے مگر رُحبت کے ساتھ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

عورت کا منہ اور ہاتھ ستر میں داخل ہیں یا نہیں؟

(انجمیہ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) عورت کا منہ اور ہاتھ غیر نماز میں ستر میں داخل ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۴۴) منہ غیر نماز میں ستر میں داخل ہے حجاب کا ثبوت احادیث سے خارج ہے (۲)

چوبیسواں باب متفرقات

تارک نماز کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(سوال) تارک صلوٰۃ جو ہمیشہ نماز چھوڑ دیتا اور سال بھر میں کبھی نہیں پڑھتا ہے اس کے حق میں حضرت رسول اللہ ﷺ اور ائمہ اربعہ کیا فرماتے ہیں؟

(جواب ۷۴۵) تارک صلوٰۃ عہد اکے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے بہت سخت الفاظ فرمائے ہیں حدیث میں ہے کہ جس نے قصداً نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا اور امام احمد بن حنبل اس کے کفر کے قائل ہیں اُردوچہ فقہائے حنفیہ نے اسے کافر نہیں کہا لیکن وہ بھی یہ فرماتے ہیں کہ اسے قید میں ڈال دیا جائے اور جب تک توبہ نہ کرے نیل خانے میں رکھا جائے اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ مادرِ سر اس کا جسم زخمی کر دیا جائے اور امام شافعی اس کو حدایا کفر اُقتل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ وقار کھیا معجانہ ای نکاسلا فاسق یحبس حتی یصلی لاتہ یحبس لحق العبد فحق الحق احق و قبل یصرب حتی یسبل مہ الدم و عد الشافعی یقتل حدًا و قبل کفرًا انتہی۔ (در مختار) (۳)

(۱) ولو صلی و افعأ کعبہ الی المرفئین کرہ الخ (عالمگیریۃ) باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۱۰۶/۱ ط ماحدہ

(۲) و عن أم سلمة کانت عند رسول الله ﷺ و میمونة إذا قتل ابن أم مکتوم دخل علیه فقل رسول الله ﷺ "احصاه" فقلت "یا رسول الله! ایس هو أعسی لا یصر یا؟" فقال رسول الله ﷺ "أفعیا و ان أسما السمتا تبصرانه" (ترمذی) باب ما جاء فی احتجاب النساء من الرجال ۱۰۶/۲ ط سعید

(۳) (کتاب الصلاۃ ۳۵۲/۱ ط سعید)

نماز عصر اور فجر کے بعد ہام کا قبلہ رو ہو کر بیٹھنا

(سوال) فجر و عصر کی نماز کے سلام پچھنے کے بعد ہام دائیں جانب و بائیں جانب نہ پچھ کر ہامائے قبلہ اور ظہر و مغرب و عشا کی نماز میں بغیر پچھنے دائیں بائیں کے قبلہ رو بیٹھنے ہوئے دو ہامائے قبلہ فجر و عصر میں ہائیں بائیں پھر باور باقی نمازوں میں قبلہ رو نہ کرنا آیا شرع شریف میں اس کی کوئی سند ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۴۶) عصر و فجر کے بعد قبلہ رو بیٹھنے رہنا مکروہ ہے دائیں بائیں پھر جانا چاہئے یا مقتدین کی طرف منہ کر کے اس کے علاوہ تین نمازوں ظہر، مغرب، عشاء میں اون والی فعل یہی ہے کہ دیر تک نہ بیٹھے بلکہ عیدہ ماثورہ میں سے کوئی دعا پڑھ کر سنتوں میں مشغول ہو جائے۔ و اذا سلم الامام من الظهر والمغرب والعشاء كره له المكث قاعدا لانه يقوم الى الطلوع وفي صلوة لا تطوع بعدها كالعصر والفجر يكره المكث قاعدا في مكانه مستقبل القبلة والنبي عليه الصلوة والسلام سمى هذا بدعة. انتهى مختصراً (۱) (حدید)

”من ترك الصلوة متعمداً“ کا کیا مطلب ہے؟

(سوال) زید فرضیت نماز کا قتل ہے مگر نماز ادا نہیں کرتا یہ شخص مشرک ہے یا نہیں؟ اگر مشرک نہیں تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ ”من ترك الصلوة متعمداً فقد كفر“ (۲)

(جواب ۷۴۷) جو شخص فرضیت نماز کا قتل ہو لیکن سستی و چست یا کسی اور وجہ سے نماز نہ پڑھتا ہو اس کو مشرک نہاد درست نہیں اور نہ کوئی شخص ترک نماز سے کافر ہو جاتا ہے والکبیرۃ لا تخرج العبد المؤمن من الایمان (عقائد نفسی) ۳ ہاں ۱۰ جہاں تک کبیرہ کی بات ہے و تارکھا عمداً محابہ ای تکاسلا فاسق یحبس حتی یصلی لانه یحبس لحق العبد فحق الحق احق و قبل یضرب حتی یسل مہ الدم (در مختار) : حدیث من ترك الصلوة الخ شدید و تحذیر پر مبنی ہے یا مطلب یہ ہے کہ یہ کام مسلمانوں جیسا نہیں یہ مطلب نہیں کہ تارک صلوٰۃ کافر ہے۔

تباہی کو نماز روزہ کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

(سوال) تباہی بچوں کی نماز روزہ کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۴۸) تباہی بچوں کے نماز روزہ کا ثواب وادین و ملت ہے اور بعض علماء نے نزائے آپ نے فعل کو سمجھ کر ادا کرنے کیس تو خود ان کو بھی ثواب ملے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) (الفصل الثالث فی سنن الصلاۃ ۱/۷۷ ط ماحدیہ)

(۲) (الترغیب والترہیب من الحدیث للشیخ ابن کثیر) الترغیب من ترک الصلاۃ متعمداً ۱/۳۸۱-۳۸۲ ط احب، المرات العربیہ سروت: لسان)

(۳) (ص ۸۲ ط کتب خانہ محبہ بیرون بوہر گیٹ ملتان)

(۴) (کتاب الصلاۃ ۱/۳۵۲ ط سعید)

نماز میں امام کا جلسہ استراحت کرنا

(سوال) امام اہل حدیث اور مقتدیہان حنفی میں امام صاحب جلسہ استراحت کرتے ہیں جس کے باعث مقتدیہ امام سے پیش قدمی کر جاتے ہیں ایک روز امام صاحب نے کہا کہ پیش قدمی کرنے والوں کی گروہ قیامت کے دن مانند گدھے کے ہوگی اس امام کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۴۱۶ محمد حسین صاحب۔ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۷۵۲) جلسہ استراحت حنفیہ کے نزدیک مسنون نہیں ہے یہ جلسہ عذر (مرضیہ ضوفاً) احکامات میں کیا گیا ہے نماز کے اصلی افعال میں نہیں ہے لیکن جلسہ استراحت کرنے والے امام کے پیچھے حنفیہ کی نماز ہو جاتی ہے حنفیہ کو چاہیے کہ وہ مجدد استراحتی دیر کر کے انھیں کہ امام جلسہ استراحت سے فارغ ہو جائے تاکہ امام سے پہلے مقتدیوں کا قیام نہ ہو جائے اور امام کو چاہیے کہ وہ جلسہ استراحت میں زیادہ دیر نہ کامیں بلکہ حتی الامکان استراحت کے بعد ہڑے ہو جائیں۔ محمد کفایت مددکان اہل حدیث

عید گاہ میں نماز استغفار پڑھنا

(سوال) بعض مسلمانوں کا خیال ہے کہ بروز جمعہ نماز استغفار عید گاہ میں پڑھی جائے آپ اپنی رائے سے متصف فرمائیں نماز کے لئے صبح سرتاب کا وقت رکھنے کا خیال ہے؟

المستفتی نمبر ۴۹۰ حاجی عبدالغنی متولی عید گاہ دہلی

۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۱۶ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۵۳) کسی آسانی و ہوش کے وقوع اور اس کے خوف کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں مشغول ہو جاتے تھے اور یہ امر مستحسن بھی ہے لیکن اس نماز کی جماعت معمول و متوارث نہیں ہے ششخص ہونے خود توبہ و استغفار کرے اور گھر میں نماز پڑھے عید گاہ میں اجتماع کی غرض شاید جماعت ہو مگر جماعت مسنون نہیں ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ مددکان اللہ

بعد نماز صبح مصافحہ کا معمول

(سوال) بعد فراغت نماز صبح تمام مصلدین مسجد امام صاحب سے مصافحہ کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں روزانہ بعد قنوت کے یہ دستور کر رکھا ہے بعض لوگ اس کو بدعت بتاتے ہیں

المستفتی نمبر ۵۴۰ محمد بطیر حسن (ماوہ) ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۱۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۵۴) ہاں نماز فجر کے بعد مصافحہ کرنے کا طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے

(۱) درود میں ”سیدنا“ کا اضافہ

(۲) ”وكن من الساجدين“ سے پہلے تین مرتبہ استغفر یا حسنا

(سوال) (۱) نماز میں تشہد میں جو رو دو لہرائیں ہیں اس میں محمد ﷺ و حضرت ابراہیمؑ کے نامے مرقی کئے گئے ہیں۔ غلط سیدنا یا کیا ہے نماز میں کوئی خلل ہوتا ہے یا نہیں اور خیر سیدنا کے نماز میں یہ نہ کوئی نقصان ہے یا نہیں؟

۴۔ فرض نماز جہ یہ میں نام بعد فاتحہ سورہ حجر کے آخر رکوع کی آیت ولقد اتینک سعاسا من الصنائع الحج باب آیت فسبح بحمد ربک میں پانچ یعنی پڑھا تو رکوع من الساجدین کی تہ و استغفرہ آیت نہ سورہ کے پہلے تین بار تکرار کیا۔ عدہ مقتدی سبحان مدہ کہ رکعہ دیا تو سن کر رکوع کیا اور نماز ختم کیا اس میں قہاحت ہوئی یا نہیں مکررہ ہوا یا نہیں؟ عدہ سوالا زم تھا یا نہیں؟

المستفتی: نمبر ۱۱۸۳ ایم محمد عبدالباری صاحب (آرام) ۲۳ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ اور ۱۲ قمر ۱۴۳۶ھ
(جواب ۷۵۷) قعدہ میں درود شریف کے اندر حضور انور ﷺ اور حضرت ابراہیم کے اسماء مبارک سے پہلے
خدا سیدنا محمد جائز ہے اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں ہوتی اور فی سیدنا کے بھی نماز میں نقصان نہیں آتا
(۲) اس صورت میں نماز کا کراہت جو کبھی سیدہ سواۓ اہل نہیں تھا۔ محمد شہیدت اللہ کان اللہ علیہ

ظہر اور جمعہ کی سنتوں میں ثناء پڑھنے کا حکم

(سوال) زید نے فتویٰ دیا ہے کہ ظہر کی چار رکعت سنت اور جمعہ کی سنتوں میں ٹہا۔ دو دفعہ پڑھنا چاہیے قیہ
حق ہے یا غلط؟ المستفتی: نمبر ۱۷۷۳، مہر مجاہدانہ صاحبہ: نیکیس (شعبہ د)

۱۳ شوال ۱۳۵۵ھ ۲۹ دسمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۷۵۸) ظہر کی چار سنتوں میں اور جمعہ کی چار سنتوں میں شام ایک مرتبہ پڑھنی ہے اور نوافل کی چار رکعتوں میں دوسرے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ ۱ دہلی

نمازی کے سامنے کتنی دورے گزرا جاسکتا ہے؟

(سوال) جامع مسجد میں نمازی کے سامنے سے نفی دور ہو کر گزرنا جائز ہے؟ آپ محض نماز کے بعد وہی جہد چھوڑ کر یا کچھ مقدار معین سے تحریر فرمائیے؟

(١) ويدب السيادة لأن إعادة الإحزاب بالواقع على سلوك ذات قبول فليس من بركة له. (٢) لم يجد داب صفة لصلابة
 ١٩٣١ ط سعيد، (٣) ولورد الكلمة أو نفس كسبة أو نفس حرق أو قدمه أو بطله آخر. (٤) لم يجد صلاته داله بغير
 معنى الخ: (٥) لم يجد مسجل له بغير ١٩٣٩ ط سعيد ٣١١، (٦) ان كسب منه وبلا لبيدي كسب منه في له كفه
 (٧) اولي يحيى يتي بشاء وتعود داله كل شفع صلاة على حدة. (٨) لا يصح له ان يفتني أو يفتني في منه انظر وجميعه
 (٩) (رد المحتار) باب الوتر والاقا ١٦ ط سعيد

المستفتی نمبر ۱۳۴۹ محمد احمد صاحب (مقرر ۱) ۷ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء
(جواب ۷۵۹) بڑی مسجد میں اور میدان میں نمازی کے سامنے اتنی دور سے ٹرنا جائز ہے کہ نمازی اگر
اپنے عہدہ کی جگہ پر نظر رکھے تو گزرنے والا اسے نظر نہ آئے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

نجاست لگی ہوئی صف پر نماز کا حکم

(سوال) مسجد کی صف پر ایک سو تکی بنی ہوئی جو کہ آلودہ ہوئی ہے تخمیناً دس پیارہ ٹر لمبی ہو اس کے
درمیان صف میں نجاست تک چائے یا صرف ایک سے پر ملی ہو تو اس صف میں سے نجاست کی جگہ چھو
کر باقی صف پر نماز ہو سکتی ہے یا نہیں اسی طرح اگر ٹرائٹ کی صف ہو تو اس کے سے کیا حکم ہے؟
المستفتی حاجی محمد رفیع صاحب (ٹرمسٹران دلی)

(جواب ۷۶۰) ٹپاک جگہ پر کھڑے ہونے والے کی نماز تو نہ ہوگی باقی صف پر کھڑے ہونے والوں کی
نماز ہو جائے گی صف خلو اور می کی ہویا ٹائٹ کی پیوریابو (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

عمر تارک نماز کا حکم

(سوال) زید کلمہ پڑھتا ہے اور مسلمانوں کے تمام کام کرتا ہے مگر نماز نہیں پڑھتا یعنی تارک فرض ہے
مگر فرض نہیں جب اس سے کہا جاتا ہے کہ کیوں نماز نہیں پڑھتے تو جواب دیتے ہے کہ پر حارم کایں جو
نماز نہیں پڑھتا تو یقیناً بہت سزا دے گا مگر ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ میں نماز ہو جاؤں آیا ہے شمس مذکور
مسلمان کہیں یا کافر؟

المستفتی نمبر ۱۳۶۸ محمد احمد صاحب دلی۔ ۵ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ ۲۷ فروری ۱۹۳۷ء
(جواب ۷۶۱) جو شخص نماز فرضیت کا اقرار کرتا ہے مگر ترک نماز کو اتنا سمجھتا ہے کہ مسلمان نہ اس و
ترک نماز کی بنا پر کافر کہتا نہیں چیتہ حنفیہ کا یہی مذہب ہے ہاں بعض علماء نے زجر کے طور پر یہیت شخص و
کافر کہہ دیا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

۱. و مقرر در فی الصحراء و فی مسجد کبر موضع سجودہ فی الاصح او مقررہ فی مدینہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مسجد
مسجد صغیر وہ کثرتہ و حدہ مضطرب و سور و شرحہ و فی سماء اللہ قدر ما یبلغ بصرہ علی المذنب علی صلی اللہ علیہ وسلم
ی: ان بشرہ الی موضع سجودہ الخ و انہ یفسد الصلاۃ و ما یکرہ فیہا ۱ ۶۳۴ ط سعید
(۲) قل فی سور و شرحہ الخ یہ جہاد مدینہ من حدت و حث و توبہ و مکہ الی موضع قدیمہ او احد حدات رفع
لا حرج و موضع سجودہ القاد فی الاصح الخ و فی الشفاء (۱) قوله "و مکہ" فلا تصح المحسنہ فی ظرف ساطع و
صغیر فی الاصح (باب شروط الصلاۃ ۱ ۴۰۴ ط سعید)
(۳) و انما کتبنا محاذی الی تکملہ لاسق بحس حتی یصلی و قل بشر رب حی پس من المد و عند السیفی بین شہادۃ
واحده حد و قبل: "کفر" (السور و شرحہ کتاب الصلوٰۃ ۱ ۳۵۳ ط سعید)

(۱) صاحب ترتیب کے کہتے ہیں؟

(۲) قضاء یاد ہونے کی حالت میں وقتی نماز پڑھنا

(سوال) (۱) صاحب ترتیب کون شخص ہو سکتا ہے۔ اس حدیث میں وہ شخص صاحب ترتیب کما جاتا ہے جس نے بالغ ہونے کے بعد ایک بھی نماز قضاء نہ کی ہو یہ بات صحیح ہے اگر ایسا ہی ہے تو کونسی کتاب میں ہے؟

(۲) ایک شخص کی نفلہ کی نماز قضاء ہوئی اس کے بعد اس نے اپنے وقت میں عصر ادا کی اور جب وقت مغرب آیا تو مغرب کی نماز بھی پڑھی مگر اس شخص کو جب عصر کی نماز اور مغرب کی نماز پڑھتا تھا تو ظہر کی قضا نماز پڑھتی تھی پھر اس نے نفلہ کی نماز مغرب پڑھ کر قضا کر لی کیا اس کی عصر اور مغرب نمازیں ہو گئیں یا نہیں کر وہ شخص مامون کا کیا صحابہ؟

المستفتی ۱۵۶۷ مولوی محبت حسین شاہ امام مسجد پلٹن۔ پنجاب یکم رزک وزیر ستان۔

۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۵ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۶۲) (۱) صاحب ترتیب وہ شخص ہے جس کے ذمے پانچ سے سب تک پچھ نمازیں قضا ہوں (۲) اگر یہ شخص صاحب ترتیب نہیں تو اس کی نماز نفلہ و عصر و مغرب ہوئیں اور اگر صاحب ترتیب ہے تو تینوں نہیں وہ میں نماز نفلہ کی نفلہ پڑھنے سے سب ہو جائیں گی اگر طیکہ درمیان میں ہے۔ فوت شدہ اور نہ مرے۔

محمد نجفیت اندکان اندلہ دہلی

نماز صبح کے بعد مقتدیوں کے آگے چنے رکھنا

(سوال) ایک مسجد میں صبح کی نماز کے بعد نمازیوں کے آگے منگی منگی چنے دینے سے قبل سلام پھیرنے کے بعد رکھ دیئے جاتے ہیں کیا یہ سنت ہے؟ فرض ہے؟ یہ واجب ہے؟ من احدث فی امرنا هذا ما لیس حد فہور۔ تین کی حدیث کے مصداق نہیں ہیں۔ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب۔ ہونی (جواب ۷۶۳) یہ عمل نہ سنت ہے نہ مستحب۔ فرض وہ واجب تو ہونے کی کوئی صورت ہی نہیں کہ اس کو زہم سمجھا جائے تو بدعت ہے اور اگر زہم بھی نہ سمجھا جائے نہ کسی کو برا کہا جائے جو پڑھے پڑھنے نہ پڑھے تو اس سے تعرض نہ کیا جائے تو مہربان ہے۔

محمد نجفیت اندکان اندلہ دہلی

۱۔ سقط الترتیب بصیر ورد الفوائد بت ولو کتب مغریۃ کما لو ترک الصلاۃ صبح سلام من سنۃ امام وھلی م سہما
بسا لفتوت الحج ورد المختار باب قضاء الفوائد ۶۸۲ ط سعید
۲۰۔ حدیث الترتیب لا یصل اصل الصلاۃ عند ابی حنیفہ و ابی یوسف و عند محمد یصل لأن النحریمۃ عقدت
للفرض الحج ورد المختار باب قضاء الفوائد ۷۰/۲ ط سعید

سلام علیکم کہنا

(سوال) اگر امام السلام جیمہ رحمتہ اللہ علیہ نے کوئی نہ کرے صرف سلام کی کچھ مدت بعد سے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ المفتی مولوی محمد رفیق دہلوی

(جواب ۷۶۴) یہ خلاف سنت ہے اور اس سے نماز میں براہمت آئے گی یہ جب کہ امام کا وظیفہ میں ہی سلام علیکم سے بھی ایسا ہوتا ہے کہ "الف و گول کے سننے میں نہیں آتا۔ امام تو اسلام کہتا ہے لوگ سلام سنتے ہیں۔ یہ غرہ نہیں محمد کثایت مدحہ اللہ علیہ

محلہ کی مسجد میں نماز افضل ہے

(سوال) زید کے مکان کے پاس ایک مسجد ہے اور زید کی متولی مسجد سے کسی قسم کی نااتفاق ہوئی اور اس نااتفاق کی وجہ سے مسجد کو چھوڑ دیا اور دوسری مسجد اختیار کر لی اور کوئی ترمیم کرنے کی بجائے آپ کے مکان کے پاس مسجد ہونے کے باوجود آپ کا مہاجر نہیں کرتے ہیں تو جو لب میں زید جھوٹے ہیں مسجد کے متولی صاحب نے مسجد کو قس لگا دیا ہے خاص کر میرے لئے اور مجھے منع کر دیا ہے تو ایسے آدمیوں کا یہ حکم ہے دوسری مسجد میں نماز نہ ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اگر ہو جاتی ہے تو دونوں کے وثاب میں کوئی فرق ہے یا نہیں اور زید ایسے گناہوں کا مرتکب ہونے کا قصد کیا ہے؟ امور میں وہ دل و تحقیق کرتا ہے۔

المفتی نمبر ۱۹۷۳ ماہ ۱۱ مرتبہ ۱۱ (بیت ۵۱) حیدرآباد ۲ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲ نومبر ۱۹۳۷ء (جواب ۷۶۵) اگر مسجد کے متولی نے زید و مسجد میں آنے سے منع نہیں کیا تو زید کو مناسبت نہیں ہے۔ دوسری مسجد میں نماز سے جائے اور یہ بھی جائز نہیں کہ متولی کو خود کو محاذ پر کرے۔ زید کی نماز دوسری مسجد میں ہو جاتی ہے مگر وہ جب مقتول محلہ کی مسجد چھوڑ دینی مناسبت نہیں ہے۔

محمد کثایت مدحہ اللہ علیہ

خطبہ و نماز کے لئے ایذا پھیلنے کا استعمال

(سوال) اس دفعہ ملتان کی بڑی میدانہ میں میدانوں کی پختہ کرائی نے وکول کی تلاش کو مد نظر رکھتے ہوئے عام کے آگے ایذا پھیلنے (وکول) دور آگے پھیلنے کا (ارحان جس پر خطبہ کے بعد نماز کی تکبیرات ۱۰۰ جو دو قرأت اور الخیات بھی لہجہ سے چند آواز آتے ہیں پڑھتی و کثایت مضرب ہیں۔ جو نماز پڑھتی نہ، جائز ہے۔ المفتی نمبر ۲۰۹۸ مولوی محمد رفیق دہلوی صاحب (ملتان)

۱۔ دل فی النحر وهو غنی وحید لا کمال یلغو " لسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ " ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ۱۶۳۵ ۱۶۳۶ ۱۶۳۷ ۱۶۳۸ ۱۶۳۹ ۱۶۴۰ ۱۶۴۱ ۱۶۴۲ ۱۶۴۳ ۱۶۴۴ ۱۶۴۵ ۱۶۴۶ ۱۶۴۷ ۱۶۴۸ ۱۶۴۹ ۱۶۵۰ ۱۶۵۱ ۱۶۵۲ ۱۶۵۳ ۱۶۵۴ ۱۶۵۵ ۱۶۵۶ ۱۶۵۷ ۱۶۵۸ ۱۶۵۹ ۱۶۶۰ ۱۶۶۱ ۱۶۶۲ ۱۶۶۳ ۱۶۶۴ ۱۶۶۵ ۱۶۶۶ ۱۶۶۷ ۱۶۶۸ ۱۶۶۹ ۱۶۷۰ ۱۶۷۱ ۱۶۷۲ ۱۶۷۳ ۱۶۷۴ ۱۶۷۵ ۱۶۷۶ ۱۶۷۷ ۱۶۷۸ ۱۶۷۹ ۱۶۸۰ ۱۶۸۱ ۱۶۸۲ ۱۶۸۳ ۱۶۸۴ ۱۶۸۵ ۱۶۸۶ ۱۶۸۷ ۱۶۸۸ ۱۶۸۹ ۱۶۹۰ ۱۶۹۱ ۱۶۹۲ ۱۶۹۳ ۱۶۹۴ ۱۶۹۵ ۱۶۹۶ ۱۶۹۷ ۱۶۹۸ ۱۶۹۹ ۱۷۰۰ ۱۷۰۱ ۱۷۰۲ ۱۷۰۳ ۱۷۰۴ ۱۷۰۵ ۱۷۰۶ ۱۷۰۷ ۱۷۰۸ ۱۷۰۹ ۱۷۱۰ ۱۷۱۱ ۱۷۱۲ ۱۷۱۳ ۱۷۱۴ ۱۷۱۵ ۱۷۱۶ ۱۷۱۷ ۱۷۱۸ ۱۷۱۹ ۱۷۲۰ ۱۷۲۱ ۱۷۲۲ ۱۷۲۳ ۱۷۲۴ ۱۷۲۵ ۱۷۲۶ ۱۷۲۷ ۱۷۲۸ ۱۷۲۹ ۱۷۳۰ ۱۷۳۱ ۱۷۳۲ ۱۷۳۳ ۱۷۳۴ ۱۷۳۵ ۱۷۳۶ ۱۷۳۷ ۱۷۳۸ ۱۷۳۹ ۱۷۴۰ ۱۷۴۱ ۱۷۴۲ ۱۷۴۳ ۱۷۴۴ ۱۷۴۵ ۱۷۴۶ ۱۷۴۷ ۱۷۴۸ ۱۷۴۹ ۱۷۵۰ ۱۷۵۱ ۱۷۵۲ ۱۷۵۳ ۱۷۵۴ ۱۷۵۵ ۱۷۵۶ ۱۷۵۷ ۱۷۵۸ ۱۷۵۹ ۱۷۶۰ ۱۷۶۱ ۱۷۶۲ ۱۷۶۳ ۱۷۶۴ ۱۷۶۵ ۱۷۶۶ ۱۷۶۷ ۱۷۶۸ ۱۷۶۹ ۱۷۷۰ ۱۷۷۱ ۱۷۷۲ ۱۷۷۳ ۱۷۷۴ ۱۷۷۵ ۱۷۷۶ ۱۷۷۷ ۱۷۷۸ ۱۷۷۹ ۱۷۸۰ ۱۷۸۱ ۱۷۸۲ ۱۷۸۳ ۱۷۸۴ ۱۷۸۵ ۱۷۸۶ ۱۷۸۷ ۱۷۸۸ ۱۷۸۹ ۱۷۹۰ ۱۷۹۱ ۱۷۹۲ ۱۷۹۳ ۱۷۹۴ ۱۷۹۵ ۱۷۹۶ ۱۷۹۷ ۱۷۹۸ ۱۷۹۹ ۱۸۰۰ ۱۸۰۱ ۱۸۰۲ ۱۸۰۳ ۱۸۰۴ ۱۸۰۵ ۱۸۰۶ ۱۸۰۷ ۱۸۰۸ ۱۸۰۹ ۱۸۱۰ ۱۸۱۱ ۱۸۱۲ ۱۸۱۳ ۱۸۱۴ ۱۸۱۵ ۱۸۱۶ ۱۸۱۷ ۱۸۱۸ ۱۸۱۹ ۱۸۲۰ ۱۸۲۱ ۱۸۲۲ ۱۸۲۳ ۱۸۲۴ ۱۸۲۵ ۱۸۲۶ ۱۸۲۷ ۱۸۲۸ ۱۸۲۹ ۱۸۳۰ ۱۸۳۱ ۱۸۳۲ ۱۸۳۳ ۱۸۳۴ ۱۸۳۵ ۱۸۳۶ ۱۸۳۷ ۱۸۳۸ ۱۸۳۹ ۱۸۴۰ ۱۸۴۱ ۱۸۴۲ ۱۸۴۳ ۱۸۴۴ ۱۸۴۵ ۱۸۴۶ ۱۸۴۷ ۱۸۴۸ ۱۸۴۹ ۱۸۵۰ ۱۸۵۱ ۱۸۵۲ ۱۸۵۳ ۱۸۵۴ ۱۸۵۵ ۱۸۵۶ ۱۸۵۷ ۱۸۵۸ ۱۸۵۹ ۱۸۶۰ ۱۸۶۱ ۱۸۶۲ ۱۸۶۳ ۱۸۶۴ ۱۸۶۵ ۱۸۶۶ ۱۸۶۷ ۱۸۶۸ ۱۸۶۹ ۱۸۷۰ ۱۸۷۱ ۱

۴ شوال ۱۳۵۶ھ ۸ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۶۶) خطبہ اور خطبہ ات انتقال کے لئے اور اپنی کراستہ کا استعمال کرنا تو مہاجن ہو سکتا ہے لیکن قرائت قرآن کے لئے نہیں اور احتیاط کو زور ہے پڑھنا تو امام کی جماعت پر مبنی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(۱) محراب سے ہٹ کر جماعت کرنا

(۲) مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم

(۳) خطبہ جمعہ کے بعد اسکا ترجمہ پڑھنا

(۴) امام باندھ کر نماز پڑھانا افضل ہے

(سوال) (۱) امام اصل مقام اور مترہ جگہ یعنی محراب چھوڑ کر مسجد ہی میں کسی دوسری جگہ یا اس پر فرش پر گرمی کے سبب یا کسی شخص کے کہنے پر پچھلی جماعت سے نماز پڑھاے تو نماز میں یا نماز کی اصلیت میں یا اس کی فضیلت میں کوئی فرق آئے گا یا نہیں؟

(۲) مسجد میں عینی جماعت سے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے کیا اس کے لئے کوئی خصوصیت ہے؟

(۳) خطبہ جمعہ میں خطبہ ہونے کے بعد اس کا ترجمہ اردو تقریر یا نثر میں پڑھنا درست ہے؟

(۴) امام کا ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا اور امام باندھ کر نماز پڑھنا دونوں میں کیا فرق ہے؟

المستفتی نمبر ۲۱۵۲ محمد ظہیر (ضلع ساک) ۲۸ شوال ۱۳۵۶ھ مکرم جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۷۶۷) (۱) محراب میں کھڑے ہونا افضل ہے اور گرمی کی وجہ سے باہر کھڑے ہونا اگر امام محراب کے مقابل کھڑے ہو تو اس میں بھی مضائقہ نہیں ہے اور محراب سے شہابی یا چٹو یا ہٹ کر کھڑے ہونا پچھلی جماعت میں بغیر عذر مکروہ ہے گرمی کا عذر کافی نہیں (۱)

(۲) جس مسجد میں نماز جماعت مقرر ہو اس میں دوسری جماعت مکروہ ہے (۲)

(۳) اردو تقریر و نثر خطبے میں خلاف لوٹی ہے (۳)

(۴) ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے مگر تمامہ کے ساتھ افضل ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لا حولی

۱۔ قول الشافعی (و یقف وسطاً) قال فی المعراج فی مسوط بکر " لیسۃ ان یقفوا فی المحراب لیسۃ الطرفین ولو قد احدثوا فی الصف بکمرہ والاصح مازوی عن ابی حنیفۃ الحداد " اکبرہ ان یقفوا بین السورین او فی زاویۃ او ماحیۃ لمسجد او علی ساریۃ لایۃ خلاف عمل لامہ رب الامۃ ۵۶۸ ط سعید

۲۔ ویکرد بکراۃ الجماعة فی مسجد محد لاج السور و سرحۃ رب الامۃ ۵۵۲ ط سعید

۳۔ لا شفت فی لۃ حفصۃ بکمرہ خلاف لیسۃ المتوحدۃ من کسی تک والصحابۃ الخ عمدۃ الرغابہ عمی ہاشم شرح الوقایۃ باب الجمعة ۲۰۰/۱ ط سعید

۴۔ والمسجد ان یصلی الرجل فی ثلاثۃ اوقات فممن واراد و عدمہ ما لو صلی فی ثوب واحد من حشاشہ حبیبۃ یدہ کدر الہبت بحوزہ من غیر کمرۃ الخ (حلی کبیر) فروع فی السنن ص ۲۱۶ ط سہیل کبیدی لاہور

نمسون و حین تصبحون (الآیۃ) ۱۰ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا ذلی

(۱) مسجد میں پآواز بلند سورہ کھف پڑھنا

(۲) بعد نماز بلند آواز سے کلمہ پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) وقت خطبہ مسجد میں جمعہ کے دن سورہ کھف کا پآواز بلند ایک ایک رکعت پر سنتے ہیں نووارد مصلیان کی نمازوں میں نقصان آتا ہے بلکہ نماز جمعہ کا اور خطبہ کا تفسیح اوقات ہو جاتا ہے اس طرح کا پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟

(۲) جماعت کے ختم ہوتے ہی فوراً کلمہ صبیحہ کا ذکر پڑھ کر رکعت میں ۳ مرتبہ لا الہ الا اللہ الا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

المستفتی نمبر ۲۶۰۱ سیٹھ قاسم بیگ جرات ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ

(جواب ۷۷۱) (۱) سورہ کھف آواز بلند سے مسجد میں پڑھنا جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل آئے ناجائز ہے (۲)

(۲) اسی طرح نماز کے بعد کلمہ طیبہ کو بلند آواز سے پڑھنے کی ضرورت بھی درست نہیں اتنی آواز کہ کسی نمازی کی نماز میں خلل نہ آئے سلام کے بعد کلمات ثورہ پڑھنا بجا ہے محمد کفایت اللہ کان اللہ لا ذلی

کیڑے سے منہ ڈھانپ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) زید نماز کی حالت میں اپنے منہ کو پیچے سے سے چھپا پیتا ہے۔ یہ کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۷۷۸ - ۵ صفر ۱۳۶۳ھ

(جواب ۷۷۲) منہ لورے پیچے سے ڈھانک لینا نماز میں مکروہ ہے حدیث شریف میں منہ ڈھانک کر نماز میں آئی ہے۔ نہیں رسول اللہ ﷺ عن السدل فی الصلوٰۃ وان یغشی الرجل فاه (مشکوٰۃ) ، مرقاۃ ، شرح مشکوٰۃ میں ہے کانت العرب یتلثمون بالعمائم و یجعلون اطرافہا تحت اعضاءہم فیغطون افواہہم کبلا یتصیہم النواء المحتلط من حرا و برد فیہوا عدا لا یتسمع حسن

(۱) (سورۃ الروم ۱۷)

۲، اجمع الفقہاء سقا و حلق علی استحباب ذکر الجماعۃ فی المساجد و غیرہ الا ان یشوش حیرہم علی سہار

مصل او قاری الخ (رد المحتار) باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا مطلب فی رفع الصوت بالذکر ۱ ۶۶۰ ط سعید

۳، بابہ الناس اوعوا علی انفسکم فانکم لا تدعون اسمہ ولا عدا الحدیث بخاری باب قول لا حول ولا قوۃ الا باللہ ۲ ۹۴۸-۹۴۹ ط قدیمی

(۴) (باب الستر ص ۷۳ ط سعید)

(۵) (باب الستر) نہیں عن السدل ۲ ۲۳۶ ط امدادیہ ملتان

(۱) جیل میں اذان دی جائے یا نہیں؟

(۲) جیل میں پانی نہ ملے تو تحیم کیا جائے

(۳) جیل میں جماعت کرانا جائز ہے

(۴) احتیاجاً بھوک ہڑتال کا حکم

(از ہفتہ وار مسلم دہلی مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۲۲ء)

(سوال) (۱) جیل میں اذان سے روک دیا جائے تو پھر کیا کرنا چاہیے؟ (۲) جیل میں اگر پانی نہ ملے یا جیل کے عملہ پانی نہ لینے دیں تو نماز کی ادا کرنے کے لئے کیا کرنا چاہیے؟ (۳) جیل میں اگر وہ جو صحت نماز نہ پڑھنے دیں تو یہ صورت ہونی؟ (۴) مقابلہ جو ملی بد راہت جاتی برخلاف سوئی کیا جائے تو کیا حکم ہے؟

المستفتی دفتر مجلس خلافت پنجاب (لاہور)

(جواب ۷۷۶) (۱) اذان دینے کی کوشش کرنی چاہیے ورنہ جب کہ کسی طرح جائزہ حکام اجازت نہ دیں تو بغیر اذان نماز پڑھ لی جائے (۱)

(۲) جیل میں اگر جہر حکام و نحوہ کے لئے پانی نہ دیں اور کسی طرح پانی دستیاب نہ ہو یا اس کے استعمال پر قدرت نہ ہو تو تحیم سے نماز پڑھیں (۱۰)

(۳) جماعت سے نماز پڑھنے کی اجازت کے لئے کوشش نہ جائے اور کسی طرح بھی اجازت نہ ملے تو فرداً نماز پڑھ لی جائے (۲)

(۴) مقابلہ جو ملی اس حد تک کہ بدلت کا کمان غالب نہ ہو جائے جائز ہے۔ محمد کا حیات اللہ کان اللہ نہ

بے نمازی کی نماز جنازہ پڑھنی جائے

(از جمعیت سر روزہ مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) بے نمازی یعنی جس شخص نے تمام عمر میں کبھی نماز نہیں پڑھی ایسے شخص پر نماز جنازہ درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۷۷) تبارک الصلوٰۃ، الماحضہ کے نزدیک فاسق ہے کافر نہیں۔ اور فاسق کے جنازہ کی نماز پر حتیٰ نہ رہی ہے بغیر نماز پڑھنے، مگر یہ کہ اگر نماز پڑھ کر نماز پڑھنے کے لئے بڑے اور

۱۔ وهو سہ موكدة للغير من في وفية وثو فساد الحج وهو لا يصح له لادان ۱ ۳۸۴ ط سعد، خلافت مصر وند
بحساعة في بند مصر او قرية لب مسجد ولا يكره تركه. ۵۵۵ الح الحى يكتبه الحج سبور و شرحه ط لادان ۱ ۳۹۵
ط سعد

(۲) من عجز عن استعمال الماء للعدة مالا او لمصر او برد او خوف عدو نيم (توبير الانصار) باب التيمم ۱ ۲۳۲
ط سعد

۳. والحساعة سہ موكدة للغير من في وفية وثو فساد الحج وهو لا يصح له لادان ۱ ۳۸۴ ط سعد، خلافت مصر وند
بحساعة في بند مصر او قرية لب مسجد ولا يكره تركه. ۵۵۵ الح الحى يكتبه الحج سبور و شرحه ط لادان ۱ ۳۹۵
ط سعد

مقتد انما زہ پڑھیں معمولی درجہ کے لوگوں کو کہہ دیں کہ وہ نماز پڑھ کر دفن ہو دیں۔ (۱)

نماز کب معاف ہوتی ہے

(سوال) نماز کب معاف ہوتی ہے؟

(جواب ۷۸۱) جب انسان مرض کی وجہ سے بالکل ہوش و حواس سے عاری ہو جائے اور اسی حال پر چوبیس گھنٹے سے زیادہ گزر جائیں یا اتنا کمزور ہو جائے کہ سر سے صرف اشارہ کرنے کی بھی قدرت نہ ہو اور اسی حال پر ایک رات دن سے زیادہ ہو جائے تو ان نمازوں کی قضاء بھی اس کے ذمے نہیں ہوتی (۱) محمد کفایت اللہ

”اللہ اکبر“ کہنا مفید نماز ہے یا نہیں؟

(المجمعیۃ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۴ء)

(سوال) اللہ اکبر کی بجا کو جو فتنہ ہے کما حقہ ادا کرتے ہوئے راء کو خفیف سا کھینچ کر ادا کرنے میں نماز میں کیا نقصان ہوگا؟

(جواب ۷۸۲) بکا فتنہ کھینچنے سے اگر اکبر ہو جائے تو نماز مکروہ ہوگی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز میں تصور شیخ کا حکم

(المجمعیۃ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) تصور شیخ جو اکثر مشائخ اپنے مریدوں کو بتاتے ہیں مراقبہ میں یا نماز میں جائز ہے یا نہیں؟ خصوصاً جب کہ اللہ کے ذکر کے ساتھ ہو؟

(جواب ۷۸۳) تصور شیخ کا مسئلہ تصوف کا مسئلہ ہے صوفیہ اس کو توحید خیال کے لئے مفید سمجھتے ہیں لیکن نماز کی حالت میں اصول فقہیہ کی رو سے اس کی اجازت دینی مشکل ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نمازی کے سامنے کتنے فاصلے پر گزرنا جائز ہے؟

(المجمعیۃ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) مصلیٰ کے آگے سے کتنے فاصلے کے درمیان سے گزرنا گناہ ہے اکثر کتابوں میں لکھا ہے کہ موضع سجود کے درمیان سے گزرنا منع ہے موضع سجود کے مطالب میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ سجدہ کرنے

(۱) وإن تعدلوا إيماناً برأيه وكثرت القوافل بأن زادت على يوم وليلة سقط القضاء عنه وعليه القوي (السور و شرحه باب صلاة المريض) ۹۹/۲ ط معبد

(۲) ”حلی کبیر“ میں اس کو منہ صلوٰۃ کہا ہے: وإن قال الله أكبر لا يصير شارعاً وإن قال في حلال الصلاة تفسد صلاته قيل لأنه اسم من أسماء الشيطان وقيل لأنه جمع كبر بالتحريك وهو الطيل وقيل يصير شارعاً ولا تفسد صلاته لأنه أسماء والأول أصح (الأول تكبير الافتتاح) ص ۲۶۰ ط مہیل

(۳) وإن المساجد لله فلا تدعو مع الله أحداً الآية (جن: ۱۸) ولو تفكر في صلاة فتذكر حينئذ أو شعراً أو خطبة أو مسئلة بكرة (عالمگیری باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها) ۱/۱۰۰ ط ماجدیہ كونه

کی جگہ اور مصلیٰ کے قدم کے درمیان سے گزرنے سے منع ہے اور اس کے باہر سے گزرنے سے منع ہے بعض کہتے ہیں کہ مصلیٰ کے آگے جو فرش پر صف بندی کی لکیر بنی ہوئی ہے یہی سترہ کے لئے کافی ہے اور اس خط کے باہر سے بلا ضرورت بھی گزرنے سے منع ہے

(جواب ۷۸۴) نماز پڑھنے والے کے آگے سے چھوٹی مسجد یا چھوٹے مکان میں گزرنے سے منع ہے جب تک کہ اس کے آگے کوئی آئینہ ہو اور بڑی مسجد یا مکان یا میدان ہو تو اسے آگے سے گزرنے سے منع ہے کہ اگر نمازی اپنی نظر مسجد کی جگہ پر رکھے تو گزرنے والا اسے نظر نہ آئے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) انتشار پھیلانے والا گناہ گار ہے

(۲) غیر مقلدین اہل السنۃ والجماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟

(۳) اہل حدیث کے پیچھے نماز عید کا حکم

(۴) عیدین میں عند الاحناف تکبیرات زوائد چھ ہیں

(۵) احناف کو اہل حدیث کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

(۶) ترلوت مع وتر تین رکعات مستنون ہیں

(۷) گیارہ رکعت ترلوت کو سنت کہنا

(۸) عالم کی موجودگی میں غیر عالم کی امامت

(۹) حق بات کو چھپانا گناہ ہے

(التمعیۃ مورخہ یکم فروری ۱۹۳۶ء)

(سوال) ہم لوگ جب کہ شری صدقہ فطر سے بالکل ہواقت تھے اور چرم قربانی کو بیچ کر اپنے مصرف میں لاتے تھے بعدہ بعض تو چرم قربانی بیچ کر ہڑی وغیرہ غشی و مسکر چیزیں بیچ جاتے تھے اس وقت سے آج تک علمائے اہل حدیث کے ساتھ عیدین کی نماز بے تکلف بارہ تکبیروں کے ساتھ پڑھتے رہے اور انہیں علمائے کرام کی بدولت شرعی مسائل سے واقف ہونے صدقہ فطر نکالتے ہیں اور چرم قربانی کی قیمت مدارس اسلامیہ میں دیتے ہیں جس کو تمیں چالیس برس کا عرصہ ہوتا ہے اس عرصے میں بڑے بڑے مشہور علمائے احناف آئے اور آتے رہتے ہیں اور اپنے مواضع حسنہ سے مستفید فرماتے ہیں مگر آج تک کسی عالم نے یہ نہیں کہا کہ علمائے اہل حدیث کے پیچھے تم لوگوں کی نماز نہیں ہوگی اب کے سال چند ریلوی حضرات نے بڑی دھوم مچا رکھی ہے لوگوں کو غماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی مندرجہ ذیل

(۱) و مرور علی الصحراء او مسجد کبیر بسويع سجودہ فی الاصح او مرورہ بین یدیه الی حائط القبلة فی بیت و مسجد صغیرہ فانہ کثیفۃ واحده مطلقا الخ التوبیر و شرحہ و فی الشامیہ: "انہ قد رما بفع بصرہ علی المنار لو صلی بحشوع ای رما بصرہ الی موضع سجودہ الخ (باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۱/۶۳۶ ط سعید)

سوالات کے جواب مرحمت فرمائیں۔

(۱) جماعت کا منتشر کرنے والا مجرم ہے یا نہیں؟ (۲) اہل حدیث سنت جماعت میں سے ہیں یا نہیں؟ (۳) علمائے اہلحدیث کے پیچھے احناف کی عیدین کی نماز ہوگی یا نہیں؟ (۴) عیدین کی نماز بارہ تکبیروں سے افضل ہے یا چھ تکبیروں سے؟ (۵) احناف اپنے کو اہل حدیث کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ (۶) تلواع کی نماز مع الوتر گیارہ رکعت افضل ہے یا تیس؟ (۷) کوئی شخص تلواع کی نماز سنت سمجھ کر گیارہ رکعت پڑھے تو کیا وہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجرم ہوگا؟ (۸) عالم کے موجود ہوتے ہوئے معمولی اردو خوال کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں؟ (۹) حق بات کو چھپانے والا کیسا ہے؟

(جواب ۷۸۵) (۱) تفریق پیدا کرنے والا سخت گناہ گار ہے (۲) ہاں اہل سنت والجماعت میں داخل ہے (۳) ہو جائے گی مگر سختی مقتدی چھ تکبیریں کہیں (۴) خفیہ کے نزدیک چھ تکبیروں سے ہے (۵) اصطلاحی معنی سے نہیں کہہ سکتے (۶) تیس رکعت افضل اور مستنون ہیں (۷) مجرم تو نہ ہوگا مگر تارک افضل و راجح ہوگا (۸) ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی (۹) ضرورت بیان کے موقع پر حق کو چھپانے والا گناہ گار ہے (۱۰) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز میں کیا تصور کیا جائے؟

(المجمیعہ مورخہ ۱۶ جون ۱۹۳۸ء)

(سوال) جب انسان نماز پڑھنے کھڑا ہو تو اس کو ہمہ تن خالق دو عالم کی طرف رجوع ہو جانا چاہئے اور دل میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی قسم کا خیال نہیں گزرنا چاہئے ایسی تصورات میں نماز کی رکعات کا شمار اور رکوع و

(۱) قوله تعالى "واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا" الآية (آل عمران ۱۰۳) وقوله تعالى "ولا تذاخروا عيشتكموا

والتعب ورجكم" (النحل ۷۶)

(۲) جو غیر مقتدی تھیں تو شرک کہیں ہر گز نہ ہو چہرے اور سب و جسم کریں اور اہل سنت والجماعت کے اہل قیاسی مسائل کا انکار کریں۔ اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں۔

(۳) جو غیر مقتدی تھیں تو شرک کہیں اور اہل سنت والجماعت کے اہل قیاسی مسائل کا انکار کریں وغیرہ وہ متہد ہیں ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے (امداد الفتاویٰ باب الإمامة والجماعة ۲۵۳/۱ ط مکتبہ دار العلوم کراچی)

(۴) وہی ثلث تکبیرات فی کل رکعة الخ (الدر المختار باب العیدین ۱۷۲/۲ ط سعید)

(۵) وعن یزید بن رومان أنه قال: "كان الناس يلقون في زمان عمر بن الخطاب في رمضان ثلاثاً وعشرين ركعة (آل السنن باب التراويح بعشرين ركعة" ص ۲۰۵ ط اعدادہ)

(۶) وہی عشرون ركعة (در مختار) و فی الشامیہ: "هو قول الجمهور" و علیہ عمل الناس شرقاً و غرباً الخ (باب التویر والوافل مبحث التراويح ۴۵۲/۲ ط سعید)

(۷) والأحق بالإمامة تقديمنا على صاحبنا الأعلام بأحكام الصلوة ثم الأحسن تلاوة و تجويداً للقراءة الخ (السيور و شرحه باب الإمامة ۵۵۷/۱ ط سعید)

(۸) إن الذين يكتمون ما أتواك من الكتاب والهدى من بعد ما بيده الناس في الكتب أولئك يلعنهم الله و يلعنهم النعمون (بقرہ ۱۵۹)

نہود کا خیال رکھنا مشکل ہے اگر نماز کی ترتیب اور شمار رکعات کا خیال رکھے تو اللہ تعالیٰ کا خیال قائم نہیں رہ سکتا۔؟

(جواب ۶۷۸) نماز میں صرف اللہ تعالیٰ کا خیال رہنا چاہیے اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز ہی ہمہ تن اس تصور میں غرق ہو کہ میرا معبود اور مسجود اللہ تعالیٰ ہے اور میں اس کے سامنے کھڑا ہوں اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے اور اگر خیال اتنا قوی ہو جائے کہ گویا میں خدا کو دیکھ رہا ہوں تو سبحان اللہ! بہر حال اس خیال اور تصور کے ساتھ قیام نہ رکوع، سجود اور رکعات کی تعداد کا تصور جمع ہو سکتا ہے اور ارکان کے تصور سے یہ لازم نہیں آتا کہ خدا تعالیٰ کا جو تصور مطلوب ہے وہ باقی نہ رہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کفایۃ المفتی جلد سوم ختم ہوئی اس کے بعد جلد چہارم ہے